حصہ اوّل

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف : ابی جعفر محمد بن جریر الطبری

ترجمہ : سید محمد ابراھیم ایم اے ندوی

نفیس اکیڈمی ○ کراچی

تاریخ طبری

جلد اوّل

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تاریخ اسلام کے قدیم ترین اور مستند مورخ علامہ جریر طبری کی "تاریخ الامم والملوک" کا پہلا حصہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کی تمام تفصیلات معتبر اور اصل راویوں تک مکمل سلسلۂ اسناد کے ذریعہ بیان کی گئی ہیں، یہی وہ نایاب تاریخ ہے جو زمانۂ قدیم سے لیکر عصر حاضر تک سیرتِ مبارکہ کی معتبر اور مستند ماخذ رہی ہے اور تاریخ اسلام کے تمام مورخین نے اسی سے خوشہ چینی کی ہے

ترجمہ

سید محمد ابراہیم ایم اے (ندوی)

تصنیف

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

ترتیب وتبویب

شبیر حسین قریشی ایم اے

نفیس اکیڈمی

اسٹریچن روڈ ــــــــــــــ کراچی (پاکستان)

قیمت۔ مجلد ████ روپے

تاریخ الامم والملوک

مصنفہ علامہ ابن جریر الطبری کے حصہ اوّل کا اردو ترجمہ

بہ اہتمام ــــــــ خالد اقبال گاہندری

اشاعت اوّل ۔ نفیس اکیڈیمی کراچی ۔ مارچ سنہ ۱۹۶۷ء

اشاعت دوم جولائی سنہ ۱۹۷۰ء

ٹیلیفون ــــــــ ۵۱۲۳۰

مطبوعہ

ایجوکیشنل پریس کراچی

عنوانات سیرت النبی صلعم

باب ۱

باب ۲

باب ۸

باب ۹

نگاہِ اوّلین

از: چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

یہ کتاب جو آج آپ کے سامنے ہے، یہ علامہ ابو جعفر محمد ابن جریر طبری کی مشہور و معروف تاریخ تاریخ الامم والملوک، کا مکمل اور صحیح ترین ترجمہ ہے۔ تاریخ طبری کو اسلامی تاریخ کے سلسلہ میں اُمہات الکتب کا درجہ حاصل ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے ایک شیعہ عالم یعقوبی نے اپنی کتاب تاریخ یعقوبی لکھی تھی۔ مگر وہ بہت مختصر اور تشنہ ہے۔ یہ مقام صرف تاریخ طبری کو ہی حاصل ہے کہ وہ واقعات کی زیادہ سے زیادہ تفصیل مہیا کرتا ہے اور مطالعہ کرنے والے کے لئے ان تفصیلات میں سے گذر کر ابتدائی اسلامی دور میں واقعات وحالات کے صحیح رُخ کو معلوم کرنے کے لئے کافی مواد فراہم کرتا ہے۔

علامہ طبری کی وفات سنہ ۳۱۰ھ میں بغداد میں ہوئی تھی۔ ان کی عمر کا بڑا حصہ مرکزِ علم وفن اور معدن علوم شہر بغداد میں بسر ہوا۔ اس وقت کے تمام چوٹی کے اساتذہ اور علماء کی صحبتوں سے انہوں نے فائدہ اٹھایا۔ مصر اور حجاز کا سفر کیا۔ اور وہاں کے اہلِ علم سے کماحقہٗ استفادہ کیا۔ انہوں نے یہ تاریخ اپنی عمر کے آخری دور میں لکھنا شروع کی۔ یہ تاریخ سنہ ۳۰۲ھ تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔ ہر سن کے واقعات اس سن میں مختلف عنوانات کے تحت درج کئے گئے ہیں۔

تاریخ طبری کی یہ فضیلت وخصوصیت ناقابلِ انکار ہے کہ تاریخ طبری کے بعد جتنی بھی تاریخیں لکھی گئی ہیں ان سب کا ماخذ یہی تاریخ ہے اور بغداد کا سب سے بہتر زمانہ خود مؤرخ کی زندگی کا زمانہ ہے جس نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ واثق باللہ کے دور سے لے کر مقتدر باللہ تک کا زمانہ علامہ طبری کی آنکھوں کے سامنے گذرا۔

اسلام نے جن نئے علوم کو جنم دیا۔ ان میں مربوط تاریخ کا فن بھی ایک علم ہے۔ اس سے پہلے دنیا کے کسی حصہ میں کوئی مربوط تاریخ نہیں لکھی گئی۔ تیسری صدی ہجری میں جب علامہ طبری نے یہ کتاب لکھی ہے فنِ حدیث اپنے انتہائی کمال تک پہنچ کر مدوّن ہو رہا تھا امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ سب تیسری صدی کے بزرگان علم حدیث ہیں۔ جو لوگ روایات سے وابستہ ہونے کے باوجود ان رسول

آثار صحابہ کی بجائے حالات و اخبار کی طرف زیادہ متوجہ تھے وہ اخباری کہلاتے تھے۔ ان اخباریوں میں اپنے وقت کا سب سے بڑا امام بھی مورخ طبری تھا۔

طبری کا مقام سمجھنے کے لئے یہ واقعہ تاریخی کافی ہے کہ خود طبری ایک فرقہ کے بانی ہیں۔ مدت دراز تک ان کا فرقہ طبریہ کے نام سے چلتا رہا ہے۔ وہ اس زمانے کے رواج کے مطابق جب اپنی کتاب میں کوئی واقعہ درج کرتے ہیں تو سلسلۂ سند چشم دید شاہد تک ضرور بیان کر دیتے ہیں۔ آج یہ بات غیر مانوس سی معلوم ہوتی ہے لیکن اس نکتہ کو کبھی نہ بھولئے کہ مسلمانوں میں علم تاریخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال کی نقل سے پیدا ہوا تھا۔ اس لئے حدیث بیان کرنے کا جو طریقہ رائج تھا وہی طریقہ تاریخ کے بیان میں بھی مدت تک قائم رہا۔

تاریخ طبری کا ترجمہ جامعہ عثمانیہ کے سررشتہ تالیف کے مختلف علماء کرام سے کرایا گیا تھا۔ جو اپنے وقت کے بہترین مترجم اور عالم تھے۔ نہ جانے کس مصلحت کے پیش نظر خلافت ماشدہ کے ساتھ سو صفحات کا ترجمہ نظر انداز کر دیا تھا۔ یہ حصہ ہم نے مولانا رشید احمد ارشد ایم اے لیکچرار شعبہ عربی کراچی یونیورسٹی سے ترجمہ کروا کر کتاب کو ہر طرح مکمل کر دیا ہے۔

تاریخ طبری کا ترجمہ کمیاب نہیں نایاب ہو چکا تھا۔ وقت کی یہ اہم ترین ضرورت تھی، کہ اسے اردو پڑھنے والے اہل علم کے لئے دوبارہ شائع کر دیا جائے کیونکہ یہ کتابیں جو ہماری برسوں کی محنت سے تیار ہوئی تھیں ہندوستان میں رہ گئیں، اور موجودہ صورت حال یہ ہے کہ وہاں سے ان کا حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ ہماری اس نئی مملکت میں اہل علم کے کتب خانے اور پبلک لائبریریوں کا ان کتابوں سے خالی ہونا ہماری بڑی محرومی ہے۔ اس لئے بھی ضروری معلوم ہوا کہ تاریخ طبری کو دوبارہ شائع کر دیا جائے لیکن اتنی بڑی کتاب جو نو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اس کا شائع کرنا ایک نجی دارالاشاعت کے لئے جس کے ذرائع بھی محدود ہیں، کتنا مشکل کام ہے؟ اسے ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے لیکن اس کے باوجود ہم نے اس کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اور انشاء اللہ اسے تکمیل تک پہنچائیں گے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ

جناب شبیر حسین قریشی ایم اے۔ لیکچرار اردو کالج۔ کراچی

علامہ ابوجعفر محمد بن جریر الطبری صوبہ طبرستان کے مقام آمل میں ۸۳۹ء مطابق اواخر ۲۲۴ھ یا اوائل ۲۲۵ھ میں پیدا ہوئے انہوں نے کم عمری ہی میں تحصیل علم کی جانب توجہ دی اور صرف سات سال کی عمر میں حفظ قرآن کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کرنے کے بعد ان کے والد نے انہیں دنیائے اسلام کے مراکز علمی میں تعلیم علم کی غرض سے بھیجا۔ علامہ ابن جریر طبری رَے میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد بغداد گئے۔ یہاں آنے کا مقصد امام احمدؒ بن حنبل سے علم حدیث سیکھنا تھا۔ مگر ان کی آمد سے کچھ ہی دنوں قبل امام احمدؒ بن حنبل ۲۴۱ھ میں وفات پا چکے تھے۔ بعد ازاں انہوں نے بصرہ و کوفہ میں کچھ عرصہ قیام کر کے بغداد کا رخ کیا۔ جہاں انہوں نے کچھ دنوں تک قیام کیا۔ پھر وہ مصر روانہ ہوئے۔ مگر راستے ہی میں علم حدیث کی تحصیل کے لئے دمشق میں ٹھہر گئے۔ اس کے بعد جب وہ مصر پہنچے تو ان کے علم و فضل کا شہرہ دور دور تک پھیل چکا تھا۔ یہاں سے لوٹ کر علامہ ابن جریر طبری بغداد آ گئے اور یہیں طبرستان کے دو سفروں کے علاوہ ساری زندگی بسر کی اور بغداد ہی میں ۹۲۳ء مطابق ۳۱۰ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

علامہ ابن جریر طبری نے اپنی زندگی کے آغاز میں احادیث کی جمع و تدوین کی جانب خصوصی توجہ دی اور زندگی کے آخری ایام تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں گزارے۔ گو مالی اعتبار سے انہیں کوئی بڑا دنیوی مقام حاصل نہ ہو سکا۔ مگر علم و ادب کی دنیا میں انہیں جو مقام ملا وہ بہت کم اہل علم کو ملا ہوگا۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے ہمیشہ علم کو دولت پر ترجیح دی اور منفعت بخش سرکاری عہدوں کی پیش کش کو کبھی قبول نہ کیا۔ علم حاصل کرنا اور سکھانا ان کی زندگی کا مقصد تھا اور ان کی پوری زندگی ادبی و علمی مشاغل میں بسر ہوئی۔ تاریخ و فقہ کے علاوہ جو ان کے مخصوص مضامین تھے، انہوں نے شعر و شاعری، ادب و عروض میں بھی مہارت حاصل کی احادیث اور قواعد میں بھی کمال حاصل کیا۔ یہی نہیں بلکہ انہوں نے ریاضی اور طب میں بھی درک پیدا کیا۔

علامہ ابن جریر طبری مصر سے واپسی کے دس سال بعد تک فقہ شافعی کے مقلد رہے۔ مگر بعد ازاں انہوں نے اپنا الگ فقہی مذہب قائم کیا۔ جس کے پیرو ان کے والد کے نام کی مناسبت سے "جریریہ" کے نام سے موسوم کئے گئے۔ ان کے فقہی مسلک کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ علامہ طبری نے اصول میں کم اور فروع میں زیادہ امام شافعی سے اختلاف کیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا قائم کردہ فقہی مذہب جلد ختم ہو گیا۔ مگر یہ ضرور ہے کہ امام احمدؒ بن حنبل سے ان کے اختلافات زیادہ اصولی ہیں اور اسی بنا پر وہ امام احمدؒ بن حنبل کو محدث تسلیم کرتے ہیں مجتہد نہیں۔ امام احمدؒ کے مسلک سے شدید اختلاف کا نتیجہ یہ ہوا کہ حنبلی جن کی بغداد میں اکثریت تھی اور حکومت کی سرپرستی بھی انہی کو حاصل تھی جس کی وجہ سے وہ علامہ طبری کے خلاف ہو گئے اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ بعض قرآنی آیات کی تفسیر میں اختلاف کی بنا پر ایک بڑے ہجوم نے ان کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور انہیں اپنے مکان میں محصور ہونا پڑا اور جب تک بغداد کے صاحب الشرطہ نے اس ہنگامہ کو فرو نہ کیا علامہ موصوف محصور ہی رہے۔ مگر ان کے مخالفین نچلے بیٹھتے تھے، انہوں نے ان پر

کفر کا فتویٰ لگا کر ان کی شہرت کو کافی نقصان پہنچایا۔ علامہ ابن جریر طبری عجز و انکسار کا نمونہ تھے۔ انہوں نے تمام عمر سادگی سے بسر کی انہیں تصنیف و تالیف میں اس قدر انہماک تھا کہ چالیس سال تک ہر روز تقریباً چالیس صفحات لکھتے رہے۔

علامہ طبری کی تمام تصانیف ہم تک نہیں پہنچیں۔ البتہ ان کی تفسیر قرآن "جامع البیان فی تفسیر القرآن" ہم تک پہنچی ہے۔ جس میں تفسیر سے متعلق احادیث صحیحہ کا معتدبہ ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ مورخین اور ناقدین کے لئے یہ تفسیر علوم کا خزانہ ہے۔

علامہ ابن جریر طبری کا دوسرا اہم کام ان کی تاریخ عالم ہے۔ عالم اسلام میں یہ تاریخ خصوصی اہمیت کی حامل ہے دست برد زمانہ سے محفوظ رہی، علامہ نے موضوع سے متعلق تمام مواد اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں متعدد ایسی نادر کتابوں کے اقتباسات بھی مذکورہ کتاب میں محفوظ ہو گئے ہیں جو اب دنیا سے ناپید ہو چکی ہیں۔ اس کتاب کا نام "تاریخ الامم والملوک" ہے۔ علامہ طبری کا عام انداز یہ ہے کہ انہوں نے ایک واقعہ سے متعلق مختلف روایات کو نہایت سلیقہ سے یکجا کر دیا ہے اور روایت کے پورے اسناد کو بیان کر کے تنقید و تبصرہ کا کام قاری پر چھوڑ دیا۔ تاریخ الامم والملوک کی تدوین میں علامہ طبری نے کچھ تو ان روایات پر اعتماد کیا ہے جو بزرگوں سے ان تک پہنچیں یا پھر ان روایات پر اپنی تاریخ کی بنیاد رکھی جو متقدمین کی تصانیف میں موجود تھیں۔ علاوہ ازیں تاریخ الامم والملوک کے آخری حصوں میں علامہ موصوف نے راویوں کے نام ظاہر کرنے سے گریز کیا ہے۔ حالانکہ یہ واقعات خود ان کے زمانے کے یا اس سے کچھ پہلے کے ہیں اور ان واقعات کی اسناد زیادہ موثق اور معتبر ہوتیں۔ بہت ممکن ہے کہ سیاسی حالات مانع ہوں یا پھر علامہ طبری نے راویوں کی خواہش پر ان کے نام ظاہر کرنے سے گریز کیا ہو۔

علامہ طبری نے طریق جمع الاصول میں خاص اہتمام کیا ہے وہ نزاعی و اختلافی امور جن پر علماء کا شدید اختلاف ہے۔ علامہ طبری جیسے غیر جانب دار مورخ کے لئے نہایت نازک مسئلہ تھا کہ وہ ان ذمہ داریوں سے کیسے عہدہ برآ ہوں چنانچہ تاریخ کا وہ حصہ جس میں سخت اختلاف پایا جاتا ہے وہاں انہوں نے طریق جمع الاصول کو اپنایا اور وہاں تمام روایتوں کو یکجا کر کے اس طرح تدوین کی کہ اسناد کے راوی ہی اس واقعہ کی صحت کے ذمہ دار ہوں۔

علامہ طبری نے تاریخ الامم والملوک میں ہر روایت اول تا آخر جوں کی توں اسی شکل میں پیش کر دی جس طرح انہیں اپنے شیخ سے ملی تھی اور اسی واقعہ کی دوسری روایت کو بھی من و عن پیش کر دیا اور اسی طرح اگر انہیں تیسری اور چوتھی روایات بھی ملیں تو انہیں بھی جس صورت میں وہ ملیں اسی طرح بغیر کسی ترمیم و اضافے کے اپنی اصل شکل میں شامل کر دیا۔ یہ طریقۂ کار یقیناً قابل تعریف ہے کیونکہ اس طرز عمل نے قاری کے لئے پرکھنے، سوچنے اور فیصلہ کرنے کے لئے ایک وسیع میدان چھوڑ دیا ہے۔ انہوں نے ایک واضح فکری راہ متعین کیا، تاکہ ایک ہی واقعہ کی مختلف روایات کو پیش نظر رکھ کر وہ ان اختلافات کو سمجھ سکے اور کسی خاص نتیجے پر پہنچ سکے۔ ایسے مقام پر علامہ طبری روایات کے تسلسل کو باقی رکھتے ہوئے ہر روایت کو اس کے راوی اول سے منسوب کر دیتے ہیں اور اپنی ذاتی رائے کا اظہار نہیں کرتے اور اگر کسی نفس حادثہ کے متعلق اختلافی روایت پیش کرتے ہیں تو وہ اس قسم کے جملے استعمال کرتے ہیں مثلاً "اس سے اس سے مختلف بات کہی۔ جو فلاں شخص نے مجھ سے بیان کی تھی۔۔۔۔" یا "مگر فلاں نے اس قول کے خلاف یہ کہا، اس نے کہا۔۔۔" یا "مگر فلاں یہ کہتا ہے۔۔۔ وغیرہ وغیرہ"

ایک ہی حادثہ کے متعلق بہت سی روایات پیش کرنا علامہ ابن جریر طبری کا ہی حصہ ہے اور محدثین کی پیروی نے ان کو تاریخ کی دنیا میں ممتاز بنا دیا ہے اور ایک ہی نفس حادثہ کے متعلق بہت سی روایات یکجا کر کے وہ تحقیق کے لئے وسیع

میدان اختیار کر لیتے ہیں اور یہی بات تاریخ طبری کو محققین کی نظر میں بلند و برتر کر دیتی ہے۔ تاریخ طبری کی تکمیل چوتھی صدی ہجری کے ابتداء میں ہوئی تھی جو بجا طور پر اپنے عہد کی تاریخ نگاری کا یہ بے مثال نمونہ کہی جا سکتی ہے۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ علامہ طبری نے طریق محدثین کی پیروی کی کیونکہ وہ خود ایک محدث تھے۔ ان کی علمی زندگی کا آغاز درس حدیث سے ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تاریخ نگاری میں طریقہ محدثین کے متبع ہیں۔ چنانچہ وہ روایات کی تدوین میں سند کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ مثلاً وہی راوی ان کے نزدیک قابل اعتبار ہے جو زیر تحریر حالات میں شریک رہا ہو یا اس کا شاہد ہو یا اس کے بارے میں صحیح علم رکھتا ہو یا ایک جماعت نے اس واقعہ کی تصدیق کی ہو۔ اس کے علاوہ علامہ طبری نے اکا دکا حادثات، معمولی، غیر اہم یا بظاہر غیر متعلق واقعات بھی بیان کئے ہیں اور اس طور سے یہ غیر اہم باتیں جیسا وفات تاریخ کے طالب علم کی نگاہ میں بڑی اہم ہوتی ہیں ہمارے ہاتھ آئیں۔ تاریخ نگاری کا ایک طریقہ حولیات (ANNALS) ہے جس میں مورخ واقعات لکھتے وقت سنین کا پابند ہوتا ہے۔ یہ کوئی نیا طریقہ نہیں بلکہ اس طریقہ کو ہم عہد عتیق میں بھی پاتے ہیں۔ بابلی اور آشوریوں کے علاوہ مصریوں نے بھی اس سے کام لیا اور قدیم یونان و روما کے مورخوں نے اس طریقہ کی پیروی کی تھی۔ طریقہ حولیات (ANNALS) میں مورخ زمانی ترتیب کا بطور خاص خیال رکھتا ہے۔ علامہ طبری نے بھی تاریخ لکھتے وقت حولیات کے طریقہ کو اپنایا ہے اور سنین کی پابندی کی ہے اگر کوئی واقعہ طویل ہے تو علامہ نے پہلے اجمالی طور پر واقعہ کو بیان کر دیا اور اس کے بعد جس سنہ میں حادثہ کا جتنا جزو واقع ہوا وہ اس سنہ میں لکھ کر اسی واقعہ کا بقیہ جز اس سنہ میں بیان کیا جس سنہ میں وہ واقعہ اختتام پذیر ہوا۔ میں نے تاریخ الامم والملوک کو مختلف ابواب میں تقسیم کرتے وقت اس امر کا پورا پورا خیال رکھا ہے ایک سال کے عرصہ میں جو واقعات رونما ہوئے۔ اگر وہ طویل یا غیر معمولی ہیں اور ان کی اہمیت کی وجہ سے انہیں ابواب میں تقسیم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو میں نے ہر باب میں سنہ دے کر اس ترتیب کو برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے۔

علامہ طبری کی "تاریخ الامم والملوک" بعض حیثیتوں سے نہ صرف دوسری کتب تاریخ سے ممتاز ہے بلکہ اسلامی عہد کی بعض نادر و نایاب عبارتوں کے اقتباسات بھی اس کتاب کی بدولت محفوظ ہو گئے۔ جب کہ اصل کتب زمانے کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکیں۔ علاوہ ازیں کعب الاحبار، وہب بن منبہ، عبداللہ بن سلام، قتادہ، مجاہد، عبداللہ بن عباس، ابو مخنف، امام الزہری، الشعبی کے اقوال کے بہترین اقتباسات اسی تاریخ میں محفوظ ہیں۔ ان ذریں اقوال کے اقتباسات سے جس طرح تاریخ طبری مالا مال ہے کوئی دوسری تاریخ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس بحث کے بعد ہم بہ آسانی یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ تاریخ عہد اسلامی کے ابتدائی دور کی تحریروں اور اہم تاریخی مصادر کا نادر مجموعہ ہے۔ علامہ ابن جریر طبری نے آغاز اسلام سے لیکر اپنے زمانے تک قابل قدر کتابوں کے اہم اقتباسات کو چھان بین اور تحقیق کے بعد نہایت ترتیب و سلیقے سے پیش کیا ہے اور مولف نے اس پیش کش میں حتی الامکان غیر جانبدار رہنے کی کوشش کی ہے اور بلاشبہ ان کی کتاب ایک عظیم کارنامہ ہے لہٰذا انہیں مورخین کی صف میں ممتاز مقام حاصل ہے۔

علامہ ابن جریر الطبری نے اس امر کی بھی سعی بلیغ کی ہے کہ ایک ہی واقعہ کے متعلق جتنی روایتیں مل سکیں انہیں ایک جا کر دیا اور ان روایات میں انہوں نے عینی شاہد کے بیان کو ترجیح دی ہے یہ خوبی ہمیں طبری کے دور کے دوسرے مورخین میں نظر نہیں آتی۔ اسی لئے کسی دور کا مورخ بھی طبری کو نظر انداز کر کے اپنی تصنیف مکمل نہ کر سکا کیونکہ مختلف واقعات پر جتنا بنیادی مواد علامہ طبری نے فراہم کیا ہے اتنا کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتا، یہی خوبی محققین کی نظر میں تاریخ الامم والملوک

کو بلند تر کر دیتی ہے۔ علامہ ابن جریر طبری نے اپنی کتاب میں یہ نقطۂ نظر مندرجہ ذیل الفاظ میں واضح کیا ہے:

"اور ہماری اس کتاب میں ناظرین دیکھیں گے کہ میں نے جو کچھ یہاں تحریر کیا ہے اس پر اعتماد کیا ہے۔۔۔ اور یہ وہی اخبار ہیں جو مجھ سے روایت کئے گئے اور میں ان کا بیان کرنے والا ہوں یا وہ آثار جن کے راویوں کی اسناد میں نے جمع کی ہیں اخیر اس کے کہ عقلی دلیلوں سے ان کو سمجھا جائے یا غور و فکر سے استنباط کیا گیا ہو، سوائے چند مقامات کے۔ سبب کہ اخبار ماضیین کا علم یا اپنے زمانے کی خبریں ان لوگوں سے پہنچی ہیں جنہوں نے ان کا مشاہدہ نہیں کیا۔ نہ ان کے زمانے میں وقوع پایا بلکہ مخبروں اور ناقلوں کے ذریعہ سے آئی ہیں اور ان میں عقلی استخراج یا فکری استنباط سے کام نہیں لیا گیا، اس لئے اگر میری اس کتاب میں کوئی ایسی خبر آئے جسے ہم نے اگلے لوگوں سے نقل کیا ہے۔ اور جس کے تسلیم کرنے سے آج کا قاری ابا کرے یا وہ سامع کو اچنبھے میں ڈال دیں اس لئے کہ ان کی صحت معروف نہیں یا معنی میں حقیقت نہیں تو جان لینا چاہئے کہ اس میں (صحت یا صداقت) ہم سے پہلے سے ہی نہیں ہے اور بعض ناقلوں نے اسے ہم تک پہنچایا ہے اور ہم تک جس شکل میں یہ روایت پہنچی تھی ہم نے جوں کی توں بیان کر دی ہے۔"

تاریخ الامم والملوک کا زیر نظر حصہ کا تعلق سیرت النبیؐ سے ہے جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر مشتمل ہے۔ آغاز میں آنحضرتؐ کا شجرہ نسب اور ابتدائی زندگی کے حالات بہت تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔

علامہ طبری نے سیرت النبیؐ میں اس امر کا پورا خیال رکھا ہے کہ جزئیات تک بصراحت بیان کر دی جائیں اور علامہ موصوف اپنی اس ذمہ داری سے بحسن و خوبی عہدہ برآ ہوئے ہیں۔ زیر نظر سیرت طیبہ کا نہ صرف مستند مجموعہ ہے بلکہ سیرت اور سوانح کا مکمل مرقع بھی ہے۔ اس میں آنحضرتؐ کی نجی زندگی کے جزوی سے جزوی واقعہ کا بھی ذکر ہے اور ہر وہ شے جو ذات رسالت مآبؐ سے کسی گونہ وابستگی رکھتی ہے اس کا ذکر کتاب میں موجود ہے۔ آنحضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا مستند ترین اور مکمل ترین ذخیرہ زیر نظر حصہ میں موجود ہے۔ اس کی افادیت سے متعلق کچھ کہنا تحصیل حاصل ہے۔ ہم قاری پر اس کا فیصلہ چھوڑتے ہیں۔

عبداللہ بن عبدالمطلب

رسول اللہ صلعم کا اسم گرامی محمدؐ ہے اور آپ عبداللہ بن عبدالمطلب کے بیٹے ہیں۔ یہ عبداللہ رسول اللہؐ کے والد اپنے باپ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ یہ عبداللہ، زبیر اور عبد مناف یعنی ابوطالب عبدالمطلب کے بیٹے ایک ماں سے تھے۔ ان کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھی یہ ابن اسحٰق کی روایت ہے۔

ہشام بن محمدؒ کی روایت یہ ہے کہ عبداللہ بن عبدالمطلب رسول اللہ صلعم کے باپ اور ابوطالب جن کا نام عبد مناف ہے اور زبیر، اور عبدالکعبہ، عاتکہ، برّہ اور اُمیمہ عبدالمطلب کی اولاد حقیقی بہن بھائی تھے۔ ان سب کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ تھی۔

عبدالمطلب کی نذر

ایک عورت نے یہ نذر کی کہ اگر میں یہ کام کروں تو میں اپنے بیٹے کی کعبہ کے پاس قربانی کروں گی، اس کام کو وہ کر گذری مدینہ آئی تاکہ اپنی نذر کے متعلق حکم شرعی دریافت کرے۔ پہلے وہ عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آئی۔ انہوں نے اس سے کہا کہ نذر کے متعلق مجھے اللہ کا صرف یہی حکم معلوم ہے کہ اس کو پورا کیا جائے، اس عورت نے کہا تو کیا میں اپنے بیٹے کی قربانی کر دوں۔ اس کا ابن عمرؓ نے صرف یہ جواب دیا کہ اللہ نے اس بات کی ممانعت کی ہے کہ تم اپنی جانوں کو قتل کرو۔ اس جواب سے تشفی نہ پا کر اب وہ عبداللہ ابن عباس کے پاس آئی اور ان سے فتویٰ پوچھا انہوں نے کہا کہ بیشک عزّ و جلّ اللہ نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی نذر کو پورا کرو اور قتل نفوس کی ممانعت کی ہے۔ عبدالمطلب بن ہاشم نے نذر مانی تھی کہ جب ان کے دس لڑکے ہو جائیں گے تو وہ ان میں سے ایک کو قربان کر دیں گے۔ چنانچہ جب یہ تعداد پوری ہو گئی انہوں نے قرعہ اندازی کی۔ قرعہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے نام نکلا چونکہ عبدالمطلب عبداللہ کو دنیا میں سب سے زیادہ محبوب رکھتے تھے انہوں نے کہا خداوندا عبداللہ کی قربانی قبول ہے یا سو اونٹ۔ یہ کہہ کر اب انہوں نے عبداللہ اور اونٹوں میں قرعہ اندازی کی۔ اس مرتبہ قرعہ اونٹوں کے نام نکل آیا۔ یہ واقعہ بیان کر کے ابن عباس نے اس عورت سے کہا، کہ میں

مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ تم اپنے بیٹے کے بجائے سو اونٹ کی قربانی کر دو۔ یہ بات مروان کو جو اس وقت مدینہ کا امیر تھا معلوم ہوئی اس نے کہا کہ ابن عمر اور ابن عباس دونوں نے فتوے میں غلطی کی ہے۔ ایسی نذر جس میں اللہ کی معصیت ہوتی ہو سرے سے جائز نہیں اور عورت سے کہا کہ تو اللہ سے معافی مانگ، توبہ کر، صدقہ دے اور جس قدر خیر تجھ سے ہو سکے وہ کر۔ رہی بیٹے کی قربانی تو چونکہ اللہ تعالےٰ نے اس کی ممانعت فرما دی ہے اس لئے وہ کسی طرح جائز ہی نہیں مروان کے اس فتوے کو لوگوں نے بہت پسند کیا اور وہ اس سے بہت خوش ہوئے اور اسی کو انہوں نے صحیح سمجھا اور پھر یہی عام فتویٰ ہو گیا کہ جس بات میں اللہ کی معصیت ہوتی ہو سرے سے جائز نہیں

نذر کے متعلق مذکورہ بالا بیان قبیصہ بن ذویب کا ہے ابن اسحٰق کا بیان یہ ہے کہ جب عبدالمطلب کا زمزم کے کھودنے کے وقت قریش سے جھگڑا ہوا اور ان کو دبنا پڑا۔ انہوں نے نذر مانی کہ اگر ان کے دس بیٹے پیدا ہوگئے اور وہ ان کی زندگی میں سن بلوغ کو پہنچ کر ان کی حمایت کے قابل ہو گئے تو وہ ان میں سے ایک کو کعبہ میں اللہ کے لئے قربان کر دیں گے۔ چنانچہ جب ان کے دس بیٹے ہو گئے اور ان کو اطمینان ہو گیا کہ اب یہ ان کی حمایت اور مدافعت کریں گے انہوں نے ان کو جمع کیا اور اپنی منت سے اطلاع دی اور خواہش کی کہ تم میری اس نذر کو پورا کرو۔ انہوں نے باپ کی خواہش کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور پوچھا مگر اس پر عمل کیسے ہوگا، عبدالمطلب نے کہا تم میں سے ہر ایک، ایک پانسہ لے اس پر اپنا نام لکھ لائے۔ جسم، وہ اپنے نام لکھ کر لے آئے۔ عبدالمطلب کعبہ کے عین وسط میں ہبل کے پاس آئے۔ یہ مکہ میں قریش کا سب سے بڑا بت تھا اور کعبہ کے عین وسط میں ایک کنوئیں پر رکھا ہوا تھا۔ اور اسی کنوئیں میں کعبہ کے چڑھاوے ڈالے جاتے تھے۔ اس بت کے پاس سات پانسے تھے۔ ہر ایک پر ایک تحریر کندہ تھی ایک تحریر یہ تھا" دیت چنانچہ جب قریش میں دیت کے متعلق اختلاف رائے ہوتا کہ کون اسے ادا کرے تو ان ساتوں پانسوں کو ملا کر ڈالتے اور جس کے نام دیت کا پانسہ نکل آتا وہی دیت ادا کرتا۔ ایک پانسہ پر" ہاں" لکھا تھا۔ جب قریش کوئی کام کرنا چاہتے تو انہیں پانسوں کو ملا کر ڈالتے اگر جواب میں ہاں نکلتا اسے کر گذرتے، ایک پانسہ پر" نہیں" لکھا تھا۔ اگر پانسہ پر نہیں نکل آتا تو جس کام کے لئے انہوں نے پانسے ڈالے تھے اسے وہ نہ کرتے۔ ایک پانسے پر لکھا تھا" تم میں سے" ایک پر لکھا تھا" ملا ہوا" ایک پر تھا" تمہارے غیروں میں سے" ایک پانسہ پر تھا" پانی" جب قریش کنوئیں کھودنا چاہتے تو اس پانسہ کو دوسروں کے ساتھ ملا کر ڈالتے اگر جواب میں یہ پانسہ نکل آتا تو کنوئیں کھودتے

اسی طرح جب قریش بچے کی ختنہ کرنا چاہتے یا نکاح کرنا چاہتے یا میت کو دفن کرنا چاہتے یا ان کو کسی کے

نسب میں شک ہو جاتا تو وہ ہبل کے پاس آتے سو درہم اور قربانی کے لیے بھیڑ بکریاں لے جاتے ان کو پانسہ پھینکنے والے کو دیتے۔ پھر اپنے اس آدمی کو جس کے متعلق حکم لینا ہوتا، بت کے قریب لاتے پھر کہتے اے ہمارے رب، یہ فلاں شخص ہے ہم اس کے ساتھ یہ کرنا چاہتے ہیں آپ حق بات ظاہر کر دیجئے۔ اس کے بعد وہ پانسہ پھینکنے والے سے کہتے کہ اب پانسے ڈالو وہ ڈال دیتا اگر اس کے متعلق نکلتا کہ یہ تم میں سے ہے تو وہ نجیب۔ شریف سمجھا جاتا اگر نکلتا کہ یہ تمہارا غیر ہے تو اسے حلیف سمجھا جاتا اور اگر "ملا ہوا" نکلتا تو اس کا نسب مشتبہ ہی رہتا نہ وہ ان کا ہم نسب سمجھا جاتا اور نہ حلیف۔

اشتباہ نسب کو دور کرنے کے علاوہ اگر کسی اور معاملہ کے متعلق جس کو وہ کرنا چاہتے ہوں وہ پانسے ڈلواتے اور اس میں "ہاں" نکل آتا تو اس کام کو وہ ضرور کرتے اور اگر "نہیں" نکلتا تو وہ اس کام کو اور ایک سال مؤخر کر دیتے اور آئندہ سال پھر اس کے متعلق پانسے ڈلواتے، غرض کہ اس طرح وہ اپنے تمام معاملات کو اسی دستور پر انجام دیتے تھے۔ اجازت نکلتی کرتے۔ ممانعت آتی نہ کرتے۔

عبدالمطلب نے پانسے والے سے کہا کہ میرے ان تمام فرزندوں کا قرعہ اندازی کرو اور اسے بتایا کہ میں نے ایسی نذر مانی ہے۔ اب ہر لڑکے نے اپنے نام کا پانسہ اسے دے دیا۔ عبداللہ بن عبدالمطلب اپنے باپ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے اور وہ انہیں کو وہ سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ عبدالمطلب کا خیال تھا کہ اگر پانسہ ان کے نام نکلا تو اس خوشی میں وہ ایک بڑی دعوت کریں گے۔ یہ عبداللہ رسول اللہ صلعم کے باپ تھے، جب پانسہ ڈالنے والے نے ان کو ڈالنے کے لئے اٹھایا تو عبدالمطلب کعبہ میں ہبل کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے دعا کرنے لگے، پانسہ ڈالنے والے نے پانسے ڈال دیئے اور پانسہ عبداللہ کے نام نکلا عبدالمطلب نے عبداللہ کا ہاتھ تھاما اور چھری اٹھائی اور پھر وہ اساف اور نائلہ کے پاس اسے ذبح کرنے آئے، یہ قریش کے وہ دونوں بت تھے جن کے پاس وہ قربانیاں کرتے تھے، اسے دیکھ کر قریش اپنی مجلس سے اٹھ کر عبدالمطلب کے پاس آئے اور پوچھا، کیا کرتے ہو؟ عبدالمطلب نے کہا۔ میں اسے ذبح کرتا ہوں، اس پر تمام قریش نے اور عبدالمطلب کے دوسرے بیٹوں نے کہا کہ جب تک آپ ان کے معاملہ میں تمام بچاؤ کے ذرائع ختم نہ کر دیں، ان کو ہرگز ذبح نہ کریں۔ کیونکہ اگر آپ نے اس وقت انہیں ذبح کر ڈالا تو یہ ایک بری مثال قائم ہو جائے گی اور پھر ہر شخص اپنے بیٹے کو یہاں ذبح کر دیا کرے گا۔ اور لوگ کس طرح زندہ رہ سکیں گے، مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نے جن کے قبیلے کے یہ عبداللہ بھانجے تھے کہا کہ جب تک چھٹکارے کی تمام صورتیں ناقابل عمل نہ ثابت ہو جائیں تم ہرگز اسے ذبح نہ کرو۔ اگر ہمارے مال سے اس کا فدیہ ہو سکے تو ہم فدیہ دینے کے لئے آمادہ ہیں۔ قریش اور عبدالمطلب کے بیٹوں نے بھی ان سے کہا کہ آپ ہرگز ذبح نہ کریں، اسے حجاز لے کر جائیں وہاں ایک عارفہ عورت ہے جس کا تابع جن ہے پہلے اس

سے دریافت کریں۔ اس کے بعد آپ کو اختیار ہے۔ اگر وہ آپ کو اس کے ذبح کرنے کا حکم دے، ذبح کر ڈالیں اور اگر وہ اس سے بچنے کی کوئی اور صورت بتادے تو آپ اسے قبول کرلیں۔

اس مشورہ کے بعد وہ سب مکہ سے مدینہ آئے یہاں آکر معلوم ہوا کہ وہ عورت خیبر میں ہے۔ یہ خیبر میں اس کے پاس آئے، اس سے ملے عبدالمطلب نے اپنی نذر کا سارا قصہ اسے سنایا اور پوچھا کہ اس صورت میں کیا کیا جائے۔ اس نے کہا آج تو جاؤ، میرے تابع کو آنے دو اس سے دریافت کرتی ہوں، وہ سب کے سب اس کے پاس سے چلے آئے وہاں سے آکر پھر عبدالمطلب اللہ کی جناب میں التجا اور دعا کرنے کھڑے ہو گئے۔ دوسرے دن صبح کو پھر یہ سب لوگ اس عورت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آج اس نے کہا کہ ان کو خبر مل گئی ہے۔ یہ بتاؤ، تمہارے ہاں جان کی دیت کیا ہے۔ انہوں نے کہا دس اونٹ اور یہی مقررہ دیت ہے۔ اس عورت نے کہا تو اب اپنے گھر جاؤ اور اپنے آدمی اور دس اونٹوں کو ایک جاکر لے ان پر قرعہ اندازی کی اؤ۔ اگر قرعہ تمہارے آدمی کا نام نکلے تو ان کی تعداد میں دس کا اضافہ کرتے جانا اور قرعہ اندازی کرتے رہنا اور اگر اونٹوں پر قرعہ نکل آئے تو بس ان کو ذبح کر دینا کیونکہ اونٹوں کے نام قرعہ نکل آنے سے معلوم ہو جائے گا کہ تمہارا رب راضی ہو گیا ہے اور تمہارا آدمی بچ گیا۔

عبداللہ کی دیت

یہ اس کے پاس سے چل کر پھر مکہ آئے اور اس تجویز پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو گئے عبدالمطلب کعبہ کے وسط میں ہبل کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے دعا کرنے لگے۔ اس مرتبہ بھی قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ اب انہوں نے اونٹوں ہی میں دس کا اضافہ کر کے ان کی تعداد بیس کر دی اور پھر قرعہ اندازی ہوئی عبدالمطلب پھر اللہ سے التجا کرنے کھڑے ہو گئے مگر اس مرتبہ بھی قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ اب پھر اونٹوں میں دس کا اضافہ کر کے ان کی تعداد تیس کر دی گئی اور پھر قرعہ اندازی ہوئی اور ہر مرتبہ قرعہ عبداللہ کے نام آتا رہا۔ اور پھر اونٹوں میں دس کا اضافہ کیا گیا یہاں تک کہ دس مرتبہ یہ عمل کیا گیا۔ اس اثنا میں عبدالمطلب برابر اللہ کی جناب میں اپنے بیٹے کی سلامتی کے لئے دعا کرتے رہے۔ آخر کار جب اونٹوں کی تعداد سو تک پہنچ گئی اور قرعہ اندازی کی گئی تو اس مرتبہ قرعہ اونٹوں پر نکل آیا۔ قریش اور دوسرے حاضرین نے کہا عبدالمطلب اب تمہارے رب کی رضا پوری ہو گئی، بس کرو انہوں نے کہا میں ابھی نہیں مانتا جب تک میں تین مرتبہ قرعہ اندازی نہ کرلوں گا مجھے اطمینان نہ ہو گا۔ چنانچہ دوبارہ ان سو اونٹوں اور عبداللہ کے درمیان قرعہ اندازی ہوئی۔ عبدالمطلب بدستور کھڑے ہوئے دعا کرتے رہے۔ اس مرتبہ بھی قرعہ اونٹوں پر نکلا اور جب دوسری اور تیسری بار بھی قرعہ اونٹوں پر نکل آیا تو اب انہوں نے وہ اونٹ وہاں ذبح کر دیئے اور بغیر روک ٹوک کے وہیں چھوڑ دیئے کہ آدمی یا جانور جس کا جی چاہے ان کو کھائے۔

امّ قتال اور عبداللہ

قربانی کے بعد وہ اپنے بیٹے عبداللہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے کعبہ سے واپس جانے

لگے بنی اسد کی ایک عورت ام قتال بنت نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ دو ورقہ بن نوفل بن اسد کی بہن کے پاس سے جو کعبہ میں موجود تھی ان کا گزر ہوا اس نے عبداللہ کے چہرے کو دیکھ کر کہا تم کہاں جاتے ہو عبداللہ نے کہا میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں اس نے کہا جس قدر اونٹ تمہارے فدیہ میں ذبح کئے گئے ہیں وہ میں تم کو دیتی ہوں تم اسی وقت مجھ سے ہم بستر ہو جاؤ۔ عبداللہ نے کہا میرے ساتھ میرے باپ ہیں، میں ان کی خلاف مرضی کوئی بات نہیں کروں گا اور نہ ان سے جدا ہونا چاہتا ہوں۔

عبداللہ کا نکاح

عبدالمطلب اسی طرح عبداللہ کو لئے ہوئے کعبہ سے باہر آگئے۔ اور انہیں وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے پاس جو اس وقت اپنی عمر اور شرافت کی وجہ سے بنی زہرہ کا رئیس تھا لے کر گئے اور عبداللہ کی شادی آمنہ بنت وہب سے جو باعتبار شرافت نسب اور مرتبہ کے تمام قریش میں سب سے افضل خاتون تھیں کر دی۔ یہ آمنہ برہ بنت عبد العزیٰ بن عثمان عبد الدار بن قصی کی بیٹی تھیں اور برہ ام حبیب بنت اسد بن عبد العزیٰ بن قصی کی بیٹی تھیں اور ام حبیب بنت اسد برہ بنت عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لوی کی بیٹی تھی، شادی کے بعد وہب ہی کے مکان میں عبداللہ نے ان سے خلوت کی۔ اور اسی وقت محمد ﷺ شکم مادر میں بصورت حمل جلوہ افروز ہوئے۔ جب عبداللہ آمنہ کے پاس سے برآمد ہو کر پھر اس عورت کے پاس آئے جس نے اپنے کو ان کے لئے پہلے پیش کیا تھا۔ عبداللہ نے اس سے کہا آج کیوں تم میرے سامنے وہ بات پیش نہیں کرتیں جو کل کی تھی اس نے کہا آج تمہاری پیشانی پر وہ نور نہیں ہے جو کل تھا وہ جاتا رہا اب مجھے تمہاری ضرورت نہیں، واقعہ یہ تھا کہ یہ عورت اپنے بھائی ورقہ بن نوفل سے جو نصرانی ہو گیا تھا اور جس نے عیسائیوں کی مذہبی کتابوں کے مطالعہ سے اس مذہب میں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا تھا، اور آئندہ کی خبروں سے واقف تھا، سن چکی تھی کہ قریش میں اولاد اسمٰعیل سے ایک نبی پیدا ہونے والا ہے۔

اس سلسلہ میں دوسری روایت اسحٰق بن یسار کی یہ ہے کہ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے ساتھ عبداللہ کی ایک عورت اور تھی یہ اس کے پاس آئے، مگر چونکہ اس نے مٹی میں کچھ کام کیا تھا اور اس وجہ سے اس کے جسم پر مٹی لگی ہوئی تھی، انہوں نے اس وقت اس عورت کو مباشرت کے لئے کہا مگر مٹی سے میلا ہونے کی وجہ سے اگر اسے آنے میں دیر کی۔ عبداللہ نے اس کے پاس سے نکل کر وضو کیا اور بدن پر سے مٹی وصو ڈالی اور اب مباشرت کے ارادے سے آمنہ کے پاس آئے اور اسی وقت محمد ﷺ بشکل حمل شکم مادر میں جلوہ افروز ہوئے وہاں سے نکل کر عبداللہ اب پھر اسی پہلی عورت کے پاس آئے اور کہا جی چاہتا ہے اس نے کہا نہیں۔

جب پہلے تم میرے پاس آئے تھے اس وقت تمہاری دونوں آنکھوں کے بیچ میں، ایک نور روشن تھا۔ تم نے اس وقت مجھ سے مباشرت کی خواہش کی میں نے انکار کر دیا تم آمنہ کے پاس

چلے گئے اب وہ خود اس کے پاس کے پاس چلا گیا۔

اور باپ یہ کہتے ہیں کہ یہ عورت کہا کرتی تھی کہ عبداللہ میرے پاس آئے اس وقت ان کی پیشانی پر ایسا نور تھا جیسا گھوڑے کا چاند تارا ہو میں نے ان سے جماع کی خواہش کی مگر انہوں نے انکار کر دیا اور وہ آمنہ بنت وہب کے پاس چلے گئے ان سے ہم بستر ہوئے اور اسی وقت بطنِ آمنہ میں محمد صلعم بشکل حمل میں مستقر ہوئے۔

ابن عباس کی روایت ہے کہ جب عبدالمطلب عبداللہ کو لے کر ان کی شادی کرنے چلے تو وہ بنی خثعم کی ایک کاہنہ فاطمہ بنت مرکے پاس سے جو اہلِ تبالہ کی ایک یہودیہ عورت تھی اور جس نے یہودی کی بہت سی مذہبی کتابیں پڑھی تھیں گذرے، اس نے عبداللہ کے چہرے پر ایک خاص نور دیکھا اور اس سے کہا کہ اے نوجوان اگر تو اسی وقت مجھ سے مباشرت کرتا ہے تو میں تجھے سو اونٹ دیتی ہوں، عبداللہ نے کہا :

اما الحرام فالممات دونہ والحل لا حل فاستبینہ

فکیف بالامر الذی تبغینہ

ترجمہ "حرام ہو نہیں سکتا۔ اس سے موت اولیٰ ہے اور حلال کی یہ شکل نہیں لہٰذا جو تم چاہتی ہو وہ بات کیسے ہو؟

اس کے بعد انہوں نے یہ کہا کہ میں اس وقت اپنے باپ کے ساتھ ہوں اور کسی طرح ان کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا عبدالمطلب ان کو اپنے ساتھ لئے ہوئے چلے گئے اور انہوں نے آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ سے عبداللہ کی شادی کر دی۔ تین دن عبداللہ آمنہ کے پاس رہے۔ پھر پلٹے اور اب پھر اس خثعمیہ عورت کے پاس جس نے ان سے خواہش مباشرت کی تھی، آئے اور کہا اب بھی اس بات کے لئے آمادہ ہو۔ اس نے کہا، اے شریف میں بدکار نہیں ہوں، میں تمہارے چہرے میں ایک نور دیکھا تھا، میری خواہش تھی کہ وہ نور مجھ میں آجائے مگر اللہ کو یہ بات منظور نہ تھی کہ یہ سعادت مجھے نصیب ہو، اس نے جہاں مناسب سمجھا اسے ودیعت کر دیا۔ یہ بتاؤ یہاں سے جا کر تم نے کیا کیا؟ عبداللہ نے کہا میرے باپ نے میری شادی آمنہ بنت وہب سے کر دی اور میں تین دن ان کے ساتھ مقیم رہا۔ اس پر فاطمہ بنت مُر نے چند شعر بھی کہے۔

عبداللہ کا انتقال

زہری کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عبدالمطلب تمام قریش میں سب سے زیادہ حسین آدمی تھے کسی نے آمنہ بنت وہب سے ان کے حسن و جمال کی تعریف کی اور یہ بھی کہا۔ اگر جی چاہے تو ان سے شادی کر لو۔ آمنہ نے عبداللہ سے شادی کی عبداللہ نے ان سے مباشرت کی اور رسول اللہ صلعم ان کے بطن میں بشکل حمل مستقر ہوئے اس کے بعد عبداللہ کے باپ نے ان کو ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ مدینہ بھیج دیا تاکہ وہاں سے کھجوریں لے کر آئیں، اسی سفر میں عبداللہ نے مدینہ میں انتقال کیا جب ان کو واپس آنے میں

دیر ہوئی۔ عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حارث کو ان کی خبر کے لئے بھیجا۔ ان کو مدینہ آکر معلوم ہوا کہ عبداللہ کا انتقال ہوگیا۔ مگر واقدی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ بیان بالکل غلط ہے۔ اصل واقعہ وہی ہے جو ام بکر بنت المسور نے بیان کیا ہے کہ عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ کو لے کر وہب کے پاس آئے اور خود اپنے بیٹے کی شادی کی درخواست کی۔ چنانچہ ایک ہی مجلس میں دونوں کی شادیاں ہوگئیں۔ عبدالمطلب کی شادی ہالہ بنت عبد مناف بن زہرہ سے اور عبداللہ کی شادی آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ سے ہوئی۔

واقدی کہتے ہیں کہ ہم تمام ارباب سیر اس بات پر متفق ہیں کہ عبداللہ بن عبدالمطلب قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام سے مدینہ آئے۔ چونکہ وہ بیمار تھے۔ اس لئے مدینہ میں ٹھہر گئے اور اسی قیام کے زمانے میں ان کا انتقال ہوگیا اور نابغہ کے ہاں جیسا کہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ تابعہ کے گھر کے اس چھوٹے حجرے میں جو اگر تم اس گھر میں اپنے بائیں جانب سے داخل ہو تو بائیں ہاتھ پڑتا ہے دفن کر دیئے گئے۔ اس خبر کے متعلق ہمارے ارباب سیر میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

عبدالمطلب بن ہاشم

عبدالمطلب کا نام شیبہ ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان کے سر میں سفید بال تھے عبدالمطلب اس لئے نام ہوا کہ ان کے باپ ہاشم تجارت کے سلسلہ میں شام گئے تھے وہ مدینہ کے راستے سے ہاشم روانہ ہوئے تھے۔ مدینہ پہنچ کر وہ عمرو بن زید بن لبید الخزرجی کے پاس فروکش ہوئے ان کی نظر سلمیٰ بنت عمرو پر پڑی اور وہ اس پر فریفتہ ہوگئے اور اس کے باپ عمرو سے انہوں نے درخواست کی ہے کہ سلمیٰ کی شادی مجھ سے کر دو عمرو نے اس سے نکاح کر دیا مگر یہ شرط کی کہ اس کے ہاں ولادت اس کے میکے میں ہوگی۔ ہاشم بغیر اس سے مباشرت کے اپنے کام پر واپس چلے گئے شام سے واپسی میں وہ اپنی بیوی سے اس کے میکے یثرب میں ہم بستر ہوئے۔ وہ حاملہ ہوگئیں ہاشم اسے اپنے ہمراہ مکہ لے آئے مگر جب وضع حمل کا زمانہ قریب آیا انہوں نے اپنی بیوی کو اس کے میکے بھیج دیا اور خود شام چلے گئے۔ اور وہیں غزہ میں ان کا انتقال ہوگیا ان کے مرنے کے بعد ان کی بیوی سلمیٰ کے ہاں عبدالمطلب پیدا ہوئے۔ یہ سات آٹھ سال تک یثرب ہی میں نشوونما پاتے رہے۔ ایک مرتبہ بنو الحارث بن عبد مناۃ کا ایک شخص مدینہ آیا۔ یہاں اسے چند لڑکے تیر اندازی کرتے ہوئے ملے۔ شیبہ جب نشانے پر تیر مارتے تھے وہ فخر سے کہتے تھے، میں ہاشم کا بیٹا ہوں، میں بطحا کے رئیس کا بیٹا ہوں۔ حارثی نے ان سے پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا میں شیبہ بن ہاشم بن عبد مناف ہوں۔ حارثی نے مکہ آکر مطلب سے جو حرم میں بیٹھا ہوا تھا کہا اے ابوالحارث میں نے یثرب میں چند لڑکوں کو تیر اندازی کرتے ہوئے دیکھا ان میں سے ایک ایسا لڑکا تھا کہ جب اس کا تیر نشانے پر لگ جاتا تو وہ اظہار فخر میں کہتا، میں ہاشم کا بیٹا ہوں میں، بطحا کے رئیس کا فرزند ہوں۔ مطلب نے سن کر کہا، بخدا میں اب اپنے گھر نہ جاؤں گا جب تک کہ اس بچے کو نہ لے آؤں گا۔ حارثی نے کہا اگر اس قدر مستعد ہو تو یہ میری ناقہ صحن ہی میں بندھی ہے اس پر چلے جاؤ۔ مطلب اس اونٹنی پر سوار ہو کر یثرب آئے۔ سرشام وہ آبادی میں پہنچے۔ بنو عدی بن النجار کے محلہ میں آئے۔ یہاں انہوں نے دیکھا کہ

ثنیہ کی چوپالی کے احاطہ میں لڑکے گیند کھیل رہے تھے۔ اس نے اپنے بھتیجے کو شناخت کر کے وہاں والوں سے پوچھا، یہ ہاشم کا بیٹا ہے، انہوں نے کہا۔ ہاں یہ تمہارا بھتیجا ہے۔ اگر تم اسے لینا چاہتے ہو تو ابھی بڑ لو اس کی ماں کو اس کی خبر نہ ہونے پائے، ورنہ اگر اسے معلوم ہو گیا تو وہ اسے کبھی نہ جانے دے گی اور پھر ہم بھی اسے جانے نہ دیں گے اور روک لیں گے۔ مطلب نے اسے آواز دی اور کہا، اے میرے بھتیجے میں تمہارا چچا ہوں۔ تم کو تمہاری قوم کے پاس لے جانے کے لئے آیا ہوں، یہ کہہ کر انہوں نے اپنی اونٹنی بٹھا دی اور وہ لڑکا تیر کی طرح اچھل کر ناقہ کے پچھلے حصہ پر بیٹھ گیا۔ مطلب اسی وقت اسے لے کر مکہ روانہ ہو گئے۔ اس کی ماں کو رات ہونے تک اس کے جانے کی اطلاع نہ ہوئی جب رات کو اسے اس کی اطلاع ہوئی، اس نے شور مچایا کہ کوئی شخص میرے بچے کو بھگا لے گیا مگر پھر اس کو اطلاع دی گئی کہ اس کا چچا اسے لے گیا ہے۔

عبدالمطلب کی مکہ میں آمد

مطلب اسے دن چڑھے مکہ لے کر آئے اس وقت سب لوگ اپنی اپنی نشست گاہوں میں موجود تھے وہ پوچھنے لگے کہ تمہارے پیچھے یہ کون سوار ہے انہوں نے کہا کہ یہ میرا غلام ہے۔ اسی طرح اسے لئے ہوئے مطلب خود اپنے گھر پہنچے ان کی بیوی خدیجہ بنت سعید بن سہم نے پوچھا، یہ کون ہے، انہوں نے اسے بھی یہی جواب دیا کہ یہ میرا غلام ہے۔ گھر سے نکل کر مطلب حزورہ آئے، یہاں سے انہوں نے ایک حلہ خریدا اور اسے شیبہ کو جا کر پہنایا پھر سر شام اسے لے کر بنی عبد مناف کی مجلس میں آئے اس کے بعد وہ لڑکا اسی حلہ کو پہنے ہوئے مکہ کی گلی کوچوں میں پھرا کرتا تھا اور چونکہ مطلب نے اپنی قوم سے بھی ان کے دریافت کرنے پر یہی کہا تھا کہ یہ میرا غلام ہے۔ اس وجہ سے سب اسے عبدالمطلب کہنے لگے اس موقعہ پر مطلب نے یہ شعر بھی کہا:

عرفت شیبۃ والنجار قد جعلت

ابناؤھا حولہ بالنبل تنتضل

ترجمہ: جب بنو نجار کے لڑکے اس کے گرد کھڑے تیر اندازی کر رہے تھے

میں نے شیبہ کو شناخت کر لیا۔

اسی واقعہ کے متعلق یہ روایت بھی ہے کہ ہاشم بن عبد مناف نے بنو عدی بن النجار کی ایک شریف خاتون سے جس کی اپنے منگیتروں سے یہ شرط تھی کہ وہ اپنے میکے ہی میں رہے گی، شادی کی اور اس کے بطن سے شیبۃ الحمد ہاشم کا لڑکا پیدا ہوا۔ اس کی اپنے ننھیال میں عزت و محبت سے پرورش ہوئی۔ ایک مرتبہ یہ لڑکا نو عمر جوانوں کے ساتھ تیر اندازی کی مشق کر رہا تھا جب اس کا تیر نشانے پر لگ جاتا تو وہ اظہار فخر میں کہتا "میں ہاشم کا بیٹا ہوں"۔ ایک راہگیر نے اس کی یہ بات سن پائی۔ اس نے مکہ آ کر اس کے چچا مطلب بن عبد مناف سے کہا۔

کہ میں مدینہ میں بنو قیلہ کے احاطہ سے گزر رہا تھا، میں نے وہاں اس شکل و صورت کا ایک نو عمر لڑکا دیکھا جو دوسرے اپنے ہم عمروں سے نشانہ بازی کر رہا تھا اور وہ اپنے کو تمہارے بھائی کا بیٹا کہتا تھا، تمہارے لئے یہ بات زیبا نہیں کہ تم اس جیسے لڑکے کو اس غربت میں رہنے دو۔

عبدالمطلب کی وجہ تسمیہ

مطلب مکہ سے چل کر مدینہ آئے انھوں نے اپنی سواری پر سارے شہر کا چکر لگایا تب کسی نے ان سے شیبہ کی ماں کا پتہ بتایا، مطلب نے جب تک شیبہ کے لئے اجازت نہ لے لی اس کی ماں کا پیچھا نہ چھوڑا اس کی اجازت سے پھر وہ اسے لے کر مکہ روانہ ہوئے۔ چونکہ مطلب نے اسے اپنے پیچھے بٹھا رکھا تھا اس لئے ان کا جو ملاقاتی راستہ میں ان کو ملا اور اس نے اس لڑکے کو پوچھا کہ یہ کون ہے، مطلب نے کہہ دیا کہ یہ میرا غلام ہے اسی لئے شیبہ کا نام عبدالمطلب ہو گیا۔

عبدالمطلب اور نوفل میں تنازعہ

مکہ آکر مطلب نے اسے اس کے باپ کی املاک کی نشان دہی کر دی اور ان کو اس کے سپرد کر دیا۔ نوفل بن عبد مناف نے ایک کنویں کے بارے میں اس سے تنازعہ کیا اور زبردستی اسے غصب کر لیا۔ عبدالمطلب نے اپنی قوم کے کئی آدمیوں کے پاس جا کر اس کی شکایت کی اور اپنے چچا کے مقابلہ میں مدد مانگی مگر ان لوگوں نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ ہم تمہارے چچا کے درمیان نہیں پڑتے۔ اس جواب پر عبدالمطلب نے اپنی حالت اپنی ننھیال کو لکھی اور خط میں چند ایسے شعر بھی لکھے جس میں اپنے چچا نوفل کی شکایت کی تھی۔ چنانچہ اس خط کے موصول ہونے کے بعد ابو اسعد ابن عدس النجاری اسّی سواروں کے ساتھ یثرب سے روانہ ہو کر ابطح آیا۔ عبدالمطلب کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی وہ اس کے استقبال کو آئے اور انھوں نے کہا، ماموں صاحب قیام فرمائیے۔ ابو اسعد نے کہا جب تک نوفل سے میری مڈبھیڑ نہ ہو جائے گی میں فروکش نہ ہوں گا، عبدالمطلب نے کہا میں اسے حجر میں قریش کے مشائخ کے ساتھ بیٹھا ہوا چھوڑ آیا ہوں۔ ابو اسعد پھر آیا۔ نوفل کے سرہانے آکر کھڑا ہوا اور اس نے اپنی تلوار نیام سے نکال لی اور پھر نوفل سے کہا کہ رب کعبہ کی قسم ہے یا تو میرے بھانجے کو اس کا کنواں واپس دیدے، ورنہ میں ابھی اس تلوار سے میرا کام ختم کر دیتا ہوں، نوفل نے کہا۔ رب کعبہ کی قسم ہے میں نے وہ کنواں اسے واپس دیدیئے اس پر تمام حاضرین کی شہادت ہو گئی، اس کے بعد ابو اسعد نے کہا۔ اے میرے بھانجے اب میں تمہارا مہمان بنتا ہوں، تین دن اس نے عبدالمطلب کے ہاں قیام کیا اور اسی اثنا میں اس نے عمرہ

بھی کیا۔ اس واقعہ کے بیان میں عبدالمطلب نے چند شعر کہے اور سمرہ بن عمیر ابو عمرو الکنانی نے بھی کچھ شعر کہے۔

اس واقعہ کا خود نوفل پر یہ اثر ہوا کہ اس نے تمام بنی عبد شمس سے بنی ہاشم کے خلاف ایک سمجھوتہ کر لیا۔

محمد بن ابی بکر کہتا ہے کہ میں نے یہ قصہ موسیٰ بن عیسیٰ سے بیان کیا تو وہ کہنے لگا کہ ہاں چونکہ اللہ نے ہمیں دولت و امارت عطا فرمائی ہے، اس لئے ہمارے ہاں تقرب جتانے کے انصار یہ قصہ بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ عبدالمطلب اپنی قوم میں اس قدر معزز تھے کہ ان کو قطعی اس بات کی ضرورت نہ تھی کہ بنو نجار مدینہ سے ان کی حمایت کے لئے آتے۔ میں نے کہا جناب والا اہل مدینہ کی نصرت کی اس شخص کی بھی ضرورت ہوئی جو عبدالمطلب سے بہتر تھا موسیٰ بن عیسیٰ جو اب تک تکیے کے سہارے بیٹھا ہوا تھا، میرے جواب سے برافروختہ ہو کر سیدھا ہو بیٹھا اور اس نے پوچھا "عبدالمطلب سے بہتر کون ہے" میں نے کہا محمد صلعم اس نے کہا بے شک تم سچے ہو، اب وہ پھر تکیے کے سہارے ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ اس واقعہ کو ابن ابی بکر کی روایت سے قلم بند کر لو۔

عبدالمطلب کے معاہدات

زید بن علاقہ التغلبی نے جس نے جاہلیت کا عہد پایا تھا یہ بات کہی ہے کہ اس معاہدے کی وجہ سے جو اس واقعہ کے بعد بنی ہاشم اور خزاعہ میں چلا آتا تھا۔ رسول اللہ صلعم نے مکہ فتح کیا اور اسی وجہ سے رسول اللہ نے بنو کعب کی مدد فرمائی تھی اور واقعہ یہ ہوا تھا کہ نوفل بن عبد مناف نے جو عبد مناف کے بیٹوں میں ایک ہی اب تک زندہ تھا۔ عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف کے کچھ جوہر زبردستی لے لئے۔ عبدالمطلب کی ماں سلمیٰ بنت عمرو النجاریہ قبیلہ خزرج کی تھی عبدالمطلب نے اپنے چچا سے انصاف کی درخواست کی، مگر اس نے نہ مانا، عبدالمطلب نے اپنے ماموؤں سے اس کی شکایت کی اور ان سے مدد مانگی، اسی ستر سوار یثرب سے نکل آئے اور انھوں نے اپنے اونٹ کعبہ کے صحن میں لا کر بٹھائے۔ نوفل نے جب ان کو دیکھا تو اس کے دل پر ان کی جانب سے شبہ پیدا ہوا اس نے سلام کیا مگر انھوں نے کہا کہ جب تک تم ہمارے بھانجے کا حق واپس نہ دو گے ہم تمہارے سلام کا جواب نہیں دیتے، اس نے کہا میں آپ لوگوں کی تعظیم و تکریم کے خیال سے ایسا کئے دیتا ہوں اور اس نے وہ بادلیاں عبدالمطلب کو واپس کر دیں۔ اس تصفیہ

کے بعد وہ لوگ اپنے گھر چلے گئے مگر اس واقعہ سے عبدالمطلب کے دل میں دوسروں حلیف بنانے کا خیال پیدا ہوا۔ اُس نے قبیر بن عمرو ورقار بن فلاں اور خزاعہ کے بعض دوسرے اشخاص کو معاہدہ کے لئے دعوت دی' یہ سب کعبہ میں آئے اور یہاں انھوں نے ایک معاہدہ لکھ لیا۔

چاہ زمزم کا دفینہ

عبدالمطلب کے چچا مطلب بن عبد مناف کی موت کے بعد حاجیوں کو پانی کی بہم رسانی اور ان کی مہمان داری کی جو خدمات بنو عبد مناف کے پاس تھیں اور اس وجہ سے قوم میں جو عزت اور شرف ان کو حاصل تھا وہ اب عبدالمطلب کو ملا انھوں نے سب سے پہلے اسمٰعیل بن ابراہیم علیہ السلام کے کنویں زمزم کو صاف کر کے کھولا اور جو دفینہ اس میں تھا انھوں نے برآمد کیا یہ سونے کے دو ہرن تھے جن کو جرہم نے اس میں اس وقت دفن کیا تھا جب ان کو کعبہ سے بے دخل کردیا گیا' کچھ قلعی تلواریں تھیں اور زرہیں تھیں۔ ان تلواروں سے کعبہ کا ایک دروازہ بنایا گیا اور اس میں ان سونے کے ہرنوں کا سونا پتروں کی شکل میں تبدیل کر کے دروازے پر چڑھایا گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ جو قیمتی شئے کعبہ پر چڑھائی گئی وہ یہی سونا تھا۔ عبدالطلب کی کنیت ابوالحارث تھی۔ کیونکہ ان کے سب سے بڑے بیٹے کا نام حارث تھا اور یہی شیبہ ہے۔

ہاشم بن عبدمناف

ہاشم کا نام عمرو ہے۔ ہاشم اس لئے مشہور ہوا کہ مکہ میں سب سے پہلے انھوں نے روٹیوں کو شوربے میں توڑ کر ان کو اپنی قوم کو کھلایا تھا۔ اسی کے متعلق مطرود بن کعب الخزاعی یا ابن الکلبی کے قول کے مطابق ابن الزبعری نے یہ شعر کہا ہے:۔

عمرو الذی ھشم الثرید لقومہٖ ورجال مکۃ مسنتون عجاف

ترجمہ:۔ وہ عمرو جس نے اپنی قوم کو روٹی چور کر کھلائی۔ جب کہ مکہ والے سخت قحط میں مبتلا تھے۔

ان کی قوم قریش' قحط اور افلاس کی سخت مصیبت میں مبتلا ہو گئی تھی۔ یہ فلسطین گئے اور وہاں سے بہت سا آٹا لے کر مکہ آئے اس کی روٹیاں پکوائیں اور بہت سے جانور ذبح کر کے اس کا قورمہ تیار کیا اور روٹیوں کو اس میں توڑ کر انھوں نے اپنی قوم کی دعوت کی۔

ہاشم پہلے شخص ہیں جنھوں نے قریش کے لئے سال میں دو سفر۔ جاڑے اور گرما

ہاشم اور عبد شمس

ہاشم اور عبد شمس یہ عبد مناف کے سب سے بڑے بیٹے تھے مطلب جو ان کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے، یہ ایک بطن سے تھے ان کی ماں عاتکہ بنت مُرّۃ السلمیہ تھی اور نوفل جس کی ماں واقدہ تھی، عبد مناف کے یہ چاروں بیٹے اپنے باپ کے بعد قوم کے سردار ہوئے۔ ان کو مجبّرون کہتے ہیں۔ انھی نے سب سے پہلے قریش کے لئے دوسرے ملکوں میں سکونت کے لئے اجازت نامے حاصل کئے اس کی وجہ سے قریش حرم سے دور دور منتشر ہو گئے، ہاشم نے شاہان روم اور غسان سے اجازت نامہ حاصل کیا۔ عبد شمس نے نجاشی الاکبر سے اجازت حاصل کی۔ اس وجہ سے قریش حبشہ چلے گئے، نوفل نے اکاسرۂ ایران سے اجازت حاصل کی اور اس وجہ سے قریش عراق جاکر آباد ہوئے، مطلب نے ملوک حمیر سے توآبادی کی اجازت حاصل کی اور اس وجہ سے قریش یمن جاکر متوطن ہوئے، چونکہ ان کی وجہ سے اللہ نے قریش کی حالت درست کر دی، اس لئے ان کو مجبّرون کہنے لگے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ہاشم اور عبد شمس توام پیدا ہوئے تھے جو پہلے پیدا ہوا تھا اس کی ایک انگلی دوسرے کی پیشانی سے چپٹی ہوئی تھی اس لئے اسے کاٹ کر دونوں کو علیحدہ کیا گیا اس قطع سے خون بہا اس پر یہ شگون لیا گیا کہ ان کے درمیان خونریزی ہوگی، اپنے باپ عبد مناف کے بعد ہاشم کعبہ کے متولی ہوئے، اور حاجیوں کے لئے پانی اور قیام کا انتظام ان کے متعلق ہوا۔

ہاشم اور امیہ میں منافرت

جب ہاشم نے اپنی قوم کی دعوت کی تو اس پر امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کے دل میں ان کی طرف سے حسد پیدا ہوا یہ بھی دولت مند تھا اس نے اگرچہ بڑے اہتمام سے اپنی قوم کی ویسی ہی دعوت کی مگر وہ بات نہ ہو سکی جو ہاشم سے بن آئی، قریش کے بعض لوگوں نے اس کا مضحکہ کیا وہ سخت برہم ہوا اور ہاشم کا دشمن ہو گیا اور مطالبہ کیا کہ اس کے متعلق پنچایت سے فیصلہ لیا جائے ہاشم نے اپنی بزرگی اور عزت کی وجہ سے اس بات کو برا سمجھا مگر قریش نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور انھیں جوش دلا کر اس بات پر آمادہ کر دیا۔ ہاشم نے کہا میں اس شرط پر اس معاملہ کو پنچایت کے سپرد کرتا ہوں کہ تم کو سیاہ گردن کی پچاس اونٹنیاں مکہ کی تلہٹی میں ذبح کرنا پڑیں گی اور دس سال کے لئے مکہ سے ترک سکونت کرنا پڑے گی، امیہ نے یہ شرط مان لی اور اب

دونوں نے کاہن الخزاعی کو اپنے درمیان حکم بنایا اس نے ھاشم کے حق میں فیصلہ کیا ہاشم نے اُمیّہ سے اونٹنیاں لے کر ان کو ذبح کیا اور حاضرین کی اس سے دعوت کی۔ اُمیّہ شام چلا گیا۔ اس سال وہ وہاں رہا ہاشم اور اُمیّہ میں عداوت کا یہ پہلا واقعہ تھا۔

عبدالمطلب اور حرب بن اُمیّہ

یہ واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبدالمطلب بن ہاشم اور حرب بن اُمیّہ نے اپنے تعلقات کے لئے نجاشی الحبشی سے کہا کہ مگر اس نے دخل دینے سے انکار کر دیا۔ تب ان دونوں نے نفیل بن عبدالعزّیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن ازاح بن عدی بن کعب کو پنچ بنایا۔ اس نے حرب سے کہا۔ اے ابو عمرو تم اس شخص سے تنافر اور تنازع کرتے ہو جو تم سے قد میں بڑا ہے۔ اس کا سر تم سے بڑا ہے۔ تم سے زیادہ وجیہ ہے۔ تم سے کم بُرا ہے، جس کی اولاد تم سے زیادہ ہے جو تم سے زیادہ سخی ہے اور زیادہ طاقتور ہے یہ کہہ کر اس نے عبدالمطلب کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ حرب نے کہا یہ بھی شومئ وقت ہے کہ ہم نے تجھے حکم بنایا۔

عبد مناف کے بیٹوں میں سے سب سے پہلے ہاشم نے شام کے شہر غزہ میں انتقال کیا۔ اس کے بعد عبد شمس نے مکہ میں انتقال کیا اور وہ اجیاد میں دفن کیا گیا۔ اس کے بعد نوفل نے عراق کی راہ میں مقام سلمان میں انتقال کیا۔ پھر مطلب نے یمن کے مقام ردمان میں انتقال کیا۔ ہاشم کے بعد حجاج کے لئے پانی اور قیام کا انتظام ان کے بھائی مطلب کے متعلق ہوا۔

عبد مناف بن قصی

اس کا اصل نام مغیرہ ہے اس کے حسن و جمال کی وجہ سے اسے چاند کہتے تھے، قصی کہا کرتا تھا کہ میرے چار بیٹے ہوئے ان میں سے دو کے نام میں نے اپنے دونوں بتوں کے نام پر رکھے ایک کا نام اپنے گھر کے نام پر رکھا اور ایک کا خود اپنے نام پر رکھا۔ ان چاروں کے نام اس طرح ہیں۔ عبد مناف، عبدالعزّیٰ (یہ اس کا باپ ہے) عبدالدار بن قصی اور عبد قصی بن قصی یہ کم عمری میں مر گیا تھا۔ یہ تو بیٹے ہیں اور لڑکی برّہ بنت قصی ہے ان سب کی ماں حُبّیٰ بنت حُلیل بن حُبشیّہ بن سلول بن کعب بن عمرو بن خزاعہ تھی۔

ہشام بن محمدؒ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ عبد مناف کا لقب قمر اور نام مغیرہ تھا اس کی ماں حُبّیٰ تھی اس نے اسے مکہ کے سب سے بڑے بت مناف کو اپنے اظہار عبودیت میں حوالے کر دیا تھا اسی وجہ سے یہی نام مشہور ہو گیا۔

قصی بن کلاب

قصی کا اصل نام زید ہے۔ قصی اس لئے نام ہوا کہ اس کے باپ کلاب بن مرہ قصی کی ماں فاطمہ بنت سعد بن سیل ہے' اور سیل کا اصل نام خیر ابن حالہ بن عوف بن غنم بن عامر الجادر بن جثمہ بن لیشکر ہے جو بنو الدیل کے حلیف ازد شنوءہ سے تھا شادی کی' اس کے بطن سے کلاب کے دو بیٹے زہرہ اور زید پیدا ہوئے کلاب مرگیا۔ اس وقت زید بالکل کم سن تھا اور زہرہ جوان ہو چکا تھا۔ کلاب کے مرنے کے بعد ربیعہ بن حرام بن ضنہ بن عبد کبیر بن عذرہ بن زید نے جو قضاعہ سے تھا۔ زہرہ اور قصی کی والدہ فاطمہ سے شادی کرلی چونکہ زہرہ سن بلوغ کو پہنچ گیا تھا اور قصی شیر خوار تھا یا حال ہی میں اس کا دودھ چھڑایا گیا تھا اس لئے' قصی کی ماں قصی کی کم سنی کی وجہ سے اسے اپنے خاوند کے علاقہ میں جو شام کے مشرف بنو عذرہ سے تعلق رکھتا تھا لے گئی' اور زہرہ کو اس کی قوم میں چھوڑ گئی اس کے بطن سے ربیعہ کا لڑکا رزاح بن ربیعہ پیدا ہوا اس طرح یہ قصی کا اخیافی بھائی تھا۔ ربیعہ بن حرام کے تین لڑکے ایک دوسری عورت کے بطن سے تھے ان کے نام یہ ہیں' حسن بن ربیعہ' محمود بن ربیعہ اور جلہمہ بن ربیعہ۔

قصی کی مکہ میں واپسی

زید نے ربیعہ کے گھر پرورش پائی اور جوان ہوا! چونکہ وہ اپنی قوم والوں سے بہت دور آرہا تھا اس لئے زید کا نام قصی ہوگیا اس اثنا میں زہرہ بن کلاب مکہ ہی میں سکونت پذیر رہا' قصی بن کلاب بنو قضاعہ کے علاقے میں رہتا سہتا تھا اور ربیعہ بن حرام ہی کو اپنا باپ سمجھتا تھا۔ ایک دن اس کے اور بنو قضاعہ کے ایک دوسرے شخص میں کچھ تکرار ہوگئی۔ زید اب سن بلوغ کو پہنچ گیا تھا۔ اس قضاعی نے طعناً اس پر یہ بات ظاہر کر دی کہ تم غربت میں ہو اور یہ بھی کہا کہ تم کیوں اپنی قوم اور خاندان میں چلے نہیں جاتے تم ہماری قوم سے نہیں ہو' قصی کو اس طرح سے بڑا رنج ہوا وہ سیدھا اپنی ماں کے پاس آیا اور اس سے قضاعی کے بیان کی تصدیق چاہی' اس نے کہا اے میرے بیٹے بخدا! تو اس شخص سے بر اعتبار اپنی ذات اور اپنے باپ کے بہت زیادہ معزز اور شریف ہے تو کلاب بن مُرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانۃ القرشی کا بیٹا ہے تیری قوم مکہ میں بیت اللہ اور حرم بیت اللہ میں رہتی ہے۔ یہ معلوم کرکے اب اس نے غربت کو ترک کرکے اپنی قوم میں جاکر مل جانے کی پختہ نیت کرلی اس کی ماں نے اس سے کہا کہ عجلت نہ کرو ماہ حرام آنے دو جب عرب حاجی مکہ جائیں تو تم بھی ان کے ہمراہ ہو جانا اس

وقت جانے میں تمہاری جان کا خطرہ ہے قصی نے اپنی ماں کا مشورہ مانا اور وہ وہیں ٹھہرا رہا۔

قصی کا حُبّی سے نکاح

جب ماہ حرام میں بنو قضاعہ کے حاجی حج کے لئے روانہ ہوئے تو یہ ان کے ہمراہ مکہ آیا اور حج سے فارغ ہو کر اب یہیں مستقل طور پر قیام پذیر ہو گیا۔ چونکہ وہ بڑا بہادر اور شریف تھا اس نے حلیل بن حبشیہ الخزاعی کے ہاں اس کی بیٹی حُبّی سے منگنی کرنا چاہی حلیل نے اس کے نسب سے اطمینان کر کے اپنی بیٹی سے اس کی شادی کر دی اس زمانے میں حلیل کعبہ کا متولی اور مکہ کا امیر تھا۔ ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق شادی کے بعد قصی اپنے خسر حلیل کے ساتھ رہنے لگا اور اس کی بیٹی حُبّی کے بطن سے قصی کے بیٹے عبدالدار عبد مناف، عبدالعزیٰ اور عبد قصی پیدا ہوئے۔

قصی اور رزاح بن ربیعہ

جب اس کے بیٹے دور دراز ملکوں میں چلے گئے، اور اس کی دولت اور عزت بہت بڑھ گئی، حلیل بن حُبشیہ مر گیا قصی نے سوچا کہ خزاعہ اور بنی بکر کے مقابلہ میں خود وہ کعبہ کی تولیت اور مکہ کی امارت کا مستحق ہے۔ نیز یہ کہ قریش اسمٰعیل بن ابراہیم کی اولاد اور ان کی خالص نسل سے ہیں۔ اس غرض کے لئے اس نے قریش اور بنی کنانہ کے بعض لوگوں سے گفتگو کی اور کہا کہ ہم سب بنو خزاعہ و بنو بکر کو مکہ سے نکال باہر کریں۔ جب انھوں نے اس کی یہ بات مان لی اُس نے اپنے اخیافی بھائی رزاح بن ربیعہ بن حرام کو جو اپنی قوم میں تھا اپنی نصرت اور شرکت کے لئے دعوت دی۔ رزاح نے اپنی قوم بنو قضاعہ میں کھڑے ہو کر ان سے اپنے بھائی کی امداد کی درخواست کی اور کہا کہ آپ لوگ میرے ساتھ ہوں انھوں نے اس کی دعوت قبول کی اور چلنے پر آمادگی ظاہر کی۔

بنو خزاعہ کا مکہ سے اخراج

ہشام اپنے پہلے بیان کے سلسلہ میں کہتا ہے" قصی اپنے بھائی زہرہ اور خاندان کے پاس چلا آیا۔ چند ہی روز میں اسے سرداری مل گئی چونکہ مکہ میں بنو خزاعہ کی تعداد بنو النضر سے زیادہ تھی اس لئے قصی نے اپنے بھائی رزاح سے مدد مانگی اس کے تین اور بھائی دوسری ماں سے تھے وہ ان کو اور دوسرے بنو قضاعہ کو جنھوں نے اس کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا لے کر قصی کے پاس مکہ آیا۔ یہاں قصی کی حمایت کے لئے بنو النضر تھے ان سب نے مل کر خزاعہ کو مکہ سے نکال دیا اس کے بعد قصی نے حبّی بنت حلیل بن حُبشیۃ الخزاعی سے شادی کی جس کے بطن سے اس کے چاروں بیٹے پیدا ہوئے۔ حلیل بیت اللہ کا آخری متولی تھا جب اس کا وقت آخر ہوا تو اس نے کعبہ کی

ولایت اپنی بیٹی حُبّی کے سپرد کی اس نے کہا آپ جانتے ہیں کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ خود کعبہ کا دروازہ کھولوں اور بند کروں حُلیل نے کہا اچھا میں اس کام کے لیئے ایک دوسرا شخص مقرر کر دیتا ہوں جو ان منصب کو تمھارے نائب کی حیثیت سے انجام دے۔ چنانچہ اس نے ابو غبشان سلیم بن عمرو بن لُوی بن ملکان بن قُصیٰ کو یہ خدمت سپرد کر دی۔ قُصیٰ نے ایک مشک شراب اور ایک عود کے عوض میں اس سے کعبہ کی تولیت خرید لی اس پر خزاعہ بگڑے اور وہ قصی پر چڑھ آئے، تب اس نے اپنے بھائی سے مدد مانگی اور اس کے ساتھ وہ خزاعہ سے لڑا اصل حقیقت اللہ جانتا ہے مگر بیان کیا جاتا ہے کہ ان کو کھسرہ نکل آئی اور قریب تھا کہ اس مرض سے وہ سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔ انھوں نے خود ہی مکہ کو خیر باد کہہ دیا اور سب ترک وطن کر کے چل دیئے۔ بعض نے اپنے مکان بلا معاوضہ لوگوں کو دے دیئے۔ بعض نے ان کو بیچ دیا اور بعض پھر بھی رہ پڑے مگر اب قصی بلا شرکت غیر کعبہ کا متولی اور مکہ کا حاکم ہو گیا۔ اس نے قریش کے تمام قبیلوں کو پھر اکٹھا کیا اور ان کو مکہ کے پہاڑ پر آباد کیا جن میں سے بعض اب تک گھاٹیوں میں اور پہاڑ کی چوٹیوں پر سکونت رکھتے تھے اس نے خزاعہ کے مکان قریش میں تقسیم کر دیئے۔ اس لیئے اب اس کا نام مجمّع ہوا اسی کے متعلق مطرود یا خدافہ بن غانم نے یہ شعر کہا ہے:۔

ابوکم قُصَیٌّ کان یُدعیٰ مُجَمِّعاً　　بہٖ جمع اللہُ القبائلَ من فہر

ترجمہ:۔ تمہارا باپ قصی ہے جسے مجمّع کہتے تھے اسی کے ذریعہ اللہ نے بنی فہر کے قبائل کو پھر ایک جا جمع کر دیا۔

قریش نے اسی کو اپنا حاکم بنا لیا۔

کعبہ کی پجاریسی ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ رزاح نے قصی کی طلب نصرت کی استدعا کو قبول کیا اور وہ اپنے تینوں بھائیوں اور دوسرے قبیلہ والوں کو لے کر عرب حاجیوں کے ساتھ قصی کی مدد اور اس کا ساتھ دینے کے لئے مکہ روانہ ہوا۔

یہی راوی کہتا ہے کہ بنو خزاعہ اس بات کے مدعی ہیں کہ جب قصی کی اولاد منتشر ہو گئی خود حلیل نے کعبہ کی تولیت اس کے سپرد کر دی تھی اور کہا تھا کہ تم خزاعہ کے مقابلہ میں کعبہ کی تولیت اور مکہ کی امامت کے زیادہ اہل ہو اس وصیت کی بنا پر قصی نے ان تمام حقوق کا مطالبہ کیا تھا، جب سب لوگ مکہ میں جمع ہوئے اور موقف کو چلے اور حج سے فارغ ہو کر منیٰ آئے اس وقت قصی نے اپنے

تمام مددگار، اپنی ہم قوم قریشی متبعین اور بنو کنانہ اور بنوخزاعہ کے حامیوں کو اپنے پاس جمع کر رکھا تھا۔ تمام مناسک حج ادا ہو چکے تھے صرف واپسی باقی تھی۔ قاعدہ یہ تھا کہ کعبہ کے پجاری لوگوں کو عرفہ سے بڑھاتے تھے اور نفر کے دن جب لوگ منیٰ سے نفر کرتے ہیں۔ یہ پجاری لوگوں سے قبل منیٰ میں کنکریاں مارنے کے پہنچ جاتے تھے۔ انھی پجاریوں میں سے ایک شخص حاجیوں کے لئے رمی کرتا تھا اور تاوقتیکہ وہ رمی نہ کرے دوسرے حاجی خود رمی نہیں کر سکتے تھے جن ضرورت مندوں کو جلدی ہوتی وہ پجاری سے آکر درخواست کرتے کہ تم رمی کر دو تاکہ پھر ہم بھی رمی کرلیں مگر وہ اس کا جواب دیتا کہ بخدا جب تک آفتاب کو زوال نہ شروع ہو میں رمی نہیں کروں گا اس پر جن لوگوں کو جلد واپس جانے کی ضرورت ہوتی' وہ خود اس پجاری پر پتھر پھینکنے لگتے اور کہتے کہ رمی شروع کرو مگر وہ ان باتوں سے متاثر نہیں ہوتا البتہ جب آفتاب جھک جاتا تو اب وہ کھڑا ہوتا رمی کرتا اور دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ رمی کرتے۔

قصی اور پجاریوں میں جنگ

کنکریاں مارنے کے بعد جب یہ لوگ منیٰ سے واپس ہوتے تو یہ پجاری سب سے پہلے گھاٹی کے سروں پر آجاتے اور لوگوں کو گذرنے سے روک دیتے اور کہتے کہ پہلے ہم پجاری گزرلیں تب دوسرے گذریں۔ چنانچہ پہلے وہ گذر جاتے اس کے بعد دوسروں کو وہاں سے نکلنے کی راہ ملتی۔ اس سال بھی حسب دستور جاریہ پجاریوں نے حاجیوں کے ساتھ یہی برتاؤ کیا یہ طریقہ ان میں بنو جرہم اور خزاعہ کی تولیت کے عہد سے چلا آتا تھا اور اس سے تمام عرب واقف تھے اور تسلیم کرتے تھے جب اس سال بھی انھوں نے یہ کیا تو قصی بن کلاب خود اپنی قوم قریش اور بنو کنانہ اور قضاعہ کے ساتھ گھاٹی آیا اور انھوں نے ان پجاریوں سے کہا کہ اس تمام بندوبست کے ہم تمھارے مقابلے میں زیادہ اہل ہیں انھوں نے اس دعوے کو نہ مانا قصی نے ان کی بات نہ مانی نتیجہ یہ ہوا کہ تلوار چلی اور نہایت شدید اور خوں ریز لڑائی کے بعد پجاریوں کو شکست ہوئی' قصی نے ان کے تمام حقوق پر قبضہ کرلیا اور گھاٹی سے ان کو بے دخل کر دیا۔

قصی کی امارت

اس لڑائی کے بعد بنو خزاعہ اور بنو بکر قصی بن کلاب سے کنارہ کش ہوگئے اور ان کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ جس طرح اس نے پجاریوں کو گھاٹی سے بے دخل کر دیا ہے اسی طرح وہ ان کو کعبہ کے انتظام اور مکہ کی امارت سے بے دخل کردے گا ان کی علیحدگی کے بعد خود قصی نے ان پر جارحانہ کارروائی کی اور اب وہ ان سے

لڑنے کے لئے پوری طرح تل گیا اس کا بھائی رزاح بن ربیعہ اپنی قوم قضاعہ کے ہمراہیوں کے ساتھ اس کی مدد کے لئے پہنچا دہا اس کے مقابلہ میں خزاعہ اور بنو بکر لڑنے کے لئے برآمد ہوئے لڑائی چھڑی اور نہایت شدید ہوئی فریقین کے بے شمار آدمی کام آئے اور تقریباً سب ہی زخمی ہوئے یہ رنگ دیکھ کر فریقین نے عارضی صلح پر اس قرارداد پر سمجھوتہ کر لیا کہ وہ اپنے اس مابہ النزاع قضیہ کو کسی عرب کے سامنے تصفیہ قطعی کے لئے پیش کر دیں گے چنانچہ انھوں نے یعمر بن عوف بن کعب بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کو حکم بنایا اس نے یہ فیصلہ کیا کہ کعبہ کی تولیت اور مکہ کی امارت کے لئے خزاعہ اور بنو بکر کے مقابلہ میں قصی زیادہ اہل ہے اور یہ کہ خزاعہ اور بکر کے جن جن لوگوں کو قصی نے قتل کیا ہے وہ ان کے سروں کو اپنے قدموں کے نیچے رکھ کر ان کو کچل دے، اس کے برعکس قریش بنو کنانہ اور قضاعہ کے جن لوگوں کو خزاعہ اور بنو بکر نے قتل کیا ہے اس کی وہ دیت ادا کریں۔ نیز یہ کہ کعبہ اور مکہ کو وہ قصی بن کلاب کے لئے چھوڑ دیں چونکہ اس تصفیہ میں یعمر بن عوف نے خزاعہ وغیرہ کے سروں کو قصی کے پیروں سے کچلوایا تھا اس وجہ سے انہی کا نام شداخ ہو گیا، اب قصی بلا شرکت کعبہ اور مکہ کا متولی اور رئیس ہوا جہاں جہاں اس کی قوم آباد تھی اس نے ان سب کو وہاں سے پھر مکہ بلایا اور اس نے اپنی قوم اور اہل مکہ کی سیادت طلب کی جسے اس کی خواہش کے مطابق سب نے منظور کر لیا اس طرح کعب بن لوی کی اولاد میں قصی پہلا شخص ہے جسے حکومت ملی اور اس پر اس کی قوم نے دل سے اس کی اطاعت کی۔ اب کعبہ کی حجابت، سقایہ، رفادہ، ندوہ اور لواء سب اسی کے متعلق ہو گیا۔ اس طرح مکہ کی تمام شرافت اسے مل گئی اس نے مکہ کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ان کو اپنی قوم قریش کو دے دیا۔ اور پھر قریش کے ہر خاندان کو علیحدہ علیحدہ مکہ کے ان مکانات میں جن پر ان کا قبضہ ہوا تھا فروکش کر دیا۔

قصی کو مجمّع کا لقب

ان مکانات میں جو درخت اُگے تھے چونکہ وہ حرم میں داخل تھے ان کو کاٹتے ہوئے قریش ڈرے قصی نے قریش کی مدد سے ان کو اپنے ہاتھ سے قطع کر دیا۔ چونکہ اس کی مدد سے قریش کا نظام پایۂ تکمیل کو پہنچا تھا اس وجہ سے قریش نے اس کا نام مجمّع رکھا، اور اس کے اقبال سے فال نیک لینے لگے چنانچہ اب یہ دستور ہو گیا کہ ان کے ہر مرد و عورت کا بیاہ اسی کے گھر میں ہوتا اور ہر کام میں اسی کے گھر میں جمع ہو کر وہ مشورہ کرتے، کسی غیر قوم سے اگر لڑائی چھڑتی تو اس کے لئے اسی کے گھر کا کوئی لڑکا جنگی نشان باندھ کر دیتا جب کوئی لڑکی سن بلوغ کو پہنچتی تو اسی کے گھر میں اسے پہلی مرتبہ انگیا پہنائی جاتی، خود قصی انگیا قطع کر کے پہناتا، اس کے بعد اس لڑکی کے

گھر والے اسے اپنے ہاں لے جاتے اس طرح قریش اپنے تمام کام زندگی کے ہوں یا موت کے اس کی سخاوت فضل اور شرافت کی وجہ سے مذہبی عقیدے کی طرح اس کے بغیر انجام نہ دیتے۔ اس نے ایک دارالندوہ بنایا۔ اس کا دروازہ مسجد الحرام کی طرف رکھا یہیں قریش اپنے تمام معاملات طے کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ جب خلیفہ تھے ان سے کسی شخص نے قصی کا یہی قصہ بیان کیا۔ انھوں نے مذکورہ بالا واقعہ سن کر نہ اس کا انکار کیا اور نہ تردید کی۔

قصی اپنی پوری عزت و شرافت کے ساتھ بغیر کسی مخالف اور معارض کے مکہ میں رہنے سہنے لگا البتہ مناسک حج میں اس نے کوئی تبدیلی نہیں کی کیونکہ وہ اسے مذہبی رسم سمجھتا تھا کعبہ کے پجاری بھی حسب دستور قدیم باقی رہے۔ البتہ جب وہ ختم ہو گئے تو پھر ان کی خدمت وراثتاً صفوان بن الحارث بن شجنہ کی اولاد کو دی گئی۔ اس جھگڑے کی وجہ سے جو عداوت پیدا ہو گئی تھی وہ بدستور چلی آتی تھی بنو مالک بن بن کنانہ اور مرہ بن عوف سے بے تعلقی تھی یہ کشیدگیاں اسلام کے شائع ہونے تک برقرار تھیں مگر پھر اللہ نے ان سب عداوتوں کا خاتمہ کر دیا۔

دارالندوہ

قصی نے مکہ میں ایک گھر بنایا اسی کا نام دارالندوہ ہے یہاں قریش اپنے تمام امور طے کرتے تھے جب وہ بہت بوڑھا اور ضعیف ہوا اس وقت عبدالدار اس کا سب سے بڑا بیٹا بھی ضعیف ہو چکا تھا البتہ عبد مناف اپنے باپ ہی کے سامنے بڑا معزز آدمی ہو گیا تھا اور اسے دنیا کا ہر طرح کا تجربہ تھا اور عبدالعزیٰ بن قصی اور بن چار بیٹے تھے، قصی نے اپنے بیٹے عبدالدار سے کہا کہ میں تجھے اپنی قوم سے ملاتا ہوں اگرچہ وہ تجھ سے شرافت میں بڑھ گئے ہیں مگر اس کی پروا نہیں جب تک تو کعبہ کا دروازہ نہ کھولے، ان میں سے کوئی اس میں داخل نہ ہو گا تیرے سوا کوئی دوسرا اس لڑائی کے لئے قریش کا جھنڈا نہ باندھے گا۔ سب تیرے ہی سقایہ سے پانی پئیں گے حج کے زمانہ میں سب تیرے ہاں مہمان ہوں گے اور تیرے ہی مکان میں قریش اپنے تمام معاملات طے کریں گے، قصی نے اپنا دارالندوہ جہاں قریش تمام معاملات طے کرتے تھے اُسے دے دیا، کعبہ کی حجابت، لوائ، ندوہ، سقایہ اور رفادہ اسی کے متعلق کر دیا۔

رفادہ کا انتظام

رفادہ کا انتظام اس طرح ہوتا تھا کہ ہر سال حج کے زمانے قریش کچھ مال اپنی آمدنی سے نکال کر قصی بن کلاب کو دیدیتے تھے یہ اس سے حاجیوں کے لئے کھانا پکواتا تھا اور جو حاجی غیر مستطیع ہوتے یا ان کے پاس زادِ راہ نہ بچا ہوتا، وہ اسی کھانے کو کھاتے قصی نے یہ چندہ ان پر فرض کر دیا تھا اور کہا تھا اے قریش تم اللہ کے ہمسایہ اور اس

کے گھر اور حرم والے ہو جاؤ اللہ کے مہمان اور بیت اللہ کے زائر ہیں اس لئے کہ وہ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ عزت کے ساتھ ان کی مہمان داری کی جائے تمہیں چاہیئے کہ زمانۂ حج میں ان کے لئے کھانے اور پینے کا انتظام کرو۔ انھوں نے قصی کا کہا مانا اور اس کے لیے وہ ہر سال اپنے مال میں سے کچھ حصہ علیحدہ کر کے قصی کو دیدیتے تھے وہ اس سے منیٰ کے قیام کے ایام میں حاجیوں کے لئے کھانا پکواتا یہ دستور اس کی قوم میں تمام عہد جاہلیت میں برابر قائم رہا اور اسلام کے بعد عہد اسلام میں بھی جاری رہا چنانچہ آج تک جاری ہے اور یہ وہ کھانا ہے جو تمام زمانۂ حج میں حکومت وقت حاجیوں کے لئے ہر سال منیٰ میں پکواتی ہے۔

الغرض قصی نے اپنی زندگی ہی میں یہ تمام خدمات عبدالدار کے سپرد کر دیں اور پھر خود قصی بھی اس کے کسی انتظام یا حکم میں دخل نہیں دیتا تھا۔ جب وہ مرا تو اس کے بعد اس کے سب بیٹے اس کے فرائض اور خدمات کے متولی ہوئے۔

کلاب بن مرہ

اس کی ماں ہند بنت سریر بن ثعلبہ بن الحارث بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ تھی' اس کے دو بھائی دوسری ماں سے اور تھے ان کا نام یتم اور یقظہ ہے۔ ہشام بن الکلبی کے بیان کے مطابق ان کی ماں اسماء بنت عدی بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن بارق تھی۔ البتہ ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق ان کی ماں ہند بنت حارثۃ البارقیہ ہے' یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یقظہ کی ماں بھی ہند بنت سریر کلاب کی ماں ہے۔

مرہ بن کعب

اس کی ماں وحشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ ہے اس کے حقیقی بھائی عدی اور ہصیص تھے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان سب کی ماں مخشیہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مرہ اور ہصیص کی ماں مخشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر تھی اور عدی کی ماں رقاش بنت رکبہ بن نائلہ بن کعب بن حرب بن تیم بن سعد بن فہم بن عمرو بن قیس بن عیلان تھی۔

کعب بن لوی

ابن اسحٰق اور ابن الکلبی کے بیان کے مطابق اس کی ماں ماویہ بنت کعب بن القین بن جسر بن شیع اللہ بن اسد وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تھی اس کے دو اور حقیقی بھائی عامر اور سامہ تھے یہی بنو ناجیہ ہیں۔ اس کا ایک دوسرا علاتی بھائی عوف تھا چونکہ اس کی ماں غطفان کی تھی اس لئے اس نے اپنا نسب انھیں سے شامل کیا تھا اس کی ماں کا نام بارہ بنت عوف بن غنم بن عبداللہ بن غطفان تھا'

بیان کیا گیا ہے کہ لوئی بن غالب کے مرنے کے بعد یہ اپنے لڑکے عوف کو لے کر اپنی قوم میں چلی گئی وہاں سعد بن ذبیان بن بغیض نے اس سے شادی کر لی اس نے عوف کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ اسی کی طرف فزارہ بن ذبیان نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا:۔

عرج علی ابن لوی جملك　　ترکك القوم ولا منزل لك

ترجمہ: ۔ اے لوی کے بیٹے میرے پاس آجا تیری قوم نے تجھے چھوڑ دیا ہے اور اب کہیں تیرا گھر نہیں ہے۔

کعب کے دو علاتی بھائی اور تھے ایک خزیمہ یہی عائذہ قریش ہیں، عائذہ اس کی ماں تھی اس کا نام عائذہ بنت الخمس بن قحافہ ہے جو خثعم سے تھی، دوسرا اسعد ہے ان کو بنا نا کہتے ہیں کیونکہ اس کی ماں کا نام بنانہ تھا اب ان میں جو بدوی ہیں وہ بنی شیبان بن ثعلبہ کے بنی اسد بن ہمام میں شامل ہیں اور شہری قریش سے اپنی نسبت کرتے ہیں۔

لوی بن غالب

ہشام کے قول کے مطابق اس کی ماں عاتکہ بنت یخلد بن النضر بن کنانہ ہے رسول اللہ صلعم کی امہات میں سب سے پہلی عاتکہ یہ ہے، ابن لوی کے دو حقیقی بھائی اور تھے۔ ایک کا نام تیم ہے۔ یہی تیم الادرم ہے، ادرم اسے کہتے ہیں جس کی ٹھوڑی میں نقص ہو، یہ بھی کہا گیا ہے کہ ادرم وہ ہے جس کی داڑھی ناقص ہو، دوسرا بھائی قیس ہے اب اس کا کوئی جانشین باقی نہیں رہا اس کی اولاد میں آخری شخص خالد بن عبداللہ القسری کے عہد میں مر گیا اس کی میراث کا کوئی مستحق بہم دست نہ ہوا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ لوی اور اس کے بھائیوں کی ماں سلمیٰ بنت عمرو بن ربیعہ تھی اور یہ ربیعہ لحی بن حارثہ بن عمرو مزیقیا بن عامر ماء السماء ہے جو خزاعہ تھے۔

غالب بن فہر

غالب کی ماں لیلیٰ بنت الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ تھی، اس کے اور حقیقی بھائی حارث، محارب، اسد، عوف، جون اور ذئب تھے۔

چونکہ محارب اور حارث قریش ظواہر تھے اس لئے حارث ابطح میں داخل ہو گئے تھے۔

فہر بن مالک

ہشام بن محمد کے بیان کے مطابق فہر جامع قریش ہے، اس کی ماں جندلہ بنت عامر بن الحارث بن مضاض الجرہمی تھی۔ ابن اسحٰق کہتا ہے کہ اس کی ماں جندلہ بنت الحارث بن مضاض بن عمرو الجرہمی تھی۔ ابو عبیدہ بن معمر بن المثنیٰ کہتا ہے کہ اس کی ماں سلمیٰ بنت ادبن طابخہ بن الیاس بن مضر تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی ماں جمیلہ بنت عدوان قبیلہ

ازد کے خاندان بارق کی تھی۔

فہر اپنے عہد میں مکہ کا رئیس تھا جب ان کی لڑائی حسان بن عبد کلال بن مثوب ذی حرث الحمیری سے ہوئی یہ بھی اہل مکہ کا قائد تھا، حسان یمن سے بنو حمیر اور دوسرے یمنی قبائل کی ایک بہت بڑی جمعیت لے کر اس لیے مکہ پر حملہ آور ہوا تھا کہ کعبہ کے پتھروں کو مکہ سے یمن لے جائے تاکہ پھر تمام لوگ یمن میں اس کے ہاں حج کرنے آیا کریں۔ یہ حجاز آ کر مقام نخلہ میں فروکش ہوا اس نے مکہ والوں کے مویشیوں پر غارت گری کی اور راستے کو مسدود کر دیا مگر وہ خوف کی وجہ سے مکہ میں داخل نہیں ہوا قریش، قبائل کنانہ، خزیمہ۔ اسد، جذام اور مضر کے دوسرے خاندان جو ان کے ساتھ تھے فہر بن مالک اپنے رئیس کی قیادت میں حسان کے مقابلہ پر نکلے نہایت شدید جنگ ہوئی۔ بنو حمیر کو شکست ہوئی ان کے بادشاہ حسان بن عبد کلال کو فہر بن مالک نے گرفتار کر لیا۔ اس جنگ میں جہاں اور لوگ کام آئے فہر کا پوتا قیس بن غالب بن فہر بھی مارا گیا۔ حسان فاتحین کے ہاتھ میں مکہ میں تین سال تک قید رہا۔ فدیہ دے کر اس نے رہائی حاصل کی اور اپنے وطن کو روانہ ہوا مگر وہ مکہ اور یمن کے درمیان ہی میں مر گیا۔

مالک بن النضر

اس کی ماں عکرشہ بنت عدوان تھی یہ عدوان ہشام کے قول کے مطابق حارث بن عمرو بن قیس بن عیلان ہے۔ ابن اسحاق کہتا ہے کہ اس کی ماں عاتکہ بنت عدوان بن عمرو بن قیس بن عیلان ہے، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس عورت کا اصل نام تو عاتکہ تھا۔ البتہ لقب عکرشہ تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی ماں ہند بنت فہم بن عمرو بن قیس بن عیلان ہے، مالک کے دو بھائی اور تھے ایک یخلد، یہ خاندان بنو عمرو بن الحارث بن کنانہ میں داخل ہو گیا اور قریش کے حلقہ سے خارج ہو گیا، دوسرے بھائی کا نام الصلت تھا اس کی کوئی اولاد باقی نہیں ہے، بیان کیا گیا ہے کہ قریش کو یہ نام قریش بن بدر بن۔ یخلد بن الحارث بن یخلد بن النضر بن کنانہ کی وجہ سے ملا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ بنو النضر کے تجارتی قافلے جب آتے تو عرب کہتے کہ قریش کا قافلہ آیا۔ ارباب سیر نے یہ بات کہی ہے کہ یہ قریش بنو النضر کا سفر میں راہنما اور ان کے سامان خورد و نوش کا منتظم ہوتا تھا اس کا ایک بیٹا بدر تھا اسی نے بدر کو کھدوایا ہے اور اسی کے نام سے وہ کنواں بدر مشہور ہوا۔

قریش کی وجہ تسمیہ

ابن الکلبی کہتا ہے کہ قریش کے معنی نسب کا دیوان ہیں یہ نہ کوئی باپ ہے نہ ماں نہ مربی نہ مربیہ، دوسرے ارباب سیر کہتے ہیں کہ بنو النضر بن

کنانہ کا نام قریش یوں ہوا کہ ایک دن نضر بن کنانہ اپنی قوم کی چوپال میں آیا جو لوگ وہاں تھے ان میں کسی نے دوسرے سے کہا نضر دیکھو وہ ایک بڑا زبردست اونٹ معلوم ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قریش کا یہ نام ایک بحری جانور کے نام پر رکھا گیا ہے جسے قِرش کہتے ہیں اور جو تمام دوسرے بحری جاندار وں کو کھالیتا ہے اور چونکہ وہ بحری جانوروں میں سب سے زیادہ قوی اور طاقتور ہے اس لئے بنو النضر بن کنانہ کو اس سے مشابہت دی گئی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ نضر بن کنانہ لوگوں کے حالات کی تفتیش کر کے اپنے مال سے ان کی حاجت برآری کرتا تھا اور قریش کے معنی ان کے بیان کے مطابق تفتیش کے ہیں اور اس کے بیٹے بھی حاجیوں کے حالات کی تفتیش کر کے اپنی استطاعت کے مطابق ان کی حاجت برآری کرتے تھے ان کا یہ لقب ہوا، انھوں نے تقریش کے معنی جو تفتیش کے لئے ہیں ان پر وہ کسی شاعر کا یہ شعر شہادت میں پیش کرتے ہیں:۔

أَيُّهَا النَّاطِقُ الْمُقَرِّشُ عَنَّا عند عمرٍ و فهل لهن انتهاء

ترجمہ:۔ اے شخص جو ہمیں عمرو کے ہاں دریافت کر رہا ہے کچھ ہماری محبوباؤں کی بھی خبر ہے۔
یہ بھی کہا گیا ہے کہ نضر بن کنانہ کا نام ہی قریش تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب تک قصی بن کلاب نے تمام بنو نضر بن کنانہ کو ایک جا جمع نہیں کر دیا یہ بدستور بنو نضر ہی کہلاتے رہے جب سب جمع ہو گئے تو اب ان کو اس لئے قریش کہا جانے لگا کہ تجمع ہی تقرش ہے اس بنا پر عرب کہنے لگے تقرش بنو النضر یعنی تمام بنو نضر جمع ہو گئے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ بنو نضر کو قریش اس لئے کہا گیا کہ اب انھوں نے غارت گری چھوڑ دی۔

ایک مرتبہ عبد الملک بن مروان نے محمد بن جبیر بن مطعم سے دریافت کیا کہ قریش کا یہ نام قریش کس وقت ہوا اس نے کہا کہ جب انتشار کے بعد قریش حرم میں جمع ہوئے اور یہ اجتماع تقرش ہے، عبد الملک نے کہا میں نے یہ بات نہیں سنی، مجھے تو یہ معلوم ہے کہ قصی کو قرشی پکارا جاتا تھا اور اس سے پہلے قریش کا یہ نام نہیں تھا۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ جب قصی نے حرم آکر اس پر اپنا قبضہ اور تسلط قائم کیا اور بہت سے مفید اور نیک کام کئے اسے قرشی کہنے لگے سب سے پہلے اسی کا یہ نام ہوا۔

ابو بکر بن عبید اللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ نضر بن کنانہ کو قرشی کہتے تھے۔

محمد بن عمرو کہتا ہے کہ جب قصی نے مزدلفہ میں وقوف کیا اس نے وہاں آگ کے الاؤ روشن کئے تاکہ جو لوگ عرفہ سے چلیں وہ اسے دیکھ لیں۔ چنانچہ ایام جاہلیت میں عرفہ والی رات میں یہ

آگ برابر جلائی گئی۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم ابوبکرؓ، عمرؓ، اور عثمانؓ کے عہد میں بھی یہ آگ روشن کی جاتی تھی۔ محمد بن عمرو کہتا ہے کہ آج تک یہ روشن کی جاتی ہے۔

نضر بن کنانہ

اس کا اصل نام قیس ہے اس کی ماں برہ بنت مر بن اد بن طانجہ ہے اس کے دوسرے حقیقی بھائی نضیر، مالک، ملکان، عامر، حارث، عمرو، سعد، عوث، غنم، مخرمہ، جرول، غزوان اور حدال تھے، اس کا علاتی بھائی عبد مناۃ تھا۔ اس کی ماں فکیہہ تھی، فکہہ بھی بیان کیا گیا ہے، یہی ذفراء بنت ہنی بن جلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ ہے عبد مناۃ کا اخیافی بھائی علی بن مسعود بن مازن بن ذئب بن عدی بن عمرو بن مازن الغسانی تھا۔ عبد مناۃ نے ہند بنت بکر بن وائل سے شادی کی اس سے اس کا لڑکا پیدا ہوا۔ عبد مناۃ کے مرنے کے بعد اس کے اخیافی بھائی علی بن مسعود نے شادی کر لی اور اس کے بطن سے اس کا بھی لڑکا ہوا۔ علی نے اپنے بھتیجوں کی بھی پرورش کی اس وجہ سے وہ اس کی طرف منسوب ہوئے اور عبد مناۃ کے بیٹے بنو علی کہلائے گئے، اس کے بعد مالک بن کنانہ نے علی بن مسعود کو اچانک قتل کر دیا اور اسد بن خزیمہ نے اس کی دیت ادا کی۔

کنانہ بن خزیمہ

اس کی ماں عوانہ بنت سعد بن قیس بن عیلان تھی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی ماں ہند بنت عمرو بن قیس تھی اس کے علاتی بھائی اسد اور اسدہ تھے۔ کہا جاتا ہے کہ یہی ابو جذام ہے اور تیسرا بھائی ہون تھا۔ اس کی ماں برہ بنت مر بن اد بن طانجہ تھی۔ یہی نضر بن کنانہ کی ماں ہے جس نے اپنے باپ کے بعد اس سے شادی کی تھی۔

خزیمہ بن مدرکہ

اس کی ماں سلمٰی بنت اسلم بن الحاف بن قضاعہ تھی، اس کا حقیقی بھائی ہذیل تھا اور اس کا اخیافی بھائی تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تھا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ خزیمہ اور ہذیل کی ماں سلمٰی بنت اسد بن ربیعہ تھی۔

مدرکہ بن الیاس

اس کا اصل نام عمرو ہے، اس کی ماں خندف اس کا اصل نام لیلیٰ بنت حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ ہے اور لیلیٰ کی ماں ضریہ بنت ربیعہ بن نزار تھی، بیان کیا گیا ہے کہ چراگاہ ضریہ اسی کے نام سے منسوب ہے۔ مدرکہ کے دوسرے حقیقی بھائی عامر اور عمیر تھے عامر طانجہ اور عمیر قمعہ ہے، کہا جاتا کہ یہی ابو خزاعہ ہے، ابن اسحٰق کہتا ہے کہ بنو الیاس کی ماں خندف یمن کی رہنے والی تھی اس کے بیٹے بجائے باپ کے اسی کے نام سے منسوب ہوئے اور بنو خندف

کہلائے گئے۔ اور مدرکہ کا اصلی نام عامر ہے اور طانجہ کا نام عمر تھا۔ مدرکہ اور طانجہ نام ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ دونوں اپنے باپ کے اُونٹ چرا رہے تھے، انھوں نے پھندے سے ایک شکار پکڑا اور دونوں بیٹھ کر اسے پکانے لگے۔ اس اثنا میں کوئی جانور ان پر دوڑا جس سے وہ بدک کر بھاگے۔ عامر نے عمرو سے کہا اُونٹ لانے جاتے ہو یا بیٹھے شکار پکاؤ گے؟ عمرو نے کہا میں تو شکار پکاتا ہوں۔ عامر اُونٹ لینے چلا گیا وہ ان کو لے آیا۔ جب شام کو دونوں باپ کے پاس آئے تو انھوں نے آج کا قصہ بیان کیا۔ اس نے عامر سے کہا یہ مدرکہ ہے اور عمرو سے کہا کہ تُو طانجہ ہے۔

مدرکہ کی وجہ تسمیہ ہشام بن محمد سے روایت ہے کہ الیاس اپنی بھیڑ میں اُونٹ چرانے گیا تھا، وہاں اس کے اُونٹ خرگوش سے بدک کر بھاگ گئے عمرو جا کر ان کو پکڑ لایا۔ اس لئے اس کا نام مدرکہ ہوا اور عامر نے خرگوش کو پکڑ کر پکایا اس لئے اس کا نام طانجہ ہوا، مگر عمیر کا بلی سے خیمہ میں بیٹھا رہا باہر نہیں آیا اس لئے اس کا نام قمع ہوا۔ ان کی ماں ایک خاص ادا سے چلتی ہوئی باہر آئی۔ الیاس نے کہا اس چال سے کہاں چلیں۔ اس وجہ سے اس کا نام خندف ہو گیا۔ جس کے معنے ایک خاص قسم کی رفتار کے ہیں۔ اپنے نسب کے اظہار میں قصی بن کلاب نے یہ مصرعہ کہا ہے:

اُمھتی خندف والیاس ابی

ترجمہ: میری ماں خندف اور میرا باپ الیاس ہے۔

الیاس نے اپنے بیٹے عمرو سے کہا انك قد ادرکت ما طلبتا، تُونے جو چیز طلب کی اُسے پا لیا اس لئے مدرکہ نام ہوا۔ عامر نے کہا وانت قد انجیت ما طلبختا اور تُو نے جو پکایا اُسے اچھی طرح بھون جھلس لیا، اس لئے اس کا نام طانجہ ہوا، اور عمیر سے کہا وانت قد اسأت واتقمعتا: تُو نے بُرا کیا اور نکما بن گیا، اس لئے اس کا نام قمع ہوا۔

الیاس بن مضر اس کی ماں رباب بنت حیدر بن معد ہے۔ اس کا حقیقی بھائی ناس ہے اور یہی عیلان ہے۔ اسے عیلان اس لئے کہتے لگے کہ لوگ اس کی سخاوت و فیاضی پر اسے ملامت کرتے تھے اور کہتے تھے اے عیلان تم فقیر ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد اس کا یہی نام مشہور ہو گیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے باپ کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کا نام عیلان تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ عیلان نام پہاڑ میں پیدا ہوا تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے مضر کے

ایک غلام عیلان نام نے پرورش کیا تھا۔

مضر بن نزار

اس کی ماں سودہ بنت عک تھی، اس کا ایک حقیقی بھائی ایاد تھا اور دو علاتی بھائی ربیعہ اور انمار تھے، ان کی ماں جبدالہ بنت دعلان بن جوشم بن جلہمہ بن عمرو بن جرہم تھی۔

جب نزار بن معد کا وقت آخر ہوا، اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی اور اپنے مال کو ان میں تقسیم کر دیا، اپنے بیٹوں کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ خیمہ جو سرخ چمڑے کا تھا اور اس طرح کا دوسرا میرا مال یہ مضر کا ہے اس وجہ سے مضر کا نام مضر الحمراء ہوا، اور یہ میرا سیاہ شامیانہ اور اس رنگ کا میرا دوسرا مال یہ ربیعہ کا ہے۔ چونکہ اسے سیاہ گھوڑا ملا اس لئے اس کا نام ربیعۃ الفرس ہوا۔ اور یہ خادم اور اس کے مشابہ میرا جو مال ہے وہ ایاد کا ہے، یہ بھورے رنگ کا تھا۔ چنانچہ ایاد نے ابلق جانور اور کھر گھسی بھیڑ بکریاں لے لیں۔ پھر اس نے کہا یہ درہم کی تھیلی اور ایوان انمار کا ہے اگر اس تقسیم کو عمل پذیر کرنے میں تم کو کوئی دقت پیش آئے اور تمہارے درمیان اختلاف رونما ہو تو تم اس کے تصفیہ کے لئے افعی الجرہمی کے پاس جانا وہ تصفیہ کر دے گا۔

آل نزار اور گمشدہ اونٹ

ان میں اس بارے میں اختلاف رائے ہوا اور وہ افعی کے پاس جانے کے لئے چلے، اثنائے راہ میں مضر نے کہیں خشک گھاس چری ہوئی دیکھی، اسے دیکھ کر اس نے کہا جس اونٹ نے اسے چرا ہے وہ کانا ہے۔ ربیعہ نے کہا وہ بھینگا ہے، ایاد نے کہا اسے دُم نہیں ہے، انمار نے کہا وہ بھگوڑا ہے، یہ اس مقام سے تھوڑا ہی آگے بڑھے تھے کہ ان کو ایک شخص ملا جس کا اونٹ چھوٹ بھاگا تھا اس نے ان سے پوچھا تم نے میرا اونٹ دیکھا ہے۔ مضر نے کہا وہ کانا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ ربیعہ نے کہا وہ بھینگا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ ایاد نے کہا اس کی دُم ہی نہیں ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ انمار نے کہا وہ بھگوڑا ہے۔ اس نے کہا، ہاں بے شک میرے اونٹ میں یہ تمام باتیں موجود ہیں تو مجھے بتاؤ انھوں نے قسم کھائی کہ ہم نے اسے دیکھا بھی نہیں۔ اسے اس شخص نے نہ مانا اور ان کے پیچھے پڑ گیا۔ کہنے لگا تم نے میرے اونٹ کا پورا پتہ دیا ہے میں کیونکر اس بات کو سچ مانوں کہ تم نے اسے دیکھا بھی نہیں۔ یہ سب چل کر نجران آئے اور افعی الجرہمی کے ہاں فروکش ہوئے۔ اونٹ والے نے چلا کر کہا کہ ان لوگوں نے میرا اونٹ لیا ہے، انھوں نے اس کا پورا پتہ اور نشان بتایا اور پھر کہتے ہیں کہ ہم نے اسے دیکھا بھی نہیں۔ جرہمی نے ان سے پوچھا کہ جب آپ صاحبوں نے اسے دیکھا تک نہیں پھر

کیونکہ اس کی واقعی صفت بیان کی۔ مضر نے کہا میں نے دیکھا کہ اس نے گھاس کو صرف ایک طرف سے چرا تھا اور دوسری سمت یوں ہی چھوڑتا چلا گیا تھا اس سے میں نے قیاس کیا کہ وہ ضرور کانا ہے۔ ربیعہ نے کہا میں نے دیکھا کہ اس کے اگلے پیروں میں سے ایک کا نشان قدم پورا پڑا ہے اور دوسرے کا ناقص ہے اس سے میں نے قیاس کیا کہ بھینگا ہونے کی وجہ سے وہ ایک پاؤں پر دباؤ دے کر چلتا ہے۔ ایاد نے کہا چونکہ اس کی مینگنیاں ایک جگہ ڈھیر تھیں میں نے قیاس کیا کہ اس کے دُم نہیں دُم ان کو بکھیر دیتی۔ انمار نے کہا میں نے جب دیکھا کہ وہ صرف گھنی جھاڑی میں چرتا تھا اور جلد ہی وہاں سے گزر کر دوسرے ایسے مقام کو چلا جاتا تھا جہاں کا چارہ نرم اور کمزور ہوتا، میں نے قیاس کیا کہ وہ اپنے مالک کو چھوڑ کر بھاگا ہے۔

آل نزار اور جرہمی

اس گفتگو کو سُن کر جرہمی نے اونٹ والے سے کہا کہ انھوں نے تیرا اونٹ نہیں لیا تو جا کر تلاش کر اور اب ان سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ انھوں نے اپنا پتہ بتایا۔ اس نے ان کو خوش آمدید کہا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے پاس کسی ضرورت سے آئے ہیں۔ پھر اس نے ان کے لئے کھانا منگایا، سب نے مل کر کھانا کھایا اور شراب پی۔ مضر نے کہا اس سے بہتر شراب میں نے کبھی نہیں پی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ انگور قبر پر پھلے تھے۔ ربیعہ نے کہا میں نے آج سے بہتر کبھی گوشت نہیں کھایا، مگر معلوم ہوتا ہے کہ جس جانور کا یہ گوشت ہے اس نے کُتیا کا دودھ پیا ہے۔ ایاد نے کہا ہمارے میزبان سے زیادہ فیاض آدمی میری نظر سے نہیں گزرا، مگر یہ اس باپ کا بیٹا نہیں ہے جس کی اولاد ہونے کا یہ مدعی ہے۔ انمار نے کہا میں نے آج سے پہلے اپنی ضرورت کے لئے اس سے زیادہ نافع گفتگو نہیں سُنی۔

جرہمی نے بھی یہ باتیں سُن پائیں اور اسے بڑی حیرت ہوئی۔ اس نے اپنی ماں سے آکر اپنا نسب دریافت کیا۔ اُس نے کہا بے شک میں ایک بادشاہ کی بیوی تھی، اس کے اولاد نہیں ہوتی تھی، میں نے اپنے ایک مہمان کو موقع دیا اور اس سے میں حاملہ ہوئی۔ اس کے بعد اس نے اپنے داروغہ سے شراب کو دریافت کیا کہ کہاں کی ہے۔ اُس نے کہا یہ اُس انگور کی بیل کی ہے جو میں نے تمہارے باپ کی قبر پر بوئی ہے۔ اب اس نے چرواہے سے گوشت کی حقیقت پوچھی۔ اُس نے کہا بے شک ایسی بکری کا ہے جس نے کُتیا کے دودھ پر پرورش پائی تھی اور اس وقت تک گلہ میں اور کوئی بکری جنی نہ تھی کہ اس کا دودھ اسے پلایا جاتا۔ جرہمی نے مضر سے پوچھا کہئے آپ نے کیونکر شراب اور اس کے پھل کو شناخت کیا کہ یہ قبر پر پھلا ہے۔ اُس نے کہا اس لئے کہ مجھے اس کے پینے سے سخت پیاس معلوم ہوئی۔ ربیعہ سے پوچھا تم نے گوشت کو کیونکر شناخت کر لیا، اس کی بھی اس نے کوئی توجیہہ کر دی۔ اب اس نے پوچھا، اچھا

بتائیے کہ آپ میرے پاس کیوں آئے ہیں۔ اُنھوں نے اپنا سارا واقعہ بیان کیا کہ ہمارے باپ نے ہم کو وصیت کی تھی، جرہمی نے سرخ خیمہ، دینار اور اُونٹ جو سُرخ تھے مضر کو دلوائے۔ سیاہ شامیانہ اور سیاہ گھوڑے ربیعہ کو دلوائے۔ لونڈیاں جو بھوری تھیں اور ابلق گھوڑے ایاد کو دلوائے اور زمین اور درہم انمار کو دلوائے۔

نزار بن معد

کہا جاتا ہے کہ اس کی کنیت ابو ایاد تھی۔ ابو ربیعہ بھی بیان کی گئی ہے۔ اس کی ماں معانہ بنت جوشم بن جلہمہ بن عمرو تھی۔ اس کے دوسرے حقیقی بھائی تنیص، قناصہ، سنام، حیدان، حیدہ، جنیادہ، جنید، جنادہ، قحم، عبید الرماح، عرف، عوف، شک اور قضاعہ تھے۔ اسی سے معد کنیت کرتا تھا اور کئی ایک لڑکے اس کی زندگی میں مر چکے تھے۔

معد بن عدنان

اس کی ماں مہدد بنت اللہم تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اللہم بن جلحب بن جدیس ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ طسم کا بیٹا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ طوسم کا بیٹا ہے جو لقشان بن ابراہیم خلیل الرحمٰن کی اولاد میں تھا۔

معد کے حقیقی بھائی، ایک دیث تھا یہی عک ہے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عک ابن الدیث ابن عدنان۔ ایک بھائی عدن بن عدنان تھا۔ بعض اہل انساب کا خیال ہے کہ یہ عدن کا مالک ہوا اور اسی کے نام سے وہ شہر مشہور ہوا، اہلِ عدن اسی کی اولاد تھے یہ ختم ہو گئے۔ ایک بھائی ابین تھا۔ بعض اہلِ انساب کا خیال ہے کہ یہ ابین کا مالک تھا اور اسی کے نام سے یہ مقام مشہور ہوا، اس کے باشندے اس کی اولاد میں تھے وہ بھی ختم ہو گئے۔ اور بھائی اُدّ بن عدنان اور الُبی بن عدنان تھے، یہ بچپن ہی میں مر گیا تھا۔ اور ضحاک اور العی تھے ان سب کی ماں معد کی ماں تھی۔ بعض نسابوں نے بیان کیا ہے کہ عک یمن کے علاقہ سمران کو چلا گیا تھا اور اس نے اپنے بھائی معد کو چھوڑ دیا تھا۔ اس کی شہادت اس واقعہ سے ملتی ہے کہ جب اہل حضور نے شعیب بن ذی مہدم (الحضوری) کو قتل کر دیا۔ اللہ نے اُن کو سزا دینے کے لئے ان پر بخت نصر کو متعین کر دیا۔ ارمیا اور برخیا یہ آمادہ ہوئے، اُنھوں نے معد کو اپنے ساتھ سوار کر لیا اور جب لڑائی فرو ہوئی اُنھوں نے معد کو مکہ واپس بھیج دیا۔ اس نے یہاں آکر دیکھا کہ اس کے بھائی اور چچا جو عدنان کے بیٹے تھے وطن چھوڑ کر یمن کے قبائل میں جا ملے ہیں اور انھیں میں اُنھوں نے بیاہ کر لئے ہیں۔ چونکہ بنو عدنان جرہم کی اولاد میں تھے اس وجہ سے یمنیوں نے ان کے ساتھ مہربانی اور شفقت کا سلوک کیا۔ اس واقعہ پر کسی شاعر کے یہ شعر شہادت میں پیش کئے گئے ہیں:

ترکنا الدیث اخوتنا وعکاً الی سمران فانطلقوا سراعاً

وکانوا من بنی عدنان حتیٰ اضاعوا لا مر بینھم فضاعا

ترجمہ:۔ ہم نے اپنے بھائی دیث اور عک کو سمران جانے کی اجازت دے دی اور وہ تیزی سے ادھر چل دیئے وہ بنو عدنان تھے، مگر جب انھوں نے اپنی بات آپس میں خراب کرلی تو ان کی بات بگڑ گئی۔

عدنان بن ادد

اس کے دو علاتی بھائی بتت اور عمر تھے۔ معد بن عدنان تک ہمارے نبی محمد صلعم کے نسب میں کسی نسّاب کو کوئی اختلاف نہیں ہے اور وہ اسی طرح ہے جس طرح کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

ابوالاسود وغیرہ نے رسول اللہ کا نسب یہ بیان کیا ہے: محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب، بن ہاشم، بن عبدمناف، بن قصی، بن کلاب، بن مُرّہ، بن کعب، بن لوی، بن غالب، بن فہر، بن مالک، بن النضر، بن کنانہ، بن خزیمہ، بن مدرکہ، بن الیاس، بن مضر، بن نزار، بن معد، بن عدنان، بن ادد، اس کے اوپر کے نسب میں اختلاف ہے۔

شجرۂ نسب

اُم المومنین ام سلمہ رسول اللہ صلعم کی بیوی فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کی زبانی سُنا ہے "معد بن عدنان بن اُدد بن زند بن یری بن اعراق الثریٰ" ام سلمہ فرماتی ہیں کہ زند ہمیسع ہے، یری نبت ہے اور اعراق الثریٰ خود اسمٰعیلؑ بن ابراہیمؑ ہیں۔

مقداد بن اسود البہرانی کی بیٹی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا، "معد بن عدنان بن اُدد بن یری بن اعراق الثریٰ"۔

بعض نسّاب کہتے ہیں کہ عدنان ابن اُدد بن مقوّم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن ثابت بن اسمٰعیل بن ابراہیم ہے۔

ایک نسّاب نے کہا ہے کہ عدنان بن اُدد بن ایتحب بن ایوب بن قیذر بن اسمٰعیل بن ابراہیم ہے۔ اور یہی نسّاب کہتا ہے کہ خود قصی بن کلاب نے اپنے شعر میں قیذر کی طرف نسبت کی ہے۔

کسی اور نے کہا ہے کہ عدنان بن میدع بن منیع بن اُدد بن کعب بن یشجب بن یعرب بن الہمیسع بن قیذر بن اسمٰعیل بن ابراہیم ہے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ چونکہ زمانۂ قدیم کی بات ہے اس لئے عہد عتیق سے ماخوذ کی گئی ہے۔

ہشام کہتا ہے کہ ایک شخص نے مجھ سے میرے باپ سے حسب ذیل نسب کی روایت کی حالانکہ میں نے خود ان کی زبانی یہ نسب نہیں سُنا تھا۔ وہ یہ ہے،

معد بن عدنان بن اُدو بن الہمیسع بن سلامان بن عوص بن بوز بن قموال بن اُبی بن العوام بن ناشد، بن حزا، بن بلداس، بن یدلاف، بن طابخ، بن جاحم، بن تاحش، بن ماخی، بن عیفی، بن عبقر، بن عبید، بن الدعا، بن حمدان، بن سنبر، بن یثربی، بن یحزن، بن یلحن، بن ارعوی، بن عیفی، بن دیشان، بن عیصر، بن اقناد، بن ایہام، بن مقصر، بن ناحت، بن تارح، بن سمی، بن مزی، بن عوص، بن عرام، بن قیذر، بن اسمٰعیل، بن ابراھیم صلوات اللہ علیہما۔

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ اہل تدمر کے ایک شخص نے جس کی کنیت ابو یعقوب تھی اور جو بنی اسرائیل سے تھا اور مسلمان ہو گیا تھا اور اس نے یہودیوں کی کتابیں اور علوم پڑھے تھے بیان کیا کہ ارمیا کے کاتب بروخ بن تاریا نے معد بن عدنان کا نسب اچھی طرح مکمل معلوم کر کے اپنے پاس لکھ لیا تھا، اس سے یہودی احبار بخوبی واقف ہیں وہ ان کی کتابوں میں مرقوم ہے۔ وہ نام مذکورہ بالا ناموں سے ملتے جلتے ہیں۔ بظاہر جو اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ وہ اختلاف زبان کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ یہ نام عبرانی سے ترجمہ کیئے گئے ہیں۔

ہشام نے اپنے باپ سے قصی کا یہ شعر نقل کیا ہے:

فلست لحاضنِ ان لم تاثّل بها اولادُ قیذر والنبیت

ترجمہ:۔ میں کسی ماں کو نہیں مانتا اگر اس سے قیذر اور نبیت کی اولاد ثابت نہ ہوتی ہو۔

اس سے مراد نبت بن اسمٰعیل ہے۔

ابن شہاب کہتا ہے "معد بن عدنان بن اُدّ بن الہمیسع بن اسحب بن نبت بن قیذار بن اسمٰعیل"

ایک نسابہ نے یہ نسب بیان کیا ہے: "معد بن عدنان، بن اُدد، بن امین، بن شاجب، بن ثعلبہ، بن عتند، بن مرح، بن محلّم، بن العوام، بن المتحمل، بن رائمہ، بن العیقان، بن علہ، بن الشحدود، بن الظریب، بن عبقر، بن ابراہیم، بن اسمٰعیل، بن رزق، بن عوج، بن المطعم، بن الطمح، بن القسور، بن عنود، بن دعدع، بن محمود، بن الزائد، بن ندوان، بن امامہ، بن دوس، بن حصن، بن النزال، بن القمیر، بن المجشر، بن معدر، بن صیفی، بن نبت، بن قیذار، بن اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل الرحمٰن"

ایک دوسرے نسّاب نے کہا۔" معد بن عدنان بن اُدد بن زید بن یقدر بن یقدم بن ہمیسع بن نبت بن قیذر بن اسمٰعیل بن ابراہیم۔

دوسرا کہتا ہے،" معد بن عدنان بن اُدّ بن الہمیسع بن نبت بن سلیمان (یہی سلامان ہے) بن حمل بن نبت بن قیذر بن اسمٰعیل بن ابراہیم"۔

دوسرے کہتے ہیں" معد بن عدنان بن اُدد بن المقوّم بن ناحور بن مشرح بن یشجب بن ملک بن ایمن بن النبیت بن قیذر بن اسمٰعیل بن ابراہیم۔

اور دوسرے کہتے ہیں۔ معد بن عدنان بن اُدّ بن اُدد بن الہمیسع بن اسحب بن سعد بن مرمح بن نفیر بن حمیل بن منجم بن لافث بن الصابوح بن کنانہ بن العوام بن نبت بن قیذر بن اسمٰعیل ہے۔

ہم سے ایک نسّاب نے بیان کیا ہے کہ علمائے عرب کی ایک جماعت نے عربی میں حضرت اسمٰعیل تک معد کے چالیس آبا کے نام محفوظ رکھے ہیں اور ان سب پر انھوں نے عرب کے اشعار سے سند لی ہے۔ میں نے ان کے بیان کا دوسرے اہل کتاب کے اقوال سے مقابلہ کیا تو تعداد میں اتفاق معلوم ہوا مگر لفظ مختلف معلوم ہوئے۔ اس نے وہ نام مجھے پڑھ کر سنائے میں نے اُن کو لکھ لیا اور وہ یہ ہیں: معدؐ بن عدنان[۱] بن اُدد[۲] بن ہمیسع[۳] یہ یہی سلمان ہے۔ جس کے معنے امین ہیں بن ہمیشع[۵] یہی ہمیدع ہے جس کے معنے غم گین ہیں ابن سلامان[۶] یہی منجر نبیت ہے۔ اسے منجر اس لئے کہتے تھے کہ یہ عربوں کو نجیرہ کھلاتا تھا، اور اس کے عہد میں لوگ قحط کے زمانے میں موت سے بچ گئے۔ اس پر قعنب بن عتّاب الریاحی کا یہ شعر شہادت میں پیش ہے:

تُنَاشِدُنِی طَیٌّ وَطَیٌّ بَعِیْدَۃٌ وَتُذْکِرُنِی بِالوُذِّ زمان نبیت

ترجمہ: تو مجھے طے کا واسطہ دیتا ہے حالانکہ وہ بہت دور ہے اور تو مجھے نبیت کے زمانے میں بالوذ کو یاد دلاتا ہے۔

نبیت بن عوض[۸] یہی ثعلبہ ہے ثعلبیہ اسی کی طرف منسوب ہیں، ابن بورا[۹] یہی بور ہے یہ خاندانوں کی اصل ہے۔ سب سے پہلے اسی نے عرب میں خاندان کی بنیاد ڈالی، ابن شوحا[۱۰] یہی سعد رجیب ہے اسی نے سب سے پہلے عرب میں وجبنیہ کی بنیاد ڈالی۔ ابن لحما[۱۱] یہی ثمّوال ہے اور اسی کا نام مرمح الناصیب ہے۔ یہ حضرت سلیمان کے عہد میں تھا۔ ابن کسدانا[۱۲] یہی محکم ذو العین ہے۔ ابن حزا[۱۳] یہی عوام ہے۔ ابن بلدان[۱۴] یہی محتمل ہے۔ ابن بدلانا[۱۵]

یہی یدلاف ہے اور اسی کا نام رائمہ ہے۔ ابن طبیا[16] یہی طامہب ہے اور اسی کا نام عیقان ہے۔ ابن جہمی[17] یہی جاحم ہے اور اسی کا نام حلہ ہے۔ ابن محشی[18] یہی تاحش ہے اور اسی کا نام شحدود ہے۔ ابن معجانی[19] یہی ماحی ہے اور اسی کا نام ظریب ہے جس کے معنے ہیں آگ بجھانے والا۔ ابن عقارا[20] یہی عانی عبقر ابو الجی ہے۔ جنیۃ عبقر اسی سے منسوب ہے۔ ابن عاقاری[21] یہی یہی عاقر ابراہیم جامع الشمل ہے یہ نام اس لئے ہوا کہ اس نے اپنے ملک میں ہر خوفزدہ کو پناہ دی مسافر کو اس کے گھر پہنچا دیا اور لوگوں کی حالت درست کر دی۔ ابن سدامی[22] یہی دعا اسمٰعیل ذو المطانج ہے۔ یہ نام اس لئے ہوا کہ بادشاہ ہونے کے بعد اس نے عرب کے ہر شہر میں سرکاری مہمان خانہ قائم کیا۔ ابن ابداعی[23] یہی حلبید یزن الطعان ہے۔ چونکہ سب سے پہلے نیزہ سے یہی لڑا تھا اس لئے نیزوں کو اس سے منسوب کیا گیا۔ ابن ہمادی[24] یہی ہمدان اسمٰعیل ذوالاعوج ہے۔ اعوج اس کے گھوڑے کا نام تھا اسی سے اعوجی گھوڑے منسوب ہیں۔ ابن بشمانی[25] یہی لشیق ہے جس کے معنی ہیں قحط میں کھلانے والا۔ ابن یثرابی[26] یہی یثرم ہے جس کے معنے ہیں مدارج اعلیٰ پر نظر رکھنے والا اور ان کے لئے کوشش کرنے والا۔ ابن یحزانی[27] یہی یحزن ہے جس کے معنی جابر ہیں۔ ابن ملیحانی[28] یہی یلحن اور عبود ہے۔ ابن دعوانی[29] یہی دعوی ہے جس کے معنے ہیں کمزوری سے آہستہ آہستہ چلنے والا۔ ابن عاقاری[30] یہ عاقر ہے۔ ابن جاسان[31] یہ زائد ہے۔ ابن جاعہار[32] یہی عاصر ہے اسی کا نام نبیدوان صاحب مجالس ہے۔ اس کے عہد مملکت میں بنو القاذور یہی قاذور ہے، پراگندہ ہو گئے اور حکومت تہیت۔ بنو القاذور کی اولاد سے نکل کر بنو جادان بن القاذور میں چلی گئی مگر پھر دوبارہ ان میں عود کر آئی۔ ابن قنادی[33] یہی قناد ہے اور یہی امامتہ ہے۔ ابن شمامہ[34] یہی یہامی دوس العتق ہے یہ اپنے زمانے میں حسین ترین شخص مانا گیا ہے۔ اسی سے عرب یہ مثل بولتے ہیں "اعتق من دوس" اب اس کی وجہ یا اس کا حسن اور شرافت ہے یا اس کا قدم۔ اس کے عہد مملکت میں جرہم بن فالج اور قطورا ہلاک ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ انھوں نے حرم میں فسق و فجور اور فتنہ و فساد برپا کر دیا، دوس نے ان کو قتل کر دیا جو ان میں بچے تھے ان کے آثار کو دیمک نے کھا کر فنا کر دیا۔ ابن منقعہ[35] یہی منقاصری ہے جس کے معنے ہیں قلعہ، اسے ناحث بھی کہتے ہیں جس کے معنی ہیں اترنا۔ ابن نزارح[36] یہی قمیر ہے۔ ابن سمی[37] یہی سما اور محیشر ہے یہ ایک نہایت ہی عادل منتظم اور مدبر بادشاہ تھا امیہ بن ابی الصلت نے ہرقل بادشاہ روم کو خطاب کرتے ہوئے اسی کی طرف اپنے اس شعر

میں اشارہ کیا ہے:

کن کالمجشر اذ قالت رعیتہ کان المحشر اوفا نا بما حملا

ترجمہ:۔ تم بھی مُجشر ایسے بنو اس کی رعیت نے کہا تھا کہ مُجشر ہم میں سب سے زیادہ اپنے عہد کا ایفا کرنے والا ہے۔

ابن مزرا[38] اسے مرمر بھی کہا جاتا ہے۔ ابن صیغا[39] یہی سمر ہے جو صیفی ہے۔ یہ سب سے بہتر بادشاہ تھا جو روئے زمین پر پیدا ہوا، اسی کے متعلق امیہ بن ابی الصلت نے یہ شعر کہا ہے،

ان الصفی بن النبیت ممکا اعلیٰ واجود من ھرقل وقیصرا

ترجمہ:۔ بے شک صفی بن النبیت ایسا بادشاہ ہوا ہے جو ہرقل اور قیصر سے زیادہ سخی اور بہتر تھا۔

بن جعثم[40] یہی عرام ہے۔ نبیت اور قیذر ہے۔ قیذر کے معنی صاحب ملک کے ہیں۔ اسمٰعیل کی اولاد میں سب سے پہلا فرماں روا یہی ہوا ہے۔

ابن اسمٰعیل[41] سچے وعدے والے۔ ابن ابراہیم[42] خلیل الرحمٰن۔ ابن تارح[43] یہی آذر ہے۔ ابن ناحور[44] بن ساروح بن ارعو[45] ابن بالغ[46] سریانی میں بالغ کے معنی تقسیم کرنے والے کے ہیں اس کا نام اس لئے ہوا کہ اس نے زمینوں کو اولاد آدم میں تقسیم کر دیا تھا اسی کا دوسرا نام فالج ہے۔ ابن عابر[47] بن شالخ[48] بن ارفخشد[49] بن سام[50] بن نوح[51] بن لمک[52] بن متوشلخ[53] بن اخنوخ[54] یہی حضرت ادریس ہیں بن یرد[55] یہی یارد ہے جس کے زمانے میں پہلے پہل بت بنائے گئے۔ بن مہلائیل[56] بن قینان[57] بن انوش[58] بن شث[59] یہی ہبتہ اللہ بن آدم[60] ہیں۔ ہابیل کے قتل کے بعد یہی اپنے باپ کے جانشین اور وصی ہوئے۔ جب یہ پیدا ہوئے تو حضرت آدم نے فرمایا ہابیل کے بجائے یہ اللہ کا عطیہ ہے اس طرح ان کا نام ہابیل کے نام سے ماخوذ ہوا۔

حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم اور ان کے ان آباء اور اُمہات کا مختصر ذکر جو ان کے اور آدم علیہ السلام کے درمیانی عہد میں گزرے ہیں اور ان سے متعلق دوسرے واقعات و حالات کو جو ہم تک پہنچے ہیں چونکہ ہم اپنی اس کتاب میں پہلے مختصراً بیان کر چکے ہیں اس لئے اس کا اب اعادہ نہیں کرنا چاہتے۔

ہشام بن محمد کہتا ہے، عرب یہ مثل بولتے ہیں انما تخدش الخدوش منذ ولد ابونا انوش وانما حوم الحنث منذ ولد ابونا شث۔ ترجمہ:۔ گالی ہمارے باپ انوش سے شروع ہوئی۔ اور عہد شکنی ہمارے باپ شث کے زمانے سے حرام ہوئی۔ سریانی میں شث شیث ہے۔

باب ۲

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پرورش واقعۂ فیل کے آٹھ سال بعد عبد المطلب مر گئے۔ چونکہ ابو طالب اور رسول اللہ کے باپ عبد اللہ حقیقی بھائی تھے۔ اس لئے عبد المطلب نے اپنے بعد رسول اللہ کی پرورش اور ولایت ابو طالب کے سپرد کی تھی اور حسن سلوک کی وصیّت کی تھی، چنانچہ اس کے بعد ابو طالب رسول اللہ کے ولی تھے، آپ انہی کے پاس اور ساتھ رہتے تھے۔ ایک مرتبہ ابو طالب قریش کے قافلہ کے ساتھ تجارت کے لئے شام جانے لگے۔ جب قافلہ کی روانگی کا وقت آیا اور وہ جانے کے لئے بالکل تیار ہو گئے۔ رسول اللہ صلعم اُن سے لپٹ گئے۔ ابو طالب کو اُن پر ترس آیا اور اُنھوں نے کہا۔ خدا کی قسم ہے میں اسے بھی اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور اب آئندہ کبھی ان کو اپنے سے علیحدہ نہ رکھوں گا۔

بحیرا راہب چنانچہ وہ رسول اللہ کو ساتھ لے کر قافلہ میں روانہ ہو گئے۔ یہ قافلہ شام کے علاقے میں بُصریٰ مقام پر فروکش ہوا۔ یہاں بحیرا نام ایک راہب اپنی خانقاہ میں رہا کرتا تھا یہ نصرانیوں کا بڑا عالم شخص تھا۔ ہمیشہ سے اس خانقاہ میں جو راہب ہوتا تھا، اسے وراثتاً علم کتابی ملتا رہتا۔ جب یہ قریش کا قافلہ اس سال اس کے ہاں فروکش ہوا، بحیرا نے ان کے لئے بہت سا کھانا پکوایا اور یہ اس لئے کہ اس نے اپنے صومعہ میں سے رسول اللہ صلعم کو دیکھا تھا کہ اور تمام لوگوں کو چھوڑ کر صرف آپ پر ایک بدلی سایہ فگن چلی آتی ہے۔ جب یہ قافلہ اس کے قریب آکر ایک درخت کے سایہ میں اُترا اُس نے اس بدلی کو دیکھا کہ اس نے درخت کی شاخوں کو رسول اللہ پر سایہ ڈالنے کے لئے جھکا دیا ہے اور اب وہ پورے سایہ کے نیچے فروکش ہیں۔ یہ دیکھ کر بحیرا اپنی خانقاہ سے اُترا اور ان سب کو اُس نے اپنے پاس بلا بھیجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر پڑتے ہی اُس نے آپ کو غور سے دیکھنا شروع کیا اور اُن نشانیوں کی

مطابقت کرنے کے لیے جو اسے پہلے سے معلوم تھیں وہ آپ کے جسم کی بعض چیزوں کو بغور دیکھنے لگا۔ جب تمام قافلہ کھانے سے فارغ ہو کر چلا گیا، اُس نے رسول اللہ صلعم سے ان کی حالت بیداری اور خواب کی کیفیت دریافت کی۔ آپ نے اُسے بتانا شروع کیا۔ یہ باتیں ان صفات کے عین مطابق تھیں جو اُسے پہلے سے معلوم تھیں۔ اس کے بعد اس نے آپ کی پیٹھ دیکھی تو دونوں شانوں کے بیچ میں اُسے مُہرِ نبوّت نظر آئی۔ اس نے ابو طالب سے کہا کہ یہ لڑکا تمہارا نہیں معلوم ہوتا۔ انھوں نے کہا یہ میرا بیٹا ہے۔ بحیرا نے کہا۔ یہ ہرگز تمہارا بیٹا نہیں ہے۔ اور اس بچّہ کا باپ تو اب زندہ بھی نہ ہونا چاہیئے۔ ابو طالب نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے۔ بحیرا نے پوچھا، اس کا باپ کیا ہُوا۔ ابو طالب نے کہا ابھی یہ لڑکا بطنِ مادر ہی میں تھا کہ اُس کا انتقال ہو گیا۔ بحیرا نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ اچھا تم اسے اپنے گھر لے جاؤ اور یہودیوں سے اس کی حفاظت کرنا اگر وہ اسے دیکھ پائیں گے اور وہ علامات جن کو میں نے شناخت کر لیا ہے۔ انھوں نے بھی شناخت کر لیا تو وہ ضرور اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ یہ ایک عظیم الشّان انسان ہونے والا ہے، تم فوراً اسے اس کے گھر لے جاؤ۔ یہ سُن کر ابو طالب آپؐ کے چچا آپ کو لے کر فوراً روانہ ہو گئے اور اُن کو مکّہ لے آئے۔

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ جب ابو طالب رسول اللہ کو لے کر بُصریٰ علاقہ شام آئے تھے اس وقت آپؐ کا سن شریف نو سال کا تھا۔

بحیرا راہب کی پیشین گوئی

ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ ابو طالب شام روانہ ہوئے رسول اللہ صلعم قریش کے اور شیوخ کے ساتھ اس کے ساتھ ہوئے۔ جب ان کو وہ راہب نظر آیا۔ یہ اُتر پڑے اور اُنھوں نے اپنے کجاوے کھول دیئے۔ اس مرتبہ وہ راہب ان کے پاس آیا۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ اس کے پاس سے گذرتے تھے وہ نہ کبھی ان کے پاس آتا تھا اور نہ التفات کرتا تھا۔ یہ اپنے کجاوے کھول رہے تھے کہ وہ راہب ان میں آ کر مل گیا اور لوگوں کو دیکھنے لگا۔ یہاں تک کہ اُس نے رسول اللہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا یہ تمام عالم کا سردار ہے، یہ رب العالمین کا رسول ہے، اسے اللہ تعالیٰ رحمۃٌ للعالمین کر کے مبعوث فرمانے والا ہے۔ قریش کے شیوخ نے اس سے پوچھا۔ تم کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی۔ اُس نے کہا جب تم گھاٹی سے برآمد ہوئے کوئی درخت یا پتھر ایسا نہ تھا جو سجدے میں نہ گر پڑا اور جمادات و نباتات صرف نبی کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ دوسرے میں اُس مُہرِ نبوّت سے بھی جو سیب کے برابر اُن کے

شانے کے جوڑ کے نیچے واقع ہے اس بات کو جانتا ہوں۔

رومی وفد اور بحیرا

راہب اپنی خانقاہ سے آیا۔ یہاں آکر اس نے ان کے لئے کھانا پکوایا اور اسے ان کے پاس لے کر آیا۔ اس وقت رسول اللہ اونٹ چرا رہے تھے۔ راہب نے قریش سے کہا کہ اسے بلاؤ۔ جب آپ آرہے تھے، اس وقت بھی ایک بدلی آپ پر سایہ فگن تھی۔ راہب نے کہا دیکھو بدلی آپ پر سایہ کر رہی ہے۔ جب آپ اپنی جماعت کے پاس آگئے، آپ نے دیکھا کہ درخت کا تمام سایہ قریش نے اپنے قبضہ میں کر لیا ہے مگر جب آپ بیٹھے تو درخت کا سایہ بڑھ کر آپ پر بھی آ گیا۔ راہب نے کہا دیکھو درخت کا سایہ بھی آپ پر جھک پڑا ہے۔ راہب ابھی تک کھڑے کھڑے ان کو اللہ کا واسطہ دے کر سمجھا رہا تھا کہ تم اس بچے کو روم نہ لے جاؤ کیونکہ اگر وہ اسے دیکھ پائیں گے تو شناخت کر لیں گے اور قتل کر دیں گے۔ یہ کہہ کر اس نے مڑ کر دیکھا تو وہاں سات آدمی روم کے فرستادے موجود تھے۔ راہب نے تعظیم میں سبقت کی تھی ان سے پوچھا تم کیوں آئے ہو؟ انھوں نے کہا ہم اس لئے آئے ہیں کہ ایک نبی اس ماہ میں خروج کرنے والا ہے۔ ہر راستے کے ناکے پر پہرے متعین کر دیئے گئے ہیں اور ہم کو اچھا سمجھ کر آپ کی اس سمت بھیجا گیا ہے۔ راہب نے کہا کیا جن لوگوں کو تم پیچھے چھوڑ آئے ہو ان کوئی تم سے بہتر رہ گیا ہے۔ انھوں نے کہا نہیں ہمیں سب سے بہتر سمجھ کر ہی آپ کے اس راستے پر بھیجا گیا ہے۔ اس نے کہا، اچھا تم اس بات سے واقف ہو کہ اگر اللہ کسی کام کے کرنے کا ارادہ کر لے تو کسی میں یہ مجال ہے کہ اسے نہ ہونے دے۔ انھوں نے کہا ہرگز نہیں اور اب وہ اس راہب کے تابع ہو گئے اور اسی کے پاس ٹھہر گئے۔

حضرت محمدؐ کی واپسی

راہب قریش کے پاس آیا اور اس نے خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ اس لڑکے کا ولی کون ہے۔ انھوں نے کہا ابوطالب۔ اب وہ ابوطالب کو خدا کا واسطہ دے کر اصرار کرتا رہا کہ تم اسے بچے کو واپس لے جاؤ اور جب تک اسے واپس نہ بھجوا دیا اس نے ابوطالب کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ واپسی کے لئے ابوبکرؓ نے بلال کو آپ کے ساتھ خدمت کے لئے کر دیا اور اس راہب نے زادِ راہ کے لئے بسکٹ اور زیتون آپ کو دیا۔

حضرت محمدؐ کا برائیوں سے اجتناب

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے سنا کہ جو باتیں لوگ ایامِ جاہلیت میں کرتے تھے ان کے کرنے کا میں نے صرف دو مرتبہ قصد کیا مگر ہر دفعہ اللہ میرے اور اس بات کے درمیان آگیا۔ اس کے بعد

میں نے کبھی کسی بُرائی کے کرنے کا ارادہ تک نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے مجھے اپنی رسالت کی عزت سے سرفراز فرمایا، اور وہ دو مرتبہ کا قصہ بھی یہ ہے کہ میں نے ایک رات اس قریشی نوعمر لڑکے سے جو میرے ساتھ بالائی جگہ میں مویشی چرانا تھا، کہا کہ اگر تم میری بکریوں کی نگرانی رکھو تو میں مکہ جا کر دوسرے نوجوانوں کی طرح پُر لطف باتیں کر آؤں۔ اُس نے کہا، اچھا تم جاؤ میں اس غرض سے مکہ آیا، آبادی کے پہلے گھر تک پہنچا تھا کہ مجھے دف اور باجوں کی آواز آئی۔ میں نے پوچھا، کیا ہے؟ لوگوں نے کہا فلاں شخص کی فلاں عورت سے شادی ہوئی ہے۔ یہ اُس کا جلوس ہے۔ میں اسے دیکھنے بیٹھ گیا۔ اللہ نے میرے کان بند کر دیئے میں سو گیا۔ آفتاب کی تمازت نے مجھے بیدار کیا۔ میں اپنے ساتھی کے پاس چلا آیا۔ اُس نے پوچھا کیا کر آئے۔ میں نے کہا کچھ بھی نہیں میرے ساتھ تو یہ واقعہ پیش آیا۔ دوسری بات یہ ہوئی کہ ایک رات میں اب پھر میں نے اپنے ساتھی سے وہی درخواست کی جو پہلے کی تھی، اُس نے اسے منظور کر لیا۔ میں اس رات پھر مکہ آیا اور اس مرتبہ بھی مجھے وہی برات کے جلوس کے باجے سنائی دیئے جو پہلی مرتبہ سنائی دیتے تھے میں جلوس دیکھنے بیٹھ گیا۔ اس مرتبہ پھر اللہ نے میرے کان بہرے کر دیئے۔ میں سو رہا اور آفتاب کی تمازت نے مجھے بیدار کیا۔ میں نے پھر اپنے ساتھی سے آکر یہ واقعہ بیان کر دیا۔ اس کے بعد پھر میں نے کسی برائی کا کبھی ارادہ تک نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے مجھے اپنی رسالت سے سرفراز فرمایا۔

تجارت

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ جب رسول اللہ نے حضرت خدیجہؓ سے شادی کی اس وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال تھی۔

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزّٰی بن قصی نہایت شریف مالدار تاجرہ بی بی تھیں، دوسرے لوگ ان کے مال کی تجارت کرتے تھے اور منافع میں سے وہ کچھ ان کو دے دیا کرتی تھیں۔ قریش تاجر قوم تھی۔ جب خدیجہ کو رسول اللہ صلعم کی راست گفتاری، امانت اور نیک کرداری کا علم ہوا، انھوں نے آپ کو بلا بھیجا اور درخواست کی کہ آپ میرا مال تجارت لے کر شام جائیں۔ میں اب تک دوسرے تاجروں کو منافع میں سے جس قدر حصہ دیتی تھی اُس سے بہت زیادہ آپ کو دوں گی اور اپنے غلام میسرہ کو ساتھ کر دوں گی۔ آپؐ نے یہ تجویز منظور فرمائی اور اُن کا مال لے کر روانہ ہوئے۔ حضرت خدیجہؓ کا غلام میسرہ بھی ساتھ ہو گیا۔ دونوں شام آئے اور ایک راہب کی خانقاہ کے قریب ایک درخت کے سایہ میں فروکش ہوئے۔ اس راہب نے سر اٹھا کر میسرہ کو دیکھا اور پوچھا کہ یہ شخص جو درخت کے نیچے اُترا ہے کون ہے؟ اُس نے کہا یہ

اہل حرم کا ایک قریشی ہے۔ راہب نے اس سے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے نبی اللہ کے اور کوئی شخص آجتک فروکش نہیں ہوا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے یہاں جو مال لاد کر لائے بیچ دیا، اور جو خریدنا تھا اُسے خرید لیا۔ آپؐ مکّہ واپس پلٹے، میسرہ ہمراہ تھا۔ ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ دوپہر اور سخت گرمی کے وقت میسرہ دیکھتا تھا کہ آپؐ اونٹ پر ہوتے ہیں اور دو فرشتے آکر آپؐ کو تمازتِ آفتاب سے بچانے کے لئے سایہ کر لیتے ہیں۔ آپؐ خدیجہؓ کے پاس مکّہ آئے۔ اُنھوں نے اس مال کو جو آپؐ شام سے لائے تھے، بیچا تو اس سے دو چند یا تریب دو چند کے نفع ہُوا۔

حضرت خدیجہؓ سے حضرت محمدؐ کا نکاح

میسرہ نے حضرت خدیجہؓ سے راہب کا قول بیان کیا اور جو آپؐ پر فرشتوں کو سایہ کرتے دیکھا تھا وہ بھی کہا۔ خدیجہؓ ایک تجربہ کار ہوشیار اور شریف بی بی تھیں۔ نیز اللہ نے ان کی قسمت میں اور بھی کرامت اور سعادت مقدّر کی تھی۔ یہ سُن کر اُنھوں نے رسول اللہ صلعم کو بلایا اور اُن سے کہا اے میرے ابن عم! میں تمھاری قرابت، شرافت نسب امانت، حسنِ اخلاق اور راست بازی کی وجہ سے تمھاری گرویدہ ہوں، میں تمھارے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہوں۔ خدیجہ اس زمانے میں قریش میں سب سے زیادہ نجیب، شریف اور دولت مند خاتون تھیں۔ ان کی تمام قوم ان وجوہ سے ان سے شادی کرنے کی متمنی تھی۔ جب اُنھوں نے رسول اللہؐ سے شادی کی خواہش ظاہر کی، آپؐ نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت حمزہ بن عبد المطلب آپؐ کے چچا آپؐ کے ہمراہ خویلد بن اسد کے پاس گئے اور اس سے شادی کا پیام دیا۔ اُنھوں نے حضرت خدیجہؓ کی رسول اللہ سے شادی کردی ابراہیم کے علاوہ آپؐ کی تمام اولاد زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ، فاطمہؓ، قاسمؓ انہی کے نام سے آپ کنیت کرتے تھے اور طاہر اور طیب حضرت خدیجہؓ کے بطن مبارک سے ہوئے۔ قاسم، طاہر اور طیب عہدِ جاہلیت ہی میں مر گئے۔ البتہ آپ کی تمام صاحبزادیاں نے اسلام کا عہد پایا اور وہ مسلمان ہوئیں اور اُنھوں نے آپؐ کے ساتھ ہجرت کی۔

ایک غلط روایت

ابن شہاب الزہری اور دوسرے اہل مکّہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ صلعم اور ایک دوسرے قریشی کو سامان تجارت دے کر سوق حباشہ کو جو تہامہ میں واقع ہے بھیجا تھا اور خویلد نے اُن کی شادی رسول اللہ صلعم سے کی اور مکّہ کی ایک مولدہ غیر عرب عورت نے یہ رشتہ لگایا تھا مگر واقدی اس کے متعلق کہتا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بیان بالکل غلط ہے۔ اسی طرح کا غلط واقعہ لوگ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ خود خدیجہؓ نے

رسول اللہؐ کو شادی کا پیام دیا تھا۔ یہ ایک نہایت شریف بی بی تھیں۔ قریش کا ہر شخص ان سے شادی کرنے کا خواہش مند تھا، اور اس کے لئے اُنھوں نے بہت سا روپیہ بھی صرف کیا تھا۔ پھر خدیجہؓ نے اپنے باپ کو بُلا کر اتنی شراب پلائی کہ وہ بالکل مدہوش ہو گیا۔ اُنھوں نے ایک گائے بھی ذبح کی، خوشبو لگائی اور کام کیا ہُوا حلّہ زیب تن کر کے رسول اللہ صلعم کو ان کے چچاؤں کے ساتھ بلا بھیجا۔ وہ خدیجہؓ کے ہاں آئے۔ ان کے باپ نے رسول اللہ صلعم سے ان کی شادی کر دی، مگر جب وہ ہوش میں آیا تو کہنے لگا کہ یہ گائے کیوں ذبح ہوئی ہے، یہ خوشبو کیوں لگائی گئی اور یہ اعلیٰ لباس کیوں پہنایا گیا ہے۔ خدیجہؓ نے اس سے کہا تم نے مجھے محمدؐ بن عبداللہ سے بیاہ دیا ہے۔ اُس نے کہا، ہرگز نہیں میں کیوں کرنے لگا تھا۔ قریش کے اکابر نے تمھارا پیام دیا مگر میں نے منظور نہیں کیا۔

واقدی کہتا ہے کہ یہ روایت ہمارے نزدیک بالکل غلط ہے، جو واقعہ ہمارے نزدیک بالکل صحیح ہے وہ عبداللہؓ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ خدیجہؓ کی شادی اُن کے چچا عمرو بن اسد نے رسول اللہ صلعم سے کی تھی اور اُن کا باپ خویلد واقعۂ فجار سے پہلے ہی مر گیا تھا

خدیجہؓ کا مکان وہی تھا جو اب تک اُن کے نام سے مشہور چلا آتا ہے۔ اسے معاویہؓ نے خرید کر مسجد بنا دیا تھا، لوگ اس میں نماز پڑھتے تھے۔ اُس نے اُنھیں آثار پر اسے بنایا تھا جس پر اب تک قائم ہے، اس میں کوئی تغیر نہیں ہوا ہے، جو پتھر دروازے کی بائیں جانب لگا ہوا ہے یہ وہی ہے کہ جب ابولہب اور عدی بن حمیرا الثقفی کے گھر سے جو ابن علقمہ کے گھر کے پیچھے تھا رسول اللہؐ پر سنگ اندازی ہوتی تو آپؐ اس پتھر کی آڑ میں پناہ لیتے۔ یہ پتھر ایک گز ایک بالشت کا ہے۔

خانہ کعبہ خدیجہؓ سے شادی کرنے کے دس سال کے بعد قریش نے کعبہ کو ڈھا کر پھر بنایا اس وقت آپؐ کی عمر ۳۵ سال تھی۔ کعبہ کے انہدام کی وجہ یہ ہوئی کہ کعبہ کی صورت یہ تھی کہ کرسی کے اوپر صرف پتھر چنے ہوئے تھے۔ قریش چاہتے تھے کہ دیوار کو اور بلند کر کے اس پر چھت ڈال دیں اور اس کی تحریک یوں ہوئی کہ بعض لوگوں نے جس میں قریش اور دوسرے آدمی شامل تھے کعبہ کے خزانے کو چُرا لیا تھا۔ یہ خزانہ کعبہ کے وسط میں جو کنواں تھا اس میں رہا کرتا تھا۔ کعبہ میں دو ہرن تھے جن کا قصہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ قوم نوح کی غرقابی کے بعد اللہ نے کعبہ کو پھر نمایاں کیا اور ابراہیم خلیل اللہ اور اُن کے صاحبزادے اسمٰعیل کو حکم دیا کہ وہ کعبہ کو اس کی ابتدائی بنیاد پر بنا دیں۔ چنانچہ ان دونوں نے اسے بنایا جس پر قرآن شاہد

ہے۔ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

ترجمہ:۔ "اور جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ ہمارے گھر کی دیواروں کو اُٹھاتے تھے (تو کہتے تھے) اے ہمارے رب تو ہماری اس خدمت کو قبول فرما کیونکہ بے شک تُو سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

کعبہ کی تولیت

حضرت نوحؑ کے عہد سے کعبہ کا کوئی ولی نہ تھا، اسے اٹھا لیا گیا تھا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ رسول اللہؐ کو اسمٰعیلؑ کی اولاد میں مبعوث فرما کر ان کو یہ سعادت دینا چاہتا تھا۔ اس نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ تم اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو یہاں آباد کرو۔ چنانچہ حضرت نوحؑ کے بعد حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کعبہ کی تولیت انجام دیتے تھے۔ اس وقت مکہ بالکل غیر آباد چٹیل میدان تھا۔ البتہ اس کے اطراف و اکناف میں جرہم اور عمالقہ بود و باش رکھتے تھے۔ جرہم کی ایک عورت سے حضرت اسمٰعیلؑ نے نکاح کیا۔ اسی کی طرف عمرو بن الحارث بن مقاض نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے

وصاهر نا من اکرم الناس والدا فابناءه منا و نحن الاصاهر

ترجمہ:۔ "ہمارے ہاں اس شخص نے شادی کی جو اپنے باپ کی وجہ سے معزز ترین شخص تھا۔ اس کی اولاد ہم سے ہے اور ہم اس کے سسرال والے ہیں۔"

حضرت ابراہیمؑ کے بعد حضرت اسمٰعیلؑ کعبہ کے متولی ہوئے۔ ان کے بعد نبت متولی ہوا، اس کی ماں جرہمیہ تھی۔ پھر نبت مر گیا اور چونکہ حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد زیادہ نہ تھی۔ اس لئے پھر جرہم نے کعبہ کی تولیت پر قبضہ کر لیا۔ اسی طرف عمرو بن الحارث بن مقاض نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔

وکنا ولاة البیت من بعد نابت نطوف بذاك البیت والخیر ظاهر

ترجمہ:۔ "نابت کے بعد ہم کعبہ کے ولی ہوئے، اب ہم اس گھر کے چاروں طرف طواف کرتے ہیں اور یہ بات سب ہی جانتے ہیں۔"

بنو جرہم کی بداعمالیاں

جرہم میں سب سے اول مضاض کعبہ کا متولی ہوا۔ اس کے بعد اس کی اولاد میں جو سب سے بڑا ہوتا وہ متولی ہوتا۔ عرصے تک اسی خاندان میں تولیت متوارث رہی۔ پھر جرہم نے مکہ میں بد معاشی اور فسق و فجور شروع کیا۔ بیت اللہ کی حرمت کو باطل کر دیا۔ اس مال کو جو کعبہ کو بطور نذر کے بھیجا جاتا تھا کھانے لگے۔ جو مکہ میں آتا اس پر ظلم کرتے پھر انہوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ اگر ان کے کسی شخص کو کوئی دوسری جگہ زنا کے لئے

نہیں ملتی تو وہ خود کعبہ میں آکر بدکاری کرتا۔ اس سلسلہ میں بیان کیا گیا ہے کہ اساف نے نائلہ سے کعبہ میں زنا کیا۔ اس کی پاداش میں اللہ نے دونوں کو مسخ کر کے پتھر بنا دیا۔ زمانہ جاہلیت میں بھی کعبہ کی حرمت اس قدر تھی کہ نہ وہاں کوئی کسی پر ظلم کرتا تھا اور نہ بدکاری کرتا تھا۔ اگر بادشاہ بھی اس کی حرمت کو باطل کرتا تو فوراً اسی جگہ وہ ہلاک ہو جاتا۔ اسی وجہ سے کعبہ کو ناسہ کہتے تھے اور مکہ بھی اس لئے کہتے تھے کہ جو ظالم و سرکش یا بدکار وہاں ظلم یا بدکاری کرتا تھا اس کی گردن دبا دی جاتی۔

بنو جرہم کی تباہی

جب جرہم اپنی بداعمالیوں سے باز نہ آئے اور عمرو بن عامر کی اولاد میں سے ادھر ادھر پھیل گئی، ان میں سے بنو حارثہ بن عمرو تہامہ آکر متوطن ہوئے۔ چونکہ یہ اپنی اصل جماعت سے منقطع ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے ان کا نام خزاعہ ہوا، اور یہ بنو عمرو بن ربیعہ بن حارثہ ہیں اور اسلم، مالک، ملکان بنو افصی بن حارثہ ہیں۔ اللہ نے جرہم پر جسم پر آبلے پڑنے اور نکسیر بہنے کا عذاب نازل کیا جس سے وہ فنا ہو گئے۔ اور اب خزاعہ بھی ان کے بقیہ کو مکہ سے نکال دینے کے لئے جمع ہو کر تیار ہوئے۔ ان کا سردار عمرو بن ربیعہ بن حارثہ تھا۔ اس کی ماں فہیرہ بنت عامر بن الحارث بن مضاض تھی۔ فریقین خوب لڑے۔ جب عامر بن الحارث نے محسوس کیا کہ اسے شکست ہو گی وہ کعبہ کے دونوں غزالوں اور رکن کے پتھر کے پاس توبہ کرنے آیا۔ وہ کہہ رہا تھا:۔

لَاهُمَّ اِنَّ جُرْهُمًا عِبَادُكْ۔ اَلنَّاسُ طُرْفٌ وَّهُمْ تِلَادُكْ۔ بِهِمْ قَدِيْمًا عَمَرَتْ بِلَادُكْ

ترجمہ: "اے اللہ جرہم تیرے بندے ہیں، اور لوگ تو نوزائیدہ ہیں۔ اور وہ تیرے پرانے ہیں، قدیم سے انہیں نے تیرے شہر آباد کئے ہیں"

مگر جب اس کی توبہ قبول نہ ہوئی، اس نے وہ دونوں ہرن اور حجر الرکن زمزم میں ڈال دیئے اور اوپر سے مٹی ڈال دی۔ اس لڑائی کے بعد جو جرہم بچے وہ جھینہ کی سرزمین میں چلے گئے۔ یہاں ایک بڑے زبردست سیلاب نے ان کو آلیا اور وہ سب کو بہا لے گیا۔ اسی طرف امیہ بن ابی الصلت نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے:۔

وجرهم دمنوا تهامة   في الدهر فسالت بجمعهم اضم

ترجمہ:۔ "اور جرہم ایک زمانہ سے تہامہ میں رہے تھے ان سب کو کوہ اضم بہا لے گیا"

جرہم کے بعد عمرو بن ربیعہ کعبہ کا متولی ہوا۔ بنو قصی کہتے ہیں کہ عمرو بن الحارث الغبشانی کعبہ کا متولی ہوا، اور اسی کا اس نے اپنے اس شعر میں اظہار کیا ہے:۔

ونحن ولينا البيت من بعد جرهم   لنعمره من كل باغ وملحد

ترجمہ: بنو جرہم کے بعد ہم بیت اللہ کے والی ہوئے تاکہ اسے ہر ظالم اور بے دین سے بچا کر آباد رکھیں۔
اسی کا قول تھا۔ آخرت کے لئے عمل کرو اور ضروریات دنیا سے بے فکر رہو۔

کعبہ کے متولی بنو خزاعہ

اس طرح اب بنو خزاعہ بیت اللہ کے متولی ہوئے۔ البتہ دوسرے قبائل مضر میں تین خدمتیں باقی رہیں۔ عرفہ سے لوگوں کو حج کرانے لے جانا۔ یہ خدمت غوث بن مر کے سپرد تھی، یہ ہی صوفہ ہے۔ چنانچہ جب عرفہ سے اجازت ملتی تو عرب کہتے اجیزی صوفہ۔ دوسری خدمت حاجیوں کو قربانی کے دن منیٰ لے جانے کی تھی، یہ بنو زید بن عدوان کے سپرد تھی۔ ان میں سے آخری شخص جو اس خدمت کا متولی تھا وہ ابو سیارہ عمیلہ بن الاعزل بن خالد بن سعد بن الحارث بن قریش بن زید تھا۔ تیسری خدمت نسی یعنی مقدس مہینوں کا التوا، یہ قلمس کے سپرد تھا، اس کا اصل نام حذیفہ بن فقیم بن عدی تھا جو بنو مالک بن کنانہ سے تعلق رکھتا تھا اس کے بعد یہ خدمت اس کے بیٹوں کو ملی۔ آخری شخص جو اس خدمت پر فائز تھا وہ ابو ثمامہ جنادہ بن عوف بن امیہ بن قلع بن حذیفہ تھا۔ اب اسلام آیا اور اس نے نسی کی رسم کو مٹا کر مقدس مہینوں کی حرمت کو پھر بحال کر دیا۔

جب معد کی تعداد بہت زیادہ ہوئی وہ مکہ چھوڑ کر متفرق ہو گئے مگر قریش نے مکہ کو نہ چھوڑا۔ جب عبد المطلب نے زمزم کھدوایا تو اسے اس میں وہ دونوں ہرن ملے جن کو جرہم دفن کر گئے تھے۔ عبد المطلب نے ان دونوں کو نکال لیا اور پھر جو کچھ اس نے کیا وہ ہم اپنی اسی کتاب میں اس کے موقع پر بیان کر چکے ہیں۔

کعبہ کے خزانے کی چوری

ملیح بن عمرو الخزاعی کے مولیٰ دویک کے پاس کعبہ کا خزانہ برآمد ہوا۔ قریش نے اس کا ہاتھ قطع کر دیا۔ اس سلسلہ میں حارث بن عامر بن نوفل اور ابو اہاب بن عزیز بن قیس بن سوید التمیمی جو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کا اخیافی بھائی تھا اور ابو لہب بن عبد المطلب پر چوری کا اتہام عائد کیا گیا تھا اور قریش کے بیان کے مطابق ان تینوں نے کعبہ کے خزانہ کو وہاں سے نکال کر بنو ملیح کے مولیٰ دویک کے پاس رکھوا دیا تھا۔ جب قریش نے ان کو ملزم قرار دیا تو انہوں نے دویک کا نام بتا دیا، اس کا ہاتھ قطع کر دیا گیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ انہیں نے اس چوری کے مال کو اس کے پاس رکھا تھا۔ جب قریش کو اس بات کا یقینی علم ہوا کہ وہ مال دراصل حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے پاس تھا وہ اسے عرب کے کاہنوں میں سے ایک مشہور کاہنہ کے پاس لے کر گئے اس نے اپنی کہانت سے حارث کے متعلق یہ حکم لگایا کہ چونکہ اس نے کعبہ کی حرمت کو باطل کیا ہے اس لئے وہ دس سال تک مکہ میں داخل نہ ہو چنانچہ اس کے حکم کی بنا پر قریش نے حارث کو مکہ سے دس سال کے لئے خارج البلد کر دیا اس نواح مکہ کے آس پاس سکونت پذیر رہا۔

بحر احمر نے ایک رومی تاجر کا برباد شدہ جہاز ساحل جدہ پر لگا دیا۔ قریش نے جہاز کا سامان حاصل کر کے کعبہ کی چھت کے لئے تیار کیا۔ اس کام کو مکہ کے ایک قبطی بڑھئی نے اپنے ہاتھ کے

مطابق انجام دیا۔

کعبہ کی تعمیر کا ارادہ

جس کنوئیں میں کعبہ کے نذرانے ڈالے جاتے تھے اس میں سے روزانہ ایک سانپ نکل کر کعبہ کی دیوار پر بیٹھا کرتا تھا سب اس سے ڈرتے تھے جو اس کے قریب جاتا وہ اپنا پھن کھڑا کر کے ڈسنے کے لئے منہ کھولتا۔ ایک دن وہ اسی طرح کعبہ کی دیوار پر برآمد تھا اللہ نے ایک پرندہ بھیجا وہ اسے اپنے چنگل میں اٹھا لے گیا، اس پر قریش کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ جس بات کے کرنے کا ہم نے ارادہ کیا ہے اللہ اسے پسند کرتا ہے، ہمارے پاس چوبینہ بھی تیار ہے اللہ نے سانپ سے ہم کو مطمئن کر دیا ہے۔ یہ واقعہ فجار سے پندرہ سال بعد کا واقعہ ہے، اس وقت رسول اللہؐ کی عمر ۳۵ سال تھی۔ اب جب کہ قریش نے کعبہ کو ڈھا کر نئے سرے سے بنانے کا تہیہ ہی کر لیا تو ابو وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کھڑا ہوا، اس نے کعبہ کا ایک پتھر اٹھایا مگر وہ پتھر اس کے ہاتھ سے گر پڑا، اور جہاں سے اٹھایا گیا تھا اسی جگہ پر چلا آیا۔ یہ دیکھ کر ابو وہب نے قریش سے کہا کہ کعبہ کی تعمیر میں صرف اپنی پاک کمائی لگانا۔ کسی کسبی کا بھاڑا، سود کا روپیہ یا ظلم کر کے حاصل کیا ہوا روپیہ نہ لگایا جائے۔ بعض لوگوں نے اس قول کو ولید بن مغیرہ سے منسوب کیا ہے۔

عبداللہ بن صفوان بن اُمیہ بن خلف نے ایک مرتبہ جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کو کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ جعدہ بن ہبیرہ ہے۔ اس پر عبداللہ بن صفوان نے کہا کہ جب قریش نے کعبہ کے ڈھا دینے کا ارادہ کیا تو اسی کے دادا ابو وہب نے کعبہ کا ایک پتھر اٹھایا مگر وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور اپنی جگہ چلا گیا! اس وقت اس نے قریش سے کہا تھا کہ اس کعبہ کی تعمیر میں اپنی صرف حلال کمائی کا روپیہ لگانا، کسی کسبی کا بھاڑا یا ظلم سے حاصل کیا ہوا مال ہرگز نہ لگایا جائے۔ یہ ابو وہب رسول اللہؐ کے والد کا ماموں تھا۔

کعبہ کا انہدام

اب تعمیر کے لئے قریش نے کعبہ کو کئی شقوں میں تقسیم کر لیا۔ دروازہ کا حصہ بنو عبد مناف اور بنو زہرہ کے متعلق ہوا۔ رکن الاسود سے رکن الیمانی تک بنو مخزوم تیم اور دوسرے قریش کے قبائل کے جوان میں شامل ہو گئے تھے متعلق کیا گیا۔ کعبہ کی پشت بنو جمح اور بنو سہم کے متعلق ہوئی۔ حجر کا حصہ یہی حطیم ہے بنو عبدالدار بن قصی۔ بنو اسد بن عبد العزیٰ بن قصی اور بنو عدی بن کعب کے متعلق ہوا، مگر پھر سب کعبہ کو منہدم کرنے سے خائف ہوئے اور اس منصوبے سے رُک گئے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا میں اس کی ابتدا کرتا ہوں۔ اس نے پھاوڑا اٹھایا اور کعبہ پر لے کر کھڑا ہوا اور وہ کہتا تھا کہ اے بار الٰہ کچھ باک نہیں ہے ہم کعبہ کے ساتھ خیر ہی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کہہ کر اس نے دونوں رکنوں کی سمت سے کچھ حصہ منہدم کر دیا۔ اس

رات لوگ منتظر رہے کہ اس گستاخی کی اسے سزا ملے گی اور کہنے لگے کہ ہم دیکھتے ہیں اگر وہ مر گیا تو پھر ہم کعبہ کو ہاتھ نہ لگائیں گے بلکہ منہدم حصّہ کو بھی پھر اسی طرح بنا دیں گے اور اگر اسے کوئی تکلیف یا مرض نہ ہوا تو معلوم ہو جائے گا کہ جو کچھ ہم نے کیا ہے اللہ نے اسے پسند کیا ہے ہم کعبہ کو منہدم کر دیں گے۔ دوسری صبح کو ولید صحیح و سالم کعبہ کو ڈھانے آگیا اور اس نے کچھ اور حصّہ منہدم کیا اب اور لوگ بھی اس کے ساتھ تھے۔ گراتے گراتے اس کی بنیاد تک پہنچے اور ان سبز پتھروں تک آ گئے جو دانتوں کی شکل میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔ ایک قریشی نے جو کعبہ کے ڈھانے میں شریک تھا ان دونوں سبز پتھروں کے درمیان کدال ڈالی تاکہ وہ ان میں سے ایک کو نکالے۔ مگر پتھر کے جنبش کرتے ہی تمام مکّہ متزلزل ہو گیا۔ اس وقت قریش اس بنیاد پر رک گئے۔

کعبہ کی تعمیر اس کے بعد تمام قبیلوں نے کعبہ کی تعمیر کے لئے پتھر جمع کئے۔ ہر قبیلہ علٰحدہ علٰحدہ پتھر جمع کرتا تھا۔ پتھر جمع ہونے کے بعد انھوں نے تعمیر شروع کی، جب عمارت رکن کی جگہ تک مرتفع ہو گئی تو ہر قبیلہ نے مطالبہ کیا کہ اس کے اوپر صرف اسی کو تعمیر کا شرف حاصل ہو دوسرا نہ پائے۔ اس مطالبہ نے نزاع کی صورت اختیار کی، تعمیر چھوڑ کر وہ علٰحدہ علٰحدہ جمع ہوئے، ایک نے دوسرے کو حلیف بنایا اور لڑائی کی دھمکی دی۔ بنو عبدالدار خون سے بھرا ایک کٹھرا لائے اور انھوں نے بنو عدی بن کعب سے اس خون میں ہاتھ ڈال کر آخر دم تک لڑنے کے لئے معاہدہ کیا، اسی وجہ سے ان کا نام لعقۃ الدم ہوا۔ چار پانچ راتیں قریش اسی طرح کام چھوڑے رہے۔ پھر سب نے مسجد میں جمع ہو کر مشاورت کی اور سمجھوتہ کر لیا۔

حجرِ اسود ابو امیہ بن مغیرہ اس وقت قریش کا سب سے سن رسیدہ آدمی تھا۔ اس نے قریش سے کہا کہ اس نزاع کے تصفیہ کو اس شخص کے حوالہ کر دو جو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہو۔ اتفاق کی بات کہ سب سے پہلے رسول اللہ صلعم وہاں تشریف لائے۔ ان کو دیکھ کر تمام قریش نے کہا بیشک یہ امین ہیں، ہم ان کے تصفیہ پر راضی ہیں یہ محمدؐ ہیں۔ جب آپؐ ان کے پاس آئے انھوں نے آپؐ سے واقعہ بیان کیا آپؐ نے فرمایا مجھے ایک کپڑا لا دو، کپڑا آپ کو دیا گیا، آپؐ نے رکن کعبہ کو اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اس میں رکھا پھر فرمایا کہ ہر قبیلہ اس چادر کا ایک کونہ تھام لے اور سب مل کر اسے اٹھائیں۔ انھوں نے اس فیصلہ پر عمل کیا اور جب رکن کو اٹھاتے ہوئے اس کے مقام پر لے گئے خود رسول اللہ صلعم نے اپنے ہاتھ سے اُسے وہاں رکھ دیا پھر اس کے اوپر عمارت شروع کی گئی۔ نزولِ وحی سے پیشتر ہی قریش رسول اللہ صلعم کو امین کہتے تھے۔

قریش کے ہاتھوں کعبہ کی یہ تعمیر واقعہ فجار کے پندرہ سال بعد عمل میں آئی، اور عام الفیل اور عام الفجار کے درمیان دس سال کا فصل ہے۔

بعثت

نبوت ملنے کے وقت رسول اللہؐ کی عمر میں ارباب سلف کا اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ قریش کو کعبہ کے تعمیر کرنے کے پانچ سال بعد جس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی آپ نبوت پر فائز ہوئے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ بعثت کے وقت رسول اللہ کی عمر چالیس سال تھی۔ انسؓ بن مالک سے کئی سلسلہ سے مروی ہے کہ بعثت کے وقت رسول اللہؐ کی عمر چالیس کے لگ بھگ تھی۔

عروہ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ بعثت کے وقت رسول اللہؐ کی عمر چالیس سال تھی۔

یحییٰ بن جعدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فاطمہؓ سے کہا کہ سال میں صرف ایک مرتبہ قرآن مجھے دکھایا جاتا تھا مگر اس سال دو مرتبہ دکھایا گیا۔ مجھے بتایا گیا کہ میری موت قریب ہے۔ میرے اہل میں سے سب سے پہلے تم مجھے آکر ملو گی۔ ہر نبی کے بعد جب دوسرا نبی مبعوث کیا گیا ہے اسے سابق کی نصف مدت دی گئی ہے عیسیٰؑ چالیس سال کے لئے مبعوث کئے گئے تھے، میں بیس سال کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے چالیس سال کی عمر میں آپؐ کی بعثت ہوئی اور اس کے بعد تیرہؓ سال آپؐ نے مکہ میں قیام کیا۔

دوسرے سلسلہ سے بھی ابن عباسؓ سے یہ روایت مروی ہے، دوسرے راوی کہتے ہیں کہ آپ کو جب نبوت ملی اس وقت آپ کی عمر اتنالیس سال تھی۔

اس سلسلہ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ پر وحی نازل ہوئی آپ کی عمر اتنالیس سال تھی۔

سعید ابن المسیبؓ سے مروی ہے کہ نزول وحی کے وقت آپ کی عمر اتنالیس سال تھی۔ اسی راوی سے ایک دوسرے سلسلہ سے مروی ہے کہ نزول وحی کے وقت رسول اللہ کی عمر تینتالیس سال تھی۔

نزول وحی کا دن اور مہینہ

ابو قتادہ انصاری سے مروی ہے کہ دوشنبہ کے دن روزہ رکھنے کے متعلق رسول اللہؐ سے پوچھا گیا۔ آپؐ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں پیدا ہوا اور مبعوث ہوا یا آپ نے فرمایا کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی۔

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے دوشنبہ کے دن کے روزے کے متعلق پوچھا آپؐ نے فرمایا یہ وہی دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اور مجھے نبوت ملی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ دوشنبہ کو پیدا ہوئے اور اسی دن اُن کو نبوت ملی۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ دن کے متعلق تو ہم سب ارباب سیر کا اتفاق ہے کہ وہ دوشنبہ تھا البتہ وہ کونسا دوشنبہ تھا اس میں اختلاف ہے بعض راوی کہتے ہیں کہ اٹھارہ رمضان کو رسول اللہ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں عبداللہ بن زید الجرمی جس پر علم ختم ہوا کہتا تھا کہ رمضان کی اٹھارویں کو رسول اللہ پر قرآن نازل ہوا۔ بعض راوی

کہتے ہیں کہ چوبیس رمضان کو قرآن نازل ہوا۔ اس سلسلہ میں ابوالجلد سے مروی ہے کہ چوبیس رمضان کو قرآن آپؐ پر نازل ہوا۔ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ سترہ رمضان کو نازل ہوا۔ اس بیان کے ثبوت میں وہ اللہ کا یہ کلام پیش کرتے ہیں: وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ۔ اس مقابلہ سے مراد رسول اللہؐ اور مشرکین کی بدر میں جنگ ہے اور وہ سترہ رمضان کی صبح میں ہوئی ہے۔

قبل اس کے کہ حضرت جبرئیل اللہ کا پیام لے کر آپ کے پاس آئیں آپ ایسے آثار اور واقعات دیکھا کرتے تھے جو صرف اُنہیں حضرات کو نظر آتے ہیں جن پر اللہ اپنا خاص فضل و کرم کرنے والا ہوتا ہے۔ چنانچہ حسب بیان سابق آپ اپنی انّا حلیمہ کے پاس تھے کہ دو فرشتوں نے آکر آپ کا پیٹ چاک کیا۔ اس میں سے تمام آلائش اور کثافت نکال ڈالی۔ نیز خود رسول اللہؐ سے مروی ہے کہ کوئی درخت یا پتھر جس کے پاس سے میں گذرتا ایسا نہ تھا جو مجھے سلام نہ کرتا۔

برّہؓ بنت ابی تجراۃ سے مروی ہے کہ جب اللہ نے رسول اللہؐ کو نبوت اور کرامت سے سرفراز کرنا چاہا آپ کی یہ حالت تھی کہ قضائے حاجت کے لئے آپ آبادی سے اس قدر دُور نکل جاتے تھے جہاں سے مکانات نظر نہ آئیں اور پہاڑوں کی گھاٹیوں اور کھڈوں میں اُتر جاتے وہاں جس پتھّر یا درخت کے پاس سے گذرتے وہ کہتا السلام علیک یا رسولؐ! آپ آواز سن کر دائیں بائیں اور پیچھے مڑ کر دیکھتے مگر وہاں کوئی نظر نہ آتا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ دوسری قومیں آپ کی بعثت سے واقف تھیں اور ان کے علماء اس بات کو ان سے برابر کہتے چلے آئے تھے۔

زید بن عمرو کی پیش گوئی

عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ مجھ سے زید بن عمرو بن نفیل کہا کرتا تھا کہ میں اولاد اسمٰعیل میں ایک نبی کے مبعوث ہونے کا منتظر ہوں اور ان میں سے بھی عبدالمطلب کی اولاد میں۔ اپنے لئے میں نہیں سمجھتا کہ اتنا زندہ رہوں گا کہ ان کو پا سکوں ایمان لاؤں اور اس کی نبوت کی شہادت دوں اور تصدیق کر سکوں، البتہ تم اگر اس وقت تک زندہ رہو اور ان کو دیکھو تو ان کو میرا سلام کہنا تاکہ ان کے شناخت کرنے میں تم کو کوئی دشواری نہ ہو۔ میں ان کا حلیہ بتائے دیتا ہوں میں نے کہا کہیئے۔ اس نے کہا وہ نہ کوتاہ قامت ہوں گے نہ دراز قامت، نہ ان کے سر کے بال بہت گھنے ہوں گے اور نہ چھدرے۔ ان کی آنکھوں میں سُرخی ہوگی۔ مُہر نبوت اُن کے شانوں کے بیچ میں ہوگی۔ نام احمد ہوگا۔ اسی شہر میں وہ پیدا اور مبعوث ہوں گے پھر ان کی قوم اُن کو یہاں سے نکال دے گی اور اُن کی تعلیم کو پسند نہ کرے گی پھر وہ یثرب کو ہجرت کر جائیں گے وہاں اُن کی بات بن جائے گی۔ دیکھو تم اُن کے متعلق دھوکہ میں نہ آ جانا۔ میں دین ابراہیم کی تلاش میں دنیا بھر میں پھرا ہوں۔ جس یہودی، عیسائی اور مجوسی سے میں نے دین ابراہیم کو پوچھا اُس نے مجھ سے کہا کہ وہ تو تمہارے

وطن میں ہے اور انہوں نے ہونے والے نبی کی وہی صفت بیان کی جو میں نے تم سے کہہ دی ہے۔ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اب عرب ہی نبی ہیں جو مبعوث ہوں گے۔

عامر بن ربیعہ اس روایت کا راوی کہتا ہے کہ جب میں اسلام لایا میں نے زید بن عمرو کا یہ قول رسول اللہؐ سے بیان کیا اور اس کا سلام ان کو پہنچایا، آپؐ نے سلام کا جواب دیا اور اس کے لئے طلب رحمت کی اور فرمایا میں نے زید کو جنت میں راحت کے ساتھ دامن کشاں دیکھا ہے۔

عرب کاہن کے ہمزاد کی پیش گوئی

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ مسجد نبوی میں بیٹھے خطبہ دے رہے تھے ایک عرب ان کے پاس آنے کے لئے مسجد کے اندرون میں آیا۔ حضرت عمرؓ نے اسے دیکھ کر کہا کہ یہ شخص یا تو شرک ترک کرنے کے بعد اب تک اس پر قائم ہے یا یہ عہد جاہلیت میں ضرور کاہن ہوگا۔ وہ عرب ان کو سلام کر کے بیٹھ گیا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے دریافت کیا اسلام لے آئے ہو؟ اُس نے کہا جی ہاں۔ پھر پوچھا کیا عہد جاہلیت میں کاہن تھے؟ اُس نے کہا سبحان اللہ، آپؐ نے تو مجھ سے ایسے سوالات کئے ہیں کہ شاید اپنے عہد ولایت سے آج تک آپ نے اپنی رعایا کے کسی فرد سے نہ کئے ہوں گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اے اللہ میں اپنی خطا کی معافی چاہتا ہوں ہم سب زمانہ جاہلیت میں ان سوالات کی تلخی کے مقابلہ میں کہیں زیادہ برائی میں مبتلا تھے یعنی ہم بتوں کو پوجتے تھے، پیکروں کو گلے لگاتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے نعمت اسلام سے ہمیں معزز فرمایا۔ اس عرب نے کہا آپ بجا فرماتے ہیں۔ میں بے شک عہد جاہلیت میں کاہن تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا تمہارے ہمزاد نے جو بات سب سے تعجب انگیز تم سے کہی ہو وہ بیان کرو۔ اُس نے کہا ظہور اسلام سے ایک ماہ یا ایک سال پہلے وہ میرے پاس آیا اور اُس نے کہا تھا۔ الم تر الی الجن و ابلاسھا و ایاسھا من دینھا ولحوقھا بالقلاص و احلاسھا۔

ترجمہ: "کیا تم جن کو نہیں دیکھتے کہ ان کے ہوش و حواس جاتے رہے ہیں وہ اپنے دین کی طرف سے مایوس ہو گئے ہیں اور انھوں نے اپنا بوریہ بستر باندھ لیا ہے۔"

اس پر خود حضرت عمرؓ نے حاضرین سے اپنا یہ واقعہ بیان کیا کہ میں عہد جاہلیت میں چند قریشیوں کے ہمراہ ایک بت کے پاس تھا کسی عرب نے ایک گئوسالہ اس کی نذر کے لئے ذبح کیا تھا ہم گوشت کی تقسیم کا انتظار کر رہے تھے کہ میں نے اس گئوسالہ کے پیٹ میں سے نہایت صاف آواز میں سنا یہ ظہور اسلام سے ایک ماہ یا ایک سال پہلے کا واقعہ ہے کہ وہ کہہ رہا ہے:

یا آل ذریح۔ امرٌ نجیح۔ رجلٌ یصیح۔ اے اولاد ذریح، بات بنے گی۔ ایک شخص پکار رہا ہے اور کہہ رہا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ۔

جبیر بن مطعم کی روایت

محمد بن جبیر بن مطعم کا باپ بیان کرتا ہے کہ عہد جاہلیت میں رسول اللہؐ کے مبعوث ہونے سے ایک ماہ پہلے ہم لوگ آنہ میں ایک بت کے پاس تھے وہاں ہم نے قربانیاں کی تھیں، ان میں سے ایک کے پیٹ میں سے یہ آواز آئی، اب وحی کی چوری ختم ہو گئی ہے کیونکہ نبی احمدؐ نام کی وجہ سے جو اس مقام سے یثرب کو ہجرت کرنے والا ہے اب ستاروں سے مارا جاتا ہے۔

یہ سن کر ہم دم بخود ہو گئے اور پھر رسول اللہؐ ظاہر ہوئے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ بنو عامر کا ایک شخص رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ آپ مجھے مہر نبوت دکھائیں جو آپ کے شانوں کے درمیان ہے۔ تاکہ اگر وہ کوئی مرض ہو تو میں چونکہ عرب کا سب سے بڑا طبیب ہوں اس کا علاج کر دوں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تم چاہتے ہو تو تم کو کوئی معجزہ دکھاؤں۔ اس نے کہا آپ اس ثمردار کھجور کو اپنے پاس بلائیں۔ آپ نے نخلستان میں ایک ثمردار درخت کو دیکھ کر اسے آواز دی اور وہ چرآتا ہوا آپ کے سامنے آکھڑا ہوا۔ اس شخص نے رسول اللہؐ سے کہا کہ اس سے کہئے کہ یہ اپنی جگہ واپس چلا جائے۔ رسول اللہؐ نے اسے حکم دیا اور وہ چلا گیا۔ اس عامری نے بنو عامر سے کہا کہ اس سے بڑا جادوگر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ وہ اخبار جو رسول اللہ کی رسالت کا پتہ دیتے تھے اس قدر ہیں کہ ان کا احصا مشکل ہے۔ اس کے لئے ہم ایک کتاب ہی علیحدہ لکھیں گے، اور ہم اب نزول وحی اور رسالت کے واقعات کو پھر بیان کرتے ہیں۔

نزول وحی

سب سے پہلے کب اور کس سن میں رسول اللہ صلعم پر وحی نازل ہوئی، اس کے متعلق جو اخبار ہم تک پہنچے ہیں ان میں سے بعض ہم بیان کر چکے ہیں، اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ ابتداءً کس طرح جبرئیل اپنے رب کا پیام لے کر رسول اللہؐ کی خدمت میں آئے۔ اس کے متعلق حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ پر وحی کی ابتدا رویائے صادقہ سے ہوئی جو آپ کو صبح روشن کی طرح نظر آتے تھے اس کے بعد آپ کے دل میں عزلت اور تنہائی کی رغبت ڈالی گئی۔ چنانچہ آپ غار حرا میں جا کر کئی کئی راتیں بغیر گھر آئے مسلسل عبادت میں بسر کرنے لگے، پھر گھر آکر اتنی مدت کے لئے جو آپ کو حرا میں بسر کرنا ہوتی آپ توشہ لے جاتے۔

پہلی آیت

یہاں تک کہ دفعتاً روح القدس آپ کے پاس آئے اور کہا اے محمدؐ تم اللہ کے رسول ہو حضرت فرماتے ہیں کہ میں اس وقت کھڑا ہوا تھا گھٹنے کے بل بیٹھ گیا اور پھر وہاں سے خوف سے لرزہ براندام گھر بھاگ کر آیا، خدیجہؓ کے پاس آیا۔ ان سے کہا مجھے چادر اڑھاؤ مجھے چادر اڑھاؤ۔ جب یہ ہراس

جاتا رہا تو پھر روح القدس میرے پاس آئے اور کہا اے محمدؐ تم اللہ کے رسول ہو۔ اب تو خوف کی وجہ سے میری یہ حالت ہوئی کہ قریب تھا کہ پہاڑ کی کسی بلند چوٹی سے کود کر میں خودکشی کر لوں مگر جب میں نے یہ قصد کیا، انہوں نے زبردستی مجھے اس بات سے روک دیا اور کہا اے محمدؐ میں جبرئیل ہوں اور تم اللہ کے رسول ہو۔ پھر کہا پڑھو۔ میں نے کہا مجھے پڑھنا نہیں آتا۔ پھر انہوں نے مجھے پکڑ کر تین مرتبہ اس زور سے دبوچا کہ میرے جسم کی طاقت سلب ہو گئی اور پھر کہا "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ" (پڑھو اس رب کا نام لیکر جس نے پیدا کیا ہے) میں نے پڑھ دیا۔ میں خدیجہؓ کے پاس آیا اور چونکہ مجھے اپنی جان کا خوف ہو گیا تھا میں نے اُن سے اپنا واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا یہ تو نہایت خوش خبری ہے اللہ مبارک کرے، بخدا اللہ تم کو کبھی رسواء ہونے دے گا۔ بخدا تم صلہ رحمی کرتے ہو، صادق القول ہو، امین ہو، آڑے وقت لوگوں کے کام آتے ہو، مہمان نواز ہو اور مصائب و حوادث پر صبر کرتے ہو۔

ورقہ بن نوفل کی پیش گوئی

اس کے بعد وہ مجھے ورقہ بن نوفل بن اسد کے پاس لے گئیں اور اس سے کہا کہ اپنے بھتیجے کی بات سنو۔ اُس نے مجھ سے دریافت کیا، کیا گذری؟ میں نے اپنا پورا پورا واقعہ بیان کیا۔ ورقہ نے کہا یہ وہ روح القدس ہیں جو موسیٰؑ بن عمران پر نازل ہوئے تھے۔ کاش میں اس میں حرکت کر سکتا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب کہ تمہاری قوم تم کو خارج البلد کرے گی۔ میں نے پوچھا کیا وہ مجھے گھر سے نکال دیں گے۔ اس نے کہا ضرور کیونکہ جس کسی پر اللہ نے وہ سعادت رسالت نازل کی جو تم پر نازل ہوئی ہے لوگ ہمیشہ اس کے دشمن ہوتے ہیں کاش اور اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو ضرور تمہاری پوری مدد کروں گا۔ پھر "اقرأ" کے بعد سب سے پہلے قرآن کا یہ حصہ مجھ پر نازل ہوا۔ ن[1] والقلم وما یسطرون۔ ما انت بنعمت ربک بمجنون وان لک لاجرا غیر ممنون۔ وانک لعلی خلق عظیم۔ فستبصر ویبصرون اور یا ایھا المدثر[2] قم فانذر اور والضحیٰ[3] واللیل اذا سجی۔

حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث ایک دوسرے سلسلہ رواۃ سے نقل ہوئی ہے مگر اس میں حدیث کا وہ آخری حصہ کہ "پھر مجھ پر قرآن کا یہ حصہ نازل ہوا" آخر حدیث تک منقول نہیں ہوا ہے۔

ف[1] ن قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں، تم اپنے رب کی نعمت کے بارے میں دھوکہ میں نہیں ہو اور تم کو بغیر احسان مند ہوئے بڑا اجر ملے گا اور بلاشبہ تم بڑے ہی اخلاق رکھتے ہو، تو عنقریب تم بھی دیکھ لوگے، اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔

ف[2] اے چادر اوڑھنے والے کھڑا ہو اور ڈرا۔

ف[3] قسم ہے وقت چاشت اور رات کی جب کہ وہ پوری طرح طاری ہو جائے۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ جبرئیل رسول اللہ کے پاس آئے اور کہا پڑھو آپؐ نے فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا تھا۔ حضرت جبرئیل نے آپ کو دبوچا اور پھر کہا پڑھو۔ آپ نے فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا دوبارہ جبرئیل نے حضرت کو دبوچا اور کہا پڑھو۔ آپؐ نے کہا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ پھر جبرئیل نے آپ کو دبوچا اور کہا پڑھو۔ آپ نے کہا کیا پڑھوں؟ جبرئیل نے کہا "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ. خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ"[1] یہاں تک کہ وہ اس آیت پر پہنچ گئے عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ[2]۔ رسول اللہ سیدھے حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے اور کہا کہ ضرور میری موت کا وقت اب آگیا ہے۔ انہوں نے کہا تمہارا رب ہرگز تمہارے ساتھ ایسا کرنے کا نہیں، تم نے کبھی کوئی بری بات نہیں کی ہے۔ وہ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں ان کو یہ واقعہ سنایا۔ اس نے کہا اگر تم اپنے بیان میں سچی ہو تو بلاشبہ تمہارے شوہر نبی ہیں ان کو اپنی قوم سے تکلیف پہنچے گی۔ اگر میں نے ان کا زمانۂ نبوت پایا تو میں ضرور ان پر ایمان لے آؤں گا۔ اس واقعہ کے بعد ایک طویل مدت تک حضرت جبرئیل وحی لے کر رسول اللہ کے پاس نہیں آئے۔ حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہؐ سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے رب نے تم سے کنارہ کشی اختیار کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی "وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ"

عبید بن عمیر کی روایات

وہب بن کیسان آل زبیر کا مولیٰ راوی ہے کہ میں عبداللہ بن الزبیرؓ کی خدمت میں حاضر تھا۔ انہوں نے عبید بن عمیر بن قتادہ اللیثی سے کہا عبید ہم سے بیان کرو کہ ابتداءً جبرئیل کس طرح رسول اللہؐ کی خدمت میں نبوت لے کر آئے۔ عبید نے میری موجودگی میں عبداللہ بن الزبیرؓ اور تمام حاضرین مجلس کو سنانے کے لئے اس طرح بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم ہر سال ایک ماہ غار حرا میں جا کر بسر کرتے تھے۔ قریش زمانۂ جاہلیت میں اسی طرح عبادت کے لئے عزلت گزین ہوتے تھے۔ جس مہینے آپ غار حرا میں جا کر ریاضت کرتے تھے وہاں جو مساکین آتے آپؐ ان کو کھانا کھلاتے اور مہینہ پورا کر کے جب واپس آتے تو قبل اس کے کہ اپنے گھر آئیں آپؐ کعبہ آکر اس کا سات مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ طواف کرتے اور پھر اپنے گھر آتے۔ اسی طرح جب آپؐ کی بعثت کے سال کا وہ رمضان کا مہینہ آیا جس میں اللہ نے آپؐ کو کرامت نبوت عطا کی، آپ حسب عادت عزلت گزینی کے لئے غار حرا تشریف لے گئے اس موقع پر آپ کے متعلقین بھی ہمراہ تھے۔ جب وہ مبارک رات آئی جس میں اللہ نے اپنا پیام آپ کو بھیج کر

---

[1] اپنے اس رب کا نام لے کر جس نے پیدا کیا ہے پڑھو، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔

[2] جس نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

آپ کی عزت افزائی کی اور اس طرح اپنے تمام بندوں پر رحم فرمایا۔ اللہ کے حکم سے جبرئیل آپ کے پاس آئے۔ اس کے متعلق خود رسول اللہؐ فرماتے ہیں کہ میں سو رہا تھا کہ جبرئیل میرے پاس دیبا کا ایک پارچہ جس پر تحریر تھی لائے اور کہا پڑھو۔ میں نے کہا مجھے پڑھنا نہیں آتا۔ انہوں نے مجھے اس طرح دبوچا کہ میں سمجھا میری موت آگئی، اب انہوں نے مجھے چھوڑا اور کہا پڑھو۔ میں نے کہا کیا پڑھوں اور یہ بھی میں نے ان سے جان چھڑانے کے لئے کہا تھا تاکہ پھر وہ مجھے نہ دبوچیں۔ انہوں نے کہا پڑھو "اقرأ باسم ربك الذی خلق" اللہ کے قول "علم الانسان مالم یعلم" تک میں نے پڑھ دیا۔ جبرئیل اس پر ٹھہر گئے اور چلے گئے۔

خودکشی کا ارادہ

میں خواب سے بیدار ہوا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرے قلب پر نوشتہ ثبت ہو گیا ہے۔ میں شاعر اور آسیب زدہ کو دنیا میں سب سے زیادہ برا سمجھتا تھا اور ان کو دیکھنے تک کا روادار نہ تھا۔ میں نے دل میں کہا میرا نفس ضرور شاعر یا آسیب زدہ ہے مگر میں اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ قریش میرے متعلق اس کا چرچا کریں۔ میں پہاڑ کی کسی بلند چوٹی پر چڑھ کر وہاں سے کود کر خودکشی کئے لیتا ہوں تاکہ اس رسوائی کے خیال سے اطمینان ہو۔ چنانچہ میں اس ارادے سے چلا پہاڑ کے وسط تک پہنچا تھا کہ میں نے آسمان سے یہ آواز آتے سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے، اے محمدؐ تم اللہ کے رسول ہو اور میں جبرئیل ہو۔ میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا مجھے جبرئیل انسان کی شکل میں نظر آئے، ان کے دونوں قدم آسمان کے افق تک پھیلے ہوئے تھے اور وہ کہہ رہے تھے اے محمدؐ تم اللہ کے رسول ہو اور میں جبرئیل ہوں میں ان کو دیکھنے کے لئے ٹھہر گیا، اس منظر نے مجھے میرے ارادے سے اپنی طرف ایسا مشغول کیا کہ میں بغیر آگے بڑھے یا پیچھے ہٹے اسی جگہ ٹھہر گیا اور جبرئیل سے نظر ہٹا کر آسمان کے کناروں کو دیکھنے لگا مگر جدھر میری نظر جاتی تھی وہی سامنے تھے۔ میں دیر تک بغیر آگے بڑھے اور پیچھے ہٹے اسی جگہ کھڑا رہا۔

حضرت محمدؐ اور حضرت خدیجہؓ

خدیجہؓ نے اپنے آدمی میری تلاش میں دوڑائے وہ تمام مکہ میں مجھے تلاش کر کے ان کے پاس آ گئے میں اب تک اسی جگہ کھڑا ہوا تھا، اب کہیں جبرئیل میرے سامنے سے ہٹے اور میں بھی اپنے متعلقین کے پاس پلٹ کر آیا اور خدیجہؓ کے پاس آکر اس کی ران سے بالکل چمٹ کر بیٹھا۔ اس نے پوچھا ابوالقاسم کہاں تھے میں نے تو تمہاری تلاش میں اپنے آدمی بھیجے تھے اور وہ مکہ تک ہو آئے مگر تمہارا پتہ نہ لگا۔ میں نے اس سے کہا میں ضرور شاعر ہوں یا آسیب زدہ۔ خدیجہؓ نے کہا ابوالقاسم اللہ تم کو اس سے بچا رہا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ اللہ کبھی تمہارے ساتھ ایسا نہیں کرے گا وہ خوب تمہاری راست بازی، دیانت، حسن اخلاق اور صلہ رحمی سے واقف ہے۔ ہوا کیا کہو شاید تم کو کچھ نظر آیا ہے۔ میں نے کہا ہاں اور پھر اپنا مشاہدہ بیان کیا۔ خدیجہؓ نے کہا اے میرے چچیرے بھائی

تم کو بشارت ہو، تم بالکل مطمئن رہو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں خدیجہؓ کی جان ہے مجھے توقع ہے کہ تم اس اُمت کے نبی ہو گے، یہ کہہ کر وہ کھڑی ہوئیں اُنہوں نے اپنے جسم پر اپنے کپڑے درست کئے اور ورقہ بن نوفل بن اسد اپنے چچازاد بھائی کے پاس گئیں۔ یہ ورقہ نصرانی ہو گیا تھا اور اس نے ان کی مذہبی کتابیں پڑھی تھیں اور توراۃ اور انجیل کے عالموں سے ان کے مضامین سنے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے اس سے رسول اللہ کا مشاہدہ بیان کیا۔ ورقہ نے کہا قدوس، قدوس، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے خدیجہؓ اگر تم سچ کہہ رہی ہو تو ضرور ناموس الاکبر یعنی حضرت جبرئیل جو حضرت موسیٰؑ کے پاس آتے تھے محمدؐ کے پاس آئے ہیں اور وہ اس اُمت کے نبی ہیں۔ تم ان سے جا کر کہہ دو کہ وہ بالکل مطمئن رہیں حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہؐ سے آکر ورقہ کا قول بیان کیا اس سے آپ کو اس پریشانی سے جو آپ کو لاحق تھی ذرا تسکین ہوئی۔ جب رسول اللہؐ اپنا عزلت گزینی کا زمانہ پورا کر کے حرا سے مکہ پلٹے تو پہلے کعبہ آئے اور اس کا طواف کیا۔ اس طواف کی حالت میں ورقہ بن نوفل سے آپ کی ملاقات ہو گئی۔ اس نے کہا اے میرے بھتیجے جو تم نے دیکھا یا سنا ہے مجھ سے بیان کرو۔ رسول اللہؐ نے اپنا مشاہدہ اس کو سنایا ورقہ نے آپ سے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اس اُمت کے نبی ہو اور تمہارے پاس وہی ناموس الاکبر آیا ہے جو موسیٰؑ کے پاس آیا تھا، تم کو ضرور جھٹلایا جائے گا، ایذا دی جائے گی خارج البلد کیا جائے گا اور تم سے جنگ کی جائے گی۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو اللہ کی ایسی مدد کروں گا جس سے وہ خود واقف ہے۔ پھر اس نے رسول اللہؐ کا سر اپنے قریب کر کے اس کے اوپر بوسہ دیا۔ رسول اللہ اپنے مکان تشریف لے آئے۔ ورقہ کے قول سے آپؐ کے اطمینان میں زیادتی ہوئی اور جو پریشانی آپؐ کو تھی اس میں ذرا کمی ہوئی۔

حضرت خدیجہؓ کی روایت

حضرت خدیجہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کے اطمینان قلب کے لئے کہ اللہ نے اپنی نبوت سے آپ کو سرفراز فرمایا ہے کہا اے میرے چچیرے بھائی کیا تم یہ کر سکتے ہو کہ جب فرشتہ تمہارے پاس آئے تو اس کی اطلاع مجھے کر دو۔ اُنہوں نے فرمایا اچھا۔ میں نے کہا اب جب وہ آئے آپ مجھے ضرور خبر کریں۔ چنانچہ ایک مرتبہ حسب دستور جبرئیل رسول اللہؐ کے پاس آئے اُنہوں نے مجھ سے کہا خدیجہؓ وہ آگئے ہیں۔ میں نے کہا اچھا تو آپ ذرا میری بائیں ران پر بیٹھ جائیں۔ رسول اللہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر میری بائیں ران پر آبیٹھے۔ میں نے کہا اب بھی آپ ان کو دیکھتے ہیں؟ اُنہوں نے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اب آپؐ میری داہنی ران پر آبیٹھیں۔ رسول اللہؐ بائیں ران سے اُٹھ کر داہنی پر بیٹھ گئے میں نے پوچھا اب بھی وہ آپ کو نظر آتے ہیں۔ اُنھوں نے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اب

آپ میری گود میں آبیٹھیں، رسول اللہؐ میری گود میں بیٹھ گئے۔ میں نے کہا اب بھی وہ نظر آتے ہیں انہوں نے کہا ہاں۔ اب میں نے سر سے دوپٹہ اتار کر الگ رکھ دیا، رسول اللہؐ اسی طرح میری گود میں تشریف رکھتے تھے۔ اب میں نے پوچھا کیا اب بھی وہ نظر آ رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا اے میرے چچیرے بھائی تم کو بشارت ہو تم بالکل مطمئن رہو بخدا یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہو سکتا۔

یہ حدیث جب عبداللہ بن الحسن سے بیان کی گئی تو اُس نے کہا کہ میں نے اپنی ماں فاطمہ بنت الحسین سے اس حدیث کو خدیجہؓ سے نقل کرتے ہوئے سُنا ہے مگر میں نے ان کو یہ کہتے سُنا کہ حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہؐ کو لپٹنے کرتے کے دامن میں لے لیا اُس وقت جبرئیل غائب ہو گئے۔ تب خدیجہؓ نے رسول اللہؐ سے کہا کہ یہ یقینی فرشتے ہیں ہرگز شیطان نہیں۔

قرآن کا جزو اوّل

ابی ابی کثیر کہتا ہے کہ میں نے ابوسلمہ سے پوچھا کہ سب سے پہلے قرآن کا کونسا جزو نازل ہوا ہے؟ اُس نے کہا یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ۔ میں نے کہا لوگ تو کہتے ہیں سب سے پہلے اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ نازل ہوا ہے۔ اس نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا تھا کہ سب سے پہلے قرآن کا کونسا حصہ نازل ہوا ہے، اُس نے کہا یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ میں نے کہا نہیں کہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ سب سے پہلے نازل ہوا ہے، جابرؓ نے کہا میں تم سے صرف وہی کہوں گا جو خود رسول اللہؐ نے ہم سے بیان فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں حرا میں عزلت گزین تھا مدت ختم کر کے جب میں وہاں سے اُتر کر وادی میں آیا مجھے ندا آئی۔ میں نے اپنے چاروں طرف نظر کی مگر مجھے کچھ نظر نہیں آیا۔ میں نے سر کے اوپر نظر کی تو معلوم ہوا کہ وہ آسمان اور زمین کے درمیان عرش پر متمکن ہے۔ میں اس سے ڈر گیا۔ میں نے خدیجہؓ سے جا کر کہا مجھے لحاف اڑھاؤ۔ لوگوں نے مجھے لحاف اڑھایا اور میرے سر پر پانی ڈالا۔ اس وقت مجھ پر یہ آیت یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ نازل فرمائی گئی۔

ہشام بن محمد سے مروی ہے کہ سب سے پہلے سنیچر اور اتوار کی شب میں جبرئیل رسول اللہؐ کے پاس آئے، اس کے بعد پھر دوشنبہ کے دن وہ اللہ عزوجل کا پیام لے کر آپ کی خدمت میں آئے، وضو سکھایا نماز سکھائی اور اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ پڑھایا۔ اس دوشنبہ کو جب وحی آپ کے پاس آئی ہے آپ پورے چالیس سال کے ہوئے تھے۔

شق قلب کا واقعہ

ابوذر الغفاریؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ پوری طرح علم اور یقین ہونے تک پہلے پہل آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ نبی ہیں۔ فرمایا ابوذر میں بطحائے مکہ میں کسی جگہ تھا دو فرشتے میرے پاس آئے ایک زمین پر اُتر گیا اور دوسرا آسمان اور زمین کے

درمیان ٹھہرا رہا۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا کیا یہ ہی وہ ہیں۔ اُس نے کہا ہاں یہ وہی ہیں۔ اُس نے کہا اچھا تو ان کو ایک آدمی سے وزن کرو۔ مجھے ایک شخص کے مقابلہ میں تولا گیا میں اُس سے گرانبار نکلا پھر ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا کہ ان کو دس آدمیوں سے تولو، مجھے دس سے تولا گیا میں ان پر بھی بھاری ہوا۔ پھر اس نے کہا سو سے تولو۔ مجھے سو سے تولا گیا۔ میں اُن سے بھی جھکتا ہوا رہا۔ پھر اس نے کہا ہزار سے تولو مجھے ہزار سے تولا گیا۔ میں اُن سے بھی گراں بار نکلا۔ اب وہ فرشتے ترازو کے دوسرے پلڑے پر میرے مقابلہ میں وزن بڑھاتے رہے، آخر تنگ آکر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تم ان کو ان کی تمام اُمت کے مقابل بھی رکھ کر تولو گے تو انہیں کا وزن زیادہ ہوگا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا ان کا پیٹ چاک کردو۔ اُس نے میرا پیٹ چاک کیا۔ دوسرے نے کہا ان کا قلب نکالو یا یہ کہا کہ قلب شق کرو۔ اُس نے میرا قلب چیر کر اس میں سے محل خطرات شیطانی اور خون کے لوتھڑے کو نکال کر پھینک دیا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کے پیٹ کو اس طرح دھو ڈالو جس طرح برتن دھویا جاتا ہے اور ان کے قلب کو بھی اسی طرح دھو ڈالو یا یہ کہا کہ ان کے قلب کو اس طرح دھو ڈالو جس طرح کپڑا دھویا جاتا ہے۔ پھر اس نے ایک چھری طلب کی جو سفید بلی کے چہرے کے مشابہ تھی، وہ میرے قلب میں داخل کی گئی۔ پھر ایک فرشتے نے دوسرے اپنے ساتھی سے کہا کہ ان کے پیٹ پر نشان کردو۔ ان دونوں نے میرے پیٹ پر نشان ڈال دیئے اور مُہر کو میرے دونوں شانوں کے درمیان کردیا۔ اس کے بعد ہی وہ میرے سامنے سے چلے گئے۔ یہ واقعہ مجھے اس طرح یاد ہے کہ گویا اب میری نظروں کے سامنے ہے۔

التوائے وحی کا واقعہ

زہری سے مروی ہے کہ جب ایک عرصہ تک رسول اللہؐ پر وحی نازل نہیں ہوئی آپ بہت ہی محزون ہوئے۔ آپ پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھتے تھے کہ خودکشی کرلیں۔ اس نیت سے جب کبھی آپ چوٹی پر پہنچتے، جبرئیل نمودار ہو کر کہتے آپ اللہ کے نبی ہیں۔ اس سے آپ کو اطمینان ہوجاتا اور جان میں جان آجاتی۔ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ایک دن اسی ارادے سے چلا جارہا تھا کہ میں نے اس فرشتے کو جو حرا میں میرے پاس آتا تھا دیکھا کہ وہ آسمان اور زمین کے بیچ میں ایک کرسی پر متمکن ہے۔ اسے دیکھ کر میں خوف کی وجہ سے ٹھہر گیا۔ خدیجہؓ کے پاس واپس آگیا۔ میں نے کہا مجھے چادر اڑھاؤ۔ چنانچہ دُلائی اُڑھا دی گئی۔ تب اللہ نے یہ سورۃ نازل فرمائی یَآ اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ۔ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ۔ زہری کہتا ہے مگر سب سے پہلے اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ مَا لَمْ یَعْلَمْ تک آپ پر نازل ہوئی۔

جابر بن عبداللہ کی روایت

جابر بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے التوائے وحی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دن میں چلا جا رہا تھا۔ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ فرشتہ جو حرا میں میرے پاس آیا کرتا تھا آسمان اور زمین کے بیچ میں ایک کرسی پر متمکن نظر آیا۔ میں اس سے سہم گیا اور گھر آکر میں نے کہا مجھے لحاف اڑھاؤ۔ گھر والوں نے لحاف اڑھا دیا۔ تب اللہ عزوجل نے یہ سورہ یا ایھا المدثر قم فانذر وربک فکبر اپنے قول والرجز فاھجر تک نازل فرمائی۔ پھر متواتر وحی آنے لگی۔

پہلی مسلمان خاتون

پھر جب اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد صلعم کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو اپنے رب کے اس انکار کی وجہ سے جس میں وہ عرصہ سے مبتلا چلے آرہے تھے اور اپنے خالق اور رازق کی عبادت چھوڑ کر دوسرے معبودوں اور بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ اللہ کے عذاب سے ڈرانے اور متنبہ کرنے کے لئے کھڑے ہوں اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار و اعلان کریں۔ اللہ نے فرمایا واما بنعمۃ ربک فحدث یہاں نعمت سے مراد ابن اسحٰق کے قول کے مطابق کرامت اور فضیلت نبوت ہے فحدث کے معنی یہ ہیں کہ اس کو بیان کرو اور اس کی دعوت دو، اس حکم کے مطابق اب آپ خفیہ طور پر صرف ان گھر والوں سے جن کے متعلق آپ کو اطمینان تھا اس احسان و انعام کا جو اللہ نے آپ پر اور آپ کے ذریعہ اپنے بندوں پر آپؐ کو نبوت دے کر کیا تھا ذکر کرنے لگے۔ اللہ کی مخلوق میں سے سب سے پہلے آپ کی بیوی خدیجہؓ نے آپؐ کی تصدیق کی، وہ آپؐ پر ایمان لائیں اور ساتھ ہو گئیں۔ واقدی کے بیان کے مطابق اس بات پر تمام ارباب سیر کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلی مسلمہ جس نے رسول اللہؐ کی دعوت کو قبول کیا وہ خدیجہؓ رحمہا اللہ بنت خویلد تھیں۔

نماز

ابو جعفر کہتا ہے کہ اللہ کی وحدانیت کے اقرار اور بتوں تماثیل اور مماثیل سے قطعی اظہار بے تعلقی کے بعد اللہ عزوجل نے قوانین اسلام میں سب سے پہلے نماز کو فرض کیا۔

جس وقت رسول اللہؐ پر نماز فرض کی گئی جبرئیل آپؐ کے پاس آئے، اس وقت آپ مکہ اعلیٰ میں تھے وہ اتنا کے سے آپ کو وادی کی ایک سمت میں لے گئے اس سے ایک چشمہ جاری ہوا۔ حضرت جبرئیل نے وضو کیا تاکہ وہ بتا دیں کہ نماز کے لئے اس طرح طہارت کی جائے۔ رسول اللہ صلعم ان کو دیکھتے رہے۔ ان کے بعد ان کی طرح رسول اللہؐ نے وضو کیا۔ پھر جبرئیل نے کھڑے ہو کر رسول اللہؐ کو نماز پڑھائی آپ نے اقتدا کی جبرئیل چلے گئے۔ آپؐ خدیجہؓ کے پاس آگئے اور جس طرح آپ نے حضرت جبرئیل کو وضو کرتے دیکھا تھا اسی طرح اپنے خدیجہؓ کو بتانے کے لئے کہ نماز کے لئے طہارت اس طرح ہوتی ہے ان کے سامنے وضو کیا۔ اس کے

بعد جس طرح جبرئیل نے آپ کو نماز پڑھائی تھی آپ نے خدیجہؓ کے ساتھ نماز پڑھی اور انھوں نے آپ کی اقتدا کی۔

معراج

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہؐ کو نبوت ملی آپ کے پاس دو فرشتے جبرئیل اور میکائیل آئے۔ آپ کعبہ کے گرد سویا کرتے تھے، قریش کعبہ کے گرد سویا کرتے تھے انھوں نے کہا کہ ان میں سے ہم کو کس کے متعلق حکم ہوا ہے۔ پھر خود ہی دونوں نے کہا ہمیں ان کے سب سے زیادہ شریف کے متعلق حکم ہے، اب وہ چلے گئے اور پھر قبلہ کی جانب سے آئے، یہ تین تھے انہوں نے رسول اللہؐ کو سوتا ہوا پایا۔ انہوں نے آپؐ کو چت کرکے آپ کا پیٹ چاک کیا پھر زمزم سے پانی لاکر آپ کے پیٹ میں جس قدر شک، شرک، جاہلیت یا ضلالت کا میل کچیل تھا اسے دھو ڈالا اس کے بعد وہ ایک سونے کا طشت لیکر آئے جو ایمان اور حکمت سے مملو تھا۔ آپ کے پیٹ اور اندرون کو ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا پھر وہ آپ کو اس سماء الدنیا پر لیکر چڑھ گئے۔ جبرئیل نے دروازہ کھلوایا، اہلِ سماء نے پوچھا کون ہے انہوں نے کہا جبرئیل۔ پھر آسمان والوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے انہوں نے کہا محمدؐ ہیں۔ اہلِ سماء نے پوچھا کیا وہ مبعوث ہوچکے، جبرئیل نے کہا ہاں۔ تب اہلِ سماء نے ان کو خوش آمدید کہا، اپنے ساتھ ان کے لئے بھی دعا کی۔

انبیاء کرام سے ملاقات

جب آپ آسمان میں داخل ہوئے وہاں آپ کو ایک بڑے تناور اور تنومند شخص نظر آئے آپ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا یہ آپ کے دادا آدمؑ ہیں۔ اس کے بعد آپ کو دوسرے آسمان پر لائے، جبرئیل نے دروازہ کھلوایا، یہاں بھی ان سے وہی سوالات کئے گئے جو پہلے آسمان پر ہوچکے تھے جبرئیل نے بھی اسی طرح کے جوابات دیئے (یہ جواب و سوال تمام آسمانوں پر ہوتے چلے گئے) جب آپ دوسرے آسمان میں داخل ہوئے یہاں آپؐ کی دو صاحبوں سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں انہوں نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ آپ کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ یہاں سے آپؐ تیسرے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں داخل ہوتے ہی ایک صاحب سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں انہوں نے کہا یہ آپؐ کے بھائی یوسفؑ ہیں جن کو اللہ نے حسن میں تمام لوگوں پر اسی طرح فضیلت دی ہے جس طرح کہ ماہِ کامل کو دوسرے تاروں پر فوقیت ہے۔ اب آپؐ چوتھے آسمان پر آئے۔ یہاں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپؐ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں، انہوں نے کہا یہ ادریسؑ ہیں اور پھر جبرئیل نے یہ آیت تلاوت کی ورفعناہ مکاناً علیاً (اور ہم نے اس کو (ادریسؑ کو) بلند مکان پر پہنچایا)۔ یہاں سے آپؐ پانچویں آسمان پر تشریف لائے ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا یہ ہارونؑ ہیں۔ آپؐ چھٹے آسمان پر آئے یہاں ایک صاحب ملے۔ آپ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ آپ کے باپ ابراہیمؑ ہیں۔

سدرۃ المنتہیٰ

اس کے بعد آپ جنت کو تشریف لے گئے وہاں ایک ایسی نہر ملی جس کا پانی دودھ

سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ اس کے دونوں طرف موتیوں کے محل تھے۔ آپؐ نے حضرت جبرئیل سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہی وہ کوثر ہے جو اللہ نے آپؐ کو عطا فرمایا ہے اور یہ محل آپ کی قیامگاہ ہیں۔ جبرئیل نے وہاں سے ایک مٹھی مٹی اٹھا کر آپ کو دکھائی جس میں سے خاص مشک کی خوشبو آرہی تھی، یہاں سے وہ سدرۃ المنتہیٰ چلے یہ وہ گلاب بیری ہے جس کا بڑا پھل بڑے ڈول کے برابر ہوتا ہے اور جس کا سب سے چھوٹا دانہ انڈے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں اللہ عزوجل آپ کے قریب ہو گیا اور ان میں دو کمان یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس قدر قریب آنے کی وجہ سے سدرۃ پر رنگا رنگ کے درشہوار یاقوت زبرجد اور موتیوں کی بارش ہونے لگی۔ یہاں اللہ نے اپنے رسولؐ سے باتیں کیں، تفہیم کی تعلیم دی اور پچاس نمازیں فرض کیں۔ واپسی پر جب آپؐ حضرت موسیٰؑ کے پاس آئے تو انہوں نے پوچھا اللہ نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا۔ آپؐ نے کہا پچاس نمازیں۔ موسیٰؑ نے کہا اپنے رب کے پاس واپس جاؤ اور اس میں کمی کراؤ کیونکہ تمہاری امت بہت ضعیف القویٰ ہے اور کم عمر ہے اس سے اس کی بجا آوری دشوار ہو گی، خود مجھے بنی اسرائیل پر یہ تکالیف اٹھانا پڑیں۔ آپؐ ان کے مشورے کے مطابق پھر اللہ کی جناب میں حاضر ہوئے۔ اللہ نے دس نمازیں معاف کر دیں۔ آپؐ پھر حضرت موسیٰؑ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا پھر جاؤ اور کمی کراؤ۔ غرضکہ اسی طرح بار بار عرض کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے بجائے پچاس پانچ نمازیں فرض رکھیں۔ اس پر بھی حضرت موسیٰؑ نے رسول اللہؐ سے کہا کہ پھر واپس جاؤ اور اس میں بھی کمی کراؤ۔ مگر آپؐ نے فرمایا بغیر آپ کی بات کی تعمیل دو دفعہ کر چکا ہوں تو اب نہیں جاتا، غیب سے یہی رسول اللہؐ کے دل میں القا ہوا کہ وہ واپس نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری بات بدلی نہیں جا سکتی میرے حکم اور فرض کو کوئی رد نہیں کر سکتا اور میری امت سے یہ نماز کی کمی عشر کی وجہ سے کی گئی ہے۔

انسؓ کہتے ہیں کہ ایسی خوشگوار خوشبو جیسی کہ رسول اللہؐ کی جلد سے آتی تھی میں نے کبھی نہیں سونگھی۔ کسی دولہن کے جسم سے بھی ایسی خوشبو نہیں آتی۔ میں نے اپنی جلد کو رسول اللہؐ کی جلد سے ملایا ہے اور ان کے جلد کی خوشبو سونگھی ہے۔

پہلے مسلمان مرد

اب اس بارے میں اختلاف بیان ہے کہ خدیجہؓ کے بعد سب سے پہلے کون آپ کی نبوت کی تصدیق کر کے آپ پر ایمان لایا اور اس نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ اس کے متعلق بعض راوی کہتے ہیں کہ مردوں میں علی بن ابی طالبؓ سب سے پہلے

رسول اللہؐ کی تصدیق کر کے ان پر ایمان لائے اور ان کے ساتھ نماز پڑھی۔

اختلاف ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے علیؓ نے نماز پڑھی۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ دوشنبہ کے دن رسول اللہؐ کے ہاتھ پر سب سے پہلے علیؓ اسلام لائے۔ میں نے نخعی سے یہ بات کہی تو اس نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ ابوبکرؓ سب سے اوّل اسلام لائے ہیں۔ زید بن ارقم سے دوسرے سلسلہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے علیؓ بن ابی طالب رسول اللہؐ کے ہمراہ اسلام لائے ہیں۔ اسی راوی سے دوسری روایت یہ ہے کہ سب سے پہلے علیؓ نے رسول اللہؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔

حضرت علیؓ کے متعلق روایات عباد اللہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے خود علیؓ کو بیان کرتے سنا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں، اس کے رسولؐ کا بھائی ہوں اور صدیق الاکبر ہوں۔ میرے بعد جو اس قسم کا ادعا کرے گا وہ جھوٹا اور مفتری ہو گا۔ میں نے دوسرے لوگوں سے سات سال قبل رسول اللہؐ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

عفیف کی روایت عفیف سے مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ایک مرتبہ میں مکہ آیا اور عباسؓ بن عبدالمطلب کے ہاں مہمان ہوا۔ جب آفتاب طلوع ہو کر آسمان پر پھیل گیا میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا، ایک جوان شخص وہاں آیا، اس نے آسمان کو دیکھا، پھر کعبہ کی سمت بڑھ کر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا، فوراً ہی ایک لڑکا اس کی داہنی سمت آ کر اسی طرح کھڑا ہوا، اس کے بعد ہی ایک عورت آ کر ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ اس جوان نے رکوع کیا، اس کے ساتھ لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ جوان نے سر اٹھایا، ان دونوں نے بھی سر اٹھایا، پھر وہ سجدے میں گیا، وہ دونوں بھی سجدے میں گئے۔ میں نے عباس سے کہا کہ یہ تو بڑی اہم بات ہے کہ ایسا ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا بیشک جانتے ہو یہ کون ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا یہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے۔ جانتے ہو اس کے ساتھ کون ہے؟ میں نے کہا نہیں جانتا۔ انہوں نے کہا یہ علیؓ بن ابی طالبؓ بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے اور اس عورت کو جانتے ہو جو دونوں کے پیچھے کھڑی ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا یہ خدیجہؓ بنت خویلد میرے بھتیجے کی بیوی ہے اور اس نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ تمہارا رب وہ ہے جو آسمان کا رب ہے اور اس بات کا جس کو کرتے ہوئے تم ان کو دیکھ رہے ہو ان کو اسی نے حکم دیا ہے اور خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ تمام روئے زمین پر اس مسلک پر ان تینوں کے علاوہ اور بھی کوئی ہے۔

یہی راوی دوسرے سلسلہ سے بیان کرتا ہے کہ میں تجارت کرتا تھا، حج کے موسم میں مکہ آیا اور عباسؓ کے پاس آیا، ہم اُن کے پاس تھے کہ ایک شخص نماز کے لئے برآمد ہوا، وہ کعبہ کے سامنے کھڑا ہوا، اس کے بعد ایک عورت نکلی اور اس کے ساتھ کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگی، پھر ایک لڑکا آیا اور وہ بھی کھڑے ہو کر اس کے ساتھ نماز پڑھنے لگا۔ میں نے عباسؓ سے کہا کہ یہ کیا مذہب ہے میں تو اس سے ناواقف ہوں۔ اُنھوں نے کہا یہ محمدؐ بن عبداللہ ہے۔ یہ مدعی ہے کہ اللہ نے اس مذہب کے ساتھ اسے دنیا میں ارسال کیا ہے اور عنقریب کسریٰ اور قیصر کے خزانے اس پر وا ہو جائیں گے۔ یہ عورت اس کی بیوی خدیجہؓ بنت خویلد ہے جو اس پر ایمان لے آئی ہے۔

راوی نے کہا کاش میں بھی اسی دن ایمان لے آیا ہوتا تو ایمان لانے والوں میں تیسرا ہوتا۔

حضرت محمدؐ و علیؓ اور حضرت خدیجہؓ کی نماز

یہی راوی دوسرے سلسلہ سے بیان کرتا ہے کہ عباسؓ بن عبدالمطلب میرے دوست تھے یہ یمن سے عطر خرید کر لاتے اور موسم حج میں اسے بیچتے۔ ہم ان کے پاس منیٰ میں تھے، ایک شخص اطمینان کے ساتھ ان کے پاس آیا، اس نے اچھی طرح وضو کیا اور نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ ایک عورت آئی وہ بھی وضو کر کے اس کے ساتھ نماز پڑھنے کھڑی ہو گئی۔ پھر ایک لڑکا جو قریب البلوغ تھا آیا اور وضو کر کے اس کے پہلو میں نماز پڑھتے کھڑا ہو گیا۔ میں نے عباسؓ سے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے؟ اُنھوں نے کہا یہ میرا بھتیجا محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہے یہ مدعی ہے کہ اللہ نے اسے رسول بنا کر بھیجا ہے اور دوسرا میرا بھتیجا علیؓ بن ابی طالب ہے۔ یہ اس کے دین میں اس کا پیرو ہو گیا ہے اور یہ عورت اس کی بیوی خدیجہؓ بنت خویلد ہے یہ بھی اس کی پیرو ہو گئی ہے۔

اس حدیث کے راوی عفیف نے اس کے بعد کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا اور اسلام اس کے قلب میں راسخ ہو چکا تھا کہا کاش میں چوتھا ہوتا۔

مردوں میں سب سے پہلے علیؓ بن ابی طالب رسول اللہؐ پر ایمان لائے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ کی اور آپ کی رسالت کی تصدیق کی۔ اس وقت ان کی عمر دس سال تھی۔ اس کے علاوہ اللہ کا ان پر یہ انعام بھی تھا کہ وہ اسلام سے پہلے بھی رسول اللہؐ کے آغوش تربیت میں تھے۔

مجاہد بن جبیر کی روایت

ابو الحجاج مجاہد بن جبیر سے روایت ہے کہ علیؓ بن ابی طالب کو اللہ نے یہ نعمت اور شرف عطا کیا کہ ایک مرتبہ قریش سخت قحط میں مبتلا ہو گئے۔ ابو طالب کثیر عیال والے تھے، رسول اللہؐ نے اپنے چچا عباسؓ سے جو بنی ہاشم میں سب سے زیادہ خوشحال تھے کہا: آپ کا بھائی ابو طالب کثیر العیال ہے، اس قحط سے لوگوں کی جو حالت ہے وہ تم پر روشن ہے، تم میرے ساتھ چلو تاکہ ہم اس کے عیال میں کمی کر دیں۔ اس کے بیٹوں میں سے ایک کو میں لئے لیتا ہوں، ایک تم لے لو، ان دو کی ذمہ داری سے تو وہ سبکدوش ہو جائیں گے۔ عباسؓ نے کہا اچھا۔ دونوں ابو طالب کے پاس آئے اور کہا ہم چاہتے ہیں کہ سستا سماں ہونے تک تمہارے عیال میں سے کچھ اپنے ساتھ لے جائیں۔ ابو طالب نے کہا اگر عقیل کو تم میرے پاس رہنے دو تو تم کو اختیار ہے جو چاہو کرو۔ رسول اللہؐ نے علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ کر لیا اور عباسؓ نے جعفر کو لے لیا۔ رسول اللہؐ کے نبی مبعوث ہونے تک علی برابر آپؐ کے ساتھ رہے، رسالت کے بعد علیؓ نے آپؐ کا ساتھ دیا، آپؐ کی تصدیق کی اور ایمان لے آئے۔ جعفر بدستور عباسؓ کے پاس رہے، یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئے اور جعفر ان سے بے نیاز ہو گئے۔

حضرت محمدؐ اور حضرت علیؓ

بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ ابتدا میں رسول اللہؐ کا یہ دستور تھا کہ جب نماز کا وقت آتا آپ اپنے چچا ابو طالب دوسرے چچاؤں اور تمام قوم سے چھپ کر مکہ کی گھاٹیوں میں چلے جاتے۔ علیؓ بن ابی طالب آپ کے ساتھ ہوتے، وہاں وہ دونوں نماز پڑھتے اور شام کو پلٹ آتے۔ ایک عرصہ تک یہ دستور رہا، پھر ایک مرتبہ اتفاقیہ طور پر ابو طالب نے ان کو نماز پڑھتے دیکھ لیا۔ اس نے رسول اللہؐ سے پوچھا اے میرے بھتیجے یہ کیا مذہب ہے جس پر میں تم کو عامل دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے فرمایا چچا جان یہ اللہ، اس کے ملائکہ، انبیاء اور ہمارے دادا ابراہیمؑ کا مذہب ہے یا آپ نے فرمایا مجھے اللہ نے اپنے بندوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ آپ اس بات کے سب سے زیادہ حقدار ہیں کہ میں آپ کے ساتھ خیر خواہی کروں اور ہدایت کی طرف دعوت دوں اور آپ پر بھی میرا یہ حق ہے کہ آپ میری دعوت قبول کریں اور اس بارے میں میری اعانت کریں۔ ابو طالب نے کہا اے میرے بھتیجے یہ تو مجھ سے ممکن نہیں کہ اپنے اور اپنے آبائی مذہب اور طریقہ کو ترک کر دوں ہاں البتہ اس کا وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں تم کو کوئی گزند نہ پہنچنے دوں گا۔ اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابو طالب نے اپنے بیٹے علیؓ سے کہا یہ کیا دین ہے جس پر تم عمل پیرا ہو انہوں نے کہا ابا جان میں اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لایا ہوں، میں نے ان کی نبوت کی

تصدیق کی ہے، ان کے ساتھ اللہ کی نماز پڑھی ہے۔ اس پر ابو طالب نے کہا۔ بہرحال محمدؐ تم کو سوائے خیر کے اور بات کی دعوت نہ دیں گے، تم ان کے ساتھ رہو۔

مجاہد کی روایت ہے کہ علیؓ کی عمر دس سال تھی جب وہ اسلام لائے۔ واقدی کہتا ہے کہ ہمارے دوستوں کا اس پر اتفاق ہے کہ نبوت کے ایک سال کے بعد علیؓ اسلام لائے اور وہ بارہ سال مکہ میں ہجرت سے پہلے مقیم رہے۔

حضرت ابو بکرؓ کے متعلق روایات

دوسرے راوی کہتے ہیں کہ مردوں میں سب سے پہلے ابو بکرؓ اسلام لائے ہیں۔ ان کے اقوال ذیل میں درج ہیں:۔

شعبی سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا سب سے پہلا مسلمان کون ہے؟ انہوں نے کہا کیا تم حسان بن ثابت کے اس قول سے واقف نہیں ہو:

اذا تذکرت شجوا من اخی ثقۃ ۔۔۔ فاذکر اخاک ابا بکر بما فعلا

ترجمہ: "جب تم کسی قابلِ اعتماد شخص کا تپاک سے ذکر کرو تو ضرور ابو بکرؓ کے کارناموں کی وجہ سے اسے یاد کرنا"

خیر البریۃ اتقاھا و اعدلھا ۔۔۔ بعد النبی و اوفاھا بما حملا

ترجمہ: "نبیؐ کے بعد وہ تمام خلقت میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا، عادل اور اپنے فرائض کو کماحقہ، انجام دینے والا تھا"

الثانی التالی المحمود مشھدہ ۔۔۔ و اول الناس منھم صدق الرسلا

ترجمہ: "وہ دوسرا پیرو تھا جس کی حاضری ہمیشہ قابل حمد ہوئی اور وہ پہلا آدمی تھا جس نے رسول کی تصدیق کی"۔

عمرو بن عبسہ کی روایت

ابن عباسؓ سے دو اور سلسلوں سے مروی ہے۔ عمرو بن عبسہ کہتا ہے کہ جب رسول اللہؐ عکاظ میں فروکش تھے، میں ان کے پاس آیا اور میں نے پوچھا کہ اب تک آپ کی اس دعوت میں کس نے آپ کی اتباع کی ہے؟ آپؐ نے فرمایا دو شخصوں نے، ان میں ایک آزاد ہے اور دوسرا غلام ابو بکرؓ اور بلالؓ اسی وقت میں بھی اسلام لے آیا۔ رسول اللہؐ نے کہا اب اسلام چوتھا ہو گیا۔

ابو ذر اور ابن عبسہ دونوں اس بات کے مدعی تھے کہ ہمارے اسلام لانے سے اسلام کے چار سمت ہو گئے اور ہم سے پہلے صرف نبی صلعم، ابو بکرؓ اور بلالؓ مسلمان تھے۔ یہ دونوں اس بات سے ناواقف تھے کہ ان میں کون کب اسلام لایا ہے۔

ابراہیم النخعی کی روایت

ابراہیم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے ابوبکرؓ اسلام لائے۔ دوسرے سلسلہ سے اسی راوی ابراہیم النخعی سے مروی ہے کہ سب سے پہلے ابوبکرؓ اسلام لائے اور دوسرے راوی کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ سے پہلے ایک جماعت اسلام لا چکی ہے۔

محمد بن سعد کہتا ہے میں نے اپنے باپ سے کہا کیا تم میں سب سے پہلے ابوبکرؓ اسلام لائے تھے انہوں نے کہا نہیں ان سے قبل پچاس سے زیادہ اصحاب اسلام لا چکے تھے مگر وہ اپنے اسلام میں ہم سب سے ضرور تھے۔ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ مردوں میں سب سے پہلے رسول اللہؐ کے غلام زیدؓ بن حارثہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کے پیرو ہوئے۔ اس کے متعلق زہری سے جب دریافت کیا گیا کہ سب سے پہلے کون اسلام لایا ہے۔ انہوں نے کہا عورتوں میں خدیجہؓ اور مردوں میں زیدؓ بن حارثہ۔

سلیمان بن یسار کی روایت

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ سب سے پہلے زیدؓ بن حارثہ اسلام لائے۔ عمران بن ابی انس سے یہ ہی مروی ہے۔ عروہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے زیدؓ بن حارثہ اسلام لائے۔ اس سلسلہ میں اسی راوی سے دوسرا بیان یہ ہے کہ پھر زیدؓ بن حارثہ رسول اللہؐ کے غلام اسلام لائے۔ علیؓ بن ابی طالب کے بعد وہ پہلے مرد ہیں جو اسلام لائے اور نماز پڑھی۔ ان کے بعد ابوبکرؓ بن ابی قحافہ۔ الصدیق اسلام لائے، مسلمان ہوتے ہی انہوں نے نہ صرف اپنے اسلام کا اعلان کیا بلکہ اللہ عزوجل اور اس کے رسولؐ کی طرف دعوت دینے لگے۔

ابوبکرؓ اپنی قوم میں مقبول اور محبوب تھے نرم مزاج تھے۔ قریش میں سب سے زیادہ ذی نسب تھے اور ان کے نسب اور اس کی بُرائی بھلائی سے سب سے زیادہ واقف تھے۔ تجارت کرتے تھے با اخلاق اور مشہور آدمی تھے۔ ان کی تمام قوم والے ان کے علم، تجارت اور حسن صحبت کی وجہ سے ان کے پاس آیا کرتے تھے اور ان سے الفت رکھتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد انہوں نے اپنی ان قوم والوں کو جن پر ان کو بھروسہ تھا اور جو ان کے پاس آکر شریک مجلس ہوتے تھے اسلام کی دعوت دینا شروع کی چنانچہ جیسا کہ ہمیں روایت پہنچی ہے عثمان بن عفان، زبیر بن العوام، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبیداللہ ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور جب انہوں نے ابوبکرؓ کی دعوت قبول کر لی وہ ان کو رسول اللہؐ کے پاس لائے اور یہ باقاعدہ اسلام لے آئے اور نماز پڑھی۔ یہ آٹھ آدمی وہ ہیں جو اول اول اسلام لائے نماز پڑھی رسول اللہؐ کی تصدیق کی اور جو پیام اللہ کی جانب سے رسول اللہؐ لائے تھے اس پر ایمان لائے۔ اس کے بعد پھر متواتر بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے ان میں مرد اور عورت دونوں شریک تھے۔ ہوتے ہوتے اسلام کا چرچا تمام مکہ میں ہو گیا اور لوگ اس کے متعلق گفتگو کرنے لگے۔

ابن سعد کی روایت واقدی ابن سعد کے حوالے سے کہتا ہے کہ ہماری تمام جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اہل قبلہ میں سب سے پہلے خدیجہؓ بنت خویلد رسول اللہ پر ایمان لائیں، ان کے بعد ان تین صاحبوں ابوبکرؓ، علیؓ اور زیدؓ بن حارثہ کے متعلق ہم ارباب سیر و تاریخ اختلاف رائے ہے کہ ان میں پہلے کون اسلام لایا۔

واقدی کہتا ہے کہ ان کے ساتھ خالد بن سعد بن العاص اسلام لائے وہ پانچویں مسلمان ہیں اور ابوذرؓ اسلام لائے۔ راویوں نے کہا ہے کہ یہ چوتھے یا پانچویں مسلمان ہیں۔ عمرو بن علیسہ السلمی اسلام لائے ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ چوتھے یا پانچویں مسلمان ہیں، ان سب اصحاب کے متعلق بہت سی روایتیں آئی ہیں کہ کون کس مرتبہ پر اسلام لایا ہے اور ان سب کے متعلق اختلاف رائے ہے۔

ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل کہتا ہے کہ زبیرؓ ابوبکرؓ کے بعد اسلام لائے۔ اس طرح وہ چوتھے یا پانچویں مسلمان ہیں۔

ابن اسحٰق کی روایت ابن اسحٰق نے یہ بیان کیا ہے کہ خالد بن سعید بن العاص اور ان کی بیوی ہمینہ بنت خلف بن اسعد بن عامر بن بیاعنہ جو بنو خزاعہ سے تھی ان ابتدائی مسلمانوں کے بھی بعد جن کے نام ہم اوپر لکھ آئے ہیں، ایک بڑی جماعت کے اسلام لانے کے بعد اسلام لائے۔ اس کے بعد اللہ عزّ و جلّ نے بعثت کے تین سال بعد رسول اللہ کو حکم دیا کہ جو پیام ہم نے ان کو دیا ہے اسے اب وہ علانیہ طور پر بیان کریں اور ہماری طرف لوگوں کو دعوت دیں چنانچہ اسی کے لئے یہ آیت نازل فرمائی، اصدَعْ بِمَا تُؤْمَرُوْا عْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (جو تم کو حکم دیا جاتا ہے اسے بیان کرو اور مشرکین سے منہ پھیر لو) اس اعلان دعوت کے حکم سے پہلے اور بعثت کے بعد رسول اللہؐ تین سال تک اپنی دعوت و تعلیم کو چھپائے ہوئے تھے۔ آپؐ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وانذر عشیرتک الاقربین۔ واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین فان عصوک فقل اِنّی بَرِیٌٔ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ:۔ اپنے قریب کے خاندان والوں کو ڈراؤ۔ اور اپنے پیرو مومنین کے لئے اپنا بازو جھکاؤ اور اگر وہ تمہاری بات نہ مانیں تو کہہ دو میں تمہارے افعال سے بالکل بری الذمہ ہوں۔"

مشرکین سے لڑائی اس زمانہ میں اصحاب رسول اللہؐ اپنی قوم سے چھپ کر پہاڑ کی گھاٹیوں اور کھنڈروں میں جاکر نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سعد بن وقاصؓ چند اور صحابہ کے ساتھ مکہ کی ایک گھاٹی میں نماز کے لئے گئے ہوئے تھے کہ اس حالت میں مشرک نمودار ہوئے۔ انہوں نے صحابہ سے

جھگڑا کیا اور ان کی نماز کو بُرا سمجھا۔ جب زبانی باتوں سے وہ باز نہ آئے تو مشرکوں نے صحابہ سے لڑائی چھیڑدی اور جنگ ہونے لگی۔ سعد بن ابی وقاص نے اس دن ایک مشرک کو اونٹ کے کوڑے سے ایسی ضرب لگائی کہ اس سے وہ لہولہان ہوگیا۔ اسلام میں سب سے پہلی مرتبہ یہ خون بہایا گیا۔

اعلان حق

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے ایک دن کوہ صفا پر چڑھ کر تمام قریش کو آواز دی، وہ آپ کے پاس جمع ہوگئے اور پوچھا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس کی اطلاع کردوں کہ صبح و شام دشمن تم پر غارت گری کرنے والا ہے، کیا تم مجھے سچا نہیں سمجھتے۔ انہوں نے کہا بیشک ہم تم کو سچا سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تو فانی نذیرٌ لکم بین یدی عذابٌ شدید (میں تم کو سخت عذاب سے ڈراتا ہوں) اس پر ابولہب نے کہا تو ہلاک ہوگیا اسی لئے تُو نے ہمیں بلایا اور جمع کیا تھا اس پر اللہ عزوجل نے یہ سورہ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَہَبٍ وَّ تَبَّ نازل فرمائی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو رسول اللہؐ آبادی سے نکل کر کوہ صفا پر چڑھ گئے اور وہاں سے اپنی قوم کو پکارا کہ میرے پاس آؤ۔ لوگوں نے باہم پوچھا کہ کون پکار رہا ہے، کہا گیا محمدؐ۔ آپ نے پھر نام لے کر کہ اے فلاں کی اولاد، اے عبدالمطلب کی اولاد اے عبدمناف کی اولاد میرے پاس آؤ۔ جب سب آپ کے پاس جمع ہوگئے آپ نے فرمایا اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں زبردست رسالہ حملہ کے لئے برآمد ہونے والا ہے تم مجھے سچا سمجھو گے؟ سب نے کہا آج تک ہم اس بات سے واقف نہیں ہوسکے کہ تم نے کبھی جھوٹ بولا ہو۔ اب آپؐ نے فرمایا "فانی نذیرٌ لکم بین یدی عذابٌ شدیدٌ" ابولہب نے کہا تو ہلاک ہو اسی لئے تُو نے ہمیں بلایا ہے۔ یہ کہہ کر وہ جانے کے لئے جلسہ سے اُٹھ گیا اور تب یہ سورۃ نازل ہوئی "تبت یدا ابی لھب وَّ تب"۔

بنو عبدالمطلب کو دعوت اسلام

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ جب یہ آیت "وانذر عشیرتک الاقربین" رسول اللہؐ پر نازل ہوئی آپ نے مجھے بلایا اور کہا علیؓ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی کنبے والوں کو ہدایت کروں مگر میں اپنے کو اس سے عہدہ برآ ہونے میں مجبور پاتا ہوں۔ کیونکہ جب میں ان کو اپنی دعوت دوں گا وہ مجھے تکلیف پہنچائیں گے، اس خوف سے میں اس حکم کی بجا آوری میں خاموش تھا کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا کہ محمدؐ اگر تم اللہ کے اس حکم کی بجا آوری نہ کروگے تمہارا رب تم کو عذاب دے گا اس لئے تم آدھ سیر یعنی پاؤ کا کھانا تیار کرو اس پر بکری کی ران بھون کر رکھ دینا اور دودھ سے بھر کر ایک کٹورا لادو، اس کے بعد تمام بنو عبدالمطلب کو میرے پاس بلالاؤ تاکہ میں ان سے گفتگو کروں اور اللہ کے حکم کو اُن تک پہنچادوں۔ میں نے رسول اللہؐ کی فرمائش پوری کردی، اور پھر تمام بنو عبدالمطلب کو

جو اس زمانے میں کم و بیش چالیس مرد تھے آپؐ کے پاس بلا لایا۔ ان میں آپ کے چچا ابو طالب، حمزہ، عباس اور ابولہب بھی تھے۔ سب کے جمع ہو جانے کے بعد رسول اللہؐ نے مجھے اس کھانے کے لانے کا جو میں نے آپ کے لئے تیار کیا تھا حکم دیا۔ میں نے اُسے لا کر رکھا۔ رسول اللہؐ نے اس میں سے گوشت کا ایک ٹکڑا اٹھا کر اسے اپنے دانتوں سے چیرا اور پھر اسے خوان کے کناروں پر رکھ دیا اور سب سے کہا بسم اللہ کر کے کھانا شروع کیجئے۔ تمام جماعت نے شکم سیر ہو کر کھانا کھا لیا، مجھے صرف ان کے ہاتھ چلتے دکھائی دیتے تھے اور قسم ہے اُس ذاتِ پاک کی جس کے ہاتھ میں علی کی جان ہے کہ جتنا کھانا میں نے ان کے لئے تیار کیا تھا ان میں سے ہر شخص اس تمام کو کھا جاتا۔ کھانے کے بعد رسول اللہؐ نے فرمایا ان سب کو دودھ پلاؤ۔ میں نے وہ کٹورا لا کر ان کو دیا، اسے پی کر وہ سب سیر ہو گئے حالانکہ بخدا وہ صرف اتنا تھا کہ ان میں کا ہر شخص اسے پی جاتا۔ اس کے بعد رسول اللہؐ نے چاہا کہ ان سے گفتگو کریں مگر آپ کے بولنے سے پہلے ابولہب نے کہا کہ "عرصہ سے یہ تم پر جادو کر رہا ہے"۔ یہ سن کر تمام جماعت اُٹھ کھڑی ہوئی۔ رسول اللہؐ نے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ مجھ سے کہا علیؓ! تم نے دیکھا کہ اس شخص نے مجھے آج بات کرنے کا موقع نہیں دیا اور سب لوگ چلے گئے۔ کل پھر اسی قدر کھانے کا انتظام کرو اور ان سب کو میرے پاس بلاؤ۔

بنو عبدالمطلب کو مکرر دعوتِ اسلام

حسب الحکم دوسرے دن پھر میں نے اسی قدر کھانے اور دودھ کا انتظام کر کے سب کو رسول اللہؐ کی خدمت میں جمع ہونے کی دعوت دی جب وہ آ گئے آپ نے کل کی طرح مجھے کھانا لانے کا حکم دیا۔ میں کھانا لایا۔ آپ نے آج بھی وہی کیا جو کل کیا تھا اسکی برکت سے سب نے شکم سیر ہو کر کھا لیا۔ پھر آپ نے مجھ سے کہا کہ ان کو دودھ پلاؤ، میں اس کٹورے کو لے آیا اسی سے وہ سب سیر ہو گئے اس سے فراغت کے بعد رسول اللہؐ نے فرمایا اے بنو عبدالمطلب! میں نہیں جانتا کہ کوئی عرب مجھ سے پہلے اس سے بہتر کوئی نعمت تمہارے پاس لایا ہو جو میں تمہارے لئے لایا ہوں، اس میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو اس بھلائی کی دعوت دوں، تم میں سے کون اس معاملہ میں میرا بوجھ بٹانے کے لئے آمادہ ہوتا ہے تاکہ وہ میرا بھائی بنے، میرا وصی ہو اور تم میں میرا جانشین ہو۔ اس دعوت میں سب کے سب ساکت و صامت رہے کسی نے حامی نہیں بھری البتہ میں نے کہا حالانکہ میں اس جماعت میں سب سے کم عمر تھا سب سے زیادہ چھوٹی آنکھیں تھیں، پیٹ بڑا اور پنڈلیاں پتلی پتلی تھیں اے اللہ کے نبیؐ میں تمہارا وزیر بنتا ہوں۔ رسول اللہؐ نے میری گردن تھام کر کہا یہ میرا بھائی ہے میرا وصی اور تم میں میرا خلیفہ ہے تم اس کی بات کو سنو اور جو کہے اسے بجا لاؤ۔ اس پر ساری جماعت ہنسنے لگی اور انہوں نے ابو طالب سے کہا سنو تم کو حکم ہوا ہے کہ تم اپنے لڑکے کی اطاعت و فرمانبرداری کرو۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے علیؓ سے پوچھا امیر المومنین آپ اپنے چچازاد بھائی کے اپنے چچا کی موجودگی میں کیونکر وارث ہوئے؟ اُنہوں نے کہا سنو تین مرتبہ اس تمام حاضرین گوش بر آواز ہوئے کہ کیا کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے

تمام بنو عبدالمطلب کو بلاؤ اور چھاچھ کی دعوت دی، آپ نے ان کے لئے صرف ایک مُد کھانا پکوایا تھا تمام لوگوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور پھر بھی وہ کھانا جوں کا توں باقی بچ گیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اے بنو عبدالمطلب اللہ نے مجھے خاص طور پر تمہاری طرف اور عام طور پر تمام انسانوں کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ اس معاملہ کے متعلق جو کچھ ہے وہ تمہارا مشاہدہ ہے کون اس کے لئے میرے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے کہ وہ میرا بھائی، دوست اور میرا وارث بنے کوئی شخص کھڑا نہ ہوا میں آپ کے پاس گیا حالانکہ میں سب سے کم عمر تھا۔ مجھ سے آپ نے کہا بیٹھو، اس بات کو آپ نے تین مرتبہ فرمایا مگر ہر بار میں کھڑا ہو کر آپ کی طرف بڑھتا تھا۔ تیسری مرتبہ آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا۔ اس طرح میں اپنے چچا زاد بھائی کا وارث ہوا اور میرے چچا نہ ہوئے۔

علانیہ تبلیغ

حسن بن ابی الحسن سے مروی ہے کہ جب یہ آیت "وانذر عشیرتک الاقربین" رسول اللہؐ پر نازل ہوئی آپ نے ابطح میں کھڑے ہو کر کہا "اے بنی عبدالمطلب، اے بنی عبد مناف، اے بنی قصی!" پھر آپ نے قریش کے تمام قبائل اور خاندانوں کو فرداً فرداً نام لے کر مخاطب کر کے کہا میں تم کو اللہ کی جانب بلاتا ہوں اور اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔

عبدالرحمٰن بن القاسم اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہؐ کو حکم دیا گیا کہ جو پیام اللہ کی طرف سے ان کو ملا ہے اس کا وہ اعلان کریں، لوگوں کو اپنی تعلیم دیں اور اللہ کی طرف دعوت دیں۔ نبی ہونے کے بعد تین سال تک آپ خفیہ طور پر اپنی تعلیم دیتے تھے اس کے بعد آپ کو علانیہ طور پر تبلیغ کا حکم ہوا۔

ابو طالب اور وفدِ کفّار

اسی راوی سے دوسرے سلسلہ سے مروی ہے چنانچہ رسول اللہؐ نے اللہ کے حکم سے اپنی تعلیم کا اعلان کیا اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی، صرف اس پر ان کی قوم والے نہ آپ سے بیگانہ ہوئے اور نہ انہوں نے آپ کی کسی قسم کی تردید کی، مگر جب آپ نے اُن کے خداؤں کا ذکر کر کے ان کی بُرائی کی وہ سب آپ سے متنفر ہو گئے اور مخالفت اور عداوت کے لئے آمادہ ہوئے، البتہ ان میں سے جو اسلام لا چکے تھے اُن کی تعداد بہت کم تھی اور اُنہوں نے اپنے کو چھپا رکھا تھا، وہ اس ارادے سے علیحدہ تھے اس خطرہ کو محسوس کر کے آپ کے چچا ابو طالب آپ کے لئے سپر بن گئے اور دشمن کے نرغے سے بچانے کے لئے آپ کے آگے کھڑے ہو گئے، مگر آپ ان کی شورش سے قطعی متاثر نہ ہوئے بلکہ برابر اسی طرح اللہ کے حکم کا اعلان کرتے رہے جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ باوجود ان کی مخالفت اور ترک تعلق کے ان کے معبودوں کو بُرا کہنا نہیں چھوڑتے اور ابو طالب ان کے سپر اور محافظ ہیں وہ ان کو قریش کے حوالے نہیں کرتے، تو قریش کے عمائد عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابو البختری بن ہشام، اسود بن المطلب، ولید بن المغیرہ، ابو جہل بن ہشام، عاص بن وائل اور حجاج کے بیٹے نبیہ اور منبّہ یا جو ان میں سے خود چل کر جا سکے ابو طالب کے پاس آئے اور کہا تمہارے بھتیجے نے

ہمارے خداؤں کو گالیاں دیں، ہمارے مذہب کی مذمت کی، ہم کو احمق بتایا اور ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ قرار دیا۔ تم اس کو ان باتوں سے روک دو یا اسکی حمایت نہ کرو ہمیں نپٹ لینے دو، کیونکہ عقائد میں تم بھی ہماری طرح اس کے مخالف ہو لہٰذا ہم تم کو بھی اس کی طرف سے مطمئن کر دیں گے۔ ابو طالب نے نہایت نرم لہجے میں ان سے گفتگو کی اور بہت خوش اسلوبی سے ان کو رد کر دیا، وہ پلٹ گئے اور رسول اللہؐ بدستور اللہ کے حکم کی تبلیغ اور اس کی دعوت دیتے رہے۔

کفارِ مکہ کا دوسرا وفد

رفتہ رفتہ رسول اللہؐ اور قریش کے تعلقات بہت خراب ہو گئے۔ انہوں نے آپ سے قطعی علیحدگی اختیار کی اور آپؐ کے دشمن ہو گئے وہ اکثر آپ کا ذکر دشمنی اور برائی سے کرنے لگے۔ آپ کی مخالفت کے لئے انہوں نے آپس میں معاہدے کئے اور ایک دوسرے کو برانگیختہ کیا۔ اس کے بعد وہ پھر دوسری مرتبہ ابو طالب کے پاس گئے اور کہا اے ابو طالب! باعتبار اپنے سن اور شرافت کے ہمارے قلوب میں تمہاری خاص وقعت و منزلت ہے۔ ہم نے تم سے درخواست کی تھی کہ تم اپنے بھتیجے کو ہماری مذمت اور منقصت سے روک دو مگر تم نے ایسا نہیں کیا اور ہم بخدا اس بات کو کبھی گوارا نہیں کریں گے کہ وہ ہمارے آبا کو گالیاں دے، ہم کو بیوقوف بتائے اور ہمارے معبودوں کی مذمت کرتا رہے یا تو تم اسے ان باتوں سے روک لو ورنہ اس معاملہ میں ہم اس کا اور تمہارا دونوں کا مقابلہ کریں گے۔ اب ہم میں سے جو چاہے تباہ ہو۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ ایک طرف ابو طالب کو اپنی قوم کی علیحدگی اور عداوت بہت گراں ہوئی مگر دوسری طرف ان کو یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ وہ رسول اللہؐ کو ان کے حوالے کر دیں یا ان کی حمایت چھوڑ دیں۔

سدی سے مروی ہے کہ قریش کے کچھ لوگ جمع ہوئے، ان میں ابوجہل بن ہشام، عاص بن وائل، اسود بن المطلب، اسود بن عبد یغوث اور دوسرے مشائخ قریش تھے۔ ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ ہمیں ابو طالب کے پاس لے چلو تاکہ ہم اس سے گفتگو کریں اور کچھ اپنا تصفیہ کریں تاکہ وہ اپنے بھتیجے کو ہدایت کرے کہ وہ ہمارے دیوتاؤں کو گالیاں دینا چھوڑ دے اور ہم اسے اور اس کے خدا کو جس کی وہ پرستش کرتا ہے اس کے حال پر چھوڑ دیں۔ ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ یہ شیخ مر جائے پھر ہم سے اس کے بھتیجے کو ضرر پہنچے، اس وقت عرب ہم پر طعن کریں گے کہ چچا کی زندگی میں تو انہوں نے اسے کچھ کہا نہیں اس کے مرتے ہی اس کے بھتیجے کو دبوچ لیا۔

حضرت محمدؐ اور ابو طالب

انہوں نے ایک شخص مطلب کو ابو طالب کے پاس بھیجا، اس نے اس سے ان کی ملاقات کی اجازت چاہی اور کہا کہ تمہاری قوم عمائد و اکابر تم سے ملنے آئے ہیں۔ ابو طالب نے ان کو آنے کی اجازت دی وہ اس کے پاس آئے اور کہا کہ آپ بڑے بزرگ

اور سردار ہیں، آپ اپنے بھتیجے کے مقابلہ میں ہمارا انصاف کیجئے، آپ اُسے منع کر دیں کہ وہ ہمارے خداؤں کو گالیاں نہ دیں ہم اُس کے خدا سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ ابو طالب نے رسول اللہؐ کو بلا بھیجا اور ان سے کہا اے میرے بھتیجے یہ تمہاری قوم کے بزرگ اور عمائد ہیں، یہ تم سے یہ تصفیہ چاہتے ہیں کہ تم ان کے دیوتاؤں کو گالیاں دینا چھوڑ دو، وہ تم سے اور تمہارے خدا سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا چچا جان کیا میں ان کو ایسی بات کی دعوت نہیں دے رہا ہوں جو اُن کی بت پرستی سے بہتر ہے۔ ابو طالب نے پوچھا وہ کیا دعوت ہے؟ آپؐ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ وہ صرف ایک بات کے قائل ہو جائیں تو تمام عرب اور عجم ان کے زیر فرمان آجائیں گے۔ ابو جہل نے کہا وہ کیا بات ہے بیان تو کرو تمہارے باپ کی قسم ہے اس کے لئے تو ہم بالکل آمادہ ہیں بلکہ اس سے دس اور بھی ماننے کے لئے تیار ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہو "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" یہ سنتے ہی وہ سب بدک گئے اور کہنے لگے کہ اس کے علاوہ اور جو کچھ کہو وہ ہمیں منظور ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر تم آفتاب کو میرے ہاتھ پر لا رکھو تب بھی میں اس کے سوا اور کسی بات کا تم سے مطالبہ نہیں کروں گا۔ یہ سن کر وہ سب بہت برہم ہو کر مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اب سے ہم تجھے اور تیرے اس خدا کو جس نے تجھے اس کا حکم دیا ہے ضرور گالیاں دیں گے۔

ابو طالب کا قبول اسلام سے انکار

رسول اللہؐ نے وانطلق الملأ منهم أن امشوا واصبروا على آلهتكم ان هذا لشيء يراد اللہ کے قول اِلَّا اختلاق تک قرآن تلاوت کیا اور چچا کو دیکھا۔ ابو طالب نے کہا اے میرے بھتیجے تم نے ان کے ساتھ کچھ زیادتی نہیں کی۔ اس پر آپ نے ان سے کہا کہ تم صرف "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہہ دو، میں قیامت میں اس پر تمہاری شہادت دوں گا۔ ابو طالب نے کہا اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ عرب مجھ کو طعنہ دیں گے کہ موت سے گھبرا کر میں نے اس کا اقرار کیا ہے تو میں ضرور تمہاری دعوت مان لیتا مگر اب تو اپنے بزرگوں کی ملت پر جان دیتا ہوں۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ (ترجمہ) (بلاشبہ تم ہدایت نہیں دیتے جسے تم چاہتے ہو البتہ اللہ جسے چاہتا ہے راہ راست پر لے آتا ہے۔)

حضرت محمدؐ کا کفار مکہ سے مطالبہ

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ابو طالب بیمار ہوئے قریش کی ایک جماعت جس میں ابو جہل بھی تھا ان کے پاس گئی اور کہا کہ تمہارا بھتیجا ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتا ہے اور ایسا کرتا ہے اور یہ کہتا ہے، تم اسے بلا کر منع کر دو۔ ابو طالب نے رسول اللہؐ کو بلا بھیجا، آپؐ ان کے ہاں تشریف لائے اندر آئے قریش کے اکابر اور ابو طالب کے درمیان ایک جگہ باقی تھی، ابو جہل کو اندیشہ ہوا کہ اگر یہ وہاں ابو طالب کے برابر بیٹھ گیا تو وہ اس کی طرف مائل اور اس پر مہربان

ہو جائے گا، وہ لپک کر خود اس جگہ میں جا بیٹھا۔ اس طرح رسول اللہؐ کو اپنے چچا کے پاس بیٹھنے کی جگہ نہ ملی، وہ دروازے کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ ابو طالب نے کہا اے میرے بھتیجے دیکھو یہ تمہاری قوم والے شکایت کرتے ہیں تم ان کے معبودوں کو گالیاں دیتے ہو اور ایسی ایسی باتیں بیان کرتے ہو۔ اس پر قریش نے بھی دل کھول باتیں کہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا چچا جان میں چاہتا ہوں کہ یہ صرف ایک بات مان لیں تمام عرب ان کے مطیع ہو جائیں گے اور عجم جزیہ دینے پر مجبور ہوں گے۔ سب گھبرائے کہ ایسی کیا بات ہو گی جس سے ہم کو یہ بات حاصل ہو۔ انہوں نے کہا تم ایک بات منوانا چاہتے ہو ہم دس کے لئے آمادہ ہیں مگر وہ بات تو بیان کرو کیا ہے۔ ابو طالب نے بھی کہا اے میرے بھتیجے کہو وہ کیا بات ہے؟ آپؐ نے فرمایا "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ"۔ یہ سنتے ہی سب گھبرائے ہوئے کپڑے جھاڑتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہتے جاتے تھے اجعل الآلهة الٰهًا وّاحدًا اِنَّ هٰذَا الشَّيْءُ عُجَابٌ (اس نے تو بہت سے معبودوں کو ایک کر دیا یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے) اللہ کے قول "لَمَّا يَذُوقُوا عَذَابِ" تک قرآن نازل ہوا۔

اس حدیث کے الفاظ سلسلہ کے ایک راوی ابو کریب کے آئے ہیں۔

ابن اسحٰق کی روایت

جب قریش نے ابو طالب سے رسول اللہ کی یہ شکایت کی، اس نے آپ کو بلایا اور کہا اے میرے بھتیجے یہ تمہاری قوم والے میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے تمہاری یہ شکایت کی ہے تم مجھ پر اور اپنے پر رحم کرو اور مجھے ایسی دشواری میں نہ ڈالو جس سے میں عہدہ برآ نہ ہو سکوں۔ اس بات سے رسول اللہؐ کو گمان ہوا کہ ضرور ان کے دل میں میری طرف سے کوئی بات بیٹھ گئی ہے اور یہ اب میری حمایت سے دست کش ہونے والے اور مجھے دشمنوں کے سپرد کرنے والے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اب میری مدد کرنے سے عاجز ہو گئے ہیں اور میرا ساتھ نہیں دے سکتے۔ آپؐ نے فرمایا چچا جان اگر یہ لوگ آفتاب کو میرے داہنے ہاتھ میں ماہتاب کو میرے بائیں ہاتھ میں بھی اس لئے رکھ دیں کہ میں اپنی دعوت سے باز آ جاؤں تو یہ کبھی نہ ہو گا، اب چاہے اللہ مجھے کامیاب کرے یا میں اسی سعی میں ہلاک ہو جاؤں۔ رسول اللہؐ آب دیدہ ہوئے اور رونے لگے اور اُٹھ کر جانے لگے، ابو طالب نے ان کو آواز دی کہ میرے بھتیجے میرے پاس آؤ۔ آپ پلٹ آئے۔ ابو طالب نے کہا جاؤ جو تمہارا جی چاہے کہو، بخدا میں کبھی کسی وجہ سے تمہارا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔

حضرت محمدؐ کی حوالگی کا مطالبہ

جب قریش کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی کہ ابو طالب نہ رسول اللہؐ کی حمایت سے باز آئیں گے اور نہ وہ ان کو حوالے کریں گے اور وہ اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ اس معاملے میں ان سے قطعی ترک تعلق کر لیں اور دشمنی پر آمادہ رہیں۔ وہ عمارہ بن الولید بن المغیرہ کو لے کر ان کے پاس آئے اور کہا ابو طالب یہ عمارہ بن الولید ہے

یہ قریش کا سب سے زیادہ تنومند وجیہہ اور خوبصورت جوان ہے اس کو تم لو اس کی عقل اور طاقت سے فائدہ اٹھاؤ۔ اس کو اپنا بیٹا بنالو ہم یہ تم کو دیتے ہیں اور تم اپنے بھتیجے کو جس نے تمہارے اور تمہارے آباء کے مذہب کی مخالفت کی ہے اور تمہارے قومی شیرازے کو منتشر کردیا ہے اور ان کو احمق ٹھہرایا ہے ہمارے حوالے کردو تاکہ ہم اسے قتل کردیں، ایک آدمی کے بدلے میں آدمی موجود ہے۔

ابو طالب کا انکار

ابو طالب نے کہا بخدا یہ بُرا سودا ہے جو تم مجھ سے کرنا چاہتے ہو۔ تم اپنے بیٹے کو مجھے دیتے ہو کہ میں اسے تمہاری خاطر پالوں پوسوں اور اپنے بیٹے کو تمہارے سپرد کردوں تاکہ تم اسے قتل کردو۔ یہ ہرگز نہ ہوگا۔ مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف نے کہا۔ اے ابو طالب تمہاری قوم نے تمہارے مقابلے میں انصاف کیا ہے اور اس بات کی کوشش کی ہے کہ تم کو اس حالت سے جسے تم بُرا سمجھتے ہو اس طرح نکال لیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ تم ان کی کسی بات کو بھی نہیں ماننا چاہتے۔ ابو طالب نے اس سے کہا انہوں نے ہرگز میرے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے بلکہ تم میرا ساتھ چھوڑنے کا تصفیہ کرچکے ہو اور ان سب کو میرے اوپر چڑھا لائے ہو، اب جو بھی چاہے کرو۔

کفار مکہ کا اسلام کے خلاف معاہدہ

اس پر معاملے نے جھگڑے کی شکل اختیار کی، لڑائی ٹھن گئی، گالی گلفتار پر نوبت پہنچی۔ پھر قریش نے مسلمانوں کے خلاف جنہوں نے ان کے قبائل میں سے رسول اللہ کا ساتھ دیا اور اسلام لے آئے تھے آپس میں معاہدہ کیا کہ ہر قبیلہ اپنے آدمی کو قتل کردے۔ چنانچہ ایسا ہی عمل ہونے لگا۔ ہر قبیلے نے اپنے قبیلے کے مسلمان کو طرح طرح سے عذاب دینا اور ستانا شروع کیا تاکہ وہ اسلام سے منحرف ہو جائیں۔ اللہ نے رسول اللہ کی حفاظت ان کے چچا ابو طالب کے ذریعے کردی۔ جب ابو طالب نے دیکھا کہ قریش یہ حرکتیں کررہے ہیں انہوں نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو جمع کرکے ان میں تقریر کی، ان کو رسول اللہؐ کی مدافعت اور رفاقت کی دعوت دی چنانچہ اس دعوت کو قبول کرکے ابو لہب کے علاوہ وہ سب کے سب رسول اللہؐ کی مدافعت اور رفاقت کے لیے ان کے پاس آ گئے۔ جب ابو طالب نے دیکھا کہ ان کی قوم بدل و جان رسول اللہ کی مدافعت اور رفاقت کے لئے آمادہ ہے اور وہ ان کے لئے سپر بنی ہوئی ہے وہ اس سے بہت خوش ہوئے، انہوں نے ان کی تعریف کی اور ان کی ۔ اُسے کو رسول اللہؐ کی موافقت میں زیادہ راسخ کرنے کے لئے ان پر رسول اللہ کی فضیلت اور فوقیت جتائی۔

عروہ نے اس سلسلہ میں عبدالملک بن مروان کو لکھا تھا۔

مسلمانوں پر سختیاں

جب رسول اللہؐ نے اپنی قوم کو اس ہدایت اور نور کی طرف جسے دے کر اللہ نے

آپ کو مبعوث فرمایا تھا دعوت دی تو ابتدا میں وہ آپ سے کنارہ کش نہیں ہوئے بلکہ قریب تھا کہ آپ کی بات مان لیتے، مگر جب آپ نے ان کے جھوٹے معبودوں کا ذکر کیا اور قریش کی ایک جماعت جو صاحب املاک تھی طائف سے مکہ آئی تب اُنہوں نے آپ کی بات کا بُرا سمجھا، آپ کے سخت مخالف ہوگئے اور انہوں نے اپنے فرمانبرداروں کو آپ کے خلاف برانگیختہ کیا۔ اس طرح اکثر آدمی آپ کا ساتھ چھوڑ کر علٰحدہ ہوئے البتہ صرف تھوڑے سے وہ لوگ آپ کے ساتھ رہ گئے جن کو اللہ نے اسلام پر قائم رکھا۔ کچھ عرصہ اسی طرح گذرا، پھر قریش کے رؤساء نے مشورہ کر کے اس بات کا تہیہ کر لیا کہ ان کے بیٹے، بھائی یا قبیلہ والوں میں سے جو مسلمان ہو گئے ہیں اُن کو کسی نہ کسی طرح سے اسلام سے برگشتہ کیا جائے۔

پہلی ہجرت

یہ رسول اللہؐ کے پیرو مسلمانوں پر بڑی تکلیف اور سخت آزمائش کا وقت تھا جو ان کے بہکانے میں آ گئے وہ مرتد ہو گئے، اور جن کو اللہ نے اس فتنہ سے بچانا چاہا وہ بدستور اسلام پر قائم رہے۔ جب مسلمانوں کے ساتھ یہ شرارت کی گئی، رسول اللہؐ نے ان کو حبشہ چلے جانے کا حکم دیا۔ کیونکہ اس وقت حبشہ کا بادشاہ نجاشی نہایت عادل اور نیک فرمانروا تھا، اس کی حکومت کی تعریف کی جاتی تھی۔ اس سے پہلے سے حبشہ قریش کی تجارت گاہ تھا، جب یہ تجارت کی غرض سے وہاں جاتے تو وہاں خوراک کی فراوانی اور امن پاتے اور تجارت میں فائدہ کماتے۔ اسی وجہ سے رسول اللہؐ نے مسلمانوں کو حبشہ جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ جب مکہ میں مسلمانوں پر جبر ہونے لگا اور رسول اللہؐ کو خوف ہوا کہ یہ فتنوں میں مبتلا ہو جائیں گے آپ نے ان کو حبشہ بھیج دیا مگر خود آپ وہیں رہے کہیں نہ گئے۔ اس عہد میں چند سال مسلمانوں پر بہت سخت گذرے، یہاں تک کہ آپ نے مکہ میں اسلام کا اعلان فرمایا اور قریش کے کچھ اشراف اسلام لے آئے۔

ابو جعفر کہتا ہے، اس پہلی ہجرت میں جو مسلمان ترک وطن کر کے حبشہ گئے تھے ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔ بعض راویوں نے کہا ہے کہ یہ گیارہ مرد تھے اور چار عورتیں تھیں۔

ہجرت حبشہ اوّل

حارث بن الفضیل سے مروی ہے، اس پہلی ہجرت میں یہی مسلمان مہاجرین نے خفیہ طور پر متفرق حالت میں ہجرت کی ان کی تعداد گیارہ مرد اور چار عورتیں تھی ان کے سوار اور پیدل شعیبہ آئے، اللہ نے اُن کی یہ مدد کی کہ عین اسی ساعت میں دو تجارتی جہاز بندرگاہ آئے۔ یہ ان کو نصف دینار کرایہ میں حبشہ لے گئے۔ رسول اللہؐ کی نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں مسلمانوں نے یہ ہجرت کی۔ قریش نے ساحل سمندر تک ان کا تعاقب کیا مگر ان کے آنے سے پہلے یہ

لوگ جہازوں میں سوار ہو چکے تھے، اس لئے وہ کسی کو نہ پا سکے۔ ان مسلمانوں نے بیان کیا ہے کہ ہم بخیریت حبشہ پہنچے۔ وہاں بادشاہ نے ہم سے بہت اچھا سلوک کیا۔ ہمیں اپنے دین کے بارے میں قطعی آزادی اور امن ملا۔ ہم نے اللہ کی عبادت کی، نہ ہم ستائے گئے اور نہ کوئی ناگوار بات سُنی۔

مہاجرین حبشہ کے اسمائے گرامی

ان مہاجرین کے نام یہ ہیں:۔ عثمان بن عفان، ان کے ساتھ ان کی بیوی رُقیہ بنت رسول اللہ صلعم بھی تھیں۔ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ، ان کے ساتھ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو بھی تھی۔ زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار۔ عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن الحارث بن زہرہ۔ ابوسلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، ان کے ساتھ ان کی بیوی اُم سلمہ بنت ابی اُمیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بھی تھی۔ عثمان بن مظعون الجمحی، عامر بن ربیعہ العنزی یہ قبیلہ عنز بن وائل سے تھے نہ کہ اس قبیلہ عنزہ سے جو بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ بھی تھی۔ ابوسبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ العامری۔ حاطب بن عمرو بن عبد شمس۔ سہیل بن بیضاء جو بنی الحارث بن فہر سے تھے اور عبداللہ بن مسعود۔ بنی زہرہ کے حلیف۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ بعض راویوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ان مسلمانوں کی تعداد جو ہجرت کر کے حبشہ گئے تھے ان کمسن بچوں کے علاوہ جو ان کے ساتھ گئے تھے یا جو وہاں پیدا ہوئے بیاسیؔ تھے۔ عمار بن یاسر بھی ان میں تھے مگر ہمیں اس میں شک ہے۔

پہلی ہجرت کا سبب

اس سلسلہ میں محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب رسول اللہؐ نے دیکھا کہ ان کے صحابہ مصیبت اور تکلیف میں ہیں اور خود آپ اللہ کی حفاظت اور اپنے چچا ابو طالب کی حمایت کی وجہ سے امن و عافیت میں ہیں اور آپ ان کی اس مصیبت میں کوئی مدد نہیں کر سکتے آپ نے ان سے کہا کہ بہتر ہو گا کہ تم حبشہ چلے جاؤ کیونکہ وہاں کا بادشاہ کسی پر ظلم نہیں کرتا، وہاں حق و صداقت کا راج ہے اور جب اللہ اس تنگی اور دشواری میں جس میں تم اب مبتلا ہو کشائش عطا فرمائے چلے آنا۔ چنانچہ اس وجہ سے صحابۂ رسول اللہؐ فتنہ کے خوف اور اپنے ایمان کو سلامت رکھنے کے لئے اللہ کے لئے حبشہ چلے گئے اسلام میں یہ پہلی ہجرت ہوئی۔ خاندانی بنو امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف میں سے پہلے مسلمان جنہوں نے اس موقع پر ہجرت کی وہ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن اُمیہ تھے، ان کے ساتھ ان کی بیوی رُقیہ بنت رسول اللہ بھی تھیں خاندانی بنی شمس سے ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھے، ان کے ساتھ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل

بن عمرو بن عامر بن لوی کے قبیلہ سے تھی۔ بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے زبیر بن العوام تھے۔ اس کے بعد راوی نے وہی نام گنوائے جن کو واقدی بیان کر چکے ہیں۔ البتہ اس نے یہ زیادہ بیان کیا اور بنی عامر بن غالب بن لوی بن فہر میں سے، ابو سبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابو حاطب بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے یہ ہی حبشہ آئے تھے، ابن اسحٰق نے ان مہاجرین کی تعداد دس بتائی ہے اور کہا ہے کہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہ ہی مسلمان سب سے پہلے حبشہ گئے۔ اس کے بعد جعفر بن ابی طالب روانہ ہوئے اور پھر یکے بعد دیگرے مسلمان حبشہ جانے لگے۔ ان میں وہ بھی تھے جو اپنے اہل کو لے کر گئے تھے اور وہ بھی تھے جو تنہا گئے تھے۔ ان سب کی تعداد ان دس کو ملا کر جن کا ذکر پہلے گذر چکا ہے بیاسی ہوئی، ان میں وہ بھی ہیں جن کے ساتھ ان کے بیوی بچے گئے تھے یا جن کی اولاد حبشہ میں پیدا ہوئی اور جو تنہا گئے تھے۔

حضرت محمدؐ کی مخالفت

یہ صحابہ حبشہ چلے گئے اور رسول اللہ صلعم مکہ میں مقیم رہے اور اللہ کے لئے پوشیدہ اور علانیہ طور پر دعوت دیتے رہے۔ اللہ نے ان کے چچا ابو طالب اور ان کے خاندان کے دوسرے لوگوں کے ذریعے جنہوں نے آپ کی نصرت کا اقرار کیا تھا آپ کو دشمنوں سے محفوظ رکھا قریش نے جب دیکھا کہ آپ پر کسی طرح قابو نہیں چلتا اُنہوں نے آپ کو کاہن جادوگر اور آسیب زدہ شاعر کہنا شروع کیا اور جن لوگوں کے متعلق ان کو اندیشہ تھا کہ اگر یہ ان کی گفتگو سنیں گے تو ضرور ان کے پیرو ہو جائیں گے ان کو قریش نے آپ کے پاس جانے سے روک دیا۔ اس زمانے میں یہ سب سے زیادہ سخت حربہ تھا جو انہوں نے آپ کے مقابلے میں استعمال کیا۔

کفار مکہ کی دریدہ دہنی

عروہ نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے پوچھا کہ قریش نے اپنی عداوت کے اظہار میں سب سے زیادہ سخت بات رسول اللہ صلعم کے ساتھ کیا کی تھی۔ اس نے کہا میں قریش کے ساتھ موجود تھا ان کے اشراف ایک دن حجر میں جمع تھے اُنہوں نے رسول اللہ کا ذکر کیا اور کہنے لگے کہ اس شخص کے مقابلے میں جس نے ہم کو احمق بنایا، ہمارے آباء کو گالیاں دیں، ہمارے مذہب کو برا کہا، ہماری یکجہتی کو پراگندہ کر دیا اور ہمارے معبودوں کو برا کہا، جس قدر صبر و ضبط ہم نے کیا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی اور یہ بڑا اہم معاملہ ہے جس پر اب تک ہم خاموش رہے ہیں۔ وہ یہ ہی گفتگو کر رہے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ آتے ہوئے دکھائی دیئے، آپؐ نے رکن کو بوسہ دیا اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے اس جماعت کے پاس سے گذرے اُنہوں نے آپ پر طنزاً آوازے کسے۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلعم کو ان سے بہت ایذا ہوئی جس کا

اثر آپ کے چہرے پر نمایاں تھا۔ جب آپ دوسری مرتبہ ان کے پاس سے گزرے انھوں نے پھر آپ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے، اس سے آپ اور رنجیدہ نظر آئے۔ تیسری مرتبہ پھر گزرے، انہوں نے پھر آپ کے ساتھ وہی کیا، آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے معشر قریش اچھی طرح سن لو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے میں تمہارے لئے قتل و ذبح لے کر آیا ہوں۔ اس جملے سے ان کے ہوش باختہ ہو گئے اور بلا استثنا سب کی خوف کی وجہ سے یہ حالت ہوئی کہ اپنی جگہ سہم گئے، معلوم ہوتا تھا کہ کوئی پرندہ ان کے سروں پر بیٹھنے والا ہے جرأت تک رسول اللہؐ کی شان میں ان میں سے سب سے زیادہ دریدہ دہن تھا وہی اب سب سے زیادہ آپ کی خوشامد اور مداہنت کرنے لگا اور اس نے کہا ابو القاسم آپ اپنے مکان اطمینان سے جائیں آپ تو جاہل نہیں ہیں۔

رسول اللہؐ گھر واپس آئے۔ دوسرے دن قریش پھر حجر میں اکٹھا ہوئے۔ میں ان کے ساتھ تھا اب پھر کل کے واقعہ کا تذکرہ نکلا، ایک نے دوسرے سے کہا دیکھا تم نے اس کے ساتھ کیا کیا اور اس نے تم کو کیسا ڈانٹا۔ اس کی ایک دھمکی میں تم نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا۔ ابھی وہ یہ ہی باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہؐ آتے ہوئے نظر آئے، آپ کو دیکھتے ہی یہ سب کے سب یک جان ہو کر آپ پر جھپٹے اور سب طرف سے آپ کو گھیر کر کہنے لگے کہ تم ہمارے معبودوں اور مذہب کو اس طرح برا کہا کرتے ہو، آپ نے فرمایا ہاں میں کہتا ہوں میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک نے آپ کی ردا کا دامن پکڑا۔ یہ دیکھتے ہی ابوبکر صدیقؓ آپ کے سامنے آ کھڑے ہوئے وہ روتے جاتے تھے اور کہتے تھے "خدا تم کو ہلاک کر دے کیا تم اس شخص کو اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔" یہ سن کر انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا اور پلٹ گئے۔ یہ شدید ترین سلوک تھا جو میں نے قریش کو رسول اللہؐ کے ساتھ برتتے دیکھا۔

حضرت محمدؐ پر کفار کا ظلم و ستم

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمروؓ سے کہا کہ سب سے برا سلوک جو تم نے مشرکین کو رسول اللہؐ کے ساتھ کرتے دیکھا ہو مجھ سے بیان کرو۔ انہوں نے کہا ایک مرتبہ عقبہ بن ابی معیط آیا، رسول اللہؐ اس وقت کعبہ کے پاس تھے اس نے آپؐ کی چادر کو آپ کی گردن سے لپیٹ دیا اور پھر بہت شدت سے آپ کا گلا گھوٹنے لگا۔ ابوبکر صدیقؓ نے اس کے پیچھے سے آ کر اس کے شانے کو پکڑا اور دھکا دے کر رسول اللہؐ سے علیحدہ کر دیا اور پھر ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر کہا اے قوم اتقتلون رجلاً ان یقول ربّی اللہ اللہ کے قول ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب تک تلاوت کیا۔

ابوجہل کی بدکلامی

ابن اسحٰق کہتا ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے جس کا حافظہ اچھا تھا بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ

رسول اللہؐ صفا کے پاس بیٹھے تھے۔ ابوجہل بن ہشام وہاں آیا۔ اس نے آپ کو ستایا، گالیاں دیں، آپ کے دین کی مذمت کی اور کہا کہ تمہاری حقیقت ہی کیا ہے۔ رسول اللہؐ نے ایک لفظ اس سے نہیں کہا عبداللہ بن جدعان التیمی کی ایک آزاد لونڈی صفا کے اوپر اپنے مکان میں بیٹھی یہ باتیں سن رہی تھی۔ یہ کہہ کر ابوجہل رسول اللہ کو چھوڑ کر پلٹا اور کعبہ میں جو قریش کی چوپال تھی وہاں آ کر قریش کے پاس بیٹھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر کے حمزہ بن عبدالمطلب کمان کاندھے پر ڈالے ہوئے اپنے پھندے کے شکار سے واپس آ رہے تھے۔ یہ بڑے شکاری تھے اور اکثر شکار کھیلنے جایا کرتے تھے۔ ان کا دستور تھا کہ جب شکار سے واپس ہوتے تو گھر آنے سے پہلے کعبہ کا طواف کر لیتے پھر قریش کی چوپال آ کر ٹھہر جاتے سلام کرتے اور جو لوگ وہاں ہوتے ان سے بات چیت کرتے۔ یہ قریش میں سب سے زیادہ طاقتور آدمی تھے، جب یہ اس لونڈی کے پاس سے گزرنے لگے، اس وقت تک رسول اللہ وہاں سے اٹھ کر گھر آ گئے تھے۔ اس نے ان سے کہا کہ اے ابوعمارہ اگر تم یہاں کچھ دیر پہلے آئے ہوتے تو ابوالحکم بن ہشام یہاں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے تمہارے بھتیجے محمدؐ کے ساتھ جو گستاخی اور بیہودگی کی ہے وہ تم کو معلوم ہوتی۔ اس نے ان کو ستایا اور گالیاں دیں اور بہت ہی برا سلوک کیا۔ پھر وہ چلا گیا اور محمدؐ نے اسے کچھ نہ کہا۔

حضرت حمزہؓ کا قبول اسلام

چونکہ اللہ حمزہؓ کو اپنی کرامت سے سرفراز کرنا چاہتا تھا یہ سنتے ہی ان پر سخت جوش اور غضب طاری ہو گیا۔ وہ تیز قدم بڑھاتے ہوئے کسی کے لئے راہ میں نہ ٹھہرے، حسب عادت کعبہ کے طواف کے لئے آج اس ارادے سے چلے کہ ابوجہل کو دیکھتے ہی اس کی خبر لیں گے۔ چنانچہ مسجد میں داخل ہوتے ہی انہوں نے ابوجہل کو قوم کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھا۔ یہ اس کی طرف بڑھے اور اس کے سرہانے پہنچ کر اپنی کمان سے اسے ایسی سخت ضرب لگائی کہ وہ لہولہان ہو گیا اور بری طرح زخمی ہوا۔ حمزہؓ نے کہا تو ان کو گالیاں دیتا ہے، تجھے معلوم نہیں کہ میں ان کا ہم مذہب ہوں ان کے عقائد کا قائل ہوں، اگر ہمت ہے تو اب میرے سامنے کہہ کیا کہتا ہے۔ اتنے میں بنی مخزوم کے کچھ آدمی ابوجہل کی حمایت میں حمزہؓ پر اٹھے مگر ابوجہل نے ان سے کہا کہ ابوعمارہ سے کوئی تعرض نہ کرو بے شک میں نے اس کے بھتیجے کو نہایت سخت گالیاں دی تھیں اس لئے ان کو جوش آ گیا ہے۔ اسی واقعہ کے بعد حمزہ مسلمان ہو گئے اور ان کے اسلام لے آنے سے قریش کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی کہ رسول اللہؐ جیتے اور حمزہؓ ان کی حمایت و مدافعت کریں گے اس لئے اب تک جو وہ رسول اللہؐ کو دق کیا کرتے تھے اس سے دست بردار ہو گئے۔

عبداللہ بن مسعودؓ کی علانیہ تلاوت قرآن

عروہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے عبداللہ بن مسعودؓ نے مکہ میں بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کی، اس کا واقعہ یہ ہے کہ

ایک دن صحابہ جمع تھے انہوں نے کہا کہ اب تک قریش نے کلام اللہ کو بلند آواز میں نہیں سُنا ہے کون ان کو سُنائے۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا میں سُناتا ہوں اور صحابہ نے کہا ہم ڈرتے ہیں کہ تم کو ان کے ہاتھوں تکلیف پہنچے گی، ہم ایسا آدمی چاہتے ہیں جس کا کنبہ خاندان ہو جو ان سے اس کی حفاظت کر سکے۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا مجھے اس بات کی اجازت دو میری حفاظت اللہ کرے گا۔ دوسرے دن چاشت کے وقت عبداللہ بن مسعود مقام میں آئے۔ اس وقت قریش اپنے دیوان خانوں میں بیٹھے تھے۔ عبداللہ بن مسعود مقام کے پاس کھڑے ہوئے اور انہوں نے بلند آواز میں پڑھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔ پھر اسی سورۃ کو تلاوت کرتے ہوئے وہ قریش کی بیٹھکوں کی طرف چلے قریش غور کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ لونڈی بچہ کیا کہہ رہا ہے، پھر انہوں نے کہا کہ شاید محمدؐ پر جو وحی آئی ہے اسے پڑھ رہا ہے۔ پھر وہ اپنی اپنی جگہ سے اُٹھ کر عبداللہ بن مسعود کے پاس آئے اور ان کے منہ پر طمانچے مارنے لگے مگر یہ اسی طرح قرآن تلاوت کرتے رہے اور جہاں تک اللہ کو تلاوت مقصود تھی وہاں تک پڑھ کر اپنے دوستوں کے پاس واپس آ گئے، ان کے چہرے پر طمانچوں کے نشان موجود تھے صحابہ نے کہا ہم کو اسی بات کا تمہارے لئے اندیشہ تھا۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا کبھی دشمنان خدا میری نظر میں اس قدر فرومایہ اور حقیر نہیں تھے جتنے کہ اب ہیں۔ تم چاہو تو کل پھر میں ان کے سامنے قرآن پڑھوں صحابہ نے کہا نہیں اتنا کافی ہے تم نے ان کو وہ سنا دیا جسے وہ سننا ہی نہیں چاہتے۔

کفار مکہ کا وفد اور نجاشی

جب مہاجرین حبشہ نجاشی کی سلطنت میں اطمینان و سکون سے بس گئے قریش نے ان مسلمانوں کے خلاف یہ سازش کی کہ انہوں نے عمرو بن العاص، عبداللہ بن ابی ربیعہ بن المغیرۃ المخزومی کو نجاشی کے پاس بھیجا اور اس کے لیے اور اس کے امراء کے لیے بہت سے تحائف ان کے ساتھ بھیجے اور ان سے کہا کہ نجاشی سے درخواست کریں کہ جو مسلمان اس کے پاس اور اس کی سلطنت میں ہوں ان کو وہ ان کے حوالے کر دے۔ یہ دونوں اس کام کے لئے نجاشی کے پاس آئے اس سے اپنے آنے کی غرض بیان کی مگر ان کو اس میں قطعی کامیابی نہیں ہوئی اور وہ اپنا منہ لے کر واپس آ گئے۔

بنو ہاشم کے خلاف معاہدہ

عمر بن الخطاب اسلام لے آئے یہ ایک نہایت زبردست طاقتور اور جری آدمی تھے۔ ان سے پہلے حمزہ بن عبد المطلب اسلام لا چکے تھے ان دونوں کے مسلمان ہو جانے سے اب صحابۂ رسولؐ نے اپنے میں زیادہ قوت محسوس کی اور اسلام قبائل میں پھیلنے لگا، نجاشی نے بھی اپنے یہاں کے پناہ گزینوں کی حفاظت و حمایت کی، اس سے قریش بہت طیش میں آئے۔ انہوں نے آپس میں مشاورت کر کے یہ عہد کیا اور اس کے لئے باقاعدہ عہد نامہ لکھا کہ ان میں سے اب آئندہ کوئی بنی ہاشم اور بنی المطلب سے

نہ مناکحت کرے اور نہ تجارت کرے، اس کے لئے انہوں نے ایک باضابطہ تحریری معاہدہ لکھا اور اس کی بجاآوری کے لئے سب نے سخت عہد و پیمان کئے اور اس کی شرائط کی پابندی کو اپنے اوپر زیادہ شدت سے لازم کرنے کے لئے اس معاہدہ کو کعبہ کے وسط میں لٹکا دیا۔

شعب ابی طالب قریش کے اس بندوبست پر بنو ہاشم اور بنو المطلب ابوطالب کے پاس چلے گئے اور ان کے ساتھ ان کی گھاٹی میں جا رہے۔ بنی ہاشم میں سے ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب قریش کے پاس گیا اور اس نے ابوطالب کے مقابلے میں ان کی امداد کی۔ دو یا تین سال مسلمان اسی بیکسی کی حالت میں رہے یہاں تک کہ ان کو زندگی گزارنا مشکل ہوگیا۔ کھانے پینے کی تکلیف ہونے لگی کوئی چیز ان کو پہنچتی نہ تھی البتہ اگر قریش میں سے کوئی ان پر ترس کھا کر کوئی چیز بھیجنا چاہتا تو خفیہ طور پر پہنچاتا۔ اسی اثنا میں ایک دن ابوجہل کی حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد سے مڈبھیڑ ہوگئی، اس کے ہمراہ ایک غلام تھا جس پر گیہوں بار تھا یہ اپنی پھوپھی خدیجہؓ بن خویلد کے پاس جو رسول اللہؐ کے ساتھ ابوطالب کی گھاٹی میں تھیں لے جا رہا تھا۔ ابوجہل نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تم بنی ہاشم کے لئے کھانا لے جا رہے ہو، بخدا تم اسے لیکر یہاں سے آگے نہیں بڑھ سکتے ورنہ میں تمام مکہ میں تم کو رسوا کر دوں گا۔ اتنے میں ابوالبختری بن ہشام بن الحارث بن اسد وہاں آگیا۔ اس نے کہا کیا ہے ابوجہل نے کہا یہ دیکھو یہ بنی ہاشم کے لئے خوراک لے جا رہا ہے۔ ابوالبختری کہنے لگا یہ تو اپنی پھوپھی کے لئے جو محمدؐ کے ساتھ ہے یہ خوراک لے جا رہا ہے اور اس نے آدمی بھیج کر اس سے منگوائی ہے تم کیوں روکتے ہو جانے دو۔ مگر ابوجہل نے نہ مانا، اس پر ان میں سخت کلامی ہوئی۔ ابوالبختری نے اونٹ کا ڈاہنا اٹھایا اور اس سے ابوجہل کو ایسی ضرب لگائی کہ وہ لہولہان اور بے دم ہوگیا۔ حمزہؓ بن عبدالمطلب کہیں پاس ہی تھے اور یہ تماشہ دیکھ رہے تھے۔ قریش اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ اس واقعہ کی اطلاع رسول اللہ صلعم اور ان کے صحابہ کو ہو اور ان کو خوش ہونے کا موقع ملے۔

اس زمانے میں رسول اللہ صلعم دن رات اپنی قوم کو علانیہ اور خفیہ طور پر دعوت دیتے رہے۔ آپ پر متواتر وحی نازل ہوتی رہی جس میں آپ کو امر اور نہی کی جاتی تھی، آپ کے دشمنوں کے لئے وعید آتی تھی اور آپ کی نبوت کے ثبوت میں مخالفین کے لئے دلائل و براہین نازل ہوتے تھے۔

کفار مکہ کی حضرت محمدؐ کو پیشکش ایک مرتبہ آپ کی قوم کے اشراف جمع ہوئے اور انہوں نے آپ سے کہا کہ ہم تم کو اس قدر مال دیتے ہیں جس سے تمام مکہ میں دولتمند ترین شخص ہو جاؤ گے اور جس عورت سے چاہو تمہاری شادی کر دی جائے اور مکہ کی ریاست تمہارے حوالے کر دی جائے مگر اس شرط پر کہ تم ہمارے معبودوں کو برا کہنا چھوڑ دو۔ اگر تم اس کے لئے آمادہ نہ ہو تو ہم تمہارے سامنے

ایسی صورت میں پیش کرتے ہیں جس میں ہمارا تمہارا دونوں کا نفع ہے آپ نے پوچھا وہ کیا؟ انہوں نے کہا، ایک سال تم ہمارے دیوتاؤں لات، اور عزّیٰ کی پرستش کرو اور ایک سال ہم تمہارے خدا کی پرستش کریں گے۔ رسول اللہ نے فرمایا میں اپنے رب کے حکم کا منتظر ہوں، پھر جواب دوں گا۔ اس موقع پر لوح محفوظ سے یہ پوری سورۃ نازل ہوئی۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت قل افغیر اللہ تامرونی اعبد ایها الجاهلون اللہ کے قول بل اللہ فاعبد وکن من الشاکرین تک نازل فرمائی۔

سعید بن مینا ابوالبختری کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ ولید بن المغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن المطلب اور اُمیّہ بن خلف، رسول اللہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم تمہارے معبود کی پرستش کرتے ہیں اور تم ہمارے معبودوں کی پرستش کرو اور ہم تم کو ہر بات میں اپنے ساتھ شریک کر لیتے ہیں اب اگر جو بات تم کہتے ہو وہ مفید ثابت ہوئی تو تمہاری شرکت کی وجہ سے ہم اس سے مستفید ہوں گے اور اگر وہ مسلک جس پر ہم ہیں تمہاری تعلیم سے بہتر ثابت ہوا تو ہماری شرکت کی وجہ سے تم اس سے مستفید ہو گے۔ اس موقع پر اللہ عزّوجل نے یہ سورۃ قل یا ایها الکافرون نازل فرمائی۔

اصلاح قوم کی خواہش

رسول اللہ صلعم کی بڑی خواہش یہ تھی کہ وہ کسی طرح اپنی قوم کی اصلاح کریں اور کوئی صورت ایسی ہو جس سے ان میں خوشگوار تعلقات ہو جائیں، اس سلسلہ میں محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے دیکھا کہ ان کی قوم نے ان سے اعراض کیا ہے اور صرف اس حکم کی وجہ سے جو اللہ نے آپ کو دیا تھا آپ کی قوم آپ سے علیحدہ ہو گئی ہے آپ کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا حکم نازل فرماتا جس سے آپ کے اور ان کے تعلقات پھر قائم ہو جاتے۔ آپ اپنی قوم سے محبت اور اُن کی فلاح کے خیال سے یہ چاہتے تھے کہ ان کے معاملے میں آپ نے جو شدّت برتی ہے اس میں نرمی کر دیں، یہ خیال آپ کے دل میں آیا اور آپ نے اس کی آرزو اور تمنّا کی، اللہ عزّوجل نے یہ سورۃ نازل فرمائی والنجم اذا هوٰی ما ضلّ صاحبکم وما غوٰی وما ینطق عن الهوٰی جب آپ اللہ کے قول افرأیتم اللات والعزّٰی ومناة الثالثة الاخرٰی پر آئے تو شیطان نے آپ کی اس خواہش کی وجہ سے جو آپ چاہتے تھے کہ اپنی قوم کو خوش کریں، آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری کر دیئے تلك الغرانیق العلیٰ وان شفاعتهن ترتجٰی۔ یہ الفاظ سن کر قریش بہت خوش ہوئے کہ محمدؐ نے تعریفی الفاظ میں ہمارے معبودوں کا ذکر کیا ہے، اُنہوں نے خوشی میں نعرہ لگایا مسلمان تو اپنے نبی پر ایمان کامل ہی رکھتے تھے کہ

جو کچھ آپ ہمارے رب کی طرف سے کہتے ہیں وہ بالکل سچ ہے اور وہ آپ کو خطاء، وہم اور لغزش سے معصوم سمجھتے تھے، جب اس سورۃ میں سجدہ کا مقام آیا اور سورۃ ختم ہوئی رسول اللہؐ نے سجدہ کیا اور تمام مسلمانوں نے اپنے نبی کی اتباع حکم اور وحی کی تصدیق میں آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور چونکہ مشرکین نے رسول اللہ کی زبان سے اپنے معبودوں کی تعریف سنی تھی، اس لئے مشرکین قریش اور دوسرے لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ اس طرح ساری مسجد میں جس قدر مومن یا کافر تھے سب سجدے میں گر پڑے۔ البتہ ولید بن المغیرۃ چونکہ نہایت بوڑھا تھا وہ سجدے میں تو نہ جا سکا مگر اس نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر ان پر سر رکھ دیا اور اس طرح اس نے بھی سجدہ کر لیا۔

مہاجرین حبشہ کی مراجعت

اس کے بعد تمام لوگ مسجد سے چلے گئے، قریش بھی بڑے خوش وہاں سے گئے اور ایک دوسرے سے بیان کرنے لگے کہ محمدؐ نے ہمارے معبودوں کا بڑے اچھے الفاظ میں ذکر کیا ہے اور اپنے قرآن میں یہ بات کہی ہے کہ "یہ دراز گردن مورتیں ہیں ان کی شفاعت مقبول ہوگی"۔ اس سجدے کی خبر ان مسلمانوں کو بھی ہوئی جو حبشہ میں ہجرت کر کے جا رہے تھے اور ان سے بھی یہ کہا گیا کہ قریش اسلام لے آئے ہیں۔ اس خبر کو سن کر ان میں سے بعض وطن آنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور کچھ وہیں رہ گئے۔

حضرت جبرئیل رسول اللہؐ کے پاس آئے اور کہا آپ نے یہ کیا کیا۔ آپ نے وہ الفاظ بطور وحی لوگوں کے سامنے پڑھے جو میں اللہ کی طرف سے آپ کے پاس نہیں لایا تھا اور آپ نے وہ کہہ دیا جو آپ سے نہیں کہا گیا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلعم بہت سخت رنجیدہ اور ملول ہوئے اور آپ کو اللہ کا بڑا خوف ہوا کہ کیا ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ چونکہ آپ پر نہایت مہربان تھا اس نے آپ کی تسلی و تشفی کے لئے وحی کے ذریعے آپ کو بتایا کہ آپ سے پہلے بھی جس نبی یا رسول نے خود کوئی خواہش کی ہمیشہ شیطان اس میں اسی طرح شریک ہوا ہے جس طرح کہ آپ کے ساتھ معاملہ گزرا کہ اس نے اپنی بات آپ کی زبان سے کہلا دی مگر اللہ نے ہمیشہ شیطان کی بات منسوخ کر کے اپنی بات جمائی ہے۔ چونکہ تم بھی دوسرے انبیاء کی طرح ہو اس لئے اسکی فکر مت کرو۔ پھر اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل کیں:۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰی التی الشیطان فی امنیتہ فَیَنْسَخُ اللّٰہُ مَا یُلْقِی الشَّیْطَانُ ثُمَّ یُحْکِمُ اللّٰہُ اٰیَاتِہٖ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ۔

(ترجمہ) "اور ہم نے تم سے پہلے کسی رسول یا نبی کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ جب اس نے خود کوئی آرزو کی شیطان اس میں شریک ہوگیا، مگر شیطان کی القا کردہ بات کو مٹا دیتا ہے اور پھر اپنی ہدایات کو مضبوط کرتا ہے اور اللہ جاننے والا اور بڑا دور اندیش ہے۔"

بتوں کے خلاف آیت کا نزول

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے حزن کو دفع کیا اور ان کو اطمینان دیا اور جو بات شیطان نے آپ کی زبان سے مشرکین کے معبودوں کے ذکر و تعریف میں کہلادی کہ وہ دراز قامت سارسین ہیں اور ان کی شفاعت مقبول ہوگی محو کرکے لات وعزیٰ کا ذکر کرکے اپنی یہ آیات نازل فرمائیں الکم الذکر ولہ الانثیٰ تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم وآباؤکم اپنے قول لمن یشاء ویرضیٰ تک۔ ضیزیٰ کے معنی ٹمدار کے ہیں۔ آخری آیت کا مطلب یہ تھا کہ اب چونکہ تمہارے معبودوں کی سفارش اللہ کے یہاں کام دے سکتی ہے، اسی طرح جب اللہ نے اس بات کو منسوخ کردیا جو شیطان نے آپ کی زبان سے کہلادی تھی اور قریش کو اس کی خبر ہوئی وہ کہنے لگے کہ اللہ کے یہاں ہمارے معبودوں کی جس منزلت کا محمدؐ نے پہلے ذکر کیا تھا اس پر وہ اب نادم ہوا ہے اور اسی لئے اسے بدل کر اب اس نے کچھ اور کہا ہے۔

مہاجرین حبشہ کی مکہ میں آمد

یہ دو جملے تھے جن کو شیطان نے آپ کی زبان سے ادا کرادیا تھا۔ یہ ہر مشرک کی زبان پر تھے۔ مگر ان کے منسوخ ہونے کے بعد مسلمانوں اور پیروان رسولؐ پر اب تک جو سختیاں اور مظالم وہ کرتے آئے تھے ان میں کفار نے اور شدت کردی۔ اس اثنا میں مسلمان مہاجرین حبشہ میں سے کچھ لوگ جن کو مشرکین کے رسول اللہ کے ہمراہ سجدہ کرنے کی وجہ سے اہل مکہ کے اسلام لے آنے کی خبر ملی تھی آئے مگر مکہ کے قریب پہنچ کر ان کو معلوم ہوا کہ اہل مکہ کے اسلام لانے کی خبر غلط تھی۔ اس لئے کوئی بھی علانیہ طور پر مکہ میں داخل نہیں ہوا، البتہ کسی کی پناہ لے کر یا خفیہ طور پر وہ مکہ میں آگئے۔ اب جو لوگ مکہ میں آئے اور مدینہ کی ہجرت تک یہاں مقیم رہے اور پھر رسول اللہؐ کے ساتھ واقعہ بدر میں شریک ہوئے ان میں بنی عبد شمس بن عبد مناف بن قصی کے خاندان میں سے عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ تھے، ان کے ساتھ ان کی بیوی رقیہ بنت رسولؐ تھیں اور ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھے، ان کے ہمراہ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل تھی، ان کے ہمراہ اور لوگ بھی تھے جن میں ۳۳ مرد تھے۔

محمد بن کعب کی روایت

محمد بن کعب القرظی اور محمد بن قیس دونوں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم ایک دن قریش کی ایک مجلس میں بیٹھے تھے اور وہاں بہت سے آدمی تھے، آپ نے یہ تمنا کی کہ اللہ اب کوئی بات ایسی آپ پر نازل نہ فرمائے جس سے وہ لوگ آپ سے متنفر ہو جائیں اس وقت اللہ نے یہ سورۃ نازل فرمائی والنجم اذا ھویٰ ما ضل صاحبکم وما غویٰ۔ رسول اللہؐ نے اسے قریش کے سامنے پڑھا اور جب اس مقام پر آئے افرأیتم اللات والعزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ تو شیطان نے یہ دو جملے تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجیٰ

آپ کے دل میں القا کئے، آپ نے ان کو بھی پڑھا، پوری سورۃ ختم کر کے آخر میں آپ نے سجدہ کیا، آپ کے ساتھ تمام حاضرین سجدے میں گر پڑے۔ ولید بن المغیرہ چونکہ پیرانہ سالی کی وجہ سے سربسجود نہیں ہو سکتا تھا، اس نے مٹی اٹھا کر اس پر پیشانی رکھ کر سجدہ کر لیا اور قریش رسول اللہؐ کے ان الفاظ سے بہت خوش ہو گئے اور کہنے لگے ہاں ہم اس بات سے واقف ہیں کہ اللہ ہی زندہ کرتا اور موت دیتا ہے، وہی پیدا کرتا ہے وہی رزق دیتا ہے مگر یہ ہمارے معبود اللہ کی جناب میں ہماری شفاعت کرتے ہیں۔ جب تم نے بھی ان کو اپنے رب کے ساتھ شریک کر لیا تو اب ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

رات کو جبرئیل آئے رسول اللہؐ نے وہ سورۃ ان کو سنائی، جب آپ ان شیطانی کلموں پر پہنچے جبرئیل نے کہا میں نے یہ تو آپ کو نہیں پہنچائے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اس کے معنی یہ ہوئے کہ میں نے غلط بات اللہ سے منسوب کی۔ اللہ نے یہ آیات آپ پر نازل فرمائیں وان کادوالیفتنونک عن الذی اوحینا الیک لیفتری علینا غیرہ اللہ کے قول ثم لا تجد لک علینا نصیرا تک۔ رسول اللہ اس سے بہت ہی ملول اور رنجیدہ تھے۔ پھر اللہ نے یہ نازل فرمایا۔ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی اپنے قول واللہ علیم حکیم تک۔

اس سلسلے میں مہاجرین حبشہ کو جب معلوم ہوا کہ تمام اہل مکہ اسلام لے آئے ہیں وہ اپنے قبائل کو یہ کہہ کر کہ وہ ہمیں جلا وطنی سے زیادہ محبوب ہیں پلٹے مگر یہاں آ کر انہوں نے دیکھا کہ ان شیطانی کلمات کی اللہ کی جانب سے تنسیخ ہو جانے کی وجہ سے اہل مکہ پھر کافر ہو چکے ہیں۔

فسخ معاہدہ کی کوشش

اس کے کچھ عرصے کے بعد قریش کے چند اشخاص اس معاہدے کو پارہ پارہ کرنے کے لئے جو قریش نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب سے ترک تعلقات کے متعلق آپس میں طے کیا تھا کھڑے ہوئے۔ ان میں سب سے زیادہ ہشام بن عمرو بن الحارث العامری نے جو عامر بن لوی کے خاندان سے تھا اور نضلہ بن ہاشم بن عبد مناف کا اخیافی بھائی تھا، قابل قدر خدمت انجام دی اور سعی کی یہ زہیر بن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے جو عاتکہ بنت عبدالمطلب کا بیٹا تھا پاس گیا اور اس سے کہا زہیر تمہیں یہ بات گوارا ہے کہ تم مزے سے کھاؤ پہنو نکاح کرو اور تمہارے ننھیالی رشتہ داروں کی یہ گت ہو کہ ان سے کوئی شخص نہ تجارت کر سکتا ہے اور نہ مناکحت۔ میں بقسم کہتا ہوں کہ اگر ابوالحکم بن ہشام کے ننھیالی رشتہ دار ہوتے اور تم اس کو ان کے متعلق اس قسم کے سلوک کی دعوت دیتے جیسا کہ اس نے تم سے عہد لے لیا ہے تو وہ خود اپنوں کے متعلق تمہاری بات ہرگز نہ مانتا۔ زہیر نے کہا مگر ہشام یہ بتاؤ میں اکیلا کیا کر سکتا ہوں، اگر کوئی اور میرے ساتھ ہوتا تو البتہ میں اس معاہدے

کے فسخ کے لئے کھڑا ہو جاتا اور اسے فسخ کرا کے چھوڑتا۔ ہشام نے کہا دوسرا آدمی ہے، زہیر نے پوچھا کون؟ اس نے کہا میں۔ زہیر نے کہا تیسرا آدمی میرے لئے بہم پہنچاؤ۔ ہشام مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف کے پاس گیا اور اس سے کہا مطعم کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ بنی عبد مناف کے دو خاندان ہلاک ہو جائیں اور تم تماشہ دیکھتے رہو اور اس بات میں قریش کے ہمنوا بھی بنے رہو۔ بخدا اگر تم نے ان کو اس کا موقع بھی دے دیا تو پھر تمہاری بھی خیر نہیں۔ مطعم نے کہا مگر میں اکیلا کیا کر سکتا ہوں۔ ہشام نے کہا میں نے دوسرا بہم پہنچا لیا ہے۔ اس نے پوچھا کون؟ ہشام نے کہا میں۔ اس نے کہا تیسرا تلاش کر کے لاؤ۔ ہشام نے کہا وہ بھی ہے۔ اس نے پوچھا کون؟ ہشام نے کہا زہیر بن ابی اُمیہ۔ مطعم نے کہا چوتھا بہم پہنچاؤ۔ ہشام ابوالبختری کے پاس گیا اور وہی گفتگو اس سے بھی کی جو مطعم سے کی تھی۔ اس نے کہا کیا کوئی اور بھی اس کام میں ہماری اعانت کرے گا۔ ہشام نے کہا ہاں۔ اس نے کہا وہ کون؟ ہشام نے کہا زہیر بن ابی اُمیہ، مطعم بن عدی اور خود میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ابوالبختری نے کہا پانچواں تلاش کرو۔ ہشام زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد کے پاس گیا اور اس سے بھی اس نے وہی گفتگو کی جو وہ دوسروں سے کر چکا تھا۔ اور کہا کہ وہ تو تمہارے عزیز قریب ہیں، ان کی حمایت تم پر حق ہے۔ زمعہ نے کہا جس کام کے لئے تم مجھ سے کہہ رہے ہو کیا کوئی اور بھی ہے جو اس میں ہماری اعانت کرے گا۔ ہشام نے کہا ہاں اور اس نے اپنے سب شرکاء کے نام لئے۔

تنسیخ معاہدہ اتنے آدمیوں کی شرکت کے بعد اب ان سب نے اس سے خطم الحجون پر جو مکہ اعلیٰ میں واقع ہے جمع ہو کر مشورہ کرنے کا وعدہ کیا اور یہاں یہ سب جمع ہوئے اور یہ طے کیا کہ اب اس معاہدہ کو فسخ کرنے کی عملی کارروائی کی جائے۔ زہیر نے کہا میں تم سب سے پہلے اس معاملہ میں اقدام کرتا ہوں اور اس کے متعلق قریش سے گفتگو کرتا ہوں۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کو جب قریش اپنی مجلسوں میں آ بیٹھے، زہیر بن اُمیہ ایک حلّہ زیب تن کئے کعبہ میں آیا پہلے اس نے سات مرتبہ کعبہ کا طواف کیا پھر وہ لوگوں کے پاس گیا اور اس نے کہا اے اہلِ مکہ کیا یہ مناسب ہے کہ ہم تو مزے سے کھائیں شراب پئیں اور پہنیں اور بنی ہاشم یوں تباہ ہوں کہ ان سے لین دین کی اجازت نہیں۔ میں اس وقت تک اب نہیں بیٹھوں گا جب تک کہ اس ظالمانہ اور تعلقات کے قطع کر دینے والے معاہدہ کو چاک نہ کیا جائے گا۔ ابوجہل نے جو مسجد کی ایک سمت میں موجود تھا اسی وقت کہا تو جھوٹ بولتا ہے، بخدا یہ چاک نہیں کیا جائے گا۔ زمعہ بن الاسود نے کہا بخدا تو نہایت ہی کاذب ہے۔ جب یہ تحریر لکھی گئی تھی ہم نے اسی وقت اس کو پسند نہیں کیا تھا۔ ابوالبختری نے کہا بے شک زمعہ ٹھیک کہتا ہے۔ اس میں جو شرائط درج ہیں ہم اسکو پسند نہیں کرتے اور نہ اسے

تسلیم کرتے ہیں۔ مطعم بن عدی نے کہا آپ دونوں سچے ہیں، آپ کے خلاف جو کہتا ہے وہ جھوٹا ہے ہمارا اس معاہدہ سے کوئی تعلق نہیں، ہم اس کی بیجا آوری سے بری الذمہ ہیں۔ ہشام بن عمرو نے بھی یہی کہا۔ اس پر ابوجہل کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کا پہلے سے کسی اور جگہ سے تصفیہ کر کے یہ لوگ آئے ہیں ایک دم یہ بات نہیں اٹھائی جا سکتی تھی۔ ابو طالب بھی مسجد کی ایک سمت میں بیٹھے تھے۔ مطعم بن عدی بڑھا کہ اس معاہدہ کو لے کر چاک کر دے مگر پاس جا کر دیکھا کہ دیمک نے اسے کھا لیا ہے صرف اس میں سے تحریر کی ابتدا اللّٰھم باسمک باقی ہے۔ قریش جب کوئی تحریر لکھتے تو ہمیشہ اس جملہ سے ابتدا کرتے تھے۔

منصور بن عکرمہ بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی نے یہ معاہدہ اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ اس کے ہاتھ شل ہو گئے تھے۔

کچھ مسلمان مہاجر حبشہ سے مکہ چلے آئے اور بقیہ وہیں رہے۔ پھر رسول اللہ صلعم نے عمرو بن امیہ الضمری کو ان کے لئے نجاشی کے پاس بھیجا اس نے ان کو دو جہازوں میں سوار کرا دیا۔ عمرو ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے آپ اس وقت صلح حدیبیہ کے بعد خیبر میں تشریف رکھتے تھے۔ یہ اب آنے والے سولہ تھے۔

حضرت محمدؐ کو ایذائیں

رسول اللہؐ قریش کے ساتھ مکہ میں مقیم رہے، اب ان کو برابر علانیہ اور خفیہ طور پر اللہ کی طرف بلاتے تھے اور جو جو تکالیف قریش آپ کو پہنچاتے آپ کی تکذیب کرتے اور مذاق اڑاتے آپ ان سب کو برداشت کرتے اور صبر کرتے۔ ان کی بیہودگی یہاں تک بڑھی تھی کہ بعضوں نے بکری کی اوجھڑی آپ پر نماز کی حالت میں ڈال دی اور کبھی آپ کی ہانڈی میں جو آپ کے لئے چڑھائی گئی لا ڈالی۔ نماز کی حالت میں اس سے بچنے کے لئے رسول اللہ صلعم نے ایک بڑا پتھر کھڑا کرا یا تھا۔

جب آپ کے گھر میں آپ پر پتھر پھینکے جاتے تو آپ اس پتھر کو ایک لکڑی کا سہارا لے کر باہر آتے اور فرماتے اے بنی عبد مناف یہ کیا طریقہ عمل ہے جو تم اپنوں کے ساتھ کرتے ہو اور پھر آپ اس پتھر کو راستے میں ڈال دیتے۔

عام الحزن

ابو طالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی ہجرت سے تین سال پہلے ایک ہی سال میں انتقال کر گئے ان کے فوت ہو جانے سے آپ کے مصائب میں بہت اضافہ ہو گیا۔ کیونکہ ابو طالب کے انتقال کے بعد اب قریش آپ کو وہ ایذا دینے لگے جو ان کی زندگی میں وہ نہیں دے سکتے تھے۔ یہاں تک کہ کسی نے آپ کے سر پر مٹی ڈال دی، اسی حالت میں آپ اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ آپ کی کوئی صاحبزادی مٹی دھلاتے کھڑی ہوئیں وہ سر دھلاتی جاتی تھیں اور رو رہی تھیں، آپ ان کو تسلی دیتے تھے اور فرماتے تھے بیٹا مت روؤ اللہ تمہارے باپ کی حفاظت کرے گا۔

رسول اللہ صلعم فرمایا کرتے تھے کہ جب تک ابو طالب زندہ رہے قریش نے کوئی بات میرے ساتھ ناگوار خاطر نہیں کی۔

طائف کا سفر

ابو طالب کے انتقال کے بعد آپ طائف گئے تاکہ بنی ثقیف سے مدد لیں اور وہ آپ کو آپ کی قوم والوں سے بچائیں۔ اس غرض کے لئے آپ تنہا ہی تشریف لے گئے تھے۔ طائف پہنچ کر آپ بنی ثقیف کے چند آدمیوں سے ملنے گئے جو اس وقت ثقیف کے سادات اور اشراف تھے۔ یہ تینوں بھائی تھے، عبدیا لیل بن عمرو بن عمیر، مسعود بن عمرو بن عمیر، اور حبیب بن عمرو بن عمیر اور ان کے ہاں قریش کے بنی جمح کی ایک عورت تھی، آپ ان کے پاس جاکر بیٹھے اور ان کو اللہ کی دعوت دی اور آنے کی غرض بیان کی کہ تم اسلام کے لئے میری مدد کرو اور میری قوم کے مقابلہ پر جو میرے مخالف ہیں میرا ساتھ دو۔ ان میں سے ایک نے جو غلاف کعبہ پھٹ رہا تھا کہا کیا آپ کو اللہ نے نبی مرسل کیا ہے؟ دوسرے نے کہا تمہارے سوا کوئی اور اللہ کو رسالت کے لئے نہ ملا۔ تیسرے نے کہا میں تم سے ایک بات بھی نہیں کرتا کیونکہ اگر واقعی جیسا کہ تم کہتے ہو رسول ہو تو تمہاری بات کی تردید کرنے میں نہایت درجہ خطرہ ہے اور اگر تم اپنے دعوے میں جھوٹے ہو اور اللہ پر افترا کرتے ہو تو تم اس قابل نہیں کہ میں تم سے کلام کروں۔ رسول اللہ صلعم ان کے پاس سے اٹھ آئے اور آپ ثقیف کی طرف سے مایوس ہو گئے، چلتے ہوئے آپ نے ان سے کہا تھا کہ تم نے میری بات نہیں مانی مگر کم از کم میرے یہاں آنے کو ظاہر نہ کرنا۔ آپ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ اس کا چرچا آپ کی قوم تک پہنچے اور وہ آپ کی اس ناکامی پر بغلیں بجائیں اور طعنہ دیں، مگر ان بھائیوں نے اسے بھی نہ مانا بلکہ اپنے یہاں کے اوباش اور ارذل اور غلاموں کو آپ پر اکسایا۔ انہوں نے آپ کو گالیاں دیں اور آوازے لگائے یہاں تک کہ ایک جماعت آپ پر چڑھ آئی اور اس نے آپ کو عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے احاطہ میں چھپنے پر مجبور کردیا، وہ دونوں وہاں موجود تھے۔ اب ثقیف کے وہ سفہا جو آپ کے تعاقب میں آئے تھے آپ کا پیچھا چھوڑ کر پلٹ گئے۔ آپ انگور کے ایک منڈوے کی طرف چلے اور اس کے سایہ میں بیٹھ گئے، وہ دونوں بھائی آپ کو دیکھ رہے تھے اور سفہائے ثقیف نے جو بدتہذیبیاں آپ کے ساتھ کیں اس کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ بنی جمح کی اس عورت سے بھی جو وہاں بیاہی گئی تھی آپ کی ملاقات ہوئی تھی اور آپ نے اس سے کہا دیکھو تمہارے سسرال والوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔

حضرت محمدؐ کی دعا

جب آپ کو ذرا اطمینان ہوا آپ نے دعا کی "خداوندا میں اپنی کمزوری اور لوگوں کے مقابلہ میں اپنی مجبوری کی تجھ سے شکایت کرتا ہوں اے ارحم الراحمین تو کمزوروں

کا رب ہے، تو میرا رب ہے، تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے، کسی اجنبی کے جو مجھ پر ظلم کرے یا تو نے میرے معاملہ کو کسی دشمن کے حوالے کر دیا ہے۔ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو ان مصائب کی میں پروا نہیں کرتا تیری حمایت میرے لئے بہت زیادہ وسیع ہے۔ میں تیرے اس نور کا واسطہ دے کر جس سے تمام تاریکیاں روشن ہوگئی ہیں اور جس پر دنیا اور آخرت میں کامیابی کا مدار ہے اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غصہ اور غضب مجھ پر نازل ہو۔ بیشک تجھے جب تک تو چاہے عتاب کرنے کا حق ہے اور ہر قسم کی طاقت اور قوت صرف تجھے حاصل ہے۔

عداس نصرانی غلام

جب ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ نے آپ کو اس مجبوری کی حالت میں دیکھا ان کے جذبات ہمدردی اور رحم میں حرکت ہوئی، انھوں نے اپنے ایک نصرانی غلام عداس کو بلایا اور اس سے کہا کہ انگور کا ایک خوشہ لے کر اس طباق میں اسے رکھ کر اس شخص کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اسے کھالے۔ عداس حکم کی بجا آوری میں انگور لے کر رسول اللہؐ کے پاس آیا اور اس نے ان کو آپ کے سامنے رکھ دیا۔ رسول اللہؐ نے طباق میں ہاتھ ڈالتے وقت بسم اللہ کہا اور پھر انگور کھانے لگے۔ عداس نے آپ کے چہرہ کو دیکھا اور کہا بخدا اس جملہ کو اس شہر کے باشندے نہیں بولتے۔ رسول اللہؐ نے اس سے پوچھا عداس تم کہاں کے رہنے والے ہو اور تمہارا مذہب کیا ہے؟ اس نے کہا میں نصرانی ہوں اور نینوا کا باشندہ ہوں آپ نے فرمایا، اچھا تم اس نیک شخص یونس بن متی کے ہم وطن ہو۔ اس نے کہا آپ کیا جانیں کہ یونس بن متی کون تھا۔ آپ نے فرمایا وہ میرے بھائی اور نبی تھے، میں بھی نبی ہوں۔ یہ سن کر وہ جھکا اور اس نے آپ کے فرق مبارک اور ہاتھ پاؤں کو چوما۔ دونوں بھائیوں میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ دیکھو تمہارے غلام نے اس شخص کو تمہارے لئے بگاڑ دیا۔ جب عداس پلٹ کر ان کے پاس آیا انہوں نے اس سے کہا عداس یہ تمہاری کیا حرکت تھی کہ تم اس شخص کے سر اور ہاتھوں اور قدموں کو چومنے لگے۔ اس نے کہا اے میرے آقا اس شخص سے بہتر روئے زمین پر کوئی اور نہیں ہے۔ اس نے ایسی بات بتائی جو صرف نبی جانتا اور بتا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا عداس مبادا وہ تم کو تمہارے دین سے منحرف کر دے تمہارا دین اس کے دین سے بہتر ہے۔

جنوں کا قبول اسلام

آپ ثقیف کی طرف سے مایوس ہو کر طائف سے مکہ آنے لگے۔ نخلہ آکر آپ نصف شب میں نماز پڑھ رہے تھے کہ چند جن جن کا ذکر اللہ نے کیا ہے آپ کے پاس سے گزرے، یہ یمن کے مقام نصیبین کے سات نفر جن تھے یہ ٹھہر کر آپ کی قرات سننے لگے جب آپ نماز سے فارغ ہوگئے تو وہ جن جو اب ایمان لا کر آپ کی نبوت، اور تعلیم کے قائل ہو چکے تھے اپنی قوم کے پاس گئے اور انہوں نے ان کو برائیوں سے روکنا اور ان کے نتائج سے ڈرانا شروع کیا، انہیں کے

قصہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اس طرح رسول اللہؐ سے بیان فرمایا ہے وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ اپنے قول ۔ یُجِرْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ تک، اور دوسری جگہ فرمایا قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ اٹھارہ جن میں ان کے آخر قصہ تک۔ ان جنوں کے نام جنہوں نے قرآن سنا یہ ہیں، حسّ، مسّ، شاصر، ناصر، ایناء الادر، انین اور اختم۔

اس کے بعد آپ مکہ آ گئے، یہاں آ کر دیکھا کہ سوائے ان چند کمزور اور بے وقعت اشخاص کے جو آپ پر ایمان لے آئے تمام قوم پیش از پیش آپ کی مخالفت اور دشمنی پر آمادہ ہے۔

حضرت محمدؐ کی مکہ کو مراجعت

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب طائف سے آپ مکہ آنے لگے تو مکہ کے ایک شخص سے آپ کی ملاقات ہوئی آپ نے اس سے کہا کیا تم میرا پیام جہاں میں بھیجوں پہنچا دو گے، اس نے کہا بہتر ہے آپ نے فرمایا تم اخنس بن شریق کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ محمدؐ تم سے کہتے ہیں کہ تم مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دو تاکہ میں اللہ کا پیام تم کو سناؤں۔ اس شخص نے اخنس سے آ کر آپ کا پیام کہا۔ اس نے جواب دیا کہ میں چونکہ عرب کا حلیف ہوں اس لئے ان کی مخالفت میں کسی کو اپنے پاس نہیں بلا سکتا۔ اس شخص نے نبی صلعم سے آ کر اس کا قول بیان کر دیا۔ آپ نے فرمایا کیا تم پھر جا سکتے ہو۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تم سہیل بن عمرو کے پاس جاؤ اور کہو کہ تم سے محمدؐ کہتے ہیں کیا تم ان کو اپنے پاس بلا سکتے ہو تاکہ وہ اللہ کا پیام تم کو سنائیں۔ اس شخص نے سہیل سے آ کر آپ کا پیام کہا۔ سہیل نے کہا بنی عامر بن لوی بن کعب کے خلاف کسی کو پناہ نہیں دے سکتے۔ اس شخص نے نبی صلعم سے آ کر اس کا قول بیان کر دیا۔ آپ نے فرمایا پھر جا سکتے ہو۔ اس نے کہا اچھا۔ آپ نے فرمایا مطعم بن عدی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ محمدؐ تم سے کہتے ہیں کہ کیا تم پناہ دے سکتے ہو تاکہ وہ اپنے رب کے احکام اور پیام تم کو سنائیں۔ مطعم نے کہا ہاں میں اس کے لئے تیار ہوں وہ مکہ میں آ جائیں۔ اس شخص نے رسول اللہؐ سے جا کر اس کی اطلاع کی۔ دوسرے دن صبح کو مطعم بن عدی اور اس کے بیٹے اور بھتیجوں نے اسلحہ لگائے اور وہ مسجد میں آئے۔ ابوجہل نے اسے دیکھ کر پوچھا پیرو ہو یا پناہ دینے والے۔ اس نے کہا، میں نے پناہ دی ہے۔ ابوجہل نے کہا اچھا جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے پناہ دی۔ اب رسول اللہؐ مکہ آ گئے اور مقیم ہو گئے۔ ایک دن آپ مسجد میں تشریف لائے، مشرک کعبہ کے پاس جمع تھے۔ ابوجہل نے آپ کو دیکھ کر کہا اے بنی عبد مناف یہ تمہارے نبی ہیں۔ اس پر عتبہ بن ربیعہ نے کہا مگر اس بات سے کیوں انکار کیا جائے کہ ہم میں کوئی نبی یا بادشاہ ہو۔ نبی صلعم کو اس قول کی اطلاع دی گئی یا خود ہی آپ نے سن پایا۔ آپ قریش کے پاس آئے اور کہا اے عتبہ بن ربیعہ یہ بات تم نے اللہ اور اس کے رسول کی حمایت میں نہیں کی

بلکہ غرور قومی میں کمی ہے، اور اے ابو جہل بن ہشام کچھ بہت زیادہ زمانہ نہیں گزرے گا کہ تو ہنسے گا کم اور روئے گا بہت اور اے قریش بہت جلد مجبوراً با دلِ ناخواستہ تم اس دعوت میں شرکت کرو گے جس سے تم اب انکار کرتے ہو۔

قبائل عرب کو دعوت اسلام

ایام حج میں رسول اللہ ؐ قبائل عرب کے پاس جاتے ان کو اللہ کی دعوت دیتے اور کہتے کہ میں نبی مرسل ہوں تم میری تصدیق کرو اور مدد کرو اور پھر تم کو خود معلوم ہو جائے گا کہ اللہ نے مجھے کیوں مبعوث فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں عبید اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ میں نے ربیعہ بن عباد کو اپنے والد سے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا۔ ربیعہ نے کہا میں نوجوان تھا اپنے باپ کے ہمراہ منیٰ میں موجود تھا۔ رسول اللہ صلعم قبائل عرب کی فرودگاہوں میں آ کر کھڑے ہوتے اور کہتے اے بنی فلاں میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف آیا ہوں، تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم صرف اللہ کی پرستش کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو، اس کے علاوہ جن دیوتاؤں کی تم پرستش کرتے ہو ان سے بالکل قطع تعلق کر لو، مجھ پر ایمان لاؤ، میری تصدیق کرو، میری حمایت کرو پھر میں اللہ کے اس پیام کو جو اس نے مجھے دے کر مبعوث کیا ہے تم کو بتاؤں گا۔ آپ کے پیچھے ایک اور شخص بھینگا خوش رُو زلفوں والا تھا جس نے ایک عدنی حُلّہ پہن رکھا تھا۔ جب رسول اللہ ؐ اپنی تقریر اور دعوت ختم کرتے تو فوراً یہ شخص آپ کی مخالفت میں کہتا۔ اے بنی فلاں یہ شخص تم کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ تم لات اور عزّیٰ کو چھوڑ دو اور بنی مالک بن اقیش سے جو تمہارے حلیف ہیں قطع تعلق کر کے اس کی دعوت کو جو سراسر بدعت اور ضلالت ہے قبول کرو۔ تم ہرگز اس کی بات نہ مانو اور نہ اسے سنو۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ کون ہے جو اس شخص کے ساتھ ساتھ اس کی تردید کرتا پھر رہا ہے۔ انہوں نے کہا یہ اسی کا چچا عبد العزیٰ ابولہب بن عبد المطلب ہے۔

بنو کندہ کو دعوت اسلام

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ؐ کندہ کے پاس ان کی قیام گاہوں میں گئے اس وقت ان کا سردار ملیح بھی ان ہی میں تھا آپ نے اسے اللہ عزّ و جلّ کی طرف بلایا اور خود کو ان پر پیش کیا مگر انہوں نے آپ کی بات نہ مانی اور انکار کر دیا۔

بنی کلب میں تبلیغ دین

عبد اللہ بن الحصین سے مروی ہے کہ آپ بنی کلب کے قیام گاہ گئے اور وہاں ان کے ایک خاندان بنو عبد اللہ کے پاس آئے۔ ان کو اللہ عزّ و جلّ کی طرف دعوت دی اپنے کو پیش کیا اور یہ بھی کہا اے بنی عبد اللہ اللہ نے تمہارے جد کو بہت اچھا نام عطا فرمایا ہے مگر انہوں نے بھی آپ کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔

بنی حنیفہ کو اسلام کی پیشکش

عبداللہ بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ آپ بنی حنیفہ کے پاس ان کی قیامگاہ آئے اور اُن کو اللہ کی طرف بلایا اور اپنے کو پیش کیا مگر انہوں نے سب سے زیادہ درشت الفاظ میں آپ کو جھڑک دیا اور آپ کی دعوت رد کر دی۔

بنی عامر میں تبلیغ اسلام

محمد بن مسلم بن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ آپ بنی عامر بن صعصعہ کے پاس گئے اور ان کو اللہ کی طرف بلایا اور اپنے کو پیش کیا۔ اُن کے ایک شخص بیحرہ بن فہر اس نے کہا اگر میں قریش کے اس جوانمرد کو ساتھ لے لوں تو سارے عرب کو ہضم کر لوں گا۔ پھر اس نے رسول اللہؐ سے کہا اچھا اگر ہم تمہاری دعوت میں تمہارے ساتھ ہو جائیں اور اللہ تمہارے مخالفین پر تم کو غالب کر دے تو کیا تمہارے بعد اس دعوت کے مالک ہم ہی سکیں گے۔ آپؐ نے فرمایا یہ معاملہ اللہ کے قبضہ میں ہے وہ جسے چاہے دے۔ اُس نے کہا تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ تمہاری حمایت میں ہم اپنے سینوں کو عربوں کا نشانہ بنائیں اور جب تم کو غلبہ حاصل ہو تو یہ اقتدار ہمارے علاوہ دوسروں کو مل جائے۔ اس شکل میں ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ تمہارے شریک ہوں اور اب انہوں نے بھی آپ کی دعوت رد کر دی۔

عامر شیخ کی تصدیق نبوت

حج سے فارغ ہو کر جب لوگ واپس ہوئے تو عامر اپنے ایک شیخ کے پاس پلٹ کر آئے۔ یہ اس قدر سن رسیدہ تھا کہ ان کے ہمراہ حج میں شریک نہ ہو سکتا تھا اس لئے جب یہ لوگ حج سے واپس ہوتے تو اس کے پاس جاتے اور اس سال جو واقعہ پیش آتا اس سے بیان کرتے۔ چنانچہ حسب عادت جب وہ اس سے ملنے گئے تو اس نے پوچھا کہ اس سال کا کوئی واقعہ سناؤ۔ اُنہوں نے کہا کہ قریش کا ایک شخص جو عبدالمطلب کی اولاد میں ہے ہمارے پاس آیا اس نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور ہم سے خواہش کی کہ ہم اس کی حمایت کریں اس کا ساتھ دیں اور اسے اپنے علاقہ میں لے آئیں۔ شیخ نے بیحرہ کے سر پہ ہاتھ رکھا اور پھر کہا اے بنی عامر کیا کوئی صورت اب بھی ایسی ممکن ہے کہ تمہارے اس انکار اور تردید کی تلافی ہو سکے اور پھر اس بات میں شریک ہو سکو اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کسی اسماعیلی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا مگر وہ ہمیشہ حق ہوا ہے تم کو کیا ہوا تھا کہ تم نے اس کی تردید کر دی۔

سوید بن صامت

رسول اللہؐ کی یہی حالت تھی کہ جب حج میں قبائل عرب آتے تو آپ اللہ اور اسلام کی ان کو دعوت دیتے اور اپنے آپ کو ان کی حمایت کے لئے پیش کرتے اور جو ہدایت اور رحمت آپ اللہ کی جانب سے لائے تھے وہ بیان کرتے۔ جب کبھی آپ نے سنا کہ کوئی معزز اور مشہور عرب سردار مکہ آیا ہے آپ خود اس کے پاس گئے اسے اللہ کی دعوت پہنچائی اور اپنے کو پیش کر دیا۔ اسی زمانے میں سوید بن صامت

بنی عمرو بن عوف کا قریبی عزیز حج یا عمرہ کے لئے مکہ آیا سوید کی قوم والے اسے اس کی شجاعت، شاعری، نجابت اور شرافت کی وجہ سے کامل کہتے تھے۔ جب آپ کو اس کی آمد کا علم ہوا آپ خود اس کے پاس گئے اور اسے اللہ اور اسلام کی دعوت دی۔ اس نے کہا شاید آپ کے پاس کوئی ایسی کتاب ہے جیسی میرے پاس ہے۔ آپ نے پوچھا، وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میرے پاس لقمان کا مجلہ یعنی حکمۃ لقمان ہے۔ رسول اللہؐ نے کہا مجھے سناؤ۔ اس نے سنایا۔ آپ نے فرمایا بے شک یہ بہت عمدہ کلام ہے مگر میرے پاس جو قرآن ہے جسے اللہ نے نور اور ہدایت کے لئے نازل فرمایا ہے وہ اس سے افضل ہے، پھر آپ نے اسے قرآن پڑھ کر سنایا اور اسلام کی دعوت دی۔ اس نے انکار نہیں کیا بلکہ کہا بے شک یہ خوب کلام ہے، وہ چلا گیا اور مدینہ گیا اور چند ہی روز کے بعد خزرج نے اسے قتل کر دیا۔ اسی لئے اس کی قوم کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ مسلمان مرا ہے۔ وہ بُعاث سے پہلے قتل کیا گیا۔

ایاس بن معاذ

ابوالحیسر انس بن رافع بنی عبدالاشہل کے چند اور جوانوں کے ہمراہ جن میں ایاس بن معاذ بھی تھا اپنی قوم خزرج کے خلاف قریش سے معاہدہ کرنے کے لئے مکہ آیا۔ رسول اللہؐ کو ان کی آمد کی اطلاع ہوئی۔ آپ ان کے پاس آئے اور وہاں تشریف فرما ہو کر ان سے کہا جس غرض سے تم آئے ہو اگر اس سے بہتر بات میں بتاؤں تم قبول کرو گے۔ انھوں نے پوچھا وہ کیا؟ آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں، اللہ نے مجھے اپنے بندوں کے پاس بھیجا ہے تاکہ میں ان کو اللہ کی طرف بلاؤں اور وہ صرف اسی کی پرستش کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کریں۔ اللہ نے مجھ پر ایک کتاب نازل فرمائی ہے۔ اس کے بعد آپ نے اسلام کے ارکان ان کو بتائے اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ ایاس بن معاذ نے جس کا بالکل شباب تھا کہا اے دوستو! بیشک یہ بات اس سے بہتر ہے جس کے لئے تم یہاں آئے ہو۔

ایاس کی وفات

ابوالحیسر انس بن رافع نے مٹھی بھر کنکریاں اُٹھا کر ایاس بن معاذ کے منہ پر ماریں اور کہا تم ہم سے علیحدہ ہو جاؤ ہم اس کے علاوہ دوسرے کام کے لئے آئے ہیں، ایاس چپ ہو گیا، رسول اللہ صلعم ان کے پاس سے اُٹھ آئے، یہ جماعت مدینہ واپس چلی گئی۔ اس کے بعد اوس اور خزرج کے درمیان جنگ بُعاث ہوئی۔ اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد ایاس ہلاک ہو گیا وہ لوگ جو موت کے وقت اس کے پاس موجود تھے بیان کرتے ہیں کہ وہ برابر اسے تہلیل و تکبیر اور اللہ کی حمد و تسبیح کرتے ہوئے سنا کئے۔ اسی طرح وہ جاں بحق و التسلیم ہو گیا۔ ان لوگوں کو اس کے مسلمان مرنے میں کوئی شبہ نہ تھا۔ اس نے مکہ میں رسول اللہ صلعم سے جو باتیں سُنی تھیں ان کی وجہ سے وہ اسلام کا قائل ہو چکا تھا۔

بنو خزرج کی دعوت اسلام

جب اللہ عزوجل نے ارادہ کر ہی لیا کہ وہ اپنے دین کو غالب کرے اپنے نبیؐ کو معزز بنائے اور جو وعدہ اس نے رسول اللہؐ سے کیا تھا اسے ایفا کر دے تو اب اس حج کا موقع آیا جس میں رسول اللہ کی ملاقات انصار سے ہوئی۔ اس سال بھی حسب دستور آپ قبائل عرب سے ملے اور اپنے کو ان کے سامنے پیش کرتے رہے۔ اسی حالت میں عقبہ کے قریب خزرج کی ایک جماعت سے جس کے ساتھ اللہ کو بھلائی مقصود تھی آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے ان سے پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا ہم خزرج کی ایک جماعت ہیں۔ رسول اللہؐ نے پوچھا کیا تم یہودیوں کے موالی ہو۔ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا ذرا بیٹھئے نہیں کہ تم سے کچھ باتیں کروں۔ انہوں نے کہا بہتر ہے ہم بیٹھے جاتے ہیں چنانچہ وہ آپ کے پاس بیٹھ گئے۔ آپ نے ان کو اللہ کی دعوت دی، اسلام پیش کیا اور قرآن سنایا۔

بنو خزرج کا قبول اسلام

اللہ نے ان کو پہلے ہی سے اسلام کے لئے اس طرح آمادہ کر رکھا تھا کہ یہودی جو ان کے علاقوں میں آباد تھے چونکہ وہ اہل کتاب اور عالم تھے اور یہ لوگ مشرک بت پرست تھے اور یہودیوں نے ان کے علاقوں پر قبضہ کر رکھا تھا جب کبھی ان میں کوئی تنازع ہوتا تو یہودی ان سے کہتے ٹھہر جاؤ بہت جلد ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے اس کا زمانہ بالکل قریب آگیا ہے۔ ہم اس کے ساتھ ہو کر تمہارا اس طرح قلع قمع کریں گے جس طرح عاد اور ارم ملیامیٹ ہوئے۔ اس لئے جب رسول اللہ صلعم نے ان سے باتیں کیں اور ان کو اللہ کی دعوت دی ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا جانتے ہو بخدا ضرور یہ ہی وہ نبی ہیں جن کے مبعوث ہونے سے یہودی تم کو ڈراتے تھے۔ اب یہ نہ ہو کہ وہ تم سے پہلے ان کے پاس پہنچ جائیں اور ان کی دعوت کو قبول کر کے ان کی تصدیق کریں اور اسلام لے آئیں۔ اس خیال سے انہوں نے رسول اللہؐ سے کہا کہ ہم نے اپنی قوم کو چھوڑا اور واقعہ یہ ہے کہ باہمی عداوت و رقابت کی وجہ سے ہم میں کوئی قومیت ہی نہیں ہے ممکن ہے کہ اللہ آپ کی وجہ سے پھر ان کی بات بنا دے، ہم ان کے پاس جاتے ہیں ان کو آپ کی دعوت پہنچاتے ہیں اور یہ دین جو ہم نے قبول کر لیا ہے پیش کرتے ہیں۔ اگر اللہ نے ان سب کو اس بات پر متحد کر دیا تو آپ سے زیادہ ہماری نظر میں پھر کوئی اور معزز نہ ہوگا۔

بنو خزرج کے مسلمانوں کے اسمائے گرامی

اس گفتگو کے بعد یہ لوگ ایمان لا کر آپ کی نبوت کی تصدیق کر کے اپنے اپنے وطن چلے گئے یہ قبیلہ خزرج کے چھ شخص تھے ان میں اس قبیلہ کے خاندان بنی النجار میں سے یہ ہی تیم اللہ ہیں۔ یعنی مالک بن النجار بن ثعلبہ بن عمرو الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی اولاد میں سے اسعد بن زرارہ بن عُدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھا یہ ہی ابو امامہ ہے۔

اور عوف بن الحارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار تھا اور یہ بھی ابن عفراء ہے۔ اور بنی زریق بن عامر بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن الجشم بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن بن عمرو بن عامر میں سے رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق تھا۔ اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردتہ بن تزید بن جشم بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر اور پھر بنی سواد میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ تھا اور بنی حرام بن کعب بن سلمہ میں سے عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام تھا، اور بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے جابر بن عبداللہ بن رباب بن النعمان بن سنان بن عبید تھا۔

بیعت عقبہ

مدینہ واپس آکر انہوں نے اپنی قوم سے رسول اللہؐ کا ذکر کیا اور ان کو اسلام کی دعوت دی جوان میں بہت مقبول ہوئی۔ انصار کا کوئی گھر ایسا نہ رہا جہاں رسول اللہؐ کا ذکر نہ ہوتا ہو۔ دوسرے سال حج میں انصار کے بارہ آدمی مکہ آئے اور انہوں نے عقبہ میں رسول اللہؐ سے ملاقات کی۔ یہ ہی پہلا عقبہ ہے اور رسول اللہؐ کے ہاتھ پر التوائے جنگ کی شرط پر بیعت کی۔ یہ اس وجہ سے کہ اب تک مسلمانوں پر جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ یہ بارہ اشخاص تھے۔

مسلم انصار کے اسمائے گرامی

بنی النجار میں سے اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار۔ اور یہ ہی ابو امامہ ہے۔ عوف اور معاذ یہ دونوں حارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار کے بیٹے جو عفراء کے بیٹے بھی مشہور ہیں۔ بنی زریق بن عامر میں سے رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق۔ ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق۔ بنی عوف بن الخزرج اور پھر ان کے خاندان بنی غنم بن عوف میں سے انہیں کو نوافل کہتے ہیں۔ عبادہ بن الصامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن الخزرج۔ ابو عبدالرحمان یزید بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ۔ یہ بلّی کے خاندان بنی غصینہ سے تھا جو خزرج کے حلیف تھے۔ سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج میں سے عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف۔ بنی سلمہ کے خاندان بنی حرام میں سے عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ بنی سواد میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ان کے علاوہ اس بیعت کے موقع پر اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کے خاندان بنی عبدالاشہل سے ابو الہیثم بن تیہان جس کا نام مالک ہے موجود تھا یہ خزرج کا حلیف تھا اور بنی عمرو بن عوف میں سے عویم بن ساعدہ بن صلعجہ ان کا حلیف موجود تھا۔

بیعت کی شرائط

عبادہ بن الصامت سے مروی ہے کہ میں عقبۂ اولیٰ میں موجود تھا ہم بارہ آدمی تھے ہم نے رسول اللہ کی بیعت کی یہ اس لئے کہ اب تک جہاد فرض نہیں ہوا تھا بیعت اس اقرار پر کی گئی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو بھی ذرا سا شریک نہ کریں گے، چوری نہ کریں گے، زنا نہ کریں گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے اور اپنے دل سے گھڑ کر کوئی بہتان اور غلط بات کسی کے لئے نہیں کہیں گے اور کسی نیک بات میں رسول اللہ کے حکم کی خلاف ورزی نہ کریں گے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اگر تم اس عہد کو پورا کرو گے تم کو جنت ملے گی اور اگر اس میں سے کسی بات کی خلاف ورزی کرو گے اور اس کی پاداش میں دنیا ہی میں تم سے مواخذہ ہوگیا تو وہ سزا تمہارے گناہ کا کفارہ ہو جائے گی اور اگر قیامت تک اس خطا پر پردہ پوشی کی گئی تو پھر تمہارا معاملہ اللہ کے حوالے ہے وہ چاہے گا عذاب دے گا وہ چاہے معاف کردے گا۔

یہ روایت انہیں راوی سے اور دوسرے سلسلہ رواۃ سے بھی مروی ہوئی ہے۔

مصعب بن عمیر

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ جب انصار کی یہ جماعت آپ سے رخصت ہوئی آپ نے مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی کو ان کے ہمراہ کردیا اور ہدایت کی کہ وہ ان کو قرآن پڑھ کر سنایا کریں، اسلام کی دعوت دیں اور اس کے مسائل سمجھائیں۔ اسی وجہ سے مدینہ میں مصعب مقری کے لقب سے مشہور تھے اور یہ ابوامامہ اسعد بن زرارہ بن عدس کے پاس فروکش ہوئے تھے۔

اُسید بن حضیر

اس سلسلہ میں مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ ایک مرتبہ مصعب بن عمیر کو بنی عبدالاشہل اور بنی ظفر کے گھروں کو لے گیا۔ سعد بن معاذ بن النعمان بن امرئ القیس اسعد بن زرارہ کی خالہ کا بیٹا تھا، اسعد، مصعب کو لے کر بنی ظفر کے ایک احاطہ میں جو ان کے کنوئیں (بیئرمرق) پر بنا ہوا تھا لے کر آیا۔ وہ دونوں وہاں بیٹھ گئے جو لوگ اسلام لے آئے تھے وہ ان کے پاس آ بیٹھے۔ سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر اس وقت اپنی قوم بنی عبدالاشہل کے سردار تھے اور اپنے ہم قوموں کی طرح مشرک تھے۔ جب ان کو مصعب کے آنے کی اطلاع ہوئی سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر سے کہا یہاں کیا کر رہے ہو یہ دو شخص آئے ہیں تاکہ ہمارے کمزوروں کو بیوقوف بنائیں ان کے پاس جاؤ اور ان کو منع کردو کہ وہ ہماری بستی میں نہ آئیں۔ تم کو معلوم ہے کہ اسعد بن زرارہ میرا عزیز قریب ہے اگر اس کا یہ نہ ہوتا تو مجھے یہ بات کہنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ میں خود ہی اس کا انتظام کر دیتا، مگر میں مجبور ہوں، وہ میرا خالہ زاد بھائی ہے اس لئے میں خود اس کے خلاف قدم نہیں بڑھا سکتا۔

اُسید بن حضیر کا قبول اسلام

اُسید بن حضیر نے اپنا بھالا لیا اور وہ ان دونوں کے پاس آیا اسے آتا دیکھ کر اسعد بن زرارہ نے مصعب سے کہا دیکھو یہ اپنی قوم کا سردار ہے تمہارے

پاس آرہا ہے اس کے مسلمان بنانے کی پوری کوشش کرنا۔ مصعب نے کہا یہ بیٹھے تو میں اس سے کلام کروں، وہ ان کو کھڑا ہوا گالیاں دیتا رہا اور اس نے کہا تم یہاں کیوں آئے ہو، تم ہمارے کمزور لوگوں کو احمق بنانا چاہتے ہو۔ یہاں سے چلے جاؤ۔ ہاں اگر تم کو خود اپنے متعلق کوئی ضرورت لائی ہے تو بیان کرو۔ مصعب نے کہا آپ ذرا بیٹھ جائیں تو کہوں اگر آپ کو میری بات بھلی معلوم ہو تو قبول کیجئے گا پسند آئے نہ مانیئے گا۔ اسید نے کہا یہ بات معقول ہے۔ اب اس نے اپنا بھالا زمین میں گاڑ دیا اور ان دونوں کے قریب آ بیٹھا۔ مصعب نے اسے اسلام کی دعوت دی اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ ان دونوں سے مروی ہے کہ اب بحالت اسلام قبل اس کے کہ وہ کچھ کہے اس کے چہرے کی چمک اور طبیعت کی نرمی سے اسلام کے آثار نمایاں دیکھے پھر اس نے کہا یہ تو نہایت ہی عمدہ بات ہے۔ اچھا آپ یہ بتائیے کہ جب کوئی اس دین میں داخل ہونا چاہے تو کیا کرے۔ انہوں نے کہا تم غسل کرو، اپنے کپڑے پاک کرو اس کے بعد کلمۂ شہادت پڑھو اور پھر دو رکعت نماز۔ اسید اٹھا، نہایا کپڑے پاک کئے کلمۂ شہادت پڑھا اور پھر پڑھ کر دو رکعت نماز پڑھی۔ اس سے فارغ ہو کر اس نے ان سے کہا کہ میرے ساتھ یہاں ایک اور شخص ہے اگر وہ اس دین میں تمہارے ساتھ ہو جائے تو پھر اس کی قوم والوں میں سے کوئی اس سے پیچھے نہیں رہ سکتا اور میں ابھی اس کو تمہارے پاس بھیجے دیتا ہوں۔

سعد بن معاذ اور مصعب بن عمیر

یہ کہہ کر اس نے اپنا بھالا سنبھالا اور سعد اور اس کی قوم کے پاس جو اپنی چوپال میں بیٹھے ہوئے تھے آیا۔ جب سعد بن معاذ نے اسے آتے ہوئے دیکھا اپنی قوم سے کہا کہ بخدا اسید کے چہرے کی اب وہ کیفیت ہی نہیں ہے جو یہاں سے جاتے ہوئے اس کی تھی، وہ بالکل بدلا ہوا نظر آرہا ہے۔ چنانچہ جب وہ چوپال کے نزدیک آکر کھڑا ہوا سعد نے اس سے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا میں نے ان دونوں سے باتیں کیں مجھے تو وہ قابل اندیشہ نظر نہیں آتے ہیں میں نے ان کو ممانعت کی انہوں نے اقرار کیا کہ ہم تمہارے کہنے کے مطابق ہی عمل پیرا ہوں گے مگر مجھ سے کہا گیا ہے کہ بنی حارثہ اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے کے لئے چل نکلے ہیں اور چونکہ اسعد تمہارا خالہ زاد بھائی ہے، اسے قتل کر کے وہ تمہاری رسوائی کرنا چاہتے ہیں۔ اور تحقیر مقصود ہے۔

یہ سنتے ہی سعد آگ بگولا ہو کر تیزی سے اس پریشان کن اطلاع کی وجہ سے ان کی طرف لپکا اور اس نے اسید کے ہاتھ سے بھالا چھین لیا اور کہا کہ خدا کی قسم ہے تم نکمے ہو تم کچھ نہ کر سکے، وہ ان دونوں کی طرف چلا اور جب اس نے ان دونوں کو اطمینان سے بیٹھا ہوا پایا تو وہ تاڑ گیا کہ اسید نے اس حیلہ سے ان کے پاس بھیجا ہے تا کہ یہ ان کی باتیں سنے۔ سعد کھڑا ہوا ان کو گالیاں دیتا رہا۔ پھر اس نے اسعد بن زرارہ سے

کہا، اے ابو امامہ اگر تم میرے عزیز قریب نہ ہوتے تو تم کو کبھی اس بات کی جرأت نہ ہوتی کہ ایسی بات ہماری بستی میں پیش کرتے جو ہم ناپسند کرتے ہیں۔

سعد بن معاذ کا قبول اسلام

اسے آتا ہوا دیکھ کر اسعد نے مصعب سے کہا تھا کہ دیکھو یہ تمام لوگوں کا جو یہاں جمع ہیں سردار ہے اگر اس نے تمہاری اقتدا کی تو پھر کوئی بھی تمہاری مخالفت نہ کرے گا۔ مصعب نے سعد بن معاذ سے کہا ذرا تشریف رکھیے اور سنیئے اگر گوارا ہو قبول کیجئے اور اگر ناگوار ہو تو ہم کوئی بات آئندہ ایسی نہ کریں گے جو آپ کو ناپسند ہو۔ سعد نے کہا یہ معقول بات ہے اس نے اپنا بھالا گاڑا اور پاس بیٹھ گیا۔ مصعب نے اسلام کو پیش کیا اور قرآن سنایا۔ یہ دونوں کہتے ہیں کہ بخدا قبل اس کے کہ وہ خود اس کے متعلق کچھ کہے ہم نے اس کے چہرے کی چمک اور تواضع سے اسلام کے آثار ہویدا دیکھے۔ پھر خود اس نے کہا کہ جب کوئی اس دین میں داخل ہوتا ہے تو وہ کیا طریقہ اختیار کرتا ہے انہوں نے کہا غسل کرو اپنے دونوں کپڑوں کو پاک کرو، کلمۂ شہادت زبان سے کہو اور دو رکعت نماز پڑھو۔ سعد اُٹھا، نہایا، اس نے اپنے دونوں کپڑے پاک کیے، کلمہ شہادت پڑھا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنا بھالا لیا اور اپنی قوم کی بیٹھک کی طرف پلٹا۔ اس کے ساتھ اُسید بن حضیر بھی تھا، اسے اپنی طرف آتا ہوا دیکھ کر اس کی قوم والوں نے کہا ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ سعد کا اب وہ بشرہ نہیں ہے جو وہ یہاں سے لے کر گیا تھا اس کی صورت ہی پہلی سی نہیں رہی ضرور تبدیل ہوئی ہے۔ سعد نے پاس آکر ان سے کہا اے بنی عبدالاشہل میری بات تمہارے نزدیک کیسی ہے۔ انہوں نے کہا آپ ہمارے سردار ہیں، اپنی رائے میں ہم سب سے افضل ہیں اور ہم سب میں مسعود و مبارک ہیں۔ سعد نے کہا جب تم مجھے ایسا سمجھتے ہو تو اب تاوقتیکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاؤ گے میں تمہارے کسی مرد یا عورت سے کلام نہیں کروں گا۔

بنی عبدالاشہل کا قبول اسلام

اس کی بات کا یہ اثر تھا کہ شام نہ ہونے پائی اور تمام بنی عبدالاشہل زن و مرد اسلام لے آئے، اسعد اور مصعب وہاں سے پلٹ کر اسعد کے گھر آگئے۔ مصعب برابر اس کے یہاں مقیم رہ کر اشاعت اسلام کرتے رہے یہاں تک کہ انصار کا کوئی گھر ایسا نہ بچا جہاں مرد و عورت مسلمان نہ ہو گئے ہوں۔ البتہ بنی اُمیہ بن زید، خطمہ، وائل اور واقف کے گھر اس سے مستثنیٰ تھے۔ یہ ہی گھرانے اوس اللہ اوس بن حارثہ ہیں۔ ان کے اسلام نہ لانے کا سبب یہ تھا کہ ابوقیس بن الاسلت صیفی ان کا مشہور شاعر اور قائد تھا۔ یہ اس کی ہر بات مانتے اور تسلیم کرتے تھے۔ اس نے ان سب کو اسلام سے روک دیا۔ رسول اللہ صلعم کے ہجرت کر کے مدینہ آنے اور مدد

اُحد اور خندق کی لڑائیوں تک ان کی یہ ہی حالت رہی۔

پھر مصعب بن عمیر مکہ چلے آئے اور انصاری مسلمان اپنے دوسرے مشرک ہم قوموں کے ساتھ حج کرنے مکہ آئے اور جب اللہ نے ان کی عزت افزائی اپنے نبی کی نصرت اور اسلام اور مسلمانوں کا اعزاز اور شرک اور مشرکین کی تذلیل کرنا چاہی تو ان لوگوں نے وسط ایام تشریق میں عقبہ میں آپ سے ملنے کا وعدہ کیا۔

براء بن معرور

کعب بن مالک سے جو عقبہ میں شریک اور موجود تھے اور جنہوں نے رسول اللہ کے ہاتھ پر اس وقت بیعت کی ہے مروی ہے کہ ہم اپنی قوم کے حاجیوں کے ہمراہ مکہ چلے آئے اس سے پہلے ہم نماز اور مذہب اسلام سے پوری طرح واقف ہو چکے تھے۔ براء بن معرور ہمارے سردار اور بزرگ ہمارے ساتھ تھے، جب ہم اس حج کے ارادے سے مدینہ سے روانہ ہوئے تو براء نے ہم سے کہا لوگو میرے دل میں ایک بات آئی ہے مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ تم بھی اسے مانو گے اور اس پر عمل کرو گے یا نہیں۔ ہم نے پوچھا کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا یہ بات میرے ذہن میں آئی ہے کہ میں اس عمارت یعنی کعبہ کی طرف نماز میں اپنی پشت نہ کیا کروں بلکہ اس کی سمت منہ کر کے نماز پڑھوں۔ ہم نے کہا مگر ہمیں تو نبی صلعم سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ شام کی طرف مواجہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور ہم ان کی مخالفت کرنا نہیں چاہتے۔ براء نے کہا مگر اب تو میں کعبہ ہی کی سمت نماز پڑھوں گا۔ ہم نے کہا مگر ہم آپ کا ساتھ نہیں دے سکتے، جب نماز کا وقت آتا ہم شام کی طرف نماز پڑھتے اور براء کعبہ کی سمت پڑھتے۔ ہم مکہ آئے ہم براء کی اس بات کو معیوب سمجھتے تھے کیونکہ انہوں نے اپنی رائے پر اصرار کیا، مکہ آ کر انہوں نے مجھ سے کہا اے میرے برادر زادے تم مجھے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لے چلو تاکہ میں دریافت کروں کہ اثنائے سفر میں جو کچھ میں نے کیا وہ درست ہے یا نہیں۔ بخدا میرے دل میں تم لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے اس بات کے متعلق ایک کھٹک پیدا ہو گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ صاف ہو جائے۔ ہم رسول اللہ کو دریافت کرتے ہوئے چلے۔ ہم آپ کو پہچانتے نہ تھے اور اب تک آپ کو ہم نے نہیں دیکھا تھا۔

قبلہ کے بارے میں ارشاد نبوی

ایک مکہ والے سے ملاقات ہوئی ہم نے اس سے رسول اللہ کو دریافت کیا اس نے پوچھا کیا تم دونوں ان کو پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا نہیں، اس نے کہا کیا عباس کو پہچانتے ہو، ہم نے کہا ہاں، اور ہم عباس کو اس لئے پہچانتے تھے کہ وہ ہمیشہ تجارت کے لئے ہمارے یہاں آیا کرتے تھے۔ اس نے کہا جب تم مسجد میں داخل ہو گے تو جو شخص عباس بن عبد المطلب کے پاس بیٹھا ہوا ہے وہی رسول ہیں۔ ہم مسجد میں آئے عباس اور ان کے پاس رسول اللہ صلعم بیٹھے تھے۔ ہم سلام کر کے اُن کے پاس بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلعم نے عباس سے پوچھا، ابو الفضل آپ ان کو جانتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں۔ یہ براء بن معرور اپنی قوم کا سردار ہے اور یہ دوسرا کعب بن مالک

ہے۔ میں رسول اللہؐ کے اس قول کو نہیں بھولوں گا کہ آپ نے فرمایا شاعر! عباسؓ نے کہا جی ہاں وہی اب براء نے عرض کیا اے نبی اللہ اسی سفر میں اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت کی اور یہ بات میری سمجھ میں آئی کہ میں اس عمارت کی طرف اپنی پشت نہ کروں۔ اس لئے میں نے اسی کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی میرے دوستوں اور رفیقوں نے اس بات میں میری مخالفت کی، اس وجہ سے اس کے متعلق میرے دل میں خدشہ پیدا ہوا۔ اب آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تم ایک قبلہ پر قائم تھے تم کو اسی پر صبر کرنا چاہیے تھا۔ آپ کے ارشاد سے براء پھر رسول اللہؐ کے قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے لگے اور انہوں نے ہمارے ہمراہ شام کی طرف نماز پڑھی۔ اگرچہ ان کے گھر والے اس بات کے مدعی ہیں کہ براء نے مرتے دم تک کعبہ کی طرف ہو کر نماز پڑھی۔ مگر یہ بات واقعہ کے خلاف ہے۔ ہم اس بات کو ان سے زیادہ جانتے ہیں اب ہم حج کے لئے چلے اور وسط ایام تشریق میں ہم نے عقبہ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا وعدہ کیا۔

عبداللہ بن عمرو ابو جابر

حج سے فارغ ہو کر جب وہ رات آگئی جس میں ہم نے آپ سے ملنے کا وعدہ کیا تھا چونکہ ہمارے ساتھ عبداللہ بن عمرو بن حرام ابو جابر بھی تھا ہم نے اسے اس بات سے آگاہ کر دیا، اب تک ہم اپنی اس بات کو اپنے ساتھی ہم قوم مشرکین سے چھپاتے تھے۔ ہم نے اس سے گفتگو کی اور کہا ابو جابر تم ہمارے سرداروں میں ہو اور ہمارے اشراف ہو اور اس وجہ سے ہم چاہتے ہیں کہ تم کو شرک کی ضلالت سے بچائیں۔ جس میں تم مبتلا ہو تاکہ کل قیامت میں دوزخ کے کندے نہ بنو۔ پھر ہم نے اسے اسلام کی دعوت دی اور بتایا کہ آج عقبہ میں ہمارا رسول اللہؐ سے ملنے کا وعدہ ہے۔ ابو جابر اسلام لے آئے اور ہمارے ساتھ عقبہ گئے۔ یہ نقیب تھے، وہ رات ہم نے اپنی قوم کے ساتھ اپنی قیام گاہ میں بسر کی۔ جب ایک تہائی رات گذر گئی ہم حسب قرارداد رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے اپنی فرود گاہوں سے خفیہ طور پر دبے قدم نہایت خاموشی کے ساتھ ایک ایک کرکے نکلے اور گھاٹی کے پاس والے درے میں جمع ہوئے۔ ہم ستر آدمی تھے ان میں دو عورتیں انہیں کی بیویاں تھیں ایک نسیبہ بنت کعب ام عمارہ یہ بنی مازن بن النجار کی بیویوں میں تھی۔ دوسری اسماء بنت عمرو بن عدی بنی سلمہ کی بیویوں میں سے تھی یہ ہی ام منیع ہے۔ ہم سب درے میں جمع ہو کر رسول اللہؐ کا انتظار کرنے لگے۔ آپ تشریف لائے، آپ کے ساتھ آپ کے چچا عباس بن عبد المطلب تھے۔ اگرچہ یہ اب تک اپنی قوم کے دین پر قائم تھے مگر وہ چاہتے تھے کہ اپنے بھتیجے کے کام میں معترض ہوں اور ان کے لئے پوری طرح اطمینان و اعتماد حاصل کر لیں۔

عباس بن عبد المطلب کا خزرج سے خطاب

سب سے پہلے عباس نے گفتگو شروع کی اور کہا، اے گروہ خزرج عرب انصار کے اس قبیلہ کو، چاہے خزرج ہوں یا اوس

ایک ہی نام خزرج سے موسوم کرتے تھے۔ محمدؐ ہمارے ہیں تم بھی واقف ہو، ہم نے ان کو اپنے ان قوم والوں سے جو میرے مسلک پر ہیں بچایا ہے، اپنی قوم کی وجہ سے ان کی خاص عزت و وقعت ہے وہ اپنے وطن میں امن و حفاظت کے ساتھ ہیں مگر اب وہ اس بات پر بالکل تل گئے ہیں کہ تمہارے یہاں جا رہیں اور وہیں سکونت اختیار کرلیں اگر تم سمجھتے ہو کہ جس غرض سے تم نے ان کو دعوت دی ہے اسے پورا کرو گے اور ان کے مخالفین سے ان کی حفاظت کرو گے تو بیشک تم اس بار کو اٹھالو ورنہ اگر تم سمجھتے ہو کہ تمہارے یہاں چلے جانے کے بعد تم ان کا ساتھ چھوڑ دو گے اور ان کی حمایت سے دست کش ہو جاؤ گے تو بہتر یہ ہے کہ اسی وقت ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ کیونکہ یہاں بھی اپنی قوم کی وجہ سے وہ معزز ہیں اور اپنے وطن میں بحفاظت و اطمینان رہ رہے ہیں۔

بنو خزرج کی یقین دہانی

ہم نے جو کچھ تم نے کہا ہم نے اسے سنا اب آپ رسول اللہ صلعم فرمائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں بخدا آپ جو چاہیں اپنے لئے عہد و پیمان لے سکتے ہیں رسول اللہؐ نے گفتگو شروع کی پھر قرآن پڑھ کر سنایا اللہ کی دعوت دی اور اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی پھر فرمایا میں اس شرط پر تم سے بیعت لیتا ہوں کہ تم میری اس طرح حفاظت کرو گے جس طرح تم اپنی بیوی بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔ اس پر براءؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو بجا طور پر نبی مبعوث فرمایا ہے ہم آپ کی اس طرح حفاظت کریں گے جس طرح کہ ہم اپنی ازاروں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس شرط پر ہم نے رسول اللہ صلعم کی بیعت کی۔ بخدا ہم اہل حرب اور اہل جماعت ہیں اور یہ فخر ہم کو وراثتاً اپنے بزرگوں سے ملتا رہا ہے۔

بارہ نقیب

براءؓ ابھی گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ان کی بات کاٹ کر ابوالہیثم بن تیہان۔ بنی عبد الاشہل کے حلیف نے کہا اے رسول اللہؐ ہمارے اور یہودیوں کے درمیان جو رشتہ اور تعلق ہے ہم اسے قطع کر دینے کے لئے آمادہ ہیں اگر ہم نے ایسا کر دیا اور اللہ نے آپ کو غلبہ عطا فرمایا تو کیا آپ ہمیں چھوڑ کر پھر اپنی قوم کے پاس چلے آئیں گے۔ رسول اللہؐ نے تبسم فرمایا پھر کہا خون، خون۔ بربادی، بربادی میں تم سے اور تم مجھ سے ہو جس سے تم لڑو گے میں لڑوں گا، جس سے تم صلح کرو گے میں صلح کروں گا۔ پھر آپ نے فرمایا تم اپنے میں سے بارہ نقیب مجھے دو کہ میں ان کو ان کی قوم کی نگرانی اور سیاست کے لئے مقرر کروں۔ چنانچہ انہوں نے بارہ نقیب جس میں نو خزرج اور تین اوس کے تھے انتخاب کر دیئے۔

رسول اللہ صلعم نے ان نقیبوں سے فرمایا تم اپنی قوم کے دعدوں کے اسی طرح کفیل ہو جس طرح حواری عیسیٰ کے کفیل تھے اور اپنی قوم کا میں کفیل ہوں۔ انہوں نے کہا اچھی بات ہے ہم اسے قبول کرتے ہیں

بیعت عقبہ ثانی

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب یہ سب جماعت رسول اللہؐ کی بیعت کے لئے آمادہ ہوئی عباس بن عبادہ بن نضلۃ الانصاری نے جو بنی سالم بن عوف کا رشتہ دار تھا سب کو مخاطب کرکے کہا تم ان ذمہ داریوں کو اچھی طرح سمجھ گئے ہو جو ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی وجہ سے تم پر عائد ہونگی، انہوں نے کہا ہاں سمجھ گئے۔ اس نے کہا اس بیعت کے یہ معنیٰ ہیں کہ تم کو تمام دنیا سے لڑنا پڑے گا سب تمہارے دشمن ہو جائیں گے تو اگر ان کی حمایت میں کسی مصیبت کی وجہ سے تمہاری تمام دولت برباد ہو جاوے اور تمہارے تمام اشراف مارے جائیں اور پھر تم ان کا ساتھ چھوڑ دو تو اُس وقت ایسا کرنے سے یہ بہتر ہے کہ اب ہی انکار کردو کیونکہ اقرار کے بعد عدم ایفا کی صورت میں دین و دنیا کی رسوائی ہے اور اگر تم ان تمام مصائب کے پیش آنے کے بعد بھی ایفائے عہد کے لئے آمادہ ہو تو بیشک ان کو اپنے ساتھ لو، اس میں دین و دنیا دونوں کی بھلائی ہے۔ اس پر سب حاضرین نے کہا ہم مال و جان کی مصیبت کو برداشت کرکے آپ کو لیتے ہیں رسول اللہؐ آپ فرمائیں اگر ہم نے آپ کے ساتھ وفا کی ہمیں اس کا کیا اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا جنّت۔ سب نے کہا ہاتھ پھیلائیے۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا اور سب نے آپ کی بیعت کی۔

راوی کا خیال ہے کہ عباسؓ نے یہ تقریر صرف اس لئے کی تھی کہ رسول اللہؐ کی حمایت اور مدافعت کا عہد زیادہ پختگی سے ان کے ذمے عائد ہو، مگر عبداللہ بن ابی بکر کا خیال ہے کہ عباس نے یہ تقریر اس لئے کی تھی کہ اس رات کو وہ لوگ آپ کی بیعت نہ کریں وہ چاہتے تھے کہ عبداللہ بن اُبی بن سلول بھی اس عہد میں شریک ہو تو اس جماعت کی بات زیادہ قوی ہو جائے گی مگر اللہ ہی ان کی نیت سے زیادہ واقف ہے کہ کیا تھی۔ بنی النجّار مدعی ہیں کہ سب سے پہلے ابو امامہ اسعد بن زرارہ نے رسول اللہؐ کے ہاتھ پر بیعت کے لئے ہاتھ رکھا اور بنی عبدالاشہل کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ابوالہیثم بن تیہان نے بیعت کی۔

کعب بن مالک کی روایت

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ سب سے پہلے اس موقع پر براء بن معرور نے رسول اللہؐ کے ہاتھ میں ہاتھ رکھا اور بیعت کی، اسکے بعد تمام جماعت نے متواتر بیعت کی، جب ہم بیعت کر چکے تو میں نے ایسی بلند اور صاف آواز میں جو میں نے کبھی نہ سنی تھی گھاٹی کی چوٹی پر سے شیطان کو یہ کہتے سنا اے اہل جباجب تم کو اس شخص کے ساتھ معاہدہ کرنے اور تبدیل مذہب سے کیا فائدہ ہوگا ہوشیار ہو جاؤ قریش نے تم سے لڑنے کے لئے تصفیہ کر لیا ہے رسول اللہؐ نے فرمایا یہ دشمن خدا کیا بک رہا ہے، یہ اس گھاٹی کا بھوت ہے، یہ شیطانی ہے، اے خدا کے دشمن سُن لے میں بہت جلد اس کام سے فارغ ہو کر تیری خبر لیتا ہوں۔ پھر آپ نے انصار سے کہا ایکم اپنی قیام گاہوں

کو جاؤ، اس موقع پر عباس بن عبادہ بن نضلہ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو واقعی نبی مبعوث فرمایا ہے حکم ہو تو ہم کل صبح ان لوگوں پر جو منیٰ میں ہیں تلواروں سے حملہ کئے دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہمیں اس کا ابھی حکم نہیں دیا گیا ہے اس وقت تو تم اپنی قیام گاہوں کو چلے جاؤ۔

حارث بن مغیرہ اور ابوجابر

ہم اپنی خواب گاہوں کو واپس آ کر سو گئے۔ صبح کو قریش کے بیشتر اصحاب ہمارے پاس آئے اور انہوں نے کہا اے گروہ خزرج ہمیں خبر ملی ہے کہ تم ہمارے اس شخص کے پاس گئے تھے اور تم اسے ہمارے خلاف مرضی یہاں سے لے جانا چاہتے ہو اور تم نے ہم سے لڑنے کے لئے اس کی بیعت کی ہے حالانکہ بخدا تمام قبائل عرب میں اس بات کے لئے کہ وہ ہم میں اور ان میں جنگ کرا دے تم سے زیادہ کوئی ہمارے نزدیک مبغوض نہیں، اس پر ہماری قوم کے جو مشرک ہمارے ساتھ آئے تھے چونک پڑے اور انہوں نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا ہے اور ہم اس سے بالکل بے خبر ہیں اور ان کی بات ٹھیک بھی تھی کیونکہ واقعی ان کو کچھ معلوم نہ تھا۔ خود ہم میں سے ایک نے دوسرے کو دیکھنا شروع کیا، اتنے میں قریش اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ان میں حارث بن ہشام بن المغیرۃ المخزومی بھی تھا وہ نئے جوتے پہنے تھا میں نے اپنی قوم کی کہی ہوئی بات میں شرکت کے لئے یہ بات کہی کہ اے ابوجابر تم بھی ہمارے سردار ہو کیا تم اس قریشی کے ایسے جوتے نہیں خرید سکتے۔ حارث نے یہ بات سن پائی اس نے وہ جوتے پاؤں سے نکال کر میری طرف پھینکے اور کہا کہ بخدا اب تم کو یہ پہننا پڑیں گے ابوجابر نے مجھ سے کہا ذرا خاموش رہو تم نے اسے ناراض کر دیا، اس کے جوتے واپس دے دو۔ میں نے کہا ہرگز نہیں یہ تو ہمارے لئے اچھی فال ہے اگر یہ پوری ہوئی تو دیکھنا کہ قتل کے بعد میں اس کے لباس اور اسلحہ کو اتاروں گا۔

عقبہ کے متعلق یہ مذکورہ بالا بیان بن مالک کا ہے۔ ابوجعفر کہتے ہیں اور ابن اسحاق کے علاوہ دوسروں نے بھی یہ بیان کیا ہے کہ انصاری ذوالحجہ میں بیعت کے لئے رسول اللہ کی خدمت میں آئے ان کے جانے کے بعد اس سال کے ذی الحجہ کا بقیہ زمانہ محرم اور صفر رسول اللہ مکہ میں رہے۔ ربیع الاوّل میں آپ ہجرت کر کے مدینہ روانہ ہوئے اور دوشنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاوّل کو آپ مدینہ پہنچے ۔

باب ۳

ہجرت

ہجرت مدینہ کی اجازت

عروہ سے مروی ہے کہ نبی صلعم کی ہجرت مدینہ سے پہلے جب مہاجرین حبشہ میں سے کچھ لوگ مکہ آگئے اور یہاں بھی مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا اور مدینہ میں بہت سے انصار اسلام لے آئے اور وہاں اسلام اچھی طرح پھیل گیا اور مدینہ والے مکہ میں رسول اللہؐ کی خدمت میں آنے لگے، قریش نے آپس میں یہ طے کیا کہ ان کو ستائیں اور حملہ کریں چنانچہ انہوں نے انصار کو پکڑ لیا اور دق کرنے لگے۔ اس سے انصار کو بڑی تکلیف اور اذیت ہوئی۔ یہ آخری مصیبت تھی جو مسلمانوں کو اٹھانا پڑی۔ دو وقت بڑی مصیبت کے آئے ایک وقت جبکہ رسول اللہؐ نے مجبور ہو کر مسلمانوں کو ہجرت کر کے حبشہ جانے کی اجازت دی اور ایک اب جبکہ انہوں نے حبشہ سے واپس آکر اہل مدینہ کو رسول اللہ کی خدمت میں آتا دیکھا اور اس وجہ سے ان کو ستایا گیا اسی کے بعد مدینہ کے ستر نقیب جو وہاں کے مسلمانوں کے سردار تھے حج کے زمانہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عقبہ میں آپ کی بیعت کی اور اس شرط پر کہ ہم اور آپ ایک ہیں اگر آپ یا آپ کے صحابہ میں سے جو ہمارے یہاں چلا آئے گا ہم اس کی اپنی جانوں کی طرح حفاظت اور مدافعت کریں گے انہوں نے آپ سے عہد و پیمان کئے۔ اس وقت پھر قریش نے مسلمانوں پر سختیاں شروع کیں اور رسول اللہ صلعم نے اپنے صحابہ کو مدینہ جانے کا حکم دے دیا یہ دوسرا فتنہ ہے جس میں آپ نے اپنے صحابہ کو مدینہ بھیجا اور خود آپ بھی مکہ سے نکل کھڑے ہوئے اسی کے متعلق اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں وقاتلوھم حتیٰ لا یکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ (تم ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور سب اللہ کے مطیع ہو جائیں)

سعد بن عبادہ

عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ قریش عبداللہ بن ابی سلول کے

پاس گئے اور اس سے وہی کہا جسے کعبؓ بن مالک نے بیان کیا ہے۔ اس نے قریش سے کہا یہ تو بڑی بات ہے میں نہیں سمجھتا کہ بغیر میرے میری قوم نے ایسا کیا ہو مجھے اس کی کچھ خبر نہیں، اس جواب پر قریش واپس چلے گئے، سب لوگ منیٰ سے اپنی اپنی راہ ہو گئے مگر قریش نے اس خبر کی ٹوہ لگائی تو ان کو معلوم ہوا کہ وہ بالکل سچ تھی، اب وہ خزرج کے تعاقب میں چلے، انہوں نے سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج کے عزیز قریب کو حاجر میں جالیا، منذر ان کی گرفت سے نکل گیا مگر سعد کو انہوں نے پکڑ لیا اور اسی کے کجاوے کے تسموں سے اس کی مشکیں باندھ کر مارتے ہوئے اور سر کے بالوں سے جو بڑے بڑے تھے گھسیٹتے ہوئے مکہ لائے۔

سعد بن عبادہ کی رہائی

سعد سے مروی ہے کہ جب میں ان کے ہاتھوں میں جکڑا ہوا تھا کہ قریش کے چند آدمی وہاں آئے، ان میں ایک نہایت حسین، وجیہ گورے رنگ کا مقبول صورت شخص بھی تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اگر اس ساری جماعت میں کوئی بھی بھلا آدمی ہو سکتا ہے تو یہ شخص ہو سکتا ہے۔ مگر میرے قریب آکر اس نے دونوں ہاتھوں سے نہایت سخت تھپڑ مجھے مارا۔ میں نے دل میں کہا جب اس کا یہ حال ہے تو دوسروں سے کیا بھلائی کی امید کی جا سکتی ہے۔ مجھے پکڑے ہوئے وہ گھسیٹتے لئے جا رہے تھے کہ ان میں ایک شخص نے موقع سے میرے قریب آکر کہا کیا کسی قریشی سے رسم اور دوستی نہیں ہے۔ میں نے کہا کیوں نہیں، میں اپنے وطن میں جبیر بن مطعم بن عدی بن عبد مناف کے کارندوں کو جو تجارت کے لئے وہاں آتے پناہ دیتا تھا اور کسی کو ان پر زیادتی نہیں کرنے دیتا تھا اور حارث بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف سے بھی میرا یہی سلوک تھا۔ اس شخص نے کہا پھر کیا ہے تم ان دونوں کا نام بلند آواز سے لو اور اپنے ان مراسم کا اظہار کرو۔ میں نے اس کی تجویز پر عمل کیا، وہ شخص ان دونوں کی تلاش میں چلا گیا اور وہ اسے کعبہ کے پاس مسجد حرام میں مل گئے۔ اس نے ان سے کہا کہ ایک خزرجی کو ابطح میں پیٹا جا رہا ہے اور وہ تمہاری دہائی دے رہا ہے اور کہتا ہے کہ تمہارے اس سے خاص مراسم ہیں۔ انہوں نے پوچھا وہ کون ہے اس شخص نے کہا سعد بن عبادہ۔ وہ دونوں کہنے لگے بے شک وہ سچا ہے وہ اپنے وطن میں ہمارے تجارتی کارندوں کو پناہ دیتا تھا اور ان کو ظلم سے بچاتا تھا۔ وہ دونوں ابطح آئے اور انہوں نے سعد کو قریش کے ہاتھوں سے چھڑا لیا اور سعد اپنی راہ چل دیئے۔ جس شخص نے ان کے تھپڑ مارے تھے وہ بنی عامر بن لوی کا عزیز سہیل بن عمرو تھا۔

انصار کا اظہار اسلام

مدینہ آکر انصار نے علانیہ طور پر اسلام کا اظہار کر دیا، ان کی قوم میں ایک کچھ بڈھے مشرک چلے آتے تھے ان میں عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ بھی تھا

مگر اس کا بیٹا معاذ بن عمرو اپنی قوم کے دوسرے جوانوں کے ساتھ عقبہ میں شریک اور رسول اللہ صلعم کے ہاتھ پر بیعت کر چکا تھا۔ عقبہ میں دو بیعتیں ہوئیں، پہلی بیعت التوائے جنگ کے ساتھ تھی جیسا کہ عبادہ بن الصامت کی روایت سے ظاہر ہو چکا ہے اور دوسری بیعت کالے گوروں سے جنگ کی شرط پر ہوئی کیونکہ اب اللہ نے کفار سے جہاد کی اجازت دے دی تھی جیسا کہ عروہ بن الزبیر کی روایت سے ظاہر ہے۔

عبادہ بن الصامت سے جو نقیبوں میں تھے مروی ہے کہ دوسری مرتبہ ہم نے جنگ کی شرط پر رسول اللہؐ کی بیعت کی، یہ عبادہ ان بارہ آدمیوں میں تھے جنھوں نے عقبہ اولیٰ میں رسول اللہؐ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

مسلمانوں کی ہجرت مدینہ

جب اللہ عزوجل نے اپنے رسولؐ کو لڑائی کی اجازت ان آیات سے دی وقاتلوھم حتیٰ لاتکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للّٰہ اور انصار نے حسب بیان سابق آپ کی بیعت کر لی، آپ نے ان مسلمان صحابہ کو جو آپ کے ساتھ مکہ میں تھے اجازت مرحمت فرمائی کہ وہ ہجرت کر کے اپنے انصار بھائیوں کے پاس مدینہ چلے جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے ان کو تمہارا بھائی بنایا ہے اور مدینہ تمہارے لئے امن ہے، اس اجازت کے بعد مسلمان رفتہ رفتہ مدینہ جانے لگے۔ مگر خود رسول اللہ صلعم مکہ میں رہے اور انتظار کرنے لگے کہ جب ان کے رب کے پاس سے ان کو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جانے کی اجازت ملے تو خود بھی جائیں۔ صحابہ میں سے قبیلہ قریش کے خاندان بنی مخزوم میں سے سب سے پہلے ابوسلمہ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم نے مدینہ ہجرت کی، یہ اصحاب عقبہ کی بیعت سے ایک سال قبل مدینہ ہجرت کر کے چلے گئے تھے۔ یہ حبشہ سے رسول اللہؐ کے پاس مکہ آئے، جب قریش نے ان کو ستایا اور ان کو انصار کے اسلام لے آنے کی خبر ہوئی ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے۔ ان کے بعد مہاجرین میں سب سے پہلے عامر بن ربیعہ جو بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی حشمہ بن غانم بن عبد اللہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی ان کعب کے ساتھ مدینہ آئے، پھر عبد اللہ بن جحش بن رماب اور ابو احمد بن جحش مدینہ آئے، آخر الذکر نابینا تھے، مگر اس کے باوجود مکہ کے اعلیٰ اور اسفل میں بغیر رہبر کے پھرا کرتے تھے۔ ان کے بعد پھر تو رفتہ رفتہ مسلسل اصحاب رسول اللہؐ مدینہ جانے لگے مگر خود آپ مہاجرین صحابہ کے چلے جانے کے بعد بھی اللہ کی اجازت کے انتظار میں ٹھہرے رہے۔ علیؓ بن ابی طالب اور ابوبکرؓ بن ابی قحافہ کے علاوہ اور جو مہاجرین میں سے مکہ میں رہ گئے تھے ان کو قریش نے یا تو گرفتار کر کے قید کر دیا تھا یا ان کو سخت مصیبت میں مبتلا کیا تھا ابوبکرؓ نے بارہا رسول اللہؐ سے ہجرت کی اجازت مانگی مگر آپ نے فرمایا جلدی نہ کرو شاید اللہ تمہارا کوئی اور ساتھی بھی کر دے اس بات سے ابوبکرؓ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ شاید خود رسول اللہؐ ہی ساتھی ہوں۔

کفار کی مجلس مشاورت

قریش نے جب دیکھا کہ ان کے ملک کے علاوہ دوسرے ملک میں رسول اللہ ؐ کے بہت سے پیرو اور ساتھی پیدا ہو گئے ہیں اور مہاجرین ان کے پاس چلے جا رہے ہیں۔ ان کو محسوس ہوا کہ مسلمانوں کو اچھی پناہ گاہ مل گئی ہے جہاں ان کا قابو نہیں چل سکتا۔ اب ان کو خود رسول اللہ کا مکہ سے چلے جانے کا خوف دامنگیر ہوا اور یہ بات بھی ان کو معلوم ہو گئی کہ آپ نے مدینہ جا کر قریش سے لڑائی کا تہیہ کر لیا ہے۔ قریش اس صورت حال پر غور کرنے کے لئے اپنی مجلس میں جو قصی بن کلاب کا گھر تھا اور جہاں مشورہ کئے بغیر وہ کوئی معاملہ طے نہیں کرتے تھے جمع ہوئے تاکہ رسول اللہ ؐ کے معاملہ پر باہم مشورہ کریں اس کے متعلق ابن عباس سے مروی ہے کہ جب قریش نے رسول اللہ ؐ کے معاملہ پر اپنی قومی مجلس میں جمع ہو کر مشورہ اور تصفیہ کرنے کا فیصلہ کر لیا، وہ مقررہ دن میں جو زحمہ تھا صبح کو وہاں جمع ہو گئے۔ ابلیس ایک بڑے بزرگ شیخ کی شکل میں سر پر ایک پرانا کپڑا ڈالے سامنے آیا اور مجلس کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ قریش نے اسے دروازہ پر کھڑا دیکھ کر پوچھا تم کون ہو، اس نے کہا میں نجد کا ایک شیخ ہوں، جس کام کے لئے تم جمع ہوئے ہو مجھے اس کی اطلاع ہوئی تو آ گیا ہوں کہ تمہاری گفتگو سنوں شاید میں بھی کوئی عمدہ مشورہ اور نصیحت کی صلاح دے سکوں۔ قریش نے کہا بہتر ہے آئیے۔ وہ بھی ان کے ساتھ مجلس میں آیا وہاں قریش کے تمام اشراف بلا استثناء جمع تھے، ان کے ہر قبیلہ کے عمائد موجود تھے۔

حضرت محمد ؐ کے خلاف منصوبے

بنی عبد شمس میں سے ربیعہ کے بیٹے شیبہ اور عتبہ تھے اور ابوسفیان بن حرب تھا۔ بنی نوفل بن عبد مناف میں سے طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم اور حارث بن عامر بن نوفل تھے۔ بنی عبدالدار بن قصی میں سے النضر بن حارث بن کلدہ تھا۔ بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے ابوالبختری بن ہشام، زمعہ بن الاسود بن المطلب اور حکیم بن حزام تھے۔ بنی مخزوم میں سے ابوجہل بن ہشام بنی سہم میں سے حجاج کے بیٹے نبیہ اور منبہ۔ بنی جمح میں سے امیہ بن خلف تھا۔ ان کے علاوہ اور بہت سے بے شمار قریش اور دوسرے لوگ جمع تھے۔ اب گفتگو شروع ہوئی، کسی نے کہا اس شخص کی حالت سے تم سب واقف ہو ہمیں اس بات کا بھی خطرہ ہو گیا ہے کہ کہیں یہ اچانک ہمارے اغیار لے کر جو اس کے پیرو ہیں ہم پر حملہ نہ کر دے لہٰذا اب کیا ہونا چاہئیے اس کا تصفیہ کیجئے۔ اس پر مشورہ ہونے لگا۔ کسی نے کہا اسے بیڑیاں پہنا کر قید کر دو اور اس پر سے دروازہ کو تیغا کر دو اور اسی حالت میں اس کے لئے موت کا انتظار کرو۔ آخر اس جیسے دوسرے شعراء زہیر اور نابغہ وغیرہ کو موت آئی اسے بھی آئے گی۔ شیخ نجدی نے کہا بخدا میری رائے یہ نہیں، اگر اس طرح تم اسے قید کر دو گے اس کی اطلاع ضرور اس کے دوستوں اور پیرووں کو ہو جائے گی، وہ تم پر حملہ کر کے اسے چھڑا لیں گے اور پھر اس طرح تم پر امنڈ آئیں گے کہ تمہارے یہ تمام

منصوبے خاک میں مل جائیں گے، یہ رائے مناسب نہیں کوئی اور بات سوچو۔ اب پھر مشاورت ہونے لگی۔
ایک نے کہا ہم اسے یہاں سے نکال کر خارج البلد کئے دیتے ہیں جب وہ یہاں سے چلا جائے تو
پھر ہمیں اس کی پروا نہیں کہ کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ ہمیں اس کی اذیت سے فراغت اور
اس کی طرف سے اطمینان ہو جائے گا اور ہماری بات پھر جب سابق بن آئے گی۔ شیخ نجدی نے کہا
بخدا یہ ہرگز تمہارے لئے مفید مشورہ نہیں۔ کیا تم اس کی شیریں گفتاری سحر بیانی اور قلوب کو موہ لینے کی قوت
تسخیر سے واقف نہیں ہو اگر تم نے اس رائے پر عمل کیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ عرب کے کسی بڑے قبیلہ
کے پاس جائے گا اور اپنی سحر بیانی اور شیریں کلامی سے ان کو مسخر کرے گا۔ وہ تمہارے مقابلہ پر
اس کے ساتھ ہو جائیں گے، پھر ان کو ساتھ لے کر تم پر چڑھ آئے گا تم کو پامال کر دے گا تمہاری حکومت
چھین لے گا اور پھر جو چاہے گا تم سے سلوک کرے گا۔ اس معاملہ پر پھر مشورہ کرو اور کوئی
دوسری تجویز سوچو۔

ابوجہل کی تجویز

ابوجہل بن ہشام نے کہا کہ ایک بات ایسی میری سمجھ میں آئی ہے جس پر اب تک
تم میں سے کسی کا خیال نہیں گیا۔ حاضرین مجلس نے کہا ابوالحکم بیان کرو کیا بات ہے
اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ تم ہر قبیلہ میں سے ایک ایک نہایت دلیر نجیب اور شریف جوانمرد کا انتخاب
کر لو پھر ان جوانمردوں میں سے ہر ایک کو ہم ایک شمشیر براں دیں، یہ جماعت اس کے پاس جائے اور سب مل کر
ایک وار میں اس کا کام تمام کر دیں۔ اس طرح ہم کو ہمیشہ کے لئے اس کی طرف سے چین نصیب ہو جائے گا اور
چونکہ ایک جماعت بیک وقت اسے قتل کرے گی اس لئے اس کا قصاص تمام قبائل کے ذمے ہو گا کسی ایک کے
ذمہ نہ رہے گا اور بنو عبد مناف میں پھر یہ قدرت نہ ہو گی کہ اس کے لئے سب قبیلوں سے لڑیں لامحالہ دیت
قبول کرنے پر مجبور ہوں گے۔ ہم خوشی سے اس کا خون بہا سب کی طرف سے ادا کر دیں گے۔ شیخ نجدی نے کہا
بیشک یہ شخص صائب الرائے ہے اس کی رائے قابل عمل ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بات تمہارے لئے
مفید نہیں۔ اس تصفیہ پر مجلس برخاست اور منتشر ہو گئی۔

حضرت محمدؐ کی روانگی

حضرت جبرئیل نے رسول اللہؐ سے آ کر کہا کہ آپ آج رات اپنے اس بستر پر جس پر
آپ معمولاً استراحت فرماتے ہیں نہ سوئیں۔ چنانچہ جب قرار داد عشا کے بعد کفار
آپ کے دروازہ پر جمع ہوئے اور تاک میں لگے کہ جب آپ سو جائیں وہ حملہ کر کے آپ کو ختم کر دیں۔ رسول اللہؐ نے
جب دیکھا کہ کفار آ گئے ہیں تو انہوں نے علیؓ ابن ابی طالب سے کہا تم میرے بستر پر سو جاؤ اور میری سبز حضرمی اونی
چادر اوڑھ لو اور سو جاؤ تم کو ان کی طرف سے کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ رسول اللہ صلعم جب سوتے تھے تو یہی اسی

چادر کو اوڑھتے تھے۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس قصہ میں اس مقام پر بعض راویوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ رسول اللہؐ نے علیؓ بن ابی طالب سے یہ بھی کہا کہ اگر ابن ابی قحافہ تمہارے پاس آئے تو اس سے کہہ دینا کہ میں جبل ثور جاتا ہوں تم میرے پاس آ جاؤ تم مجھے کھانا بھی بھیجنا، کرایہ کا ایک رہنما بھیجنا جو مجھے مدینہ کے راستے لے جائے اور ایک اونٹنی بھی میرے لئے خرید لینا۔ یہ ہدایات دے کر رسول اللہؐ چلے گئے جو لوگ آپ کے انتظار میں چھپے بیٹھے تھے ان کی آنکھیں پٹ کر دی گئی تھیں ان کو کچھ نظر نہ آیا اور آپ ان کے سامنے سے نکل گئے۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ اس غرض سے جو لوگ جمع ہوئے تھے ان میں ابو جہل بن ہشام بھی تھا یہ سب رسول اللہؐ کے دروازے پر جمع تھے، ابوجہل نے اس وقت ان سے کہا کہ محمدؐ مدعی ہے کہ اگر تم اس کی بات مان کر اس کے پیرو ہو جاؤ تو عرب و عجم کے مالک ہو جاؤ گے اور مرنے کے بعد پھر زندہ کئے جاؤ گے۔ اور تم کو اردن کے ایسے باغ دیئے جائیں گے اور اگر تم میری بات نہ مانو گے تو ذبح کر دیئے جاؤ گے اور مرنے کے بعد زندہ کئے جاؤ گے اور پھر تم کو آگ میں جلایا جائے گا۔ اتنے میں رسول اللہ صلعم برآمد ہوئے آپ نے ایک مٹھی مٹی اٹھائی اور پھر کہا ہاں میں کہتا ہوں اور جو آگ میں جلائے جائیں گے ان میں کا ایک تو ہے۔

کفار کی ناکامی اللہ نے ان کو اندھا کر دیا آپ ان کو نظر نہیں آئے، آپ اس مٹی کو ان کے سروں پر ڈالتے اور یہ آیات تلاوت فرماتے جاتے تھے یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (یٰسٓ۔ قسم ہے قرآن کی جو حکمت سے معمور ہے بلا شبہ تم مرسل ہو اور سیدھے راستے پر ہو) اللہ کے قول وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ تک (اور ہم نے ان کے سامنے اور عقب سے ایک دیوار حائل کر دی اور پھر ان کو بند کر دیا کہ وہ کچھ نہیں دیکھ پاتے تھے) جب آپ ان آیتوں کی تلاوت سے فارغ ہوئے ان میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ تھا کہ آپ نے اس کے سر پر مٹی نہ ڈال دی ہو، پھر آپ جہاں جانا چاہتے تھے چلے گئے کسی دوسرے ایسے شخص نے جو ان لوگوں کے ساتھ نہ تھا آ کر ان سے کہا کہ تم یہاں کس کا انتظار کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا محمدؐ کا۔ اس نے کہا اللہ نے تمہارے منصوبے خاک میں ملا دیئے محمدؐ تمہارے سامنے سے چلے گئے اور انہوں نے تم میں ہر شخص کے سر پر مٹی ڈال دی، وہ اپنی راہ چلے گئے تمہیں کچھ خبر ہے کہ تمہارے سروں پر کیا ہے۔ ہر ایک نے ہاتھ لگا کر دیکھا اس پر مٹی ملی اب انہوں نے تانک جھانک شروع کی اندر دیکھا کہ علیؓ رسول اللہؐ کی چادر تانے بستر پر سو رہے ہیں، کہنے لگے کہ ضرور یہ محمدؐ ہے جو اپنی چادر اوڑھے سو رہا ہے۔ صبح تک وہیں کھڑے انتظار کرتے رہے صبح کو علیؓ بستر پر سے اٹھے، اب ان کو معلوم ہوا کہ جو بات ان سے کہی گئی تھی وہ سچ تھی۔

ہجرت سے متعلق آیات قرآنی کا نزول اس دن جو قرآن نازل ہوا اس میں یہ تھا وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ

کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک و یمکرون و یمکر اللہ واللہ خیر الماکرین) اور جب کفار نے تمہارے ساتھ یہ چال کی کہ وہ تم کو روک لیں یا قتل کر دیں یا خارج البلد کر دیں، وہ چال چلتے ہیں اور اللہ بھی چال کرتا ہے اور اللہ بہتر چال چلنے والا ہے) اور اللہ کا یہ قول نازل ہوا: ام یقولون شاعر نتربص به ریب المنون قل تربصوا فانی معکم من المتربصین (کیا وہ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے جس کی موت کا ہمیں انتظار ہے کہہ دو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں)۔

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ابوبکرؓ علیؓ کے پاس آئے اور ان سے نبی صلعم کو دریافت کیا، علیؓ نے کہا کہ وہ غار ثور چلے گئے ہیں تم چاہو تو وہاں ان کے پاس چلے جاؤ۔ ابوبکرؓ تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے رسول اللہؐ کے پیچھے چلے اور اثنائے راہ ہی میں آپؐ کے ساتھ آملے۔ رسول اللہؐ نے رات کی تاریکی میں ابوبکرؓ کی چاپ سنی آپ نے سمجھا کہ کوئی مشرک آرہا ہے اس خیال سے آپ قدم بڑھا کر بڑی سرعت سے چلنے لگے جس سے آپ کے جوتے کا اگلا حصہ پھٹ گیا اور ایک پتھر کی ٹھوکر سے پاؤں کا انگوٹھا زخمی ہوا جس سے بہت زیادہ خون بہنے لگا اور آپ نے رفتار میں اور تیزی کر دی، ابوبکرؓ کے دل میں خیال آیا کہ اس طرح میرے تعاقب سے آپ کو تکلیف ہوگی، انہوں نے بلند آواز سے آپ سے کلام کیا، رسول اللہ نے ان کو پہچان لیا اور کھڑے ہو گئے جب وہ آپ کے پاس آگئے تو پھر دونوں چلے۔ رسول اللہ صلعم کا تمام پاؤں خون سے بھر گیا تھا اسی طرح صبح ہوتے ہوتے آپؐ غار ثور پہنچے اور اس کے اندر چلے گئے۔

کفارِ مکہ اور حضرت علیؓ

دوسری طرف صبح کے وقت وہ مشرک جو آپؐ کی تاک میں تھے آپ کے گھر میں گھسے علیؓ بستر پر سے اٹھ کھڑے ہوئے قریب جا کر انہوں نے پہچانا کہ یہ علیؓ ہیں انھوں نے پوچھا کہ تمہارے صاحب کہاں ہیں علیؓ نے کہا میں نہیں جانتا کیا میں ان کا پاسبان تھا کہ نگرانی کرتا تم نے ان سے کہا تھا کہ یہاں سے چلے جاؤ وہ چلے گئے۔ مشرکین نے ان کو خوب ڈانٹا مارا اور مسجد لے جا کر تھوڑی دیر رکھا اور پھر چھوڑ دیا۔ اللہ نے اپنے رسولؐ کو ان کی سازش سے بچا لیا اور اسی بیان میں یہ آیات نازل فرمائیں واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک و یمکرون و یمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔

حضرت ابوبکرؓ کی رفاقت

اب اللہ نے رسول اللہ کو ہجرت کی اجازت دے دی۔ عروہ سے مروی ہے کہ جب صحابہ مدینہ روانہ ہوئے قبل اس کے کہ خود رسول اللہ جائیں اور قبل اس کے کہ وہ آیت نازل ہو جس میں مسلمانوں کو قتال کا حکم دیا گیا ابوبکرؓ نے آپؐ سے مدینہ جانے کی اجازت مانگی، اس سے پہلے جب آپؐ کے صحابہ مدینہ جا رہے تھے آپ نے ابوبکرؓ کو جانے کی اجازت نہیں دی تھی اور اس وقت بھی ان کو

روک دیا اور فرمایا میرا انتظار کرو ممکن ہے کہ مجھے بھی یہاں سے چلے جانے کی اجازت ہو جائے۔ ابوبکرؓ صحابہ کے ساتھ مدینہ جانے کے لئے دو اونٹنیاں خرید لی تھیں، جب رسول اللہ نے ان سے کہا کہ میرا انتظار کرو کیونکہ مجھے امید ہے کہ میرا رب مجھے بھی جانے کی اجازت دے دے گا۔ انہوں نے ان اونٹنیوں کو اپنے پاس ہی رہنے دیا اور خود رسول اللہ کی معیت اور رفاقت کے انتظار میں ان کو خوب چرا کر موٹا کر لیا مگر جب روانگی کے انتظار میں بہت دیر لگ گئی، ابوبکرؓ نے آپؐ سے کہا کیا آپ کو امید ہے کہ آپ کو اجازت مل جائیگی؟ رسول اللہؐ نے فرمایا ہاں، اس بات کو بھی بہت دن گذر گئے اس کے متعلق عائشہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن ظہر کے وقت ہم اپنے گھر میں تھے اور ابوبکرؓ کے پاس سوائے ان کی دو بیٹیوں اور میرے اور اسماء کے کوئی اور نہ تھا کہ ٹھیک دوپہر کے وقت رسول اللہ صلعم ہمارے یہاں تشریف لائے، آپ روزانہ بلاناغہ صبح یا شام ہمارے گھر آیا کرتے تھے، ابوبکرؓ نے آپؐ کو اس وقت آتا دیکھ کر کہا اے نبیؐ اللہ ضرور کوئی بات ہے جس کے لئے آپؐ نے اس وقت زحمت گوارا فرمائی ہے، اندر آکر آپؐ نے فرمایا ابوبکر جو یہاں ہو اسے ہٹا دو۔ ابوبکرؓ نے کہا یہاں کوئی مخبر نہیں ہے یہ دونوں میری بیٹیاں ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ نے مجھے مدینہ جانے کی اجازت دیدی ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا تو مجھے رفاقت کا شرف عطا ہو۔ آپؐ نے فرمایا ہاں تم میرے ساتھ چلنا۔ ابوبکرؓ نے کہا آپ میری اونٹنیوں میں سے ایک لے لیجئے یہ دونوں وہی اونٹنیاں تھیں جن کو وہ اسی غرض کے لئے چرا کر تیار کر رہے تھے تاکہ جب رسول اللہ کو جانے کی اجازت ہو انہیں پر سوار ہوں۔ ابوبکرؓ نے ان میں سے ایک آپ کو دی اور کہا رسول اللہ اسے قبول فرمائیے اور اسی پر آپ سفر کریں آپؐ نے فرمایا اچھا ہم نے اسے قیمتاً لے لیا۔

عامر بن فہیرہ

عامر بن فہیرہ ازد کا ایک غلام زادہ تھا یہ ابوالحارث بن الطفیل۔ طفیل بن عبداللہ سخبرہ کا جو عائشہؓ بنت ابی بکرؓ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کا اخیافی بھائی تھا، پروردہ تھا۔ عامر بن فہیرہ مسلمان ہو گیا یہ اب تک غلام تھا۔ ابوبکرؓ نے اسے خرید کر آزاد کر دیا یہ نہایت مخلص مسلمان تھا۔ رسول اللہ صلعم اور ابوبکرؓ مکہ سے چل نکلے۔ ابوبکرؓ کا بکریوں کا ایک گلہ تھا جسے عامر چرایا کرتا تھا اور شام کو ابوبکرؓ کے گھر لے آتا تھا۔ اب ابوبکرؓ نے اسے گلہ کے ساتھ جبل ثور بھیج دیا۔ عامر ان کی بکریوں کو شام کے وقت رسول اللہ صلعم کے پاس غار ثور میں لے جاتا تھا۔ یہ وہ ہی غار ہے جس کا نام اللہ نے قرآن میں لے لیا۔

غار ثور میں قیام

اس کے بعد ان دونوں حضرات نے بنی عبد بن عدی کے قبیلہ بنی سہم کے خاندان عاص بن وائل کے ایک شخص کو جو قریش کا حلیف اور اب تک مشرک تھا مگر چونکہ انہوں نے راستہ سے واقفیت کی وجہ سے اس کام کے لئے اجرت پر مقرر کر لیا تھا اپنی سواریاں

پر روانہ کر دیا۔ جن راتوں میں یہ دونوں حضرات غار ثور میں مقیم رہے عبداللہ بن ابی بکر رات کے وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور مکہ کی تمام خبریں ان سے بیان کرتے اور پھر صبح کو مکہ میں آ جاتے عامر روزانہ سرِ شام بکریوں کا گلہ ان دونوں حضرات کے پاس لے جاتا وہ اس کا دودھ دوہ لیتے اور عامر تڑکے گلہ کو لے کر وہاں سے نکل کھڑا ہوتا اور صبح ہوتے دوسرے لوگوں کے گلوں میں آملتا۔ اس کی ترکیب سے کسی کو اس کے متعلق شبہ ہی پیدا نہ ہوا۔

مدینہ کو روانگی

جب سب ان کی جانب سے خاموش ہو رہے اور ان حضرات کو اس کی اطلاع ہوئی۔ ان کا اونٹ والا اونٹ لے کر ان کے پاس آیا اور اب یہ یہاں سے مدینہ روانہ ہوئے، عامر بن فہیرہ کو بھی ابو بکرؓ نے راستے میں خدمت گذاری اور مدد کے لئے اپنے ساتھ لے لیا۔ ابو بکرؓ اس کو اپنے ساتھ اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھاتے تھے اس طرح دونوں کے ساتھ اس سفر میں سوائے اس عامر بن فہیرہ اور بنی عدی کے اس راہنما کے اور کوئی نہ تھا۔ یہ مکہ کے زیریں سے ان کو نکال لے گیا۔ پھر وہ ان کو عسفان کے اسفل میں ساحل سمندر کے مقابل لے آیا یہاں سے بڑھ کر قدید گذر جانے کے بعد اب وہ پھر ان ہمراہیوں کو عام راستے کے قریب لے آیا پھر خرار ہوتا ہوا مرہ کے درّے پر سے گذرا۔ یہاں سے اس نے حمق اور روحاء کے راستوں کے درمیان والا مدلجہ والا راستہ اختیار کیا اس کے بعد اس نے عرج کا راستہ پکڑا اور رکوبہ کی داہنے جانب غابر نام چشمہ پر سے گذر کر بطن رئم کے سامنے سے ہوتا ہوا دوپہر سے قبل مدینہ میں بنی عمرو بن عوف کے مکانات کو آگیا۔ صرف دو روز رسول اللہ صلعم نے ان کے یہاں قیام کیا مگر خود یہ لوگ مدعی ہیں کہ آپؐ نے اس سے زیادہ ان کے پاس قیام فرمایا ہے۔ اس کے بعد پھر اس نے آپ کی سواری کی مہار ہاتھ میں لی اور خود اس کے آگے ہوا، اونٹ اس کے پیچھے ہو لیا۔ اسی طرح اب وہ بنی النجار کے محلہ میں آیا یہاں ان کو رسول اللہ صلعم نے اونٹ کا ایک اصطبل جوان کے گھروں کے درمیان تھا بنایا۔

حضرت عائشہؓ کی روایت

حضرت عائشہؓ زوجہ رسول اللہ صلعم سے مروی ہے کہ آپ بلاناغہ روزانہ صبح یا شام ابو بکرؓ کے گھر تشریف لایا کرتے تھے جس روز اللہ نے آپ کو ہجرت کی اجازت دی آپ اس روز ٹھیک دوپہر میں ایسے وقت ہمارے یہاں آئے کہ جس وقت آپ کبھی تشریف نہیں لایا کرتے تھے، ابو بکرؓ نے دیکھتے ہی کہا ضرور کوئی خاص بات پیش آئی ہے کہ رسول اللہ صلعم اس وقت آئے ہیں، جب آپؐ اندر گئے ابو بکرؓ اپنے بستر سے اٹھ گئے اور رسول اللہ صلعم بیٹھ گئے اس وقت میرے اور میری بہن اسماء کے علاوہ اور کوئی ہمارے گھر میں نہ تھا۔ رسول اللہ صلعم نے ابو بکرؓ سے کہا کہ جو لوگ یہاں ہیں ان کو یہاں سے اٹھا دو۔ ابو بکرؓ نے کہا، اے اللہ کے نبیؐ یہ تو میری

بیٹیاں ہیں، آپؐ پر میرے ماں باپ فدا ہوں یہ فرمائیے کیا بات ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ نے مجھے سفر اور ہجرت کی اجازت دے دی ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا تو مجھے صحبت کا شرف مرحمت ہو۔ آپؐ نے فرمایا ہاں تم میرے ساتھ چلنا۔ اب تک میں اس بات سے واقف نہ تھی کہ کوئی شخص خوشی سے بھی رو یا کرتا ہے مگر آج میں نے ابوبکرؓ کو فرطِ مسرت سے روتے ہوئے دیکھا۔ پھر انہوں نے کہا اے اللہ کے نبیؐ یہ میرے دونوں سواری کے اونٹ ہیں ان کو میں نے اسی کام کے لئے پہلے سے مہیا کر لیا تھا، پھر انہوں نے عبداللہ بن ارقد کو جو بنی الدیل بن بکر سے تعلق رکھتا تھا اور جس کی ماں بنی سہم بن عمرو کی تھی اور اب تک وہ مشرک تھا رہبری کے لئے اجرت پر مقرر کر لیا اور وہ دونوں اونٹ اس کے سپرد کر دیئے وہ وقت معہود تک اس کے پاس رہے، جہاں تک مجھے معلوم ہے رسول اللہ صلعم اس روانگی سے سوائے علیؓ بن ابی طالب ابوبکرؓ اور آلِ ابوبکرؓ کے اور کوئی واقف نہ تھا۔ علیؓ بن ابی طالب کو خود رسول اللہ صلعم نے اپنی روانگی سے مطلع کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ تم میرے بعد مکہ میں ٹھہرو اور لوگوں کی جو امانتیں میرے پاس ہیں وہ ان کو دیدو۔ مکہ میں کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جس کے پاس کوئی قابلِ حفاظت شئے ہو اور اس نے اُسے رسول اللہ کی امانت اور دیانت کی وجہ سے امانتاً ان کے پاس نہ رکھوا دیا ہو۔

گرفتاری پر انعام کا اعلان

جب آپؐ نے روانگی کا پورا ارادہ کر لیا آپ ابوبکر بن ابی قحافہ کے پاس آئے اور یہاں سے دونوں ایک روشندان میں سے جو ابوبکرؓ کے گھر کی پشت پر تھا نکل کر جبلِ ثور کے غار کی طرف چلے جو مکہ کے زیریں میں واقع ہے اور اس میں چلے آئے۔ ابوبکرؓ اپنے بیٹے عبداللہ بن ابی بکر کو ہدایت کر آئے تھے کہ سارے دن وہ مکہ میں ان کے متعلق لوگوں کی چہ میگوئیاں سنتے اور رات میں ان کے پاس آ کر اس روز کی اطلاع ان سے بیان کر دے۔ ابوبکرؓ نے عامر بن فہیرہ اپنے مولیٰ کو حکم دیا تھا کہ دن بھر وہ ان کی بھیڑوں کو چرائے اور رات کو ان کے پاس غار میں لے آیا کرے، ان کے علاوہ اسماء بھی ان کے لئے کھانا پکا کر ہر شام ان کے پاس لے جاتی تھی۔ تین دن رسول اللہ صلعم اور ابوبکرؓ غار میں رہے۔ جب قریش نے آپؐ کو مکہ میں نہ پایا تو سب پریشان ہوئے اور اُنہوں نے سو اونٹ اس شخص کے لئے انعام مقرر کیا جو آپؐ کو پھر ان کے پاس لے آئے۔

عبداللہ بن ابی بکر

عبداللہ بن ابی بکر قریش کے ساتھ موجود ہی رہتے تھے اور وہ جو مشورہ اور صلاح رسول اللہ صلعم اور ابوبکرؓ کے متعلق کرتے اسے سنتے اور شام کو جبلِ ثور جا کر ان کو اس کی اطلاع کر دیتے۔ عامر بن فہیرہ ابوبکرؓ کا مولیٰ سارے دن اہلِ مکہ کے گلّوں کے ساتھ اپنا گلہ چراتا اور رات کو اسے ان دونوں حضرات کے پاس لے جاتا یہ ان کو دودھ

اور ان میں سے ذبح کر لیتے۔ علی الصباح جب عبداللہ بن ابی بکر غار سے مکہ پلٹے تو عامر بن فہیرہ اپنا گلہ لیکر ساتھ ہو لیتا تاکہ ان کی نقل و حرکت پر کسی کو شبہ نہ ہونے پائے۔ جب تین دن گزر گئے اور اہل مکہ نے آپ کا چرچا چھوڑ دیا، آپ کا اونٹ والا دونوں اونٹ لیکر خدمت میں حاضر ہوا۔

ذات النطاقین کا لقب

اسماء بنت ابی بکر توشہ دان لیکر آئیں مگر اسے رسی سے باندھنا بھول گئیں جب یہ دونوں حضرات چل کھڑے ہوئے تو یہ توشہ دان باندھنے گئیں مگر اس میں کوئی ڈوری تھی جس سے باندھتیں، انہوں نے وہیں اپنا بند کھولا اور اسے بل دیکر اس سے توشہ دان باندھ دیا اس واقعہ کی وجہ سے ان کو ذات النطاقین کہتے ہیں۔

اُونٹ کی خریداری

جب ابوبکرؓ نے دونوں اُونٹ آپ کے قریب کئے تو ان میں جو اعلیٰ تھا وہ آپ کی سواری کے لئے بڑھایا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ اس پر سوار ہوں۔ آپ نے فرمایا میں لیسے اُونٹ پر نہیں بیٹھتا جو میرا نہیں ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں یہ آپؐ کی نذر ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں نہیں لیتا مگر یہ بتاؤ تم نے کس قیمت پر اسے خریدا ہے ...... اتنے میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا اچھا اس قیمت پر میں نے اسے خرید لیا۔ ابوبکرؓ نے کہا میں نے آپ کو دیا، اب وہ دونوں حضرت سوار ہو کر چل دیئے۔ ابوبکرؓ نے اپنے مولیٰ عامر بن فہیرہ کو اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھا لیا تاکہ وہ ان کی راستے میں خدمت کرے۔

حضرت اسماء اور ابوجہل

اسماء بنت ابوبکرؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلعم اور ابوبکرؓ کے چلنے کے بعد قریش کے کچھ لوگ جن میں ابوجہل بن ہشام بھی تھا ہمارے یہاں آئے اور دروازے پر آکر کھڑے ہو گئے، میں اندر سے نکل کر ان کے پاس آئی اُنہوں نے پوچھا تمہارا باپ ابوبکرؓ کہاں ہے میں نے کہا خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ میرے باپ کہاں ہیں۔ اس پر ابوجہل نے جو بہت ہی خبیث اور زشت خو تھا میرے گال پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ میرے کان کی بالی گر پڑی۔ اس کے بعد وہ سب چلے گئے، تین دن تک ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ رسول اللہ صلعم کہاں گئے ہیں پھر اسفل مکہ سے ایک جن عرب کی لے میں چند شعر گاتا ہوا سنائی دیا، لوگ اس کے پیچھے پیچھے تھے اس کی آواز سنتے تھے مگر اسے نہ دیکھتے تھے۔ اسی طرح وہ ان اشعار کو گاتا ہوا مکہ اعلیٰ سے گزر گیا۔

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ رفیقین قالا خیمتی اُم معبد

(ترجمہ) اللہ ان دونوں ساتھیوں کو بہترین جزا دے جنہوں نے کہا کہ اُم معبد کے خیموں کو چلو

ھما نزلاھا بالھدیٰ واغتدوا بہ فافلح من امسیٰ رفیق محمدؐ

ترجمہ:۔ "وہ دونوں ہدایت لے کر وہاں اُتر پڑے اور چار ہے اور جس شخص نے محمدؐ کی رفاقت اختیار کی تھی وہ کامیاب ہو گیا۔"

لیھن بنی کعب مکان فتاتھم ومقعدھا للمؤمنین بمرصد

ترجمہ:۔ "بنی کعب کو مبارک ہو کہ اُن کے جواں مرد مومنین کی حفاظت کیلئے گھات میں بیٹھے۔"

ان اشعار سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلعم مدینہ تشریف لے گئے ہیں۔ اس سفر میں یہ چار صاحب تھے۔ رسول اللہ صلعم، ابوبکرؓ، عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن ارقد ان کا رہبر۔

ابی عبس بن محمد کی روایت عبدالحمید بن ابی عبس بن محمد بن جبیر اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ رات کو قریش نے جبل ابوقبیس پر کسی کو یہ شعر پڑھتے سُنا:

فان یسلم السعدان یصبح محمدٌ بمکۃ لا یخشی خلاف المخالف

ترجمہ:۔ اگر دونوں سعد مسلمان ہو گئے تو پھر محمدؐ مکہ میں بلا خوف مخالف آ جائیں گے۔

صبح کو ابوسفیان نے پوچھا سعدوں سے کون سعد مراد ہیں سعد بکر، سعد تمیم یا سعد ہذیم۔ دوسری شب میں پھر انہوں نے اُسی پہاڑ سے یہ اشعار سُنے:

ایا سعد سعد الاوس کن انت ناصراً ویا سعد سعد الخزرجین الغطارف

ترجمہ:۔ اے قبیلہ اوس کے سعد تو اور بہادر خزرجوں کے سعد تو ان کا مددگار بن۔

اجیبا الیٰ داعی الھدیٰ وتمنیا علی اللہ فی الفردوس منیۃ عارف

ترجمہ:۔ تم دونوں داعی ہدایت کو لبیک کہو اور ایک عارف کی طرح فردوس میں اللہ کے دیدار کی اُمید رکھو۔

فان ثواب اللہ للطالب الھدیٰ جنانٌ من الفردوس ذات رفارف

ترجمہ:۔ اور بے شک طالب ہدایت کے لئے اللہ کی طرف سے باغ فردوس ہے جس میں رف رف ہیں۔

صبح کو ابوسفیان نے کہا ان سعدوں سے مراد سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ ہیں۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ کے دن ٹھیک دوپہر کے وقت کہ زوال شروع ہونے والا تھا آپ کا راہبر آپ کو قبا میں بنی عمرو بن عوف کے پاس لے کر پہنچ گیا۔

حضرت محمدؐ کی قبیلہ میں آمد صحابہؓ سے مروی ہے کہ جب ہم نے سنا کہ رسول اللہ صلعم مکہ سے روانہ ہو گئے ہیں ہم آپ کے قدوم کے منتظر تھے صبح کی نماز پڑھ کر بیت دن چڑھے تک

ہم آپ کے استقبال کے لئے باہر جاتے تھے اور جب تک زوال شروع نہیں ہو جاتا وہاں سے ہٹتے نہ تھے، چونکہ یہ زمانہ نہایت شدید گرمی کا تھا اس وجہ سے جب ہمیں سایہ نہ ملتا تو مجبوراً گھروں کے اندر چلے آتے، جس دن آپ مدینہ آئے ہیں ہم حسب عادت آپ کے انتظار میں آبادی سے باہر بیٹھے تھے مگر جب کہیں سایہ نہ رہا تو اپنے گھروں میں چلے آئے تھے۔ ہمارے آتے ہی رسول اللہ صلعم مدینہ تشریف لائے سب سے پہلے ایک یہودی نے جو روزانہ ہمیں آپ کے انتظار میں جاتا دیکھا کرتا تھا آپ کو دیکھا اس نے فوراً نہایت بلند آواز سے کہا اے بنی قیلہ لو یہ تمہارے نبیؐ آ گئے۔ ہم فوراً آپ کی خدمت میں آئے، آپ ایک کھجور کے سایہ میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ کے ساتھ آپ کے ہم عمر ابوبکرؓ تھے۔ ہم میں زیادہ تر ایسے اصحاب تھے جنہوں نے اس سے پہلے رسول اللہ صلعم کو دیکھا ہی نہ تھا، لوگوں کا اژدہام ہو گیا، پہلے اُن میں اور ابوبکرؓ میں تمیز ہی نہ کر سکے البتہ جب آپ پر سے درخت کا سایہ جاتا رہا تو ابوبکرؓ نے اُٹھ کر اپنی چادر آپ پر تان دی۔ اب ہم نے آپ کو شناخت کر لیا۔

قبا میں قیام

بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلعم بنی عمرو بن عوف کے عزیز کلثوم بن ہدم کے پاس جو ان کے خاندان بنی عبید سے تھے فروکش ہوئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپؐ سعد بن خیثمہ کے پاس فروکش ہوئے، جو لوگ آپؐ کے کلثوم کے پاس ٹھہرنے کے مدعی ہیں وہ کہتے ہیں کہ آپ لوگوں سے ملنے کے لئے سعد بن خیثمہ کے مکان میں جلوہ فرما ہوئے تھے اور یہ اس لئے کہ چونکہ یہ کنوارے تھے ان کی بیوی نہ تھی اور اسی لئے مہاجرین صحابہ میں جو لوگ غیر متاہل تھے وہ سب انہیں کے یہاں ٹھہرتے تھے اسی وجہ سے ان کے گھر کو لوگ مجرّدوں کا گھر کہنے لگے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ ان میں کونسا بیان درست ہے ہم نے دونوں سنے ہیں۔

حضرت علیؓ کی مدینہ کو روانگی

ابوبکرؓ خبیب بن اساف بنی الحارث بن الخزرج کے عزیز کے پاس مقام سنح میں فروکش ہوئے۔ ایک صاحب نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ بنی الحارث بن الخزرج کے عزیز خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے یہاں فروکش ہوئے۔ علیؓ بن ابی طالب تین شبانہ روز مکہ میں ٹھہرے رہے اور جب انہوں نے لوگوں کی تمام امانتیں وہ جو رسول اللہ صلعم کے پاس رکھوائی گئی تھیں اُن کے مالکوں کو واپس کر دیں وہ رسول اللہ صلعم کے پاس چلے آئے اور آپ ہی کے ساتھ کلثوم بن ہدم کے یہاں ٹھہرے خود علیؓ کہتے ہیں کہ میں ایک رات یا دو رات قبا میں ایک مسلمان عورت کے یہاں جس کا شوہر نہ تھا مقیم ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص آدھی رات میں آ کر اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے وہ عورت باہر جاتی ہے اور وہ شخص اس عورت کو کوئی چیز جو وہ ساتھ لاتا ہے دے دیتا ہے میرے دل میں اُس کی طرف سے شبہ ہوا۔ میں نے اُس سے پوچھا اے اللہ کی بندی یہ کون شخص ہے جو روز رات کو آ کر تمہارا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور تم باہر جاتی

ہو اور وہ کچھ تم کو دے دیتا ہے میں واقف نہیں ہوں کہ وہ کون ہے، تم مسلمان ہو اور تمہارا شوہر ہے یا نہیں۔ اس نے کہا یہ سہل بن حنیف بن واہب ہے، اسے معلوم ہے کہ میرا کوئی ہے نہیں، یہ رات میں اپنی قوم کے بتوں کے پاس جاتا ہے ان کو توڑ کر مجھے لا دیتا ہے تاکہ ایندھن کی طرح ان کو جلاؤں۔ جب سہل بن حنیف کا عراق میں علیؓ کے پاس انتقال ہو گیا تو وہ اس کی اس بات کو تذکرۃً بیان کرتے تھے۔

قبا میں پہلی مسجد کی تعمیر

رسول اللہ صلعم قبا میں بنی عمرو بن عوف کے یہاں دوشنبہ، منگل، بدھ اور جمعرات کو مقیم رہے یہاں آپ نے اُن کی مسجد کی بنیاد رکھی۔ جمعہ کے دن اللہ کے حکم سے آپ ان کے یہاں سے چل دیئے۔ خود یہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے اس سے زیادہ ان کے یہاں قیام کیا ہے، اللہ بہتر جانتا ہے۔ بعض صاحبوں نے یہ بھی کہا ہے کہ رسول اللہ نے سترہ دن قبا میں قیام فرمایا۔

بعثت کے بعد زمانہ قیام مکہ

ابو جعفر کہتے ہیں کہ علمائے سلف کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ نبی ہونے کے بعد آپ نے کتنے زمانے تک مکّہ میں قیام فرمایا۔ بعض نے اس مدت کو دس سال بیان کیا ہے، جو اس کے مدعی ہیں اُن کے پاس یہ احادیث ہیں:

قیام کے دس سال کے متعلق روایتیں

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی عمر چالیس سال تھی کہ آپ کو نبوت ملی اور پھر آپ دس سال مکّہ میں قیام فرما رہے عائشہؓ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ دس سال تک مکّہ میں رسول اللہ صلعم پر قرآن نازل ہوتا رہا۔ سعید بن المسیب سے مذکور ہے کہ رسول اللہ صلعم کی عمر تینتالیس سال تھی جب آپ پر قرآن نازل ہونے لگا اور پھر دس سال آپ نے مکّہ میں اقامت فرمائی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ تینتالیس سال کی عمر میں رسول اللہ صلعم پر قرآن نازل ہونے لگا اور پھر آپ نے مکّہ میں دس سال اقامت فرمائی۔ عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ بعثت کے دس سال کے بعد آپ نے ہجرت فرمائی۔

تیرہ سال قیام کے متعلق روایتیں

ان کے علاوہ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ نبوت کے بعد آپ نے تیرہ سال مکّہ میں قیام فرمایا ہے۔ اس کے متعلق بھی ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ تیرہ سال تک مکّہ میں آپ پر وحی آتی رہی۔ دوسرے سلسلے سے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی عمر چالیس سال تھی جب آپ مبعوث ہوئے اور پھر تیرہ سال آپ نے مکّہ میں قیام فرمایا۔ تیسری حدیث ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے تیرہ سال مکّہ میں اقامت فرمائی۔ چوتھی حدیث ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ کی عمر چالیس سال تھی کہ آپ نبی مبعوث ہوئے اور پھر تیرہ سال آپ نے مکّہ میں اقامت فرمائی۔ اس اثنا میں برابر وحی آتی

رہی، اس کے بعد آپ کو ہجرت کا حکم ہوا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلعم کی عمر چالیس سال تھی آپ نبی مبعوث ہوئے اور پھر تیرہ سال آپ نے مکہ میں اقامت فرمائی، اُن کے قول کی تائید ابوقیس جرمہ بن ابن انس بن عدی بن النجار کے عزیز کے اس قصیدے سے بھی ہوتی ہے جو اس نے ان کے متعلق کہا ہے کہ اللہ نے اسلام اور نبی صلعم کو ان کے یہاں فروکش کرنے سے ان کی عزت افزائی کی اس قصیدے میں اس نے بتایا ہے کہ نبی مبعوث ہونے کے بعد آپ نے تیرہ سال قریش کے یہاں قیام فرمایا ہے۔

پندرہ سال قیام کے متعلق روایتیں

بعض کہتے ہیں کہ آپ نے مکہ میں پندرہ سال قیام فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ نے مکہ میں پندرہ سال قیام فرمایا ہے اور اس پر انہوں نے ابوقیس جرمہ بن ابی انس کا یہ شعر شہادت میں پیش کیا ہے:

ثوىٰ في قريشٍ خمس عشرة حجةً ۔۔۔ تذكّرُ لو يلقى صديقاً مواتيا

(ترجمہ) "انہوں نے پندرہ سال قریش میں اقامت فرمائی اور کہتے رہے کہ کاش کوئی ان کا ہم خیال دوست مل جاتا۔"

ابوجعفر کہتے ہیں کہ شعبی سے مروی ہے کہ وحی آنے سے تین سال قبل ہی اسرافیل رسول اللہ صلعم کے پاس بھیج دیئے گئے۔ شعبی سے دوسرے سلسلہ رواۃ سے مروی ہے کہ تین سال تک اسرافیل رسول اللہ صلعم کو نبوت کی اطلاع دیتے رہے، آپ کو ان کی آہٹ سنائی دیتی تھی مگر وہ خود نظر نہ آتے تھے، اس کے بعد جبریل علیہ السلام آنے لگے۔ عبداللہ بن ابی بکر بن حزم اور عاصم بن عمر بن قتادہ مسجد میں حدیث بیان کر رہے تھے ایک عراقی نے اُن سے یہ واقعہ بیان کیا، اُن دونوں نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ نہ ہم نے یہ بات سنی ہے اور نہ ہمارے علم میں آئی ہے ہم یہی جانتے ہیں کہ نبوت ملنے سے وفات تک حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آتے رہے۔

عامر کی روایت

عامر سے مروی ہے کہ چالیس سال کی عمر میں رسول اللہ صلعم کو نبوت ملی، تین سال تک اسرافیل آپ کے پاس آتے رہے وہ آپ کو کلمہ اور کچھ اور تعلیم دیتے رہے، اب تک قرآن آپ کی زبان پر نازل نہیں ہوا تھا، تین سال کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نبوت کا پیام لے کر آپ کے پاس آئے اور دس سال تک مکہ میں اور دس سال تک مدینہ میں قرآن آپ پر نازل ہوتا رہا۔

ابوجعفر کی روایت

ابوجعفر کہتے ہیں کہ شاید جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نزول وحی کے بعد رسول اللہ صلعم نے دس سال تک مکہ میں قیام کیا ہے۔ انہوں نے اس مدت کو اُس وقت سے شمار کیا جبکہ جبرئیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے وحی لے کر آپ کے پاس آتے اور آپ نے اللہ کی توحید کی

علانیہ دعوت دی، اور جو لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے تیرہ سال مکہ میں قیام کیا اُنھوں نے اس مدت کو ابتدائے نبوت سے شمار کیا ہے جبکہ تین سال تک اسرافیلؑ آپ کے ساتھ رہے مگر اس زمانے میں آپ کو دعوت کا حکم نہ ہوا تھا۔ مذکورہ بالا دونوں بیانوں کے علاوہ قتادہؓ سے یہ مروی ہے کہ آٹھ سال مکہ میں آپ پر قرآن نازل ہوا اور دس سال ہجرت کے بعد۔ حسن کہا کرتے تھے کہ دس سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں آپ پر قرآن نازل ہوا۔

سنہ ہجری کی ابتدا

مدینہ آکر رسول اللہ صلعم نے تاریخ مقرر کرنے کا حکم دیا۔ ابن شہاب سے مروی ہے کہ مدینہ آکر آپ نے تاریخ مقرر کرنے کا حکم دیا۔ آپ ربیع الاول میں مدینہ آئے تھے۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ پہلے تاریخ آپ کے قدوم سے ایک ماہ دو ماہ ختم سال تک جاری ہوئی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے عمر بن الخطاب نے تاریخ کا حکم دیا ہے، اس کے متعلق جو اخبار آئے ہیں وہ یہ ہیں۔

سنہ کے متعلق مختلف آراء

شعبی سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ الاشعری نے عمرؓ کو لکھا کہ آپ کے جو مراسلے ہمارے پاس آتے ہیں اُن میں تاریخ نہیں ہوتی۔ عمرؓ نے لوگوں کو مشورہ کے لئے جمع کیا بعض نے کہا رسول اللہ کی بعثت سے تاریخ شروع ہو، بعض نے کہا آپ کی ہجرت سے، خود عمرؓ نے اس پر کہا کہ آپؐ کی ہجرت سے ابتدا بہتر ہوگی، کیونکہ آپؐ کی ہجرت نے حق و باطل میں فرق کر دیا۔

میمون بن مہران کی روایت

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ عمرؓ کے پاس ایک چک پیش کیا گیا جو شعبان میں واجب الادا تھا۔ آپ نے پوچھا کونسا شعبان ہے، جواب ہے یا آئندہ آنے والا۔ پھر آپ نے صحابہؓ سے کہا کہ کوئی وقت ایسا مقرر کرو جس سے لوگ دن اور مہینے جان لیں۔ اس پر بعض نے کہا کہ ہمیں رومی سنہ اختیار کر لینا چاہیئے، مگر لوگوں نے کہا کہ وہ تو ذوالقرنین سے شروع کرتے ہیں اور یہ بہت طویل ہوگا، بعض نے فارسی سنہ اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ اس پر کہا گیا کہ اُن کا دستور یہ ہے کہ جب کوئی بادشاہ تخت نشین ہوتا ہے اُس سے قبل کا زمانہ ترک کر دیا جاتا ہے۔ تب سب کی رائے یہ ہوئی کہ دیکھا جائے رسول اللہ صلعم نے مدینہ میں کتنی مدت قیام فرمایا ہے۔ معلوم ہوا دس سال۔ چنانچہ اب رسول اللہ صلعم کی ہجرت سے سنہ تاریخ اختیار کر لیا گیا۔

محمد بن سیرین کی روایت

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عمرؓ سے کہا تاریخ مقرر کیجیئے۔ اُنہوں نے کہا کیا کروں؟ اس نے کہا، اہل عجم اپنی تحریر میں لکھا کرتے ہیں کہ فلاں ماہ فلاں سنہ۔ آپ نے کہا یہ اچھا طریقہ ہے تم بھی تاریخ لکھا کرو۔ لوگوں نے پوچھا کس سنہ سے شروع کریں۔ بعض نے کہا آپ کی بعثت سے، بعض نے کہا آپ کی وفات

ہے، مگر پھر سب کا اس پر اجماع ہوا کہ ہجرت سے ابتدا ہو۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ کن مہینوں سے ابتدا کی جائے۔ بعض نے کہا رمضان سے، دوسروں نے کہا محرّم مناسب ہے، کیونکہ اس ماہ میں لوگ حج سے فارغ ہو کر واپس آتے ہیں اور ماہ حرام بھی ہے۔ چنانچہ سب کا اسی پر اتفاق ہوا کہ محرّم سے ابتدا کی جائے۔

سہل بن ساعد کی روایت

سہل بن ساعد سے مروی ہے کہ لوگوں نے زمانہ کا شمار اور حساب رسول اللہ صلعم کی بعثت سے شروع کیا اور نہ آپ کی وفات سے بلکہ آپ کے مدینہ تشریف لانے کے وقت سے ابتدا کی۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس سال رسول اللہ صلعم مدینہ تشریف لائے تاریخ مقرر کی گئی، اسی سال عبداللہ بن الزبیر پیدا ہوئے، ابن عباسؓ سے وہ میرے سلسلہ سے بھی یہی مروی ہے۔ عثمان بن محصن سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ والفجر و لیالٍ عشر کی تفسیر میں کہتے تھے کہ فجر سے مراد ماہ محرم ہے کیونکہ یہ مہینہ سال کا فجر ہے۔ عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ محرم خاص اللہ عزوجل کا مہینہ ہے۔ یہ سال کا سرا ہے اسی ماہ میں بیت اللہ پر غلاف چڑھایا جاتا ہے، اس سے تاریخ کی ابتدا ہوتی ہے۔ اس میں چاندی مسکوک کی جاتی ہے۔ اسی مہینے میں وہ دن ہے جس میں ایک قوم نے اللہ کی جناب میں توبہ کی تھی اور اللہ عزّوجلّ نے ان کی توبہ کو شرفِ قبولیت بخشا۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ سب سے پہلے خطوں پر یعلی ابن امیہ نے جو یمن میں تھے تاریخ لکھی رسول اللہ صلعم ربیع الاوّل میں مدینہ آئے تھے، مگر لوگوں نے شروع سنہ سے تاریخ لکھی۔

عرب میں سنہ تاریخ کی ابتدا

زہری اور شعبی سے مروی ہے کہ خانۂ کعبہ کی بنا سے قبل بنی اسمٰعیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے واقعہ سے تاریخ کا حساب کرتے تھے۔ پھر جب اسمٰعیل اور ابراہیم علیہما السلام نے کعبہ کو بنایا تو اسمٰعیل تعمیر کعبہ سے تاریخ کا حساب کرنے لگے، البتہ جب یہ لوگ اِدھر اُدھر منتشر ہونے لگے تو جو قبیلہ تہامہ سے باہر ہو جاتا تھا وہ اپنی اس علٰحدگی سے تاریخ کا حساب کرتا تھا اور بنی اسمٰعیل میں سے جو لوگ تہامہ میں رہ جاتے تھے وہ سعد، نہد اور جہینہ بنی زید کے تہامہ سے خروج کے دن سے تاریخ کا حساب لگاتے۔ یہ طریقہ کعب بن لوی کی موت تک جاری رہا اس کے بعد پھر بنی اسمٰعیل نے واقعہ فیل تک کعب کی موت سے تاریخ مقرر کی، واقعہ فیل کے بعد اس سے تاریخ کا شمار ہونے لگا۔ یہ طریقہ عمرؓ کے زمانہ تک جاری رہا، پھر انہوں نے ۱۷ھ یا ۱۸ھ ہجری میں واقعہ ہجرت سے تاریخ مقرر کی۔

سعید بن المسیب بیان کرتے تھے کہ عمرؓ بن الخطاب نے سب کو جمع کر کے پوچھا کس دن

سے تاریخ لکھی جائے۔ علیؓ نے کہا جس روز رسول اللہ صلعم نے ہجرت فرمائی اور سرزمین شرک کو خیر باد کہا۔ عمرؓ نے اسی کو قبول کر لیا۔

تاریخ کی ابتدا کرنے کا طریقہ

ابو جعفر کہتے ہیں کہ بنی اسمٰعیل کی تاریخ نویسی کے متعلق جو بیان اوپر گذرا ہے یہ صحت سے کچھ دور نہیں ہے کیونکہ ان میں یہ دستور نہ تھا کہ سب کے سب کسی مشہور واقعہ سے تاریخ لکھتے ہوں بلکہ ان میں سے بعض لوگ کسی قحط یا خشک سالی سے جو ان کے ملک کے کسی سمت یا گوشہ میں رونما ہو جاتی تاریخ کی ابتدا کرنے لگتے۔ یا کوئی عامل جو ان پر متعین ہوتا یا کوئی اور خاص واقعہ جو پیش آتا اور اس کی شہرت ہو جاتی اس سے تاریخ کا حساب شروع کر دیتے اس بات پر ان کے شعرا کے اقوال شاہد ہیں اگر کوئی خاص واقعہ تاریخ کے لئے ان میں عام طور پر مقبول ہو جاتا تو یہ اختلافات کیوں ہوتے۔ ربیع بن ضبع الفزاری کہتا ہے:

ھا انذا آمل الخلود وقد ادرک عقلی ومولدی حجرا

(ترجمہ) "کیا اب میں بقائے دوام کی توقع رکھوں جبکہ میری عقل خرف ہو چکی ہے اور میں حجر کے زمانے میں پیدا ہوا ہوں۔"

ابا امری القیس ھل سمعت بہ ھیھات ھیھات طال ذا عمرا

(ترجمہ) "یہ امرئ القیس کا باپ تھا تم نے اس کا نام سنا ہے اب دیکھو کہ میری عمر کتنی طویل ہوئی۔"

اس شاعر نے اپنی عمر کا حساب امرئ القیس کے باپ حجر سے لگایا ہے۔ اسی طرح نابغہ بنی جعدہ کہتا ہے:

فَمَن یک سائلاً عَنّی فَاِنّی من الشبان ازمان الختان

(ترجمہ) "جو میری عمر دریافت کرے اُسے معلوم ہونا چاہیئے کہ میں عام مرض گھٹیا کے زمانے کے جوانوں میں سے ہوں۔"

اس شعر میں نابغہ نے اپنی عمر کا حساب اس مرض سے لگایا ہے جو ان میں عام طور پر پھیلا ہوا تھا۔ ایک اور شاعر کہتا ہے:

وَمَا ھِیَ اِلّا فی اِزَارٍ و عِلقَۃٍ مُغَارَ ابن ھمام علی حیّ خثعما

(ترجمہ) "جب ابن ہمام نے قبیلہ خثعم پر غارت گری کی ہے اس وقت وہ بالیاں اور ازار پہننے لگی تھیں۔"

ان سب شعرا نے جن کے اشعار نقل کئے گئے ہیں اپنے ان شعروں میں اپنے قریب زمانہ کے

کسی خاص اور مشہور واقعہ سے تاریخ بیان کی ہے اور ان سب نے ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ واقعات کو اپنی تاریخ کے لئے اختیار کیا ہے۔ اگر ان میں کوئی خاص اور مشہور تاریخ کا حساب ہوتا جس طرح کہ اب مسلمانوں میں یا دوسرے اور تمام اقوام میں رائج ہے تو ان میں یہ اختلافات نہ ہوتے مگر بات وہی ہے جو ہم نے بیان کر دی۔ البتہ عربوں میں صرف قریش ایسے تھے جو ہجرت نبوی سے پہلے واقعۂ فیل سے تاریخ شمار کرتے تھے اور یہ وہی سنہ ہے جس میں رسول اللہ صلعم پیدا ہوئے ہیں۔ واقعۂ فیل اور واقعۂ فجار کے درمیان بیس سال گذرے اور فجار اور تبائے کعبہ کے درمیان پندرہ سال اور تبائے کعبہ اور بعثت کے درمیان پانچ سال گذرے تھے۔

چالیس سال کی عمر میں رسول اللہ صلعم کو نبوت ملی، پہلے تین سال قبل اس کے کہ آپ کو دعوت اور اپنے دین کے اظہار کا حکم دیا جاتا، اسرافیل آپ کے پاس آتے رہتے۔ تین سال کے بعد جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے نبوت کا پیام آپ کو دیا اور حکم دیا کہ آپ اللہ کی طرف لوگوں کو علانیہ طور پر دعوت دیں رسول اللہ صلعم نے اپنی تعلیم ظاہر کی اور دس سال تک مکہ میں رہ کر لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے۔ اس کے بعد نبوت کے چودھویں برس ربیع الاوّل میں آپ ہجرت کر کے مدینہ گئے۔ آپ دوشنبہ کے دن مکہ سے روانہ ہوئے تھے اور دوشنبہ ہی کے دن ۱۲ ربیع الاوّل کو مدینہ تشریف لائے۔

دوشنبہ کی اہمیت

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ دوشنبہ کے دن نبی صلعم پیدا ہوئے۔ دوشنبہ کے دن آپ کو نبوت ملی، دوشنبہ کے دن آپ نے پتھر اٹھایا، دوشنبہ کے دن ہجرت کے لئے مکہ سے چلے، دوشنبہ ہی کے دن آپ کی وفات ہوئی۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ کے دن مدینہ تشریف لائے۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ تاریخ کے متعلق مسلمانوں کے طرز عمل کو ہم بیان کر آئے ہیں۔ اب اگر ان کی تاریخ کی ابتدا ہجرت سے ہوئی تو انہوں نے گویا رسول اللہ صلعم کے مدینہ تشریف لانے سے دو ماہ بارہ دن قبل یعنی محرم سے جو سال کا پہلا مہینہ ہے تاریخ کی ابتدا کی ہے کیونکہ مذکورہ بالا بیان کے مطابق آپ ربیع الاوّل کی ۱۲ کو مدینہ آئے ہیں، اس روز سے نہیں بلکہ سال کے شروع سے تاریخ مقرر کی گئی۔

باب ۴

حضرت محمدؐ کی مدنی زندگی ۱ھ

پہلا جمعہ

ہم نبی صلعم کے مدینہ آنے کے وقت کو اور یہ کہہ کر کہ وہ کہاں اور کس کے پاس مقیم رہے اور پھر وہاں سے کیونکر دوسری جگہ چلے آئے بیان کر چکے ہیں، اب ہم اس سال سے جو ہجرت کا پہلا سال ہے بقیہ واقعات بیان کرتے ہیں، اس میں سب سے اہم واقعہ یہ ہوا کہ آپ نے اپنے تمام صحابہؓ کو جمعہ میں جمع کیا، اسی دن آپ قبا سے مدینہ آنے کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ بنی سالم بن عوف کے پاس ان کی ایک وادی کے بطن میں پہنچے کہ نماز جمعہ کا وقت آگیا۔ اس مقام پر اس بعد ایک مسجد بنائی گئی اور یہ اسلام میں پہلا جمعہ ہے جو رسول اللہ صلعم نے ادا کیا۔ آپ نے اس جمعہ میں خطبہ بھی دیا اور یہی پہلا خطبہ ہے جو آپ نے مدینہ میں دیا ہے۔

مدینہ میں آنحضرتؐ کا پہلا خطبہ

وہ خطبہ یہ ہے: "تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، میں اس کی حمد کرتا ہوں، اس سے مدد مانگتا ہوں، اس سے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں، اس پر ایمان رکھتا ہوں، اس کا انکار نہیں کرتا بلکہ جو اس کا منکر ہے اس سے اپنی عداوت کا اعلان کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمدؐ اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے جسے اس نے ہدایت، روشنی اور مواعظت دے کر بندوں کے لئے اس لئے مبعوث فرمایا کہ بہت دنوں سے انبیاء کا آنا رک گیا تھا اور جہالت اور گمراہی کا دور دورہ ہو گیا تھا اور اس لئے کہ اب زمانہ ختم ہو رہا ہے آخرت کی گھڑی آگئی ہے اور وقت قریب آپہنچا ہے جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کی وہ کامیاب ہوا، اور جس نے ان کی نافرمانی کی وہ راہ راست سے بھٹک گیا، وہ حد سے متجاوز ہو گیا اور بہت دور غلط راستے پر چلا گیا۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہو، یہ بہترین مشورہ ہے جو ایک مسلم دوسرے

مسلم کو دے سکتا ہے کہ وہ اسے آخرت کے لئے عمل نیک پر بر انگیختہ کرے اور اللہ کے خوف کو ہر وقت پیش نظر رکھنے کا حکم دے۔ پس تم اللہ سے ڈرتے رہو، جیسا کہ اس نے اپنے سے ڈرایا ہے اس سے بہتر نہ کوئی نصیحت ہے اور نہ مشورہ اللہ سے ڈرنے کے معنی یہ ہیں کہ تم صدق نیت سے آخرت کے لئے اللہ کے خوف کو پیش نظر رکھ کر نیک اعمال کرو اور جو شخص ظاہر و باطن میں حسن نیت کے ساتھ اللہ کی خوشنودی کے لئے عمل کرے گا، اللہ اس سے دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی یاد رکھے گا یہاں تک کہ قیامت برپا ہو جب کہ اس کے خلاف عمل کرنے والا چاہے گا کہ کاش اس کے اور اس کے بُرے عمل کے درمیان مسافت بعید حائل ہوتی، اللہ تم کو اپنے سے ڈراتا ہے اور وہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کا قول صادق ہے جو اپنے وعدہ کو پورا کرتا ہے اور خلاف وعدہ نہیں کرتا وہ فرماتا ہے وما یبدل القول لدیّ وما انا بظلام للعبید (ہمارے پاس خلاف وعدگی نہیں ہوتی اور ہم ہرگز بندوں پر ظلم نہیں کرتے) ظاہر و باطن اپنے دنیاوی اور دینی معاملات میں اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ جو اس سے ڈرتا رہے گا وہ اس کی برائیوں کے اثر بد سے اس شخص کو محفوظ رکھے گا اور اسے بڑا اجر دیگا، جو اللہ سے ڈرتا رہا اُس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کرلی۔ اللہ کا خوف اس کی دشمنی، عقوبت اور ناراضگی سے بچاتا ہے اللہ کے خوف سے چہرے نورانی ہوجاتے ہیں۔ رب راضی ہوتا ہے اور مرتبہ بلند ہوتا ہے، اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو اور اللہ کے خوف کے مقابلہ میں حد سے تجاوز نہ کرو، اللہ نے اپنی کتاب نازل فرمائی ہے اور تمہارے لئے اپنا راستہ بتادیا ہے تاکہ معلوم ہوجائے کہ کون سچے تھے اور کون جھوٹے، لہٰذا جیسا احسان اللہ نے تمہارے ساتھ کیا ہے ویسا ہی تقویٰ تم اختیار کرو اس کے دشمنوں سے دشمنی کرو اور اس کی راہ میں نیک نیتی سے جہاد کرو اس نے تم کو اختیار کیا ہے اور تم کو مسلمان کیا ہے تاکہ اس حجت نبوت کے بعد اب جو برباد ہو برباد ہو اور جو زندہ رہے زندہ رہے، تمام قوت صرف اللہ کو حاصل ہے، اکثر اللہ کو یاد کرتے رہو، آخرت کے لئے عمل کرو، جو شخص اللہ سے اپنی بات بنالے گا اللہ پھر سب میں اُسکی بات بنادے گا اور یہ اس لئے کہ اللہ کا فیصلہ لوگوں پر نافذ ہے ان کی کوئی بات اُس پر نہیں چلتی اور وہ تمام لوگوں کا مالک ہے لوگ اس کے قطعی مالک نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام قوتیں صرف اللہ بزرگ کو حاصل ہیں۔"

ناقہ رسولؐ

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ نماز کے بعد رسول اللہ صلعم اپنی اونٹنی پر سوار ہوگئے۔ آپ نے اُس کی مہار چھوڑدی جس انصاری کے گھر سے وہ گذرتی لوگ آپ کو اپنے یہاں فروکش ہونے کی دعوت دیتے اور عرض کرتے کہ آپ ہمارے پاس فروکش ہوں ہماری تعداد بھی زیادہ ہے اور

ہر طرح کی آسائش اور سامان راحت مہیا ہے۔ رسول اللہ صلعم فرماتے اس کی مہار چھوڑ دو، یہ اونٹنی اللہ کی طرف سے مامور ہے، اسی طرح ہوتے ہوتے وہ اونٹنی اس مقام پر آئی جہاں اب مسجد نبوی ہے اور مسجد کا جہاں اب دروازہ ہے وہاں بیٹھ گئی اور اس وقت وہ جگہ اونٹوں کا اصطبل تھا جو بنی النجار کے دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی جو عمرو بن عباد بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کے بیٹے اور معاذ بن عفراء کی تولیت میں زیر پرورش تھے، ملکیت تھا۔ اونٹنی بیٹھ گئی مگر رسول اللہ صلعم اب بھی اس پر سے نہ اترے، پھر وہ کھڑی ہوئی اور تھوڑی دور چل کر اس وقت اس کی مہار بالکل چھوٹی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلعم نے اسے نہیں موڑا بلکہ وہ خود ہی مڑ کر پھر اسی جگہ جہاں پہلے آکر بیٹھی تھی واپس آئی اور بیٹھ گئی اور اس نے اپنے دونوں پچھلے پاؤں بھی جما دیئے، تب رسول اللہ صلعم اترے۔ ابو ایوب نے آپ کی کاٹھی اٹھائی اور اسے اپنے گھر میں رکھا۔ تمام انصار نے آپؐ سے اپنے یہاں قیام کی استدعا کی، مگر آپ نے کہا کہ آدمی وہیں جہاں اس کا کجاوہ اس طرح اب آپؐ ابو ایوب خالد بن زید بن کلیب کے پاس بنی غنم بن النجار میں فروکش ہوگئے۔

مسجد نبویؐ

ابو جعفر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے پوچھا کہ یہ اونٹوں کا باڑہ کس کا ہے معاذ بن عفراء نے آپؐ سے کہا کہ یہ دو یتیموں کا ہے جو میرے زیر تربیت ہیں میں ان کو راضی کر لوں گا۔ تب رسول اللہؐ نے حکم دیا کہ مسجد بنائی جائے اور آپ اپنی مسجد اور مکانات کے بننے تک ابو ایوب کے پاس مہمان رہے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مسجد کی زمین کو آپؐ نے خرید لیا اور پھر مسجد بنائی، مگر ہمارے نزدیک صحیح بات یہ ہے جو انس بن مالک سے مروی ہے کہ مسجد نبوی کی زمین بنی النجار کی تھی، اس میں کھجور کے درخت، کھیتی اور کچھ قبریں زمانہ جاہلیت کی تھیں، رسول اللہ صلعم نے ان سے کہا کہ قیمت لے کر یہ جگہ مجھے دے دی جائے۔ انہوں نے کہا سوائے اللہ کی خوشنودی کے ہم اس کی کوئی قیمت نہیں چاہتے۔ تب رسول اللہؐ نے حکم دیا کہ کھجور قطع کر دی جائیں، چنانچہ کھجور کاٹ دی گئیں، کھیتی برباد کی گئی اور قبروں کو اکھاڑ دیا گیا۔ مسجد کی تعمیر سے قبل رسول اللہ صلعم بھیڑوں کے باڑوں میں یا جہاں نماز کا وقت آجائے وہیں نماز پڑھ لیتے تھے۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ اب مسجد کی تعمیر کا کام خود رسول اللہ صلعم نے اپنے ذمے لیا اور آپ کے تمام صحابہؓ مہاجرین اور انصار نے اپنے ذمے لیا۔

اسعد بن زرارہ کی وفات

اسی سال مسجد نبا بنائی گئی۔ رسول اللہ صلعم کے مدینہ آنے کے بعد مسلمانوں میں سب سے پہلے کلثوم بن الہدم آپ کے مکان کے مالک کا انتقال ہوا

آپ کے مدینہ آنے کے بہت تھوڑے دن بعد ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اسی سال ابو امامہ اسعد بن زرارہ نے وفات پائی۔ ابھی رسول اللہ صلعم مسجد کی تعمیر سے جسے آپ نے کھجور کی شاخوں اور کوکر موتھے کے پتوں سے پاٹا تھا فارغ نہیں ہوئے تھے کہ ابو امامہ کا انتقال ہو گیا۔ ان کے متعلق رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ابو امامہ کی موت بہت ہی بے موقع ہوئی۔ یہود اور عرب کے منافق کہتے ہیں کہ اگر محمدؐ نبی ہوتے تو اُن کا آدمی نہ مرتا۔ حالانکہ اللہ کے یہاں نہ اپنے لئے اور نہ اپنے کسی کے لئے میری کچھ نہیں چلتی۔

انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اسعد بن زرارہ کو کانٹوں سے جلا ڈالا۔

بنی النجار کے نقیب

عاصم بن عمرو بن قتادہ الانصاری سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ کے مرنے کے بعد بنی النجار رسول اللہ صلعم کے پاس آئے یہ ابو امامہ ان کا نقیب تھا اور عرض پرداز ہوئے کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس شخص کی مرتبت ہم میں کیا تھی۔ آپ ہم میں سے کسی کو اس کی جگہ مقرر فرماویں تاکہ جو خدمات وہ انجام دیتا تھا یہ ہمارے لئے انجام دینے لگے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم میرے ننھیالی رشتہ دار ہو میں تم میں سے ہوں اور اب میں تمہارا نقیب بن جاتا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو یہ بات پسند نہ آئی کہ آپؐ ان میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے۔ اسی لئے بنی النجار اس بات کو بھی اپنے اور قبیلوں کے سامنے فخریہ بیان کرتے تھے کہ خود رسول اللہ صلعم ان کے نقیب بنے، اس سال ابو احیحہ نے طائف میں اپنی جائداد میں انتقال کیا اور ولید بن المغیرہ اور عاص بن وائل السہمی نے مکہ میں انتقال کیا۔

حضرت عائشہؓ بنت ابو بکرؓ

اس سال بعض راویوں کے بیان کے مطابق مدینہ آنے کے اٹھارہ ماہ بعد ذی القعدہ میں رسول اللہ صلعم حضرت عائشہؓ کے ساتھ شب باش ہوئے بعض راویوں نے کہا ہے کہ مدینہ آنے کے سترہ ماہ بعد ماہ شوال میں رسول اللہ صلعم حضرت عائشہؓ کے ساتھ شب باش ہوئے۔ ہجرت سے تین سال قبل مکہ میں حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد رسول اللہ صلعم کا نکاح حضرت عائشہؓ سے ہو گیا تھا، اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی، سات سال بھی بیان کی گئی ہے۔

حضرت عائشہؓ کے فضائل

عبداللہ بن صفوان اور ایک اور صاحب حضرت عائشہؓ کے پاس آئے عائشہؓ نے پوچھا کیا تم نے حفصہؓ کی حدیث سنی ہے۔ اس نے کہا ہاں ام المومنین! عبداللہ بن صفوان نے پوچھا وہ کیا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا اللہ نے مجھے نو خصوصیات ایسی عطا فرمائی ہیں جو کسی عورت کو نصیب نہیں ہوئیں، البتہ اللہ نے حضرت مریمؑ بنت عمران کو جو مرتبہ عطا فرمایا وہ علیحدہ رہا اور یہ بات کچھ میں اپنی ہمسروں پر اظہار فخر کے لئے نہیں کہتی۔ عبداللہ بن صفوان نے پوچھا وہ کیا خصوصیات

ہیں۔ عائشہؓ نے کہا فرشتہ میری صورت میں اُترا، میری عمر سات برس کی تھی کہ رسول اللہؐ نے مجھ سے نکاح کیا۔ میری عمر نو برس کی تھی کہ مجھے آپ کی خدمت میں بھیج دیا گیا، صرف میں باکرہ تھی جس سے رسول اللہ صلعم نے شادی کی، سوائے آپؐ کے اور کوئی میرا خاوند نہیں ہوا۔ جب آپؐ اور میں ایک لحاف میں لیٹے ہوتے تھے اسی حالت میں آپؐ پر وحی آیا کرتی تھی، مجھے آپؐ سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ میری برأت میں قرآن کی آیت نازل ہوئی حالانکہ موقع ایسا آ گیا تھا کہ اُمت تباہ ہو جاتی۔ میں نے جبرئیل کو دیکھا میرے سوا آپ کی کسی اور بیوی کو یہ شرف حاصل نہ ہو سکا، آپؐ کی روح میرے گھر میں قبض کی گئی جب کہ وہاں سوائے فرشتے اور میرے کوئی اور آپؐ کے پاس نہ تھا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ صلعم نے شوال میں نکاح کیا تھا اور جب کبھی بھی آپ پہلی مرتبہ اُن کے ساتھ شب باش ہوئے وہ شوال ہی کا مہینہ تھا، اس کے متعلق حسب ذیل روایتیں آئی ہیں:

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے شوال میں مجھ سے نکاح کیا۔ شوال ہی میں وہ مجھ سے ہمبستر ہوئے اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ اس بات کو زیادہ پسند کرتی تھیں کہ اُن کے یہاں کی عورتوں کی شادی شوال میں ہوا کرے۔

دوسرے سلسلہ سے حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے شوال میں مجھ سے نکاح کیا اور شوال ہی میں آپؐ میرے ساتھ شب باش ہوئے اور کسی آپؐ کی بیوی کو مجھ سے زیادہ آپ سے تمتع کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ اس بات کو پسند کرتی تھیں کہ اُن کے یہاں کی بیبیوں کی شادی شوال میں ہو۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ بیان کیا گیا ہے کہ ماہ شوال میں بدھ کے دن رسول اللہ صلعم حضرت عائشہؓ کے ساتھ سُنح میں ابوبکرؓ کے گھر میں شب باش ہوئے۔

اس سال نبی صلعم نے اپنی صاحبزادیوںؓ اور بیوی سودہؓ بنت زمعہ زید بن حارثہ اور ابو رافع کو مکہ سے بلا بھیجا اور ابو رافع اُن کو مکہ سے سواریوں پر مدینہ لے آئے۔

عبداللہ بن ارقیط نے مکہ جا کر جب عبداللہ بن ابی بکرؓ کو ان کے باپ کا پتہ اور مقام بتا دیا وہ اپنے باپ کے بیوی بچوں کو لے کر اُن کے پاس آنے کے لئے مکہ سے چلے۔ طلحہ بن عبید اللہ بھی ساتھ ہوئے اس قافلہ میں اُم رومان، عائشہؓ اور عبداللہ بن ابی بکر کی ماں بھی ساتھ تھیں۔ یہ مدینہ پہنچ گئے۔

دو رکعت کا اضافہ

اس سال حالت اقامت کی نماز میں دو رکعتیں اضافہ کی گئیں۔ اس سے قبل اقامت اور سفر کی ایک ہی نماز دو رکعت تھی، یہ تبدیلی رسول اللہ صلعم کے مدینہ آنے کے ایک ماہ بعد ربیع الآخر کی بارہ تاریخ کو نافذ کی گئی۔ واقدی کہتا ہے کہ اس واقعہ کے متعلق اہل حجاز میں سے کسی کو مذکورہ بالا بیان سے اختلاف نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر کی ولادت

بعض راویوں کے بیان کے مطابق اس سال اور واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلعم کے مدینہ آنے کے دوسرے سال ماہ شوال میں عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے۔ واقدی سے مروی ہے کہ ہجرت کے بیس ماہ بعد مدینے میں عبداللہ بن الزبیرؓ پیدا ہوئے۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ چونکہ ہجرت کے بعد دارالہجرت میں یہ سب سے پہلے بچے تھے جو پیدا ہوئے تھے ان کی ولادت کی خوشی میں صحابہؓ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اس غیر معمولی اظہارِ مسرت کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں سے کہا گیا تھا کہ یہودی کہتے ہیں کہ ہم نے مسلمانوں پر سحر کر دیا ہے اُن کے یہاں اولاد ہی نہ ہوگی، اسی لئے ان کی ولادت کی خوشی میں صحابہؓ نے تکبیر کہی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسماءؓ بنت ابی بکرؓ جب ہجرت کر کے مدینہ آئیں اُسی وقت اُن کو عبداللہ کا حمل تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ نعمان بن بشیر اسی سال پیدا ہوئے۔ نبی صلعم کی ہجرت کے بعد یہ پہلے بچے تھے جو انصار میں پیدا ہوئے مگر واقدی نے اس سے بھی انکار کیا ہے۔

نعمان بن بشیر کی پیدائش

سہل بن ابی حثمہ اپنے دادا سے روایت کرتا ہے کہ انصار میں سب سے پہلے جو بچہ پیدا ہوا وہ نعمان بن بشیر تھے۔ یہ ہجرت کے چودہ ماہ بعد پیدا ہوئے۔ اس طرح رسول اللہ صلعم کی وفات کے وقت ان کی عمر آٹھ سال یا کچھ زیادہ تھی۔ یہ واقعۂ بدر سے تین یا چار ماہ قبل پیدا ہوئے تھے۔

ابوالاسود سے مروی ہے کہ کسی نے نعمان بن بشیر کا ذکر عبداللہ بن الزبیرؓ کے سامنے کیا انہوں نے کہا وہ مجھ سے چھ ماہ بڑے ہیں۔ عبداللہ بن الزبیرؓ ہجرت کے بیسویں ماہ اور نعمان بن بشیر چودھویں مہینے ربیع الآخر میں پیدا ہوئے۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مختار بن ابی عبید الثقفی اور زیاد بن سمیہ بھی اسی سال پیدا ہوئے۔

حضرت حمزہؓ کی مہم

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال کے ماہ رمضان میں ہجرت کے سترھویں مہینے رسول اللہ صلعم نے حمزہ بن عبدالمطلب کو سفید نشان دیا اور تیس آدمیوں کے ساتھ قریش کے تجارتی قافلوں کو روکنے بھیجا۔ حمزہ کی مڈبھیڑ ابوجہل سے ہوئی جس کے ساتھ تین سو آدمی تھے مگر مجدی بن عمرو الجہنی فریقین کے بیچ میں حائل ہوگیا اور اس طرح دونوں فریق بغیر لڑے الگ الگ ہوگئے۔ حمزہ کا علمبردار ابومرثد تھا۔

حضرت عبیدہ بن الحارث کی مہم

نیز اسی سال ہجرت کے اٹھارھویں مہینے رسول اللہ صلعم نے عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب بن عبدمناف کو سفید علم دے کر بطن رابغ بھیجا۔ مسطح بن اثاثہ ان کے علمبردار تھے اور ساٹھ مہاجرین ان کے ساتھ تھے، ان میں کوئی انصاری نہ تھا۔ یہ ثنیۃ المرہ پر

جحفہ کی طرف میں واقع ہے پہنچے احیاد نام ایک چشمہ آب پر ان کا مشرکین سے مقابلہ ہوا مگر طرفین سے صرف تیر اندازی ہوئی تلوار کی نوبت نہ آئی۔ مشرکین کے دستۂ فوج کی امارت میں اختلاف ہے بعضوں نے ابوسفیان بن حرب کو امیر بتایا ہے دوسروں نے مکرز بن حفص کا نام لیا ہے، واقدی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ابوسفیان بن حرب اس فوج کا امیر تھا اور اس کی تعداد دو سو تھی۔

خرار کی مہم

اس سال ذیقعدہ میں رسول اللہ صلعم نے سعد بن ابی وقاص کو ایک سفید نشان دیکر خرار بھیجا۔ مقداد بن عمرو ان کے علمبردار تھے۔ اس کے متعلق خود سعد سے مروی ہے کہ میں بیس یا اکیس آدمیوں کے ساتھ پیدل خرار روانہ ہوا۔ دن کو ہم چھپے رہتے تھے اور رات کو چلتے تھے، پانچویں صبح کو صبح کے وقت ہم وہاں پہنچ گئے۔ رسول اللہ صلعم نے مجھے ہدایت فرمادی تھی کہ میں وہاں سے آگے نہ بڑھوں مگر دشمن کا تجارتی قافلہ مجھ سے ایک دن پہلے وہاں سے گذر چکا تھا اُن کی تعداد ساٹھ تھی اور میرے ساتھ سب کے سب مہاجرین تھے۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ یہ تمام سرایا جن کو ہم واقدی کی روایت سے بیان کر آئے ہیں یہ سب تاریخ کے وقت سے دوسرے سال کے ہیں۔

غزوہ الابواء

محمد بن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو رسول اللہ صلعم مدینہ تشریف لائے اس ربیع الاول کا بقیہ حصہ ماہ ربیع الآخر، جمادی الاول، جمادی الآخر، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم آپ نے مدینہ ہی میں قیام فرمایا، اس سال کا حج مشرکین ہی کے اہتمام میں ہوا۔ مدینہ آنے کے بارھویں مہینے صفر میں آپ جہاد کے لئے نکلے، قریش اور بنی ضمرہ بکر بن عبدمناۃ بن کنانہ کی نیت سے ودان آئے یہ ہی غزوہ الابواء ہے۔ بنی ضمرہ کے رئیس مخشی بن عمرو نے جو خود اسی قبیلہ کا تھا آپ سے مصالحت کرلی۔ آپ بغیر کسی نقصان کے مدینہ واپس آگئے بقیہ ماہ صفر اور ربیع الاول کا ابتدائی حصہ آپ نے مدینہ میں بسر کیا اسی قیام کے اثنا میں آپ نے عبیدہ بن الحارث بن المطلب کو ساٹھ یا اسی شترسوار مہاجرین کے ساتھ جن میں کوئی انصاری نہ تھا جہاد کے لئے روانہ کیا، یہ جماعت حجاز کے ایک چشمہ آب احیاد نام پر جو ثنیۃ المرہ کے زیریں میں واقع ہے پہنچی، یہاں قریش کی ایک بہت بڑی جماعت سے ان کا مقابلہ ہوا، جنگ تو نہ ہوئی البتہ سعد بن ابی وقاص نے تیر پھینکا، یہ پہلا تیر تھا جو اسلام میں پھینکا گیا۔ اس کے بعد دونوں فریق مقابلہ سے پسپا ہوئے مسلمانوں کے لئے عقبی بچانے والی جماعت بھی تھی۔ مقداد بن عمرو البوانی بنی زہرہ کے حلیف اور عتبہ بن غزوان بن جابر بنی نوفل بن عبدمناف کے حلیف مشرکین کا ساتھ چھوڑ کر مسلمانوں کے پاس بھاگ آئے، یہ دونوں پہلے مسلمان تھے اور مشرکین کے ساتھ لڑنے محض اسی غرض سے آئے تھے کہ اس طرح مسلمانوں سے آملیں گے

عکرمہ بن ابی جہل اس قوم کا امیر تھا۔

اسلام کا پہلا علمبردار

جہاں تک مجھے معلوم ہے اسلام میں سب سے پہلا علم جو کسی مسلمان کو رسول اللہؐ نے دیا ہے وہ یہی عبیدہ کا علم ہے، مگر بعض علماء کا خیال ہے کہ غزوہ الابواء سے واپسی میں مدینہ پہنچنے سے قبل ہی رسول اللہ صلعم نے عبیدؓ کو بھیجا۔ اسی قیام کے زمانے میں آپ نے حمزہ بن عبدالمطلب کو عیص کی سمت سے مہاجرین کے تیس شتر سواروں کے ساتھ سیف البحر جو جھنیہ کے علاقہ میں واقع ہے روانہ فرمایا۔ اس جماعت میں بھی مہاجرین کے علاوہ کوئی انصاری نہ تھا۔ اس ساحل پر ابو جہل بن ہشام مکہ کے تین سو شتر سواروں کے ساتھ ان کے مقابلہ پر آیا مگر مجدی بن عمرو الجہنی نے جس کی فریقین سے مصالحت تھی بیچ بچاؤ کرادیا اور بغیر لڑائی کے فریقین اپنی اپنی راہ چل دیئے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حمزہ کا علم پہلا علم ہے جو رسول اللہ صلعم نے کسی مسلمان کو دیا ہے اور چونکہ ان کی اور عبیدہ بن الحارث کی مہم ایک وقت بھیجی گئی ہیں۔ اس لئے یہ بات مشتبہ ہو گئی ہے کہ کسے پہلے علم سرفراز ہوا مگر ہم نے علماء سے یہی بات سنی ہے کہ سب سے پہلے عہد اسلام میں عبیدہ بن الحارث کو علم دیا گیا۔

غزوہ عشیرہ

اس کے بعد ربیع الآخر میں خود رسول اللہ صلعم قریش کے ارادے سے جہاد کے لئے روانہ ہوئے اور کوہ رضویٰ کی سمت سے بواط آئے اور پھر بغیر کسی مقابلہ اور لڑائی کے مدینہ واپس تشریف لے آئے اور ربیع الآخر کا بقیہ حصہ اور جمادی الاوّل کا کچھ حصہ آپ نے مدینہ میں بسر کیا اس کے بعد پھر آپ قریش کے مقابلہ کے لئے جہاد پر روانہ ہوئے، اس مرتبہ آپ بنی دینار بن النجار کی سرنگ سے گذر کر فیفاء الخیار پر سے ہوتے ہوئے ابن ازہر کی چٹان ذات الساق نام میں ایک درخت کے نیچے فروکش ہوئے یہاں آپ نے نماز پڑھی اسی لئے وہاں آپؐ کی مسجد موجود ہے یہاں آپ کے لئے کھانا پکایا گیا۔ آپؐ نے اور آپ کے صحابہؓ نے اسے تناول فرمایا، وہاں جس جگہ چولھے تھے وہ مقام بھی اب تک معلوم ہے اور وہاں کے عشیرب نام ایک چشمہ سے آپ کے پینے کے لئے پانی لایا گیا پھر آپؐ وہاں سے چل کھڑے ہوئے آپؐ نے خلائق کو اپنی بائیں جانب چھوڑا اور شعبہ عبداللہ نام گھاٹی کا راستہ اختیار کیا یہ گھاٹی اب تک اسی نام سے مشہور ہے اس کے بعد پھر آپؐ بائیں جانب ہو لئے اور وادی یلیل میں سے اتر کر اس کے اور وادی الضبوعہ کے سنگم پر فروکش ہوئے وہاں ایک کنواں تھا اس کا پانی آپؐ نے نوش فرمایا یہاں سے آپ نے فرش ملل کا راستہ لیا اور صخیرات الیمام آکر پھر آپ عام راستہ پر آئے یہ راستہ آپ کو بطن ینبوع کے مقام عشیرہ لے آیا آپ نے جمادی الاوّل کا بقیہ حصہ اور کچھ راتیں جمادی الآخر کی یہاں قیام فرمایا اور اسی مقام پر آپؐ نے بنی مدلج اور ان کے حلیف بنی ضمرہ سے مصالحت کر لی اور پھر بغیر کسی لڑائی کے آپؐ مدینہ پلٹ آئے۔ اسی غزوہ میں آپؐ نے علیؓ سے جو کچھ کہا تھا۔

کرز بن جابر کا حملہ

اس غزوۂ عشیرہ سے واپس آکر آپ کو مدینہ میں دس راتیں بھی گذرنے نہ پائی تھیں کہ کرز بن جابر الفہری نے مدینہ کے گلوں پر غارت گری کی۔ آپ اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور سفوان نام ایک وادی میں جو بدر کی سمت میں واقع ہے آئے مگر کرز آپ کی گرفت سے نکل گیا اور آپ اسے نہ پاسکے۔ یہ بدر کا پہلا غزوہ ہے آپ پھر مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ جمادی الآخر کا بقیہ حصہ، ماہ رجب اور شعبان آپؐ نے وہیں قیام فرمایا۔ غزوۂ سعد بن ابی وقاص سے دیگر اب تک آپ، آٹھ جماعتوں کو جہاد کے لئے بھیج چکے تھے۔

ابو قیس بن الاسلت

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سال یعنی ہجرت کے پہلے سال ابو قیس بن الاسلت رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا، آپؐ نے اُسے اسلام کی دعوت دی، اس نے کہا یہ تو بہت عمدہ مذہب ہے جس کی آپؐ نے دعوت دی ہے۔ میں جا کر اس پر غور کرتا ہوں اور پھر آؤں گا۔ اس کے بعد عبداللہ بن اُبی اُس کے پاس گیا اور اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم خزرج کے مقابلہ سے پہلو تہی کرتے ہو اور اسی وجہ سے اسلام لانا چاہتے ہو۔ ابو قیس نے کہا، اگر تمہارا یہ خیال ہے تو میں ایک سال تک مسلمان نہیں ہوتا۔ یہ اس سال کے ذی قعدہ ہی میں مرگیا۔

باب ۵
جنگ بدر ۲ھ

سعد بن عبادہ کی قائمقامی

تمام ارباب سیر کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس سال ربیع الاول میں خود رسول اللہ صلعم غزوہ ابواء پر تشریف لے گئے اسے غزوہ ودان بھی کہا جاتا ہے۔ ان دونوں مقامات کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے اور ودان ابواء کے بالکل سامنے واقع ہے۔ مدینہ سے چلتے وقت رسول اللہ صلعم نے سعد بن عبادہ بن دلیم کو مدینہ پر اپنا قائمقام مقرر فرمایا۔ اس جہاد میں حمزہ رضؓ بن عبدالمطلب آپ کے علمبردار تھے اور یہ علم سفید تھا۔ واقدی کہتے ہیں کہ پندرہ شب آپ نے وہاں قیام فرمایا اور پھر مدینہ تشریف لے آئے۔

تجارتی قافلوں کی روک تھام

واقدی کے قول کے مطابق اس کے بعد پھر رسول اللہ صلعم دو سو صحابہ کے ساتھ جہاد کے لئے روانہ ہوئے تاکہ قریش کے تجارتی قافلوں کو روکیں آپ ربیع الاوّل میں بواط پہنچ گئے۔ ان قافلوں میں اُمیّہ بن خلف اور قریش کے سّو آدمی اور تھے اور دو ہزار پانسو اُونٹ تھے، آپ واپس آ گئے کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ اس غزوہ میں سعد بن ابی وقاص آپ کے علم بردار تھے اور اس موقع پر آپ نے مدینہ میں سعد بن معاذ کو اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ اس کے بعد اسی ماہ میں آپ کرز بن جابر الفہری کے تعاقب میں مہاجرین کے ساتھ تشریف لے گئے۔ یہ مدینہ کے ریوڑوں کو جو جمائیں چرا کرتے تھے لوٹ لیا گیا تھا۔ رسول اللہ صلعم نے اس کا تعاقب کیا، آپ بدر پہنچے مگر اسے نہ پا سکے۔ اس غزوہ میں علیؓ بن ابی طالب آپ کے علمبردار تھے اور آپ نے زید بن حارثہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔ نیز اسی سال جب قریش کے تجارتی قافلے شام جانے لگے آپ ان کو روکنے کے لئے مہاجرین کے ساتھ برآمد ہوئے، اس مہم کو غزوہ ذات العشیرہ کہتے ہیں۔ آپ ینبع تک گئے۔ اس موقع پر آپ نے ابو سلمہ بن عبدالاسد کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا اور حمزہؓ بن عبدالمطلب آپ کے علمبردار تھے۔

ابو تراب کا لقب

عمار بن یاسر سے مروی ہے کہ اس غزوہ ذات العشیرہ میں علیؓ اور میں رسول اللہ صلعم کے ہمراہ رفیق تھے۔ ہم نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا وہاں ہم نے بنی مدلج کے کچھ آدمیوں کو اپنے ایک نخلستان میں زراعتی کام کرتے دیکھا میں نے علیؓ سے کہا کہ آؤ ذرا چل کر دیکھیں کہ یہ کیونکر کاشت کرتے ہیں۔ ہم وہاں آئے تھوڑی دیر ہم دیکھتے رہے ہمیں نیند آنے لگی۔ ہم کھجور کے ایک درخت کے سایہ میں جا کر نرم مٹی پر سو گئے۔ ہم پڑے سو رہے تھے کہ خود رسول اللہ صلعم نے وہاں آکر ہمیں بیدار کیا۔ زمین پر سونے کی وجہ سے ہم خاک آلود ہو گئے تھے۔ آپ نے علیؓ کو اس کا پاؤں پکڑ کر ہلایا اور فرمایا، اے ابو تراب اٹھو، قسم ہے اس کی جو تمہاری زلفوں سے مٹی جھٹک رہا ہے تم کو میں بتاتا ہوں کہ قوم ثمود کا احمر جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں، سب سے زیادہ شقی انسان تھا اور پھر آپ نے ان کی ڈاڑھی پکڑی۔

ابو تراب لقب کی دوسری روایت

دوسرے طریق سے بھی یہی حدیث عمار بن یاسر سے نقل ہوتی ہے، مگر اس واقعہ کے مطابق مذکورہ بالا بیان کے علاوہ یہ بھی مذکور ہے کہ ایک مرتبہ سہل بن سعد سے کسی نے کہا کہ مدینہ کے چند امراء چاہتے ہیں کہ تم علیؓ کو مدینہ کے منبر پر گالیاں دو۔ اس نے کہا میں ان کو کیا کہوں، اس شخص نے کہا تم ان کو ابو تراب کہو۔ سہل بن سعد نے کہا یہ تو خود رسول اللہ صلعم نے ان کو لقب دیا تھا۔ اس نے پوچھا اے ابو العباس کیونکر، اس نے کہا ایک مرتبہ علیؓ فاطمہؓ کے پاس گئے اور وہاں سے برآمد ہو کر مسجد کے زیر سایہ لیٹ گئے۔ ان کے بعد رسول اللہ صلعم فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے اور پوچھا تمہارے ابن عم کہاں ہیں، انہوں نے کہا وہ دیکھئے مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ صلعم مسجد میں ان کے پاس آئے دیکھا کہ چادر پیٹھ سے اتر گئی ہے اور مٹی لگ گئی ہے۔ آپ خود ان کی پیٹھ سے مٹی جھٹکنے لگے اور فرمانے لگے اے ابو تراب بیٹھ جاؤ اس طرح یہ لقب خود رسول اللہ صلعم نے ان کو دیا تھا اور خود علیؓ اس لقب کو سب ناموں سے زیادہ پسند کرتے تھے۔

اس سال ماہ صفر کی چند راتیں باقی تھیں کہ علیؓ بن ابی طالب کی شادی فاطمہؓ سے ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن جحش کی مہم

جمادی الآخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرز بن جابر الفہری کے تعاقب سے مدینہ واپس آئے اور جب آپ نے عبداللہ بن جحش کو مہاجرین کے آٹھ خاندان کے ساتھ جن میں کوئی انصاری نہ تھا حجاز روانہ فرمایا واقدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے عبداللہ بن جحش کو مہاجرین کے بارہ اشخاص کے ہمراہ اس مہم پر بھیجا تھا۔ بہر حال سابق بیان کے مطابق آپ نے روانگی کے وقت ایک خط لکھ کر

ان کو دیا اور ہدایت کر دی کہ جب تک دو دن کا سفر نہ طے ہو جائے تم اسے نہ پڑھنا پھر پڑھ کر جو حکم دیا گیا ہو اس کی بجا آوری کرنا اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اس کے لئے مجبور نہ کرنا۔

چنانچہ دو دن سفر کرنے کے بعد عبداللہ بن جحش نے رسول اللہ صلعم کا خط پڑھا۔ اس میں مرقوم تھا کہ اس خط کے دیکھنے کے بعد تم سیدھے مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ جا کر ٹھہرو۔ وہاں سے قریش کی نگرانی رکھو اور ان کی خبریں ہمیں پہنچاؤ۔ عبداللہ نے خط دیکھ کر کہا میں بسر وچشم اس ارشاد کی بجا آوری کروں گا اور پھر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے ایسا حکم دیا ہے مگر اس بارے میں تم پر جبر کرنے سے منع فرمایا ہے، لہٰذا جسے دل سے شہادت کا شوق ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جو نہ چاہتا ہو واپس ہو جائے، میں بہر حال اس حکم کی بجا آوری کروں گا مگر کسی نے ان کا ساتھ نہ چھوڑا، وہ اپنی سمت چلے، دوسرے تمام اُن کے ساتھی بھی ساتھ ہوتے، انہوں نے حجاز کی راہ لی۔

حضرت عبداللہ بن جحش کا حملہ

جب یہ بالائے فرع ایک کان پر آئے سعد بن ابی وقاص اور عُتبہ بن غزوان کا ایک اونٹ جس کے پیچھے یہ آرہے تھے راہ سے بھٹک گیا۔ یہ اس کی تلاش میں عبداللہ بن جحش سے چھوٹ گئے، وہ اپنے اور ساتھیوں کے ساتھ چلتے چلتے نخلہ پہنچے، قریش کا ایک تجارتی قافلہ جس میں منقے، چمڑے اور دوسرا تجارتی سامان تھا ان کے پاس سے گذرا۔ اس قافلہ میں عمرو بن الحضرمی، عثمان بن عبداللہ بن المغیرہ المخزومی اُس کا بھائی نوفل بن عبداللہ بن المغیرہ اور حکم بن کیسان ہشام بن المغیرہ کا مولیٰ تھے۔ یہ قافلہ مسلمانوں کے قریب ہی اُترا تھا۔ ان کو دیکھ کر وہ ڈرے، مگر عکاشہ بن محصن جن کا سر منڈا ہوا تھا پہاڑ سے ان کے سامنے برآمد ہوا، اُسے دیکھ کر قافلہ والے مطمئن ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ عمرہ کرنے والے ہیں ان سے کچھ خطرہ نہیں۔ دوسری طرف مسلمانوں نے اس قافلہ کے بارے میں مشاورت کی کہ کیا کیا جائے۔ یہ رجب کا آخری دن تھا۔ سب نے کہا اگر ہم نے ان کو آج رات چھوڑ دیا تو کل یہ حرم میں داخل ہو جائیں گے اور پھر تم ان کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ دوسری طرف یہ مشکل ہے کہ اگر ہم نے ان کو قتل کر دیا تو ہم نے ماہ حرام کی حرمت توڑ دی۔ اسی تردّد میں تھے اور اُن پر پیش قدمی کرتے ہوئے خائف تھے، مگر یہ لوگ دلیر ہو گئے اور سب نے تہیہ کر لیا کہ جس پر قابو چلے اُسے قتل کر ڈالو اور اُن کے مال و متاع کو لوٹ لو۔

عمرو بن الحضرمی کا قتل

واقدی بن عبداللہ التمیمی نے عمرو بن الحضرمی کو اپنے تیر کا نشانہ بنایا اور قتل کر دیا، نیز انہوں نے عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو گرفتار کر لیا، البتہ نوفل بن عبداللہ بھاگ گیا اور اُن کے ہاتھ نہ آ سکا۔ عبداللہ بن جحش اور اُن کے ساتھی اُس قافلہ اور دونوں قیدیوں کو لے کر مدینہ میں رسول اللہ صلعم کے پاس آ گئے۔ اس سلسلہ میں عبداللہ بن جحش کی اولاد میں سے کسی نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ اس مال غنیمت میں سے خمس رسول اللہ صلعم کا ہے، اس وقت تک اللہ نے غنیمت میں خمس فرض نہیں کیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے خمس کو رسول اللہ صلعم کے لئے علیحدہ کر لیا اور باقی غنیمت تقسیم کر دی۔ جب یہ رسول اللہ صلعم کے پاس پہنچے آپ نے فرمایا کہ میں نے تو تم کو ماہ حرام میں قتال کا حکم نہیں دیا تھا۔ آپ نے قافلہ اور قیدیوں کو وہیں روک دیا اور اس میں سے کسی حصّہ کو بھی قبول نہیں فرمایا، آپ کے اس ارشاد سے ان لوگوں کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے اور وہ سمجھے کہ مارے گئے، دوسرے مسلمانوں نے بھی ان کو اس حرکت پر ملامت کی اور کہا کہ تم وہ کر گذرے جس کا تم کو حکم نہ تھا، تم ماہ حرام میں لڑے حالانکہ تم کو اس کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ دوسری طرف قریش کہنے لگے کہ محمدؐ اور اُن کے ساتھیوں نے ماہ حرام کی حرمت توڑ دی اس میں خونریزی کی، مال لوٹا اور قیدی پکڑ لئے۔ مکّہ کے مسلمانوں نے اس الزام کی تردید میں کہا کہ یہ جو کچھ ہُوا وہ شعبان میں ہُوا ہے۔ نیز یہودیوں نے اس واقعہ کو رسول اللہ صلعم کے لئے شگون بد قرار دینے کے لئے کہا کہ عمرو بن الحضرمی کو واقد بن عبداللہ نے قتل کیا، عمرو نے لڑائی معمور کی، حضرمی اس میں حاضر تھا اور واقدی نے اسے مشتعل کر دیا، مگر اللہ نے اُن کے دعویٰ کو خود اُن پر پلیٹ دیا۔ اور وہی تباہ ہو گئے۔

اسیران جنگ کی رہائی

جب اس واقعہ کے متعلق زیادہ چہ میگوئیاں ہونے لگیں اللہ عزّ وجل نے یہ آیات رسول اللہ صلعم پر نازل فرمائیں یسئلونك عن الشھر الحرام قتال فیہ پوری آیت (لوگ تم سے ماہ حرام میں قتال کی بابت دریافت کرتے ہیں) جب اللہ نے اس معاملہ کے متعلق یہ وحی نازل فرما دی اور اس طرح وہ خوف جو مسلمانوں کو اس سے لاحق ہو گیا تھا جاتا رہا۔ رسول اللہ صلعم نے قافلہ اور دونوں قیدیوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ قریش نے ایک وفد کے ذریعہ آپؐ سے عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو فدیہ دے کر رہائی کی درخواست کی۔ آپؐ نے

اُن سے فرمایا کہ جب تک ہمارے آدمی سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان بخیریت یہاں نہ آجائیں ہم فدیہ قبول نہیں کرتے۔ کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں تم نے اُن کو قتل نہ کر دیا ہو۔ اگر ایسا ہوا تو پھر ان کے عوض میں ہم تمہارے ان آدمیوں کو قتل کریں گے مگر پھر وہ دونوں آگئے اور رسول اللہ صلعم نے فدیہ لے کر ان دونوں قیدیوں کو رہا کر دیا۔ ان میں سے حکم بن کیسان اسلام لے آئے اور بڑے اچھے مسلمان بنے۔ رسول اللہ صلعم ہی کے پاس رہ گئے اور بئر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔

مہم نخلہ کے متعلق دوسری روایت

سُدّی سے جب (یسئلونک عن الشھر الحرام قتالٍ فیہ قل قتالٌ فیہ کبیر وصدٌ عن سبیل اللہ) کی تفسیر پوچھی گئی تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم نے سات آدمیوں کی ایک مہم عبداللہ بن جحش کی قیادت میں روانہ کی۔ اس میں عمار بن یاسر، ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ، سعد بن ابی وقاص، عتبہ بن غزوان السلمی بنی نوفل کے حلیف سہیل بن بیضا، عامر بن فہیرہ اور واقد بن عبداللہ الیربوعی، عمر بن الخطاب کے حلیف شامل تھے۔ رسول اللہ صلعم نے ایک خط لکھ کر عبداللہ بن جحش کو دیا اور ہدایت کر دی کہ صرف بطن میں پہنچ کر اسے پڑھنا۔ جب عبداللہ اس مقام کو آئے انہوں نے خط کھولا اس میں مرقوم تھا کہ تم بطن نخلہ جا کر ٹھہرو۔ عبداللہ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ جو مرنا چاہے وہ ساتھ چلے اور بعد کے لئے وصیت کر دے، میں خود تو بہر حال رسول اللہ صلعم کے حکم کی بجا آوری کروں گا جاتا ہوں اور وصیت کئے دیتا ہوں، عبداللہ بن جحش اپنی راہ ہوئے۔ سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان اپنی گم کردہ راہ سواری کی تلاش میں چھوٹ گئے اور یہ دونوں اس کی تلاش کرتے ہوئے بحران آئے۔ عبداللہ بن جحش چلتے چلتے بطن نخلہ پہنچے یہاں ان کو حکم بن کیسان، عبداللہ بن المغیرہ، مغیرہ بن عثمان اور عمرو بن الحضرمی نظر پڑے، جنگ ہوئی۔ مسلمانوں نے حکم بن کیسان اور عبداللہ بن المغیرہ کو قید کر لیا۔ مغیرہ بھاگ گیا اور عمرو بن الحضرمی، واقد بن عبداللہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ یہ پہلی غنیمت تھی جو صحابۂ رسول اللہ صلعم کو ملی۔ جب وہ ان دونوں قیدیوں اور مال غنیمت کو لے کر مدینہ آئے، اہل مکہ نے چاہا کہ فدیہ دے کر ان کو رہا کرالیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ابھی ہم اپنے آدمیوں کا انتظار کرتے ہیں چنانچہ جب سعد اور ان کے ساتھی بخیریت واپس آگئے رسول اللہ صلعم نے قیدیوں کا فدیہ قبول فرمالیا۔ مشرکین نے رسول اللہ صلعم پر یہ الزام لگایا کہ محمد ایک طرف اللہ کی اطاعت کے

دعوے دار ہیں مگر پہلے انہیں نے ماہ حرام کی حرمت کو توڑا اور ماہ رجب میں ہمارے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ مسلمانوں نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم نے جمادی میں قتل کیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ واقعہ جمادی کی آخری رات اور رجب کی پہلی رات میں پیش آیا، اور رجب شروع ہوتے ہی مسلمانوں نے اپنی تلواریں نیام میں کر لیں۔ اسی موقع پر اللہ نے یہ آیات نازل فرمائی ہیں اور اُن میں اہل مکہ کو ملزم قرار دیا ہے۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پہلے رسول اللہ صلعم نے ایک مہم کے لئے ابوعبیدہ بن الجراح کو مقرر کیا تھا مگر پھر خاص وجہ سے اُن کو چھوڑ کر عبداللہ بن جحش کو مقرر کیا۔ اس کے متعلق حسب ذیل روایات منقول ہیں:

مہم نخلہ کے متعلق جندب بن عبداللہ کی روایت

جندب بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک جمعیت پر ابوعبیدہ بن الجراح کو امیر بنایا۔ جب وہ رسول اللہ صلعم سے رخصت ہو کر جانے لگے تو آپ کی جُدائی کے خیال سے رو پڑے۔ رسول اللہ صلعم نے اُن کے بجائے عبداللہ بن جحش کو بھیج دیا اور ایک خط لکھ کر اس ہدایت کے ساتھ اُن کے حوالے کیا کہ جب تک وہ فلاں مقام پر نہ پہنچ جائیں اسے نہ پڑھیں اور اپنے کسی ساتھی کو ساتھ دینے پر مجبور نہ کریں۔ جب انہوں نے خط پڑھا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہا اور پھر کہا کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کی بجاآوری دل و جان سے کرتا ہوں۔ انہوں نے اس حکم کی اطلاع اپنے ہمراہیوں کو کی اور خط پڑھ کر سنایا۔ دو صاحب پلٹ گئے بقیہ عبداللہ کے ساتھ چلے۔ ابن الحضرمی سے ان کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا مگر ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ دن رجب کا ہے یا جمادی کا، اس پر مشرکین نے مسلمانوں پر الزام لگایا کہ تم نے ماہ حرام میں یہ حرکت کی۔ انہوں نے نبی صلعم سے آکر سارا واقعہ بیان کیا، اس موقع پر اللہ نے یہ آیات یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ اپنے قول والفتنۃ اکبر من القتل تک نازل فرمائی۔ یہاں فتنہ سے مراد شرک ہے۔ ایک صاحب نے جن کے متعلق میں خیال کرتا ہوں کہ وہ اس مہم میں شریک تھے کہا کہ اگر یہ فعل بہتر ہوا ہے تو میں اس کے اجر کا مستحق ہوں اور اگر بُرا ہوا تو میں اس کی بُرائی سے واقف ہوں۔

قبلہ کی تبدیلی

ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کے قبلہ کو شام کی سمت سے کعبہ کی طرف بدل دیا۔ وقت کی تبدیلی میں علمائے سلف کا اختلاف ہے مگر جمہور کا خیال یہ ہے کہ ہجرت کے اٹھارھویں ماہ نصف شعبان میں یہ تبدیلی عمل میں

آئی۔ ابن مسعود اور دوسرے صحابہؓ رسولؐ سے مروی ہے کہ پہلے مسلمان بیت المقدس کی سمت نماز پڑھتے تھے۔ جب نبی صلعم کو ہجرت کیے مدینہ آئے ہوئے اٹھارہ ماہ گیے آپ نماز میں حکم کے انتظار میں آسمان کی طرف نظر اٹھاتے تھے۔ آپ بھی بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے۔ اب کعبہ بیت المقدس کی بجائے قبلہ مقرر کیا گیا۔ خود نبی صلعم چاہتے تھے کہ کعبہ کی سمت نماز پڑھیں۔ اس وقت اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَاءِ آخر آیۃ تک (بے شک ہم نے دیکھا کہ تم آسمان کی طرف منہ اٹھائے منتظر ہو)

ابن اسحٰق کی روایت

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ مدینہ آنے کے اٹھارہ ماہ بعد شعبان میں قبلہ بدل دیا گیا۔ واقدی سے بھی یہی مذکور ہے، وہ کہتے ہیں کہ سہ شنبہ کو ظہر کے وقت نصف شعبان میں یہ تبدیلی عمل میں لائی گئی۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ دوسرے ارباب سیر کہتے ہیں کہ ہجرت کے سولہ ماہ بعد قبلہ تبدیل ہوا۔ اس کے متعلق قتادہ سے مروی ہے کہ ہجرت سے قبل رسول اللہ صلعم کے قیام مکہ کے زمانے میں تمام مسلمان بیت المقدس کی سمت نماز پڑھتے تھے۔ ہجرت کے بعد سولہ ماہ رسول اللہ صلعم نے بیت المقدس کی سمت نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ نے کعبہ بیت الحرام کی سمت نماز پڑھی۔

ابن زید کی روایت

ابن زید سے مروی ہے کہ سولہ ماہ رسول اللہ صلعم نے بیت المقدس کی سمت نماز پڑھی۔ پھر آپ کو معلوم ہوا کہ یہودی کہتے ہیں کہ محمدؐ اور اُن کے ساتھیوں کو اپنے قبلہ کا بھی علم نہ تھا ہم نے بتایا۔ رسول اللہ صلعم کو یہ بات بری معلوم ہوئی، آپ نے آسمان کی طرف منہ اٹھایا اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَاءِ۔

روزے کا حکم

اس سال ماہ رمضان کے روزے فرض کیے گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال کے ماہ شعبان میں یہ روزے فرض ہوئے۔ مدینہ آکر رسول اللہ صلعم نے یہودیوں کو یوم عاشورا میں روزہ رکھتے دیکھا۔ اُن سے اس کی وجہ پوچھی، انہوں نے کہا کہ اس دن اللہ نے آل فرعون کو غرق کیا اور موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کو فرعون سے نجات دی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہم اُن سے زیادہ موسیٰؑ کے حق دار ہیں، آپ نے روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی اس روز روزہ کا حکم دیا۔ جب اللہ نے رمضان کے روزے فرض کیے تو پھر آپ نے عاشورا کے روزے کا نہ حکم دیا اور نہ اس سے منع فرمایا۔

فطرے کا حکم

اس سال مسلمانوں کو زکوٰۃ فطرہ کا حکم ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے فطر سے ایک دن یا دو دن قبل مسلمانوں کو خطاب کیا اور فطرے کا حکم دیا۔ اس سال آپ نماز عید کے لئے شہر سے باہر عید گاہ تشریف لے گئے اور آپ نے سب کو نماز پڑھائی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ آپ نماز عید کے لئے عید گاہ تشریف لے گئے، اسی سال لوگ آپ کے لئے بھالا لے گئے اور آپ نے اس کی سمت کھڑے ہو کر نماز پڑھی، یہ بھالا زبیر بن العوام کا تھا جو نجاشی نے ان کو دیا تھا، اس کے بعد تمام عیدوں میں یہ آپ کے لئے عید گاہ لے جایا جاتا تھا۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہ اب بھی مدینہ میں مؤذنوں کے پاس ہے۔

۱۹ رمضان کے متعلق روایات

اس سال کے ماہ رمضان میں کفار قریش اور رسول اللہ صلعم میں بدر کی مشہور لڑائی ہوئی، دن کے متعلق اختلاف ہے کہ کس روز لڑائی ہوئی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ۱۹ر رمضان کو یہ واقعہ ہوا۔

ابن مسعود سے مروی ہے کہ ۱۹ر رمضان کو لیلۃ القدر کی تلاش کرو، کیونکہ یہی بدر کی رات ہے

عبداللہ سے مروی ہے کہ لیلۃ القدر کو ۱۹ر رمضان میں تلاش کرو کیونکہ اسی کی صبح کو جنگ بدر ہوئی ہے۔

زید کے متعلق مروی ہے کہ وہ رمضان کی انیسویں اور بیسویں شب کو جس طرح ساری رات جاگتے تھے اُس طرح کسی اور شب میں بیدار نہ رہتے، اس جاگنے کا اثر اُن کے چہرے پر نمایاں ہوتا لوگوں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی، انہوں نے کہا کہ اللہ عزوجل نے اس کی صبح میں حق و باطل کے درمیان تفریق کی ہے۔

۱۷ رمضان کے متعلق روایتیں

دوسرے راوی کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی جمعہ کے دن سترھویں رمضان کی صبح کو ہوئی۔ اس کے متعلق دوسرے سلسلہ سے عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ لیلۃ القدر کو سترھویں رات میں تلاش کرو اور یہ آیت پڑھی یوم التقی الجمعان اور یہ بدر کی صبح ہے، پھر کہا یا ۱۹ر کو اور یا ۲۱ر کو تلاش کرو۔

عبداللہ سے مروی ہے کہ جنگ بدر رمضان کی ۱۹ر کو ہوئی۔ واقدی کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات محمد بن صالح سے کہی، وہ کہنے لگے کہ یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم ایسا کہتے ہو میرا خیال ہے کہ کسی شخص کو بھی اس بات میں شک نہیں ہے کہ جنگ بدر ۱۷ر رمضان جمعہ کی صبح کو ہوئی ہے اور میں نے عاصم بن عمر بن قتادہ اور یزید بن رومان کو بھی یہ کہتے سنا ہے، ان اشخاص کے نام لینے کی بھی ضرورت نہیں تھی، اس بات کو تو گھر میں بیٹھنے والی عورتیں تک جانتی ہیں۔ میں نے یہ بات عبدالرحمن ابن ابی الزناد سے بیان کی انہوں نے زید بن ثابت سے یہ واقعہ نقل کیا کہ وہ رمضان کی سترھویں شب کو رات بھر جاگتے تھے جس کا اثر ان کے

چہرے پر نمایاں ہوتا اور کہا کرتے تھے کہ اس شب کی صبح میں اللہ نے حق و باطل میں فرق کر دیا۔ اسلام کو غلبہ دیا، اس شب میں قرآن نازل فرمایا اور کفار کے سرغنوں کو ذلیل کر دیا۔ واقعہ بدر جمعہ کے دن ہوا ہے۔ حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب کہتے تھے کہ لیلۃ الفرقان یوم التقی الجمعان رمضان کی سترہ ہے۔

عروہ بن الزبیر کے بیان کے مطابق اس لڑائی اور نیز ان تمام دوسری لڑائیوں کا باعث جو مشرکین قریش اور رسول اللہ صلعم میں ہوئیں واقد بن عبداللہ التیمی کا عمرو بن الحضرمی کو قتل کر دینا ہوا۔

قریش کا تجارتی قافلہ

عروہ نے اس کے متعلق حسب ذیل بیان عبدالملک کو لکھ کر بھیجا تھا:

اما بعد تم نے مجھ سے ابوسفیان کی نقل و حرکت اور کارروائی کو دریافت کیا ہے کہ وہ کیونکر ہے، اس کا اصل واقعہ یہ ہے کہ ابوسفیان بن حرب قریش کے تقریباً ستر سواروں کے ساتھ جو سب تجارت کے لئے شام گئے ہوئے تھے شام سے واپس آ رہا تھا اس کے ساتھ ان کا تمام روپیہ اور سامان تجارت تھا جب یہ حجاز واپس آنے لگے تو اس کی خبر رسول اللہ صلعم اور ان کے صحابہ کو ملی، اس سے پہلے سے ان میں لڑائی جاری تھی جس سے کئی آدمی مقتول ہو چکے تھے۔ ابن الحضرمی بھی کئی آدمیوں کے ساتھ نخلہ میں قتل ہو چکا تھا اور قریش کے چند اشخاص قید بھی کر لئے گئے تھے۔ ان میں بعض مغیرہ کے بیٹے تھے، نیز ان میں ان کا مولیٰ ابن کیسان تھا جیسے عبداللہ بن جحش اور واقد بنی عدی بن کعب کے حلیف نے چند صحابہ رسولؐ کے ساتھ جن کو رسول اللہ صلعم نے عبداللہ بن جحش کی معیت میں اس مہم پر بھیجا تھا قتل اور اسیر کیا تھا اسی واقعہ کی بنا پر رسول اللہ صلعم اور قریش کے درمیان جنگ چھڑی اور نخلہ کا یہ پہلا واقعہ تھا جس میں طرفین اس سے ساتھیوں کے شام جانے سے قبل پیش آیا تھا۔ پھر جب اس کے بعد وہ اور اس کے ساتھی قریش کے ستر سوار شام سے حجاز آنے لگے انہوں نے ساحل کا راستہ اختیار کیا۔ رسول اللہ صلعم کو جب ان کی اطلاع ہوئی انہوں نے اپنے صحابہؓ کو جنگ کی دعوت دی اور بتایا کہ ان کے ساتھ کثرت سے دولت ہے اور ان کی تعداد بھی تھوڑی ہے۔ اب مسلمانوں کی ایک جماعت ابوسفیان اور اس کے قافلہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے جس کے متعلق ان کو خیال تھا کہ بغیر کسی بڑی لڑائی کے وہ ان کے قبضہ میں آ جائے گا مدینہ سے چلے۔ اس کے متعلق اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی ہے وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم (اور تم چاہتے تھے کہ کمزور تم کو مل جائے)

مسلمانوں کے حملہ کا خوف

جب ابوسفیان کو معلوم ہوا کہ اصحاب رسول اللہ صلعم اس کا راستہ روکنا چاہتے ہیں اس نے اس کی اطلاع کسی کے ذریعہ قریش کو کی اور درخواست کی کہ تم اپنے اسباب تجارت کو بچاؤ، قریش کو اس کی اطلاع ہوئی، ابوسفیان کے قافلہ میں سب کے سب کعب بن لوی

کے خاندانوں کے آدمی تھے۔ اس خبر کے ملتے ہی مکہ والے دوڑے، یہ سب بنی کعب بن لوی کی جماعت تھی جو بچاؤ کے لئے گئی تھی اس میں بنی عامر کے بنی مالک بن رحل کے سوا اور کوئی نہ تھا، جب تک نبی صلعم بدر نہ آ گئے نہ ان کو اور نہ ان کے صحابہؓ کو قریش کی اس جمعیت کی کوئی اطلاع ملی تھی اس قافلہ نے ساحل کا وہ راستہ اختیار کیا تھا جو شام جاتا تھا۔ ابوسفیان نے اس خوف سے کہ بدر پر دشمن گھات میں ہوگا اس سمت سے بچ کر صرف ساحل کی راہ پکڑ لی۔

بنی الحجاج کے حبشی غلام کی گرفتاری

نبی صلعم مدینہ سے چل کر بدر کے قریب آ کر شب باش ہوئے آپ نے زبیر بن العوام کو صحابہ کی ایک چھوٹی سی جمعیت کے ساتھ بدر کے ایک چشمہ آپ کو بھیجا، مسلمانوں کو قطعی اس بات کا علم نہ تھا کہ قریش ان کے مقابلہ کے لئے آ گئے ہیں۔ نبی صلعم نماز پڑھنے کھڑے ہوئے وہ نماز ہی میں تھے کہ قریش کے بعض سقے بدر کے اسی چشمہ پر پانی لینے آئے ان میں بنی الحجاج کا ایک حبشی غلام بھی تھا، اسے مسلمانوں کی اس جماعت نے جسے رسول اللہ صلعم نے زبیرؓ کی قیادت میں چشمہ پر بھیجا تھا گرفتار کر لیا، اس غلام کے اور ساتھی بھاگ کر قریش کے پاس چلے گئے۔ مسلمان اسے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لائے جو اپنی خواب گاہ میں تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے اس سے ابوسفیان اور اس کی جماعت کی خبر پوچھی کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ غلام ضرور اسی کے ہمراہیوں میں سے ہے مگر اس نے بیان کیا کہ قریش کی ایسی جماعت جس میں فلاں فلاں قبیلے اور سردار ہیں مقابلے پر آئی ہے اور یہ بات وہ صحیح بیان کر رہا تھا مگر چونکہ مسلمانوں کو یہ اطلاع بہت ہی ناگوار تھی وہ اسے باور ہی نہ کرتے تھے کیونکہ اس وقت ان کا مطمح نظر صرف ابوسفیان، اس کا تجارتی قافلہ اور جماعت تھی۔ اس سوال و جواب کے اثناء میں نبی صلعم نماز میں مصروف تھے رکوع و سجود کر رہے تھے اور جو کچھ اس غلام کے ساتھ ہو رہا تھا اسے دیکھ اور سن رہے تھے۔ اب جب وہ غلام مسلمانوں سے کہتا کہ قریش آ گئے ہیں وہ اس کی تکذیب کرتے اور مارتے اور کہتے کہ تو ہم سے ابوسفیان اور اس کی جماعت کو چھپا رہا ہے، اس پر اب غلام نے یہ کہا کہ جب مسلمان اسے مارنے کی دھمکی دیتے اور ابوسفیان اور اس کی جماعت کا پتہ پوچھتے تو اگرچہ اسے ان کا قطعی علم نہ تھا وہ تو قریش کے سقوں میں تھا وہ مجبوراً ان کا اقرار کر لیتا حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ وہ قافلہ ان سے بہت اسفل میں پہنچ چکا تھا، جس کے متعلق خود اللہ عزوجل کلام پاک میں فرماتا ہے اذ انتم بالعدوۃ الدنیا وھم بالعدوۃ القصوی والرکب اسفل منکم اپنے قول امراً کان مفعولا تک (جبکہ تم قریب کے کنارے پر تھے اور وہ دور کے کنارے پر اور قافلہ تم سے بہت نیچے تھا) جب وہ غلام کہتا کہ یہ قریش تمہارے مقابلہ کے لئے آئے ہیں مسلمان اسے مارنے لگتے اور اگر وہ کہتا کہ یہ ابوسفیان ہے تو وہ اسے چھوڑ دیتے۔

کفار کی تعداد

اس حرکت کو دیکھ کر نبی صلعم سے رہا نہ گیا وہ نماز ختم کر کے پلٹے اور چونکہ آپ اس غلام کی خبر سن چکے تھے، آپ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب وہ سچ بولتا ہے تم اسے مارتے ہو اور جھوٹ بولتا ہے چھوڑ دیتے ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یہ ہم سے کہہ رہا ہے کہ قریش آ گئے ہیں آپ نے فرمایا بالکل صحیح کہتا ہے، بیشک قریش اپنے قافلہ کو بچانے کے لئے آ گئے ہیں، آپ نے غلام کو بلا کر اس سے واقعہ دریافت کیا، اس نے کہا کہ قریش ہیں ابوسفیان کی مجھے خبر نہیں، آپ نے پوچھا ان کی تعداد کیا ہے اس نے کہا صحیح تعداد تو میں نہیں جانتا البتہ وہ کثیر تعداد میں ہیں۔ راویوں کے بیان کے مطابق اس پر آپ نے دریافت کیا اچھا یہ بتاؤ کہ کل اوّل کس نے ان کو کھانا دیا، اس غلام نے کسی کا نام لیا، آپ نے پوچھا کتنے اونٹ اس نے دعوت کے لئے ذبح کئے تھے، اُس نے کہا نو۔ آپ نے پوچھا پھر کل دوسرے وقت کس نے ان کی ضیافت کی، اُس نے نام بتایا، آپ نے پوچھا اس نے کتنے اونٹ ذبح کئے، غلام نے کہا دس۔ اس پر راویوں کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دشمن کی تعداد نو سو سے ایک ہزار ہے اور واقعہ بھی یہی تھا کہ اس رحلہ میں قریش کی تعداد نو سو پچاس تھی۔

چشمہ بدر پر مسلمانوں کا قبضہ

نبی صلعم اپنے مقام سے اُٹھ کر اس چشمے پر آ کر فروکش ہوئے آپ نے کچھ ایلیں پانی سے بھر لیں اور اس چشمے کے اوپر اپنے صحابہ کی صف بندی کی رسول اللہ صلعم نے بدر آ کر فرمایا تھا کہ یہاں دشمن مارے جائیں گے، قریش نے آ کر دیکھا کہ ان سے قبل نبی صلعم اس چشمے پر پہنچ کر باقاعدہ فروکش ہیں۔ جب قریش سامنے آ گئے رسول اللہ صلعم نے اللہ کی جناب میں عرض کی۔ "یہ قریش اپنے تمام ساز و سامان اور غرور کے ساتھ تجھ سے لڑنے اور تیرے رسول کی تکذیب کرتے آئے ہیں۔ اے خداوندا میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو اپنا وعدہ پورا کر۔" جب وہ بالکل سامنے آ گئے رسول اللہ صلعم نے ان کے منہ پر مٹی پھینک ماری اللہ نے ان کو مار بھگایا۔ نبی صلعم کا مقابلہ ہونے سے پہلے ایک شتر سوار نے ابوسفیان اور اس کی جماعت کی طرف سے آ کر قریش سے کہہ دیا تھا کہ تم پلٹ جاؤ۔ وہ لوگ جنہوں نے قریش کو یہ حکم دیا تھا جحفہ میں تھے مگر قریش نے اس مشورہ کو نہ مانا اور کہا کہ ہم جب تک بدر پہنچ کر وہاں تین راتیں قیام نہ کر لیں گے واپس نہیں جائیں گے اور ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی ہم پر حملہ کرتا ہے ہم کسی عرب میں یہ طاقت نہیں دیکھتے کہ وہ ہم سے اور ہماری اس کثیر جماعت سے مقابلہ کر سکے۔ انہیں کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے الَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ (جو اپنی بستیوں سے فوری جوش اور لوگوں کو محض دکھانے کے لئے نکل آئے تھے) چنانچہ انہوں نے اور رسول اللہ صلعم کا مقابلہ کیا۔ اللہ نے اپنے رسول کو فتح دی اور کفار کے سرغنوں کو ذلیل اور رسوا کر دیا اور مسلمانوں کے سینوں کو ان کے قتل سے ٹھنڈا کر دیا۔

حضرت علیؓ کی روایت

علیؓ سے مروی ہے کہ جب ہم مدینہ آئے اس کے پھلوں سے ہماری طبیعتیں خراب ہو گئیں اور گرمی اور حبس کی تکلیف ہوئی۔ رسول اللہ صلعم بدر کی خبر معلوم کرتے رہتے تھے، جب ہمیں اطلاع ملی کہ مشرکین بڑھ آئے ہیں آپ بدر کو چلے یہ ایک کنواں تھا مگر ہم مشرکین سے پہلے وہاں گئے وہاں ہمیں دو آدمی ملے ان میں ایک قریشی اور دوسرا عقبہ بن ابی معیط کا غلام تھا، قریشی بھاگ گیا البتہ عقبہ کے غلام کو ہم نے پکڑ لیا ہم نے اس سے دشمن کی تعداد دریافت کی اس نے کہا کہ بخدا ان کی بہت بڑی تعداد ہے اور ان کی قوت و شوکت بہت زیادہ ہے اس پر مسلمانوں نے اسے مارا اور اسے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لائے۔ آپ نے اس سے دشمن کی تعداد پوچھی، اس نے کہا کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ پُر شوکت و طاقتور ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے ہر چند اس سے پوچھا ان کی صحیح تعداد دریافت کی مگر اس نے نہ بتائی۔ پھر آپ نے اس سے پوچھا اچھا یہ بتاؤ کہ وہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں، اس نے کہا روزانہ دس۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دشمن کی تعداد ایک ہزار ہے۔ رات کو ترشح ہونے لگا ہم بارش سے بچنے کے لئے درختوں کے سایہ اور ڈھالوں کے نیچے ہو گئے۔

حضرت محمدؐ کی دعا

ساری رات رسول اللہ صلعم نے اللہ کی جناب میں دعا کرتے ہوئے بسر کی، آپ نے فرمایا اے خداوندا اگر یہ میری جماعت ہلاک ہو گئی تو دنیا میں پھر تیرا کوئی پرستار نہ رہے گا صبح کو آپ نے ہم سب کو نماز کے لئے بلایا ہم سب درختوں اور ڈھالوں کے سایہ سے اُٹھ کر خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ہمیں نماز پڑھائی اور لڑائی میں ثابت قدم رہنے کی ترغیب و تحریص کی پھر فرمایا دیکھو قریش کی فوج پہاڑ کے اس ٹیلے میں ہے۔ جب دشمن قریب آ گیا اور ہم اس کے مقابل صف بستہ ہو گئے ان کا ایک آدمی سرخ اُونٹ پر سوار دشمن کی جماعت میں ادھر سے اُدھر جانے لگا۔

حضرت حمزہؓ کی طلبی

رسول اللہ صلعم نے مجھ سے فرمایا علی حمزہؓ کو میرے پاس بلا دو، وہ مشرکین سے دوسروں کے مقابلہ میں قریب تر تھے، آپ نے فرمایا یہ شتر سوار کون اور کیا کہہ رہا ہے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر دشمنوں میں کوئی شخص خیر کی بات کہتا ہو گا تو شاید یہ سرخ اُونٹ والا ہو۔ حمزہؓ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ یہ عتبہ بن ربیعہ ہے اور وہ اپنے ساتھیوں کو لڑائی سے روک رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ ہمارے حریف مرنے پر تلے ہوئے ہیں تم ان تک نہ پہنچ سکو گے میری قوم تمہارے لئے خیر اسی میں ہے کہ میری خاطر تم آج لڑائی سے باز رہو اور تم کہہ سکتے ہو کہ عتبہ بن ربیعہ نے بزدلی دکھائی حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ میں تم میں سب سے زیادہ بزدل نہیں ہوں۔ ابوجہل نے اس کی تقریر سنی پائی اور اس سے کہا کہ بخدا اگر تمہارے سوا کسی دوسرے نے یہ بات کہی ہوتی تو میں اسے کاٹ ڈالتا۔ سچ یہ ہے کہ دشمن کا رعب تمہارے دل و جگر پر چھا گیا ہے۔ عتبہ نے کہا اے زرد سرین والے آج تجھے معلوم ہو جائے گا کہ کون سب سے زیادہ بزدل ہے۔ اب عتبہ اور

ربیعہ، اس کا بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اس کا بیٹا ولید نہایت جوش حمیت میں مبارزت طلب کرتے ہوئے معرکہ میں برآمد ہوئے، ان کے مقابلے کے لئے انصار کے چھ دلاور مسلمانوں کی سمت سے نکلے۔ عتبہ نے کہا ہم ان سے مقابلہ نہیں چاہتے ہمارے مقابلہ پر ہمارے بنی عم عبدالمطلب آئیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا، علیؓ اٹھو، حمزہؓ اٹھو، عبداللہؓ بن الحارث اٹھو، اللہ نے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کرادیا ہماری جماعت میں سے عبیدہ بن الحارث مجروح ہوئے۔ ہم نے دشمن کے ستر آدمی قتل کئے اور ستر اسیر کر لیے۔

عباس بن المطلب کی گرفتاری

ایک پستہ قامت انصاری عباسؓ بن عبدالمطلب کو اسیر کر کے لایا عباسؓ نے کہا رسول اللہ اس شخص نے مجھے اسیر نہیں کیا ہے بلکہ مجھے ایسے شخص نے اسیر کیا ہے جو کشادہ پیشانی تھا جس کا چہرہ نہایت ہی خوبصورت تھا اور وہ ابلق گھوڑے پر سوار تھا، اب مجھے وہ اس تمام جماعت میں کہیں نظر نہیں آتا، انصاری نے کہا جناب والا میں نے ان کو اسیر کیا ہے۔ رسول اللہ صلعم فرمانے لگے اس کام میں اللہ نے ایک شریف فرشتہ سے تمہاری اعانت کی ہے، اس جنگ میں بنی عبدالمطلب میں عباس، عقیل اور نوفل بن حارث اسیر کئے گئے۔

دوسری روایت میں، علیؓ سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں جب سب جمع ہوگئے۔ ہم نے رسول اللہ صلعم سے اپنا بچاؤ کیا، اس روز نہ آپ سے زیادہ کسی سے شجاعت و جرأت ظاہر ہوئی اور نہ ہم میں سے کوئی آپ سے زیادہ دشمن کے قریب رہا۔

رسول اللہ کی شب بیداری

علیؓ سے مروی ہے کہ جنگؓ میں ہمیں سوائے مقداد بن الاسود کے اور کوئی سوار نہ تھا، سوائے رسول اللہؐ کے سب پڑے سو رہے تھے۔ البتہ آپ ساری رات درخت کے قریب کھڑے ہوئے صبح تک نماز دعا میں مصروف رہے۔

محمد بن اسحاق کی روایت

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو اطلاع ملی کہ ابوسفیان قریش کے ایک بڑے تجارتی قافلے کے ساتھ جس میں ان کا بہت سا روپیہ اور تجارتی سامان ہے شام سے حجاز آرہا ہے اس میں تیس یا چالیس قریش کے شتر سوار تھے جن میں مخرمہ بن نوفل بن اھیب بن عبد مناف بنی زہرہ اور عمرو بن العاص بن وائل بن ہشام بنی سعید و بن سہم تھے۔

ابن عباس کی روایت

ابن عباس سے جنگ بدر کے متعلق جو مختلف طریقہ سے بیانات منقول ہوئے ہیں ان کا ماحصل یہ ہے۔

جب رسول اللہ صلعم نے سنا کہ ابوسفیان شام سے آرہا ہے آپ نے مسلمانوں کو اس کے روکنے کی دعوت دی اور فرمایا کہ قریش کا یہ بڑا مالی قافلہ آرہا ہے اس کو بڑھ کر روک لو شاید اللہ یہ غنیمت تم کو مرحمت کر دے

بہت سے آدمی اس مہم کے لئے آمادہ ہو گئے کچھ فوراً چل کھڑے ہوئے اور کچھ رہ گئے نہ گئے، جو نہ جا سکے اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کو یہ خیال نہ تھا کہ رسول اللہ صلعم خود جنگ میں شریک ہوں گے۔ حجاز کے قریب آ کر ابوسفیان نے خبروں کی ٹوہ لگائی، لوگوں کے مال و متاع کی حفاظت کے خیال سے جو قافلے اسے راہ میں ملتے وہ ان سے دریافت کرتا کہ کوئی دشمن تو تم کو نظر نہیں آیا۔ آخرکار ایک اونٹ والے سے اسے خبر ملی کہ محمدؐ نے اپنے صحابہ کو اسے اور اس کے قافلہ کو روکنے کے لئے چلتا کیا ہے۔ اس خبر کو سن کر وہ متنبہ ہو گیا اور اس نے فوراً ضمضم بن عمرو الغفاری کو کچھ دے کر مکہ دوڑایا اور ہدایت کی کہ قریش کے پاس جاؤ اور ان کو فوراً اپنے اموال کی مدافعت کے لئے روانہ کرو اور کہہ دو کہ محمدؐ اپنے صحابہؓ کے ساتھ ہمیں روکنے کے لئے نکلے ہیں۔ ضمضم بن عمرو الغفاری تیزی کے ساتھ مکہ روانہ ہوا۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب

عروہ سے مروی ہے کہ اسی زمانے میں ضمضم کے مکہ آنے سے تین رات قبل عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ایک خواب دیکھا جس سے وہ بہت متوحش ہوئی جسے اس نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو سنایا، ان سے کہا کہ میں نے آج رات ایک ایسا خواب دیکھا ہے جس نے مجھے وحشت میں ڈال دیا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ خواب کے مطابق تمہاری قوم پر بڑی مصیبت آنے والی ہے جو میں بیان کروں اسے تم کسی اور سے نہ کہنا۔ عباس نے پوچھا کیا خواب دیکھا ہے۔ اُس نے کہا میں نے دیکھا کہ ایک شتر سوار آیا ہے اور اس نے ابطح میں ٹھہر کر نہایت بلند آواز سے پکار کر کہا اے آل غدر تین دن کے اندر اپنے مقتلوں کو دوڑو، پھر میں نے دیکھا کہ بہت سے آدمی اس کے پاس اکٹھا ہوئے، وہ مسجد کے اندر آیا یہ تمام لوگ اس کے ساتھ آئے جبکہ لوگ اس کے گرد جمع تھے اس کا اونٹ اسے کعبہ کی چھت پر لے گیا اور وہاں اس نے پھر نہایت بلند آواز میں کہا لوگو تین دن کے اندر اپنے مقتلوں کو چلے جاؤ۔ اس کے بعد اس کا اونٹ اسے جبل ابوقبیس کی چوٹی پر لے گیا اور وہاں سے پھر اس نے وہی آواز لگائی، پھر اس نے ایک بہت بڑا پتھر اٹھا کر اسے پہاڑ سے لڑھکا دیا جو پہاڑ کے نیچے آتے آتے ریزہ ریزہ ہو گیا اور مکہ کا کوئی گھر ایسا نہ بچا جہاں اس کے سنگ ریزے نہ گئے ہوں۔ عباس نے کہا اس خواب کو تم اپنے تک رکھو ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا۔

حضرت عباسؓ اور ابوجہل

عباسؓ اس کے پاس سے باہر آئے، ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے جو ان کا دوست تھا ملاقات ہوئی۔ عباس نے وہ خواب اس سے بیان کیا اور درخواست کی کہ کسی سے بیان نہ کرنا، مگر ولید نے اپنے باپ عتبہ سے بیان کر دیا اس طرح یہ خبر مشہور ہو گئی یہاں تک کہ تمام قریش میں اس کا چرچا ہو گیا۔ عباس کہتے ہیں کہ دوسرے دن صبح کو میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا

ابوجہل بن ہشام قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور وہ عاتکہ کے خواب کا چرچا کر رہے تھے ابوجہل کی نظر مجھ پر پڑی، اس نے کہا اے ابوالفضل طواف سے فارغ ہو کر یہاں آنا۔ چنانچہ میں طواف کر کے ان کے پاس گیا اور بیٹھ گیا۔ ابوجہل نے کہا اے بنی عبدالمطلب یہ نبیہ تم میں کب ظاہر ہوئی۔ میں نے کہا کیا بات ہے اس نے کہا عاتکہ کا خواب' میں نے کہا نہیں اس نے نہیں دیکھا۔ ابوجہل کہنے لگا اے بنی عبدالمطلب تم نے اس پر اکتفا نہیں کی کہ تمہارے مرد نبی ہوں اس لئے اب تمہاری عورتیں بھی نبوت کی مدعی ہوئی ہیں، عاتکہ نے اپنی خواب میں دعویٰ کیا ہے کہ تین دن کے اندر تم چلے جاؤ خیر ہم تین دن تک انتظار کرتے ہیں اگر اس کی بات صحیح ہوئی تو بہتر ہے ورنہ اگر ایسا اس اثنا میں نہ ہوا تو ہم ایک باقاعدہ تحریر میں یہ بات لکھ دیں گے کہ تمام عرب میں تمہارے گھر سے جھوٹا اور کوئی خاندان نہ ہوگا۔ میں نے اس پر اس سے زیادہ بحث و کلام نہیں کیا، البتہ میں نے برابر اس بات سے انکار کیا کہ اس نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ اس کے بعد ہم سب متفرق ہو گئے۔

مستورات بنی عبدالمطلب کا احتجاج

شام کو بنی عبدالمطلب کی تمام عورتیں بلا استثنا میرے پاس آئیں اور انہوں نے کہا تم نے نہ صرف اپنے خاندان کے مردوں کے متعلق اس خبیث فاسق کی زیادہ گوئی کو برداشت کیا بلکہ اس کی جرأت یہاں تک بڑھی کہ اس نے ہماری عورتوں پر زبان درازی کی، اور تم خاموش سنتے رہے اور تم نے اس کی کوئی تردید نہیں کی۔ میں نے کہا نہیں میں نے تردید کی مگر اس سے زیادہ اُلجھا نہیں اب تجھ کہتا ہوں کہ اس سے ٹوک کر پوچھوں گا۔ اگر اس نے پھر کوئی نامُلائم بات کہی تو اس کا دنداں شکن جواب دوں گا۔

ضمضم بن عمرو کی فریاد

عاتکہ کے خواب کے تیسرے دن میں پیر کعبہ گیا، میں بہت ہی جوش اور غصہ میں بھرا ہوا تھا اور احساس کرتا تھا کہ مجھ سے اس معاملہ پر چوک ہو گئی جس کی بابجائی ضرور ہے میں مسجد میں آیا میں نے ابوجہل کو دیکھا میں اس کی طرف بڑھا کہ اس سے پھر وہ بات پوچھوں اگر وہ پھر کہے تو اس کی خبر لوں، یہ دُبلا پتلا ترش رو، تیز زبان اور تیز نظر آدمی تھا، اتنے میں وہ دوڑتا ہوا مسجد کے دروازے کی طرف لپکا میں نے اپنے دل میں کہا اسے کیا ہوا، اس پر اللہ کی لعنت ہو کیا اس ڈر سے بھاگا ہے کہ میں اس کی خبر لینے آیا ہوں مگر بات یہ تھی کہ اس نے ضمضم بن عمرو الغفاری کی آواز سن لی تھی اور میں نے اسے نہیں سنا تھا ضمضم بطن وادی میں اپنے اونٹ پر اس حال میں کھڑا ہوا کہ اس نے اپنے اونٹ کی ناک اور کان قطع کر دیئے تھے اپنے کجاوہ کا رخ بدل رکھا تھا اور اپنی قمیص پھاڑ ڈالی تھی چلا رہا تھا کہ اے معشر قریش ابوسفیان کے ساتھ جو تمہارا مال و متاع ہے وہ لٹ جائے گا محمدؐ اپنے اصحاب کے ہمراہ اسے روکنے پر آمادہ ہوئے میں نہیں

سمجھا کہ تم اسے بچا سکو گے دوڑو دوڑو۔

اہل مکہ کی جنگ کے لئے تیاری

اس قصہ کی وجہ سے ابوجہل مجھے بھول گیا اور میرے دل سے اس کا خیال جاتا رہا، لوگ نہایت سرعت کے ساتھ مقابلہ پر جانے کے لئے تیار ہو گئے اور کہنے لگے کہ کیا محمدؐ اور ان کے رفیق سمجھتے ہیں کہ وہ اس قافلہ کو بھی اسی آسانی سے لوٹ لیں گے جس طرح انہوں نے ابن الحضرمی کی جماعت کو لوٹ لیا ہے، ایسا ہرگز نہ ہو گا۔ ان کو معلوم ہو جائے گا کہ کیا ہوتا ہے، اب تمام مکہ کی حالت یہ تھی کہ ہر شخص یا خود ہی اس مہم پر جا رہا تھا یا دوسرے کو بھیج رہا تھا، تمام قریش مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ ان کے اشراف میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہا البتہ ابولہب بن عبد المطلب مکہ میں رہ گیا اور اس نے عاص بن ہشام بن المغیرہ کو جس پر اس کے چار ہزار درہم قرض تھے اور وہ ان کی ادائی سے معذور ہو گیا تھا اس رقم کے عوض میں اپنے بجائے اس مہم پر روانہ کیا، عاص چلا گیا اور ابولہب رہ گیا۔

اُمیہ بن خلف

عبداللہ بن ابی نجیح سے مروی ہے کہ اُمیہ بن خلف اس مہم میں جانا نہ چاہتا تھا۔ یہ ایک بڑا معمر شیخ اور جسیم آدمی تھا۔ یہ اپنے خاندان والوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہُوا تھا عقبہ بن ابی معیط ایک آتشدان لئے ہوئے جس میں آگ اور جلانے کے مسالحے تھے اس کے پاس آیا اور آتشدان کو اس کے سامنے رکھ کر کہنے لگا اے ابوعلی تم بیٹھے آگ جلاتے رہو کیونکہ تم عورت ہو، اُمیہ نے کہا اللہ تیرا اور اس آتشدان کا بُرا کرے، اب وہ بھی جنگ کی تیاری کر کے سب کے ساتھ چلا۔ جب قریش روانگی کے لئے بالکل تیار ہو گئے اور اب چلنے والے تھے کہ ان کو خیال آیا کہ ان کے اور بنی ابوبکر ابن عبد مناۃ بن کنانہ کے تعلقات خراب ہیں اور لڑائی قائم ہے۔ اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ ہمارے عقب سے آ کر ہم پر حملہ کر دیں۔

بنی کنانہ کے حملے کا خوف

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ جب قریش لڑائی کے لئے جانے لگے ان کو اپنے اور بنی بکر کے معاندانہ تعلقات یاد آئے اور قریب تھا کہ یہ خیال ان کو روانگی سے روک لیتا مگر ابلیس سراقہ بن جعشم المدلجی کی شکل میں جو بنی کنانہ کا ایک رئیس تھا ان کے سامنے نمودار ہُوا اور اس نے کہا کہ میں اس کا ذمہ لیتا ہوں کہ بنی کنانہ ہرگز تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں گے۔ اس اطمینان پر فوراً قریش چل کھڑے ہوئے۔

اصحابِ بدر کی تعداد

ابو جعفر کہتے ہیں کہ ابن اسحٰق کے علاوہ دوسرے ذریعہ سے مجھے یہ خبر

پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلعم ۱۳ رمضان کو تین سو دس سے کچھ زیادہ صحابہؓ کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ اس بات میں اختلاف ہے کہ تین سو دس سے کتنے زیادہ تھے، بعضوں نے کہا ہے تین سو تیرہ تھے۔

حضرت براءؓ کی روایت براءؓ سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں اسی قدر آدمی تھے جتنے طالوت کے ساتھ تھے جنہوں نے دریا کو عبور کیا تھا یعنی تین سو تیرہ۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں ستتر مہاجرین اور دو سو چھتیس انصاری تھے۔ رسول اللہ صلعم کے علمبردار علیؓ بن ابی طالب تھے اور انصار کا علم سعدؓ بن عبادہ کے پاس تھا۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ اصحاب بدر کی تعداد تین سو چودہ تھی، یہ وہ لوگ تھے جو خود جنگ میں شریک ہوئے تھے، بعض نے تین سو اٹھارہ اور بعض نے تین سو سترہ بیان کی ہے، مگر عامۂ سلف کا بیان یہ ہے کہ ان کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔ اس کے متعلق براءؓ سے مروی ہے کہ ہم اس بات کو ایک دوسرے سے بیان کرتے تھے کہ اصحاب بدر کی تعداد طالوت کے ان اصحاب سے مساوی تھی جنہوں نے ان کے ہمراہ دریا کو عبور کیا تھا اور جو مومن تھے صرف انہیں نے ان کا ساتھ دیا تھا ان کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔ اس بیان کی تائید میں کئی روایتیں براءؓ سے اسی مضمون کی منقول ہیں قتادہ سے مروی ہے کہ ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے واقعۂ بدر کے دن صحابہؓ سے فرمایا تھا کہ تمہاری تعداد اس موقع پر اسی قدر ہے جتنی جالوت کے مقابلہ میں طالوت کے صحابہ کی تھی اور صحابہ کی تعداد بدر کے واقعہ میں تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی سُدی سے مروی ہے کہ طالوت نے تین سو دس سے کچھ زیادہ ہمراہیوں کے ساتھ دریا عبور کیا تھا اور یہی تعداد اصحاب بدر کی تھی۔ قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے ہمراہ واقعۂ بدر میں تین سو دس سے کچھ زیادہ صحابہؓ تھے۔

رسول اللہ صلعم صحابہؓ کے ساتھ رمضان کی کچھ راتیں گذری تھیں بدر کو روانہ ہوئے آپ نے قیس بن ابی صعصعہ کو جو بنی مازن بن النجار سے تعلق رکھتے تھے اپنے ساقہ پر مقرر فرمایا صفراء قریب آکر آپ نے بسبس بن عمرو الجہنی بن ساعدہ کے حلیف اور عدی بن ابی الزغباء الجہنی بنی النجار کے حلیف کو ابو سفیان بن حرب اور اس کے قافلہ کی اطلاعات بہم پہنچانے کے لئے بدر بھیجا، ان دونوں کو آپ نے پہلے روانہ فرمادیا اور پھر خود تشریف لے چلے صفراء کے مقابل آکر جو دو پہاڑوں کے درمیان ایک گاؤں ہے آپ نے ان پہاڑوں کے نام دریافت

گئے آپ سے کہا گیا کہ ایک کا نام مسلح ہے اور دوسرے کا نام مخری ہے۔ آپ نے پوچھا یہاں کون لوگ آباد ہیں لوگوں نے کہا بنوالنار اور بنو حراق بنی غفار کے دو خاندان رہتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم کو ان ناموں سے کراہیت آئی، آپ نے ان پہاڑوں اور باشندوں کے نام سے شگون بد لیا اور ان کے درمیان سے گذرنا مناسب نہ سمجھا، آپ نے ان کا راستہ ترک کر دیا اور صفراء کو بائیں جانب چھوڑ کر اس کی داہنی سمت سے ذفران نام ایک وادی کی راہ اختیار کی، اس سے گذر کر ابھی اس کا کچھ حصہ باقی تھا کہ وہیں ایک جگہ آپ نے نزول فرما دیا۔

آنحضرت محمدؐ کا صحابہؓ سے مشورہ

آپ کو اطلاع ملی کہ قریش اپنے قافلہ کی مدافعت کے لئے آ رہے ہیں آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ سب سے پہلے ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر حمایت اور جان نثاری کا وعدہ کیا، پھر عمرؓ بن الخطاب نے اسی قسم کی تقریر کی، اس کے بعد مقداد بن عمرو کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا رسول اللہ صلعم جو حکم اللہ نے آپ کو دیا ہے اس پر آپ عمل کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں ہم آپ سے وہ نہیں کہتے جو بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے کہا تھا کہ تم اور تمہارے رب جاؤ اور لڑو اور ہم تو یہاں بیٹھے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ہم اور آپ کا رب ساتھ چلے اور ہم آپ دونوں کے ساتھ ہو کر لڑیں گے، قسم ہے اس ذات کی جس نے واقعی آپ کو نبی مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ہمیں برک الغماد یعنی حبشہ کے بڑے شہر کو لے چلیں تو جتنی مزاحمتیں راہ میں پیش آئیں گی ہم ان کو ہٹا دیں گے یہاں تک کہ آپ اس مقام پر پہنچ جائیں۔ رسول اللہ صلعم نے ان خیالات پر ان کی تعریف کی اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

انصار کا جوش جہاد

عبداللہ بن مسعود کہتے تھے کہ میں نے مقداد کا ایسا واقعہ دیکھا کہ اگر وہ میرے ساتھ گذرتا تو میں اسے تمام دنیا کی چیزوں کے مقابلہ میں زیادہ محبوب و عزیز رکھتا، یہ بڑے جری آدمی تھے، رسول اللہ صلعم کی یہ کیفیت تھی کہ جب آپ کو غصہ آتا تو دونوں رخسار سرخ ہو جاتے، مقداد ایسے ہی موقع پر خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا رسول اللہ صلعم آپ کو بشارت ہو بخدا ہم آپ کو وہ جواب نہیں دیتے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ کو دیا تھا کہ تم اور تمہارے رب جاؤ اور دونوں لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں بلکہ قسم ہے اس ذات کی جس نے برحق آپ کو نبی مبعوث فرمایا ہے ہم آپ کے آگے پیچھے داہنے اور بائیں اپنی جانیں لڑا دیں گے یہاں تک کہ اللہ آپ کو فتح عطا فرمائے۔

حضرت سعد بن معاذ

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق بدر میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا آپ سب مجھے مشورہ دیں، مقصد یہ تھا کہ انصار کی نیت معلوم کی جائے کیونکہ سب سے

زیادہ وہی اس موقع پر آپ کے ساتھ تھے۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ جب انصار نے عقبہ میں رسول اللہ صلعم کی بیعت کی تھی کہا تھا کہ جب تک آپ ہمارے یہاں نہ آجائیں ہم آپ کی حمایت کے ذمے سے بری ہیں البتہ جب آپ ہمارے یہاں آجائیں گے اس وقت ہم اس طرح آپ کی حفاظت اور حمایت کریں گے جس طرح ہم خود اپنے بیوی بچوں کی کرتے ہیں۔ اس لئے رسول اللہ صلعم کو یہ اندیشہ تھا کہ شاید انصار مدینہ میں دشمن کی یورش کے علاوہ اور حالات میں آپ کی نصرت کو ضروری نہ خیال کرتے ہوں اور سمجھتے ہوں کہ آپ کے ساتھ ہو کر کسی بیرونی دشمن کے مقابلہ میں اپنے گھر بار چھوڑ کر جانا ان کے لئے فرض نہیں ہے، اس لئے جب رسول اللہ صلعم نے یہ ارشاد فرمایا سعدؓ بن معاذ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ جناب والا کا منشا ہماری رائے کا علم ہے آپ نے فرمایا ہاں، انہوں نے کہا ہم آپ پر ایمان لائے ہم نے آپ کی تصدیق کی اور ہم نے آپ کی اطاعت اور فرماں برداری کے لئے آپ سے پختہ عہد و پیماں کئے اس لئے اب جو آپ کا ارادہ ہو اس پر عمل فرمائیے، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ہمیں لے کر اس سمندر کے سامنے جائیں گے اور اس میں گھس پڑیں گے ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں گھس پڑیں گے اور ہمارا ایک شخص بھی پیچھے نہ رہے گا، ہم اس سے ہرگز نہیں گھبراتے کہ کل آپ ہمارا ہمارے دشمن سے مقابلہ کرائیں۔ ہم لڑائی میں ثابت قدم رہتے ہیں اور مقابلہ میں پوری طرح داد مردانگی دیتے ہیں شاید اللہ ہماری وجہ سے آپ کو ایسی مسرت عطا کردے جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، اللہ کا نام لے کر آپ ہمیں لے کر بڑھیں۔

مسلمانوں کی روانگی بدر

سعدؓ کے اس قول سے رسول اللہ صلعم خوش ہوئے اور آپ کا حوصلہ بڑھ گیا، آپ نے فرمایا اللہ کی برکت کے ساتھ چلو اور تم کو بشارت ہو کہ اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ کفار کے ان دو گروہوں میں سے ایک ضرور ہمارے ہاتھ لگ جائے گا اور گویا میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ دشمن بے دریغ قتل ہوگا، آپ ذفران سے روانہ ہوئے، آپ نے اصافر نام گھاٹیوں کی راہ اختیار کی پھر وہاں سے ایک دبہ نام قصبہ کی طرف اترے، آپ نے حنان کو جو ریت کا پہاڑ کے برابر ٹیلہ تھا اپنی داہنی جانب چھوڑا پھر بدر کے قریب آپ نے منزل کی۔

عرب کے ایک شیخ سے ملاقات

آپ اور ایک صحابی سوار ہو کر باہر گئے اور عرب کے ایک شیخ

کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ قریش، محمدؐ اور اس کے ساتھیوں کی تم کو جو اطلاع ہو کہو، اس نے کہا جب تک تم دونوں یہ نہ بتاؤ کہ کون ہو میں تم کو کچھ نہیں بتاتا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جب تم ہمیں بتادو گے تب ہم تم کو بتائیں گے، اُس نے کہا اس پر آمادہ ہو۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا مجھے اطلاع ملی ہے کہ محمدؐ اور ان کے ساتھی فلاں دن مدینہ سے نکلے اگر میری یہ اطلاع صحیح ہے تو آج وہ فلاں مقام پر ہوں گے۔ واقعہ بھی یہی تھا کہ رسول اللہ صلعم اسی مقام پر آچکے تھے جس کا پتہ اس نے دیا تھا، نیز اس نے کہا اور مجھے اطلاع ملی تھی کہ قریش فلاں دن مکہ سے چلے تھے اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو آج وہ فلاں مقام میں ہوں گے اور یہ بھی واقع تھا کہ اس دن وہ اسی مقام پر تھے جو اس نے بتایا۔ ان خبروں کو بیان کرنے کے بعد اب اس نے پوچھا تم دونوں کون ہو۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہم چشمۂ آب سے آئے ہیں، یہ کہہ کر آپ پلٹ گئے، وہ شیخ کہتا رہا کہ یہاں کے چشمہ پر رہنے والوں میں سے یہ نہیں، عراق کے دو آبے کے رہنے والے ہوں گے۔

دو غلام سقوں کی گرفتاری

رسول اللہ صلعم صحابہؓ کے پاس واپس آ گئے، شام کو آپ نے علی بن ابی طالب، زبیرؓ بن العوام اور سعدؓ بن ابی وقاص کو صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ دشمن کی خبروں کی دریافت کے لئے بدر کے چشمہ کو بھیجا، یہاں ان کو قریش کے سقے ملے، انہوں نے ان کو پکڑ لیا، ان میں اسلم بنی الحجاج کا غلام اور عریض ابو یسار بنی العاص بن سعید کا غلام تھا تو یہ ان دونوں کو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لائے، آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، صحابہؓ نے ان سے پوچھا تم کون ہو، انہوں نے کہا ہم قریش کے بہشتی ہیں اُنہوں نے ہم کو پانی لینے بھیجا تھا صحابہ کو ان کی اطلاع بھلی نہ معلوم ہوئی، وہ چاہتے تھے کہ یہ اپنا تعلق ابوسفیان سے ظاہر کریں، صحابہ نے ان کو مارا اور جب وہ خوب پٹے تو انہوں نے کہا کہ ہم ابوسفیان کے ساتھ والوں میں ہیں، صحابہؓ نے ان کو چھوڑ دیا۔ اس اثناء میں رسول اللہ صلعم نے رکوع کیا دو سجدے کئے اور سلام پھیرا اور فرمایا کہ جب وہ تم سے سچی بات کہتے ہیں تم ان کو مارتے ہو اور جھوٹ بولتے ہیں چھوڑ دیتے ہو، بیشک وہ سچے ہیں بخدا وہ قریش سے تعلق رکھتے ہیں، اچھا تم مجھ سے کہو کہ قریش کہاں ہیں اُنہوں نے کہا اس ریت کے ٹیلے کے عقب میں جو آپ کو وادی کے اس کنارے نظر آ رہے ہیں اس ٹیلہ کا نام عقنقل تھا۔ رسول اللہ صلعم نے پوچھا ان کی تعداد کیا ہے، انہوں نے کہا وہ بڑی تعداد میں ہیں، آپ نے پوچھا صحیح تعداد بتاؤ، انہوں نے کہا یہ ہم نہیں جانتے۔ آپ نے پوچھا کتنے اونٹ روزانہ وہ ذبح کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا ایک دن نو اور ایک دن دس۔ رسول اللہ صلعم فرمانے لگے دشمن کی تعداد نوسو اور ہزار کے درمیان ہے۔ پھر آپ نے ان سے دریافت کیا کہ قریش کے کون کون اشراف ساتھ میں

انہوں نے کہا عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالبختری بن ہشام، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، حارث بن عامر بن نوفل، طعیمہ بن عدی بن نوفل، نضر بن الحارث بن کلدۃ، زمعہ بن الاسود، ابوجہل بن ہشام، اُمیہ بن خلف، نبیہ بن الحجاج، منبہ بن الحجاج، سہیل بن عمرو اور عمرو بن عبدود۔ یہ سن کر آپ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ دیکھو مکہ نے اپنے جگر پارے تمہارے سامنے لا ڈالے ہیں۔

دو مسلمان مخبر

راوی کہتے ہیں کہ لبیس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء آگے بڑھ کر بدر پر ٹھہرے انہوں نے اپنے اونٹوں کو پانی کے قریب ایک ٹیلہ کے پاس بٹھا دیا اور خود پانی کی پکھال بھرنے لگے، مجدی بن عمرو الجہنی پانی پر موجود تھا عدی اور لبیس نے دو شہری جوان لڑکیوں کی باتیں کرنے کی آواز سنی، وہ دونوں ایک دوسرے سے چمٹی ہوئی تھیں اور جو پیچھے تھی اپنے ساتھن سے کہہ رہی تھی کہ قافلہ کل یا پرسوں یہاں آجائے گا تو ان کی خاطر یہ کام کر اور پھر میں تیرا حق ادا کروں گی، اس پر مجدی نے کہا تو سچ کہتی ہے اور پھر اس نے ان دونوں کو علیحدہ کر دیا، اس بات کو عدی اور لبیس نے سن پایا، یہ اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور جو بات سنی تھی وہ آپ سے بیان کر دی۔

ابوسفیان کی روانگی مکہ

ابوسفیانؓ قافلہ کے لوٹے جانے کے خوف سے اس کے آگے تنہا بدر آ کر پانی پر ٹھہرا اور مجدی بن عمرو سے پوچھا کسی دشمن کی آہٹ تو نہیں ملی اس نے کہا میں نے کسی ایسے شخص کو تو نہیں دیکھا جو مجھے مشتبہ نظر آیا ہو، البتہ دو شتر سوار اس ٹیلہ کے قریب آ کر اُترے تھے انہوں نے ایک پکھال میں پانی بھرا اور چلے گئے۔ ابوسفیان اس جگہ آیا جہاں اس کے اونٹ بیٹھے تھے اس نے ان کی مینگنیاں اٹھائیں ان کو ہاتھ سے توڑ کر دیکھا اس میں کھجور کی گٹھلی نکلی۔ ابوسفیان کہنے لگا بخدا یہ مدینہ کا چارہ ہے وہ سرعت کے ساتھ اپنے ساتھیوں کے پاس پلٹ گیا اور فوراً اس نے اپنے قافلہ کی راہ بدل دی، بدر کو بائیں جانب چھوڑ کر ساحل کے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور اب اس نے اپنی رفتار میں بہت تیزی کر دی۔

جہیم بن الصلت کا خواب

قریش بڑھتے ہوئے جحفہ پہنچے یہاں جہیم بن الصلت بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف نے ایک خواب دیکھا اور بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا حالانکہ اس وقت بیداری اور خواب کی بین بین حالت مجھ پر طاری تھی۔ میں نے دیکھا کہ ایک اسپ سوار آیا ہے اس کے ساتھ اس کا ایک اونٹ ہے اور اس نے ٹھہر کر کہا عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ، ابوالحکم بن ہشام، اُمیہ بن خلف اور فلاں فلاں اشخاص قتل کر دیئے گئے۔ اس نے قریش ان تمام اشراف کے نام لیے جو اس جنگ میں قتل ہوئے تھے۔ نیز میں نے دیکھا کہ اس نے

اپنے اونٹ کے سینے کو تلوار سے مجروح کیا اور پھر اسے فرودگاہ میں ہانک دیا جس سے اس کا کوئی خیمہ ایسا نہ بچ سکا کہ اس کا خون نہ گرا ہو۔ جب ابوجہل کو اس خواب کی اطلاع ملی کہنے لگا لیجئے بنی عبدالمطلب میں ایک دوسرے نبی پیدا ہوئے جب کل مقابلہ ہوگا تو معلوم ہو جائے گا کہ کون مارا جاتا ہے۔

ابوجہل کا بدر میں قیام پر اصرار

دوسری طرف ابوسفیان نے جب اپنے قافلہ کو خطرے سے بچا لیا، اس نے قریش کو کہلا بھیجا کہ تم اپنے تجارتی قافلہ، اعزا اور اموال کی مدافعت کے لئے اُٹھے تھے اللہ نے ان کو بچا لیا ہے، اب پلٹ جاؤ مگر ابوجہل نے یہ مشورہ نہ مانا اور وہ کہنے لگا کہ جب تک ہم بدر پر قیام نہ کر لیں گے ہرگز واپس نہ جائیں گے۔ عرب تیرتھ گاہوں میں ایک یہ بدر بھی تیرتھ گاہ تھا، یہاں سالانہ ہاٹ بھرتا تھا۔ ابوجہل نے یہ بھی کہا کہ ہم تین دن اس مقام پر قیام کریں گے، جانور ذبح کریں گے، دعوتیں کریں گے، شراب پئیں گے، رنڈیوں کے ناچ گانے سنیں گے، جب عربوں کو ہمارے اس جشن کی خبر ہوگی وہ ہمیشہ کے لئے ہم سے مرعوب ہو جائیں گے، لہٰذا آگے بڑھو اس پر اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب الثقفی بنی زہرہ کے حلیف نے کہا ابھی یہ سب جحفہ میں تھے بنی زہرہ سے کہا اللہ نے تمہارے مال کو بچا لیا اور تمہارے عزیز مخرمہ بن نوفل کو دشمن کی گرفت سے نجات دے دی تم انہیں دونوں کی مدافعت کے لئے اُٹھے تھے، یہ دونوں کام خود پورے ہو گئے؛ اب تم کو آگے جانے کی ضرورت نہیں ابوجہل جو کچھ کہتا ہے اس پر اعتنا نہ کرو یہ فضول بات ہے، اپنے گھر واپس چلو اور نامردی کا ذمہ دار جا ہو مجھے قرار دے لینا۔ اس مشورہ پر تمام بنی زہرہ چونکہ اس کے فرمانبردار تھے واپس ہو گئے ان میں کا ایک آدمی بھی بدر نہیں آیا، ان کے علاوہ بنی عدی بن کعب کا بھی ایک آدمی وہاں سے آگے نہ بڑھا باقی قریش کے اور جس قدر خاندان آئے تھے وہ سب کے سب بدر چلے، بنی زہرہ اخنس بن شریق کے ہمراہ پلٹ گئے، ان دونوں قبیلوں میں سے ایک شخص بھی بدر نہیں آیا، اس کے بعد قریش کی جماعت بدر چلی۔

طالب بن ابی طالب

طالب بن ابی طالب بھی قریش کے ساتھ تھا، اس کا کسی قریش سے مکالمہ ہو گیا، قریش نے کہا بخدا ہم خوب جانتے ہیں کہ تم بنی ہاشم اگرچہ ہمارے ساتھ لڑنے آئے ہو مگر دل سے تم محمدؐ کے ساتھ ہو اس وجہ سے طالب بھی دوسروں کے ہمراہ مکہ واپس چلا گیا۔ اس کے متعلق ابن الکلبی کہتے ہیں کہ طالب بن ابی طالب جبراً مشرکین کے ساتھ بدر گیا تھا، مگر نہ قیدیوں میں اس کا پتہ چلا اور نہ مقتولین میں ملا۔

اور اپنے گھر بھی واپس نہیں پلٹا یہ شاعر بھی تھا۔

چاہ بدر

قریش بدر آئے اور وادی کے دوسرے کنارے عقنقل ٹیلہ کے پیچھے فروکش ہوئے بطن وادی یلیل ہے۔ یہ بدر اور عقنقل ٹیلہ کے درمیان جس کے پیچھے قریش فروکش ہوئے تھے واقع ہے اور بدر کے کنویں بطن یلیل سے مدینہ کی سمت والے کنارے کے قریب تھے۔ اللہ نے پانی برسایا یہ وادی بہت نرم اور دھنسنے والی تھی، رسول اللہ صلعم اور صحابہؓ کی فرودگاہ میں صرف اتنی بارش ہوئی کہ خاک دب گئی، زمین سخت ہوگئی جو ان کے چلنے میں مزاحم نہیں ہوئی، اس کے برخلاف قریش کی فرودگاہ میں اس قدر شدید مینہ برسا کہ کیچڑ کی وجہ سے وہ رسول اللہ صلعم کے مقابلہ پر اسی وقت اپنے مقام سے نہ نکل سکے جبکہ رسول اللہ صلعم اپنے مقام سے چلے، چنانچہ رسول اللہ صلعم دشمن سے پہلے پانی پر پہنچ جانے کے لئے جھپٹے اور اپنے سے قریب تر کنویں کے پاس آکر ٹھہر گئے۔

حباب بن المنذر کی رائے

حباب بن المنذر بن الجموح نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ اگر اس مقام پر آپ اللہ کے حکم سے فروکش ہوئے ہیں تو اس کے متعلق ہمیں چوں و چرا کی گنجائش نہیں ہم اس سے نہ آگے بڑھنا چاہتے ہیں اور نہ پیچھے ہٹنا چاہتے ہیں، البتہ اگر یہ محض آپ کی رائے ہے اور آپ نے جنگ میں فائدہ اٹھانے کے خیال سے یہ چال چلی ہے تو اور بات ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہاں یہ میری اپنی صوابدید اور جنگی چال ہے۔ حُباب نے کہا اگر ایسا ہے تو یہ جگہ آپ کے پڑاؤ کے لئے ہرگز مناسب نہیں ہے، آپ سب کو لے کر یہاں سے اٹھ کھڑے ہوں اور اس کنویں پر جو دشمن کے قریب تر واقع ہے جاکر منزل کریں اور پھر اس کے پیچھے جتنے کنویں ہیں ان سب کو بیکار کردیں اور اس ایک کنویں پر البتہ آپ ایک حوض بنائیں اسے پانی سے بھرلیں اس کے بعد ہم دشمن سے مصروف پیکار ہوتے ہیں ہمیں پینے کے لئے پانی میسر رہے گا اور دشمن پانی سے محروم ہوگا۔ آپ نے فرمایا تمہاری رائے صائب ہے۔ چنانچہ آپ اپنے تمام صحابہؓ کو لے کر اس مقام سے اٹھ کھڑے ہوئے اور چلے کو اس کنویں پر آئے جو قریش کے قریب تر واقع تھا وہاں اپنا پڑاؤ کیا اور آپ کے حکم سے بقیہ تمام کنویں اندھے کردیئے گئے۔ آپ نے اپنے کنویں پر ایک حوض بنایا اسے پانی سے بھر دیا گیا اور پھر صحابہؓ نے اس میں برتن ڈال دیئے۔

عریشۂ رسول

سعدؓ بن معاذ نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ ہم آپ کے لئے کھجور کی شاخوں کی ایک جھونپڑی بنائے دیتے ہیں تاکہ آپ اس میں قیام فرمائیں، نیز آپ کی سواریوں کو آپ کے پاس ہی کھڑا رکھتے ہیں، پھر ہم دشمن سے لڑتے ہیں اگر اللہ نے ہم کو دشمن پر غلبہ اور فتح عطا کی فہوالمراد اور اگر کوئی دوسری صورت پیش آئی تو اس وقت جناب والا اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر ہمارے ان قوم والوں کے پاس جو یہاں آپ کے ساتھ نہیں آئے اور مدینہ میں رہ گئے جا سکتے ہیں اور وہ بھی آپ کے لیے ہی جان نثار ہیں جیسے کہ ہم ہیں ہم ان سے کسی طرح بڑھ کر نہیں، اگر ان کو اس بات کا یقین ہوتا کہ آپ خود جنگ میں شرکت فرمائیں گے تو وہ کبھی آپ کی معیت سے پیچھے نہ رہتے، اس لئے اللہ ان کے ذریعہ آپ کی حفاظت کرے گا، وہ آپ کے ساتھ اخلاص برتیں گے اور آپ کے ہمراہ اپنی جانیں لڑا دیں گے، اس تقریر کو سُن کر رسول اللہ صلعم نے ان کی تعریف کی اور ان کو دعائے خیر دی، پھر آپ کے لئے ایک جھونپڑی بنادی گئی، آپ نے اس میں اقامت اختیار کی۔

دوسری طرف صبح کو قریش اپنے مقام سے بڑھے، جب رسول اللہ صلعم نے ان کو عقنقل اس تودۂ ریگ کی طرف جس سے وہ وادی میں آئے تھے بڑھتا دیکھا آپ نے اللہ سے التجا کی کہ اے خداوندا! یہ قریش غرور و نخوت کے ساتھ تجھ سے لڑنے اور تیرے رسولؐ کو جھٹلانے آگئے ہیں تُو نے جو مجھ سے نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اسے پورا کر اور آج ہی ان کا خاتمہ کر دے۔

رسول اللہ صلعم نے عتبہ بن ربیعہ کو اپنے سرخ اُونٹ پر سوار دشمن میں پھرتا ہوا دیکھا فرمانے لگے کہ دشمن کی تمام جماعت میں اگر کہیں بھلائی نظر آتی ہے تو اس سرخ شتر سوار میں معلوم ہوتی ہے اگر انہوں نے اس کی نصیحت مان لی تو وہ ہلاکت سے بچ جائیں گے۔

خفاف بن ایماء کی قریش کو پیشکش

جب قریش خفاف بن ایماء بن رحضتہ الغفاری کے پاس سے گذرے تو اس نے یا اس کے باپ ایماء بن رحضتہ نے اپنے بیٹے کے ہاتھ کچھ اونٹ کھانے کے لئے ان کو بھیجے تھے اور کہلا بھیجا کہ اگر چاہو تو اسلحہ اور سپاہ سے بھی مدد کروں، مگر قریش نے اس کے بیٹے کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ جہاں تک عزیزانہ تعلقات کا حق تھا وہ تم نے پورا کر دیا اگر ہمارا مقابلہ انسانوں سے ہے تو ہم کسی طرح ان کے مقابلہ میں کمزور نہیں ہیں اور اگر محمدؐ

کے ادعا کے مطابق ہم خدا سے لڑنے جا رہے ہیں تو اللہ کے مقابلہ میں کسی کی بھی کچھ نہیں پیش جا سکتی۔

حکیم بن حزام

جب سب لوگ ٹھہر گئے قریش کے چند آدمی جن میں حکیم بن حزام بھی اپنے گھوڑے پر سوار تھا بڑھ کر رسول اللہ صلعم کے ساختہ حوض پر آ گئے، آپ نے فرمایا ان کی مزاحمت نہ کرو آنے دو، جس شخص نے بھی اس حوض کا پانی پیا وہ مارا گیا البتہ صرف حکیم بن حزام قتل سے بچ گیا اور اپنے گھوڑے وجیہ کی وجہ سے بھاگ گیا اس کے بعد یہ اسلام لے آیا اور مخلص مسلمان ہوا، پھر جب کبھی وہ کسی بات پر قسم کھاتا اور اس میں قوت پیدا کرنا چاہتا تو کہتا قسم ہے اس کی جس نے مجھے جنگ بدر میں بچا لیا۔

عمیر بن وہب کی مسلمانوں کے متعلق رائے

جب قریش اطمینان سے فروکش ہو گئے انہوں نے عمیر بن وہب الجمحی سے کہا کہ تم جا کر محمدؐ کے ہمراہیوں کی تعداد معلوم کرو اور ہمیں آ کر بتاؤ اس نے اپنے گھوڑے پر رسول اللہ صلعم کی فرودگاہ کے گرد چکر لگایا اور پھر قریش سے آ کر کہا کہ یہ تو کم و بیش تین سو ہیں مگر ذرا ٹھہرو میں یہ بھی دیکھ آتا ہوں کہ کسی اور جگہ دشمن کی گھات یا کمک تو موجود نہیں ہے۔ اس ارادے سے اب اس نے وادی میں گھوڑا چھوڑا، بہت دُور نکل گیا مگر اُسے کچھ دکھائی نہ دیا، اس نے قریش کو آ کر اطلاع دی کہ میں نے کوئی جماعت نہیں دیکھی مگر یہ یاد رکھو کہ یہ لوگ دل و جان نثار ہیں جن پر موت سوار ہے۔ یہ یثرب کے آب کش اونٹ ہیں لا علاج موت ان پر سوار ہے، صرف ان کی تلواریں ان کا مامن اور ملجا ہیں، بخدا میں نہیں سمجھتا کہ جب تک تم میں سے ایک قتل نہ ہو جائے ان کا کوئی شخص قتل کیا جا سکے گا اور اس طرح اگر انہوں نے اسی قدر آدمی تمہارے قتل کر ڈالے جتنے ان کے قتل ہوں تو اس ذلت کے بعد زندگی میں کیا لطف باقی رہے گا۔ غور کر لو۔

حکیم بن حزام

اس بات کو سن کر حکیم بن حزام، عتبہ بن ربیعہ کے پاس گیا اور کہا اے ابوالولید تم آج قریش کے سب سے بڑے سردار ہو سب تمہاری بات مانتے ہیں کیا تم ایسے مشورہ پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہو جس سے تم کو ہمیشہ کی نیک نامی حاصل ہو۔ اس نے پوچھا کیا۔ حکیم نے کہا تم سب کو لے کر واپس ہو جاؤ اور اپنے حلیف عمرو بن الحضرمی کا خون برداشت کر لو عتبہ نے کہا میں اسے منظور کرتا ہوں تم ہی اس کی راہ نکالو میں اس کے لئے آمادہ ہوں کہ چونکہ وہ میرا حلیف تھا اس کا قصاص لینا میرا ذمہ ہے اور میں اس کا وارث ہوں لہٰذا میں اس کے قصاص سے درگزر کرتا ہوں تم ابن الحنظلیہ (یعنی ابوجہل بن ہشام) کے پاس جاؤ اور اسے سمجھاؤ کہ اس کے علاوہ اور کسی سے مجھے یہ اندیشہ نہیں کہ وہ ہماری

قوم کی بات بگاڑ رہے گا۔

حکیم بن حزام اور ابوجہل

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم مروان بن الحکم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اس کے حاجب نے آکر کہا کہ ابو خالد حکیم بن حزام ملاقات کے لئے حاضر ہے، مروان نے کہا آنے دو۔ حکیم بن حزام دربار میں آیا، مروان نے اُسے خوش آمدید کہا اور قریب بلایا۔ پھر مروان اس کی خاطر صدر مجلس سے ہٹ گیا اور گاؤ تکیہ دونوں میں حائل ہو گیا، مروان نے اس کی طرف توجہ کی اور کہا کہ بدر کا واقعہ سُنائیے، اس نے کہا مکہ سے چل کر جب ہم جحفہ پہنچے قریش کا ایک پورا قبیلہ ہمارا ساتھ چھوڑ کر واپس چلا گیا، اس قبیلہ کے مشرکین میں سے ایک بھی جنگ بدر میں شریک نہ ہوا، پھر ہم وہاں سے بڑھ کر وادی کے اس کنارے فروکش ہوئے جس کا اللہ نے ذکر فرمایا ہے' میں عتبہ بن ربیعہ کے پاس گیا اور میں نے کہا اے ابوالولید کیا تم اس بات کو پسند نہ کرو گے کہ آج کی نیک نامی کا سہرا عمر بھر کے لئے تمہارے سر ہو، اس نے کہا میں اس کے لئے تیار ہوں وہ کیا بات ہے۔ میں نے کہا تم صرف ابن الحضرمی کے خون کا بدلہ محمدؐ سے لینا چاہتے ہو، وہ تمہارا حلیف تھا، تم اس کی دیت سے درگذر کرو اور یہاں سے سب کو لے کر پلٹ جاؤ۔ عتبہ نے کہا میں اس کے لئے تیار ہوں مگر تم ہی اس کی کوئی راہ نکالو۔ ابن الحنظلیہ یعنی ابوجہل کے پاس جاؤ اور کہو تمہارے لئے یہی مناسب ہے کہ تم اپنی ساری جمعیت کو آج اپنے ابن عم کے مقابلہ سے ہٹا لو۔ میں ابوجہل کے پاس آیا میں نے دیکھا کہ وہ مجمع میں گھرا ہوا ہے اور ابن الحضرمی اس کے سرہانے کھڑا ہوا کہہ رہا ہے کہ میں نے اپنا رشتہ عبدالشمس سے فسخ کر دیا اور اب بنی مخزوم سے اپنا تعلق قائم کیا ہے۔ میں نے ابوجہل سے کہا کہ عتبہ بن ربیعہ نے تم سے کہا ہے کہ مناسب یہ ہے کہ آج تم اپنے تمام ساتھیوں کو لیکر اپنے ابن عم کے مقابلہ سے ہٹ جاؤ۔ ابوجہل نے کہا کیا اُسے تمہارے سوا کوئی اور قاصد اس پیام رسانی کے لئے نہیں مل سکا۔ میں نے کہا جی ہاں اور میں بھی اس کے سوا اور کسی کا قاصد نہیں بن سکتا تھا۔ میں اس کے پاس سے نکل کر دوڑتا ہُوا عتبہ کے پاس چلا آیا تاکہ کوئی خبر مجھ سے پہلے اس کو نہ پہنچ جائے۔ عتبہ ایماء بن رحضتہ الغفاری کے جس نے مشرکین کو کھلانے کے لئے دس جانور ہدیہ بھیجے تھے سہارے کھڑا ہُوا تھا، اتنے میں ابوجہل جس کے چہرے پر بدی نمایاں تھی وہاں آیا، اس نے عتبہ سے کہا تیری ہَوا نکل گئی ہے، عتبہ نے کہا بہت جلد تم کو معلوم ہو جائے گا۔ ابوجہل نے اپنی تلوار نیام سے کھینچی اور عتبہ کے گھوڑے کی کمر پر ضرب لگائی، ایماء بن رحضتہ نے کہا یہ بہت بُرا شگون ہُوا پس اسی وقت جنگ شروع ہو گئی۔

عتبہ کی جنگ کے خلاف تقریر

ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان کے مطابق عتبہ بن ربیعہ نے کھڑے ہو کر

اپنی قوم میں تقریر کی اور کہا اے گروہ قریش محمدؐ اور ان کے ساتھیوں سے لڑکر تم کو کیا مل جائے گا اگر تم نے ان کو مار بھی لیا تو ہمیشہ تمہارا ایک شخص دوسرے کو اس لئے بنظر کراہیت دیکھے گا کہ اس نے اپنے کسی بھتیجے، بھانجے یا عزیز قریب کو قتل کیا ہوگا تم واپس چلو اور محمدؐ اور تمام عرب کو نبٹنے کے لئے چھوڑ دو، اگر انہوں نے اسے مار لیا تو ہو المراد اور اگر اس کے خلاف ہوا تو اس کا فائدہ تم کو بھی ہوگا۔ اس لئے اب تم خود اس کے مقابلہ پر کچھ نہ کرو۔ حکیم کہتا ہے کہ میں ابوجہل کے پاس گیا میں نے دیکھا کہ اس نے اپنی زرہ خرجی سے نکال کر ہتھیار رکھی ہے اور وہ جنگ کے لئے آمادہ ہو رہا ہے۔ میں نے کہا اے ابوالحکم عتبہ نے مجھے اس پیام کے ساتھ تمہارے پاس بھیجا ہے۔ میں نے وہ پیام بیان کر دیا۔ ابوجہل کہنے لگا محمدؐ اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہی اس کی ہوا نکل گئی ہے ہرگز جب تک اللہ ہمارے اور محمدؐ اور اس کے ساتھیوں کے درمیان قطعی فیصلہ نہ کر دے گا ہم یہاں سے ٹلنے والے نہیں اور عتبہ نے جو کچھ کہلا کر بھیجا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اس کو یقین ہے کہ محمدؐ اور اس کے ساتھی بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر دیے جائیں گے۔ چونکہ ان کے ساتھ اس کا بیٹا بھی ہے اس لئے وہ تم کو ان کے مقابلہ پر خوفزدہ کر رہا ہے۔

ابوجہل کا عتبہ کو طعنہ

ابوجہل نے عامر بن الحضرمی کو بلا بھیجا اور اس سے کہا یہ دیکھو تمہارا حلیف سب کو واپس لے جانا چاہتا ہے حالانکہ تمہارے بھائی کے انتقام لینے کا موقع تمہارے سامنے ہے تم کھڑے ہو اور اپنے حق کی حفاظت اور بھائی کے قتل کو یاد دلاؤ۔ عامر بن الحضرمی اٹھا اور صف سے نکل کر اس نے اے میرا عمرو اے میرا عمرو کا واویلا کیا جنگ چھڑ گئی، بات بگڑ گئی سب کے سب انتقامی جنگ کے لئے آمادہ ہوگئے اور عتبہ بن ربیعہ نے لوگوں کو جو مشورہ دیا تھا اس کو رد کر دیا گیا۔ جب عتبہ بن ربیعہ کو ابوجہل کا یہ قول کہ اس کی ہوا نکل گئی ہے معلوم ہوا اس نے کہا جنگ میں اس چوتڑ دکھانے والے کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ کس کی ہوا نکلی ہے میری یا اس کی۔ اس نے پہننے کے لئے خود مانگا چونکہ اس کا سر بہت بڑا تھا تمام فوج میں کوئی خود ایسا نہ نکل سکا جو اس کے سر پر آتا اس نے خود کی بجائے اپنی چادر سر پر لپیٹ لی۔

اسود بن عبدالاسد کا قتل

اسود بن عبدالاسد المخزومی جو ایک تند خو آدمی تھا فوج سے بڑھ کر آیا اور کہنے لگا کہ میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ ان کے حوض کا پانی پیوں گا اور اسے منہدم کر دوں گا یا اپنی جان دے دوں گا۔ اس کے مقابلہ کے لئے حمزہ بن عبدالمطلب بڑھے مقابلہ ہوتے ہی حمزہؓ نے تلوار کے وار سے نصف ساق سے اس کا پاؤں قطع کر دیا، وہ اپنے منہ

کے بل گر پڑا، خون سے لتھڑا ہوا اس کا پاؤں اس کے ساتھیوں کی طرف تھا۔ پھر وہ گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا حوض کی طرف بڑھا اور اپنے زعم میں اپنی قسم کو پورا کرنے کے لئے حوض میں گھس پڑا، حمزہؓ اس سے لپٹے رہے اور اب انہوں نے تلوار سے اسے حوض کے اندر قتل کر دیا۔

عتبہ، شیبہ اور ولید کا خاتمہ

اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید بن عتبہ کے ساتھ جن کے بیچ میں وہ تھا میدان کارزار میں آیا اور اپنی صف سے برآمد ہو کر اس نے مبارزت طلبی کی، اس کے مقابلہ پر انصار کے تین جوانمرد جن میں حارث کے بیٹے عوف اور معوذ جن کی ماں عفراء تھی اور ایک اور شخص عبد اللہ بن رواحہ نکلے۔ قریش نے ان سے پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا ہم انصاری ہیں، قریش نے کہا ہمیں تمہاری ضرورت نہیں۔ پھر ان میں سے ایک نے آواز دی کہ اے محمدؐ ہمارے مقابلہ پر ہمارے برابر کے ہم قوم لوگوں کو بھیجو۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے حمزہؓ بن عبد المطلب تم جاؤ۔ اے عبیدہ بن الحارث تم جاؤ۔ اے علیؓ بن ابی طالب تم جاؤ۔ جب یہ تینوں حضرات مقابلہ پر نکلے قریش نے پوچھا تم کون ہو، انہوں نے فرداً فرداً اپنا نام بتایا، قریش نے کہا ہاں بے شک تم ہمارے برابر والے ہو۔ عبیدہ بن الحارث کا جو عمر میں سب سے بڑے تھے عتبہ بن ربیعہ سے مقابلہ ہوا۔ حمزہؓ کا مقابلہ شیبہ بن ربیعہ سے اور علیؓ کا مقابلہ ولید بن عتبہ سے ہوا۔ حمزہؓ اور علیؓ نے تو سامنا ہوتے ہی اپنے حریفوں کو فوراً قتل کر دیا، البتہ عبیدہ اور عتبہ نے ایک ساتھ ایک دوسرے پر تلوار کا وار کیا، جس سے دونوں اپنی اپنی جگہ ناکارہ اور بے دم ہو گئے، مگر اتنے میں حمزہؓ اور علیؓ نے اپنے مقابلوں سے پلٹ کر ایک ساتھ عتبہ پر تلواریں ماریں اور قتل کر دیا اور اپنے ساتھی عبیدہؓ کو اپنی فوج میں اٹھا لائے، ان کا پاؤں قطع ہو گیا تھا اور نلی کا گودا بہہ رہا تھا۔ جب ان کو رسول اللہ کی خدمت میں پیش کیا گیا انہوں نے کہا رسول اللہ صلعم کیا میں شہید نہیں ہوں؟ آپؐ نے فرمایا بے شک تم شہید ہو۔ عبیدہ نے کہا اگر ابو طالب زندہ ہوتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ ان کے اس شعر کا صحیح مصداق میں ہوں۔

ونسلمہ حتی نصرع حولہ ونذھل عن ابنائنا والحلائل

(ترجمہ) تا وقتیکہ ہم اس کی حمایت میں قتل نہ ہو جائیں اور اپنے اہل و عیال کو بھول نہ جائیں ہم کبھی اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے۔

مسلمانوں کو پیش قدمی کی ممانعت

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب انصار کے ان تین صاحبوں نے اپنا پتہ بتایا، عتبہ بن ربیعہ نے کہا ہاں تم ہمارے برابر والے اور شریف ہو مگر ہم صرف اپنی قوم والوں سے لڑنا چاہتے ہیں، اس کے بعد فریقین نے

ایک دوسرے پہ یورش کردی اور مل جل گئے، رسول اللہ صلعم نے صحابہ سے کہہ دیا تھا کہ جب تک میں حکم نہ دوں تم حملہ نہ کرنا اور اگر دشمن پیشقدمی کر کے حملہ آور ہو تو پہلے تیروں سے اسے روکنا، رسول اللہ صلعم اس روز اپنی جھونپڑی میں تشریف فرما تھے، آپؐ کے ساتھ ابوبکرؓ تھے۔

حضرت محمدؐ اور حضرت سوادؓ بن غزیہ

کئی صحابیوں سے مروی ہے کہ بدر میں رسول اللہ صلعم نے اپنی صفیں برابر کیں، آپ کے ہاتھ میں ایک بیر کی چھڑی تھی جس سے آپؐ صحابہ کو برابر کر رہے تھے، آپؐ سوادؓ بن غزیہ، بنی عدی النجار کے حلیف کے پاس آئے وہ صف سے آگے بڑھے ہوئے تھے آپؐ نے ان کے پیٹ میں چھڑی چبھو دی اور فرمایا اے سوادؓ بن غزیہ برابر ہو انہوں نے کہا اے رسول اللہؐ آپ نے مجھے تکلیف پہنچائی اللہ نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے آپ اس کا معاوضہ دیں، رسول اللہ صلعم نے فوراً اپنا پیٹ کھول دیا اور کہا لو اپنا بدلہ لے لو، سوادؓ آپ سے لپٹ گئے اور انہوں نے آپ کے پیٹ کو چوم لیا۔ رسول اللہؐ نے پوچھا سوادؓ تم نے ایسا کیوں کیا؟ کہنے لگے رسول اللہؐ آپ دیکھ رہے ہیں کہ جنگ ہو رہی ہے ممکن ہے کہ میں مارا جاؤں، میں چاہتا تھا کہ آخری مرتبہ آپ سے مل لوں اور میری جلد آپ کی جلد سے مس ہو جائے، اس پر رسول اللہ صلعم نے ان کو دعائے خیر دی۔ پھر آپ تمام صفوں کو برابر کر کے اپنی جھونپڑی میں تشریف لے گئے سوائے ابوبکرؓ کے اور کوئی نہ تھا، رسول اللہ صلعم نے دعا شروع کی اور اللہ کو نصرت کا وہ وعدہ یاد دلانے لگے جو اُس نے آپ سے کیا تھا اور یہ بھی کہا کہ خداوندا اگر یہ جماعت یعنی مسلمانوں کی ہلاک ہو گئی تو پھر آج کے بعد دنیا میں کوئی تیرا پرستار نہ رہے گا۔ ابوبکرؓ کہنے لگے اے رسول اللہ صلعم اب آپ زیادہ اللہ کو یاد دہانی نہ کیجئے وہ خود ہی ضرور اپنے وعدے کو پورا کرے گا۔

آیات قرآنی کا نزول

عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلعم نے مشرکین اور ان کی تعداد پر نظر ڈالی پھر اپنے صحابہؓ کی تعداد پر نظر کی جو تین سو سے کچھ زیادہ تھے، آپ نے قبلہ رُو ہو کر جناب باری میں دعا شروع کی آپ نے عرض کیا اے بار الٰہ تُو نے جو وعدہ مجھ سے کیا ہے اسے پورا کر اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو تیری عبادت موقوف ہو جائے گی، آپ برابر دعا میں مصروف رہے آپ کی چادر گر پڑی، ابوبکرؓ نے اُٹھا کر پھر اُسے آپ پر رکھ دیا اور پھر آپ کے پیچھے سے بالکل قریب ہو کر عرض کیا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر نثار۔ آپ نے دعا کا حق ادا کر دیا اب آپ زیادہ نہ کہیں بہت جلد اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا

کرے گا، اس موقع پر یہ قرآن نازل ہوا اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین (ترجمہ، جبکہ تم نے اپنے رب سے فریاد کر کے مدد مانگی اس نے تمہاری درخواست کو منظور کیا کہ میں ایک ہزار ملائکہ کو جن کے ساتھ کوتل گھوڑے ہونگے، تمہاری مدد پر بھیجتا ہوں)

ابن عباس کی روایت

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلعم اپنے قبہ میں بیٹھے ہوئے اللہ سے یہ دعا کر رہے تھے کہ خداوندا میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تُو اپنے عہد اور وعدہ کو پورا کر اگر تیری مرضی یہی ہو کہ آج کے بعد کوئی تیرا نام لینے والا نہ رہے تو خیر۔ ابوبکرؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے اللہ کے نبیؐ بس کیجیئے آپ نے اللہ کے سامنے الحاح اور زاری کا حق ادا کر دیا۔ ابوبکرؓ نے زرہ پہن رکھی تھی، رسول اللہ صلعم یہ پڑھتے ہوئے اپنے قبہ سے برآمد ہوئے سیھزم الجمع و یولون الدبر بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھی وامر (ترجمہ) بہت جلد یہ جماعت شکست پائے گی اور پیٹھ پھیر دے گی، مگر اصل میں تو قیامت میں ان سے مواخذہ ہوگا اور قیامت بہت ہی مصیبت لانے والی اور کڑوی ہے)

اللہ کی مدد کا مژدہ

ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان کے مطابق اس جھونپڑی میں تھوڑی دیر کے لئے رسول اللہ صلعم کی آنکھ جھپک گئی آپ بیدار ہوئے اور آپ نے کہا ابوبکرؓ لو اللہ کی مدد آگئی ہے، یہ دیکھو جبرئیل سامنے سے گھوڑا پکڑے اسے کھینچے لئے آ رہے ہیں۔" اب عمرؓ بن الخطاب کے غلام مھجع کو دشمن کا ایک تیر آ کر لگا وہ شہید ہو گئے، مسلمانوں میں یہ پہلے شخص ہیں جو شہید ہوئے اس کے بعد بنی عدی بن النجار کے حارثہ بن سراقہ کو جب کہ وہ حوض سے پانی پی رہے تھے ایک تیر آ کر لگا اور وہ شہید ہوئے، پھر رسول اللہ صلعم برآمد ہو کر لوگوں کے پاس آئے، آپ نے ان کو جنگ میں شجاعت اور صبر کی تلقین کی اور فرمایا کہ آج جو مال غنیمت ہم میں سے کسی کو حاصل ہو وہ اسی کو دیا جاتا ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے آج جو شخص کفار سے لڑے گا اور پھر وہ صبر و استقامت اور استقدام کے ساتھ داد مردانگی دیتا ہوا قتل ہو گا اللہ اس کو ضرور جنت میں داخل کرے گا۔ آپ کی اس بشارت کو سُن کر عمیرؓ بن الحمام بنی سلمہ کے عزیز نے جو ہاتھ میں کھجور لئے ہوئے کھا رہے تھے کہا خوب خوب میرے جنت میں جانے کے لئے ضرور اس بات کی ضرورت ہے کہ میں ان کفار کے ہاتھ سے مارا جاؤں یہ ابھی ہوا، انھوں نے کھجور پھینک دیں اور تلوار لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ لڑے اور شہید ہوئے۔

عوف بن الحارث

عاصم بن عمر بن قتادہ کے بیان کے مطابق پھر عوف بن الحارث ابن الحضراء

نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ رب کو اپنے عبد کی کیا بات ہنساتی ہے۔ آپ نے فرمایا بغیر زرہ کے اگر وہ اپنا ہاتھ دشمن میں جھونک دے۔ عوف نے اسی وقت اپنی زرہ اتار پھینکی تلوار سنبھالی دشمن سے لڑے اور شہید ہو گئے

حضرت سعدؓ کا عریشۂ رسولؐ پر پہرہ

روایت ہے کہ جب حریف مقابل آئے اور ایک دوسرے کے قریب آ گئے ابو جہل نے دعا مانگی کہ اے خداوند یہ ہم میں سب سے زیادہ قطع رحم کرنے والا ہے اس نے بالکل نئی بات ہم سے کہی ہے آج تو اسے ختم کر دے مگر نتیجہ نے بتا دیا کہ گویا اس نے اپنے لئے بددعا کی تھی، رسول اللہ صلعم نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھائیں ان کو لے کر آپ قریش کے سامنے کھڑے ہوئے اور فرمایا شاھت الوجوہ (ترجمہ: چہرے رسوا اور ذلیل ہوئے) پھر کنکریوں پر دم کر کے قریش کی طرف پھینکا اور صحابہ سے فرمایا اب حملہ کرو حملہ کرتے ہی قریش نے شکست کھائی۔ اللہ نے قریش کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کر دیا اور ان میں سے بہت سے قید کر لئے گئے۔ جب مسلمان ان کو پکڑنے میں مصروف ہوئے، آپ اپنی جھونپڑی میں تشریف فرما تھے اور سعد بن معاذ تلوار حمائل کئے انصار کی ایک جماعت کے ساتھ اس اندیشہ سے کہ کہیں دشمن آپ پر یورش نہ کر دے حفاظت کے لئے جھونپڑی کے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے، رسول اللہ صلعم نے دیکھا کہ لوگوں کے اس فعل سے سعد کے چہرے پر ناگواری کے آثار نمایاں ہیں، آپ نے ان سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ سعد تم کو لوگوں کا یہ فعل ناگوار ہے، انہوں نے کہا بے شک۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا بخدا یہ پہلی لڑائی ہوئی ہے جس میں اللہ نے مشرکین کو تباہ کر دیا۔ بجائے اس کے کہ ان کو زندہ رکھا جائے میں اس کا زیادہ دلدادہ ہوں کہ یہ دل کھول کر قتل کئے جاتے۔

حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اس روز آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ میں اس بات سے واقف ہوں کہ بنی ہاشم اور دوسرے لوگوں میں سے بھی بعض لوگ بادل ناخواستہ ہمارے مقابلہ پر کھینچ لائے گئے ہیں وہ ہم سے لڑنا نہیں چاہتے تھے لہٰذا اگر بنی ہاشم کا کوئی شخص تمہارے ہاتھ آئے اسے قتل نہ کرنا۔ نیز ابو البختری بن ہشام بن الحارث بن اسد کو بھی نہ مارنا اور اگر عباس بن عبد المطلب رسول اللہ صلعم کے چچا ہاتھ آئیں ان کو بھی قتل نہ کرنا کیونکہ وہ بادل ناخواستہ اس جنگ میں شریک کئے گئے ہیں اس پر ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے کہا یہ کیا تفریق ہے ہم تو اپنے باپ، بیٹے، بھائی اور خاندان

والوں کو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں، بخدا اگر میں نے اسے پا لیا تو میں تلوار سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ رسول اللہ صلعم کو اس کے اس قول کی اطلاع ہوئی۔ آپ نے عمرؓ بن الخطاب سے کہا، اے ابو حفصؓ! ابو حذیفہ کا قول سُنا وہ رسول اللہؐ کے چچا کے قتل کا درپے ہے۔ عمرؓ نے کہا مجھے اجازت ہو میں ابھی اس کا کام تمام کر دیتا ہوں بخدا یہ منافق ہے۔ عمرؓ کہتے ہیں کہ یہ پہلا دن تھا کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے اس کنیت سے یاد کیا۔

ابو حذیفہؓ پھر کہا کرتے تھے کہ اس روز جو جملہ میں نے کہا اس سے میں ہمیشہ خائف تھا کہ نہ معلوم اس کا کیا وبال مجھ پر ہو، اور خیال کرتا تھا کہ صرف اللہ کی راہ میں شہادت ہی اس کا کفارہ ہو سکتی ہے، چنانچہ یہ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے۔

ابوالبختری کے قتل نہ کرنے کا حکم

ابوالبختری کے قتل سے رسول اللہ صلعم نے اس لئے منع فرمایا تھا کہ اس نے آپ کے قیام مکہ کے زمانے میں کبھی آپ سے کوئی بدسلوکی نہیں کی، کبھی ایذا نہیں دی اور کوئی ایسی بات نہیں کی جو رسول اللہ صلعم کے ناگوار خاطر ہوئی ہو، اس کے علاوہ یہ بھی منجملہ ان لوگوں کے تھا جنہوں نے قریش کے اس معاہدہ کو جو انہوں نے عدم تعاون اور ترک تعلقات کا بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے خلاف لکھ کر کعبہ میں آویزاں کیا تھا، فسخ کر دیا۔ بنی عدی کے مجذر بن زیاد البلوی انصار کے حلیف کی اس سے مڈبھیڑ ہوئی، مجذر بن زیاد نے ابوالبختری سے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے تمہارے قتل سے منع کیا ہے اس کا رفیق جنادہ بن ملیحہ بنت زہیر بن الحارث بن اسد بھی اس کے ساتھ جو مکہ سے اس کے ہمراہ چلا تھا جنادہ بن لیث سے تعلق رکھتا تھا۔

ابوالبختری کا قتل

ابوالبختری کا اصل نام عاص بن ہشام بن الحارث بن اسد تھا اس رفاقت کے حق سے عہدہ برائی کے خیال سے اس نے مجذر سے کہا اور میرے ساتھی کے متعلق کیا حکم ہے، اس نے کہا بخدا ہم اسے نہیں چھوڑتے کے رسول اللہ صلعم نے صرف تمہارے لئے حکم دیا ہے کہ قتل نہ کئے جاؤ۔ ابوالبختری کہنے لگا اگر یہ ہے تو میں اور وہ دونوں ساتھ جائیں گے میں نہیں چاہتا کہ اہل مکہ کی قریش عورتیں میرے متعلق بعد میں کہیں کہ میں نے اپنی جان بچانے کے خیال سے اپنے رفیق کو قربان کر دیا۔ اس موقع پر جب مجذر نے اسے ہتھیار رکھ دینے کا مطالبہ کیا اور اس نے بغیر لڑے اپنی حوالگی سے انکار کیا اس نے یہ رجزیہ شعر پڑھا:

لن یُسلم ابن حُرۃ زمیلہ حتی یموتُ او یریٰ سبیلہ

(ترجمہ) "ایک شریف زادہ کبھی اپنے مؤکل کو دشمن کے حوالے نہیں کرتا اب چاہے وہ مرجائے یا کامیاب ہو"

اس کے بعد دونوں لڑ پڑے مجذر بن زیادہ نے اسے قتل کر دیا، قتل کر کے مجذر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے میں نے اپنی کوشش صرف کر دی کہ میں اسے قید کر کے جناب کی خدمت میں زندہ لے آؤں، مگر اس نے لڑائی کے سوا میری بات نہ مانی۔ میں مجبوراً اس سے لڑا اور میں نے اسے قتل کر دیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور اُمیہ بن خلف

عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ مکہ میں اُمیہ بن خلف میرا دوست تھا، میرا نام عبدعمرو تھا، مکہ ہی میں جب میں اسلام لایا میرا نام عبدالرحمٰن رکھا گیا۔ اس کے بعد ہی جب کبھی وہ مجھ سے مل جاتا تو کہتا اے عبدعمرو کیا تم نے اپنے باپ کا رکھا ہوا نام ترک کر دیا ہے؟ میں کہتا ہاں۔ اس پر وہ کہتا مگر میں رحمٰن کو نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے؟ مناسب یہ ہے کہ کوئی اور نام تجویز کر دو اس سے میں تم کو مخاطب کیا کروں، اپنے سابق نام پر تم مجھے جواب نہیں دیتے اور جس بات سے میں ناواقف ہوں اس کے نام کے ساتھ میں تم کو پکارتا نہیں کیونکہ جب وہ مجھے عبدعمرو کہہ کر پکارتا میں اسے جواب نہیں دیتا تھا، میں نے کہا اے ابوعلی اس کے متعلق تم جو چاہو مقرر کر دو، اس نے کہا اچھا تمہارا نام عبدالالٰہ بہتر ہوگا، میں نے کہا اچھا چنانچہ اس کے بعد جب میں اور وہ ملتے وہ مجھے عبدالالٰہ کے نام سے پکارتا۔ میں اسے جواب دیتا اور اس سے متفرق باتیں کرنے لگتا یہاں تک کہ بدر کی لڑائی ہوئی میں اس کے پاس سے گزرا وہ اپنے بیٹے علی بن اُمیہ کا ہاتھ تھامے کھڑا ہوا تھا، میرے ساتھ کئی زرہیں تھیں جو میں نے مقتولین کے جسم سے اتار لی تھیں میں ان کو لئے جا رہا تھا، اس نے مجھے دیکھ کر آواز دی اے عبدعمرو! میں نے کوئی جواب نہیں دیا تب اس نے کہا اے عبدالالٰہ میں نے کہا ہاں کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا کیا میں تمہارے لئے ان زرہوں سے جن کو تم لئے جا رہے ہو زیادہ سود مند نہیں ہوں۔ میں نے کہا بیشک ہو تو آ جاؤ۔ میں نے زرہیں پھینک دیں اور اس کا اور اس کے بیٹے علی کا ہاتھ پکڑ لیا کہنے لگا ایسا دن میرے دیکھنے میں نہیں آیا تمہارے پاس دودھ تو نہیں ہے میں ان دونوں کو ساتھ لیکر چل دیا۔ میں باپ بیٹوں کے بیچ میں ان کا ہاتھ پکڑے ہوئے چلا جا رہا تھا اُمیہ نے مجھ سے پوچھا کہ تم میں وہ کون ہے جس کے سینے پر شترمرغ کا پر بطور نشانی آویزاں تھا، میں نے کہا وہ حمزہؓ بن عبدالمطلب ہے۔ اس نے کہا ہماری یہ درگت اسی نے بنائی ہے۔

حضرت بلالؓ کا اُمیہ کے قتل پر اصرار

میں ان کو لئے جا رہا تھا کہ بلالؓ نے اسے میرے ہمراہ دیکھ لیا

یہ اُمیہ مکہ میں بلالؓ کو طرح طرح کی اذیتیں دیتا تھا تاکہ وہ اسلام ترک کردیں، وہ ان کو مکہ میں صاف چٹان پر جب وہ دھوپ سے خوب تپ جاتی لے جاتا اس پر ان کو چت لٹاتا سینے پر ایک بڑا پتھر رکھ دیتا پھر کہتا کہ جب تک تو محمدؐ کے دین کو ترک نہ کرے گا تجھے یہ سزا ملتی رہے گی، مگر باوجود اس عذاب کے بلالؓ یہ ہی کہتے "وہ ایک ہے، وہ ایک ہے"۔ اسی لئے اب جب ان کی نظر اس پر پڑی وہ کہنے لگے کہ اُمیہ بن خلف کفر کا سرگروہ ہے میں ہلاک ہو جاؤں اگر تو بچ جائے میں نے ان سے کہا کہ یہ میرا قیدی ہے تم اس کے ساتھ یہ کرنا چاہتے ہو بلالؓ نے پھر کہا میں ہلاک ہو جاؤں اگر یہ بچ جائیں میں نے کہا اے حبشی زاد کچھ سنتا، بلالؓ نے کہا میں ہلاک ہو جاؤں اگر یہ بچ جائیں۔

اُمیہ بن خلف کا قتل

پھر انہوں نے نہایت چلا کر کہا اے اللہ کے انصار لو یہ کفار کا سرغنہ اُمیہ بن خلف موجود ہے میں ہلاک ہو جاؤں اگر یہ بچ گیا، ان کی اس آواز پر بہت سے لوگوں نے ہم کو ہر طرف سے آگھیرا اور قید سا کر لیا میں اسے بچانے لگا، ایک شخص نے اس کے بیٹے پر تلوار ماری وہ گر پڑا، اس وقت اُمیہ نے اس زور سے چیخ ماری کہ میں نے کبھی نہیں سنی۔ میں نے کہا بھاگ جاؤ مگر بھاگ نہیں سکتے ہیں تم کو کسی طرح بچا نہیں سکتا۔ اتنے میں حملہ آوروں نے تلوار کی ایک ضرب سے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد عبدالرحمٰن بن عوف کہا کرتے تھے اللہ بلالؓ پر رحم کرے میری زرہیں بھی جاتی رہیں اور میرے قیدی کو انہوں نے زبردستی مجھ سے چھڑا لیا۔

جنگ بدر میں ملائکہ کی شرکت

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے بنی غفار کے ایک شخص نے یہ واقعہ بیان کیا کہ جس روز بدر کی لڑائی ہو رہی تھی میں اور میرا ایک چچیرا بھائی دونوں وہاں آئے اور ایک ایسے پہاڑ پر چڑھ کر جہاں سے میدان کارزار نظر آتا تھا چھپ کر بیٹھ گئے اور دیکھتے رہے کہ کس کو شکست ہوتی ہے تاکہ پھر دوسرے لوٹنے والوں کے ساتھ مل کر ہم بھی غنیمت میں حصہ بٹائیں ہم دونوں اس وقت تک مشرک تھے۔ ہم اسی پہاڑ پر تھے کہ ایک بادل ہمارے قریب آیا۔ ہم نے اس میں گھوڑوں کی آہٹ پائی اور کسی کو کہتے سنا حیزدم آگے بڑھو۔ اس آواز سے میرے چچازاد بھائی پر یہ گذری کہ اس کے قلب کا پردہ پھٹ گیا اور وہ وہیں مرگیا، میں بھی قریب المرگ ہو گیا تھا مگر پھر بچ رہا۔

ابوداؤد المازنی سے جو بدر میں شریک تھے مروی ہے کہ بدر میں میرے ساتھ یہ گذری کہ جس مشرک کا تعاقب کرکے میں نے اس پر وار کرنا چاہا اس سے قبل ہی اس کا سر تن سے جدا ہو کر دور جا گرتا اور میں نے محسوس کیا کہ کسی اور نے اسے قتل کیا۔

ابو امامہ بن سہل بن حنیف اپنے باپ سہل سے مروی ہے کہ بدر میں ہماری یہ حالت تھی کہ ہم میں سے اگر

کسی نے تلوار سے مشرک کی طرف اشارہ کر دیا تو اسی وقت قبل اس کے کہ تلوار اس تک پہنچ پائے اس کا سر تن سے جدا ہو کر الگ گر پڑتا۔

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ بدر کے دن ملائکہ کی شان یہ تھی کہ انہوں نے سفید عمامے باندھ رکھے تھے جن کے شملے پیچھے پڑے ہوئے تھے اور جنگ حنین میں انہوں نے سرخ عمامے باندھ رکھے تھے مگر بدر کے سوا اور کہیں ملائکہ نے خود لڑائی میں حصّہ نہیں لیا۔ دوسرے مواقع پر وہ صرف مدد اور کمک کے طور پر موجود رہے مگر انہوں نے تلوار نہیں چلائی۔

ابوجہل کی لاش کی تلاش

معاذؓ بن عمرو بن الجموح متعلقہ بنی سلمہ بیان کرتے تھے کہ جب رسول اللہ صلعم دشمن سے فارغ ہو گئے آپ نے حکم دیا کہ ابوجہل کو مقتولین میں تلاش کیا جائے اور آپ نے یہ بھی دعا مانگی کہ خداوندا ایسا نہ ہو کہ وہ تیری گرفت سے نکل جائے۔

ابوجہل کا قتل

سب سے پہلے معاذؓ بن عمرو بن الجموح ابوجہل کے پاس پہنچے تھے۔ اس کے متعلق انہوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے کفار اور ابوجہل کو ایک جھاڑی کی سی جگہ میں باتیں کرتے سُنا دوسرے لوگ کہہ رہے تھے کہ ابوالحکم تک کسی کی رسائی نہ ہو سکے گی، میں نے یہ بات سنتے ارادہ کر لیا کہ ضرور اس پر حملہ کروں میں فوراً اس پر جھپٹ پڑا اور موقع پاتے ہی میں نے اس پر حملہ کیا اور تلوار کی ایک ضرب سے نصف ساق سے اس کا پاؤں قطع کر دیا اور وہ اس طرح اُڑ گیا جس طرح کہ گٹھلی میں سے گری دستے مارنے کے ساتھ نکل کر علیحدہ گر جاتی ہے، اس کے بیٹے عکرمہ نے میرے شانے پر وار کیا اور میرا ہاتھ اُڑا دیا صرف جلد کے سہارے وہ میرے پہلو میں لٹکا رہا مگر اس زخم کی وجہ سے میں ابوجہل سے زیادہ نہ لڑ سکا۔ تمام دن میں لڑتا رہا میرا بیکار ہاتھ میرے پیچھے جھولتا رہا، جب اس کی تکلیف زیادہ ہونے لگی میں نے اس پر پاؤں رکھ کر جسم سے جبر کر علیحدہ پھینک دیا۔

اس واقعہ کے بعد معاذؓ زندہ رہے اور عثمانؓ بن عفان کی خلافت میں ان کا انتقال ہُوا۔

ابوجہل کا غرور

جب ابوجہل زخمی پڑا ہُوا تھا معوذؓ بن عفرا اس کے پاس سے گزرے انہوں نے ایک وار میں اس کا کام تمام کر دیا اور مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے مگر ابھی تک اس میں جان باقی تھی معوذؓ لڑے اور شہید ہو گئے، اس کے بعد رسول اللہ صلعم نے مقتولین میں ابوجہل کی تلاش کا حکم دیا عبداللہ بن مسعود اس کے پاس آئے رسول اللہ صلعم نے صحابہؓ سے فرمایا تھا کہ ابوجہل کو تلاش کرو اگر تم اسے مقتولین میں تلاش نہ کر سکو تو اس کے گھٹنے کے نشان زخم کو دیکھنا۔ ایک مرتبہ میں اور وہ جب ہم دونوں لڑکے تھے عبداللہ بن جدعان کی دعوت میں گئے تھے میں اس سے ذرا دبلا تھا میں نے اسے دھکا دے دیا

وہ گھٹنے کے بل گرا اور اس کے کسی گھٹنے میں ایسی خراش لگی کہ اس کا نشان پھر ہمیشہ رہ گیا۔ عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا ہے کہ اس نشان وہی کی وجہ سے میں نے اسے شناخت کر لیا وہ بالکل لب دم تھا، میں نے اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا اس نے مکہ میں مجھے تھپڑ اور لاتوں سے خوب مارا تھا میں نے کہا اے دشمن خدا اللہ نے اب تو تجھے ذلیل کر دیا، اس نے کہا اس میں ذلت کیا ہوئی میں تو اس شخص کا بدلہ لینے آیا تھا جسے تم نے قتل کر دیا تھا، اچھا بتاؤ فتح کس کی ہوئی۔ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسولؐ کو اس سلسلہ میں ابن مسعود سے یہ بھی مروی ہے کہ ابوجہل نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ اے بھیڑوں کے چرانے والے تو بہت اونچی جگہ چڑھا ہے، پھر میں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لے کر آیا اور میں نے عرض کیا رسولؐ خدا یہ دشمن خدا ابوجہل کا سر ہے، آپ نے فرمایا کیا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں یہ اسی کا سر ہے، رسول اللہ صلعم ہمیشہ یہی قسم کھایا کرتے تھے۔ میں نے کہا جی ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ اب میں نے اس کے سر کو آپ کے سامنے ڈال دیا۔ رسول اللہ صلعم نے اللہ کی تعریف کی۔

حضرت محمدؐ کا مقتولین سے خطاب

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حکم دیا کہ مقتولین کو کنوئیں میں ڈال دیا جائے، وہ ڈال دئیے گئے، البتہ امیہ بن خلف کو اس کے کرتے میں لپیٹ کر جب لے جانے کے لئے اٹھانے لگے اس کی لاش اس میں سے نکل پڑی مگر پھر اسے اسی میں رکھا گیا اور اسے مٹی اور پتھروں سے زمین میں چھپا دیا گیا۔ جب مقتولین کو کنوئیں میں ڈال دیا گیا رسول اللہ صلعم وہاں آئے اور آپ نے فرمایا اے کنوئیں والو کیا تم نے اس وعدے کو جو اللہ نے تم سے کیا تھا ٹھیک پایا، بیشک مجھ سے جو وعدہ اللہ نے کیا تھا وہ ٹھیک ہوا۔ صحابہؓ نے آپ سے پوچھا آپ مُردوں سے کلام کرتے ہیں آپ نے فرمایا ان کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ جو بات میں نے ان سے کہی تھی وہ سچ ہے۔ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ مُردوں نے آپ کی بات سنی حالانکہ آپ نے یہ نہیں کہا کہ انہوں نے سن لی بلکہ رسول اللہ صلعم نے صرف یہ فرمایا تھا کہ ان کو معلوم ہو گیا۔

انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ صحابہؓ نے وسط شب میں رسول اللہ صلعم کو یہ کہتے سُنا:

"اے کنوئیں والو، اے عتبہ بن ربیعہ، اے شیبہ بن ربیعہ، اے اُمیہ بن خلف، اے ابوجہل بن ہشام اسی طرح آپ نے ان تمام مقتولین کے نام لئے جو اس کنوئیں میں ڈالے گئے تھے اور پھر فرمایا جو وعدہ تمہارے رب نے تم سے کیا تھا اسے تم نے ٹھیک پایا، بے شک جو وعدہ میرے رب نے مجھ سے کیا تھا اسے میں نے سچا پا لیا۔ صحابہؓ نے آپ سے کہا کہ رسول اللہ آپ ایسے مُردوں

کو پکارتے ہیں جو سڑ گل گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو کچھ میں کہتا ہوں اسے تم ان سے کچھ زیادہ نہیں سنتے البتہ ان میں جواب دینے کی استطاعت نہیں ہے۔

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے کہ جس روز رسول اللہ صلعم نے یہ گفتگو کی آپ نے فرمایا اے کنویں والو تم نبی کے اہل خاندان ہو کر اپنے نبی کے حق میں بدترین خاندان تھے تم نے میری تکذیب کی حالانکہ دوسرے لوگوں نے میری تصدیق کی، تم نے مجھے گھر سے نکالا، دوسروں نے مجھے پناہ دی، تم نے مجھ سے جنگ کی، دوسروں نے میری مدد کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا جو وعدہ تمہارے رب نے تم سے کیا تھا اسے تم نے سچ پایا، میں نے تو اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا۔

ابو حذیفہ کا ملال

جب رسول اللہ صلعم نے مقتولین کو کنویں میں ڈال دینے کا حکم دیا لوگ ان کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے کنویں کو لے چلے، رسول اللہ صلعم کی نظر ابو حذیفہ بن عتبہ کے چہرے پر پڑی، وہ بہت ہی غمگین اور متغیر نظر آئے، آپؐ نے ان سے پوچھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے باپ کی اس حالت سے تم متاثر ہو۔ انہوں نے کہا نہیں خدا کی قسم اے اللہ کے نبیؐ یہ بات نہیں ہے کہ میں اپنے باپ کے کفر اور قتل سے ناواقف ہوں بلکہ چونکہ میں جانتا ہوں کہ میرا باپ صاحب رائے دانش مند، حلیم اور سخی آدمی تھا مجھے یہ توقع تھی کہ یہ خوبیاں اس کو اسلام کی طرف رہبری کریں گی مگر جب میں نے دیکھا کہ یہ مارا گیا اور اس توقع کے بعد وہ کفر کی حالت میں مر گیا اس بات نے مجھے محزون کر دیا۔ اس پر رسول اللہ صلعم نے اُس کی تعریف کی اور دعائے خیر کی۔

مال غنیمت جمع کرنے کا حکم

اس کے بعد آپؐ نے حکم دیا کہ دشمن کی فرودگاہ میں جو کچھ ملے اسے جمع کر لیا جائے، اسے جمع کیا گیا۔ اس کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف ہوا، جنہوں نے جمع کیا تھا وہ مدعی ہوئے کہ خود ہی سب لے لیں کیونکہ پہلے ہی رسول اللہ صلعم نے مال غنیمت کے متعلق فرما دیا تھا کہ جو جسے دستیاب ہو وہ اس کا ہے مگر اس پر ان لوگوں نے جو دشمن سے لڑ رہے تھے اور راستے تلاش کر کے قید کر رہے تھے کہا کہ اگر ہم نہ ہوتے تو یہ مال تمہارے قبضہ میں آ ہی نہیں سکتا تھا۔ ہم نے دشمن کو اپنے سے مصروف پیکار کر کے تم کو یہ موقع دیا ہے کہ تم نے غنیمت حاصل کی۔ پھر ان لوگوں نے جو دشمن کی یورش کے خوف سے اس اثناء میں رسول اللہ کی نگہبانی کرتے رہے تھے کہا کہ اس مال کا ہمارے مقابلہ میں تم میں سے کوئی زیادہ مستحق نہیں ہے جب اللہ نے ہم کو فتح دی اور انہوں نے ہماری طرف پشت پھیر دی یہ بات ہمارے بالکل قبضہ میں تھی کہ چونکہ کوئی اس کا بچانے والا نہ رہا تھا ہم آسانی سے اس سب پر قبضہ کر لیتے مگر اس اندیشہ سے کہ کہیں

دشمن رسول اللہ صلعم پر نہ پلٹ پڑے، ہم آپ کی حفاظت کے لئے آپؐ کے پاس ٹھہرے رہے اس لئے تم میں کوئی ہم سے زیادہ اس مال کا مستحق نہیں ہوسکتا۔

سورۂ انفال کی تفسیر

ابوامامتہ الباہلی سے مروی ہے کہ میں نے عبادہ بن الصامت سے "انفال" کی تفسیر پوچھی، انہوں نے کہا کہ یہ آیت ہم اصحاب بدر کے متعلق نازل ہوئی، جب غنیمت کے متعلق ہم میں سخت اختلاف ہوگیا اور نوبت بداخلاقی تک پہنچ گئی اللہ نے اسے ہم سے چھین کر رسول اللہ صلعم کو دے دیا، رسول اللہ صلعم نے اسے تمام مسلمانوں میں علی السویہ تقسیم کردیا اور اس میں اللہ کا تقویٰ، اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری اور آپس کے تعلقات کی اصلاح تھی۔

حضرت رقیہؓ کی تدفین

فتح کے بعد آپ نے عبداللہؓ بن رواحہ کو اس فتح کی بشارت دینے کے لئے اہل العالیہ کے پاس اور زیدؓ بن حارثہ کو اہل السافلہ کے پاس روانہ کیا۔ اسامہؓ بن زید کہتے ہیں کہ ہم کو اس فتح کی خبر اس وقت ملی جبکہ ہم رقیہؓ بنت رسول اللہ صلعم کو دفن کر رہے تھے یہ عثمانؓ بن عفان کے نکاح میں تھیں اور رسول اللہ صلعم نے مجھے بھی عثمانؓ کے ساتھ ان کے لئے پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ جب زید بن حارثہ مدینہ آئے میں اُن کے پاس گیا، وہ عیدگاہ میں کھڑے ہوئے تھے۔ بہت سے آدمی اُن کے پاس جمع ہوگئے تھے اور وہ کہہ رہے تھے کہ عتبہ بن ربیعہ مارا گیا۔ شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، زمعہ بن الاسود، ابوالبختری بن ہشام، اُمیہ بن خلف اور حجاج کے بیٹے نبیہ اور منبہ مارے گئے۔ میں نے پوچھا کیا یہ خبر بالکل صحیح ہے انہوں نے کہا بخدا اے میرے بچے یہ بالکل صحیح ہے۔

مسلمانوں کی مراجعت مدینہ

رسول اللہ صلعم مدینہ مراجعت فرما ہوئے، آپؐ نے اس مالِ غنیمت کو جو مشرکین سے حاصل ہوا تھا اپنے ساتھ بار کرا لیا اور اس کی نگرانی عبداللہ بن کعب بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن مازن بن النجار کے تفویض کردی، رسول اللہ صلعم اپنی فرودگاہ سے روانہ ہوئے جب آپ صفراء کی گھاٹی کو عبور کر آئے آپ سیر نامی اس سرخ ریت کے ٹیلہ پر جو گھاٹی اور نازیہ کے درمیان پھیلا ہوا تھا فروکش ہوئے اور یہاں آپ نے اس مال غنیمت کو جو اللہ نے مشرکین کا مسلمانوں کو عطا کیا تھا علی السویہ سب پر تقسیم کیا اور وہاں کے ایک چشمۂ آب اروات سے آپ کے لئے پانی لایا گیا، پھر آپ یہاں سے چلے اور جب روحاء پہنچے مسلمان آپ کے استقبال کو آئے اور انہوں نے اس فتح پر آپ کو اور مسلمانوں

کو مبارک باد دی۔ سلمہؓ بن سلامہ بن وقش نے کہا کہ مبارک بادی کی بات ہی کیا ہے دشمن کا حال یہ تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ قربانی کے جانور ہیں جن کو کھال کھینچ کر لٹکا دیا گیا ہے ہم نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ رسول اللہ صلعم مسکرائے اور فرمایا اے میرے بھتیجے بیشک کفار کی یہی حالت تھی۔

مقتولین واسیران بدر کی تعداد

رسول اللہ صلعم کے ساتھ مشرکین کے قیدی بھی تھے ان کی تعداد چوالیس تھی، اسی قدر مارے گئے تھے ان قیدیوں میں عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن الحارث بن کلدۃ بھی تھے۔ نضر کو علیؓ بن ابی طالب نے صفراء میں قتل کر دیا۔ یہاں سے چل کر جب رسول اللہ صلعم عرق الظبیہ آئے آپ کے حکم سے عقبہ کو عاصم بن ثابت بن الافلح الانصاری متعلقہ قبیلہ بنی عمرو بن عوف نے قتل کر دیا۔ جب رسول اللہ صلعم نے اس کے قتل کا حکم دیا اس نے چلا کر کہا اے محمدؐ! میرے بچوں کا کون کفیل ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا دوزخ!

حضرت ابوہندؓ انصاری

عرق الظبیہ میں آپ کے قدوم کے بعد ابوہندؓ فروۃ بن عمرو البیاضی کے مولیٰ چمڑے کی بوتل میں کھجور، دودھ اور مسکہ کی کھیر لیکر حاضر خدمت ہوئے، یہ بدر میں شریک نہ ہوسکے تھے مگر پھر اور تمام ان غزوات میں جس میں خود رسول اللہ صلعم نے شرکت فرمائی شریک رہے۔ یہ رسول اللہ صلعم کے حجام تھے۔ آپ نے خوش ہوکر مسلمانوں سے فرمایا کہ ابوؓ انصار میں ہیں تم ان کو اپنی بیٹیاں دو اور ان کی بیٹیاں لو، صحابہؓ نے اس ارشاد کی بجا آوری یہاں سے چل کر رسول اللہ صلعم قیدیوں سے ایک دن قبل مدینہ آگئے۔

حضرت سودہؓ بنت زمعہ اور ابویزید سہیل

جس روز قیدی مدینہ آئے اسی روز سودہ بنت زمعہ رسول اللہ صلعم کی بیوی آل عفراء کے یہاں ان کے عوف اور معوذ عفراء کے بیٹوں پر ماتم میں شرکت کے لئے گئی ہوئی تھیں یہ بات پردہ کے حکم سے پہلے کی ہے۔ سودہؓ کہتی ہیں کہ ابھی میں وہیں تھی کہ کسی نے ہم سے آکر کہا کہ قیدی آگئے ہیں۔ میں اپنے گھر آئی رسول اللہ صلعم وہاں تشریف رکھتے تھے۔ میں نے ابویزید سہیل بن عمرو کو حجرے کے ایک کونے میں اس حالت میں دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ رسی سے اس کی گردن سے بندھے ہوئے تھے ان کی اس حالت کو دیکھ کر مجھ سے بخدا ضبط نہ ہوسکا اور میں نے کہا اے ابویزید تم نے کیوں اپنے کو حوالے کیا کیوں نہ عزت کی موت مر گئے۔ میں یہ بات فوری جوش میں کہنے کو تو کہہ گئی رسول اللہ

صلعم نے مجھ سے فرمایا سودہؓ اللہ اور اس کے رسول کے برخلاف یہ بات کہتی ہو۔ کہا اے رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے مجھ سے ابو یزید کی اس حالت کو دیکھ کر کہ اس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہیں ضبط نہ ہو سکا اور بے اختیار واقعی یہ جملے میری زبان سے نکل گئے۔

اسیرانِ بدر کی تقسیم

مدینہ آ کر رسول اللہ صلعم نے قیدیوں کو صحابہؓ میں تقسیم کر دیا اور فرمایا کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ ابو عزیز بن عمیر بن ہاشم بھی جو مصعب بن عمیر کا حقیقی بھائی تھا قیدیوں میں تھا ابو عزیز سے مروی ہے کہ میرے بھائی مصعب میرے پاس سے گزرے اور ایک انصاری مجھے قید کر رہا تھا انہوں نے کہا اسے ضرور پکڑ لو اس کی ماں دولتمند ہے وہ فدیہ دے کر اسے تم سے رہا کرائے گی جب ہم قیدیوں کو بدر سے مدینہ لایا گیا میں انصاریوں میں رکھا گیا۔ وہ میرا اس قدر خیال کرتے تھے کہ جب صبح و شام کھانے کے لئے بیٹھتے روٹی مجھے کھلا دیتے اور خود کھجور پہ اکتفا کرتے، ان میں سے جس کے پاس روٹی کا کوئی ٹکڑا پہنچتا وہ اسے مجھے دے دیتا مجھے شرم آتی کہ میں اکیلا روٹی کھاؤں میں اسے رد کر دیتا مگر وہ اسے بغیر ہاتھ لگائے پھر مجھے دے دیتے۔

مکہ میں شکست کی خبر

محمد بن اسحاق کے بیان کے مطابق حیسمان بن عبداللہ بن ایاس بن ضبیعہ بن مازن بن کعب بن عمرو الخزاعی نے مکہ آ کر قریش کی تباہی اور شکست کی اطلاع اہل مکہ کو دی۔ واقدی کہتے ہیں کہ اس کا نام حیسمان بن حابس الخزاعی ہے۔ اہل مکہ نے پوچھا کیا ہے اس نے کہا عتبہ بن ربیعہ، ابو الحکم ہشام اور حجاج کے بیٹے نبیہ اور منبہ مارے گئے، جب اس نے قریش کے اشراف کے نام گنائے صفوان بن امیہ نے جو حجر میں بیٹھا ہوا تھا لوگوں سے کہا اگر اس میں کچھ عقل ہے تو ذرا دریافت کرو کہ صفوان کا کیا ہوا۔ لوگوں نے خبر دینے والے سے پوچھا اور صفوان بن امیہ کا کیا ہوا۔ اس نے کہا میں نے اس کے باپ اور بھائی کو قتل ہوئے خود دیکھا ہے۔

رافع کی روایت

رسول اللہ صلعم کے مولیٰ رافع سے مروی ہے کہ میں عباس بن عبدالمطلب کا غلام تھا اور ہمارا پورا گھر اسلام لے آیا تھا ام الفضل مسلمان ہو گئی تھیں میں اسلام لے آیا تھا، عباس چونکہ اپنی قوم سے ڈرتے تھے اور اس کی مخالفت سے بچتے تھے اسی لئے وہ اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھے ان کا بہت سا روپیہ لوگوں میں پھیلا ہوا تھا۔ دشمن خدا ابو لہب تو بدر میں نہیں شریک ہوا، اس نے عاص بن ہشام بن المغیرہ کو اپنی جگہ بھیج دیا تھا، اسی طرح دوسرے اور لوگوں نے یہی کیا تھا کہ اگر وہ خود نہ جا سکے تو انہوں نے اپنا نائب بھیج دیا جب ہمیں معلوم ہوا کہ بدر میں قریش تباہ ہو گئے اللہ نے ان کو ذلیل و خوار کر دیا اس خبر سے ہم نے اپنے میں قوت و طاقت محسوس کی۔ میں بہت ہی کمزور آدمی تھا میں زمزم کے حجرے میں بیٹھا ہوا

پیالے بنایا کرتا تھا میں حسب معمول وہاں بیٹھا ہوا اپنا کام کر رہا تھا ام الفضل میرے پاس بیٹھی تھیں اس خبر سے ہم کو بڑی مسرت ہوئی تھی، اتنے میں بدکردار ابو لہب ایسی چال چلتا ہوا جس سے جسم کے تھے اور عباسؓ بہت ہی موٹے تھے۔ رسول اللہ صلعم نے پوچھا ابو الیسرؓ تم نے عباسؓ کو کیسے پکڑا، انہوں نے کہا رسول اللہ بخدا ایک اور شخص نے جسے نہ میں نے پہلے دیکھا تھا اور نہ اب دیکھتا ہوں اس کے گرفتار کرنے میں مجھے مدد دی رسول اللہ صلعم فرمانے لگے۔ ایک بزرگ فرشتے نے اس کام میں تمہاری اعانت کی ہے۔

عباد سے مروی ہے کہ بدر کے بعد قریش نے اپنے مقتولوں کا ماتم برپا کیا پھر کہنے لگے یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ اگر اس کی خبر محمدؐ اور ان کے اصحابؓ کو ہو گی وہ اس سے اور خوش ہوں گے نیز تا وقتیکہ کچھ عرصہ نہ گزرے ہمیں ابھی اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے فدیہ بھی نہ بھیجنا چاہیئے تاکہ محمدؐ اور ان کے اصحاب اسکی امید نہ لگا سکیں۔

اس لڑائی میں اسود بن عبد یغوث کے تین بیٹے زمعہ بن الاسود، عقیل بن الاسود اور حارث بن الاسود مارے گئے تھے۔ وہ چاہتا تھا کہ دل کھول کر اپنے بیٹوں پر روئے اسی حالت میں اس نے رات کے وقت کسی رونے والے کی آواز سنی اس کی بصارت جاتی رہی تھی۔ اس نے اپنے غلام سے کہا کہ دیکھ کر آؤ کیا رونے کی اجازت ہو گئی اور قریش اپنے مقتولوں پر رونے لگے، میں چاہتا ہوں کہ اپنے بیٹے ابو حکیمہ یعنی زمعہ پر خوب روؤں، کیونکہ اس کے غم سے میرا سینہ کھول رہا ہے۔ غلام نے واپس آکر کہا یہ تو ایک عورت کی آواز ہے جو اپنے گمشدہ اونٹ پر رو رہی ہے، اس پر اس نے چند شعر کہے ان میں اپنے بیٹوں کا درد ناک مرثیہ کہا اور اس طرح اپنے دل کا بخار نکال لیا۔

ابو وداعہ کا زر فدیہ قیدیوں میں ابو وداعہ بن خبیرۃ السہمی بھی تھا رسول اللہ صلعم نے فرمایا اس کا بیٹا نہایت ہوشیار اور مالدار تاجر ہے مجھے یقین ہے کہ وہ اس کا زر فدیہ لے کر آئے گا۔

جب قریش نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم ابھی اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر رہا کرانے میں جلدی مت کرو تاکہ محمدؐ اور ان کے اصحابؓ تم کو حاجتمند نہ سمجھ لیں، المطلب بن وداعہ نے جو رسول اللہ صلعم کے سابقہ قول میں پیش نظر تھا کہا، ہاں ٹھیک ہے بیشک تم کو اپنے قیدیوں کا فدیہ دینے میں عجلت نہ کرنا چاہیئے مگر خود بغیر اطلاع دیئے چپکے سے رات کے وقت مکہ سے کھسک گیا مدینہ آیا اور چار ہزار درہم دے کر اس نے اپنے باپ کو رہا کرا لیا اور اسے لے کر چل دیا۔ اس کے بعد قریش نے قیدیوں کی رہائی کے لئے وفد بھیجا۔ اکرز ابن حفص بن الاخیف، سہیل بن عمرو کے فدیہ کے لئے آیا اسے مالک بن الدخشم متعلقہ بنی سالم بن عوف نے گرفتار کیا تھا۔ سہیل بن عمرو کا نیچے کا ہونٹ نہ تھا۔

سہیل بن عمرو

عمرؓ بن الخطاب نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ آپ سہیل بن عمرو کے سامنے کے دو دانت تڑوا دیں تاکہ اس کی زبان نہ چل سکے اور یہ پھر آئندہ کسی جگہ آپؐ کی مخالفت میں تقریر نہ کر سکے۔ آپؐ نے فرمایا میں ایسا نہیں کرتا، کیونکہ اگر میں اس کے دانت تڑواؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے بھی سزا دے گا اگرچہ میں نبی ہوں۔ اس سلسلہ روایت میں یہ بات بھی نقل ہوئی ہے کہ آپؐ نے عمرؓ سے فرمایا ممکن ہے کہ آئندہ یہ ایسی تقریریں کرنے لگے جس پر تم کو کوئی اعتراض نہ ہو۔

جب مکرز نے سہیل کے بارے میں مسلمانوں سے گفت گو کر کے ان کو راضی کر لیا انہوں نے کہا زر فدیہ لاؤ، اس نے کہا تم اسے تو رہا کر دو اور اس کے زر فدیہ کے بھیجنے تک مجھے اس کی جگہ قید رکھو مسلمانوں نے اس کی یہ درخواست مان لی۔

عباس بن عبد المطلب کا زر فدیہ

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب عباس مدینہ پہنچ گئے رسول اللہ صلعم نے اُن سے فرمایا چونکہ تم دولتمند ہو تم اپنا اور اپنے دونوں بھتیجوں عقیل بن ابی طالب، نوفل بن الحارث اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو بن محدم متعلقہ بنی الحارث بن فہر کا زر فدیہ ادا کرو۔ عباس نے کہا اے رسول اللہؐ میں مسلمان تھا مجھے تو میری قوم نے بہ جبر اس مہم میں شریک کر لیا ہے، آپ نے فرمایا تمہارے اسلام سے اللہ زیادہ واقف ہوگا اگر تمہارا بیان سچا ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس کی جزائے خیر دے گا۔ مگر بظاہر تو تم ہم پر چڑھ کر آئے تھے۔ لہٰذا اپنا فدیہ دے دو۔ اس سے پہلے رسول اللہ صلعم عباس سے بیس اوقیہ سونا لے چکے تھے۔ عباس نے کہا آپ اس سونے کو زر فدیہ سمجھ لیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اس سے کیا تعلق وہ تو اللہ نے ہم کو بطورِ غنیمت دیا ہے۔ عباس نے کہا میرے پاس روپیہ نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا مکہ سے چلتے وقت تم نے جو مال امؓ الفضل بنت الحارث کے پاس رکھوایا تھا اور اس وقت کوئی تیسرا آدمی تمہارے پاس نہ تھا اور تم نے اسے وصیت کی تھی کہ اگر اس مہم میں کام آجاؤں تو اس میں سے فضل کو اتنا دے دینا۔ عبداللہ کو اتنا اور عبید اللہ کو اتنا اور قثم کو اتنا وہ مال کیا ہوا۔ عباس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو نبی برحق مبعوث کیا ہے اس بات سے سوائے میرے اور میری بیوی کے اور کوئی واقف نہیں تھا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں۔ عباس نے اپنا، اپنے بھتیجوں اور حلیف کا فدیہ ادا کر دیا۔

سعدؓ بن النعمان کی گرفتاری و رہائی

عمرو بن ابی سفیان بن حرب جو عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی کے بطن سے تھا وہ بھی بدر کے اور قیدیوں کے ساتھ رسول اللہ صلعم کے یہاں قید تھا۔ ابو سفیان سے لوگوں نے کہا کہ عمرو کو فدیہ دے کر چھڑا لو اس نے کہا کیا وہ میری

دولت، اور جانوں دونوں کو لینا چاہتے ہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے حنظلہ کو قتل کر دیا اور اب ہیں عمر کا فدیہ دوں اُسے ان کے ہاتھوں میں نہ ہنے دو جو چاہیں وہ اس کے ساتھ کریں۔ یہ ابھی رسول اللہ صلعم کے پاس قید تھا۔ اسی اثنا میں سعدؓ بن النعمان بن آکال، بنی عمرو بن عوف کے خاندان بنی معاویہ کے رکن عمرہ کرنے مکہ گئے اس کے ساتھ اس کی کثیر دودھ دینے والی اونٹنی بھی تھی، یہ ایک بڑے معزز مسلمان شیخ تھے بہت سی بھیڑ بکریاں بھی ساتھ تھیں یہ نقیع میں تھے وہاں سے عمرہ کرنے مکہ چلے ان کو ہرگز اس سلوک کا اندیشہ ہی نہ تھا جو بعد میں قریش نے ان کے ساتھ کیا۔ چونکہ قریش نے معاہدہ کیا تھا کہ وہ کسی حاجی یا عمرہ ادا کرنے سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ اس لئے ان کو اس بات کا گمان بھی نہ تھا کہ ان کو مکہ میں روک لیا جائے گا مگر ابوسفیان بن حرب نے ان پر چھاپہ مارا اور اپنے بیٹے عمرو بن ابی سفیان کے عوض میں ان کو مکہ میں قید کر لیا اور پھر یہ شعر کہے،

اهط ابن اکال اجیبوا دعائه　　تعاقدتم لا تسلموا السید الکهلا

فان بنی عمرو لیام اذلة　　لئن لم یفکوا عن اسیرهم الکبلا

ترجمہ:۔ "اے ابن اکال کے خاندان والو اس کی آواز پر لبیک کہو جسے تم گم کر چکے ہو اور اس بوڑھے سردار کو بے یار و مددگار نہ چھوڑو۔ اور اگر بنی عمرو نے اپنے قیدی کو آزاد نہ کرایا تو بے شک وہ پھر کمینے اور ذلیل ثابت ہوں گے۔"

اس اطلاع پر بنو عمرو بن عوف رسول اللہ کی خدمت میں آئے اور سعدؓ بن اکال کا واقعہ کہا اور درخواست کی کہ آپ عمرو بن ابی سفیان کو ہمیں دے دیں تاکہ اس کے عوض میں وہ اپنے شیخ کو رہا کرائیں رسول اللہ صلعم نے ان کی درخواست مان لی، انہوں نے عمرو بن ابی سفیان کو ابوسفیان کے پاس بھیج دیا اور اس نے سعدؓ کو چھوڑ دیا۔

ابوالعاص بن الربیع

بدر کے قیدیوں میں رسول اللہ صلعم کا داماد آپؐ کی صاحبزادی زینبؓ کا شوہر ابوالعاص بن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس بھی تھا یہ بھی مکہ کے ان معدودے چند لوگوں میں تھا جو بڑے مالدار، دیانتدار اور معتبر تاجر تھے یہ ہالہ بنت خویلد کا بیٹا تھا۔ خدیجہؓ اس کی خالہ تھیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ آپ اس سے زینبؓ کی شادی کر دیں۔ رسول اللہ صلعم ان کی کسی بات کو رد نہیں کرتے تھے اور ابھی تک آپ پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے آپ نے اپنی صاحبزادی سے اس کی شادی کر دی۔ خدیجہؓ اُسے اپنے بیٹے کے برابر سمجھتی تھیں جب اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلعم کو نبوت عطا فرمائی خدیجہؓ اور آپ کی تمام صاحبزادیاں آپ پر ایمان لائیں انہوں نے آپ کی رسالت کے برحق

ہونے کی شہادت دی اور اسلام لے آئیں، مگر ابوالعاص مشرک رہا۔ نیز رسول اللہ صلعم نے اپنی ان دو صاحبزادیوں رقیہؓ یا اُم کلثومؓ میں سے کسی ایک کا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے کر دیا تھا جب آپؐ نے اللہ کے حکم سے قریش کو سب سے پہلے اسلام کی دعوت دی اور انہوں نے آپ سے ترک تعلق کیا اور دشمنی اختیار کی انہوں نے منجملہ اور باتوں کے آپس میں یہ بھی کہا کہ تم نے تو پہلے ہی محمدؐ کو بے فکر کر دیا ہے ان کی لڑکیوں کو پھر ان کو واپس دیدیا جائے تاکہ وہ ان کی فکر میں مشغول ہو جائیں۔ اس تجویز کے مطابق ابوالعاص بن الربیع کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو اور قریش کی جس عورت کو پسند کرو ہم اس سے تمہاری شادی کئے دیتے ہیں۔ اُس نے کہا میں ہرگز اس کے لئے تیار نہیں ہوں کہ اپنی اس بیوی کو چھوڑ کر قریش کی کسی اور عورت اس کے بجائے اپنے گھر لاؤں۔ جہاں تک معلوم ہوتا ہے رسول اللہ صلعم اس کی دامادی کی تعریف کیا کرتے تھے۔

ابوالعاص کی گرفتاری

یہاں سے مایوس ہو کر قریش اس بدکردار اور بدکار کے بیٹے عتبہ بن ابی لہب کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ تم محمدؐ کی بیٹی کو طلاق دے دو اور قریش کی جس عورت کو پسند کرو ہم اس سے تمہاری شادی کئے دیتے ہیں اس نے کہا اگر ابان بن سعید بن العاص یا سعید بن العاص کی بیٹی سے میری شادی کردو تو میں اپنی موجودہ بیوی کو طلاق دینے کیلئے آمادہ ہوں۔ قریش نے سعید بن العاص کی بیٹی سے اسکی شادی کر دی۔ اُس نے رسول اللہ صلعم کی صاحبزادی کو طلاق دیدی۔ صرف نکاح ہوا تھا اور دشمن خدا کو ان کے پاس رہنے کا ابتک موقع نہیں ملا تھا اللہ نے ان کو عزت و آبرو کے ساتھ اسکے تعلق سے بچالیا اس کے بعد رسول اللہ صلعم نے عثمانؓ بن عفان سے انکی شادی کردی مکہ میں چونکہ آپکو پوری آزادی اور اقتدار حاصل نہ تھا اس لئے آپ نہ کسی چیز کو حلال قرار دیتے تھے اور نہ حرام، چونکہ زینبؓ کے اسلام لانے کی وجہ سے اگرچہ اسلام نے ان کے اور ان کے شوہر کے درمیان تفریق کر دی تھی۔ مگر عملاً رسول اللہ صلعم ان میں تفریق نہ کر سکے اس لئے باوجود اسلام لے آنے کے وہ اب بھی اپنے مشرک شوہر کے پاس رہیں۔ ہجرت کے بعد جب قریش بدر آئے ان میں ابوالعاص بن الربیع بھی تھا یہ قید ہوا اور اب مدینہ میں رسول اللہ صلعم کے پاس تھا۔

حضرت خدیجہؓ کا ہار

اُم المومنین عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے کارروائی شروع کی۔ رسول اللہ صلعم کی صاحبزادی زینبؓ نے بھی اپنے شوہر کے فدیہ کے لئے کچھ مال بھیجا اس میں وہ ہار بھی تھا جو خدیجہؓ نے ابوالعاص سے ان کی شادی کرتے وقت جہیز میں اُن کو دیا تھا۔ اس ہار کو دیکھ کر رسول اللہ صلعم بہت متاثر ہوئے اور آپؐ نے صحابہ سے فرمایا اگر مناسب سمجھو تو زینبؓ کی

خاطر اس کے اسیر شوہر کو رہا کر دو اور اس کے ہار کو اُسے واپس دے دو۔ سب نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم بخوشی اس کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ ابو العاص کو چھوڑ دیا گیا اور زینبؓ کا ہار ان کو واپس دے دیا گیا۔ مگر اس موقع پر رسول اللہ صلعم نے ابو العاص سے یہ شرط کر لی یا خود اس نے رسول اللہ صلعم سے وعدہ کیا کہ وہ زینبؓ کو آپ کے پاس بھیج دے گا یا خود اس کی رہائی کی یہ شرط تھی کہ وہ ایسا کرے گا مگر بظاہر اس بات کو نہ اس نے کہا اور نہ خود رسول اللہ صلعم نے اس وقت اس کا اظہار کیا مگر ہوا یہی کہ رہا ہو کر جب ابو العاص مکہ روانہ ہوا آپ نے زید بن حارثہ اور ایک دوسرے انصاری کو حکم دیا کہ تم دونوں بطن یا جج جا کر ٹھہرو جب زینبؓ تمہارے پاس سے گزرے تم اس کے ساتھ ہو جانا اور اسی طرح اُسے میرے پاس پہنچانا۔ چنانچہ ارشاد نبوی کے مطابق یہ دونوں اپنے مقام کو چلے گئے۔ یہ واقعہ بدر کے بعد ایک ماہ یا قریب ایک ماہ کا ہے۔ ابو العاص نے مکہ آکر زینبؓ سے کہا کہ تم اپنے باپ کے پاس چلی جاؤ، وہ سفر کی تیاری کرنے لگیں۔

ہند بنت عتبہ کی پیشکش

زینبؓ سے مروی ہے کہ میں مکہ میں اپنے باپؐ کے پاس جانے کی تیاری میں مصروف تھی ہند بنت عتبہ میرے پاس آئی اور اس نے کہا اے محمدؐ کی بیٹی مجھے خبر ملی ہے کہ تم اپنے باپ کے پاس جا رہی ہو میں نے کہا نہیں میرا ارادہ تو نہیں ہے اس نے کہا اے میری چچا زاد بہن تم اس بات کو مجھ سے نہ چھپاؤ اگر تم کو اس سفر میں کسی سامان یا اتنے روپیہ کی جس سے تم اپنے باپ کے پاس پہنچ جاؤ ضرورت ہو تو بلا پس و پیش مجھ سے کہہ دو میں تمہاری حاجت برآری کر دوں گی، مجھ سے تکلف اور شرم نہ کرو۔ عورتوں کے آپس میں تعلقات دوسرے ہیں اور مردوں کے اور ہیں۔ مجھے اس کے قول پر یقین تھا کہ اگر میں کوئی خواہش کروں تو یہ ضرور پورا کرے گی مگر پھر بھی مجھے اس سے ڈر لگا اور میں نے کہہ دیا کہ میرا ایسا ارادہ نہیں ہے اور اپنے سفر کی تیاری کرنے لگی۔

حضرت زینبؓ کی روانگی مدینہ

غرض کہ جب رسول اللہ صلعم کی صاحبزادی سفر کی تیاری مکمل کر چکیں ان کے دیور کنانہ بن الربیع نے اونٹ آگے کیا وہ اس پر سوار ہو گئیں کنانہ نے اپنی کمان اور ترکش لیا اور دن کے وقت ان کے اونٹ کی مہار آگے سے پکڑے ہوئے جب کہ وہ اپنے ہودے میں بیٹھی تھیں مدینہ چلا، تمام قریش میں اس کی خبر پھیل گئی وہ فوراً ان کے تعاقب میں چلے اور ذی طویٰ میں ان کو آ لیا۔ سب سے پہلے ہبار بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبد العزیٰ اور نافع بن عبد القیس الفہری ان کے پاس پہنچے وہ اپنے ہودے میں تھیں۔ ہبار نے اپنے نیزے سے ان کو بالکل دھمکی دی۔ (راویوں کے بیان کے مطابق وہ اس وقت حاملہ تھیں جب مکہ واپس لائی گئیں ان کا حمل

ساقط ہوگیا) ان کا دیور گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا، اس نے تیر نکالے اور کہا کہ میرے قریب نہ آنا ورنہ بخدا میں اس کے جسم میں تیر پیوست کر دوں گا۔ اس کی اس دھمکی سے کوئی اس کے پاس نہ آیا سب الگ رہے پھر ابوسفیان، اجلہ قریش کے ہمراہ اس کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ ذرا اپنے تیر الگ رکھو اور بات کرنے دو اس نے کہا اچھا آؤ۔ ابوسفیان اس کے قریب جا پہنچا اور اس نے کہا کہ یہ تو تم نے کوئی دانائی کی بات نہیں کی کہ تم اس عورت کو تمام لوگوں کے سروں سے علانیہ لئے جا رہے ہو تم تو ہماری مصیبت اور نکبت سے واقف ہو اور جانتے ہو کہ محمدؐ کی وجہ سے ہماری یہ درگت بنی ہے۔ جب تم اس طرح ہمارے سروں پر اس کی بیٹی کو روز روشن میں علانیہ لے جاؤ گے تو تمام لوگ یہی کہیں گے کہ اس مصیبت اور نکبت کی وجہ سے جو ہمیں پڑی ہوئی ہے اب ہم اس ذلت و خواری کو پہنچ گئے ہیں کہ اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ تم کو روک دیں اور ہم اب اس قدر کمزور اور پست حوصلہ ہوگئے ہیں کہ یہ نوبت آگئی ہے، بخدا ہم اسے اس کے باپ کے پاس جانے سے نہیں روکتے اور نہ اس کی روک کسی پورش پر محمول کی جائے ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ تم اس وقت تو ان کو لوٹا لے چلو، پھر جب لوگ اس بات کو بھول جائیں اور یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ ہم اس کو واپس لے آئے اس وقت تم چپکے سے نکل جانا اور اسے اس کے باپ کے پاس پہنچا دینا۔ کنانہ نے یہ بات مان لی اور جب اس کا چرچا مٹ گیا وہ راتوں کے وقت ان کو لے کر چل دیا اور ان کو لا کر زید بن حارثہ اور ان کے رفیق کے سپرد کر دیا۔ یہ دونوں زینبؓ کو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لے آئے۔

ابو العاص کا قبول اسلام

اب ابو العاصؓ مکہ میں رہنے لگا اور زینبؓ مدینہ میں رسول اللہ کے پاس رہنے لگیں۔ کیونکہ اسلام نے دونوں کے درمیان تفریق کر دی تھی فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے ابو العاص تجارت کے لئے شام گیا، چونکہ اس کی دیانت مسلم تھی۔ اس لئے اس سفر میں علاوہ خود اس کے مال کے قریش کے اور لوگوں نے بھی تجارت کے لئے اپنا مال اس کے ساتھ کیا تھا۔ تجارت سے فارغ ہو کر جب وہ حجاز واپس آنے لگا رسول اللہ صلعم کی ایک مہماتی فوج نے اسے آگھیرا اور اس کے تمام مال کو لوٹ لیا البتہ خود وہ بھاگ گیا اور ان کے ہاتھ نہ آیا۔ جب وہ مہم مال غنیمت لے کر مدینہ آگئی ابو العاص رات کے وقت مدینہ آیا اور زینبؓ رسول اللہ صلعم کی صاحبزادی کے پاس آیا اس نے زینبؓ سے پناہ مانگی انہوں نے پناہ دے دی اور وعدہ کیا کہ وہ اس کے مال کو واپس کرا دیں گی۔ صبح کو رسول اللہ صلعم نماز کے لئے برآمد ہوئے، آپؐ نے تکبیر کہی۔ آپ کے ساتھ صحابہؓ نے بھی تکبیر کہی۔ زینبؓ نے عورتوں کی صف سے چلا کر کہا اے صاحبو میں نے ابو العاص کو

پناہ دی ہے۔ نماز کا سلام پھیر کر رسول اللہ صلعم نے صحابہؓ کو مخاطب کرکے کہا صاحبو تم نے سُنا جو میں نے سُنا، انہوں نے کہا جی ہاں، آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اس وقت سے پہلے مجھے اس واقعہ کا قطعی علم نہ تھا کہ ان کے ایک ادنےٰ فرد نے تمام مسلمانوں کی طرف سے پناہ دی ہے۔

آپ نماز سے فارغ ہو کر اپنی صاحبزادی کے پاس آئے اور فرمایا اے میری بچی تم اس کی اچھی طرح مہمان داری کرو۔ مگر اپنے پاس نہ آنے دینا کیونکہ اب تم اس کے لئے حلال نہیں ہو۔ اس کے بعد آپ نے اس مہم کے سرکاروں کو جس نے ابوالعاص کا مال اپنے قبضہ میں کیا تھا بلا بھیجا اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ شخص ہم میں سے ہے تم نے اس کا مال لوٹ لیا ہے اگر احسان کرنا چاہو تو اس کا مال واپس دے دو اور یہ بات ہمیں بھی پسند ہے اور اگر نہیں دینا چاہتے تو کوئی جبر نہیں، وہ اللہ نے تم کو دیا ہے تم ہی اس کے اصلی حقدار ہو، ان سب نے کہا اے رسول اللہؐ ہم بخوشی واپس کرتے ہیں۔ انہوں نے اس کا تمام مال اسے واپس دے دیا معمولی سے معمولی چیز جیسے رسّی، مشکیزہ، برتن یہاں تک کہ پالان کی لکڑی بھی لادی۔ اس طرح سے اس کا تمام مال مل گیا وہ اسے مکّہ لے آیا اور قریش میں سے جس نے اُسے اپنا مال تجارت کے لئے دیا تھا وہ اس نے ایک ایک حبّہ اُسے لاکر پہنچا دیا۔ اس کے بعد اس نے پوچھا اے جماعت قریش تم میں سے اب کوئی ایسا شخص رہ گیا ہے جس کا مال میرے پاس ہو اور وہ اُسے اب تک وصول نہ ہوا ہو انہوں نے کہا نہیں کوئی ایسا نہیں ہے سب کو ان کا مال پہنچ گیا ہے اللہ تم کو اس کی جزائے خیر دے۔ ہم نے تم کو نہایت معتبر اور شریف پایا۔ ابوالعاص نے کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ میں جب رسول اللہ صلعم کے پاس تھا اسی وقت ایمان لے آتا مگر میں ڈرا کہ تم لوگ یہ بدگمانی کرو گے کہ اس طرح میں نے تمہارے مال کھانے کی ترکیب کی ہے۔ جب اللہ نے اُسے تم کو پہنچا دیا اور میں بارِ امانت سے فارغ ہوا اسلام لے آیا۔ اب یہ مکّہ سے چل کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آگئے۔

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ ان کے آنے کے بعد رسول اللہ صلعم نے زینبؓ کو پہلے نکاح کے تحت ابوالعاص کے حوالے کر دیا اس کے بعد چھ سال تک ان کا کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا۔

عمیر اور صفوان میں معاہدہ

عروہ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ واقعہ بدر کی شکست اور ذلت کے تھوڑے ہی دن بعد ایک دن عمیر بن وہب الجمحی، صفوان بن امیہ کے ساتھ حجر میں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ عمیر بن وہب قریش کے شیاطین میں تھا جب رسول اللہ صلعم اور ان کے صحابہؓ مکّہ

میں تھے۔ یہ آپؐ کو اور ان کو بہت ستاتا اور ایذا پہنچاتا تھا۔ اس کا بیٹا وہب بن عمیر بھی بدر میں اسیر ہُوا، اس نے کنویں والوں اور ان کے اس بُری طرح مارے جانے کا ذکر کیا۔ صفوان نے کہا کہ ان کے بعد اب زندگی کا کچھ لطف نہیں، عمیر نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو، بالکل سچ کہتے ہو بخدا اگر میرے اوپر اس قدر قرضہ کا بار نہ ہوتا کہ جس کی ادائی کی کوئی سبیل میرے پاس نہیں ہے اور اپنے ان بال بچوں کی فکر مجھے دامن گیر نہ ہوتی کہ میرے بعد ان کا کیا حشر ہوگا تو میں ابھی محمدؐ کے پاس جاتا اور انہیں قتل کر کے آتا اور اس تک رسائی کا میرے پاس یہ بہانہ بھی ہے کہ میرا بیٹا اس کے پاس قید ہے۔ صفوان بن اُمیہ نے اس کے اس جوش کو غنیمت سمجھا اور کہا کہ تمہارا قرضہ میرے ذمہ میں اسے ادا کروں گا تمہارے عیال کو میں اپنے عیال کے ساتھ اسی طرح ان کی پرورش کروں گا جس طرح اپنوں کی کرتا ہوں۔ اس سے بھی تم اطمینان رکھو جو چیز مجھے میسّر آئے گی وہ ان کو میسّر ہوگی۔ عمیر نے کہا اچھا تو اس بات کو ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا کہ میرے تمہارے درمیان یہ قرارداد ہوئی ہے۔ صفوان نے کہا بہتر ہے۔

عمیر کی روانگی مدینہ

عمیر نے اپنی تلوار تیز کروائی اسے زہر میں بجھایا گیا اور پھر مکّہ سے مدینہ آیا اس وقت عمرؓ بن الخطاب چند مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ سب بدر کے واقعات بیان کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اللہ نے اس فتح سے مسلمانوں کی کیسی عزت افزائی اور ان کے دشمن کی ذلت وخواری کی، اسی وقت ان کی نظر عمیر بن الوہب پر پڑی جس نے اپنے اونٹ کو مسجد کے دروازے پر بٹھایا تھا اور وہ تلوار لیے ہوئے تھا۔ عمرؓ نے کہا دیکھو یہ کتا اللہ کا دشمن عمیر بن الوہب ہے۔ یہ ضرور کسی بُرائی اور شرارت کی نیت سے یہاں آیا ہے، اسی نے بدر کے دن ہمارے درمیان جنگ کرائی اور اپنی قوم کے لئے ہماری تعداد معلوم کرنا چاہی۔ عمرؓ رسول اللہؐ کے پاس گئے اور کہا اے اللہ کے نبی یہ دشمن خدا عمیر بن الوہب تلوار لئے ہوئے آیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اُسے میرے پاس لے آؤ۔ عمرؓ باہر آئے اور انہوں نے عمیر کی تلوار کے پرتلہ کو لے کر اس کی گردن میں لپیٹ دیا اور اپنے ساتھی ہمراہیوں سے کہا کہ تم رسول اللہ صلعم کے پاس جا کر وہیں بیٹھ جاؤ اور اس خبیث کا خیال رکھو کہ کہیں آپ پر حملہ نہ کرے کیونکہ میں اس کی طرف سے مطمئن نہیں ہوں۔

عمیر کا قبول اسلام

اس کے بعد عمرؓ اسے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لے آئے۔ رسول اللہ صلعم کی نظر جب اس پر پڑی عمرؓ اس کے پرتلہ کو تھامے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا عمرؓ اسے چھوڑ دو اور عمیر قریب آؤ، یہ آپؐ کے قریب پہنچا اور اس نے جاہلیت کا سلام صبح بخیر آپ کو کیا

رسول اللہ صلعم نے فرمایا عمیر تمہارے سلام سے بہتر اللہ نے ہمیں ایک سلام بتایا ہے اور وہ جنت والوں کا سلام ہے۔ اس نے کہا جی وہ ابھی حال ہی میں آپ کو بتایا گیا ہے۔ آپ نے پوچھا کیوں آئے ہو اس نے کہا اس قیدی کی خاطر جو آپ کے ہاتھ میں اسیر ہے آپ اسے رہا کر کے مجھ پر احسان کریں۔ آپ نے پوچھا اس تلوار کا کیا مقصد ہے اس نے کہا اللہ ان کا برا کرے ان سے ہمیں کیا مل گیا آپ نے فرمایا سچ کہو تمہارے آنے کا اصلی مقصد کیا ہے اس نے کہا صرف اسی غرض سے آیا ہوں آپ نے فرمایا کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ تم اور صفوان بن امیہ حجر میں بیٹھے ہوئے قریش ان لوگوں کا جو بدر میں مارے گئے اور کنوئیں میں ڈال دیئے گئے ذکر کر رہے تھے اور پھر تم نے کہا کہ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا اور مجھے اپنے عیال کی فکر نہ ہوتی تو میں جاتا اور محمدؐ کو قتل کر کے آتا۔ اس پر صفوان نے تمہارے قرضہ کی ادائی اور تمہارے اہل و عیال کی پرورش اس شرط پر اپنے ذمے لی کہ تم اسکی خاطر مجھے قتل کر دو حالانکہ تم اس بات سے شاید ناواقف ہو کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان حائل ہے تم کسی طرح اپنے منصوبے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

عمیر نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ ہم سے جو خبریں آسمان کی بیان کرتے اور نازل شدہ وحی کو ہم سے بیان کرتے ہم اس کی تکذیب کرتے تھے مگر یہ بات ایسی ہے کہ جو میرے اور صفوان کے علاوہ کسی اور کو معلوم نہ تھی بخدا اب میں جانتا ہوں کہ یہ بات اللہ نے آپ کو بتائی ہے۔ لہٰذا سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے اسلام کی ہدایت کی اور جو مجھے اس نوبت پر لے آیا۔ اس کے بعد اس نے باقاعدہ کلمۂ شہادت پڑھا رسول اللہ صلعم نے صحابہ سے فرمایا کہ اپنے اس بھائی کو دین کی تعلیم دو اسے قرآن پڑھاؤ اور سمجھاؤ اور اس کے قیدی کو اس کی خاطر رہا کر دو۔

حضرت عمیر کی مراجعت مکہ

صحابہؓ نے اس ارشاد کی بجاآوری کی، عمیرؓ نے کہا رسول اللہ میں اللہ کے نور کو بجھانے میں اپنی پوری کوشش صرف کرتا رہا ہوں میں نے مسلمانوں کو بہت تکلیفیں پہنچائی ہیں، اب میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں مکہ جاؤں اور وہاں لوگوں کو اللہ اور اسلام کی دعوت دوں شاید اللہ ان کو راہ راست پر لے آئے اور اگر وہ اسے نہ مانیں تو میں چاہتا ہوں کہ اب ان کو اسی طرح ستاؤں جس طرح میں پہلے مسلمانوں کو ستایا کرتا تھا۔ آپؐ نے ان کو اجازت مرحمت فرمائی وہ مکہ آگئے۔

عمیر بن وہب کے مدینہ روانہ ہو جانے کے بعد صفوان قریش سے کہا کرتا تھا تم کو بشارت ہو کہ عنقریب چند روز میں ایسی خوشخبری ملنے والی ہے کہ تم بدر کے واقعہ کو بھول جاؤ گے جو شتر سوار مدینہ سے آتا یہ اس سے عمیرؓ کو دریافت کرتا یہاں تک کہ ایک شخص نے اس سے بیان کیا کہ وہ تو مسلمان ہو گئے

یہ سن کر صفوان نے کہا کہ اب میں کبھی اس سے بات نہیں کروں گا اور نہ کسی قسم کا نفع پہنچاؤں گا۔
عمیرؓ مکہ آکر قیام پذیر ہوئے اور اب اسلام کی دعوت دینے لگے اور جو اُن کی مخالفت کرتا اُسے بہت سخت سزا دیتے، ان کے ہاتھ پر بہت سے لوگ اسلام لے آئے۔
بدر کے واقعہ کے ختم ہو جانے پر اللہ عزّ و جلّ نے اس کے بیان میں قرآن مجید کی پوری سورۃ انفال نازل فرمائی۔

اسیرانِ بدر کے متعلق صحابہ کی رائے

عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ بدر کے دن فریقین کا مقابلہ ہُوا، اللہ نے مشرکین کو شکست دی ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر اسیر کر لئے گئے۔ پھر اس روز رسول اللہ صلعم نے ابوبکرؓ، علیؓ اور مجھ سے مشورہ کیا۔ ابوبکرؓ نے کہا اے اللہ کے نبیؐ یہ آپ کے ایک جدی، خاندان والے اور عزیز ہیں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ ان سے فدیہ لے لیں تاکہ زرِ فدیہ سے ہماری قوت بڑھے اور پھر شاید اللہ ایسا بھی کرے کہ ان کو اسلام لے آنے کی توفیق دے دے اور پھر اس طرح یہ ہمارے قوت بازو بن جائیں۔ اس کے بعد آپؐ نے مجھ سے کہا ابن الخطاب تمہاری رائے کیا ہے۔ میں نے کہا جناب والا بخدا میری ہرگز وہ رائے نہیں ہے جو ابوبکرؓ کی ہے، میری رائے یہ ہے کہ آپ فلاں شخص کو میرے سپرد کر دیں میں اس کی گردن مارے دیتا ہوں۔ حمزہؓ کے بھائی اُن کے سپرد ہوں تاکہ وہ اسے قتل کر دیں۔ عقیل کو علیؓ کے حوالے کیجئے وہ اس کا کام تمام کریں تاکہ اللہ کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے قلوب میں کفار کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور یہی ان کے بڑے سردار، سرخیل اور پیشوا ہیں۔ مگر رسول اللہ صلعم نے ابوبکرؓ کا مشورہ مانا اور میری بات نہ مانی اور فدیہ قبول کیا۔

زرِ فدیہ قبول کرنے پر پشیمانی

دوسرے دن میں آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا، میں نے دیکھا کہ رسول اللہؐ اور ابوبکرؓ بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسولؐ مجھے تو بتائیے کہ آپ دونوں کیوں رو رہے ہیں اگر کوئی رونے کی بات ہے میں بھی رونے لگوں گا اور اگر کوئی ایسی بات نہ ہوگی تو بھی آپ دونوں صاحبوں کے گریہ کی خاطر خود بھی روؤں گا۔ آپ نے فرمایا فدیہ قبول کرنے کی وجہ سے مجھے بتایا گیا ہے کہ تم سب پر بہت ہی قریب عذاب نازل ہوگا اور وہ اس قدر قریب ہے جیسے کہ یہ درخت، آپ نے اشارے سے ایک درخت کو بتایا جو بالکل قریب تھا، اسی موقع پر اللہ عزّ و جلّ نے یہ آیات نازل فرمائیں ما کان لنبیٍّ ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض اپنے قول فیما اخذتم عذابٌ عظیم اس کے بعد اللہ نے مالِ غنیمت کو مسلمانوں

کے لئے حلال کیا ہے چنانچہ دوسرے ہی سال اُحد میں ان کو اپنے کئے کی سزا مل گئی۔ ستر صحابہ شہید اور ستر اسیر ہوئے۔ دشمن نے آپ کی جھونپڑی کو توڑ پھوڑ ڈالا اور آپ کے سر کے خود کو ریزہ ریزہ کر دیا کہ آپ کے چہرے پر خون بہنے لگا۔ نبی صلعم کے صحابہ میدان سے فرار ہو کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیھا قلتم انی ھذا اپنے قول ان اللہ علی کل شیئ قدیر تک نازل فرمائی۔ نیز یہ دوسری آیت اذ تصعدون ولا تلوون علی احد والرسول یدعوکم فی اخراکم اپنے قول من بعد الغم امنۃ تک نازل فرمائی۔

حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کی رائے

عبداللہؓ سے مروی ہے کہ بدر کے دن جب قیدی آپؐ کی خدمت میں پیش کئے گئے، آپؐ نے صحابہ سے پوچھا کہ ان کے ساتھ کیا کیا جائے۔ ابوبکرؓ نے کہا یہ آپ کے ہم قوم اور اہل خاندان ہیں آپ ان کی جاں بخشی فرمائیں اور مہلت دیں شاید ان پر اللہ مہربان ہو جائے اور یہ اسلام لے آئیں۔ عمرؓ نے کہا اے رسول اللہ صلعم انہوں نے آپ کو جھٹلایا ہے اور آپ کو اپنے گھر سے نکالا ہے آپ ان سب کو قتل کر دیں۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا آپ ان کے لئے ایک ایسی وادی تلاش کریں جہاں ایندھن وافر ہو پھر ان سب کو اس میں ڈال کر آگ لگا دیں۔ اس پر عباسؓ نے کہا تم نے تو بالکل ہی قاتمہ کر دیا رسول اللہ صلعم خاموش رہے آپ نے کسی کو جواب نہیں دیا اندر چلے گئے لوگ کہنے لگے کہ آپ ابوبکرؓ کی رائے پر عمل کریں گے۔ دوسروں نے کہا عمرؓ کی رائے پر عمل کریں گے۔ بعض نے کہا عبداللہؓ بن رواحہ کے مشورہ کو قبول کریں گے۔ اب آپ پھر برآمد ہو کر صحابہؓ کے پاس آئے اور فرمایا۔ اس معاملہ میں اللہ عزوجل نے بعض لوگوں کے دل اس قدر نرم کر دیئے ہیں جیسے دودھ اور بعض کے دل اس قدر سخت کر دیئے ہیں جیسے پتھر۔ ابوبکرؓ تمہاری مثال ابراہیم کی ہے جنہوں نے کہا من تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم (ترجمہ: جس نے میرا ساتھ دیا وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری بات نہ مانی تو تو معاف کر دینے والا مہربان ہے) اور تمہاری مثال عیسیٰ کی ہے جس نے کہا ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم ترجمہ: "اگر تو ان کو سزا دے تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو بیشک تو غالب اور دانا ہے) اور اے عمرؓ تمہاری مثال نوحؑ کی ہے جنہوں نے کہا: رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا۔ اے میرے رب تو روئے زمین پر کسی کافر کی بستی کو

باقی نہ رکھ) اور تمہاری مثال موسیٰؑ کی ہے جنہوں نے کہا ربنا اطمس علیٰ اموالھم واشدد علیٰ قلوبھم فلا یومنوا حتیٰ یروا العذاب الالیم (ترجمہ:- اے میرے پروردگار تو ان کی املاک کو بالکل برباد کر دے، ان کے قلوب کو خوف سے جکڑ دے یہ جب تک دردناک عذاب نہ دیکھیں گے ایمان نہیں لائیں گے)۔

حضرت محمدؐ کا فیصلہ

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا آج کل تم غریب ہو بغیر فدیہ کے کسی کو رہا نہ کیا جائے اور جو فدیہ نہ دے سکے اسے قتل کر دیا جائے۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا سوائے سہیل بن بیضاء کے کیونکہ میں نے خود اسے اسلام کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے رسول اللہ صلعم خاموش ہو گئے۔ آپؐ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں آپؐ کے اس سکوت سے میں اس قدر خوفزدہ ہوا کہ میں سمجھتا تھا کہ آسمان سے مجھ پر پتھر گرنے والے ہیں البتہ جب رسول اللہ صلعم نے فرمایا سوائے سہیل بن بیضاء کے، مجھے اطمینان ہوا۔ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات ما کان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتیٰ یثخن فی الارض تینوں آیات کے آخر تک نازل فرمائیں (ترجمہ:- کسی نبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ جب تک وہ زمین میں خون نہ بہا دے قیدیوں پر قبضہ کرے)۔

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلعم فرمانے لگے کہ اگر ہم پر آسمانی عذاب نازل ہو تو ہم میں سے سوائے سعدؓ بن معاذ کے اور کوئی اس سے محفوظ نہ رہے کیونکہ سعد نے مجھ سے کہا تھا کہ میں لوگوں کو زندہ گرفتار کرنے سے ان کو دل کھول کر قتل کرنے کو پسند کرتا ہوں۔

شہیدوں کی تعداد

ابوجعفر کے بیان کے مطابق واقعہ بدر میں تراسی[۸۳] مہاجر تھے جن کا اجر اور حصہ رسول اللہ صلعم نے مقرر کیا۔ اسی طرح قبیلہ اوس کے اکسٹھ[۶۱] آدمی تھے جن کو حصہ ملا اور اجر ملا؛ اور خزرج کے ایک سو ستر[۱۷۰] آدمی تھے۔ مسلمانوں میں سے کل چودہ آدمی شہید ہوئے، ان میں چھ مہاجر اور آٹھ انصاری تھے۔ واقدی کے بیان کے مطابق مشرکین کی تعداد نو سو پچاس تھی۔ ان میں سو شہسوار تھے۔

حضرت عمیرؓ کی شہادت

واقدی کے بیان کے مطابق اس روز رسول اللہ صلعم نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو کمسن سمجھ کر جنگ سے واپس کر دیا تھا۔ ان میں عبداللہ بن عمرؓ، رافع بن خاریجؓ، براءؓ بن عازب، زید بن ثابت، اُسید بن ظہیر اور عمیرؓ بن ابی وقاص تھے

نکروا پس کرنے کے بعد پھر آپ نے عمیرؓ کو جنگ میں شرکت کی اجازت دے دی اور وہ اس روز شہید ہو گئے۔

بدر جانے سے پہلے رسول اللہ صلعم نے طلحہؓ بن عبید اللہ اور سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نوفل کو شام کے راستے پر بھیج دیا تھا کہ وہ تجارتی قافلہ کی خبریں حاصل کریں۔ یہ پھر مدینہ پلٹے اور جنگ بدر کے دن مدینہ پہنچے۔ جب رسول اللہ صلعم بدر سے مدینہ واپس آنے لگے، ان دونوں نے تربان میں آپ کا استقبال کیا۔

جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابہؓ

واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلعم تین سو پانچ صحابہؓ کے ہمراہ مدینہ سے نکلے تھے ان میں چوہتر مہاجرین اور باقی تمام انصاری تھے۔ ان کے علاوہ آپ نے اور آٹھ آدمیوں کے حصے اور اجر اس لڑائی میں لگائے ان میں تین مہاجر تھے، ان میں ایک عثمانؓ بن عفان تھے جو آپ کی صاحبزادی کی علالت کی وجہ سے جس سے ان کا انتقال ہو گیا مدینہ رہ گئے تھے۔ دوسرے دو طلحہؓ بن عبید اللہ اور سعید بن زید تھے جن کو رسول اللہ صلعم نے قریش کے تجارتی قافلہ کی خبریں معلوم کرنے کے لئے شام کے راستے پر بھیجا تھا اور پانچ انصاری تھے۔ ابو السایر بشیرؓ بن عبد المنذر جن کو آپؐ مدینہ پر اپنا نائب مقرر کر آئے تھے عاصم بن عدی بن العجلان جن کو آپؐ نے اہل العالیہ پر اپنا نائب بنایا تھا۔ حارثؓ بن حاطب جن کو آپ نے روحاء سے بنی عمرو بن عوف کی طرف ان کے متعلق کسی بات کی اطلاع ہونے پر بھیج دیا تھا۔ حارثؓ بن الصمہ جو روحاء میں علالت کی وجہ سے ناکارہ ہو گئے۔ یہ بنی مالک بن النجار سے تھے اور خوارث بن جبیر یہ بھی ناکارہ ہو گئے تھے اور یہ بنی عمرو بن عوف سے تھے۔ اس مہم میں آپ کے ساتھ ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے۔ ایک گھوڑا مقداد بن عمرو اور دوسرا مرثد بن ابی مرثد کا تھا۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں رسول اللہ صلعم مشرکین کے پیچھے تلوار نکالے ہوئے یہ آیت پڑھتے ہوئے دیکھے گئے سیھزم الجمع ویولون الدبر (ترجمہ:۔ بہت جلد یہ جماعت شکست کھائے گی اور وہ پیٹھ موڑ دیں گے) اسی جنگ میں آپ کو منبہ بن الحجاج کی تلوار ذوالفقار غنیمت میں ملی۔ نیز ابو جہل کا مہری اونٹ جس سے وہ نسل کشی اور جنگ کا کام لیتا تھا غنیمت میں ملا۔

یہودیوں کا حسد

ابو جعفر کہتے ہیں کہ بدر سے واپس آکر آپ مدینہ میں قیام پذیر ہوئے جب ہجرت کر کے آپ مدینہ آئے تھے آپ نے یہودیوں سے اس شرط پر کہ

وہ آپ کے برخلاف کسی کی اعانت نہیں کریں گے اور اگر کوئی دشمن آپ پر چڑھائی کرے گا تو وہ آپ کی نصرت کریں گے، معاہدۂ صلح کیا تھا مگر جب آپ نے بدر میں قریش کے اس قدر مشرکین کو قتل کیا یہودیوں نے اپنے حسد اور رنج کا اظہار کیا اور کہنے لگے کہ محمدؐ کو اچھے لڑنے والوں سے سابقہ نہیں ہوا۔ اگر ہم سے مقابلہ ہوتا تو ان کو معلوم ہوتا۔ نیز انہوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی۔

یہود مدینہ

غزوۂ بنی قینقاع

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بنی قینقاع کو ان کے بازار میں جمع کر کے کہا اے یہود! اللہ عزوجل سے ڈرو کہ کہیں وہ تم کو بھی ایسی سزا نہ دے جیسی کہ اس نے قریش کو دی ہے تم اسلام لاؤ۔ تم جانتے ہو کہ میں نبی مرسل ہوں جس کا ذکر خود تمہاری کتابوں میں اور اس میثاق میں ہے جو اللہ نے تم سے لیا تھا۔ یہود نے کہا اے محمدؐ تم ہم کو بھی اپنی قوم ایسا سمجھتے ہو تم ایسے لوگوں کے مقابلہ میں جو لڑائی سے بالکل واقف نہ تھے کہ تم نے موقع پا کر ان کو زیر کر لیا، اپنی کامیابی سے دھوکہ میں نہ پڑو۔ بخدا اگر تم ہم سے لڑے تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم مرد اہل نبرد ہیں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مذکور ہے کہ بنی قینقاع پہلے یہود ہیں جنہوں نے اس معاہدہ کی جو ان کے اور رسول اللہ صلعم کے درمیان طے پایا تھا خلاف ورزی کی اور ان کی آپؐ سے بدر اور اُحد کے درمیان جنگ ہوئی۔

بنو قینقاع کا محاصرہ

زہری کہتے ہیں کہ یہ غزوہ شوال ۲ ہجری میں ہوا۔ جب حضرت جبرئیل نے یہ آیت "واما تخافن من قوم خیانۃ فانبذ الیھم علی سواء۔" (ترجمہ:۔ اگر تم کو کسی قوم کی خیانت کا اندیشہ ہو تو تم بھی ان کے ساتھ وہی کرو) رسول اللہ پر نازل فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے بنی قینقاع سے اس بات کا اندیشہ ہے۔ عروہ کہتے ہیں کہ اس آیت کی وجہ سے رسول اللہ اُن کی طرف چلے۔ عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ آپؐ نے پندرہ شب ان کا محاصرہ رکھا۔ اس اثنا میں ان کا کوئی آدمی مقابلہ پر برآمد نہیں ہوا۔ پھر انہوں نے رسول اللہ صلعم کے حکم پر ہتھیار رکھ دیئے اور اپنے کو اُن کے حوالے کر دیا۔ ان سب کی مشکیں

باندھ لی گئیں۔ آپؐ ان سب کو قتل کر دینا چاہتے تھے مگر عبداللہ بن ابی نے آپ سے ان کی سفارش کی۔

عبداللہ بن ابی کی سفارش

عاصم بن عمر و بن قتادہ کے پہلے سلسلۂ بیان کے مطابق رسول اللہ صلعم نے ان کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ انہوں نے اپنے کو آپ کے فیصلہ پر حوالے کر دیا۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے جب وہ آپ کے قبضہ میں آ گئے آپ سے کہا کہ اے محمدؐ آپ ان موالیوں پر احسان کریں یہ لوگ خزرج کے حلیف تھے۔ جب دیر تک رسول اللہ صلعم نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا تو اس نے کہا اے محمدؐ آپ میرے موالیوں پر احسان کریں۔ اس پر آپؐ نے منہ پھیر لیا۔ اس نے آپ کا گریبان پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور اس کی اس حرکت پر آپ کو اس قدر غصہ آ گیا کہ آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور دوبارہ آپ نے فرمایا کہ میرا گریبان چھوڑ دے۔ مگر اس نے کہا کہ بخدا میں اسے ہرگز اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ آپ میرے موالیوں پر احسان نہ کر دیں گے اور ان کی جاں بخشی نہ فرما دیں گے۔ ان میں چار سو غیر مسلح اور تین سو زرہ پوش ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ حبشیوں اور ایرانیوں سے مجھے بچایا ہے۔ آپ ان کو ایک وقت میں کاٹے ڈالتے ہیں، مجھے اندیشہ ہے کہ خود آپ پر مصائب نہ آئیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اچھا میں نے ان کو تمہاری خاطر چھوڑا۔

بنو قینقاع کی جلا وطنی

اسی بیان کے سلسلہ میں یہ بات بھی مروی ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اچھا ان کو چھوڑ دو۔ ان پر اور اس پر جو ان کے ساتھ ہے اللہ کی لعنت ہو۔ پھر آپ نے ان کو جلا وطن کر دیا اور ان کی املاک کو بطور غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا یہ زمیندار نہ تھے صرف کاشت کار تھے آپ کو ان کے پاس سے اسلحہ اور آلات کشاورزی کی ایک بڑی مقدار ہاتھ لگی۔ عبادہؓ بن الصامت اس کام پر مقرر کئے گئے کہ وہ ان کو بال بچوں سمیت مدینہ سے خارج البلد کر آئیں۔ چنانچہ یہ ان کو لے کر نکلے اور ذباب پہنچے اور وہ کہتے جاتے تھے کہ انتہائی شرافت ابھی اور دور ہے اور دور ہے۔ اس غزوہ کے موقع پر رسول اللہ صلعم نے ابو لبابہؓ بن عبدالمنذر کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

مال غنیمت کا پہلا خمس

ابو جعفر نے کہا ہے کہ اسی غزوہ میں اسلام میں پہلا خمس نکالا گیا۔ اس موقع پر آپ نے اپنا خاص حصہ لیا، خمس لیا اور عام حصہ لیا بقیہ چار حصوں کو صحابہ میں تقسیم کر دیا۔ یہ پہلا خمس ہے جو رسول اللہ صلعم نے لیا ہے۔ اس غزوہ میں آپ کا علم سفید حمزہؓ بن عبدالمطلب کے پاس تھا اور کوئی اور نشان نہ تھے۔ آپ مدینہ واپس آئے

عید قربان آ گئی۔ آپ نے اور خوش حال صحابہؓ نے ذوالحج کی دسویں تاریخ کو قربانی کی، آپ صحابہ کے ساتھ عیدگاہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے عید کی پہلی نماز پڑھائی۔ عید کی یہ پہلی نماز ہے جو آپ نے مدینہ میں صحابہؓ کو پڑھائی اور وہیں عیدگاہ میں آپ نے اپنے ہاتھ سے دو بکریاں یا جیساکہ بیان کیا گیا ہے ایک بکری ذبح کی۔

پہلی قربانی

جابرؓ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ غزوہ بنی قینقاع سے واپس آ کر ہم نے ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح میں قربانی کی۔ یہ پہلی قربانی تھی جو مسلمانوں کے سامنے ہوئی۔ ہم نے بنی سلمہ میں قربانی کی تھی ہم نے قربانیوں کو شمار کیا۔ اس مقام پر سترہ قربانیاں اس روز شمار کی گئیں۔

ابن اسحٰق نے رسول اللہ صلعم کے اس غزوہ کا کوئی خاص وقت نہیں بتایا ہے صرف یہ کہا ہے کہ یہ غزوۃ السویق اور اس مہم کے درمیان میں ہوا جس میں کہ رسول اللہ صلعم مدینہ سے قریش سے لڑنے کے ارادے روانہ ہوئے اور آپ بنی سلیم اور بحران جو حجاز میں ایک کان ہے فرع کی سمت پہنچے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ بدر کے پہلے غزوہ اور بنی قینقاع کے غزوہ کے درمیان تین غزوات ہوئے اور مہمیں بھیجی گئی تھیں ۹ صفر ۳ھ ہجری کو رسول اللہ صلعم نے بدر سے واپس آ کر ان سے جہاد فرمایا آپ بدر سے بدھ کے دن جبکہ ماہ رمضان کے ختم ہونے میں آٹھ راتیں باقی تھیں مدینہ واپس آئے، بقیہ رمضان آپ نے وہیں بسر کیا پھر جب آپ کو معلوم ہوا کہ بنی سلیم اور غطفان فساد کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ آپ ان سے لڑنے کے لئے قرقرۃ الکدر تشریف لے گئے۔ آپ غرۂ شوال ۳ھ ہجری جمعہ کے دن آفتاب کے بلند ہو جانے کے بعد اس غزوہ کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے۔

ابن اسحٰق کی روایت

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ بدر سے فارغ ہو کر آپ آخر رمضان یا شروع شوال میں مدینہ آ گئے، صرف سات راتیں آپ نے مدینہ میں بسر کیں پھر آپ خود بنی سلیم سے لڑنے چلے۔ آپ ان کے ایک چشمہ آب کدر نام پر آئے یہاں آپ نے تین شب قیام کیا اور بغیر کسی لڑائی بھڑائی کے مدینہ واپس آ گئے۔ بقیہ شوال اور ذوالقعدہ آپ نے مدینہ میں اطمینان سے بسر کئے اسی اثنا میں آپ نے قریش کے بیشتر قیدیوں کو زر فدیہ لے کر رہا کر دیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ غزوۂ کدر کے لئے آپ محرم ۳ھ ہجری میں تشریف لے گئے تھے۔ اس موقع پر علیؓ بن ابی طالب آپ کے علمبردار تھے اور آپ نے ابن ام مکتوم المعیصی کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

یہ بھی مروی ہے کہ نبی صلعم غزوۂ کدر سے مدینہ آئے اور اپنے ساتھ مویشی ہنکاتے لائے

اس غزوہ میں کوئی مقابلہ اور مجادلہ نہیں ہوا۔ آپ ۱۰ شوال کو مدینہ واپس آئے۔ ۱۱ شوال کو آپ نے غالب بن عبداللہ اللیثی کو ایک مہماتی فوج کے ساتھ بنی سلیم اور غطفان کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اس جماعت نے ان کے بہت سے آدمی قتل کئے اور ان کے اونٹ پکڑ لائے، یہ لوگ مال غنیمت کے ساتھ سنیچر کے دن جبکہ شوال کے ختم ہونے میں چودہ راتیں باقی تھیں مدینہ آگئے اس غزوہ میں تین مسلمان شہید ہوئے۔ ذی الحجہ تک رسول اللہ صلعم مدینہ میں قیام فرما رہے پھر آپ اتوار کے دن جبکہ ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں سات راتیں رہ گئی تھیں غزوۃ السویق کے لئے برآمد ہوئے۔

غزوۃ السویق

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ غزوۃ الکُدر سے مدینہ واپس آکر آپ نے ۳ہجری کا بقیہ شوال اور ذوالقعدہ مدینہ میں بسر فرمایا اور ذی الحجہ میں آپ غزوۃ السویق کے لئے ابوسفیان کے مقابلہ پر مدینہ سے چلے۔ اس سال مشرکین کے زیر اہتمام حج ہوا۔

ابوسفیان کی نذر

عبداللہ بن کعب بن مالک سے جو انصار کے سب سے بڑے عالم تھے مروی ہے کہ جب ابوسفیان مکہ واپس آیا اور قریش کی شکست خوردہ جماعت بدر سے مکہ پہنچی اس نے نذر مانی کہ جب تک میں محمدؐ سے نہ لڑلوں گا کبھی غسل جنابت تک نہیں کروں گا۔ وہ اپنی اس قسم کو پورا کرنے قریش کے دو سو شتر سواروں کے ساتھ مدینہ کی طرف بڑھا اس نے نجدیہ راہ اختیار کی وہ قنات کی چڑھائی پر کوہ تیت پر جو مدینہ سے ایک منزل یا اس کے قریب مسافت پر واقع ہے آکر فروکش ہوا اور پھر رات میں وہاں سے چل کر رات ہی میں بنو نضیر کے یہاں آیا، حیی بن اخطب کے گھر جاکر دستک دی مگر اس نے دروازہ نہ کھولا اور ڈرا کہ معلوم نہیں کہ یہ کون ہو، وہاں سے پلٹ کر وہ سلام بن مشکم کے گھر گیا جو اس عہد میں بنو النضیر کا رئیس اور ان کا خزانچی تھا۔ ابوسفیان نے اس سے ملنے کی اجازت مانگی اس نے اسے اپنے پاس بلایا، کھانا کھلایا، شراب پلائی۔ ابوسفیان نے اس سے اپنے آنے کا مقصد بطور راز کے بیان کیا اور پھر آخر شب میں وہاں سے پلٹ کر اپنے آدمیوں کے پاس آیا۔

ابوسفیان کا حملہ اور فرار

اب اس نے قریش کے چند آدمی مدینہ کی سمت روانہ کئے یہ اس کی ایک سمت میں جسے عریض کہتے ہیں آئے اور وہاں کے کھجور کے پودوں میں آگ لگادی نیز ایک انصاری اور ایک ان کا حلیف جو اپنی کاشت میں موجود تھے وہ ان کے ہاتھ چڑھ گئے انہوں نے ان دونوں کو قتل کردیا اور پھر پلٹ گئے اب تمام لوگ ان سے چوکنے ہوگئے اور ان کی خبر پھیل گئی۔ رسول اللہ صلعم خود ان کے تعاقب اور تلاش میں مدینہ سے چل کر قرقرۃ الکُدر تک آئے مگر چونکہ ابوسفیان

اور اس کی جماعت آپ کی دسترس سے نکل چکی تھی، آپ وہاں سے پلٹ آئے، وہ بھاگتے وقت اپنا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے اپنے زادِ راہ میں سے بہت سا حصہ کھیتوں میں پھینک گئے تھے۔ جب رسول اللہ صلعم مسلمانوں کو لے کر پلٹے تو انہوں نے آپ سے کہا کیا آپ اسے بھی ہمارے لئے غزوہ بنانا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، ہاں۔

ابوسفیان کے اشعار

جب ابوسفیان مکہ سے مدینہ پر چڑھائی کر رہا تھا اس نے یہ چند شعر قریش کو جنگ پر برانگیختہ کرنے کے لئے کہے تھے:

کروا علی یثرب وجمعهم　　فان ما جمعوا لکم نفل

(ترجمہ) یثرب اور مسلمانوں کی جماعت پر پیشقدمی کرو کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جو کچھ انہوں نے جمع کیا ہے وہ تم کو مل جائے گا۔

ان یك یوم القلیب کان لهم　　فان ما بعده لکم دُوَلُ

(ترجمہ) اگر بدر میں ان کو کامیابی ہوئی تو اب آئندہ تم کو کامیابی ہوگی۔

آلیتُ ان لا اقرب النساء ولا　　یَمَسُّ راسی وجلدی الغُسلُ

(ترجمہ) میں نے قسم کھائی ہے کہ نہ میں عورتوں کے پاس جاؤں گا اور نہ اب نہاؤں گا۔

حتیٰ تبیروا قبائل الاوس　　والخزرج ان الفواد مشتعل

(ترجمہ) جبتک کہ تم قبائل اوس اور خزرج کو فنا نہ کردو گے اور میرا دل آتش انتقام سے شعلہ زن ہے۔

حضرت کعب بن مالک کے اشعار

اس کے جواب میں کعب بن مالکؓ نے یہ شعر کہے:-

تلهف اُمّ المسبحین علی　　جیشِ ابن حربٍ بالحرة الفَشِلِ

اذ یطرح الرجالُ من شیمهم　　الطیر ترقی القنة الجبل

جاؤوا الجمع لو قیس مبرکهُ　　ما کان اِلّا کمفحص الدُّوَلِ

عاد من النصر والثروا ومن　　ابطال اهل البطحاء والاسل

(ترجمہ) موت ابن حرب کے لشکر پر سنگلاخ میدان میں نوحہ کر رہی ہے جبکہ مرد وہاں مقتول پڑے تھے اور ان کو سونگھ کر مردار خوار پرندے پہاڑ کی چوٹی پر جا کر بیٹھ رہے تھے، اگرچہ وہ اتنی بڑی جماعت کے ساتھ آئے تھے کہ ان کا پڑاؤ انسانوں اور جانوروں کی کثرت سے ایسا منقش ہوگیا تھا جیسے کہ وہاں رسیاں بٹی گئی ہوں مگر یہ جماعت اللہ کی نصرت اور مدد سے محروم تھی اور اس میں بطحا اور اسل کے دلاور بھی تھے

واقدی کہتے ہیں کہ غزوۃ السویق ذوالقعدہ ۳؁ہجری میں ہُوا اور رسول اللہ صلعم دو سو مہاجرین اور انصار کے ساتھ اس مہم پر گئے تھے۔ اس کے بعد واقدی نے ابوسفیان کا وہی واقعہ بیان کیا ہے جو ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے البتہ انہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ خود ابوسفیان اپنے ایک اجیر ساتھی معبد بن عمروؓ کے ساتھ عریض آیا اور اس نے ان دونوں مسلمانوں کو قتل کر کے وہاں جو کچھ گھر تھے ان کو اور خشک گھاس کو جلا دیا اور اس نے خیال کیا کہ اس کی قسم پوری ہو گئی، اس کی اطلاع فوراً رسول اللہ صلعم کو ہوئی آپ فوراً صحابہ کو لے کر اس کے تعاقب میں دوڑے مگر وہ آپ کی دسترس سے نکل گیا اور ہاتھ نہ آسکا۔ چونکہ اپنا بوجھ کم کرنے کے لئے ابوسفیان اور اس کی جماعت آٹے کے تھیلے پھینکتی جاتی تھی اور یہی ان کا اصل زادِ راہ تھا، اس وجہ سے اس غزوہ کا نام غزوۃ السویق ہُوا۔

اس موقع پر واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلعم نے ابو لبابہؓ بن عبدالمنذر کو مدینہ پر اپنا نائب بنایا تھا۔

حضرت حسنؓ کی پیدائش

اس سال یعنی ۳؁ہجری کے ماہ ذی الحج میں عثمانؓ بن مظعون کا انتقال ہُوا، رسول اللہ صلعم نے ان کو بقیع میں دفن کیا اور ان کے سرہانے علامت کے لئے ایک پتھر نصب کر دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب پیدا ہوئے۔ مگر واقدی نے اس کے متعلق جو روایت ابوجعفر سے نقل کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے بائیسویں ماہ علیؓ کی فاطمہؓ سے شادی ہوئی ہے۔ اس لئے ابوجعفر الطبری کہتے ہیں کہ اگر یہ بیان درست ہے تو پہلا بیان غلط ہُوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال رسول اللہ صلعم نے خون بہا لکھے اور یہ تحریر آپ کی تلوار میں لگی ہوئی تھی۔

باب ۷
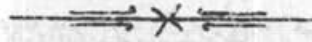
جنگ اُحد ۳ھ

غزوہ ذی امر

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ غزوۃ السویق سے واپس آکر آپ نے بقیہ ذی الحجہ اور محرم کا پورا ماہ یا تقریباً پورا ماہ مدینہ میں بسر کیا پھر آپ نے غطفان کے مقابلہ میں نجد پر چڑھائی کی اس کو غزوہ ذی امر کہتے ہیں۔ صفر کا پورا ماہ یا اس کے قریب آپ نے نجد میں قیام کیا پھر آپ مدینہ واپس آگئے مگر کوئی مقابلہ یا مجادلہ نہیں ہوا۔ پھر ربیع الاوّل کامل یا کچھ ہی کم آپ نے مدینہ میں بسر فرمایا، پھر آپ قریش اور بنی سُلیم کے مقابلہ کے ارادے سے روانہ ہوئے اور فرع کی سمت سے بحران آئے جو حجاز میں ایک کان ہے ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ آپ نے اس مقام میں قیام کیا، کوئی لڑائی یا آویزش نہیں ہوئے، پھر آپ مدینہ آگئے۔

کعب بن الاشرف

ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس سال آپ نے کعب بن الاشرف کے مقابلہ پر ایک مہم بھیجی۔ واقدی کے بیان کے مطابق یہ مہم اسی سال کے ربیع الاول میں بھیجی گئی اس کا واقعہ یہ ہے کہ بدر کے بعد جب آپ نے زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ کو بشارت فتح دینے کے لئے مدینہ کے بالائی سطح کے باشندوں کے پاس بھیجا اور انہوں نے بدر کا سارا واقعہ بیان کیا کہ فلاں فلاں مشرک قتل کیے گئے۔ کعب بن الاشرف کو جو قبیلہ طے کے خاندان بنی نبہان سے تھا اور جس کی ماں بنی النضیر سے تھی، جب اس واقعہ کی خبر پہنچی اس نے لوگوں سے کہا کیا تم اس بیان کو سچ سمجھتے ہو جیسا کہ یہ دونوں بیان کر رہے ہیں کہ محمدؐ نے فلاں فلاں اشخاص کو جو عرب کے اشراف اور روسا تھے قتل کر دیا ہے اگر واقعی ایسا ہی ہوا ہے تو اب زندگی سے موت بہتر ہے چنانچہ جب اس دشمن خدا کو اس خبر کا یقین آگیا وہ اپنی جگہ سے چل کر مکہ آیا اور مطلب بن ابی وداعہ بن ضبیرۃ السہمی کے پاس مہمان ٹھہرا، عاتکہ بنت اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس اس کی بیوی تھی

اس نے اسے بڑی عزت اور اکرام سے اپنے ہاں ٹھہرایا، اس نے رسول اللہ صلعم کے خلاف لوگوں کو جوش دلانا شروع کیا وہ اشعار سناتا تھا اور مقتولین بدر پہ توحہ کرتا تھا، پھر مدینہ آ گیا اور یہاں اس نے اُم الفضل بنت الحارث پر عاشقانہ شعر کہے، اس کے بعد اس نے کسی اور مسلمان عورت کی تعریف میں عاشقانہ شعر کہے جس سے مسلمانوں کو سخت تکلیف ہوئی۔ اس پر رسول اللہ صلعم نے صحابہؓ سے کہا کوئی ہے جو اس کا خاتمہ کردے۔ بنی عبد الاشہل کے محمد بن مسلمہ نے کہا اے رسول اللہ صلعم میں اس کا کفیل ہوتا ہوں، میں اسے قتل کر دوں گا، آپ نے فرمایا اچھا اگر ہو سکے تو اسے قتل کر دینا۔

ابو نائلہ کی پیشکش

محمد بن مسلمہ اپنے گھر آئے۔ تین دن تک انہوں نے سوائے سد رمق کے نہ کھایا نہ پیا۔ یہ بات رسول اللہ صلعم سے بیان کی گئی، آپ نے ان کو بلا کر اس کی وجہ دریافت کی، انہوں نے کہا رسول اللہ میں نے ایسی بات کہہ دی کہ میں نہیں سمجھتا کہ اسے پورا کر سکوں گا یا نہیں آپ نے فرمایا تم کو اس کی کوشش تو کرنا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ اب مجھے عرض کرنا ہی پڑا آپ نے فرمایا خوشی سے کہو کیا بات ہے تم کو اس کی اجازت ہے، اب اس کے قتل پر محمد بن مسلمہ، سلکان بن سلامہ بن وقش متعلقہ بنی عبد الاشہل، اور اسی خاندان کے حارث بن اوس بن معاذ اور بنی حارثہ کے ابو عبس بن جبر تیار ہوئے۔ اس جماعت نے خود جانے سے پہلے ابو نائلہ سلکان بن سلامہ کو ابن الاشرف کے پاس بھیجا، انہوں نے تھوڑی دیر اس سے باتیں کیں۔ ابو نائلہ شعر بھی کہتے تھے دونوں نے ایک دوسرے کو اپنے شعر سنائے پھر ابو نائلہ نے اس سے کہا میں تمہارے پاس ایک ضرورت لیکر آیا ہوں اگر کسی سے بیان نہ کرو تو کہوں۔ اس نے کہا میں کسی سے نہ کہوں گا ابو نائلہ نے کہا اس شخص کا آنا ہمارے لئے مصیبت ثابت ہوا ہے، تمام عرب ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور دشمنی پہ آمادہ ہیں۔ تمام راہیں ہمارے لئے مسدود کر دی گئی ہیں جس سے ہمارے اہل و عیال سخت مصیبت اور تنگی میں ہیں اور اب ہم سب بھوکوں مر رہے ہیں۔ کعب نے کہا میں ابن الاشرف ہوں اے ابن سلامہ میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اس کا حشر یہ ہونے والا ہے جو میں کہتا ہوں۔ سلکان نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم ہمارے ہاتھ سامان خوراک فروخت کردو اور میں تمہارے پاس رہن ہونے کے لئے آمادہ ہوں مگر اس معاملہ میں تم ہمارے ساتھ احسان بھی کرو۔ ابن الاشرف نے کہا تم اپنے بیٹے بطور رہن مجھے دے دو سلکان نے کہا تم مجھے ذلیل و رسوا کرنا چاہتے ہو۔ میرے ساتھ میرے اور دوست بھی اسی غرض سے آئے ہیں میرا ارادہ تھا کہ ان کو بھی اپنے ساتھ تمہارے پاس لے آؤں

اور تم ان کے ہاتھ سامان خوراک فروخت کرو اور تمام جماعت میں سے صرف میں تمہارے پاس رہن رہ جاؤں جو اس معاملہ کی ضمانت کے لئے کافی ہے۔ نیز انہوں نے اس خیال سے کہ وہ ان کے اسلحہ سے مشتبہ نہ ہو جائے اس وقت یہ بھی کہہ دیا کہ یہ جماعت وفادار ہے۔

اس گفتگو کے بعد سلکان نے اپنے دوستوں سے آکر ماجرا بیان کیا اور کہا کہ اسلحہ لگا کر اور چلو، پہلے وہ مسلح ہو کر ان کے پاس جمع ہوئے پھر سب کے سب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے۔

کعب بن الاشرف کا قتل

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم اس جماعت کی مشایعت کے لئے بقیع الغرقد تک تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے ان کو رخصت کیا اور کہا کہ اللہ کا نام لیکر جاؤ اور فرمایا اے اللہ تو ان کی اعانت کر۔ ان کو رخصت کر کے رسول اللہ صلعم چاندنی رات میں اپنے مکان تشریف لے آئے، وہ جماعت بڑھ کر اس کے قلعہ پہنچی ابو نائلہ نے اسے آواز دی، چونکہ اس کی ابھی نئی شادی ہوئی تھی وہ اپنا لحاف اوڑھے بستر سے اٹھا، اس کی بیوی نے لحاف کا کنارہ پکڑ لیا اور کہا تم برسر پیکار ہو اور ایسے شخص کو قلعہ سے اترنا نہ چاہیئے، اس نے کہا کہ یہ ابو نائلہ ہے اگر وہ مجھے سوتا ہوا پاتا تو کبھی نہ جگاتا اس کی عورت نے کہا کہ مجھے اس کی آواز میں شر معلوم ہوتا ہے۔ کعب نے کہا کہ اگر جوانمرد کو نیزہ زنی کے لیے بھی پکارا جائے تو اسے اترنا پڑتا ہے۔ چنانچہ وہ نیچے آیا۔ تھوڑی دیر تک یہ اُن سے باتیں کرتا رہا اور وہ اس سے اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے پھر انہوں نے کہا ابن الاشرف اگر ہرج نہ سمجھو تو شعیب العجوز تک ہمارے ساتھ چلو وہاں بیٹھ کر ہم سب آج بقیہ رات باتوں میں گذاریں۔ اس نے کہا میں تیار ہوں۔ وہ سب قلعہ سے نکل کر تھوڑی دیر چلتے رہے پھر ابو نائلہ نے اپنے ہاتھ سے اس کے سر کے پٹے چھوئے پھر اس کے ہاتھ کو دبایا اور کہا کہ آج ایسی سہانی اور پر مہک رات دیکھنے میں نہیں آئی۔ تھوڑی دیر اور چلنے کے بعد ابو نائلہ نے پھر وہی حرکت اس کے ساتھ کی۔ اس کو اطمینان ہو گیا۔ پھر تھوڑی دیر چلنے کے بعد انہوں نے وہی کیا اور اس کی کاکلیں پکڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اب دشمن خدا کا کام تمام کر دو۔ کئی تلواریں ایک دم اس پر پڑیں مگر اس کا کچھ نہ بگڑا۔ محمدؐ بن مسلمہ نے بیان کیا ہے کہ جب ہم نے دیکھا کہ ہماری تلواریں اس پر کارگر نہیں ہوتیں تو مجھے یاد آیا کہ میری تلوار میں فولاد کی

گولا بھی لگا ہوا ہے۔ میں نے اسے اس کے توڑے میں رکھ کر اس سے اس پر حملہ کیا اور اس کے پیڑو کو نشانہ بنایا وہ گر پڑا، اس گڑبڑ میں ہمارے کسی کے ہاتھ سے حارث بن اوس بن معاذ کے سر میں یا پاؤں میں تلوار کا زخم آیا اب ہم وہاں سے چلے اور بنی امیہ بن زید سے ہوتے ہوئے پھر بنی قریظہ اور بعاث سے گذرتے ہوئے عریض کے چٹیل میدان میں آگئے۔ حارث بن اوس کو خون بہہ جانے کی وجہ سے آنے میں دیر ہوئی۔ ہم نے وہاں تھوڑی دیر ان کا انتظار کیا، وہ ہمارے نشان قدم پر چلتے ہوئے ہمارے پاس آگئے ہم ان کو اٹھا کر آخر شب میں رسول اللہ صلعم کے پاس لے آئے آپ اس وقت کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، ہم نے سلام کیا، آپ ہمارے پاس نکل کر آئے ہم نے آپ کو دشمن خدا کے قتل کی اطلاع دی آپ نے حارث کے زخم پر دم کر دیا۔ ہم اپنے گھر چلے آئے۔ صبح ہوئی تمام یہودی اس واقعہ سے خوفزدہ ہوگئے، کوئی ایسا نہ تھا جسے اب اپنی جان کا اندیشہ نہ ہو۔

مُحیصہ بن مسعود کا قبول اسلام

رسول اللہ صلعم نے حکم دیا کہ جس یہودی پر قابو پاؤ قتل کر دو۔ محیصہ بن مسعود نے یہودی سوداگر ابن سنینہ کو اچانک حملہ کر کے قتل کر دیا حویصہ بن مسعود محیصہ سے عمر میں بڑا تھا اور اب تک اسلام نہیں لایا تھا ابن سنینہ کے قتل کے بعد یہ محیصہؓ کو مارنے لگا اور کہنے لگا اے دشمن خدا تو نے اسے قتل کر دیا حالانکہ تو نے اس کی بہت سی چربی کھائی ہے۔ محیصہؓ نے کہا بخدا جس نے مجھے اس کے قتل کا حکم دیا ہے اگر وہ مجھے تمہارے قتل کا حکم دیں تو میں ابھی تمہاری گردن مار دوں۔ حویصہ کے اسلام لانے کی وجہ یہی بات ہوئی کہ اس نے اپنے بھائی سے پوچھا کیا واقعی اگر محمدؐ تم کو میرے قتل کا حکم دیں تو تم مجھ کو قتل کر دوگے انہوں نے کہا بے شک اگر وہ مجھے تمہارے قتل کا حکم دیں تو میں تمہاری گردن مار دوں گا۔ حویصہ نے کہا بخدا جس دین نے تم میں یہ انقلاب کر دیا ہو وہ بڑا عجیب ہوگا، اور پھر وہ اسلام لے آیا۔

حضرت اُم کلثومؓ کا نکاح

واقدی کے بیان کے مطابق یہ لوگ ابن الاشرف کا سر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لے آئے تھے۔ واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ربیع الاول میں اُم کلثومؓ بنت رسول اللہ صلعم کا نکاح عثمانؓ بن عفان سے ہوا اور جمادی الآخر میں رخصتی عمل میں آئی۔ نیز اس سال کے ربیع الاول میں آپ غزوہ انمار کو جسے ذوامرّ کہتے ہیں تشریف لے گئے اس کے متعلق ابن اسحٰق کے بیان کو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ واقدی کے بیان کے مطابق

اس سال سائب بن یزید بن اخت النمر پیدا ہوئے۔

غزوہ القردۃ

واقدی کہتے ہیں کہ اس سال کے جمادی الآخر میں غزوۃ القردۃ ہُوا۔ اس کے امیر زیدؓ بن حارثہ تھے۔ یہ پہلی مہم ہے جس میں زیدؓ امیر بنائے گئے۔

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ اس مہم نے جو رسول اللہ صلعم نے زید بن حارثہ کی قیادت میں بھیجی۔ قریش کے ایک تجارتی قافلہ کو جس میں ابوسفیان تھا نجد کے ایک چشمہ قردۃ پر جا لیا اور لوٹ لیا واقعہ بدر کے بعد قریش نے شام کا عام راستہ ڈر کر ترک کر دیا تھا، اس لئے اس مرتبہ انہوں نے عراق کا راستہ اختیار کیا، ان کے تاجر جن میں ابوسفیان بن حرب بھی چاندی کی کثیر مقدار کے ساتھ جوان کی بہت بڑی تجارت تھی اس راہ سے شام چلے۔ انہوں نے بکر بن وائل کے فرات بن حیان کو راہبری کے لئے اُجرت پر ساتھ لیا۔ رسول اللہ صلعم نے زیدؓ بن حارثہ کو بھیجا انہوں نے اس چشمہ پر اس قافلہ کو آ لیا اور اس کی تمام متاع پر قبضہ کر لیا البتہ جو لوگ ساتھ تھے وہ ہاتھ نہ آئے۔ زیدؓ اس مال کو رسول اللہ صلعم کے پاس لے آئے۔

فرات بن حیان کا قبول اسلام

واقدی کہتے ہیں کہ قریش کہنے لگے کہ محمدؐ نے ہماری تجارت بند کر دی ہے، وہ ہمارے راستے پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابوسفیان اور صفوان بن امیہ نے کہا کہ اگر ہم مکہ میں اسی طرح پڑے رہیں تو اپنی ساری پونجی ختم کر دیں گے اس پر زمعہ بن الاسود نے کہا میں تم کو ایسا آدمی بتاتا ہوں کہ وہ تم کو نجد کی ایسی راہ سے لے جائے گا کہ اگر اندھا بھی اس پر گامزن ہو تو وہ راستہ نہ بھٹکے۔ صفوان نے پوچھا وہ کون ہے چونکہ آجکل سردی کا موسم ہے ہمیں پانی کی ضرورت زیادہ نہیں ہے، زمعہ نے کہا فرات بن حیان۔ ابوسفیان اور صفوان نے اسے بلا کر نوکر رکھا یہ سردی کے موسم میں انہیں ذات عرق کی راہ سے غمرہ لایا۔ رسول اللہ صلعم کو اس قافلہ اور اس کی کثیر دولت اور اس چاندی کے سامان کی اطلاع ہوئی جسے صفوان بن اُمیہ نے تجارت کے لئے ساتھ کیا تھا، زید بن حارثہ اس پر قبضہ کرنے چلے اور انہوں نے اسے راستے میں روک کر اس پر قبضہ کر لیا البتہ اعیان قوم بھاگ کر بچ گئے۔ اس غنیمت کا خمس بیس ہزار ہُوا تھا جسے رسول اللہ صلعم نے لے لیا باقی چار حصّے شرکائے مہم پر تقسیم کر دیئے۔

فرات بن حیان العجلی گرفتار کر کے آپ کے پاس لایا گیا۔ صحابہؓ نے اس سے کہا اگر تو اسلام لے آئے رسول اللہ صلعم تجھے قتل نہ کریں گے چنانچہ جب خود آپ نے اس کی دعوت دی وہ مسلمان ہو گیا، آپ نے اسے چھوڑ دیا۔

ابورافع یہودی

اس سال ابو رافع یہودی قتل کر دیا گیا۔ اس کے قتل کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ رسول اللہ صلعم کے خلاف کعب بن الاشرف کی مدد کرتا تھا۔ رسول اللہ صلعم نے اس سال کے نصف جمادی الآخر میں عبداللہ بن عتیک کو اس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا۔ یہ روایت بھی مروی ہے کہ آپ نے ابورافع کے لئے جو حجاز کے علاقہ میں رہتا تھا چند انصاری بھیجے ان پر عبداللہ بن عقبہ یا عبداللہ بن عتیک کو امیر بنایا یہ رسول اللہ صلعم کو ایذا پہنچاتا تھا اور آپ کے خلاف شرارت کرتا رہتا تھا۔ یہ حجاز میں اپنے ایک قلعہ میں رہا کرتا تھا۔ جب یہ جماعت اس کے قلعہ کے قریب پہنچی اس وقت آفتاب غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے ریوڑ چرا کر گھر لے آئے تھے۔ عبداللہ بن عقبہ یا عبداللہ بن عتیک نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم چپ چاپ اپنی جگہ بیٹھے رہو میں جاتا ہوں اور دربان کو بھسلاتا ہوں شاید میں قلعہ میں چلا جاؤں۔ دروازے کے قریب آکر انہوں نے قضائے حاجت کے طور پر اپنی چادر اوڑھ لی اور تمام لوگ قلعہ میں داخل ہو چکے تھے۔ دربان نے آواز دی عبداللہ اگر اندر آنا چاہتے ہو آ جاؤ میں دروازہ بند کرتا ہوں۔ میں اندر چلا گیا اور گدھوں کے اصطبل کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ جب سب لوگ اندر آ گئے دربان نے دروازہ بند کر کے کنجیاں ایک کھونٹی پر لٹکا دیں۔ میں نے جا کر وہ کنجیاں لیں اور دروازہ کھول دیا۔

ابورافع کا قتل

رات کو لوگ ابورافع کے کوٹھے پر آ کر قصّے کہانیاں بیان کرتے تھے جب وہ لوگ اُٹھ گئے میں چڑھ کر اس کے پاس جانے لگا۔ میں دروازے کو کھولتا اُسے اندر سے بند کرتا جاتا کیونکہ میں نے کہا کہ اگر لوگوں کو میرا پتہ بھی چل گیا تو بھی جب تک میں اسے قتل نہ کر لوں گا وہ مجھ تک نہ پہنچ سکیں گے۔ میں اس کے قریب آ گیا وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ ایک تاریک کمرے میں موجود تھا مگر اندھیرے کی وجہ سے مجھے معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں ہے، اس لئے میں نے نام لے کر اسے آواز دی۔ اس نے پوچھا کون ہے۔ میں نے اس کی آواز پر تلوار ماری، چونکہ میں دہشت زدہ تھا اس لئے میرے وار کا کچھ اثر نہیں ہوا وہ چلّایا میں اس کے کمرے سے نکل آیا مگر تھوڑی دیر کے بعد پھر اندر گیا اور میں نے پوچھا ابو رافع تم کیوں چلّائے۔ اس نے کہا ابھی کسی شخص نے مجھ پر تلوار کا وار کیا ہے، اب پھر میں نے اس پر کئی وار کئے میں نے اسے زخمی تو کر دیا مگر جان سے نہ مار سکا۔ میں نے اپنی تلوار کی نوک اس کے شکم میں بھونک دی اور اسے اس کی پیٹھ کے پار کر دیا۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے میں

واپس ہوا اور ایک ایک دروازے کو کھولتا ہوا آخری زینے پر آیا میں نے اپنا قدم اس پر اس طرح رکھا کہ گویا میں مسطح زمین پر پاؤں رکھ رہا ہوں میں چاندنی رات میں زینے سے گرا میری پنڈلی ٹوٹی میں نے اسے اپنے عمامے سے باندھا اور اٹھ کر بڑے دروازے پر آکر بیٹھ گیا اور دل میں تہیہ کیا کہ جب تک مجھے اس کے قتل کا یقین نہ آجائے گا ساری رات بیٹھا رہوں گا۔ جب علی الصباح مرغ نے بانگ دی فصیل پر کھڑے ہو کر ایک شخص نے ابو رافع کی موت کا اعلان کیا۔ یہ سن کر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا میں نے کہا اللہ نے ابو رافع کو قتل کر دیا ہے اب بھاگ چلو۔ میں نبی صلعم کے پاس آیا ان کو سارا واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ میں نے پھیلا دیا۔ آپ نے اس پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اس سے مجھے محسوس ہوا کہ گویا کبھی کوئی شکایت ہی نہ تھی۔

واقدی کے بیان کے مطابق آپ نے یہ مہم ۴ھ ہجری ذی الحجہ میں ابو رافع سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے لئے روانہ فرمائی جو لوگ اس غرض سے بھیجے گئے تھے انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ یہ ابو قتادہؓ، عبداللہؓ بن عتیک، مسعودؓ بن سنان، اسودؓ بن خزاعی اور عبداللہؓ بن انیس تھے۔

اس واقعہ کے متعلق ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ سلام بن ابی الحقیق ابو رافع ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے رسول اللہ صلعم کے برخلاف جمعیتیں بھیجی تھیں۔ جنگ اُحد سے قبل قبیلہ اوس نے کعب بن الاشرف کو رسول اللہ صلعم کی دشمنی اور ان کے خلاف ترغیب و تحریص کی وجہ سے قتل کر دیا تھا۔ اب خزرج نے سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے لئے جو خیبر میں مقیم تھا آپ سے اجازت مانگی اور آپ نے ان کو اس کی اجازت دے دی۔

انصار کی جاں نثاری

عبداللہ بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ اللہ نے اپنے رسولؐ کی جو کارسازی فرمائی ان میں سے یہ بات بھی تھی کہ انصار کے یہ دونوں قبیلے اوس اور خزرج نر اونٹوں کی طرح آپ کی خدمت گذاری میں ایک دوسرے سے مسابقت کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے تھے اگر اوس رسول اللہ صلعم کی خاطر کوئی خدمت انجام دیتے تو فوراً خزرج کہتے کہ ہم اسے گوارا نہیں کر سکتے کہ وہ رسول اللہ صلعم کی جناب

میں ہم پر بازی لے جائیں، اور اسی لئے جب تک وہ خود ویسی ہی خدمت انجام نہ دے لیتے چین سے نہ بیٹھتے۔ یہی حال ان کے مقابلہ میں قبیلہ اوس کا تھا۔ چنانچہ جب اوس نے کعب بن الاشرف کو اس کی رسول اللہ صلعم سے عداوت کی وجہ سے قتل کر دیا خزرج نے کہا کہ ہم کبھی اس فضل کا سہرا صرف انہیں کے سر نہ رہنے دیں گے۔ اس خیال سے انہوں نے پوچھنا شروع کیا کہ اور کوئی شخص رسولؐ اللہ کا ایسا ہی دشمن ہے جیسا کہ کعب بن الاشرف تھا۔ لوگوں نے ابن ابی الحقیق کا جو خیبر میں تھا نام لیا۔ انہوں نے رسول اللہ صلعم سے اس کے قتل کی اجازت مانگی، آپ نے اجازت دے دی۔ جب خزرج نے خاندان بنی سلمہ کے آٹھ آدمی عبداللہ بن عتیک، سنان، عبداللہ بن انیس، ابوقتادۃ الحارث بن ربعی اور خزاعی بن الاسود ان کے وہ حلیف جو اسلام لے آئے تھے اس کے قتل کے لئے چلے۔ رسول اللہ صلعم نے عبداللہ بن عتیک کو ان کا امیر مقرر فرمایا اور ہدایت کی کہ کسی بچہ یا عورت کو قتل نہ کرنا۔

قتل ابورافع کی دوسری روایت

یہ جماعت مدینہ سے چل کر خیبر آئی اور رات کے وقت ابن ابی الحقیق کے گھر گئی اس کے محل میں جتنے حجرے تھے ان سب کے دروازے یہ اپنے پیچھے بند کرتے چلے گئے۔ وہ اپنے ایک کوٹھے پر تھا وہاں جانے کے لئے رومی زینہ لگا ہوا تھا یہ اس پر چڑھ کر اس کی خواب گاہ کے دروازے پر پہنچے اور اندر آنے کی اجازت مانگی، اس کی بیوی نکل کر آئی۔ اس نے پوچھا تم کون ہو اُنہوں نے کہا ہم عرب ہیں سامانِ خوراک خریدنے آئے ہیں۔ اس نے کہا صاحب موجود ہیں چلو۔ یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ اندر جا کر ہم نے اس کے حجرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا اس طرح ہم، وہ اور اس کی بیوی سب بند ہو گئے۔ ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ اگر اس سے مقابلہ ہوا تو یہ عورت ہمارے اور اس کے درمیان حائل ہو جائے گی۔ وہ چلائی اور اس نے ہمارے گھس آنے کا شور مچا دیا۔ ہم ابن ابی الحقیق پر تلواریں لے کر لپکے، وہ اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا بخدا رات کی تاریکی میں صرف اس کے گورے رنگ نے جو معلوم ہوتا تھا کہ مصری چمکدار ململ پڑی ہوئی ہے ہمیں اس کا پتہ دیا۔ جب اس کی بیوی نے ہمارے آنے کا شور مچایا ہم میں سے ایک صاحب نے اس پر تلوار اٹھائی مگر ان کو رسول اللہ صلعم کی ممانعت یاد آ گئی۔ انہوں نے ہاتھ روک لیا ورنہ اسی شب اسی کا بھی خاتمہ کر دیتے۔ کئی تلواریں اس پر ماریں عبداللہ

بن انیس نے اس کے پیٹ میں اپنی تلوار بھونک کر اس پر اپنا تمام بوجھ ڈال دیا جس سے وہ آر پار ہو گئی۔ ابو رافع کہہ رہا تھا مجھے مار ڈالا مجھے مار ڈالا۔

اس کا کام ختم کر کے ہم وہاں سے نکلے، چونکہ عبداللہ بن عتیک کی بصارت کمزور تھی وہ زینہ سے پھسل گئے جس سے ان کے پاؤں میں سخت چوٹ آئی۔ ہم ان کو وہاں سے اٹھا کر ایک چشمہ کے راستے پر جو وہیں تھا لائے اور وہیں ان کو بٹھا دیا۔ خیبر والوں نے فوراً سارے قلعہ میں آگ روشن کی اور وہ ہر سمت ہماری تلاش میں دوڑے۔ جب ہم ہاتھ نہ آئے وہ پلٹ کر اپنے صاحب کے پاس آ گئے اور اسے کفن پہنا دیا۔ یہ آخر وقت تک ان کے نقیبے نبض کرتا رہا۔ ہم نے آپس میں کہا کہ اب یہ کیسے معلوم ہو کہ دشمن خدا مر گیا ہے، ہم میں سے ایک صاحب نے کہا میں جا کر خبر لاتا ہوں، چنانچہ وہ جا کر دوسرے یہودیوں میں گڈ مڈ ہو گئے۔ ان صاحب نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابو رافع کو جا کر دیکھا کہ بہت سے یہودی وہاں جمع ہیں، اس کی عورت چراغ سے اس کی صورت دیکھ رہی ہے اور دوسرے یہودیوں سے کہہ رہی ہے کہ بخدا میں نے ابن عتیک کی آواز کو شناخت کیا ہے۔ اس پر میں نے اسے جھٹلایا اور کہا کہ بھلا ابن عتیک یہاں کہاں۔ اس کے بعد پھر اس نے چراغ سے ابو رافع کی صورت دیکھی اور کہا کہ الٰہ یہود کی قسم ان کا دم نکل گیا۔ اس جملہ کو سن کر جو لذت مجھے حاصل ہوئی وہ کبھی نہیں ہوئی تھی۔

یہ صاحب پھر ہمارے پاس آ گئے اور انہوں نے سارا واقعہ بیان کیا ہم اپنے ساتھی کو لاد کر چلے، رسول اللہ کے پاس آئے، ہم نے آپ کو دشمن خدا کے قتل کی اطلاع دی اس کے قتل کے متعلق ہم میں اختلاف ہو گیا ہم میں سے ہر صاحب اس کے مدعی تھے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اپنی تلواریں میرے پاس لاؤ۔ ہم لے گئے آپ نے ان کو دیکھ کر عبداللہ بن انیس کی تلوار کے لئے کہا کہ اس سے وہ مارا گیا ہے کیونکہ مجھے اس میں ہڈیوں کا اثر نظر آ رہا ہے۔

حسان بن ثابت ؓ کے اشعار

کعب بن الاشرف اور سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے متعلق حسان ؓ بن ثابت نے یہ شعر کہے:

للہ در عصابۃ لقیتھم ۔۔۔ یا ابن الحقیق وانت یا ابن الاشرف

(ترجمہ) وہ کیا اچھی جماعت تھی جس سے اے ابن الحقیق اور اے ابن الاشرف تمہارا مقابلہ ہوا۔

یسرون بالبیض الخفاف الیکم　　بَطَرًا کاسُدٍ فی عرین مغرف

(ترجمہ) وہ تیز تلواریں لے کر تمہاری طرف اس طرح جوش میں بڑھے جیسے کہ شیر اپنی گوی میں جاتا ہے۔

حتیٰ اتوکم فی محل بلادکم　　فسقوکم حتفًا ببیض ذُفَّف

(ترجمہ) انہوں نے تمہارے گھر میں گھس کر تم کو شمشیر براں سے موت کے گھاٹ اتارا

مستبصرین لنصر دین نبیھم　　مستضعفین لکل امرٍ مجحف

(ترجمہ) یہ جو کچھ انہوں نے کیا اپنے نبی کے دین کی حمایت میں کیا ہے اور اس کے لئے انہوں نے دشوار ترین کام کو معمولی سمجھا۔

عبداللہ بن انیس کا بیان

عبداللہ بن انیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ابن ابی الحقیق کے قتل کے لئے جو جماعت بھیجی اس میں عبداللہ بن عتیک، خود میں۔ ابو قتادہ، ایک ان کا حلیف اور ایک اور انصاری تھے۔ ہم سب رات کو خیبر آئے۔ ہم نے شہر کے دروازوں کو جا کر باہر سے بند کیا اور ان کی کنجیاں اپنے قبضہ میں لے لیں اور ان کو ایک گڑھے میں ڈال دیا۔ پھر اس کوٹھے پر گئے جہاں ابن ابی الحقیق تھا میں اور عبداللہ بن عتیک کوٹھے پر چڑھے، ہمارے اور ساتھی مکان کے احاطہ میں بیٹھ گئے۔ عبداللہ بن عتیک نے اس کے پاس جانے کی اجازت چاہی۔ اس کی بیوی نے کہا کہ یہ عبداللہ بن عتیک کی آواز ہے۔ ابن ابی الحقیق نے کہا کیا کہتی ہو وہ تو یثرب میں ہے اس وقت یہاں کہاں دروازہ کھول دو ایسے وقت میں کسی شریف کے در سے سائل کو رد نہیں کیا کرتے۔ اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ میں اور عبداللہ بن عتیک اندر آئے اور انہوں نے اس کی بیوی کے متعلق مجھ سے کہا کہ اسے ختم کر دو۔ میں تلوار اٹھائے اس کو مارنے چلا، مگر مجھے یاد آیا کہ رسول اللہ صلعم نے عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت فرما دی ہے۔ اس خیال سے میں رک گیا۔ عبداللہ بن عتیک ابن ابی الحقیق کے پاس آئے عبداللہ بن عتیک نے بیان کیا کہ اندھیرے کمرے میں میری نظر اس کے نہایت ہی گورے رنگ پر گئی جب اس نے مجھے تلوار لئے ہوئے دیکھا اس نے تکیہ اٹھایا اور اس سے وہ اپنا بچاؤ

کرنے لگا۔ میں اس پر وار کرنے چلا مگر موقع نہ ملا اس لئے میں نے تلوار اس کے جسم میں بھونک دی اور زخمی کر دیا۔ پھر میں نے عبداللہ بن انیس سے آکر کہا کہ تم جا کر اس کا کام تمام کر دو انہوں نے اس کے پاس جا کر اس کا خاتمہ کر دیا۔

عبداللہ بن انیس کہتے ہیں کہ قتل کر کے میں عبداللہ بن عتیک کے پاس آیا اور ہم دونوں وہاں سے نکلے اس کی بیوی نے شور مچایا مار ڈالا، مار ڈالا۔ عبداللہ بن عتیک زینے میں گر پڑے اور چلائے میرا پاؤں ٹوٹ گیا، میرا پاؤں ٹوٹ گیا۔ میں ان کو اٹھا لایا اور نیچے زمین پر لا کر بٹھایا، پھر میں نے ان سے کہا کہ تمہارا پاؤں اچھا ہے چوٹ نہیں آئی ہے۔ ہم دونوں چلے اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور پھر سب وہاں سے چل دیئے۔ مجھے یاد آیا کہ میں اپنی کمان زینے میں چھوڑ آیا ہوں، میں اسے لینے پلٹا، وہاں جا کر دیکھا کہ تمام خیبر اُمنڈ آیا ہے اور ہر ایک کی زبان پر یہی ہے کس نے ابن ابی الحقیق کو مارا۔ کس نے ابن ابی الحقیق کو مارا۔ میں نے بھی یہی کیا کہ جسے میں نے دیکھا یا اس نے مجھے دیکھا اس سے میں نے یہی کہنا شروع کیا کہ کس نے ابن ابی الحقیق کو مارا، اب میں زینے پر چڑھا بہت سے لوگ اس پر چڑھ رہے تھے اور اُتر رہے تھے، اسی ہنگامے میں جا کر میں نے اپنی کمان اٹھائی اور پھر وہاں سے نکل کر اپنے دوستوں کے پاس پہنچ گیا۔ دن کو ہم کہیں چھپ جاتے اور رات کو راہ چلتے، دن کے وقت جب ہم کہیں چھپ کر بیٹھتے اپنے میں سے ایک کو نگہبان مقرر کرتے تاکہ اگر وہ کسی کو تعاقب میں آتا دیکھے تو اشارے سے ہمیں بتا دے، اسی طرح چلتے چلتے ہم بیضاء آئے، یہاں میں نگہبان ہُوا مگر موسیٰ نے کہا کہ میں نگہبان بنتا ہوں اور عباس نے کہا میں نگہبان تھا۔ عبداللہ بن انیس کہتے ہیں یہاں میں نے اپنے ساتھیوں کو خطرے کی اطلاع اشارے سے کی، وہ بھاگے میں ان کے پیچھے چلا مدینہ کے قریب آکر میں ان کے پاس پہنچ گیا۔ انہوں نے پوچھا کیا بات تھی کیا تم نے دشمن کی آہٹ پائی تھی۔ میں نے کہا یہ بات نہیں ہوئی بلکہ میں نے محسوس کیا کہ تم تھک کر چور ہو گئے ہو میں نے تم میں چستی پیدا کرنے کے لئے ایسا اشارہ کر دیا تھا۔

حضرت حفصہؓ کا نکاح

اس سال رسول اللہ صلعم نے حفصہؓ بنت عمرؓ سے شعبان میں نکاح کیا اس سے قبل عہد جاہلیت میں خنیس بن حذافۃ السہمی سے ان کا نکاح ہُوا تھا وہ مر گیا اور یہ بیوہ ہو گئی تھیں۔ اس سال سنیچر کے دن ۷ شوال ۳ھ ہجری ماہ شوال میں جنگ اُحد ہوئی۔

جنگ اُحد

ابو جعفر کہتے ہیں کہ واقعہ بدر اور اس میں قریش کے اشراف اور رؤساء کا قتل جنگ اُحد کا باعث ہوا۔

جنگ کی تیاری

جنگ بدر کے بعد جب قریش کی ہزیمت یافتہ جماعت مکہ آئی اور ابوسفیان بن حرب اپنے قافلہ کے ساتھ مکہ پہنچا۔ عبداللہ بن ابی ربیعہ، عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن اُمیہ قریش کے ان دوسرے لوگوں کے ساتھ جن کے باپ اور بیٹے اس جنگ میں مارے گئے تھے ابوسفیان بن حرب کے پاس آئے اور انہوں نے اس سے اور ان قریشیوں سے جن کا مال تجارت اس قافلے میں ابوسفیان کے ساتھ تھا کہا کہ اے گروہ قریش محمدؐ نے تم سے اپنا کینہ نکالا اور اس نے تمہارے منتخب اشخاص کو قتل کر دیا تم اس مال سے ہماری مدد کرو تاکہ ہم اس سے اپنی مصیبت کا بدلہ لیں۔

ابوعزہ کا تہامہ کا دورہ

ابوسفیان اور دوسرے مالکان قافلہ نے یہ بات مان لی اور اب پھر تمام قریش اپنے متعلقہ حبیوش اور مطیع قبائل کنانہ اور اہل تہامہ کے ساتھ رسول اللہ صلعم سے لڑنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ ان سب نے رسول اللہ صلعم سے لڑنے کے لئے دوسروں کو ورغلایا۔ ابوعزہ عمرو بن عبداللہ جمحی بدر میں قید ہو کر رسول اللہ صلعم کے سامنے پیش ہوا تھا چونکہ یہ محتاج تھا اور اس کی کئی لڑکیاں تھیں۔ اس نے آپ سے درخواست کی میں مفلس ہوں، عیالدار ہوں، محتاج ہوں، آپ خود میری حالت سے واقف ہیں آپ مجھ پر احسان کریں اور جان بخشی فرمائیں اللہ کی رحمت آپ پر ہو، آپ نے اسے معاف کر دیا۔ اب اس موقع پر صفوان بن اُمیہ نے اس سے کہا کہ تم جوان مرد اور شاعر ہو اپنی زبان سے ہماری مدد کرو اور ہمارے ساتھ چلو۔ اس نے کہا کہ چونکہ محمدؐ نے مجھ پر احسان کیا ہے میں ان کے خلاف کسی کی مدد نہیں کرنا چاہتا۔ صفوان نے کہا نہیں تم ضرور ہماری مدد کرو میں اللہ کے سامنے تم سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر تم واپس آئے تو میں تم کو مالا مال کر دوں گا اور اگر مارے گئے تو تمہاری بیٹیوں کی بالکل اپنی بیٹیوں کی طرح پرورش کروں گا۔ اس لالچ پر ابوعزہ نے تمام تہامہ کا دورہ کیا اور بنی کنانہ کو جنگ کی دعوت دینے لگا۔ اسی طرح مسافع بن عبد مناف بن وہب بن حذافہ بن جمع بنی مالک بن کنانہ کے پاس جا کر ان کو رسول اللہ صلعم کے خلاف جنگ پر اُبھارنے اور آمادہ کرنے لگا۔ جبیر بن مطعم نے اپنے حبشی غلام وحشی کو جو حبشیوں کی طرح بھالا اندازی میں ایسا باکمال تھا کہ شاذو نادر ہی کبھی اس کا نشانہ خطا کرتا تھا بلایا اور کہا کہ تم بھی سب کے ساتھ جاؤ اگر تم نے محمدؐ کے چچا کو میرے چچا طعیمہ کے عوض میں قتل کر دیا تو تم آزاد ہو۔

قریش پوری طرح تیار ہو کر کامل ساز و سامان کے ساتھ حبیوش، بنی کنانہ اور اہل تہامہ کے ساتھ جنگ کے لئے چلے انہوں نے اپنی عورتوں کو بھی اس خیال سے کہ ان کی موجودگی میں وہ زیادہ حمیت اور غیرت سے لڑیں گے اور نہیں

بھاگیں گے اپنے ساتھ لے لیا۔ ابوسفیان بن حرب امیر جماعت نے ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کو عکرمہ بن ابی جہل بن ہشام بن المغیرہ نے اُم الحکیم بنت الحارث بن ہشام بن المغیرہ کو حارث بن ہشام بن المغیرہ نے فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ کو، صفوان بن اُمیہ بن خلف نے برزہ کو یا کبرہ بنت مسعود بن عمرو بن عمیر الثقفیہ، عبداللہ بن صفوان کی ماں کو اور عمرو بن العاص بن وائل نے ریطہ بنت مینو بن الحجاج عبداللہ بن عمرو بن العاص کی ماں کو، طلحہ بن ابی طلحہ اور ابوطلحہ عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار نے سلافہ بنت سعد بن شُھیہ کو جو طلحہ کے بیٹوں مسافع، جُلاس اور کلاب کی ماں تھی ساتھ لیا۔ یہ سب اور اُن کا باپ اس جنگ میں مارے گئے۔ خناس بنت مالک بن المقرب جو بنی مالک بن حل کی عورت تھی۔ اپنے بیٹے ابی عزیز بن عمیر کے ساتھ اس جنگ کے لئے نکلی یہ مصعب بن عمیر کی ماں ہے۔ عمرو بنت علقمہ بنی الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ والی بھی لڑائی میں گئی۔

ہند بنت عتبہ اور وحشی غلام

ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کا یہ حال تھا کہ جب وہ وحشی کے پاس سے گذرتی یا وہ اُس کے پاس سے گذرتا کہتی اے ابو دسمہ، یہ وحشی کی کنیت تھی۔ تو میرا دل ٹھنڈا کر اور اپنا دل بھی ٹھنڈا کر، قریش مکہ سے بڑھ کر وادی قناۃ کے مدینہ سے متصلہ کنارے پر بطن سنجہ کے پہاڑ میں مقام عنیین پر آکر فروکش ہوئے۔

حضرت محمدؐ کا خواب

رسول اللہ صلعم اور مسلمانوں کو جب معلوم ہوا کہ قریش فلاں مقام تک بڑھ آئے ہیں۔ آپ نے مسلمانوں سے کہا کہ "میں نے خواب میں گائے دیکھی ہے اس کی تعبیر اچھی ہے میں نے اپنی تلوار کی دھار میں دندانے پڑے ہوئے دیکھے میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط زرہ میں چھپا لیا ہے اس سے میں نے تعبیر لی ہے کہ یہ زرہ مدینہ ہے مناسب یہ ہے کہ تم مدینہ ہی میں ٹھہرے رہو اور قریش کو جہاں وہ آکر اُترے ہیں پڑا رہنے دو اگر وہ وہاں زیادہ قیام کریں گے تو وہ بہت بُری جگہ قیام کریں گے اور اگر وہ ہم پر چڑھ کر مدینہ آئیں گے تو ہم اُن سے لڑیں گے۔"

مسلمانوں کا بیرون مدینہ مدافعت پر اصرار

قریش جبل اُحد میں بدھ کے دن آکر اُترے تھے یہ اُس دن، جمعرات اور جمعہ فرمیں ٹھہرے رہے۔ نماز جمعہ پڑھ کر رسول اللہ صلعم اُن کے مقابلہ پر بڑھے۔ صبح آپ نے اُحد کی گھاٹی میں کی اور سنیچر کے دن نصف شوال میں جنگ اُحد ہوئی عبداللہ بن اُبی بن ابی سلول کی رائے اس معاملہ میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھی کہ مدینہ سے باہر نہ جانا چاہیئے مگر کچھ مسلمانوں نے جن

کو اللہ نے اس جنگ میں شہادت کا مرتبہ عطا فرمایا اور ان کے علاوہ اُن لوگوں نے جو بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ آپ ہمیں لے کر ہمارے دشمنوں کے مقابلہ پر چلیں ورنہ وہ سمجھیں گے کہ ہم اُن کے مقابلہ پر نکلتے اور کمزور ہو گئے۔ عبد اللہ بن اُبی بن ابی سلول نے کہا کہ رسول اللہ آپ مدینہ ہی میں قیام فرمائیں ہرگز خود یہاں سے اُن کے مقابلہ پر نہ جائیں کیونکہ ہمیشہ یہ ہوا ہے کہ جب کبھی مدینہ سے نکل کر ہم نے کسی دشمن کا مقابلہ کیا ہمیں ضرر پہنچا اور جب کبھی کسی دشمن نے یہاں ہم پر پیش قدمی کی ہمیشہ اسے زک ہوئی۔ آپ اُن کو جہاں وہ ہیں وہیں رہنے دیں وہ مقابلہ بہت بُرا ہے ان کو سخت تکلیف ہوگی، اگر وہ مدینہ آئیں گے تو یہاں ایک طرف مرد سامنے سے اُن کا مقابلہ کریں گے اور عورتیں اور بچّے اوپر سے اُن پر سنگ باری کریں گے اور وہ یہاں سے ذلیل بے نیل مرام پس پا ہو جائیں گے۔ مگر جو لوگ دل سے دشمن سے لڑنے کے آرزو مند تھے وہ برابر رسول اللہ صلعم کے پیچھے پڑے رہے کہ آپ خود چلیں۔ آخر کار نماز جمعہ سے فارغ ہو کر آپ نے زرہ پہن لی فرمائی۔ اسی روز بنی النجار کے مالک بن عمرو انصاری کا انتقال ہوا تھا آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور پھر آپ سب کے سامنے برآمد ہوئے۔ لوگ اب اپنے اصرار پر نادم تھے ا... کہتے تھے کہ ہم نے آپ کو اس بات کے لئے مجبور کیا حالانکہ یہ بات ہمارے لئے زیبا نہ تھی۔

حضرت نعمانؓ بن مالک اس سلسلہ میں سُدّی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم کو معلوم ہوا کہ قریش اپنے اتباع کے ساتھ اُحد پر آکر فروکش ہوئے ہیں، آپ نے صحابہ سے پوچھا کہ میں اب کیا کروں۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں ان کُتّوں کے مقابلہ پر لے چلیں۔ انصار نے کہا جناب والا خود ہمارے علاقہ میں جب کسی نے ہم پر یورش کی اُسے کبھی ہم پر غلبہ نہیں ہوا اور اب جبکہ خود آپ بھی ہم میں موجود ہیں تو بدرجۂ اولیٰ کسی کو ہمارے یہاں ہمارے مقابلہ پر کامیابی نہیں ہوگی۔ رسول اللہ صلعم نے صرف اب کے پہلی مرتبہ عبد اللہ بن اُبی بن ابی سلول کو بلا کر مشورہ لیا اُس نے کہا اے رسول اللہ آپ ہم کو ان کُتّوں کے مقابلہ پر لے کر نکلئے۔ خود رسول اللہ صلعم اس بات کو پسند کرتے تھے کہ قریش مدینہ آکر آپ سے لڑیں تاکہ شہر کے گلی کوچوں میں لڑائی ہو۔ اتنے میں نعمان بن مالک الانصاری آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ مجھے جنت سے کیوں محروم کرتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو واقعی نبی مبعوث کیا ہے میں ضرور جنت میں جاؤں گا۔ آپ نے پوچھا کیسے؟ انہوں نے کہا اس لئے کہ میں شہادت

دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے آپ اُس کے رسول ہیں اور میں جنگ سے ہرگز نہیں بھاگوں گا۔ آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ چنانچہ یہ اُسی روز لڑائی میں شہید ہو گئے۔

مسلمانوں کی پشیمانی

رسول اللہ صلعم نے اپنی زرہ منگا کر اُسے زیب بدن کیا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ آپ مسلح ہو گئے وہ اپنے اصرار پر نادم ہوئے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ پر تو خود وحی آتی ہے اس لئے ہم نے بہت بُرا کیا کہ ان کے خلاف مرضی ان کو مشورہ دیا۔ اس خیال سے وہ سب آپ کے پاس معذرت کے لئے آئے اور کہا کہ جو آپ کی رائے ہو اس پر عمل فرمائیے ہمارے مشورہ کا لحاظ کیجئے۔ رسول اللہ صلعم نے کہا اگر کسی نبی کے لئے یہ زیبا نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے تو بغیر لڑے ہوئے اُسے اُتار دے۔

عبداللہ بن ابی کی واپسی

آپ ایک ہزار مسلمانوں کے ساتھ اُحد تشریف لے گئے آپ نے اُن سے کہا کہ اگر تم ثابت قدم رہو گے فتح یاب ہو گے۔ جب آپ مدینہ سے نکل گئے عبداللہ بن اُبی بن سلول تین سو آدمیوں کے ساتھ آپ کا ساتھ چھوڑ کر واپس آگیا۔ ابو جابر السلمی ان کو پھر بلا کر لانے ان کے تعاقب میں گئے۔ عبداللہ کی جماعت نے اُسے پکڑ لیا اور کہا ہم کیوں لڑیں ہماری بات نا تو تو ہمارے ساتھ واپس چلے چلو اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ فرمایا ہے اذ ھمت طائفتان منکم ان تفشلا (جب تمہاری دو جماعتوں نے ہمت ہار کر جنگ سے کنارہ کشی کا ارادہ کیا) اُن سے مراد بنو سلمہ اور بنو حارثہ ہیں۔ یہ دونوں قبیلے عبداللہ بن اُبی کے ساتھ واپس جانا چاہتے تھے مگر اللہ نے ان کو بچا لیا اور وہ بقیہ سات سو میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ اُحد میں ٹھہرے رہے۔

ابن اسحٰق کے سابقہ بیان کے مطابق جب رسول اللہ صلعم زرہ پہن کر صحابہ کے پاس آئے انہوں نے کہا اے رسول اللہ ہم نے آپ کی خلاف مرضی آپ پر جبر کیا حالانکہ یہ بات ہمارے لئے زیبا نہ تھی۔ اللہ کی رحمت آپ پر ہو اگر آپ پسند فرمائیں تو نہ جائیں یہیں تشریف رکھیں۔ آپ نے فرمایا کسی نبی کے لئے یہ سزاوار نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے اُسے بغیر لڑے اتارے۔ آپ ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ مدینہ سے برآمد ہوئے جب آپ شوط آئے جو اُحد اور مدینہ کے درمیان واقع ہے عبداللہ بن اُبی بن سلول ایک تہائی جماعت کے ساتھ آپ کا ساتھ چھوڑ کر چلتا بنا اُس نے یہ کہا کہ رسول اللہ نے اوروں کی بات مانی میری نہ مانی بخدا اے لوگوں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم یہاں کیوں جانیں لڑائیں، چنانچہ وہ اپنے ہم قوم منافقوں اور بد باطنوں کے ساتھ واپس ہو گیا۔ بنو سلمہ کے عبداللہ بن عمرو بن حرام ان کے پیچھے گئے اور کہنے لگے اے میری قوم میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اس دشمن کے مقابلہ

میں تم اپنے نبی اور اپنی قوم کا ساتھ نہ چھوڑو، وہ کہنے لگے کہ اگر ہمیں اس بات کا یقین ہوتا کہ تم واقعی دشمن سے لڑو گے تو ہم تمہارا ساتھ نہ چھوڑتے مگر ہم جانتے ہیں کہ تم لڑو گے نہیں۔ جب انہوں نے ان کی بات نہ مانی اور واپس جانے پر اصرار کیا اُس نے مایوس ہو کر کہا کہ اے دشمنانِ خدا اللہ تم کو ہلاک کرے تمہارے مقابلہ میں اللہ میرے لئے کافی ہے۔

مسلمانوں اور کفار کی تعداد

واقدی نے بیان کیا ہے کہ مقام شیخین سے عبداللہ بن اُبی تین سو آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ صلعم کا ساتھ چھوڑ کر پلٹ گیا۔ اب رسول اللہ صلعم کے ساتھ سات سو مسلمان رہ گئے۔ مشرکین تین ہزار تھے ان میں دو سو سوار اور پندرہ عورتوں کے محمل تھے، اُن میں سات سو زرہ پوش تھے۔ اُن کے مقابلہ میں صرف سو مسلمان زرہ پوش تھے اور اُن کے ساتھ صرف دو گھوڑے۔ ایک رسول اللہ صلعم کا اور ایک ابوبُردہ بن نیار الحارثی کا تھا۔

مُسلمانوں کی شیخین سے روانگی

سرِشام طلوع شفق کے ساتھ رسول اللہ صلعم شیخین سے روانہ ہوئے یہ مقام دو گھرے تھے جہاں دو اندھے یہودی مرد اور عورت کھڑے ہو کر لوگوں سے سلف کے واقعات بیان کرتے تھے اسی وجہ سے اس کا نام شیخین ہو گیا۔ یہ جگہ مدینہ کے اطراف میں ہے۔ مغرب کے بعد آپ نے یہاں اپنی جماعت کا فوجی معائنہ کیا اُن میں سے بعض کو جنگ میں شرکت کی اجازت دی اور بعض کو واپس کر دیا ان میں زیدؓ بن ثابت، ابن عمرؓ، اسیدؓ بن ظہیر، براء بن عازب اور عرابہ بن اوسؓ تھے۔ نیز آپ نے ابوسعید الخدری کو واپس کر دیا اور سمرہؓ بن جندب اور رافعؓ بن خدیج کو جانے کی اجازت دی۔ پہلے تو آپ نے رافعؓ کو بھی کم سن سمجھ کر واپس کرنا چاہا تھا مگر رافعؓ اپنا قد بلند دکھانے کے لئے پیوند زدہ جوتوں میں اپنی اُنگلیوں پر کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ صلعم نے جب ان کا معائنہ کیا ان کو چلنے کی اجازت دیدی۔

سمرہؓ اور رافعؓ کی کُشتی

محمد بن عمرؓ سے مروی ہے کہ سمرہ بن جندب کی ماں اب مُرّی بن سنان بن ثعلبہ ابوسعید الخدری کے چچا کے زیرِ نکاح تھی اس طرح سمرہ، مُرّی کے ربیب تھے۔ جب رسول اللہ صلعم اُحد کے لئے تشریف لے گئے اور آپ نے اپنے ساتھیوں کا معائنہ کر کے اُن میں سے کم عمر لوگوں کو واپس کر دیا۔ ان ہی آپ نے سمرہ کو واپس کیا اور رافع بن خدیج کو لڑائی میں شرکت کی اجازت دی۔ سمرہؓ نے اپنے مُربی مُرّی بن سنان سے کہا کہ باوا جان رسول اللہ نے رافع بن خدیج کو اجازت دی اور مجھے واپس کر دیا حالانکہ میں اُسے کُشتی میں ٹپک دیتا

ہوں۔ مُری نے رسول اللہ صلعم سے کہہ کر آپ نے میرے بیٹے کو واپس کر دیا اور رافع بن خدیج کو اجازت دی ہے حالانکہ میرا بیٹا اُسے پٹک دیتا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے دونوں کی کشتی کرائی سمرہ نے رافع کو گرا دیا۔ آپ نے ان کو اجازت دے دی اور وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ اُحد میں شریک ہوئے۔ ابوحثمۃ الحارثی اس واقعہ میں رسول اللہ صلعم کے راہنما تھے۔

مربع بن قیظی منافق

ابن اسحٰق کے سلسلہ بیان کے مطابق رسول اللہ صلعم آگے بڑھ کر بنی حارثہ کی پتھریلی زمین میں آئے۔ گھوڑے نے اپنی دُم ماری وہ تلوار کے کتے کو لگی جس سے تلوار نیام سے باہر نکل گئی۔ رسول اللہ صلعم نے جو فال لینے کے دلدادہ تھے فرمایا آج تلوار والے کو بھی معافی نہیں اپنی تلوار سنبھالو میں سمجھتا ہوں کہ آج "تلواریں نکل کر رہیں گی۔ پھر آپ نے صحابہ سے کہا کہ کون ہے جو ہمیں دشمن کے پاس ریت کے ٹیلوں میں سے ہو کر اس طرح پہنچادے کہ ہم اُن کے سامنے یہ آمد نہ ہوں۔ بنو حارثہ بن الحارث کے ابوحثمہ نے کہا اے رسول اللہ میں لے چلتا ہوں۔ آپ نے اُسے آگے کیا وہ رسول اللہ صلعم کو بنو حارثہ کے پتھریلے میدان میں سے لے کر اُن کے کھیتوں میں لے آیا اور انہیں میں وہ مربع بن قیظی کے کھیت میں لایا یہ ایک منافق تھا جسے کم نظر آتا تھا وہ رسول اللہ صلعم اور مسلمانوں کی آہٹ سُن کر ان کے چہروں پر مٹی پھینکنے لگا۔ اور کہنے لگا کہ اگر تم اللہ کے رسول ہو تو میں تمہارے لئے اس بات کو جائز نہیں قرار دیتا کہ تم میرے احاطہ میں گھسو۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک مٹھی بھر مٹی اٹھا کر کہا: اے محمدؐ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ مٹی صرف تمہارے مُنہ پر پڑے گی تو میں اسے تمہارے مُنہ پہ ماردوں، اس کی اس گستاخی پر مسلمان اُس کو قتل کرنے لپکے مگر رسول اللہ صلعم نے ان کو روک دیا اور فرمایا کہ جس طرح یہ آنکھ کا اندھا ہے اسی طرح اس کا دل بھی اندھا ہے۔ مگر اس ممانعت سے پہلے ہی بنو الاشہل کے سعد بن زید نے لپک کر اپنی کمان اُس کے سر پہ ماری جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ رسول اللہ صلعم اپنی سمت چلے گئے اور اُحد سے اُس راستے پر آئے جو پہاڑ کی سمت والے وادی کے کنارے تھا۔ اس طرح آپ نے اپنی پشت اور چھاؤنی کو پہاڑ کی طرف کیا اور فرمایا کہ جب تک ہم لڑائی کا حکم نہ دیں کوئی نہ لڑے۔

حضرت عبداللہ بن جبیر کی قیادت میں تیراندازوں کا دستہ

قریش نے اپنی سواری کے جانور اور دوسرے مویشیوں کو چرنے کے لئے صمغہ کے مسلمانوں کے کھیتوں میں چھوڑ دیا تھا جب رسول اللہ صلعم نے ماحکم لڑائی کی ممانعت کر دی ایک مسلمان نے کہا کہ بنی قیلہ کے تمام کھیت چرالئے جائیں۔ رسول اللہ صلعم نے جنگ کی تیاری شروع کی۔ آپ کے ساتھ صرف سات سو مسلمان

تھے قریش نے بھی جنگ کے لیئے صف بندی کی اُن کی تعداد تین ہزار تھی اُن کے ساتھ دو سو سوار تھے جن کو انہوں نے اصل جماعت سے ہٹا کر خالد بن الولید کی قیادت میں اپنے میمنہ پر متعین کیا تھا۔ عکرمہ بن اُبی جہل اُن کے میسرہ پر تھا، رسول اللہ صلعم نے اپنے قدر انداز دں پر بنی عمرو بن عوف کے عبداللہ بن جبیر کو جو اُس روز اپنے سفید کپڑوں کی وجہ سے نمایاں تھے متقرر فرمایا ان کی تعداد پچاس تھی۔ اور فرمایا کہ چاہیے لڑائی کا رنگ ہمارے موافق ہو یا مخالف تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور ہمارے عقب سے دشمن کو کسی طرح ہم پر یورش نہ کرنے دینا۔ اس موقع پر رسول اللہ صلعم دو زرہیں پہن کر معرکہ میں برآمد ہوئے تھے۔

حضرت محمدؐ کا عبداللہ بن جبیر کو حکم براء سے مروی ہے کہ جنگ اُحد میں جب رسول اللہ صلعم کا مشرکوں سے مقابلہ ہوا، آپ نے عبداللہؓ بن جبیر کی امارت میں چند آدمیوں کو قدر اندازوں کے سامنے بٹھا دیا اور فرمایا کہ تم اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا چاہیے تم ہم کو دشمن پر کامیاب ہوتا ہوا دیکھو یا اُن کو ہم پر غلبہ پاتا ہوا دیکھو تب بھی ہماری مدد کے لئے بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔ مگر جب مقابلہ ہوا مشرکین بھاگے یہاں تک کہ اُن کی عورتوں نے فرار کے لئے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا کہ اُن کے پازیب دکھائی دینے لگے، ان لوگوں نے شور مچایا غنیمت غنیمت، عبداللہ بن جبیر نے ان کو ڈانٹا کہ ٹھہرو کیا تم کو رسول اللہ کا فرمان یاد نہیں رہا، مگر انہوں نے کچھ نہ سنی اور لوٹنے کے لیے چلے گئے۔ اللہ نے اس پاداش میں خود ان کے منہ لڑائی سے موڑ دیئے اور ستّر مسلمان کام آئے۔

ابن عباس کی روایت ابن عباس سے مروی ہے کہ ابن سفیان ۳ شوال کو اُحد آکر فروکش ہوا رسول اللہ صلعم جنگ کے لیئے برآمد ہوئے۔ آپ نے مسلمانوں کو اس کے لئے دعوت دی وہ جمع ہوگئے آپ نے زبیر کو رسالہ کا امیر مقرر کیا اُس روز اُن کے ساتھ مقداد بن الاسود الکندی بھی تھے آپ نے اپنا علم قریش کے مصعب بن عمیر کو دیا حمزہؓ بن المطلب کو آپ نے اپنے آگے بھیج دیا تھا یہ خبر آئے، مشرکین کی سمت سے خالد بن الولید جس کے ہمراہ عکرمہ بن ابی جہل تھا لڑنے کے لئے سامنے آئے آپ نے زبیر کو بھیجا اور کہا کہ خالد بن الولید کے سامنے جا کر میرے حکم تک ٹھہرے رہو اور دوسرے سواروں کو آپ نے دوسری سمت جا کر تا حکم ٹھہرنے کا حکم دیا۔ ابوسفیان لات اور عزیٰ کو ساتھ لئے ہوئے میدان میں آیا آپ نے زبیر کو حملہ کا حکم بھیجا انہوں نے خالد بن الولید پر حملہ کیا اللہ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو شکست دی اس موقع پر رسول اللہ نے ولقد صدقکم اللہ

وعدہ اُس کے قول من بعد ما اراکم ما تحبون تک تلاوت فرمایا اور یہ بھی کہا کہ اللہ عزوجل نے مومنوں سے اپنی نصرت کا وعدہ کیا ہے اور وہ ان کے ساتھ ہے۔ اس کے علاوہ رسول اللہ صلعم نے کچھ آدمی اپنے عقب میں بھیج کر ان کو ہدایت کی تھی کہ وہ وہیں ٹھہریں کسی حال میں وہاں سے حرکت نہ کریں۔ اگر ہمارا کوئی آدمی بھاگ کر جاتا ہو اسے روک کر پلٹا دیں اور کسی دشمن کو عقب سے یورش نہ کرنے دیں۔ رسول اللہ صلعم اور صحابہؓ نے کفار کو مار بھگایا یہ لوگ آپ کے عقب میں حفاظت کے لئے متعین کئے گئے تھے انہوں نے مشرکین کی عورتوں کو پہاڑ پر چڑھتا اور دوسرے مال غنیمت کو پڑا ہوا دیکھا انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ رسول اللہ کے پاس چلو اور قبل اس کے کہ دوسرے آکر اس پر قبضہ کریں تم اسے اپنے قبضہ میں کرو۔ اس پر دوسرے لوگوں نے کہا کہ ہم تو رسول اللہؐ کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنی جگہ ٹھہرے رہتے ہیں۔ اسی موقع کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے منکم من یرید الدنیا (ترجمہ: تم میں بعض دنیا کے طالب ہیں) اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو غنیمت کے ارادے سے اپنی جگہ چھوڑ کر چلے گئے۔ ومنکم من یرید الاخرۃ (ترجمہ: اور تم میں بعض آخرت کے طلبگار تھے) اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ کی اطاعت کرنے میں اپنی جگہ جمے رہتے ہیں۔ ابن مسعود کہا کرتے تھے کہ اُس روز کے واقعہ سے پہلے مجھے اس بات کا خیال بھی نہیں آیا تھا کہ صحابہؓ رسول اللہ میں سے کوئی بھی دنیا اور متاع دنیا کا طالب ہوگا۔

حضرت علیؓ اور طلحہ بن عثمان کا مقابلہ

سُدی سے مروی ہے کہ اُحد میں رسول اللہ صلعم مشرکین کے مقابلہ پر برآمد ہوئے۔ آپ کے حکم سے تیر انداز پہاڑ کی جڑ میں مشرکین کے رسالہ کے مواجہ میں کھڑے ہوئے آپ نے ان کو ہدایت کی کہ تم اپنی جگہ سے کسی وقت نہ ہٹنا چاہے تم ہم کو ان پر فتحیاب ہوتا ہوا دیکھو کیونکہ جب تک تم اپنی جگہ کھڑے رہوگے ہم غالب رہیں گے۔ آپ نے خوات بن جبیر کے بھائی عبداللہ جبیر کو ان تیر اندازوں کا سردار مقرر فرمایا تھا، اب طلحہ بن عثمان مشرکوں کے علمبردار نے میدان میں نکل کر کہا اے محمدؐ کے ساتھیو تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ ہم کو تمہاری تلواروں کے ذریعہ بہت جلد دوزخ میں لے جائے گا اور تم کو ہماری تلواروں کے ذریعہ فوراً جنت میں داخل کر دے گا۔ لہذا کوئی مرد میدان ہے جسے اللہ میری تلوار سے فوراً جنت میں لے جائے یا اس کی تلوار سے مجھے دوزخ دکھائے۔ علیؓ بن ابی طالب کھڑے ہوئے اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں

میری جان ہے میں اس وقت تک تجھ کو نہ چھوڑوں گا جب تک کہ اپنی تلوار سے تجھے جہنم واصل نہ کردوں یا تیری تلوار سے خود جنت میں نہ جاؤں، علیؓ نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کا پاؤں قطع کر دیا وہ اس طرح گرا کہ اس کی شرمگاہ کھل گئی کہنے لگا اے میرے بھائی میں تم کو اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے نہ مارو، علیؓ نے اسے چھوڑ دیا رسول اللہؐ نے تکبیر کہی، صحابہؓ نے علیؓ سے پوچھا کہ تم نے کیوں اس کا کام تمام نہ کر دیا، کہنے لگے کہ میرے چچیرے بھائی کی جب شرمگاہ عریاں ہوگئی اس نے مجھے اللہ اور قرابت کا واسطہ دیا مجھے شرم آگئی۔ پھر زبیرؓ بن العوام اور مقداد بن الاسود نے مشرکین پر حملہ کیا اور ان کو مار بھگایا۔ رسول اللہ صلعم اور آپ کے صحابہؓ نے حملہ کیا اور ابوسفیان کو بھگا دیا۔

تیر اندازوں پر خالد بن ولید کا حملہ

خالد بن الولید مشرکین کے افسر رسالہ نے لڑائی کا یہ رنگ دیکھ کر حملہ کر دیا، قدر اندازوں نے تیروں سے ان کی خبر لی جس سے خالد رک گیا، مگر اس کے بعد جب قدر اندازوں نے رسول اللہ اور صحابہؓ کو مشرکین کے پڑاؤ کے عین وسط میں مال غنیمت کی لوٹ میں مشغول دیکھا وہ بھی لوٹنے دوڑے مگر ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلعم کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور یہیں ٹھہرتے ہیں مگر ان کا بیشتر حصہ لوٹنے کے لئے اصل فوج میں جا ملا تھا۔ خالد نے جب دیکھا کہ اب بہت کم قدر انداز رہ گئے ہیں اس نے پھر حملہ کرکے قدر اندازوں کو قتل کر دیا اور ان سے فارغ ہوکر نبی صلعم کے صحابہؓ پر حملہ کیا۔ مشرکین نے جب دیکھا کہ ان کا رسالہ جنگ میں مصروف ہے انہوں نے جنگ کے لئے ایک دوسرے کو للکارا، اب سب نے مل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور ان کو شکست دی اور بے دریغ قتل کر دیا۔

رسول اللہؐ کی تلوار اور حضرت ابودجانہؓ

زبیرؓ سے مروی ہے کہ جنگ اُحد کے دن رسول اللہؐ ایک تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے اسے بغور دیکھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کون ہے جو اس کو لے کر اس کا حق ادا کردے۔ میں نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ یارسولؐ اللہ میں اس کا مستحق ہوں۔ آپ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا اور پھر فرمایا کون اس تلوار کو اس کے حق کے لئے لیتا ہے۔ میں نے پھر کہا یارسولؐ اللہ میں اس کا مستحق ہوں، آپ نے پھر منہ پھیر لیا اور پھر کہا کہ کون اس تلوار کا مستحق ہے۔ اس مرتبہ ابودجانہ سماک بن خرشہ نے آگے بڑھ کر کہا میں اس کا حق ادا کروں گا اور وہ کیا ہے آپ نے فرمایا اس تلوار کا حق یہ ہے کہ اس سے کسی مسلم کو قتل نہ کیا جائے اور کوئی کافر بھاگ کر بچنے نہ پائے، پھر آپ نے وہ تلوار انکو دیدی

ابو دجانہ جب لڑنے نکلے تو سر پر علامت کے لئے ایک کپڑا باندھ لیتے۔ میں نے دل میں کہا دیکھوں آج یہ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ جس پر انہوں نے تلوار اٹھائی اسے پاش پاش کر دیا۔ بڑھتے ہوئے وہ دامن کوہ میں مشرکین کی عورتوں کے پاس پہنچے ان کے پاس دف تھے اور ایک عورت گا رہی تھی:۔

نحن بنات طارق ان تقبلوا نعانق ونبسط النمارق اوتدبروا الفارق

فراق غیر وامق

(ترجمہ) ہم خاندانی بیبیاں ہیں، آگے بڑھو گے گلے ملیں گے اور فرش بچھائیں گے۔ اگر منہ موڑ دو گے الگ ہو جائیں گے اور اس کی ہمیں کچھ پروا نہ ہوگی۔

ابو دجانہ نے اسے مارنے کے لئے تلوار اٹھائی مگر پھر رک گئے اور چھوڑ دیا۔ میں نے ان سے کہا تمہاری تمام کارگذاری میں نے دیکھی مگر اس کی وجہ کیا ہوئی کہ عورت پر تلوار اٹھا کر پھر تم نے اسے چھوڑ دیا۔ ابو دجانہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلعم کی تلوار کو اس سے برتر سمجھا کہ اس سے عورت کو قتل کروں۔

حضرت ابو دجانہؓ کی متکبرانہ چال

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلعم نے فرمایا کون ہے جو اس تلوار کو لے اور اس کا حق ادا کرے۔ کئی صاحب لینے اٹھے مگر آپ نے ان کو وہ تلوار نہ دی، بنی ساعدہ کے ابو دجانہ سماک بن خرشہ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ اس کا حق کیا ہے۔ آپ نے فرمایا تم اسے دشمن پر اس وقت تک چلاؤ کہ یہ مڑ جائے۔ ابو دجانہؓ نے کہا میں اس حق کو پورا کرنے کے لئے اسے لیتا ہوں، آپ نے تلوار ان کو دیدی۔ ابو دجانہؓ ایک بڑے شجاع آدمی تھے لڑائی میں اکڑتے تھے جب وہ سرخ رومال اپنے سر پر باندھتے تو لوگ سمجھ جاتے کہ آج یہ لڑیں گے چنانچہ اس تلوار کو رسول اللہ صلعم کے ہاتھ سے لے کر انہوں نے اپنا سرخ رومال سر سے باندھا اور پھر دونوں صفوں کے بیچ میں اکڑتے ہوئے چلنے لگے۔

بنی سلمہ کے ایک انصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ابو دجانہ کو اس طرح اکڑ کے چلتے ہوئے دیکھ کر فرمایا یوں تو اس چال سے اللہ عزوجل ناراض ہو جاتا ہے مگر اس موقع پر نہیں۔

ابو سفیان کا پیام

ابو سفیان نے اوس اور خزرج کے پاس اپنے ایک پیامبر کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ تم ہمارے اور ہمارے عزیز کے بیچ میں سے علیحدہ ہو جاؤ۔ ہمیں اس سے نبٹ لینے دو ہم تمہارے مقابلہ سے پلٹ جائیں گے کیونکہ ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے مگر انہوں نے اس کے اس پیام کو حقارت سے رد کر دیا

ابو عامر فاسق اور انصار

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ بنو ضبیعہ کا ابو عامر عمرو بن صیفی بن مالک بن النعمان بن امہ رسول اللہؐ کو چھوڑ کر مکہ چلا گیا تھا اس کے ساتھ اوس کے پچاس نو عمر لڑکے جن میں عثمان بن حنیف بھی تھے۔ بعض راویوں نے ان کی تعداد پندرہ کہی ہے۔ یہ قریش سے کہا کرتا تھا کہ اگر محمدؐ سے مقابلہ ہوا تو اوس کا کوئی شخص میری مخالفت نہیں کرے گا۔ جب مقابلہ شروع ہوا سب سے پہلے یہی ابو عامر حبوش اور اہل مکہ کے غلاموں کے ساتھ اوس سے لڑنے پر آمد ہوا اور اس نے آواز دی کہ اے قبیلۂ اوس میں عامر ہوں۔ انہوں نے جواب دیا اے فاسق! اللہ تیری صورت نہ دکھائے، اسے جاہلیت میں راہب کہتے تھے۔ اب رسول اللہ صلعم نے اس کا لقب فاسق کر دیا تھا۔ جب اوس نے اپنے قبیلہ کا یہ غیر متوقع جواب سنا کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے بعد میری قوم بالکل بگڑ گئی پھر اس نے اُن سے شدید جنگ کی اور ان پر پتھر پھینکے۔ ابوسفیان نے اپنے بنی عبدالدار کے نشان برداروں کو جنگ پر ثابت قدم رکھنے کے لئے اُن سے کہا تھا کہ تم جنگ بدر میں ہمارے علم دار تھے اس موقع پر جو تباہی ہمیں نصیب ہوئی اس سے تم واقف ہو، ہر فوج پر اُس کے علمبرداروں کی سمت سے یورش کی جاتی ہے۔ اگر وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے تو ساری قوم کے پاؤں اُکھڑ جاتے ہیں یا تو تم ہمارے لئے اس علمبرداری کا پورا حق ادا کرو ورنہ اسے چھوڑ کر علٰحدہ ہو جاؤ ہم سنبھال لیں گے، انہوں نے کہا نہیں ہم پوری طرح اپنا حق ادا کریں گے اور داد مردانگی دیں گے ہم اور ان نشانوں کو چھوڑ دیں یہ کبھی نہ ہوگا جب کل دشمن سے مقابلہ ہوگا تم خود دیکھ لوگے کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ ابوسفیان کا یہی مقصد تھا کہ طعنہ دے کر اُن کو غیرت دلائی جائے وہ پورا ہوگیا۔

قریشی عورتوں کا رجز

جب حریفوں کا مقابلہ ہوا اور ایک دوسرے کے قریب آگئے ہند بنت عتبہ اپنی ساتھنوں کے ساتھ مردوں کے عقب میں کھڑی ہوگئی وہ دف بجانے لگیں اور ان کے حوصلے بڑھانے لگیں، اس موقع پر ہندہ یہ شعر گا رہی تھی:۔

ان تقبلوا نعانق ونفرش النمارق او تدبروا نفارق فراق غیر وامق

ترجمہ: اگر آگے بڑھوگے ہم گلے لگائیں گے اور گدے بچھائیں گے، اگر منہ موڑو گے بغیر کسی خیال کے قطع تعلق کر دیں گے۔ نیز اس نے کہا:

ویھًا بنی عبدالدار ویھًا حماۃ الادبار ضربا بکل بتار

ترجمہ: اے بنی عبدالدار، اے پشت بچانے والو، شمشیر بُرّاں سے مارو۔

اب عام جنگ شروع ہوگئی اور بہت گرما گرم جنگ ہوئی۔ ابو دجانہ نے دشمن پر قاتلانہ حملہ کیا، وہ حمزہ بن عبدالمطلب اور علیؓ بن ابی طالب کچھ مسلمانوں کے ساتھ دشمنوں میں گھس پڑے اللہ عزوجل نے اپنی نصرت نازل کی اور جو وعدہ کیا تھا اُسے ایفا کیا، انہوں نے تلواروں پر مشرکین کو رکھ لیا اور سامنے سے مار ہٹایا اور بلاشبہ ان کو شکست ہوگئی۔

حضرت محمدؐ کے متعلق افواہ

زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے ہندبنت عتبہ کے خادموں اور اس کے ساتھیوں کو تیزی سے میدان سے بھاگتے ہوئے دیکھا اُن کے پکڑ لینے میں کوئی شے مانع نہ تھی، اتنے میں جبکہ ہم نے دشمن کو مقابلہ سے ار بھگایا ہمارے تیر انداز لوٹنے کے لئے دشمن کی فرودگاہ چلے آئے اور انہوں نے دشمن کے رسالہ کے لئے ہمارے عقب کو غیر محفوظ چھوڑ دیا، چنانچہ دشمن کے رسالہ نے پیچھے سے ہمیں آلیا، اُسی وقت کسی نے چلّا کر کہا کہ محمدؐ مارے گئے، اس کے سنتے ہی ہمارے حوصلے پست ہوگئے اور دشمن کے حوصلے ہم پر اور بڑھ گئے حالانکہ ہم دشمن کے علمبرداروں کو ختم کر چکے تھے اور ان میں سے اب کسی کو اپنے جھنڈے کے پاس آنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔

کفار کا علم

بعض علماء سے مروی ہے کہ مشرکین کا نشان گرا ہوا پڑا تھا اُسے عمرہ بنت علقمہ الحارثہ نے قریش کے لئے اُٹھا کر بلند کر دیا۔ مسلمانوں نے اُسے چاروں طرف سے آگھیرا یہ نشان بنی ابی طلحہ کے حبشی غلام صواب کے ہاتھ میں تھا اُن کا یہ آخری شخص تھا جس نے نشان اُٹھایا، وہ لڑا اُس کے دونوں ہاتھ قطع کر دئے گئے تب اُس نے اپنے سینے سے اُسے چھپایا اور سینے اور گردن کے ذریعہ اُسے تھاما اسی حال میں وہ مارا گیا وہ کہہ رہا تھا اے بارالٰہ کیا میں نے کوئی کوتاہی کی۔ جب فریقین میں اس معرکے کے متعلق فخریہ اور طنزیہ اشعار بازی ہوئی حسان بن ثابت نے اس صواب اور ان کے علمبردار کے ہاتھ قطع کرنے کے واقعہ کو اپنے اشعار میں بیان کیا ہے۔

حضرت علیؓ کی شجاعت

ابو رافع سے مروی ہے کہ جب علیؓ بن ابی طالب نے مشرکین کے علمبرداروں کو تہ تیغ کر دیا رسول اللہ صلعم کی نظر مشرکوں کی ایک اور جماعت پر پڑی۔ آپ نے علیؓ سے کہا کہ اس پر حملہ کرو، اُنہوں نے حملہ کر کے اس جماعت کو منتشر کر دیا اور بنی عامر بن لوی کے شیبہ بن مالک کو قتل کر دیا، حضرت جبرئیلؑ نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ یہ ہے ہمدردی۔ آپ نے فرمایا بے شک علیؓ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں۔ جبرئیل نے کہا اور میں آپ دونوں کا تیسرا ہوں،

نیز صحابہؓ نے یہ آواز بھی سنی: لاسیف الا ذوالفقار۔ ولا فتیٰ الا علی (تلوار صرف ذوالفقار ہے اور جواں مرد صرف علیؓ ہیں)

مسلمانوں پر عقب سے حملہ

ابوجعفر نے کہا ہے کہ جب مسلمانوں کو ان کے عقب سے آلیا گیا وہ بھاگے۔ مشرکین نے ان کو بے دریغ قتل کیا۔ اس مصیبت کی وجہ سے مسلمانوں کے تین حصے ہوگئے تھے، ایک مارا گیا، ایک زخمی ہوا، اور ایک حصہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ خود رسول اللہ صلعم جنگ کی وجہ سے اس قدر تھک گئے تھے کہ ان کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کریں، خود آپ کے سامنے کے جوڑے میں سے نیچے کے دانت ٹوٹ گئے۔ آپ کا منہ شق ہوگیا رخسار اور بالوں کی جڑ کے پاس سے پیشانی زخمی ہوئی۔ ابن قمیہ نے آپ کے سر کے بائیں حصہ پر تلوار ماری۔ آپ کو عتبہ بن ابی وقاص نے زخمی کیا تھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جس روز آپ کے سامنے کے دانت ٹوٹے اور آپ کے چہرے پر زخم لگا، خون آپ کے منہ سے بہہ رہا تھا۔ آپ اسے پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس قوم نے اپنے نبی کا چہرہ اس کے خون سے رنگین کیا ہو وہ کیوں کر فلاح پا سکتی ہے، مگر اس حال میں بھی آپ ان کو عزوجل کی طرف دعوت دے رہے تھے۔ اللہ عزوجل نے اس موقع پر یہ پوری آیت نازل فرمائی لیس لک من الامر شیٔ۔ (ترجمہ) اس معاملہ میں تمہارا کوئی دخل نہیں۔

رسول اللہ پر مسلمانوں کی جاں نثاری

ابوجعفر نے کہا ہے کہ جب دشمن نے آپ پر یورش کی آپ نے فرمایا کون ہے جو ہمارے لئے اپنی جان بیچ ڈالے۔ اس کے متعلق محمود بن عمر بن یزید بن السکن سے مروی ہے کہ زیاد بن السکن پانچ انصاریوں کے ساتھ یا دوسرے راویوں کے بیان کے مطابق عمارہ بن زیاد بن السکن، تھے اور رسول اللہؐ کی مدافعت کے لئے ان کے آگے لڑنے لگے ایک کے بعد ایک قتل ہوتے چلے گئے آخری آدمی زیاد یا عمارہ بن السکن تھے وہ لڑتے رہے آخر کار زخموں سے چکنا چور ہو کر بیکار ہوگئے۔ اتنے میں مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت رسول اللہؐ کے پاس پلٹ آئی اور اس نے دشمن کو آپ کے سامنے سے دھکیل دیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ زیاد کو میرے قریب لاؤ۔ لوگ ان کو قریب لے آئے۔ انہوں نے رسول اللہؐ کے قدم پر اپنا سر رکھ دیا اور اسی حالت میں کہ ان کا گال آپ کے قدم پر رکھا ہوا تھا انہوں نے جان دے دی۔ ابودجانہؓ خود اپنے جسم کو دشمن کی جانب کر کے رسول اللہ صلعم کو بچانے کے لئے بمنزلہ ڈھال بن گئے، تیر آکر ان کی

پیٹھ میں لگ رہے تھے، مگر وہ آپ پر جھکے ہوئے آپ کو دشمن سے بچا رہے تھے یہاں تک کہ بے شمار تیر ان کے آ لگے۔ سعدؓ بن ابی وقاص رسول اللہ صلعم کو اپنی آڑ میں لے کر دشمن پر تیر چلانے لگے۔ خود سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم مجھے تیر اٹھا کر دیتے جاتے تھے اور فرماتے تھے تم پر میرے ماں باپ نثار تیر چلاؤ، نندہ نندہ آپ نے ایسا تیر مجھے دیا کہ اس میں اَنّی نہ تھی مگر آپ نے یہی فرمایا، اسے بھی چلاؤ۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ اس روز خود رسول اللہ صلعم نے اپنی کمان سے تیر چلایا مگر اس کی تانت ٹوٹ گئی، اسے قتادہ بن النعمان نے اُٹھا لیا۔ یہ ان کے پاس تھی، اس روز ان کی ایک آنکھ اس طرح جاتی رہی کہ وہ ان کے گال پر آپڑی رسول اللہ صلعم نے اپنے ہاتھ سے اسے پھر اس کے حلقہ میں رکھ دیا تو اب وہ دوسری آنکھ کے مقابلہ کہیں زیادہ عمدہ اور طاقت ور ہو گئی۔

مصعبؓ بن عمیر کی شہادت

ابو جعفر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے سامنے مصعبؓ بن عمیر آپ کے علمبردار لڑے اور مارے گئے، ان کو قمیئۃ اللیثی نے شہید کیا تھا وہ سمجھا تھا کہ یہی رسول اللہ ہیں چنانچہ اسی وقت قریش کے پاس پلٹ کر چلا گیا اور اس نے کہا کہ میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا۔

حضرت حمزہؓ کی شجاعت

مصعبؓ کی شہادت کے بعد آپ نے اپنا علم علیؓ بن ابی طالب کو دے دیا حمزہؓ بن عبدالمطلب دشمن سے لڑے انہوں نے ارطاۃ بن عبد شرحبیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی کو اس روز جو قریش کے علمبرداروں میں تھا قتل کر دیا۔ پھر ابو نیار سباع بن عبدالعزیٰ الغبشانی ان کے پاس سے گذرا حمزہ بن المطلب نے اس سے کہا اے عورتوں کی ختنہ کرنے والی کے بیٹے میری طرف آؤ۔ اس کی ماں اُم انمار شریق بن عمرو بن وہب الثقفی کی باندی تھی اور مکہ میں یہ ختنہ کیا کرتی تھی۔ دونوں کا مقابلہ ہوا حمزہ نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔

حضرت حمزہؓ کی شہادت

جبیر بن مطعم کا غلام وحشی کہتا ہے کہ اب تک حمزہؓ کی صورت میری نظروں میں ہے ان کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنی تلوار سے لوگوں کے پرزے پرزے کر رہے تھے اور خاکی رنگ کے تراوٹ کی طرح جو چیز سامنے آتی اسے وہ گرا دیتے اتنے میں سباع بن عبدالعزیٰ مجھ سے پہلے ان کے سامنے بڑھ گیا حمزہؓ نے اس سے کہا اے عورتوں کی ختنہ کرنے والی کے بیٹے سامنے آ، سباع نشان پر تلوار ماری مگر وہ سر سے خطا گئی میں نے اپنا بھالا نشانہ زنی کے لئے ہاتھ میں لیکر اسے ہلایا اور جب میں بالکل قریب ہو گیا اور مطمئن ہو گیا میں نے

میں نے اسے ان پر پھینک دیا۔ وہ ان کے پیڑو پر لگا اور دونوں ٹانگوں کے بیچ میں سے نکل گیا وہ میری طرف بڑھے پھر زمین پر گر پڑے میں نے تھوڑی دیر انتظار کیا کہ دیکھوں ان کا کیا ہوتا ہے جب وہ مر گئے میں نے جا کر ان کے جسم سے اپنا بھالا نکال لیا میں لڑائی سے ہٹ کر فرودگاہ میں چلا گیا کیونکہ سوائے ان کے اور کوئی میرا مقصد نہ تھا۔

عاصم بن ثابت

بنو عمرو بن عوف کے عاصم بن ثابت بن اُبی الافلح نے مسافع بن طلحہ اور اُس کے بھائی کلاب بن طلحہ دونوں کو قتل کر دیا مسافع کو جب تیر آکر لگا وہ اپنی ماں سُلافہ کے پاس آیا اور اس کی گود میں اس نے اپنا سر رکھا، سلافہ نے پوچھا اے میرے بیٹے کس نے تجھے مارا ہے اُس نے کہا میں نے اس شخص کو جب اُس نے میرے تیر مارا یہ کہتے سُنا اسے سنبھال میں ابن الافلح ہوں سلافہ نے کہا وہ افلحی ہے، پھر اس نے یہ نذر مانی کہ اگر عاصم کا سر اسے مل گیا وہ اس کے کاسہ سر میں شراب پیئے گی۔ خود عاصم نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ اب وہ کبھی کسی مشرک کو ہاتھ نہ لگائیں گے اور نہ خود کو ہاتھ لگانے دیں گے۔

انس بن النضر کی جاں نثاری

قاسم بن عبد الرحمٰن بن رافع سے مروی ہے کہ انس بن مالک کے چچا انس بن النضر عمر بن الخطاب اور طلحہ بن عبید اللہ کے پاس آئے جو چند مہاجرین کے ساتھ ہاتھ چھوڑے بیٹھے تھے۔ انس نے کہا کیوں اس طرح بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا محمد رسول اللہ مارے گئے انس نے کہا تو پھر ان کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے، اٹھو اور اسی دین پر جس پر خود رسول اللہ صلعم کا وصال ہوا ہے اپنی جانیں دے دو۔ یہ کہہ کر خود وہ تو دشمن کے سامنے آئے لڑے اور مارے گئے۔ انہیں کے نام پر انس بن مالک کا نام انس رکھا گیا۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ اُس روز انس بن النضر پر ہم نے تلوار اور نیزے کے ستر زخم پائے صرف اُن کی بہن اُن کی خوبصورت اُنگلیوں کی وجہ سے اُن کو شناخت کر سکیں۔

ابی ابن خلف کا رسول اللہ پر حملہ

ابن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ شکست اور رسول اللہ صلعم کی شہادت کی خبر مشہور ہو جانے کے بعد سب سے پہلے بنو سلمہ کے کعب بن مالک نے آپ کو شناخت کیا۔ خود ان سے مروی ہے کہ میں نے آپ کی آنکھوں کو جو خود کے نیچے چمک رہی تھیں پہچانا، پھر انتہائی بلند آواز سے میں نے اعلان کیا کہ اے مسلمانو بشارت ہو رسول اللہ صلعم یہ موجود ہیں، اس پر آپ نے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا، جب مسلمانوں نے رسول اللہ صلعم کو پہچانا کہ آپ موجود ہیں وہ آپ کے پاس آگئے، آپ درے کی طرف چلے، آپ کے ہمراہ علیؓ بن ابی طالب ابوبکرؓ بن ابی قحافہ، عمرؓ بن الخطاب، طلحہؓ بن عبید اللہ، زبیرؓ بن العوام اور حارثؓ بن الصمہ

مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ تھے۔ جب آپ درے میں جاکر بیٹھ گئے ابی بن خلف یہ کہتا ہوا کہ محمدؐ کہاں ہیں میں ہلاک ہو جاؤں اگر وہ زندہ بچ جائیں، آپ کے پاس پہنچ گیا۔ صحابہؓ نے آپ سے کہا آپ فرمائیں تو ہم میں سے کوئی آپ کی حفاظت کے لئے آپ کو اپنی آڑ میں لے لے۔ مگر آپ نے فرمایا اس کی ضرورت نہیں اُسے آنے دو، جب وہ قریب آ گیا۔ رسول اللہ صلعم نے حارثؓ بن الصمہ کا بھالا اُٹھایا۔

ابن ابی خلف کا خاتمہ

راوی کہتا ہے کہ اس موقع پر بعض لوگوں سے یہ بات بھی نقل ہوئی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے بھالا اٹھایا ایک بجلی سی کوند گئی اور ہم اس طرح جھر جھرائے جس طرح کہ اونٹ جب جھر جھری لیتا ہے تو اس کے رونگیں جھڑ جاتے ہیں۔ پھر آپ نے اس کے سامنے جاکر اس کی گردن میں نیزہ مارا جس سے وہ کئی مرتبہ اپنے گھوڑے پر چکّر کھا گیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ اس واقعہ سے پہلے یہ رسول اللہ صلعم سے ملتا تو کہا کرتا کہ اے محمدؐ میں اپنے گھوڑے عود کو روزانہ تسلے ہوئے جَو کھلا رہا ہوں تاکہ اس پر سوار ہو کر تم کو قتل کر دوں گا۔ اس کے جواب میں رسول اللہ صلعم فرماتے بلکہ انشاء اللہ میں تجھے قتل کروں گا۔

زخم کھا کر یہ قریش کے پاس پلٹ گیا۔ رسول اللہ صلعم نے اس کی گردن میں معمولی سی خراش کر دی تھی اس سے خون جاری ہو گیا اس نے کہا بخدا محمدؐ نے مجھے مار ڈالا۔ قریش کہنے لگے خوف سے تیرا دم نکل گیا ہے حالانکہ بخدا تجھے مہلک زخم نہیں لگا ہے۔ اُس نے کہا کہ جب وہ مکہ میں تھے انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کر دوں گا، اس لئے اگر وہ مجھ پر تھوک ہی دیتے تو مجھے ہلاک کر دیتے قریش اُسے واپس مکہ لے جا رہے تھے کہ اُس دشمن خدا کا سرف میں کام تمام ہو گیا۔

رسول اللہؐ کا پانی پینے سے انکار

جب رسول اللہ صلعم درے کے منہ پر رک گئے علیؓ بن ابی طالب وہاں سے نکلے انہوں نے پنچ چرمی ڈھال کو جو پانی پینے کے ڈنگ میں ہو پانی بھرا ہوا تھا اس سے بھرا اور اُسے رسول اللہ صلعم کے پاس لائے تاکہ آپ اُسے پئیں مگر آپ کو اس میں بدبو معلوم ہوئی اس لئے آپ نے ناپسند کیا اور نہ پیا البتہ خون اپنے منہ پر سے دھو ڈالا اور سر پر بھی پانی بہایا۔ اس موقع پر آپ کہہ رہے تھے اُس شخص پر جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون آلود کیا ہے اللہ کا سخت غضب نازل ہوگا۔

رسول اللہؐ کا خون آلود چہرہ

سعدؓ بن وقاص کہا کرتے تھے کہ کسی شخص کے قتل کرنے کا میں اس قدر دلدادہ نہ تھا جتنا کہ عتبہ بن ابی وقاص کے قتل کا تھا، میں یہ بھی جانتا تھا کہ

وہ بہت بدخو اور اپنی قوم میں متبغوض ہے مگر رسول اللہ صلعم کے اس قول نے کہ جس نے اللہ کے رسول ؐ کے چہرے کو خون آلود کیا اللہ کا اس پر سخت غضب نازل ہوگا مجھے اس کے قتل کے خیال سے مطمئن کر دیا۔

ابن قمیہ

سدی سے مروی ہے کہ بنی الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ کے ابن قمیۃ الحارثی نے رسول اللہ صلعم کے قریب آکر آپ پر پتھر پھینکا جس سے آپ کی ناک اور چوکا ٹوٹ گیا، آپ کا چہرہ خون آلود ہوگیا اس کے صدمے سے آپ حرکت نہ کر سکے۔ آپ کے صحابہ آپ کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے بعض مدینہ چلے آئے اور بعض پہاڑ پر چڑھ کر ایک چٹان پر جا بیٹھے۔ رسول اللہ صلعم لوگوں کو آواز دیتے لگے کہ اے اللہ کے بندو میرے پاس آؤ، میرے پاس آؤ۔ تیس صحابہ آپ کے پاس اکٹھا ہو گئے وہ سب آپ کے آگے آگے چلنے لگے مگر طلحہؓ اور سہیلؓ بن حنیف کے علاوہ کوئی آپ کے قریب نہ ٹھہرا، طلحہؓ نے عقب سے آکر آپ کو بچایا ایک تیر ان کے ہاتھ میں آکر لگا جس سے ان کا ہاتھ خشک ہوگیا۔ ابی بن خلف الجمحی آپ کے سامنے آیا اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ ضرور رسول اللہ صلعم کو قتل کرے گا۔ مگر رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا بلکہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ اس نے آگے بڑھ کر آپ کو للکارا اے کذاب کہاں بھاگ کر جاتا ہے اور اس نے آپ پر حملہ کیا، رسول اللہ صلعم نے اس کی زرہ کے گریبان میں نیزہ مارا جس سے وہ معمولی سا زخمی ہوگیا مگر اسی کے صدمے سے زمین پر گر پڑا اور بیل کی طرح سے خراٹے لینے لگا، اس کے ساتھیوں نے اسے اٹھالیا اور تسکین دی کہ تم کو کوئی ایسا زخم نہیں آیا جس سے تم گھبرا جاؤ۔ کہنے لگا کیا محمدؐ نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ بخدا اگر تمام ربیعہ اور مضر بھی آجاتے تو وہ ضرور ان سب کو قتل کر دیتے۔ وہ اس کے بعد ایک یا چند ہی روز زندہ رہ کر اسی زخم سے ہلاک ہوگیا۔ تمام مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہوگئی تھی کہ رسول اللہ صلعم قتل کر دیئے گئے۔ اس پر چٹان والوں نے کہا کاش، کوئی شخص ایسا ہوتا جو ہماری طرف سے عبداللہ بن ابی سے جاکر کہتا کہ وہ ہمارے لیے ابوسفیان سے امان لے لے، اے دوستو! محمدؐ مارے گئے اب اپنے اپنے گھروں کو قبل اس کے کہ دشمن تم پر حملہ کرکے سب کو تہ تیغ کر ڈالے، واپس چلو،

انس بن النضر نے کہا، اے میرے دوستو! اگر محمدؐ مارے گئے تو کیا ہوا محمدؐ کا رب تو زندہ ہے وہ تو نہیں مارا گیا۔ لہٰذا جس دین کی حمایت میں وہ مارے گئے اسی کی حمایت میں تم لڑو۔ خداوندا جو کچھ انہوں نے کہا ہے اس سے میں تیری جناب میں معافی چاہتا ہوں اور اس سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر انہوں نے تلوار سنبھالی، دشمن پر حملہ کیا جاں نثاری سے لڑے اور شہید ہوگئے۔

رسول اللہؐ کے پاس صحابہؓ کا اجتماع

رسول اللہ صلعم اپنے صحابہؓ کو بلانے چلے، چلتے چلتے آپ چٹان والوں کے پاس پہنچے، ان کو آتا دیکھ کر ان میں سے ایک نے تیر کمان میں لگایا اور اس سے رسول اللہ صلعم کو نشانہ بنانا چاہا، آپؐ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں۔ جب اُنہوں نے رسول اللہ کو زندہ پایا وہ بہت خوش ہوئے، اور خود آپ بھی یہ دیکھ کر کہ اب بھی آپ کے صحابہ میں ایسے لوگ ہیں جو آپ کی حفاظت کرنے کے لئے آمادہ ہیں خوش ہوئے بہت سے صحابہ یک جا ہو گئے اور ان میں خود رسول اللہ صلعم بھی موجود تھے، ان کا رنج وغم جاتا رہا اب وہ فتح کو یاد کرنے لگے اور موقع کے ہاتھ سے نکل جانے اور اپنے مقتول رفیقوں پر افسوس کرنے لگے۔ اسی موقع پر ان لوگوں کے لئے جنہوں نے کہا تھا کہ چونکہ رسول اللہ صلعم مارے گئے لہٰذا اپنے گھروں کو چلو۔ اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل کیں وما محمدٌ الا رسولٌ قد خلت من قبله الرسل، افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم، ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین (ترجمہ:- اور نہیں ہیں محمدؐ مگر اللہ کے رسول اُن سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے اگر وہ مر جائیں یا مارے جائیں تم اُلٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے اور جو کوئی اُلٹے پاؤں پلٹ جائے گا وہ ہرگز اللہ کو کوئی ضرر نہیں پہنچائے گا اور بہت جلد اللہ فرمانبرداروں کو جزائے خیر دے گا)

ابوسفیان کی پیش قدمی و پسپائی

ابوسفیان اس جماعت کی طرف آیا۔ جب وہ پہاڑ پر چڑھ آیا اور صحابہ نے اسے دیکھا وہ اپنی خوشی کو بھول گئے اور اس کی پیش قدمی سے متاثر ہو گئے۔ رسول اللہ صلعم فرمانے لگے وہ ہم پر کبھی غلبہ نہ پائیں گے۔ اے اللہ اگر یہ میری جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر کوئی تیرا پرستار نہ رہے گا، پھر آپؐ نے صحابہؓ کو مدافعت کا حکم دیا، انہوں نے دشمن پر پتھر پھینکے اور ان کو پہاڑ سے نیچے گرا دیا۔

ابوسفیان اور حضرت عمرؓ میں گفتگو

ابوسفیان نے اس روز کہا تھا آج ہُبل کا بول بالا ہوا، حنظلہ حنظلہ کے عوض میں قتل ہوا، آج بدر کا بدلہ ہوا، مشرکین نے اس روز حنظلہؓ بن الراہب کو شہید کیا تھا ان کو غسل جنابت کی ضرورت تھی اس لئے ملائکہ نے ان کو غسل دیا۔ حنظلہ بن ابی سفیان جنگ بدر میں مارا گیا تھا۔ ابوسفیان نے کہا عزیٰ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی عزیٰ نہیں ہے۔ رسول اللہ صلعم نے عمرؓ سے کہا، کہو اللہ ہمارا مولےٰ ہے اور تمہارا کوئی مولےٰ نہیں۔ ابوسفیان نے پوچھا کیا محمدؐ تم میں موجود ہیں۔ بیشک تمہارے مقتولین کے

اعضاء کو قطع و برید کیا گیا ہے، مگر میں نے نہ اس کی اجازت دی تھی اور نہ اس سے روکا اس بات سے نہ میں خوش ہوا اور نہ ناراض۔ اللہ عزوجل نے ابوسفیان کے اس طرح پہاڑ پر چڑھ کر برآمد ہونے کا ان آیات میں ذکر کیا ہے فاثابکم غمًا بغم لکیلا تحزنوا علی ما فاتکم ولا ما اصابکم، یہاں غم اول فتح اور غنیمت کا ہاتھ سے نکل جانا اور غم ثانی دشمن کا اس طرح پہاڑ پر چڑھ آنا تاکہ مسلمان جو غنیمت ہاتھ سے نکل گئی اور اپنے ساتھیوں کے قتل پر ملول نہ ہوں اور یہ اس وقت ہوا جب کہ وہ ان باتوں کو یاد کر رہے تھے۔ ابوسفیان نے وہاں برآمد ہو کر ان کی طرف متوجہ کر لیا۔

حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ

سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم چند صحابہ کے ہمراہ درے میں بیٹھے تھے، قریش کی ایک جماعت پہاڑ پر چڑھ آئی۔ آپ نے فرمایا خداوندا ایسا نہ ہونے پائے کہ وہ یہاں پر چڑھ آئیں۔ عمرؓ بن الخطاب نے مہاجرین کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ ان حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور ان کو پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔ رسول اللہ صلعم پہاڑ کی ایک بڑی چٹان پر چڑھنے کے لئے اٹھے مگر ایک تو آپ تھکے ہوئے تھے دوسرے دوہری زرہیں پہن رکھی تھیں، اس لئے آپ اپنی جگہ سے نہ اٹھ سکے۔ طلحہؓ بن عبیداللہ آپ کے لئے بیٹھ گئے تب آپ اٹھ کر ان پر سوار ہو گئے۔ زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے اس روز رسول اللہ صلعم کو کہتے سنا کہ اللہ کے رسول کے ساتھ اس خدمت گذاری کی وجہ سے طلحہؓ نے اپنا حق واجب کر لیا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ اس روز جو صحابہ رسول اللہ صلعم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے ان میں سے بعض تو کوہ اعوص کے ادھر مقام منقی جا پہنچے عثمانؓ بن عفان، عقبہ بن عثمان اور سعد بن عثمان، دو انصاری یہ احد سے بھاگ کر کوہ جلعب جو مدینہ کے اطراف میں کوہ اعوص کے متصل واقع ہے چلے آئے یہ لوگ تین دن ٹھہر کر پھر رسول اللہ صلعم کے پاس پلٹ گئے۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے اور رسول اللہ نے ان سے فرمایا تم کس ضرورت سے وہاں چلے گئے تھے۔

حضرت حنظلہؓ کی شہادت و غسل ملائکہ

حنظلہؓ بن ابی عامر کا جن کو ملائکہ نے غسل دیا اور ابوسفیان کا مقابلہ ہوا جب انہوں نے ابوسفیان پر قابو پا لیا تو فوراً ہی شداد بن الاسود ابن شعوب کی نظر ان پر پڑی اور اس نے دیکھ لیا کہ اب حنظلہؓ ابوسفیان پر قابو پا چکے ہیں اس نے تلوار سے ان کا کام تمام کر دیا۔ رسول اللہ صلعم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ تمہارے دوست حنظلہؓ کو ملائکہ غسل دے رہے ہیں۔ ان کے گھر والوں سے پوچھو کیا بات ہے۔ ان کی بیوی سے دریافت

کیا گیا۔ انہوں نے کہا بیشک دشمن کی یورش کی خبر سن کر وہ بغیر غسل جنابت گھر سے چلے گئے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اسی لیے ملائکہ نے ان کو غسل دیا ہے۔

شدّاد بن الاسود

شدّاد بن الاسود نے حنظلہؓ کے قتل اور ابوسفیان بن حرب نے جنگ میں اپنی ثابت قدمی اور حنظلہؓ کے مقابلہ میں شداد کی معاونت کے بیان میں شعر کہے۔ حسّان بن ثابت نے اس کے جواب میں شعر کہے۔ شدّاد نے خود بھی ابوسفیان کو دشمن کے نرغے سے بچانے پر اپنا احسان اپنے شعروں میں جتایا۔

شہدائے کرام کا مثلہ

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ جنگ ختم ہونے کے بعد ہند بنت عتبہ اپنی ساتھنوں کے ساتھ شہید صحابہؓ رسول اللہ کے اعضائے جسم کو قطع و برید کرنے نکلی۔ انہوں نے مقتولین کے کان ناک کاٹے یہاں تک کہ ہند نے ان کے کٹے ہوئے ناک اور کانوں کے بازوبند اور ہنسلی بنائی اور خود اپنا بازو بند، ہنسلی اور کان کی بالیاں اس نے جبیر بن مطعم کے غلام وحشی کو دے ڈالیں۔ اس نے حمزہؓ کا کلیجہ چیر کر نکالا اور چبا ڈالا مگر وہ بچا نہیں اس نے پھر اگل دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک بلند چٹان پر چڑھ کر نہایت بلند آواز میں اپنے وہ اشعار پڑھے جو اس نے اپنی جماعت کی فتح اور صحابۂ رسولؐ کے قتل کی خوشی میں کہے تھے۔ یہ بات عمرؓ بن الخطاب سے بیان کی گئی انہوں نے حسان سے کہا اے ابن الفریعہ کاش تم ہند کے قول کو سنتے۔ وہ چٹان پر کھڑی ہوئی ہمارے مقابلہ پر رجز پڑھ رہی ہے اور حمزہؓ کے ساتھ جو کچھ اس نے کیا ہے اُسے بیان کر رہی ہے۔ حسّان نے کہا میں اس پہاڑ کی چوٹی اُطم پر کھڑا ہوا تھا کہ میں نے بھالے کو گرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے دل میں کہا تھا کہ یہ حرب کا ہتھیار نہیں ہے اور وہ بھالا حمزہؓ پر تیر کی طرح جا رہا تھا اس کے علاوہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ ہند کے کچھ شعر مجھے سناؤ تو پھر میں اس کی خبر لوں۔ عمرؓ نے اس کے کچھ شعر حسّان کو سنائے اُنہوں نے ہند کی ہجو کہی۔

ابوسفیان کی لن ترانی

براءؓ سے مروی ہے کہ ابوسفیان پہاڑ پر چڑھ کر ہمارے قریب آیا اس نے دو مرتبہ پوچھا کیا تم میں محمدؐ ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کوئی اسے جواب نہ دے پھر تیسری مرتبہ پوچھا کیا تم میں ابن ابی قحافہ ہیں رسول اللہ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے۔ اس نے تین مرتبہ عمرؓ بن الخطاب کو پوچھا رسول اللہ صلعم نے فرمایا کوئی اسے جواب نہ دے۔ اس خاموشی پر ابوسفیان نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ یہ سب ضرور مارے گئے زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ اب عمرؓ بن الخطاب سے نہ رہا گیا انہوں نے کہا اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے اللہ نے ان سب کو محفوظ رکھا ہے جو تیری ذلت کا باعث ہونگے

ابوسفیان کہنے لگا ہُبل کی جے، ہبل کی جے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اس کا جواب دو۔ صحابہ نے پوچھا کیا جواب دیں۔ آپ نے فرمایا کہو اللہ بہت بلند و برتر ہے۔ ابوسفیان کہنے لگا عزیٰ ہمارا ہے تمہارا کوئی عزیٰ نہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اس کا جواب دو۔ صحابہؓ نے پوچھا کیا جواب دیں۔ آپ نے فرمایا کہو اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی والی و مالک نہیں۔ ابوسفیان نے کہا آج ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا اور لڑائی بڑا ڈھول ہے کبھی بھرتا ہے اور کبھی خالی ہوتا ہے تم اپنے مقتولین میں مقطوع الاعضاء لاشیں پاؤ گے مگر میں نے نہ اس کا حکم دیا تھا اور نہ اس فعل کو بُری نظر سے دیکھا۔

حضرت حمزہؓ کی لاش کی بے حرمتی

ابن اسحٰق اپنے بیان میں کہتے ہیں کہ جب عمرؓ نے ابوسفیان کو جواب دیا تو اُس نے اُن سے کہا کہ ذرا یہاں آؤ۔ رسول اللہ نے ان سے کہا کہ جاؤ دیکھو وہ کیا کہتا ہے۔ عمرؓ اس کے پاس آئے۔ ابوسفیان نے ان سے کہا اے عمرؓ میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم سچ بتاؤ کہ کیا واقعی ہم نے محمدؐ کو قتل کر دیا ہے۔ عمرؓ نے کہا بخدا ہرگز نہیں وہ اس وقت بھی تمہاری گفتگو سُن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا تم کو میں ابن قمیہ سے زیادہ صادق القول سمجھتا ہوں اور اس کے اس دعوے کے مقابلہ میں کہ اس نے محمدؐ کو قتل کر دیا ہے تمہارے بیان کو زیادہ صحیح سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد اس نے بلند آواز میں کہا تمہارے مقتولین میں مقطوع الاعضاء لوگ ہیں مگر میں نے نہ اس کی اجازت دی تھی اور نہ ممانعت کی تھی اسی لئے اس فعل کو نہ میں نے اچھا سمجھا اور نہ بُرا۔ حالانکہ بنو الحارث بن عبد مناۃ کے حلیس بن زبان نے جو اس روز حبشیوں کا افسر تھا خود ابوسفیان بن حرب کو حمزہؓ کے جبڑے میں نیزے کی اَنی ٹھونک کر یہ کہتے سنا، لے اس کا مزا چکھ اور پھر اس نے کہا اے بنو کنانہ دیکھتے ہو یہ قریش کا سردار اپنے عزیز قریب کے ساتھ وہ سلوک کر رہا ہے جو ذبح کردہ جانور کے گوشت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا خاموش رہو، اس بات کو اب کسی سے بیان نہ کرنا یہ مجھ سے لغزش ہو گئی۔

ابوسفیان کے تعاقب کا حکم

ابوسفیان اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہاڑ پر سے پلٹ کر جانے لگا اس نے بلند آواز میں مسلمانوں سے کہا کہ اب آئندہ سال پھر بدر میں تم سے مقابلہ ہوگا۔ رسول اللہ صلعم نے اپنے کسی صحابیؓ سے کہا کہہ دو کہ ہاں ضرور۔ پھر آپ نے علیؓ بن ابی طالب کو حکم دیا کہ تم مشرکین کے پیچھے جا کر دیکھو کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور آئندہ کیا کرنا چاہتے ہیں اگر انہوں نے گھوڑوں کو کوتل ساتھ لیا ہو اور خود وہ اونٹوں پر سوار ہوں تو سمجھ لینا کہ اب وہ مکہ پلٹ رہے ہیں اور اگر اس کے برعکس وہ گھوڑوں پر سوار ہوں اور اونٹوں کو خالی ساتھ لے جا رہے ہوں تو سمجھنا

کہ ان کا ارادہ مدینہ کا ہے۔ اس ذات قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر وہ مدینہ کا رُخ کریں گے تو میں ضرور فوراً مدینہ پہنچ کر وہاں ان سے لڑوں گا۔

علیؓ کہتے ہیں حسب الحکم میں اُن کے پیچھے چلا کہ دیکھوں وہ اب کیا کرتے ہیں۔ جب میں نے دیکھا کہ انہوں نے گھوڑوں کو کوتل کر دیا ہے اور اونٹوں پر سوار ہو گئے ہیں میں نے سمجھ لیا کہ یہ اب مکہ جا رہے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے مجھے ہدایت کی تھی کہ جو کچھ تم دیکھو جب تک میرے پاس نہ آجاؤ ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا۔ مگر جب میں نے ان کو مکہ جاتے دیکھ لیا تو میں اس خبر کو رسول اللہ صلعم کی ہدایت کے باوجود اس خوشی کی وجہ سے کہ میں نے ان کو بجائے مدینہ جانے کے مکہ جاتا ہوا دیکھا تھا چھپا نہ سکا اور میں چلاتا ہوا آپؐ کی طرف آیا۔

حضرت سعدؓ بن الربیع کی شہادت

اب لوگ اپنے مقتولین کی دیکھ بھال کے لئے فارغ ہوئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کون ہے جو مجھے دیکھ کر بتائے کہ سعدؓ بن الربیع نے جنگ میں کیا کیا (یہ سعدؓ بنو الحارث بن خزرج سے تھے) آیا وہ زندہ ہیں یا مر گئے۔ ایک انصاری نے کہا رسول اللہ میں دیکھ کر آتا ہوں، وہ میدان کارزار میں گئے اُن کو تلاش کیا دیکھا کہ سخت مجروح ہیں اور صرف سانس باقی ہے۔ یہ انصاری کہتے ہیں کہ میں نے سعدؓ سے کہا کہ مجھے رسول اللہؐ نے یہ حکم دیا ہے کہ میں تم کو دیکھ آؤں زندہ ہو یا ختم ہو گئے۔ سعدؓ نے کہا میرا کام تمام ہو چکا ہے۔ تم رسول اللہ صلعم سے میرا سلام کہو اور عرض کرو کہ سعدؓ بن الربیع آپ سے عرض پرداز ہے کہ اللہ آپ کو بہترین جزا دے جو اس نے کسی نبی کو اپنی اُمت کی خدمت کے عوض میں دی ہو۔ تم اپنی قوم کو میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ سعدؓ بن الربیع نے کہا ہے کہ اگر تمہاری موجودگی میں دشمن کسی طرح بھی رسول اللہ صلعم تک پہنچ گیا تو اللہ کے سامنے تمہارا کوئی عذر قابل پذیرائی نہ ہوگا کیونکہ تمہارے پاس دیکھنے کے لئے آنکھیں ہیں۔ ان کے مرنے تک میں وہیں کھڑا رہا پھر میں نے رسول اللہ صلعم سے آکر ان کا واقعہ بیان کیا۔ آپؐ حمزہؓ بن عبد المطلب کو تلاش کرنے چلے۔ آپ نے ان کو وادی کے شکم میں مقتول پایا۔ اُن کا پیٹ چاک کر کے ان کا کلیجہ نکال لیا گیا تھا۔ ان کے جسم کو قطع کر دیا گیا تھا اور ناک کان کاٹ ڈالے گئے۔

محمد بن جعفر کی روایت

محمد بن جعفر بن الزبیر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے حمزہؓ کو اس حالت میں مقتول دیکھا آپؐ نے فرمایا اگر صفیہ کو رنج نہ ہو یا میرے بعد یہ بات سنت نہ ہو جائے تو میں ان کو بغیر دفن کئے اسی طرح یہاں چھوڑ دوں تاکہ درندے اور

پندرہ سالی سے شکم پُری کرلیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ بھی مجھے قریش پر فتح عطا کی تو میں اُن کے تیس مقتولوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردوں گا۔ مسلمانوں نے جب دیکھا کہ آپ کو آپ کے چچا کے ساتھ جو برتاؤ کیا گیا اس پر اس قدر رنج اور غصہ ہے، انہوں نے عرض کیا کہ اگر ہمیں ابدالآباد تک کسی دن ان مشرکین پر فتح حاصل ہوئی تو ہم ان کے اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کردیں گے کہ آج تک کسی عرب نے کسی کے ساتھ نہ کیا ہو۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے اسی ارشاد اور پھر صحابہؓ کے اس قول کے متعلق اللہ عزوجل نے قرآن میں ﴿وان عاقبتم بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين﴾ آخر سورہ تک نازل فرمایا (ترجمہ: اور اگر تم عذاب دو جیسا کہ تم کو عذاب دیا گیا (تو کرو) اور البتہ اگر تم صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے) اس وحی کی بنا پر رسول اللہؐ نے مشرکین کو معاف کردیا خود صبر کرلیا اور مقتول کے جسم کو قطع و برید کرنے کی ممانعت کردی۔

حضرت صفیہؓ کا صبر و ایثار

ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ صفیہؓ بنت عبدالمطلب اپنے حقیقی بھائی حمزہؓ کو دیکھنے آئیں، رسول اللہ صلعم نے ان کے بیٹے زبیر بن العوام سے کہا کہ تم ان کے پاس جاؤ اور لوٹا دو تاکہ جو کچھ اُن کے بھائی کے ساتھ ہوا ہے وہ اسے دیکھنے نہ پائیں۔ زبیر اُن کے پاس گئے اور کہا اماں جان رسول اللہ صلعم نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ واپس چلی جائیں۔ انہوں نے پوچھا کیوں، مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے بھائی کے اعضاء کو قطع کیا گیا ہے اللہ کی راہ میں یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے محض اس وجہ سے اگر مجھے ممانعت کی گئی ہے تو میں اس سے خوش نہیں ہوئی۔ انشاء اللہ میں صبر و تحمل سے کام لوں گی۔ زبیرؓ نے رسول اللہ صلعم سے آکر ان کا قول بیان کیا، آپ نے کہا اچھا اُن کو جانے دو، وہ حمزہؓ کے پاس آئیں اُن کو خوب دیکھا اُن پر رحمت بھیجی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن کہا اور ان کے لئے طلب مغفرت کی۔ پھر رسول اللہ صلعم کے حکم سے وہ دفن کردیئے گئے۔

حضرت عبداللہ بن جحش کا مثلہ

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن جحش کی اولاد میں سے بعض کا یہ دعویٰ ہے کہ عبداللہ بن جحشؓ کے ساتھ بھی مشرکین نے وہی سلوک کیا جو حمزہؓ کے ساتھ کیا تھا البتہ ان کا کلیجہ نہیں نکالا۔ یہ امیمہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے اور حمزہؓ ان کے ماموں تھے۔ رسول اللہ صلعم نے ان کو بھی حمزہؓ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کردیا۔ مگر ہم نے یہ بات ان کے خاندان کے علاوہ اور کہیں نہیں سنی۔

حضرت حسیلؓ بن جابر اور حضرت ثابتؓ بن وقش کی شہادت

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم اُحد روانہ ہو گئے حسیلؓ بن جابر الیمان ابو حذیفہ بن الیمان اور ثابتؓ بن وقش بن زعوراد عورتوں اور بچوں کے ساتھ ایک گڑھی میں بٹھا دیئے گئے تھے۔ یہ دونوں نہایت سن رسیدہ بوڑھے تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا اب کاہے کا انتظار ہے ہماری عمر بہت ہی کم رہ گئی ہے ہم صبح و شام کے یوں ہی مہمان ہیں کیوں نہ تلواریں سنبھال کر رسول اللہ صلعم سے جا ملیں، شاید آپ کی معیت میں اللہ ہمیں شہادت سے متفخر کر دے۔ دونوں نے تلواریں اُٹھائیں اور اپنے مقام سے چل کر اور لوگوں میں آکر شامل ہو گئے مگر کسی کو ان کے آنے کا علم نہ ہوا۔ ثابت بن وقش کو مشرکین نے شہید کر دیا۔ حسیل بن جابر بن الیمان پر خود مسلمانوں کی ایک دم کئی تلواریں پڑیں جس سے وہ ہلاک ہو گئے۔ مسلمان ان کو پہچانتے نہ تھے، حذیفہؓ نے کہا یہ میرے باپ ہیں۔ ان کے قاتل مسلمانوں نے کہا کہ بخدا ہم ان کو نہیں جانتے تھے اور واقعہ یہی تھا کہ وہ ان کو جانتے نہ تھے۔ حذیفہ نے کہا اللہ تم کو معاف کر دے گا اور وہ سب سے بڑھ کر مہربان ہے۔ رسول اللہ نے چاہا کہ ان کی دیت دیں، مگر حذیفہ نے اپنے باپ کے خون بہا کو مسلمانوں پر تصدق کر دیا۔ جس سے ان کی شرافت اور نیکی رسول اللہ کی نظر میں اور بڑھ گئی۔

حاطب بن امیہ منافق

ابن اسحٰق عاصم بن عمر بن قتادہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں حاطب بن امیہ بن رافع ایک شخص تھا اور یزید بن حاطب اس کا بیٹا تھا جنگ احد میں وہ زخمی ہوا حالت نزع میں اسے لوگ اس کے گھر لائے۔ تمام گھر والے جمع ہو گئے، تمام مسلمان مرد اور عورتیں کہنے لگیں اے ابن حاطب تم کو جنت کی بشارت ہو اس پر اس کے باپ حاطب نے جس کی تمام عمر زمانۂ جاہلیت میں بسر ہو چکی تھی اس وقت اپنا نفاق ظاہر کیا اور کہنے لگا کس چیز کی بشارت دیتے ہو۔ کیا جنگلی دوسہ کی جنت کی بشارت دیتے ہو۔ بخدا تم نے اس لڑکے کو دھوکے میں ڈالا اور مجھے اس کی موت کا صدمہ دیا۔

قزمان کی خودکشی

ہم میں ایک باہر والا بھی تھا۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ کس مقام کا باشندہ ہے قزمان اس کا نام تھا، جب رسول اللہ صلعم کے سامنے اس کا ذکر آتا تو آپ فرماتے کہ وہ دوزخی ہے۔ جنگ اُحد میں وہ نہایت ہی شجاعت اور بسالت سے لڑا۔ اس نے آٹھ یا نو مشرکوں کو تہ تیغ کر دیا یہ ایک زبردست اور بہادر آدمی تھا۔ جب زخموں نے

اُسے بیکار کر دیا لوگ اُسے بنی ظفر کے مکان اٹھا لائے۔ بعض مسلمان اُس سے کہنے لگے تم ہاں آج تو تم نے خوب ہی دادِ مردانگی دی تم کو بشارت ہو۔ اُس نے کہا کس بات کی بشارت بخدا میں تو اپنی قومی روایاتِ شجاعت کو برقرار رکھنے کے لئے اس طرح لڑا، اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں جنگ ہی میں شرکت نہ کرتا۔ جب اس کے زخموں کی تکلیف زیادہ بڑھی اس نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور اس سے اس نے اپنی نبضیں قطع کر دیں ان سے بدن کا تمام خون بہہ گیا اور وہ مرگیا۔ رسول اللہ صلعم کو جب اس کی اطلاع دی گئی آپؐ نے فرمایا میں اعلان کرتا ہوں کہ میں واقعی اللہ کا رسول ہوں۔

مخیرق یہودی

جنگ اُحد میں مخیرق الیہودی مارا گیا۔ یہ بنو ثعلبہ بن الفطیون سے تھا۔ جنگ اُحد کے دن اس نے یہودیوں سے کہا کہ محمدؐ کی نصرت ہم پر فرض ہے۔ یہودی کہنے لگے مگر آج سنیچر ہے۔ اس نے کہا میں سنیچر کی کچھ پروا نہیں کرتا۔ اس نے تلوار سنبھال دوسری ضروریاتِ جنگ ساتھ لیں اور کہا کہ اگر میں مارا جاؤں تو میرا تمام مال محمدؐ کو دے دیا جائے وہ جس طرح چاہیں اُسے کام میں لائیں۔ ان انتظامات سے فارغ ہو کر وہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ کے ساتھ قریش سے لڑا اور مارا گیا۔ رسول اللہ صلعم نے جہاں تک معلوم ہوا ہے فرمایا ہے کہ مخیرق یہود میں سب سے بہتر ہے۔

شہدا کی احد میں تدفین

مسلمانوں نے اپنے بعض مقتولین کو مدینہ لا کر دفن کر دیا مگر پھر رسول اللہؐ نے اس کی ممانعت کر دی اور کہا جہاں وہ گرے ہیں وہیں ان کو دفن کرو۔

عمرو بن الجموح اور عبداللہ بن عمرو کی تدفین

بنی سلمہ کے بعض شیوخ سے مروی ہے کہ اس روز جب آپؐ نے شہداء کے دفن کا حکم دیا فرمایا کہ عمرو بن الجموح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو تلاش کرو وہ اس دنیا میں ایک دوسرے کے مخلص دوست تھے اس لئے دونوں کو ایک ہی قبر میں رکھو۔ عرصہ کے بعد جب معاویہ نے قناۃ کو کھودا ان دونوں کی لاشیں برآمد کی گئیں، اُن میں لچک باقی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا کل دفن کئے گئے ہیں۔

حمنہ بنت جحش

آپؐ اُحد سے مدینہ واپس ہوئے حمنہ بنت جحش آپؐ کے پاس آئیں، اُن سے کہا گیا تھا کہ تمہارے بھائی عبداللہ بن جحشؓ مارے گئے۔ انہوں نے

اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون کہا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ اس کے بعد اُن سے ان کے ماموں حمزہؓ بن عبدالمطلب کے قتل کی اطلاع دی گئی۔ اس پر بھی انہوں نے اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون کہا اور دعائے مغفرت کی۔ اس کے بعد اُن کے خاوند مصعب بن عمیر کے قتل کی اطلاع دی گئی تھی کہ وہ بے چیخ اٹھیں اور رونے لگیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا عورت کے قلب میں شوہر کی خاص جگہ ہوتی ہے۔ انہوں نے اپنے بھائی اور ماموں پر ضبط کیا مگر شوہر کی موت پر چیخ اُٹھیں۔

رسول اللہ صلعم بنی عبدالاشہل اور ظفر انصاریوں کے ایک گھر سے گزرے آپ نے وہاں نوحہ و بکا کا شور سنا جو وہ اپنے مقتولین پر کر رہے تھے، خود آپ کی آنکھیں اشکوں سے ڈبڈبا گئیں اور گریہ طاری ہو گیا پھر فرمایا لیکن حمزہؓ پر رونے والا کوئی نہیں ہے۔ جب سعدؓ بن معاذ اور اُسید بن حضیر بنو عبدالاشہل کے خاندانی گھر آئے اُنہوں نے ان کی عورتوں سے کہا کہ تم چادریں اوڑھ کر جاؤ اور رسول اللہ صلعم کے چچا پر نوحہ کرو۔

محمد بن سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم بنی دینار کی ایک عورت کے پاس آئے جس کا شوہر، بھائی اور باپ رسول اللہ صلعم کے ہمراہ جنگ اُحد میں مارے گئے تھے جب اس کو ان سب کی شہادت کی اطلاع دی گئی اس نے پوچھا یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلعم کیسے ہیں۔ لوگوں نے کہا اے اُم فلاں وہ بالکل اچھے اور خیریت سے ہیں۔ اس نے کہا مجھے بتاؤ تاکہ میں بچشم خود اُن کو دیکھ لوں۔ لوگوں نے اشارے سے آپ کو بتایا۔ اُس نے آپ کو دیکھ کر کہا آپ کی موجودگی میں ہر مصیبت بے حقیقت ہے۔

حضرت سہلؓ اور حضرت ابودجانہؓ کی تعریف

ابو جعفر کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلعم خود اپنے گھر تشریف لائے۔ آپ نے اپنی تلوار اپنی صاحبزادی فاطمہؓ کو دی اور فرمایا بیٹی اس پر خون ہے اسے دھو ڈالو۔ علیؓ نے بھی اپنی تلوار فاطمہؓ کو دی اور کہا کہ اس کا خون دھو ڈالو، آج اس نے مجھے خوب کام دیا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اگر تم نے آج جنگ میں پورا حق ادا کیا ہے تو تمہارے ساتھ سہل بن حنیف اور ابو دجانہ اسماک بن خرشہ نے بھی اپنا حق ادا کیا ہے۔

حضرت علیؓ کے اشعار

یہ بھی مروی ہے کہ جب حضرت علیؓ نے اپنی تلوار فاطمہؓ کو دی انہوں نے یہ شعر پڑھے:۔

افاطم هاك السيف غير ذميم — فلست برعديد ولا بمليم

ترجمہ:۔ اے فاطمہؓ یہ تلوار لو جس سے مجھے کوئی شکایت نہیں ہے اور نہ میں بزدل اور نکما ہوں۔

لعمری لقد قاتلت فی حب احمدؐ — وطاعة رب بالعباد رحيمؐ

ترجمہ:۔ قسم ہے میری جان کی میں احمدؐ کی محبت اور اپنے رب کی اطاعت میں جو اپنے بندوں پر رحیم ہے لڑا۔

وسيفي بكفي كالشهاب أهزه — احذ به من عاتق وصميم

ترجمہ:۔ اس حال میں کہ تلوار میرے ہاتھ میں روشن ستارے کی طرح تھی جسے میں پھرا رہا تھا اور اس سے ہی کندھوں اور پسلیوں کو قطع کر رہا تھا۔

فما زلت حتی فضی ربی جموعهم — وحتی شفينا نفس كل حليم

ترجمہ:۔ میں اسی طرح شمشیر زنی کرتا رہا یہاں تک کہ میرے رب نے ان کی جماعت کو پراگندہ کر دیا اور ہم نے ہر حلیم شخص کے دل کو دشمن کے قتل سے ٹھنڈا کر دیا۔

شمشیر رسولؐ کا احترام ابو دجانہ نے رسول اللہ صلعم کے ہاتھ سے تلوار لی اور نہایت بہادری کے ساتھ دشمن سے لڑے۔ وہ خود کہتے تھے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بڑی شدت سے لوگوں کو جنگ کی ترغیب و تحریص دے رہا ہے اور ان کو جوش اور حمیت دلا رہا ہے میں اس کی طرف چلا اور جب میں نے اس پر تلوار اٹھائی تو وہ رو پڑی۔ میں نے دیکھا کہ وہ عورت ہے۔ پھر میں نے رسول اللہ صلعم کی تلوار کو اس سے بالاتر سمجھا کہ اس سے میں کسی عورت پر وار کروں۔ اس لئے میں نے اُسے چھوڑ دیا۔

جابرؓ بن عبداللہ کی معذرت رسول اللہ صلعم سنیچر کے دن مدینہ واپس آئے۔ اسی دن اُحد کی لڑائی ہوئی تھی۔ عکرمہ سے مروی ہے کہ نصف شوال سنیچر کے دن اُحد کی لڑائی ہوئی۔ دوسرے دن ۱۶ ر شوال کو رسول اللہ صلعم کے مؤذن نے بذریعۂ اعلان تمام لوگوں کو دشمن کے تعاقب کرنے کا حکم دیا۔ نیز یہ کہا کہ کوئی ایسا شخص جو کل ہمارے ساتھ جنگ میں شریک نہ ہوا ہو وہ آج بھی ساتھ نہ ہو۔ جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام نے رسول اللہ صلعم سے اس بارے میں گفتگو کی اور عرض کیا کہ میری سات

بہنیں ہیں، میرے باپ نے مجھے ان کے پاس چھوڑ دیا تھا اور کہا تھا کہ لے بیٹے میرے اور تم دونوں کے لئے یہ زیبا نہیں کہ ہم ان سب عورتوں کو بلا حفاظت چھوڑ دیں کیوں یہاں ان کے ساتھ کوئی مرد نہیں ہے، اور میں تم کو اپنے مقابلہ میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ جہاد میں شرکت کے لئے ترجیح نہیں دے سکتا، لہٰذا تم اپنی بہنوں کے پاس رہو۔ اس لئے مجھے مجبوراً ان کے پاس ٹھہر جانا پڑا۔ اس وجہ سے رسول اللہ صلعم نے ان کو ساتھ چلنے کی اجازت دے دی رسول اللہ صلعم اس وقت دشمن کے تعاقب میں اُسے مرعوب کرنے کے لئے برآمد ہوئے تھے آپ کا مقصد یہ تھا کہ اُسے معلوم ہو جائے کہ ہم اس کے تعاقب میں آرہے ہیں اور ہم میں اس کی قوت موجود ہے۔ اور جو نقصان جنگ میں ہم کو ہُوا ہے اس نے ہم کو دشمن کے مقابلہ سے عاجز اور نکما نہیں کر دیا۔

مُسلمانوں کی مراجعت مدینہ

عائشہؓ بنت عثمان کے مولیٰ ابوالسائب سے مروی ہے کہ بنو عبدالاشہل کے ایک شخص نے جو رسول اللہ صلعم کے ہمراہ اُحد میں شریک ہُوا تھا۔ بیان کیا کہ میں اور میرا ایک بھائی دونوں رسول اللہ صلعم کے ساتھ جنگ اُحد میں شریک تھے۔ ہم دونوں زخمی ہو کر میدانِ کارزار سے آپ کے پاس آگئے۔ جب رسول اللہ صلعم کے مؤذن نے دشمن کے تعاقب میں چلنے کا اعلان عام کیا۔ ہم دونوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ یہ تو اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ ہم سے کوئی غزوہ بھی رسول اللہ صلعم کے ساتھ ترک ہو جائے مگر بخدا ہمارے پاس سواری بھی نہیں ہے اور ہم دونوں سخت زخمی بھی ہیں مگر باوجود اس کے ہم ساتھ چلے۔ میں اپنے بھائی کے مقابلہ میں کم زخمی تھا اس لئے جب چلتے چلتے وہ رہ جاتا میں اس کو کچھ دُور اُٹھا کر لے جاتا اور کچھ دور وہ خود اپنے پاؤں چلتا۔ اسی طرح چلتے ہوئے ہم دونوں بھی اس مقام تک جا پہنچے جہاں اور مسلمان پہنچے تھے۔ رسول اللہ صلعم اُحد سے چل کر حمراء الاسد تک آئے جو مدینہ سے آٹھ میل ہے۔ یہاں آپ نے تین دن دوشنبہ، سہ شنبہ اور چہار شنبہ قیام فرمایا پھر آپ مدینہ چلے آئے۔

معبد الخزاعی

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ اسی مقام پر قیام کے اثناء میں معبد الخزاعی آپ کے پاس آیا۔ اس وقت تک بنو خزاعہ میں مسلمان اور مشرک دونوں تھے۔ مگر یہ رسول اللہ صلعم کے خاص ہمراز تھے۔ ان کا آپ سے معاہدہ تھا اور حلیف تھے۔ اس لئے اپنی کسی بات کو وہ آپ سے پوشیدہ نہیں رکھتے تھے۔ یہ معبد اب تک مشرک تھا

اس نے آپ سے کہا کہ یہ جو شکست آپ کو ہوئی اور جس قدر آپ کے ساتھی مارے گئے اس سے ہمیں رنج ہے اور یہ بات ہم پر شاق ہے ہم دل سے چاہتے تھے کہ اللہ آپ کو ان پر غلبہ دیتا۔ پھر رسول اللہ صلعم کے پاس سے حمراء الاسود سے چلا گیا اور روحاء میں ابوسفیان بن حرب سے ملا قریش رسول اللہ اور آپ کے صحابہ کی طرف پلٹ آنے کے لئے تیار تھے ان کا خیال تھا کہ اگرچہ ہم نے مسلمانوں کے دلاور سورما اور اشراف کو قتل کر دیا مگر قبل اس کے کہ ہم ان کا سرے سے استیصال کریں وہ مقابلہ سے پسپا ہو گئے۔ لہٰذا ہم اب ان بقایا پر دوبارہ حملہ کرتے ہیں اور ان کا بالکل خاتمہ کرتے ہیں۔

معبد الخزاعی اور ابوسفیان

ابوسفیان نے معبد کو دیکھا پوچھا کیا خبر ہے۔ اس نے کہا محمدؐ اپنے صحابہؓ کے ساتھ ایسی زبردست جمعیت کے ساتھ جو میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی تمہارے تعاقب میں آ رہے ہیں وہ تم پر دانت پیس رہے ہیں۔ جو لوگ تمہاری لڑائی میں ان کے ساتھ شریک جنگ نہ ہو سکے تھے، اب وہ سب ان کے پاس آ گئے ہیں۔ ان کو اپنے کئے کی سخت ندامت ہے اور تمہارے خلاف ان میں اتنے شدید عداوت اور انتقام کے جذبات موجزن ہیں کہ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ ابوسفیان نے کہا کیا کہہ رہے ہو۔ اس نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تم یہاں سے کوچ بھی نہ کرتے پاؤ گے کہ تم کو خود گھوڑوں کی پیشانیاں نظر آ جائیں گی۔ ابوسفیان نے کہا مگر ہم تو قطعی اس بات کا تہیہ کر چکے ہیں کہ ان پر دوبارہ حملہ کر کے ان کے بقیہ کا بالکل قلع قمع کر ڈالیں۔ معبد نے کہا مگر میں اب بھی تم کو اس ارادے سے روکتا ہوں جو کچھ میں نے خود دیکھا ہے اس سے میں اس قدر متاثر ہوا کہ میں نے چند شعر بھی کہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ وہ کیا شعر کہے ہیں۔ معبد نے اپنے اشعار سنائے جس میں رسول اللہ صلعم اور ان کے صحابہؓ کی شجاعت اور بسالت کو بیان کیا گیا تھا۔ ان اشعار کو سن کر ابوسفیان اور اس کی جماعت نے اپنا رخ پھیر دیا۔

ابوسفیان کا پیغام

اثنائے راہ میں عبد القیس کا ایک قافلہ پاس سے گذرا ابوسفیان نے پوچھا کہاں کا قصد ہے۔ انہوں نے کہا مدینہ جا رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا، میں تم کو ایک پیغام دیتا ہوں وہ تم محمدؐ کو پہنچا دینا اور اس کے صلہ میں آئندہ جب تم عکاظ کے بازار میں آؤ گے میں تمہارے ان اونٹوں کو چھوہاروں سے لدوا دوں گا۔ انہوں نے کہا اچھا۔ ابوسفیان نے کہا جب تم محمدؐ کے پاس پہنچو تو کہہ دینا کہ ہم تمہارے بقیہ کا استیصال کرنے کے لئے تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے مقابلہ پر آنے کے لئے تیار ہو چکے تھے جب یہ قافلہ رسول اللہؐ کے پاس آیا

جواب تک حمراء الاسد میں مقیم تھے۔ انھوں نے آپ سے ابوسفیان کا قول بیان کیا۔ آپ نے اور صحابہؓ نے سن کر کہا ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہتر وکیل ہے۔

معاویہ بن المغیرہ اور ابوعزہ

ابوجعفر نے کہا ہے کہ تیسرے دن کے بعد آپ مدینہ واپس چلے گئے۔ بعض مورخوں نے بیان کیا ہے کہ جب اس مرتبہ آپ حمراء الاسد جارہے تھے اثنائے راہ میں معاویہ بن المغیرہ بن ابی عاص اور ابوعزہ الجمحی آپ کے ہاتھ لگ گئے۔ حمراء الاسد جاتے ہوئے آپ نے ابن ام مکتوم کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ اس ۳ھ ہجری کے نصف رمضان میں حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب پیدا ہوئے اور اسی سال فاطمہؓ کو حسینؓ کا حمل ٹھہرا۔ بیان کیا گیا ہے کہ حسنؓ کی ولادت اور حسینؓ کے استقرار حمل میں پچاس راتوں کا وقفہ ہوا نیز اس سال ماہ شوال میں جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر کا استقرار حمل ہوا۔

عضل اور قارہ کی بدعہدی ۴ھ میں غزوۃ الرجیع کا واقعہ ہوا۔ عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ اُحد کے بعد عضل اور قارہ کی ایک جماعت رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور انہوں نے عرض کیا کہ ہم میں اسلام اور دینداری ہے۔ آپ صحابہؓ میں سے کچھ لوگوں کو ہمارے یہاں بھیج دیجئے تاکہ وہ ہمیں اصول دین سمجھائیں۔ قرآن پڑھائیں اور قوانین شرع بتائیں۔ آپ نے اپنے چھ صحابہ مرثدؓ بن ابی مرثد الغنوی، حمزہؓ بن عبدالمطلب کے حلیف خالد بن البکیر بنی عدی بن کعب کے حلیف، بنو عمرو بن عوف کے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح، بنو جحجبا بن کلفہ بن عمرو بن عوف کے خبیبؓ بن عدی۔ بنو بیاضہ بن عامر کے زیدؓ بن الدثنہ اور خاندان بنی ظفر کے عبداللہ بن طارق کو جو بنی ظفر کے حلیف تھے اس کام کے لئے ان کے ساتھ بھیجا مرثدؓ بن طارق کو جو بنی ظفر کے حلیف تھے اس کام کے لئے ان کے ساتھ بھیجا۔ مرثدؓ بن ابی مرثد اس جماعت کا امیر مقرر فرمایا، یہ جماعت اس وفد کے ساتھ چلی، جب یہ رجیع آئے جو بنو ہذیل کا حجاز میں ھدۃ کے آثار پر ایک چشمہ ہے ان لوگوں نے مسلمانوں کے ساتھ بدعہدی کی اور ہذیل کو للکارا کہ ان کو سنبھالو مسلمان ابھی اپنی سواریوں ہی میں تھے کہ بہت سے لوگوں نے جو تلواروں سے مسلح تھے ہر طرف سے ان کو گھیرا۔ مسلمانوں نے بھی ان سے مقابلہ کے لئے تلواریں سنبھالیں مگر حملہ آوروں نے ان سے کہا کہ بخدا ہم تم کو مارنا نہیں چاہتے بلکہ اہل مکہ کے ہاتھ تم کو بیچ کر کچھ کمانا چاہتے ہیں اور اس کے لئے ہم خدا کے سامنے تم سے عہد و پیمان کرتے ہیں کہ اس کے سوا اور کچھ نہ کریں گے۔

تین صحابہ کی شہادت مرثدؓ بن ابی مرثد، خالدؓ بن البکیر اور عاصمؓ بن ثابت بن الافلح نے تو کہہ دیا

کہ ہم کسی مشرک کا عہد و پیمان کبھی قبول نہیں کریں گے، وہ دشمنوں سے لڑے اور مشرکین نے ان تینوں کو شہید کر دیا۔ زیدؓ بن الدثنہ، خبیبؓ بن عدی اور عبد اللہؓ بن طارق البتہ نرم پڑ گئے انھوں نے زندگی کو ترجیح دی اس لئے انہوں نے اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے ان کو قید کر دیا اور پھر ان کو بیچنے کے لئے مکہ چلے۔ جب ظہران پہنچے عبد اللہ بن طارق نے اس ڈوری سے جس سے ان کے ہاتھ بندھے تھے اپنا ہاتھ نکال لیا اور پھر اپنی تلوار نکالی مگر حریف ان سے دور جا ہٹا اور انہوں نے پتھروں سے ان کا کام تمام کر دیا۔ خبیبؓ بن عدی اور زیدؓ بن الدثنہ کو لے کر وہ مکہ گئے اور دونوں کو فروخت کر دیا۔ خبیبؓ کو حجیر بن ابی اہاب التمیمی بنو نوفل کے حلیف نے عقبہ بن الحارث بن عامر بن نوفل کے لئے خرید لیا یہ حجیر، حارث بن عامر کا اخیافی بھائی تھا۔ خبیبؓ کو اس نے اس لئے خریدا تھا کہ عقبہ اسے اپنے باپ کے عوض میں قتل کر ڈالے۔ زیدؓ بن الدثنہ کو صفوان بن امیہ نے اپنے باپ امیہ بن خلف کے بدلے میں قتل کرنے کے لئے خرید لیا۔

حضرت عاصمؓ کی لاش کی حفاظت

عاصمؓ بن ثابت کے قتل ہو جانے کے بعد ہذیل کا ارادہ تھا کہ ان کے سر کو سلافہ بنت سعد بن شہید کے ہاتھ فروخت کر دے کیونکہ جب اس کا بیٹا احد میں مارا گیا اس نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر کبھی عاصم کا سر اس کو مل گیا تو وہ اس کے کاسہ سر میں شراب پیئے گی مگر شہد مکھیوں نے ہذیل کو اس ارادہ سے روکا اور وہ ان کے اور عاصمؓ کی لاش کے درمیان میں حائل ہو گئیں۔ ہذیل نے کہا اچھا اس وقت اسے یوں ہی شام تک چھوڑ دو جب یہ چلی جائیں گی ہم پھر آ کر اس کے سر کو کاٹ لیں گے مگر خدا کی قدرت یہ ہوئی کہ اس وادی میں ایسا سیلاب آیا کہ وہ عاصم کی لاش کو بہا لے گیا۔ چونکہ عاصمؓ مشرکین کو نجس محض سمجھے تھے، اس لئے انہوں نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ نہ میں کبھی کسی مشرک کو مس کروں گا اور نہ خود اپنے کو مس ہونے دوں گا۔ اسی لئے جب عمرؓ بن الخطاب کو معلوم ہوا کہ شہد کی مکھیوں نے عاصم کی لاش کی اس طرح حفاظت کی اور ان کے سر کو نہ لے جانے دیا کہنے لگے کیا خدا کی قدرت ہے کہ اس نے اپنے اپنے مومن بندے کی اس طرح حفاظت کی۔ عاصمؓ نے اپنی زندگی میں نیت کی تھی کہ وہ کبھی نہ خود کسی مشرک کو مس کریں گے اور نہ اپنے کو مس ہونے دیں گے اللہ نے اس عہد کو برقرار رکھنے کے لئے جس طرح حین حیات ان کو مشرکین سے بچایا اسی طرح مرنے کے بعد بھی اس نے ان کو نجس ہونے سے بچا لیا۔

حضرت خبیب اور حضرت زید کی گرفتاری

ابو جعفر کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا واقعہ ابن اسحٰق کے سلسلہ بیان پر مبنی ہے ان کے علاوہ اس مہم کے

متعلق ابوہریرہؓ سے یہ منقول ہوا ہے کہ اس کام پر رسول اللہ صلعم نے دس آدمیوں کو عاصم بن ثابت کی امارت میں روانہ کیا۔ یہ مدینہ سے چل کر جب ہداۃ آئے ہذیل کے خاندان بنو لحیان کو ان کی اطلاع ہوئی، انہوں نے سو تیر اندازوں کو ان کی طرف بھیجا۔ یہ حملہ آور جب اس مقام پر آئے جہاں ٹھہر کر مسلمانوں نے کھجور کھائے تھے۔ کھجور کی گٹھلیاں دیکھ کر انہوں نے کہا کہ یہ مدینہ کے کھجوروں کی ہیں۔ اب یہ مسلمانوں کے آثار پر ان کے تعاقب میں چلے۔ عاصم اور ان کے ہمراہیوں کو ان کی آہٹ ملی وہ ایک پہاڑ پر چڑھ گئے۔ انہوں نے آکر ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور پھر ان سے مطالبہ کیا کہ تم اپنے کو ہمارے حوالے کر دو اور ہم حفاظت کا وعدہ کرتے ہیں۔ عاصمؓ نے کہا کہ میں ہرگز کسی کافر کے عہد پر اعتماد کرکے اپنے کو اس کے حوالے نہیں کروں گا۔ اے خداوند تو اپنے نبیؐ کو ہمارے حال کی خبر کر دے۔ البتہ ابن الاثنۃؓ البیاضی، خبیبؓ اور ایک دوسرے صاحب نے اپنے کو کفار کے حوالے کر دیا، انہوں نے اپنی کمانوں کی تانتیں کھول کر ان سے مسلمانوں کو جکڑ بند کر لیا۔ اسی طرح عمل سے تین میں سے ایک مسلمان زخمی ہو گئے۔ انہوں نے کہا یہ تمہاری بد عہدی کی ابتداء ہے میں تمہارے ساتھ نہیں جاتا۔ کفار نے ان کو مار مار کر ہلاک کر دیا۔ خبیبؓ اور ابن الاثنۃؓ کو وہ مکہ لائے۔

حضرت خبیبؓ کا کردار

خبیبؓ نے چونکہ اُحد میں حارث کو قتل کیا تھا اس لئے انہوں نے ان کو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کی اولاد کے حوالے کر دیا۔ یہ حارث کی بیٹیوں کے پاس مقیم تھے کہ انہوں نے ان میں سے کسی لڑکی سے حاجتہً اُسترا مانگ لیا اور اسے لڑائی کے لئے تیز کرنے لگے۔ اس عورت کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا جو پاؤں پاؤں چل رہا تھا، خبیب نے اُسے اپنی ران پر بٹھا لیا۔ اس عورت نے جب اپنے بچے کو ان کے پاس دیکھا اور دیکھا کہ استرا ان کے ہاتھ میں ہے وہ خوف زدہ ہو کر چلائی۔ خبیبؓ نے کہا کہ کیا تم کو اس بات کا خوف ہے کہ میں اس بچہ کو قتل کر دوں گا، ہرگز یہ خیال نہ کرنا بد عہدی ہمارا شعار نہیں۔

عرصہ کے بعد اس عورت نے بیان کیا کہ میں نے خبیبؓ سے بہتر اسیر نہیں پایا حالانکہ اس وقت مکہ میں کسی پھل کا موسم نہ تھا میں نے ان کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ دیکھا جسے وہ کھا رہے تھے اور بے شک وہ اللہ کا بھیجا ہوا رزق تھا۔

قریش کے ایک خاندان نے اپنے آدمی بھیجے کہ وہ عاصمؓ کا کچھ گوشت کاٹ لائیں کیونکہ انہوں نے اس خاندان کے کئی آدمی اُحد میں مارے تھے، مگر اللہ نے شہد کی مکھیاں ان کی حفاظت کے لئے بھیج دیں انہوں نے ان کے جسم کی حفاظت کی اور جو لوگ اسے قطع کرنے آئے تھے ان کو اپنے مقصد میں

کامیابی نہ ہو سکی وہ بے نیل و مرام واپس چلے گئے۔

حضرت خبیبؓ کی شہادت

جب خبیبؓ کو حرم سے باہر قتل کرنے لے چلے انہوں نے کہا ذرا مجھے مہلت دو کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ کفار نے ان کو اجازت دی۔ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی۔ اس واقعہ کی وجہ سے بعد میں یہ طریقہ ہی رائج ہو گیا جس کسی کو مجبور کر کے قتل کیا جاتا وہ دو رکعت نماز پڑھتا، نماز کے بعد خبیبؓ کہنے لگے کہ اگر مجھے اندیشہ نہ ہوتا کہ کفار کہیں گے کہ یہ قتل سے مضطرب ہے تو میں نماز میں اور زیادتی کرتا۔ میں اللہ کے لئے قتل کیا جا رہا ہوں مجھے اس کی کچھ پروا نہیں کہ کس جانب گرایا جاؤں پھر انھوں نے یہ شعر پڑھا:

وذلک فی ذات الالٰہ وان یشأ　　یبارک علیٰ اوصال شلو ممزع

ترجمہ:- یہ اللہ کے لئے ہے اور اگر وہ چاہے تو وہ میرے کمزور اعضائے جسم پر اپنی برکت نازل فرمائے، اے بار الٰہ تو ان سب کو بلا استثناء ہلاک و تباہ کر دے اور پارہ پارہ کر دے۔

اس کے بعد ابو سروعہ بن الحارث بن عامر بن نوفل بن عبدمناف ان کو حرم سے باہر لے گیا اور اس نے تلوار سے ان کو شہید کر ڈالا۔

عمرو بن اُمیہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے بطور جاسوس قریش کے یہاں بھیجا۔ میں خبیبؓ کی ٹکٹکی کے پاس آیا مجھے پاسبانوں کا بھی خوف تھا، مگر میں نے اس پر چڑھ کر خبیبؓ کو کھول دیا ان کی لاش زمین پر گر پڑی میں فوراً ہی اُتر آیا، مگر جب میں نے دیکھا تو وہاں اس کا کوئی نشان تک بھی موجود نہ تھا معلوم ہوتا تھا کہ زمین کھا گئی۔ چنانچہ آج تک ان کی لاش کا پتہ نہیں ہے۔

حضرت زید بن الدثنہ کی شہادت

ابو جعفر نے بیان کیا ہے کہ زید بن الدثنہ کو صفوان بن اُمیہ نے اپنے غلام نسطاس کے ساتھ تنعیم روانہ کیا اور قتل کرنے کے لئے حرم سے باہر نکالا۔ بہت سے قریش تماشہ کے لئے ان کے پاس جمع ہو گئے، ان میں ابو سفیان بن حرب بھی تھا۔ جب زید کو قتل کرنے کے لئے آگے کیا گیا ابو سفیان نے ان سے کہا میں خدا کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں کیا تم اس کو پسند کرو گے کہ اس وقت یہاں بجائے تمہارے محمدؐ ہوتے اور ہم ان کی گردن مارتے اور تم اپنے گھر بیوی بچوں میں ہوتے۔ زیدؓ نے کہا خدا کی قسم ہے کہ میں ہرگز اس بات کو نہیں چاہتا کہ جہاں اب وہ ہیں وہاں بھی ان کو کوئی گزند پہنچے اور میں اپنے گھر بیٹھا رہوں۔ اس جواب کو سن کر ابو سفیان کہنے لگا۔ میں نے آج تک لوگوں میں باہم دگر ایسی محبت نہیں دیکھی جو محمدؐ

کے رفیقوں کو ان کے ساتھ ہے اس کے بعد قسطاس نے ان کو شہید کر دیا۔

حضرت عمروؓ بن امیہ الضمری

رسول اللہ صلعم نے ان کو ابوسفیان کے قتل کے لئے بھیجا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب ان صحابہ کی شہادت کی خبر جن کو رسول اللہ صلعم نے اہل الرجیع کے مقام عضل اور قارہ کو بھیجا تھا آپ کو ملی۔ آپ نے عمرو بن امیہ الضمری کو ایک اور انصاری کے ساتھ ابوسفیان کے قتل کرنے کے لئے مکہ بھیجا۔ خود عمرو بن امیہ الضمری سے مروی ہے کہ خبیبؓ اور ان کے رفیقوں کے قتل کے بعد رسول اللہ صلعم نے مجھے اور میرے ساتھ ایک انصاری کو مکہ بھیجا اور کہا کہ تم ابوسفیان کو جا کر قتل کر دو۔ میں اور میرے ساتھی اس کام کے لئے چلے میرے ساتھ میرا ایک اونٹ تھا میرے رفیق کے پاس کوئی اونٹ نہ تھا، اس کے علاوہ ان کے پاؤں میں کچھ تکلیف تھی۔ اس لئے میں ان کو اپنے اونٹ پر بٹھا لیتا تھا۔ ہم بطن یاجج آئے ہم نے درے کے صحن میں اپنے اونٹ کو باندھ دیا اور خود پیدل درے کے اندر گئے۔ میں نے اپنے رفیق سے کہا تم مجھے ابوسفیان کے گھر لے چلو میں اس کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھنا اگر وہاں کوئی مقابلہ ہو یا تم کو کوئی خطرہ نظر آئے تم فوراً اپنے اونٹ کے پاس چلے آنا سوار ہو کر مدینہ جانا اور رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے سارا واقعہ بیان کر دینا اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دینا۔ میں اس علاقہ سے اچھی طرح واقف ہوں یہیں میری عمر کا بہترین زمانہ گزرا ہے۔ اب ہم مکہ میں آ گئے، میرے پاس ایک نہایت تیز چھری تھی، جسے میں نے اس لئے پہلے سے تیار رکھا تھا کہ اگر کسی سے کشتی ہوئی تو اس سے اپنے حریف کو قتل کر دوں گا میرے رفیق نے مجھ سے کہا کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ پہلے ہم سات مرتبہ کعبہ کا طواف کریں اور وہاں دو رکعت نماز پڑھ لیں۔ میں نے کہا میں اہل مکہ کو تم سے زیادہ جانتا ہوں ان کا دستور ہے کہ تاریکی ہوتے ہی وہ اپنے صحنوں میں فرش بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں اور میں اس بات کو بخوبی جانتا ہوں۔ یہی باتیں کرتے ہوئے ہم خانہ کعبہ آئے سات مرتبہ ہم نے اس کا طواف کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر وہاں سے نکل کر ہم ان کی ایک مجلس سے گزرے، ان کے ایک شخص نے مجھے شناخت کر لیا اور پھر اس نے چلا کر کہا کہ یہ عمرو بن امیہ ہے۔ اب ہر طرف سے اہل مکہ ہماری طرف جھپٹے اور کہنے لگے کہ بخدا عمرو کوئی نیک خیال لے کر یہاں نہیں آیا ہے قسم ہے اس کی جس کے نام کی قسم کھائی جاتی ہے یہ ضرور کسی بری نیت سے آیا ہے (یہ عمرو زمانہ جاہلیت میں شیطان اور قاتل تھے) اب وہ سب مجھے اور میرے رفیق کو پکڑنے اٹھے میں نے ان سے کہا تم تو بھاگ جاؤ مجھے اسی کا ڈر تھا جس شخص کو ہم قتل کرنے آئے تھے اس پر قابو پانے کا کوئی موقع نہیں تم اپنی جان بچا کر بھاگ جاؤ۔ ہم دونوں تیز دوڑتے ہوئے

بھاگے، پہاڑ پر چڑھ کر ایک غار میں گھس گئے۔ رات ہم نے وہیں بسر کی۔ جب ہم ان کے ہاتھ نہ آسکے وہ واپس چلے گئے۔

ابن مالک کا قتل

میں نے غار میں داخل ہو کر اپنے آگے پتھروں کی پردہ کی ایک دیوار بنالی اور اپنے ساتھی سے کہا ذرا توقف کرو ان کو ہماری تلاش سے دست بردار ہو جانے دو وہ آج ساری رات، اور کل سارا دن تمام تک ہماری تلاش کریں گے۔ میں غار میں تھا عثمان بن مالک بن عبید اللہ التیمی اپنے گھوڑے کو کاوا دیتا ہوا سامنے آتا نظر آیا۔ اسی طرح بڑھتے ہوئے وہ ہمارے سامنے غار کے منہ پر آکر کھڑا ہوگیا۔ میں نے اپنے رفیق سے کہا کہ سمجھو یہ ابن مالک ہے اگر اس نے ہمیں دیکھ لیا ضرور اہل مکہ کو ہماری خبر کر دے گا۔ میں نے غار سے نکل کر اس کی چھاتی کے نیچے خنجر بھونک دیا اس نے ایسی چیخ ماری کہ مکّہ والوں نے اسے سُنا اور وہ اسی آواز کی سمت لپکے میں پھر غار کے اندر چلا آیا اور میں نے اپنے رفیق سے کہا کہ خاموش اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ اہل مکّہ اس کی آواز کی سمت تیز دوڑتے ہوئے آئے اُس کے پاس آئے ابھی اس میں جان باقی تھی۔ انھوں نے پوچھا کہو تم کو کس نے مارا، اس نے کہا عمرو بن اُمیّہ نے، اتنا کہتے ہی اس کی جان نکل گئی اور وہ ہمارا پتہ ان کو نہ بتا سکا۔ مکّہ والے کہنے لگے ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ عمرو ضرور کسی شرارت کے لئے آیا ہے بجائے اس کے کہ وہ ہمیں تلاش کرتے وہ اپنے آدمی کو اُٹھا کر لے گئے۔

حضرت خبیبؓ کی لاش حاصل کرنے کی کوشش

ہم دو دن غار میں پڑے رہے جب ہماری تلاش ختم ہوئی ہم تنعیم آئے وہاں ہمیں خبیبؓ کی سُولی نظر آئی۔ مجھ سے میرے رفیق نے کہا بہتر ہو کہ تم خبیبؓ کو سُولی پر سے اُتار دو۔ میں نے پوچھا وہ کہاں ہے انھوں نے کہا یہ کیا موجود ہے۔ میں نے کہا اچھا ذرا ٹھہرو اور مجھ سے علیحدہ چلے جاؤ سُولی کے گرد پہرہ متعین تھا میں نے اپنے دوست انصاری سے کہا اگر تم کو خطرہ نظر آئے فوراً اپنے اُونٹ کی راہ لینا اس پر سوار ہو کر رسول اللہ صلعم کے پاس جانا اور یہ واقعہ بیان کر دینا۔ یہ کہہ کر میں نہایت تیزی سے سولی کی طرف لپکا اور میں نے ان کی لاش کو اس پر سے کھول کر اپنی پشت پر لادا میں صرف چالیس قدم گیا ہوں گا کہ پہرہ داروں نے مجھے دیکھ لیا اور شور مچا دیا میں نے خبیبؓ کی لاش پھینک دی۔ اس کے زمین پر گرنے کی آواز اب تک مجھے یاد ہے۔ وہ میرے پیچھے دوڑ ہیں نے صفراء کی راہ اختیار کی وہ تھک کر پلٹ گئے میرے رفیق اونٹ کے پاس آئے اس پر سوار ہو کر نبی صلعم کے پاس پہنچے اور اُن سے ہمارا ماجرا بیان کیا۔

بنی الدیل کے چرواہے کا قتل

میں پاپیادہ مدینہ کی سمت روانہ ہوا۔ غلیل ضبحنان پہنچا ایک غار میں گھسا میرے پاس کمان اور تیر تھے میں غار میں چھپا بیٹھا تھا بنی الدیل بن بکر کا ایک دراز قامت کانا آدمی بکریاں چراتا ہوا میرے پاس آیا اور پوچھا تم کون ہو۔ میں نے کہا میں بھی بنی بکر سے ہوں۔ اس نے کہا میں بھی اسی قبیلہ اور اس کے خاندان بنی الدیل سے ہوں۔ وہ میرے پاس ہی غار میں لیٹ گیا اور بانسری اٹھا کر گانے لگا۔

ولستُ بمسلمٍ مادمت حیّاً ولستُ ادینُ دینَ المسلمینا

ترجمہ: جب تک زندگی ہے میں کبھی مسلمان نہیں ہوں گا اور نہ اب مسلمان ہوں۔

میں نے دل میں کہا بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اعرابی سو گیا اور خراٹے لینے لگا میں نے اس قدر بے دردی اور بے رحمی سے اُسے قتل کر دیا کہ اس سے قبل کبھی کسی کو میں نے اس طرح نہیں مارا تھا۔ میں نے یہ کیا کہ اس کی بینا آنکھ میں اپنی کمان کی نوک بھونک دی اور پھر اس پر اپنے تمام جسم کا بوجھ اس طرح ڈال دیا کہ کمان اس کی گدّی سے پار ہو گئی اس کا کام تمام کر کے اب میں درندے کی طرح وہاں سے اُٹھا اور عقاب کی سرعت کے ساتھ میں نے اپنی راہ لی اور بچ آیا۔ اس بستی میں آیا جس کا اس شخص نے ذکر کیا تھا پھر کو بدھ نہ تا ہوا نقیع پہنچا۔

قریش کے جاسوس کی گرفتاری

یہاں مجھے مکہ کے دو آدمی ملے جن کو قریش نے رسول اللہؐ کے حالات معلوم کرنے کے لئے بطور جاسوس کے بھیجا تھا۔ میں نے ان کو شناخت کر لیا اور ان سے کہا کہ قید ہو جاؤ وہ کہنے لگے کیا ہم تمہارے ہاتھ میں قید ہوں گے میں نے ایک کو تیر سے ہلاک کر دیا اور دوسرے سے کہا قید ہو جاؤ، اس نے سر تسلیم خم کر دیا میں نے اس کی مشکیں باندھ لیں اور اُسے رسول اللہ صلعم کے پاس لے آیا۔

حضرت عمروؓ بن امیہ کی واپسی

جب میں مدینہ پہنچا میں چند انصاری بزرگوں کے سامنے سے گزرا۔ انہوں نے کہا یہ دیکھو عمروؓ بن اُمیہ آ گئے چند لڑکوں نے یہ بات سنی وہ مجھ سے پہلے ہی دوڑتے ہوئے رسول اللہ صلعم کے پاس پہنچے اور میرے آنے کی آپ کو خبر کی۔ میں نے اپنے اسیر کا انگوٹھا اپنی کمان کی تانت سے باندھ رکھا تھا۔ مجھے دیکھ کر رسول اللہ صلعم اس طرح ہنسے کہ آپ کے دانت کھل گئے۔ پھر آپ نے مجھ سے روئداد پوچھی۔ میں نے سارا واقعہ سنایا آپ نے میری تعریف کی اور میرے لئے دعائے خیر کی۔

حضرت زینبؓ بنت خزیمہ کا نکاح

اس سال رمضان میں رسول اللہ صلعم نے بنی ہلال کی زینبؓ

بنت خزیمہ اُم المساکین سے نکاح کیا اور اسی ماہ میں ان سے مباشرت فرمائی۔ ایک تولہ سونا اور دس تولہ چاندی آپ نے ان کو مہر دیا تھا۔ اس سے قبل یہ طفیل بن الحارث کی بیوی تھیں۔ اُس نے ان کو طلاق دے دی تھی۔

چالیس مبلغین صحابہؓ

اسی ۴ھ ہجری میں رسول اللہ صلعم نے ایک مہم روانہ فرمائی۔ بیر معونہ میں یہ قتل کر دی گئی۔ اس کے بھیجنے کی وجہ یہ ہوئی کہ اُحد سے واپس آ کر آپ نے بقیہ ماہ شوال، ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم مدینہ میں بسر کئے۔ اس سال مشرکین ہی کے انتظام میں حج ہوا۔ اُحد کے پورے چار ماہ بعد صفر میں ابو براء عامر بن مالک بن جعفر نیزوں سے کھیلنے والا بنی عامر بن صعصعہ کا رئیس رسول اللہ صلعم کی خدمت میں مدینہ آیا اور کچھ تحائف بھی وہ آپ کے لئے ساتھ لایا مگر آپ نے اُن کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا ابو براء میں کسی مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔ اگر چاہتے ہو کہ تمہارے تحفے قبول کروں اسلام لے آؤ۔ پھر آپ نے اسلام کے اصول و ارکان اس کو بتائے اور بتایا کہ اسلام میں اس کے لئے یہ یہ فوائد ہیں۔ اللہ نے مومنوں سے ثواب کا وعدہ فرمایا ہے اور اسے قرآن پڑھ کر سنایا، وہ نہ اسلام لایا اور نہ اس نے تردید کی بلکہ کہا اے محمدؐ جس دین کی تم دعوت دے رہے ہو بے شک یہ اچھا ہے تم اپنے صحابہ میں سے بعض کو اہل نجد کے پاس بھیجو تاکہ یہ ان کو اس دین کی دعوت دیں، مجھے توقع ہے کہ وہ اسے قبول کریں گے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ اہل نجد ان کو ستائیں گے۔ ابو براء نے کہا میں ان کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں آپ ان کو ضرور بھیجئے کہ وہ لوگوں کو آپ کے دین کی دعوت دیں۔ اس اطمینان پر رسول اللہ صلعم نے بنو ساعدۃ المعنق کے منذر بن عمروؓ کو اپنے صحابہؓ میں سے چالیس بہترین مسلمانوں کے ساتھ تبلیغ کے لئے نجد بھیجا۔ ان میں حارثؓ بن الصمہ، بنی عدی بن النجار کے حرامؓ بن ملحان، عروہؓ بن اسماء بن الصلت السلمی، نافعؓ بن بدیل بن ورقاء الخزاعی اور عامرؓ بن فہیرہ ابوبکرؓ کے مولیٰ اکثر مشہور مسلمانوں کے ساتھ تھے۔

بیئر معونہ کا واقعہ

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے منذر بن عمرو کو ستر شتر سواروں کے ساتھ بھیجا تھا۔ یہ مدینہ سے چل کر بئیر معونہ آئے جو بنی عامر کے علاقہ اور بنی سُلیم کے پتھریلے علاقہ کے درمیان دونوں کے قریب ہی بلکہ بنی سلیم کے پتھریلے علاقہ سے قریب تر واقع ہے آئے وہاں فروکش ہو کر مسلمانوں نے حرامؓ بن ملحان کو رسول اللہ صلعم کے خط کے ساتھ عامر بن الطفیل کے پاس بھیجا۔ جب یہ اس کے پاس پہنچے اس نے خط کے دیکھنے سے قبل ان کو قتل کر دیا اور پھر تمام بنی

عامر کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کیا، مگر انہوں نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ چونکہ ابو براء نے ان کو پناہ دی ہے اور حفاظت کا باقاعدہ عہد کیا ہے۔ ہم ہرگز اس کے عہد و پیمان کو نہیں توڑیں گے۔ ان سے مایوس ہو کر اس نے بنو سُلیم کے قبائل عصیّہ، رِعل اور ذکوان سے مسلمانوں کے خلاف مدد مانگی وہ اس پر آمادہ ہو گئے اور انہوں نے مسلمانوں کی فرودگاہ پر یورش کر کے اُسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ان کو دیکھ کر مسلمانوں نے تلواریں سنبھالیں لڑے اور سوائے بنی دینار بن النجار کے کعب بن زید کے تمام مسلمان قتل کر دیئے گئے کعب کو کفار نے البتہ مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا ان میں صرف سانس باقی تھی۔ پھر یہ مقتولین میں سے اٹھا لئے گئے اور بچ گئے۔ اس کے بعد خندق کی لڑائی میں یہ شہید ہوئے۔

عمرو بن اُمیہ کی گرفتاری و رہائی

عمرو بن اُمیہ الضمری اور ان کے رفیق انصاری جو بنی عمرو بن عوف سے تھے اس وقت اس قبیلہ کے حدود میں موجود تھے مگر ان کو اپنے مسلمان بھائیوں کی اس مصیبت کا علم نہ تھا انہوں نے دیکھا کہ پرندے مسلمانوں کے قتل گاہ پر چکر لگا رہے ہیں۔ ان کو دیکھ کر انہوں نے خیال کیا کہ ضرور ان پرندوں کے اُڑنے کا کوئی سبب ہے، وہ دونوں اس سمت چلے تاکہ معلوم کریں کہ کیا بات ہے۔ اس مقام پر آ کر انہوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو خاک و خون میں غلطاں پایا اور وہ رسالہ جس نے ان کو تباہ کیا تھا وہ بھی وہاں موجود تھا۔ انصاری نے عمرو بن اُمیہ سے کہا کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلعم کے پاس چلیں اور ان سے تمام واقعہ بیان کریں۔ انصاری نے کہا مگر میں تو ایسے مقام سے اب اپنی جان سلامت لے کر جانا نہیں چاہتا جہاں منذر بن عمرو قتل کئے گئے ہیں نہیں چاہتا کہ لوگ مجھ سے ان کے قتل کے واقعہ کو دریافت کریں۔ یہ دشمن سے لڑے اور مارے گئے۔ عمرو بن اُمیہ کو کفار نے قید کر لیا۔ مگر جب انہوں نے کہا کہ میں بنی مضر سے ہوں عامر بن الطفیل نے ان کو چھوڑ دیا البتہ ان کی پیشانی کے بال قطع کر دیئے اور چونکہ اس کی ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی منت مانی تھی اس کے ایفا میں عامر نے ان کو آزاد کر دیا۔

بنی عامر کے دو افراد کا قتل

عمرو بن اُمیہ وہاں سے چل کر جب قناۃ کی چڑھائی پر مقام قرقرۃ آئے، دوسری سمت سے بنی عامر کے دو شخص ان کے پاس آ کر اُسی درخت کے نیچے سایہ میں جہاں یہ ٹھہرے تھے ان کے ساتھ ہی اُتر پڑے، ان دونوں کے پاس رسول اللہ کا پروانہ راہداری اور پیمان حفاظت تھا۔ عمرو بن اُمیہ کو اس کی خبر نہ تھی، انہوں نے ان سے جب

وہ ٹھہرے پوچھ لیا تھا کہ تم کون ہو، انہوں نے بتایا کہ ہم بنی عامر ہیں۔ یہ سن کر عمرو بن اُمیّہ خاموش رہے اور جب وہ سوگئے انہوں نے ایک دم ان پر حملہ کرکے دونوں کو ہلاک کر دیا اور اپنے دل میں سمجھے کہ میں نے بنی عامر سے صحابۂ رسول اللہ صلعم کا بدلہ لیا۔ یہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے اور اپنی سرگزشت بیان کی۔ آپ نے فرمایا تم نے دو ایسے شخصوں کو قتل کر دیا کہ مجھے ان کی دیت دینا پڑے گی پھر آپ نے مسلمانوں کی مصیبت پر فرمایا کہ یہ سب کچھ ابو براء کی وجہ سے ہوا۔ میں پہلے ہی خائف تھا اور ان کو بھیجنا نہیں چاہتا تھا۔ ابو براء کو اس کی اطلاع ہوئی، اُسے یہ بات سخت شاق گذری کہ بنی عامر نے اس کے وعدہ حفاظت کی خلاف ورزی کی اور اس کے اور اس کے وعدۂ حفاظت کی وجہ سے صحابۂ رسولؐ کو یہ مصیبت پیش آئی۔ ان شہید صحابہ میں عامر بن فہیرہ بھی تھے۔

عروہ سے مروی ہے کہ عامر بن الطفیل نے پوچھا کہ یہ مسلمانوں کا کون شخص تھا کہ جب وہ قتل کیا گیا میں نے دیکھا کہ اُسے آسمان اور زمین کے مابین اٹھا لیا گیا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ عامر بن فہیرہ تھا۔

جبار بن سلمٰی بن مالک بن جعفر کی اولاد میں سے ایک صاحب نے بیان کیا ہے کہ جبار بنی عامر کے ہمراہ وہ اس روز اس واقعہ میں موجود تھے اس کے بعد یہ اسلام لے آئے۔ خود ان سے مروی ہے کہ میرے اسلام لانے کی وجہ یہ ہوئی کہ میں نے اس واقعہ میں ایک مسلمان کے اس کے شانوں کے درمیان نیزہ مارا، میں نے دیکھا کہ میرے نیزے کا پھل جسم کو توڑ کر ان کے سینے سے نکل گیا جس وقت میں نے اُن کے نیزہ مارا میں نے اُن کو یہ کہتے سنا "بخدا میں کامیاب ہوا" میں نے اپنے دل میں کہا کہ ان کو کیا کامیابی ہوئی میں نے تو ان کو قتل کر دیا ہے۔ بعد میں جب مجھے ان کے اس جملہ کا مفہوم پوچھنے سے معلوم ہوا کہ اس سے ان کی مراد مرتبۂ شہادت تھا۔ میں نے کہا بے شک وہ فائز ہوئے۔

عامر بن الطفیل پر قاتلانہ حملہ

حسان بن ثابت اور کعب بن مالک نے ابو براء کے خاندان کو عامر بن الطفیل کے برخلاف اس عہد شکنی کے انتقام کے لئے اپنے اشعار کے ذریعہ برانگیختہ کیا۔ جب ربیعہ بن عامر ابو البراء کو ان کے اشعار پہنچے۔ اس نے عامر بن الطفیل پر نیزہ سے قاتلانہ حملہ کیا مگر نیزہ مڑ گیا اور عامر قتل نہ ہوا مگر گھوڑے سے گر پڑا۔ عامر نے کہا ابو البراء کی کارگزاری یہ ہے اگر میں مر گیا تو میں اپنی جان اپنے چچا کے لئے دی ہے ان کا انتقام نہ لیا جائے اور اگر میں زندہ رہا تو اس معاملہ میں جو توہین میری ہوئی ہے اس کے متعلق جو سمجھوں گا کروں گا۔

ابن ملحان الانصاری

اہل بیر معونہ کے پاس رسول اللہ صلعم نے جو صحابہ بھیجے تھے ان کے متعلق انس بن مالک سے مروی ہے کہ مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ وہ چالیس تھے یا ستر۔ عامر بن الطفیل الجعفری اس چشمے پر فروکش تھا۔ یہ صحابہؓ مدینہ سے چل کر اس چشمہ کے اوپر ایک غار میں آئے اور جب بیٹھ گئے ایک نے دوسرے سے کہا کہ کون رسول اللہ صلعم کا یہ پیام ان چشمہ والوں کو پہنچائے۔ ابن ملحان الانصاری نے کہا میں اس کام کو کرتا ہوں۔ یہ اپنے مقام سے چل کر ان کے ایک پشم کے ڈیرے کے پاس آئے اور خیموں کے سامنے گات باندھ کر بیٹھ گئے پھر کہا اے بئر معونہ والو مجھے رسول اللہ صلعم نے تمہارے پاس بھیجا ہے میں اعلان کرتا ہوں کہ اللہ ایک ہے محمدؐ اس کے رسول اور بندے ہیں، تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ یہ سنتے ہی عامر خیمے کے اندر سے نیزہ لئے ہوئے برآمد ہوا اور اس نے اس کے پہلو میں اسے بھونک کر پار کر دیا۔ ابن ملحان الانصاری نے کہا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم ہے میں نے مراد پائی۔ ان کے بعد مشرکین اُن کے نشانات قدم پر چلتے چلتے اُن کے دوسرے ساتھیوں کے پاس جو غار میں ٹھہرے ہوئے تھے آئے اور یہاں عامر نے اُن سب کو قتل کر دیا۔

شہداء کے متعلق آیات قرآنی

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ ان کے بارے میں اللہ عزّوجل نے یہ قرآن نازل فرمایا تھا بلّغوا عنّا انا قد لقینا ربّنا فرضی عنّا ورضینا عنہ (ترجمہ:۔ ہماری طرف سے ہماری قوم کو اطلاع کر دو کہ ہم اپنے رب سے ملے وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم اُس سے راضی ہوئے) ایک زمانہ دراز تک ہم اس کی تلاوت کرتے رہے اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہو گئی اور اس کے بجائے اللہ عزّوجل نے یہ قرآن نازل فرمایا ولا تحسبنّ الّذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتًا بل احیاءٌ عند ربّھم یُرزقون فرحین (ترجمہ:۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے یہاں زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے خوش ہیں) انسؓ بن مالک سے دوسرے سلسلہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ستر انصاریوں کو عامر بن الطفیل الکلابی کے پاس بھیجا اس جماعت کے امیر نے اپنے رفیقوں سے کہا تم یہیں ٹھہرو میں ذرا جا کر کفار کی خبر لاتا ہوں وہ ان کے پاس آئے اور کہا اگر امان دو تو رسول اللہ صلعم کا پیام تم کو سناؤں۔ اُنہوں نے کہا ہاں تم کو امان ہے۔ وہ پیام سنا رہے تھے کہ ان میں سے کسی شخص نے ان کے جسم پہ نیزہ بھونک دیا، اس پر انہوں نے کہا قسم ہے رب کعبہ کی میں کامیاب ہو گیا یہ کہتے ہی ان کا کام تمام ہو گیا۔ عامر نے

کہا میں سمجھتا ہوں کہ یہ شخص اکیلا نہیں ہے اس کے ساتھ اور بھی ہیں۔ کفار ان کے نشانات قدم پر چلے، مسلمانوں پر آئے اور ان سب کو قتل کر دیا۔ ان میں سے سوائے ایک کے کوئی نہ بچا۔ انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ عرصہ تک وہ منسوخ آیت ان کے متعلق پڑھتے رہے۔

اس ۴ھ ہجری میں رسول اللہ صلعم نے بنو النضیر کو ان کے علاقہ سے جلاوطن کر دیا۔

بنو النضیر کی جلاوطنی

بنو عامر کا خون بہا

اس کا سبب یہ ہوا کہ عمرو بن امیہ الضمری نے مدینہ واپس ہوتے ہوئے ان دو شخصوں کو قتل کر دیا جن کو رسول اللہ صلعم نے وعدہ حفاظت اور امان دیا تھا۔ عامر بن الطفیل نے رسول اللہ صلعم کو لکھا کہ باوجود عہد و پیمان کے آپؐ کے آدمی نے ہمارے دو آدمی مار ڈالے۔ ان کی دیت ادا کرو۔ رسول اللہ صلعم قبا آئے اور وہاں سے بنو النضیر کی طرف مڑ گئے تاکہ اس کی دیت کی ادائی میں ان سے مدد لیں۔ آپ کے ساتھ بہت سے مہاجر اور انصار تھے، ان میں ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ اور اسید بن نضیر بھی تھے۔

بنو نضیر کی بدعہدی

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ چونکہ عمرو بن امیہ نے باوجود رسول اللہؐ کے عہد حفاظت کے بنی عامر کے دو شخصوں کو قتل کر دیا تھا۔ آپ ان کی دیت کی ادائی میں مدد لینے کے لئے بنو النضیر کے پاس آئے۔ بنو النضیر اور بنو عامر ایک دوسرے کے دوست اور حلیف تھے۔ پہلے تو جب رسول اللہ صلعم نے بنو النضیر سے اپنے آنے کی غرض بیان کی انہوں نے کہا ہاں ابو القاسم جو تم نے ہم سے کہا ہے ہم اس کے لئے پوری طرح آمادہ ہیں مگر پھر وہ چپکے چپکے ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرنے لگے اور انہوں نے کہا آج سے بہتر موقع اس شخص کے ہلاک کر دینے کا پھر کبھی نہ ملے گا (رسول اللہ صلعم اس وقت ان کے گھروں کی ایک دیوار کے پاس بیٹھے تھے) لہٰذا کوئی شخص مکان کی چھت پر چڑھ کر وہاں سے ایک بڑے پتھر کو ان پر پھینک دے اور ان کو قتل کر سکے ہمیں ان کی طرف سے ہمیشہ کے لئے راحت دے۔ ان کے ایک شخص عمرو بن جحاش بن کعب نے اس کام کے لئے خود سے اپنے کو پیش کیا اور کہا میں اس کے لئے تیار ہوں چنانچہ وہ آپ پر پتھر پھینکنے کے لئے ان کے مکان پر چڑھا۔ رسول اللہ صلعم خالی الذہن اپنے صحابہؓ کے ساتھ جن میں ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ بھی تھے دیوار کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ آسمان سے آپ کو آپ کے

دشمنوں کے اس منصوبے کی خبر ملی۔ آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور صحابہؓ سے فرمایا میں آتا ہوں تم یہیں ٹھہرو مگر آپ سیدھے مدینہ واپس ہو گئے۔ جب آپ کے آنے میں دیر ہوئی صحابہ آپؐ کی تلاش میں چلے۔ اثنائے راہ میں مدینہ سے آتا ہوا ایک شخص ان کو ملا انہوں نے اس سے رسول اللہ صلعم کو پوچھا۔ اس نے کہا میں نے آپؐ کو مدینہ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ صحابہؓ مدینہ میں آپ کے پاس آ گئے آپ نے ان کو بتایا کہ یہودی میرے ساتھ یہ بد عہدی کرنے والے تھے۔ پھر آپؐ نے ان کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور سب کوچ کر کے ان کے مقابلہ پر آئے اور محاصرہ کر لیا۔ یہودی آپ کے مقابلہ میں کئی قلعوں میں قلعہ بند ہو گئے۔ رسول اللہ صلعم نے حکم دیا کہ ان کے تمام نخلستان کاٹ کر جلا دیئے جائیں۔ یہودیوں نے قلعوں سے پکار کر کہا اے محمدؐ! تم تو اس بربادی سے منع کرتے تھے اور جو ایسا کرتا تھا اُسے بُرا کہتے تھے، اب کیا ہوا کہ تم خود ہمارے نخلستانوں کو قطع کروا کر ان کو جلا رہے ہو۔

رسول اللہؐ کے خلاف سازش

اس سلسلہ میں واقدی کا بیان یہ ہے کہ بنو النضیر نے جب باہم مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ رسول اللہ صلعم پر ایک بہت بڑا پتھر اوپر سے پھینک دیا جائے۔ سلام بن مشکم نے ان کو اس سے منع کیا اور کہا اگر ایسا کرو گے جنگ ہو جائے گی اور جو تم کرنا چاہتے ہو وہ اس سے واقف ہیں، مگر یہودیوں نے اس کی نصیحت نہ مانی عمرو بن جحاش رسول اللہ صلعم پر پتھر لڑھکانے چھت پر چڑھا، مگر اسی اثنا میں رسول اللہ صلعم کو اس کی اطلاع آسمان سے ملی، آپؐ قضائے حاجت کے بہانے اپنی جگہ سے اٹھ گئے۔ صحابہؓ نے دیر تک آپ کا انتظار کیا مگر آپ نہ آئے یہودی کہنے لگے کہ ابو القاسم کیوں رک گئے۔ آپؐ کے صحابہؓ دیر تک انتظار کے بعد مدینہ واپس ہوئے۔ کنانہ بن صوریا نے یہودیوں سے کہا کہ تمہارے ارادے کی خبر ان کو ضرور ہو گئی۔

صحابہؓ بھی مدینہ رسول اللہ صلعم کے پاس چلے آئے۔ آپ اس وقت مسجد میں بیٹھے تھے صحابہؓ نے آپ سے کہا کہ ہم آپ کا انتظار کرتے رہے اور آپ چلے آئے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا یہودیوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر اللہ عزوجل نے مجھے ان کے منصوبے کی اطلاع کر دی۔ محمد بن مسلمہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے ان سے کہا کہ تم یہودیوں سے جا کر کہہ دو کہ چونکہ تم نے میرے ساتھ بے وفائی کرنا چاہی تھی اس لئے اب تم میرے علاقوں سے نکل جاؤ اور میرے قریب نہ رہو۔

بنو نضیر کو ترکِ وطن کا حکم

محمد بن مسلمہ ؓ نے رسول اللہ صلعم کے ارشاد کے مطابق یہودیوں سے جا کر کہہ دیا کہ تم کو حکم دیا گیا ہے کہ یہاں سے ترک سکونت کر کے چلے جاؤ۔ یہودی کہنے لگے اے محمد بن مسلمہ ہمیں اس کی اُمید نہ تھی کہ بنی اوس کا کوئی شخص یہ حکم ہمارے لئے لائے گا۔ انہوں نے کہا، قلوب بدل گئے ہیں اور اسلام نے تمام سابقہ معاہدوں کو فسخ کر دیا ہے۔ یہودیوں نے کہا بہرحال ہم اسے برداشت کرتے ہیں اور حکم کی بجا آوری کریں گے۔ عبداللہ بن اُبی نے یہودیوں سے کہلا بھیجا کہ تم اپنے دیار سے نہ جانا ابھی وہیں رہو خود میرے ساتھ دو ہزار عرب اور میرے قوم والے ہیں۔ یہ جمعیت تمہارے ساتھ ہے ان کے علاوہ بنی قریظہ بھی تمہاری امداد کریں گے۔ کعب بن اسد کو جس نے بنی قریظہ کی جانب سے رسول اللہ ؐ سے دوستی کا معاہدہ کیا تھا۔ جب اس بیان کی اطلاع ملی اس نے کہا جب تک میں زندہ ہوں بنی قریظہ میں سے کوئی شخص معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ پھر سلام بن مشکم نے حیی بن اخطب سے کہا کہ محمد نے جو حکم دیا ہے اس کو مان لو اس طرح ہماری قوم اور ہمارا مال محفوظ رہے گا ورنہ اس سے زیادہ تکلیف دہ حالت برداشت کرنا پڑے گی۔ حیی نے پوچھا وہ کیا۔ سلام نے کہا اگر اس حکم کو نہ مانو گے ہمارا تمام مال ضبط کر لیا جائے گا۔ بیوی بچے لونڈی غلام بنا لیے جائیں گے اور جنگجو آدمی قتل کر دی جائے گی مگر حیی نے رسول اللہ صلعم کے حکم کو نہ مانا، اس نے جُدی بن اخطب کو رسول اللہ صلعم کے پاس اس پیام کے ساتھ بھیجا کہ ہم تو اپنے وطن سے نہیں نکلتے اب جو تم سے ہو سکے کر لو۔

اس پیام کو سن کر رسول اللہ صلعم نے تکبیر کہی آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی اور فرمایا کہ یہودیوں نے لڑائی منظور کی ہے۔

بنو نضیر کا محاصرہ

جدی مدد کے لئے ابن اُبی کے پاس آیا۔ جدی سے مروی ہے کہ میں اس کے پاس پہنچا وہ اپنے چند دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور اس وقت رسول اللہ ؐ کا نقیب لوگوں کو مسلح ہونے کا حکم دے رہا تھا۔ اسی وقت اس کا بیٹا عبداللہ بن اُبی میرے سامنے اپنے باپ کے پاس آیا اور اس نے ہتھیار سنبھالے اور دوڑتا ہوا گھر سے چلا گیا یہ رنگ دیکھ کر میں عبداللہ بن اُبی کی امداد سے مایوس ہو گیا میں نے حیی سے آ کر سارا واقعہ بیان کیا۔ اس نے کہا کہ یہ محمدؐ کی گہری چال ہے۔ اب رسول اللہ صلعم نے بنی نضیر پر پیش قدمی کر کے ان کا محاصرہ کر لیا پندرہ روز کے محاصرہ کے بعد انہوں نے اس شرط پر صلح کر لی کہ ان کو قتل نہ کیا جائے البتہ ان کا تمام مال اور اسلحہ لے لئے جائیں۔

بنو نضیر کی جلا وطنی

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بنو نضیر کا پندرہ دن تک محاصرہ کر لیا اور اس زمانے میں ان کو بالکل بے بس اور مجبور کر دیا آخر کار انہوں نے آپؐ کے مطالبہ کو منظور کیا اور اس شرط پر صلح کی کہ ان کو قتل نہ کیا جائے گا، مگر ان کے وطنی اور زمینوں سے ان کو بے دخل کر دیا جائے گا اور ان کو شام کے بیابانوں میں جلا وطن کر دیا جائے گا۔ رسول اللہ صلعم نے ان کے ہر تین شخصوں پر ایک اونٹ اور ایک مشک پانی کی دی۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اس قبیلہ سے جنگ کی اور جلا وطنی کی شرط پر ان سے صلح کی۔ لہٰذا آپ نے ان کو شام کی طرف جلا وطن کر دیا اور اجازت دے دی کہ اسلحہ کے علاوہ جتنا بار اونٹ لاد سکیں وہ لے جائیں۔

بنو نضیر کی خیبر کو روانگی

ابن اسحٰق کے سابقہ سلسلۂ بیان کے مطابق بنو عوف بن الخزرج میں عبداللہ بن اُبی بن سلول، ودیعہ، مالک بن اُبی نوفل، سوید اور داعس ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے بنو نضیر سے کہلا بھیجا تھا کہ تم اپنی جگہ ثابت قدم رہو اور مقابلہ کرو ہم کبھی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑیں گے اگر تم سے کوئی لڑے گا ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور اگر تم جلا وطن کئے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے لہٰذا ابھی تم انتظار کرو۔ مگر انہوں نے اس مشورہ پر عمل نہیں کیا۔ اللہ نے ان کے دلوں پر ایسا رعب بٹھا دیا کہ خود انہوں نے رسول اللہ صلعم سے درخواست کی کہ آپ ہمیں قتل نہ کریں جلا وطن کر دیں اس شرط پر کہ اسلحہ کے علاوہ جس قدر سامان اونٹ اُٹھا سکیں وہ ہم ساتھ لے جائیں۔ رسول اللہ صلعم نے ان کی یہ درخواست منظور کی۔ انہوں نے اپنا تمام وہ سامان جو اونٹوں پر لادا جا سکا ساتھ لے لیا چنانچہ یہ لوگ اپنے گھروں کے دروازے تک چوکھٹ کے ساتھ نکال کر اونٹوں پر بار کر کے لے گئے۔ یہ خیبر گئے اور پھر وہاں سے شام چلے گئے۔ ان کے اشراف میں جو خیبر گئے وہ سلام بن ابی الحقیق، کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق اور حُیی بن اخطب تھے جب یہ وہاں رہ پڑے اہل خیبر نے ان کی اطاعت قبول کر لی۔

ابن اُم مکتوم کی نیابت

عبداللہ بن ابی بکرؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ بنو نضیر اپنے بیوی بچوں اور اسباب و سامان کو لاد کر لے گئے، ان کے ساتھ دف، ستار اور ڈومنیاں تھیں جو ان کے پیچھے گا بجا رہی تھیں اس بعد ان میں ام عمرو عروہ بن الورد العبسی کی داشتہ بھی تھی جسے انہوں نے اس سے خرید لیا تھا یہ بنی غفار کی ایک عورت تھی جو اس زمانے میں حسن و ادا اور ناز و نخوت کے یکتائے روزگار تھی، اپنی تمام املاک کو انہوں نے رسول اللہؐ

کے حوالے کر دیا وہ اس طرح خاص آپ کی ملکیت میں آگئیں تاکہ جس طرح آپ چاہیں اُسے خرچ کریں۔ چنانچہ آپ نے انصار کو چھوڑ کر اسے صرف پہلے مہاجرین میں تقسیم کر دیا۔ انصار میں سے سہلؓ بن حنیفؓ اور ابو دجانہؓ، سماکؓ بن خرشہ نے اپنی غربت کی وجہ سے رسول اللہ صلعم سے درخواست کی کہ ہمیں بھی کچھ عطا فرمائیے، آپ نے ان کو بھی اس میں سے دیا۔ بنو نضیر میں سے صرف دو شخص یامین بن عمیر بن کعب، عمرو بن حجاش کے چچیرے بھائی اور ابو سعد بن وہب اس شرط پر اسلام لے آئے کہ ان کی املاک انہیں کے پاس رہیں گی، چنانچہ یہ اس پر قابض رہے۔ اس موقع پر رسول اللہؐ نے ابن اُمِ مکتوم کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا، اور اس غزوہ میں علیؓ بن ابی طالب آپ کے عَلَمبردار تھے۔

حضرت حسینؓ کی ولادت

اس سال عبداللہ بن عثمانؓ بن عفان نے جمادی الاولیٰ میں چھ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ رسول اللہ صلعم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی خود عثمانؓ بن عفان ان کی قبر میں اُترے۔ اس سال ماہ شوال کے بالکل ابتدا میں حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب پیدا ہوئے۔

غزوہ ذات الرقاع

اس باب میں اختلاف ہے کہ بنو نضیر کے اس غزوہ کے بعد رسول اللہؐ دوسرے کس غزوہ کے لئے تشریف لے گئے۔ ابن اسحٰق کی روایت یہ ہے کہ اس غزوہ کے بعد آپ نے ربیع الاول اور ربیع آخر اور ماہ جمادی کا کچھ زمانہ مدینہ میں بسر فرمایا، پھر غطفان کے قبائل بنو محارب اور بنو ثعلبہ سے لڑنے کے لئے نجد گئے وہاں مقام نخل میں فروکش ہوئے۔ یہی غزوہ ذات الرقاعؓ ہے۔ وہاں غطفان کی ایک بہت بڑی جمعیت سے آپ کا مقابلہ ہوا مگر کوئی لڑائی نہیں ہوئی اور طرفین ایک دوسرے سے مرعوب ہو کر اپنی اپنی جگہ کھڑے رہے، اسی موقع پر رسول اللہؐ نے صلاۃ الخوف پڑھی اور پھر آپ مسلمانوں کو لے کر مدینہ چلے آئے۔

حضرت عثمانؓ کی نیابت

مگر واقدی کا بیان ہے کہ یہ غزوہ ذات الرقاع محرم ۵ ہجری میں پیش آیا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس پہاڑ کی وجہ سے یہ غزوہ معنون ہُوا وہ سیاہ بھی ہے، سفید بھی ہے اور سرخ بھی ہے اسی وجہ سے اس کا یہ نام ہُوا۔ اس غزوہ میں آپ نے عثمانؓ بن عفان کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

آیت صلاۃ الخوف کا نزول

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلعم کے ساتھ نجد چلے ذات الرقاع کے پاس ایک نخلستان میں پہنچے۔ غطفان کی ایک

بڑی جمعیت سے ہمارا مقابلہ ہوا، لڑائی نہیں ہوئی، مگر مسلمان دشمن سے مرعوب ہو گئے اور اس موقع پر صلاۃ الخوف کا حکم نازل ہوا۔ رسول اللہ صلعم نے اپنے صحابہؓ کے دو حصے کیے، ایک دشمن کے بالکل بالمقابل جا کھڑا اور دوسرا نماز کے لئے رسول اللہ صلعم کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے تکبیر کہی سب نے تکبیر کہی، آپؐ نے اپنے مقتدیوں کے ساتھ رکوع کیا اور سجدہ کیا اور جب دوبارہ کھڑے ہوئے تو وہ اُلٹے پاؤں چل کر اپنے دوسرے ساتھیوں کے مقام پر آکر دشمن کے موجہہ میں کھڑے ہو گئے اور اب یہ پہلی جماعت نماز کے لئے بیٹھی۔ پہلے انہوں نے خود ایک رکعت پڑھی پھر کھڑے ہوئے اور اب رسول اللہ صلعم نے ان کو نماز پڑھائی، رکوع کیا اور سجدہ کیا اور اس کے بعد جو لوگ اب دشمن کے سامنے کھڑے تھے وہ پلٹ کر آئے اور انہوں نے اپنی دوسری رکعت ادا کی مگر جلسہ میں سب ایک ہو گئے اور سلام کے وقت سب پر رسول اللہ صلعم نے سلام بھیجا۔

اس نماز کی شکل میں بہت اختلاف ہے ہم طوالت کے خوف سے یہاں اسے بیان نہیں کرتے انشاءاللہ اپنی دوسری کتاب لبسیط القول فی احکام شرائع الاسلام کے باب میں صلاۃ الخوف میں بیان کریں گے۔

نماز میں قصر کا حکم

جابر بن عبداللہ سے پوچھا گیا کہ نماز میں قصر کا حکم کس روز نازل ہوا۔ انہوں نے کہا قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام سے واپس آرہا تھا ہم اس کو روکنے گئے ہم مقام نخل میں فروکش تھے کہ دشمن کا ایک شخص رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور اس نے آواز دی، اے محمد! آپ نے فرمایا ہاں کہو، اس نے کہا کیا تم محمد سے نہیں ڈرتے، آپؐ نے فرمایا بالکل نہیں، اس نے کہا کون میرے مقابلہ میں تمہاری حفاظت کر سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ۔ پھر اس نے تلوار نکالی اور اس سے آپ کو ڈرایا اور قتل کی دھمکی دی، پھر آپ نے کوچ کا اعلان کرا دیا اور سب نے ہتھیار سنبھالے اتنے میں نماز کا وقت آگیا مؤذن نے اذان دے دی۔ رسول اللہ صلعم نے مسلمانوں کے ایک گروہ کو پہلے نماز پڑھائی، اس اثناء میں دوسرے مسلمان ان نمازیوں کی حفاظت کرتے رہے جو آپ کے قریب تھے آپ نے ان کو دو رکعت نماز پڑھائی، پھر یہ لوگ پچھلے پیروں پلٹ کر اپنے ساتھیوں کی بجائے دشمن کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور اب وہ نماز کے لئے آئے رسول اللہؐ نے ان کو دو رکعت نماز پڑھائی اور اس اثناء میں جو پہلے نماز پڑھ چکے تھے وہ ان کی حفاظت کرتے رہے پھر آپ نے سلام پھیرا۔ اس طرح رسول اللہ صلعم نے چار رکعت نماز پڑھی اور دوسرے صحابہ نے دو دو رکعت پڑھیں، اس روز اللہ عزوجل نے نماز میں قصر کا حکم نازل فرمایا اور مسلمانوں کو نماز میں ہتھیار لگانے کا حکم دیا گیا۔

ابن المحارث کا ارادۂ قتل

جابر بن عبد اللہ الانصاری سے مروی ہے کہ بنو محارب کے ایک شخص فلاں بن المحارث نے اپنی قوم غطفان اور محارب سے کہا کہو تو میں تمہاری خاطر محمدؐ کو قتل کر دوں، انہوں نے کہا ضرور کرو، مگر یہ کیسے ہو گا۔ اس نے کہا میں دھوکے سے اچانک ان کو قتل کر دوں گا۔ اس ارادے سے وہ رسول اللہ صلعم کے پاس آیا۔ آپؐ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی تلوار گود میں رکھی تھی۔ اس نے کہا محمدؐ میں تمہاری یہ تلوار دیکھنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا دیکھ لو، اس نے تلوار اپنے ہاتھ میں لے کر اُسے نیام سے باہر نکالا، اب وہ اسے پھرانے لگا اور اس سے آپ پر وار کرنے لگا، مگر اللہ عزوجل نے اس کے ہاتھ کو نکما کر دیا۔ پھر اس نے کہا محمدؐ تم مجھ سے ڈرتے نہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہرگز نہیں اور میں تجھ سے کیوں ڈروں۔ اس نے کہا میرے ہاتھ میں تلوار ہے پھر بھی تم مجھ سے نہیں ڈرتے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تیرے مقابلے میں میری حفاظت کرے گا۔ اب اس نے تلوار کو نیام میں رکھ دیا اور اسے رسول اللہ صلعم کو واپس دے دیا۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ قرآن نازل فرمایا یٰایھا الذین آمنوا اذکروا نعمت اللہ علیکم اذھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم (ترجمہ:۔ اے ایمان والو اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب ایک جماعت نے تم پر دست درازی کرنا چاہی اللہ نے ان کے ہاتھ تم سے روک لئے)

جابر بن عبد اللہؓ کی روایت

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ہم مقام نخل کے غزوۂ ذات الرقاع میں رسول اللہ صلعم کے ہمراہ تھے۔ ایک مشرک عورت کسی مسلمان کے قبضہ میں آ گئی اس وقت اس کا شوہر موجود نہ تھا جب رسول اللہ صلعم مدینہ آنے لگے تب اس کے شوہر کو اس واقعے کی اطلاع ملی، اس نے قسم کھائی کہ جب تک کہ میں محمدؐ کے ساتھیوں میں سے کسی کو قتل نہ کروں گا باز نہ رہوں گا۔ اس نیت سے وہ رسول اللہ صلعم کے پیچھا ان کے نقش قدم پر چلا آپ کسی منزل میں فروکش ہوئے آپ نے فرمایا آج رات کو ہماری نگہبانی کون کرے گا۔ مہاجرین میں سے ایک صاحب اور انصار میں سے ایک صاحب نے اس کام کے لئے اپنے کو پیش کیا اور کہا کہ ہم نگہبانی کریں گے، آپؐ نے فرمایا اچھا تم اس راستے کے ناکے پر کھڑے رہنا کیونکہ آپؐ اور صحابہؓ اسی راستے پر وادی کے تنگم میں فروکش ہوئے تھے۔ جب وہ دونوں صاحب اس کام کے لئے فرودگاہ سے نکل گئے انصاری نے مہاجر سے کہا۔ اوّل یا آخر رات کا کونسا حصہ چاہتے ہو کہ اس میں میں نگہبانی کروں۔ مہاجر نے کہا اول شب تم پہرہ دو اس قرارداد پر مہاجر پڑ کر سو رہے اور انصاری نماز پڑھتے کھڑے ہو گئے۔ اس وقت اس عورت کا خاوند یہاں

پہنچا اور ان کی شکل نظر آتے ہی تاڑ گیا کہ یہ مسلمانوں کے نگہبان ہیں اس نے ان پر تیر چلایا وہ ان کے آکر لگا، انہوں نے اُسے اپنے جسم سے نکال کر زمین پر ڈال دیا اور خود اسی طرح کھڑے ہو نماز پڑھتے رہے۔ اس شخص نے ان کے دوسرا تیر مارا وہ بھی ان کو آکر لگا۔ انہوں نے اسے بھی اپنے جسم سے کھینچ کر زمین پر ڈال دیا پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا اس کے بعد اپنے دوسرے رفیق کو جگایا اور کہا ہوشیار ہو بیٹھو مجھ پر حملہ کیا گیا ہے۔ عمار جاگ کر ہوشیار ہو بیٹھے۔ جب اس شخص نے ان دونوں کو دیکھا وہ سمجھ گیا کہ یہ مجھ سے چوکنے ہو گئے۔ جب عمار نے انصاری کو دیکھا کہ ان کے جسم سے خون جاری ہے انہوں نے کہا سبحان اللہ آپ نے غضب کیا جب پہلا تیر آپ کے لگا تھا آپ نے مجھے کیوں نہ جگایا۔ انصاری نے کہا میں کلام اللہ کی ایک سورۃ تلاوت کر رہا تھا مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ اسے پورا کئے بغیر چھوڑ دوں، مگر جب متواتر مجھے تیر لگنے لگے میں نے رکوع کیا پھر تم کو اطلاع دی اور یہ بھی اس لئے کہ میں نے سوچا کہ اس سورۃ کو ختم کرنے یا اس کو ہونے سے پہلے یہ مجھے ختم کر دے گا اور اس طرح جس مقام کی نگرانی کا رسول اللہ صلعم نے مجھے حکم دیا ہے وہ غیر محفوظ رہ جائے گا، بجھے تم سے کہنا پڑا۔

جیش السویق

اس وعدے کے مطابق جو ابوسفیان سے ہوا تھا یہ نبی صلعم کا بدر کا دوسرا غزوہ ہے۔ ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ غزوہ ذات الرقاع سے واپس آکر رسول اللہ صلعم نے جمادی الاولیٰ کا بقیہ زمانہ، جمادی الآخر اور رجب مدینہ میں بسر فرمائے شعبان میں آپ اس قرارداد کے مطابق جو ابوسفیان سے جنگ اُحد میں ہوئی تھی بدر کو روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر ابوسفیان کے انتظار میں آپ نے آٹھ راتیں قیام فرمایا۔ ابوسفیان اہل مکہ کے ساتھ مرالظہران کے نواح میں مجنہ آکر ٹھہرا۔ بعض صاحبوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس نے عسفان کو لے لیا۔ اس کے بعد اس نے مراجعت مناسب سمجھی اور قریش سے کہا کہ جب بارش اچھی ہوئی ہو وہ سال تمہارے لئے جنگ کے لئے بہتر ہے تاکہ جانور نباتات کو چر سکیں اور ان کا دودھ تم پی سکو۔ چونکہ اس سال خشک سالی ہے میں پلٹ جاتا ہوں تم بھی پلٹ چلو۔ چنانچہ وہ واپس ہوا اور سب لوگ بھی واپس چلے گئے۔ اہل مکہ اس فوج کو جیش السویق کہنے لگے۔ کیونکہ یہ ستو پیتے ہوئے گئے تھے۔

مخشی بن عمرو الضمری

رسول اللہ صلعم حسب قرارداد ابوسفیان کے انتظار میں بدر میں ٹھہرے رہے۔ مخشی بن عمرو الضمری جس نے غزوہ ودان میں بنی ضمرہ کی جانب سے رسول اللہ صلعم سے مصالحت کی تھی آپ کے پاس اس قیام کے اثنا میں آیا اس نے پوچھا کیا آپ قریش کے مقابلے کے لئے اس وادی میں ٹھہرے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا ہاں ہم ان کے انتظار میں مقیم

ہیں۔ مگر چاہو تو ہم اس معاہدے کو جو ہمارے اور تمہارے درمیان ہے فسخ کر دیں اور پھر تم سے نپٹ لیں، یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے فیصلہ کر دے۔ اس نے کہا اے محمدؐ میرا منشاء یہ نہیں ہے اور نہ میں اسے چاہتا ہوں، اسی قیام میں معبد بن ابی معبد الخزاعی اپنی ناقہ پر سوار آپ کے پاس سے گزرا۔

نعیم بن مسعود الاشجعی کی ریشہ دوانی

واقدی کہتے ہیں کہ اس قرارداد کے جو احد میں ابوسفیان سے ہوئی تھی، ایک سال کے بعد ذی القعدہ میں رسول اللہؐ نے اپنے صحابہؓ کو جہاد میں چلنے کی دعوت دی۔ نعیم بن مسعود الاشجعی عمرہ کی نیت سے مکہ آیا اور قریش سے ملا۔ انہوں نے پوچھا کہ کہاں سے آتے ہو۔ اس نے کہا یثرب سے۔ قریش نے پوچھا کیا تم نے محمدؐ کو جنگ کی تیاری کرتے دیکھا ہے۔ اس نے کہا ہاں وہ تم سے لڑنے کے لئے بالکل تیار ہو چکے تھے اس وقت یہ صاحب اسلام نہیں لائے تھے۔ ابوسفیان نے اس سے کہا کہ اس مرتبہ خشک سالی ہے ہمارے لئے وہی سال مفید ہو سکتا ہے جس میں کافی بارش ہوئی ہو تاکہ چارہ اور دودھ میسر آسکے اور جنگ کا مقررہ وقت قریب آگیا ہے تم مدینہ جا کر ان کو کسی حیلہ سے ہمارے مقابلے پر آنے سے روکو اور کہو کہ قریش کے ساتھ اس قدر زبردست جمعیت ہے کہ تم کسی طرح ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ خلاف وعدگی ان کی طرف سے ہو ہماری طرف سے نہ ہونے پائے۔ اس خدمت کے صلہ میں ہم تمہارے دس حصے لگائے دیتے ہیں اور سہیل بن عمرو کو اس کا ضامن بنا دیتے ہیں۔ سہیل بھی وہاں آگیا۔ نعیم نے اس سے پوچھا اے ابویزید تم اس رقم کی ضمانت کرتے ہو تاکہ میں محمدؐ کے پاس جا کر ان کو مقابلہ پر آنے سے روک دوں، اس نے کہا ہاں میں ضامن ہوں۔ نعیم مکہ سے مدینہ آیا۔ اس نے مسلمانوں کو جہاد کی تیاری میں مصروف پایا۔ اب اس نے خفیہ طریقہ پر مسلمانوں سے کہنا شروع کیا کہ میں تو اس وقت کے مقابلے کو کسی طرح مناسب نہیں سمجھتا، دیکھو کیا احد میں خود محمدؐ مجروح نہیں ہوئے اور ان کے ساتھی قتل نہیں کئے گئے۔ اس کے بہکانے سے مسلمان جہاد میں جانے سے رک گئے۔ رسول اللہ صلعم کو اس کی اطلاع ملی۔ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میرے ہمراہ کوئی نہ جائے گا میں خود تنہا جاؤں گا پھر تو اللہ عزوجل نے مسلمانوں کی عقلوں کو سیدھا کر دیا اور وہ تجارت کا سامان لے کر جہاد کے لئے چلے اللہ نے یہ برکت دی کہ ایک درہم کے عوض انہوں نے دو کمائے اور دشمن سے بھی مقابلہ نہیں ہوا یہ بدر کی دوسری مہم ہے جو ابوسفیان کی قرارداد کے مطابق یہاں آئی۔ اس جگہ عہد جاہلیت میں ہر سال

آٹھ روز تک بازار لگتا تھا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس موقع پر رسول اللہ صلعم نے عبد اللہ بن رواحہ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

حضرت اُم سلمہؓ بنت ابی اُمیہ کا نکاح

واقدی کے بیان کے مطابق اس ماہ شوال میں رسول اللہ صلعم نے اُم سلمہؓ بنت ابی اُمیہ سے نکاح کیا اور آپ ان کے پاس رہے۔ اس سال آپ نے زید بن ثابت کو حکم دیا کہ تم توراۃ پڑھ لو کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ میری کتاب میں تحریف کردیں گے۔ اس سال مشرکین کے انتظام میں حج ہوا۔

باب ۹

غزوۂ خندق ۵ھ

حضرت زینبؓ بنت جحش اور رسول اللہؐ

اس سال رسول اللہ صلعم نے زینبؓ بنت جحش سے شادی کی۔ محمد بن یحییٰ بن حبان سے مروی ہے کہ آپ ایک دن زیدؓ بن حارثہ کے گھر آئے، ان کو زید بن محمد کہا جاتا تھا آپ ان کی تلاش میں ان کے گھر آئے، وہ اس وقت موجود نہ تھے اُن کی بیوی زینب بنت جحش ہلکا سا لباس پہنے آپ کے سامنے آگئیں۔ آپؐ نے دیکھ کر منہ پھیر لیا اور زینب نے آپ سے کہا کہ وہ تو اس وقت یہاں نہیں ہیں۔ میرے ماں باپ آپ پر نثار آپ اندر تشریف لائیں۔ رسول اللہ صلعم نے گھر میں جانے سے انکار کر دیا۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ جب زینب سے یہ کہا گیا کہ رسول اللہ صلعم باہر دروازے پر کھڑے ہوئے ہیں انہوں نے عجلت میں کپڑے پہنے اور پوری طرح نہیں پہنے تھے کہ خود ایک دم رسول اللہ صلعم کے سامنے آگئیں۔ اُن کی صورت آپ کے دل میں کھب گئی آپ کچھ منہ سے کہتے ہوئے وہاں سے پلٹے اور کوئی الفاظ تو سمجھ میں نہیں آئے۔ البتہ یہ آپؐ نے ذرا بلند آواز میں فرمایا سبحان اللہ العظیم، سبحان اللہ مصرف القلوب (ترجمہ: پاک ہے اللہ بزرگ، پاک ہے اللہ دلوں کا پھیرنے والا۔)

حضرت زینبؓ کو طلاق

زیدؓ جب اپنے گھر آئے ان کی بیوی نے ان کو اطلاع دی کہ رسول اللہؐ تشریف لائے تھے۔ انہوں نے کہا تم نے اندر کیوں نہ بلایا۔ ان کی بیوی نے کہا میں نے یہ بات عرض کی تھی مگر آپؐ نے نہ مانا۔ زید نے پوچھا کیا تم نے آپ کو کچھ کہتے ہوئے سُنا۔ انہوں نے کہا ہاں، جب آپؐ واپس جانے لگے تو آپ نے سبحان اللہ العظیم، سبحان اللہ مصرف القلوب کہا تھا۔ یہ سن کر زیدؓ رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ غریب خانہ پر تشریف

لائے تھے، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ گھر کے اندر کیوں نہ گئے۔ اے اللہ کے رسولؐ شاید زینب کی صورت آپ کو بھلی معلوم ہوئی۔ میں اسے طلاق دیئے دیتا ہوں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں رکھو، مگر اس روز کے بعد سے زید اپنی بیوی پر قادر نہ ہو سکے اور وہ خود آکر رسول اللہؐ سے یہ بات کہہ جاتے، مگر آپ یہی فرماتے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو، آخر کار زیدؓ نے اپنی بیوی کو طلاق دے ہی دی، ان سے قطعی علیحدگی اختیار کر لی اور اب وہ دوسری شادی کے قابل ہو گئیں۔

حضرت زینبؓ کا نکاح

ایک دن رسول اللہ صلعم عائشہؓ سے باتیں کر رہے تھے آپ پر غشی طاری ہوئی اور جب ہوش آیا آپ مسکرا رہے تھے اور فرما رہے تھے کوئی ہے جو زینب کو جاکر بشارت دے اللہ نے اُن کے ساتھ میری شادی کر دی ہے اور رسول اللہؐ نے یہ آیات تلاوت کیں واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ امسک علیک زوجک (پورا قصہ) ترجمہ: اور جب کہ تم اس سے کہتے تھے جس پر اللہ نے اور تم نے احسان کیا ہے کہ تم اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو)

عائشہؓ کہتی ہیں کہ آپ کے اس ارشاد سے میرے دل میں دُور و نزدیک کے خیالات آنے لگے، کیونکہ زینب کے حسن و جمال کی شہرت ہم تک پہنچ چکی تھی، دوسری جو سب سے بڑی بات اس معاملہ میں ہوئی وہ یہ تھی کہ چونکہ خود اللہ نے ان کی شادی رسول اللہ صلعم سے فرمائی ہے اس لئے وہ ہم پر فخر کریں گی۔ بہرحال سلمیٰؓ آپ کی خادمہ اُن کے پاس گئیں اور ان کو اس سے آگاہ کیا۔ زینبؓ نے سلمیٰ کو اس بشارت کے صلہ میں ایک چندن ہار دیا۔

حضرت زینبؓ کے متعلق زیدؓ کی روایت

ابن زیدؓ سے مروی ہے کہ خود نبی صلعم نے زیدؓ بن حارثہ کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحش سے کی تھی۔ ایک دن آپ زیدؓ سے ملنے کے لئے اُن کے گھر گئے۔ دروازے پر اونی پردہ پڑا تھا۔ ہوا سے وہ پردہ اُٹھ گیا۔ زینبؓ جو اپنے کمرہ میں برہنہ سر بیٹھی تھیں اسی حالت میں آپ کے سامنے ہو گئیں۔ اس سے اُن کی صورت رسول اللہ صلعم کے دل میں جاگزیں ہو گئی۔ اس کے بعد آخر تک وہ قدرت کی طرف سے گویا مجبور کر دی گئیں۔ زیدؓ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے اور انہوں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دوں۔ آپ نے پوچھا کیوں کیا اُن کی طرف سے بدگمان ہو۔ زیدؓ نے کہا جی نہیں یہ بات نہیں ہے۔ میں نے سوائے خیر کے اور کوئی بات ان کے متعلق نہ دیکھی اور نہ

سُنی۔ آپؐ نے فرمایا اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں رکھو اور اللہ سے ڈرو۔ اسی موقع پر اللہ عزوجل فرماتا ہے واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک واتقواللہ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ (یعنی تم اپنے دل میں اس بات کے آرزومند ہو کہ جب زیدؓ ان کو طلاق دے دیں تو میں اس کے ساتھ شادی کر لوں)

غزوہ دومتہ الجندل

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ربیع الاول میں آپ غزوہ دومتہ الجندل کے لئے تشریف لے گئے۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ آپ کو اطلاع ملی کہ اس مقام پر ایک جماعت کثیر جمع ہوئی ہے اور وہ اس کے نواح میں پھیلے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ صلعم اُن کے مقابلہ کے لئے برآمد ہوئے اور دومتہ الجندل پہنچے مگر کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ اس موقع پر آپ نے سباعؓ بن عرفطتہ الغفاری کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

عیینہ بن حصن سے معاہدہ

ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس سال رسول اللہ صلعم نے عیینہ بن حصن سے اس شرط پر مصالحت کی کہ وہ "تغلمین" اور اس کے نواح میں اپنے ریوڑ چرائے۔

ابراہیم بن جعفر اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس انتظام کی ضرورت یوں پڑی کہ عیینہ کے دیہات میں خشک سالی ہو گئی۔ اس نے رسول اللہ صلعم سے اس اجازت پر دوستی کا معاہدہ کیا کہ وہ "تغلمین" میں مراض تک اپنے جانور چرائے گا اور یہ علاقہ ایک مقامی بارش کی وجہ سے سرسبز ہو گیا تھا۔ رسول اللہؐ نے اس درخواست کو قبول کر کے مصالحت کر لی۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال سعدؓ بن عبادہ کی ماں نے انتقال کیا۔ سعد اس وقت رسول اللہؐ کے ہمراہ دومتہ الجندل گئے ہوئے تھے۔

یہودیوں کی شرارت

اس سال شوال میں یہ غزوہ ہوا۔ ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق اس کا باعث رسول اللہ صلعم کا بنو نضیر کو ان کے قریوں سے جلا وطن کر دینا ہوا۔ ہمارے علمائے اکابر سے مروی ہے کہ اس غزوہ کا اصل واقعہ یہ ہوا کہ چند یہودیوں نے جن میں سلام بن ابی حقیق النضری، حیی بن اخطب النضری، کنانہ بن الربیع بن ابی حقیق النضری، ہوذہ بن قیس الوائلی اور ابو عمار الوائلی وغیرہ اور بنی نضیر اور بنی وائل کے طلیعے لوگ بھی شامل تھے۔ متفرق قبائل کو رسول اللہ صلعم کے خلاف جنگ پر ابھارا، یہ قریش کے پاس مکہ آئے اور ان کو انہوں نے رسول اللہ صلعم سے جنگ کی دعوت دی اور کہا کہ ہم اُن کے مقابلہ پر آخر تک تمہارا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں تاکہ ہم ان کا استیصال ہی کر دیں۔ قریش

نے ان سے کہا کہ تم پہلی کتاب والے ہو اور مذہب کا علم رکھتے ہو پہلے اس کا تصفیہ کرو کہ مذہب کے متعلق ہمارا اور محمدؐ کا جو اختلاف ہے اس میں کون حق پر ہے ہمارا دین اچھا ہے یا ان کا۔ یہودیوں نے کہا تمہارا دین اُن کے دین سے بہتر ہے اور تم ہی اس کے زیادہ مستحق ہو۔ انہیں کے لئے اللہ عزوجل نے یہ کلام نازل فرمایا ہے الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یؤمنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ھؤلاء اھدی من الذین آمنوا سبیلا۔ ترجمہ: کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب الٰہی کا کچھ حصہ ملا ہے مگر وہ کاہنوں اور جادوگروں پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ کفار سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ پر ایمان رکھنے والوں سے زیادہ سیدھے راستے پر ہیں) اپنے قول وکفی بجھنم سعیرا (ترجمہ۔ اور جہنم کا شعلہ کافی ہے۔)

یہود کا قبیلۂ غطفان سے معاہدہ

یہودیوں کے اس قول سے قریش بہت خوش ہوئے اور انہوں نے جو ان کو رسول اللہ صلعم سے جنگ کی دعوت دی اس سے وہ اور زیادہ جوش میں آ گئے چنانچہ سب نے اس کا مصمم ارادہ کر لیا اور اس کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا۔ یہودی وہاں سے چل کر قیس عیلان کے قبیلۂ غطفان کے پاس آئے اور ان کو بھی رسول اللہ صلعم سے جنگ کی دعوت دی اور کہا کہ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔ نیز قریش بھی اس منصوبے میں بالکل ہمارے ساتھ ہو گئے ہیں اور وہ جنگ کا مصمم ارادہ کر چکے ہیں۔ یہ سن کر غطفان نے ان کی دعوت قبول کی اور لڑائی پر آمادہ ہو گئے۔

قریش کا مختلف قبائل سے معاہدہ

قریش ابوسفیان کی قیادت میں مکہ سے روانہ ہوئے اور غطفان عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کی قیادت میں جس کے ساتھ بنو فزارہ تھے نکلے۔ حارث بن عوف بن ابی حارثہ المری بنو مرہ کے ساتھ اور مسعود بن رخیلہ بن نویرہ بن طریف بن سحمہ بن عبداللہ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان اپنی قوم اشجع کو لے کر چلا۔ رسول اللہ صلعم کو جب ان تمام کارروائیوں کی اطلاع ہوئی اور ان کی اصلی غرض و غایت معلوم ہوئی آپ نے مدینہ کے سامنے خندق تیار کی۔

حضرت سلمان فارسیؓ کا مشورہ

محمد بن عمر کے قول کے مطابق سلمانؓ نے آپ کو خندق بنانے کا مشورہ دیا تھا اور یہی پہلی جنگ ہے جس میں وہ آزادی کی حیثیت سے رسول اللہ صلعم کے ساتھ شریک ہوئے انہوں نے آپ سے کہا کہ ہم ایران میں تھے وہاں جب کبھی گھر جاتے تو اپنے گرد خندق بنا لیتے تھے۔

خندق کی کھدائی

ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان کے مطابق مسلمانوں کو ثواب کی ترغیب دینے کے لئے خود رسول اللہ نے خندق کھودنے میں شرکت کی، دوسرے مسلمانوں نے اس میں کام کیا اور سب نے نہایت

محنت اور جانفشانی سے اس میں کام کیا، البتہ منافقین نے مسلمانوں اور رسول اللہ صلعم کا اس کام میں ساتھ نہیں دیا۔ کچھ تو نا قابلیت کا بہانہ کر کے شریک ہی نہیں ہوئے اور کچھ ایسے تھے کہ بغیر آپ کے علم اور اجازت کے اپنے گھروں کو چلے جاتے تھے مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ ان میں سے اگر کسی کو نہایت ضروری کام پیش آجاتا تو وہ آپ سے اجازت لے کر اس ضرورت کو پورا کرنے چلا جاتا آپ اُسے اجازت مرحمت کرتے اور پھر ضرورت کو پورا کر کے وہ اپنے کام پر واپس آجاتا تاکہ نیک کام میں شرکت کرے۔ اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ کلام نازل فرمایا: انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ و رسولہ واذا کانوا معہ علیٰ امرٍ جامعٍ لم یذھبوا حتیٰ یستاذنوہ اپنے قول واستغفر لھم اللہ ان اللہ غفورٌ رحیم (ترجمہ:۔ وہ مومن جو اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لائے ہیں وہ جب اس کے ساتھ کسی مشترکہ کام میں لگتے ہیں تا وقتیکہ اس سے اجازت نہ لے لیں نہیں جاتے تم ان کے لئے اللہ سے طلبِ مغفرت کرو بے شک اللہ سب سے بڑا معاف کرنے والا اور مہربان ہے)

یہ کلام انہیں مسلمانوں کی شان میں نازل ہُوا ہے جو اس کو کارِخیر سمجھ کر نہایت خوشی اور مستعدی سے اس میں عملاً شریک تھے تاکہ اس میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر کے مستحق اجر ہوں اس کے بعد اللہ تعالیٰ اُن منافقین کے لئے جو رسول اللہ صلعم کی اجازت کے بغیر کام سے کھسک جاتے تھے فرماتا ہے لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا اپنے قول قد یعلم ما انتم علیہ تک (ترجمہ: تم ہرگز رسولؐ کے بلاوے کو ایسا نہ سمجھو جیسا کہ تم میں سے کوئی کسی کو بلائے۔ بے شک وہ جانتا ہے جو تمہارا اصلی منشاء ہے، یعنی وہ جانتا ہے کہ تم میں صداقت کتنی ہے اور کذب کتنا ہے۔

مسلمان خندق بناتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اُسے خوب مستحکم بنالیا۔ اس کام میں انہوں نے جعیل نام ایک مسلمان کی رجز کہی رسول اللہؐ نے ان کا نام عمر رکھا تب انہوں نے یہ شعر کہا:

سماہ من بعد جعیل عمرا وکان للبائس یوما ظھرا

ترجمہ:۔ محمدؐ نے جعیل کے بعد اس کا نام عمر رکھا وہ کبھی اپاہجوں کو پیٹھ پر لاد کر لاتا تھا۔ جب وہ عمرو کے پاس آتے رسول اللہ صلعم فرماتے عمرو اور جب وہ ظہر کہتے (پیٹھ) آپ فرماتے ظہر یعنی مددگار۔

حضرت سلمانؓ کی قیادت

کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف المزنی اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے جنگ احزاب میں رسول اللہؐ نے خندق کا نشان اُجم الشیخین سے بنی حارثہ کی طرف مذار تک ڈالا۔ ہر چالیس گز خندق کے لئے

دس آدمی مقرر کئے۔ سلمانؓ فارسی چونکہ بہت قوی آدمی تھے اس لئے مہاجرین نے کہا ان کو ہمیں دیا جائے، انصار نے کہا ہمیں دیا جائے۔ مہاجرین نے کہا یہ مہاجر ہیں، انصار نے کہا یہ انصار ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلعم نے فرمایا سلمانؓ ہمارے اہل بیت ہیں۔ عمروؓ بن عوف کہتے ہیں کہ میں سلمان حذیفہ بن الیمان، نعمانؓ بن مقرن المزنی اور چھ اور انصاری چالیس گز کے ایک حصے میں کام کرتے تھے ہم نے ذوباب کے نیچے میں خندق کھودی جس سے پانی نکل آیا پھر اللہ عزوجل خندق کے اندر ایک چکنا سفید بڑا پتھر ظاہر کر دیا اس سے ہمارے اوزار ٹوٹ گئے اور ہم اس کے اکھاڑنے سے تنگ ہو گئے۔ ہم نے کہا سلمانؓ تم رسول اللہ صلعم کے پاس اوپر جاؤ اور اُن کو اس کی اطلاع کرو تاکہ یا تو وہ ہمیں اس پتھر سے ذرا ہٹ جانے کی اجازت دیں کیونکہ اس سے بہت ہی کم فرق پڑے گا اور یا وہ اس کو نکالنے کا حکم دیں تو ہم ویسا کریں گے ہم اسے پسند نہیں کرتے کہ آپ کے خط سے سر مو تجاوز کریں۔

پتھر توڑنے کا واقعہ

سلمانؓ خندق کے اندر سے چڑھ کر رسول اللہ صلعم کے پاس آئے، آپ اس وقت ترکی خیمہ میں بیٹھے تھے۔ سلمانؓ نے کہا یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں خندق میں ایک بہت بڑا سفید سخت اور چکنا پتھر نکل آیا ہے اس سے ہمارے اوزار ٹوٹ گئے ہم اس کے کھودنے سے تنگ آگئے ہیں اس پر کچھ اثر ہی نہیں ہوتا۔ اب جیسا ارشاد عالی ہو ہم آپ کے خط سے سر مو تجاوز کرنا پسند نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلعم سلمانؓ کے ساتھ خود خندق میں اُترے۔ آپ کے آتے ہی ہم بقیہ نو آدمی خندق کے اوپر آ گئے رسول اللہ صلعم نے سلمانؓ کے ہاتھ سے کدال لی اور اس سے اس پتھر پر ایک ضرب ماری جس سے وہ ٹوٹ گیا اور اس میں سے بجلی کی ایسی چمک نکلی جس سے تمام مدینہ روشن ہو گیا۔ وہ روشنی اس قدر تیز تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اندھیری کوٹھڑی میں روشن چراغ ہے۔ رسول اللہ صلعم نے تکبیر فتح کہی پھر مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی۔ دوسری مرتبہ آپؐ نے اس پر ضرب ماری جس سے اس میں اور شگاف پڑ گیا اور ایسی بجلی کی سی روشنی ہوئی جس سے تمام مدینہ روشن ہو گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اندھیری کوٹھڑی میں چراغ روشن ہے۔ آپ نے تکبیر فتح کہی تمام مسلمانوں نے تکبیر کہی اور اب تیسری مرتبہ آپ نے دست مبارک سے اس پر ضرب ماری اور اس مرتبہ اُسے بالکل توڑ ڈالا تو پھر اس میں سے حسب سابق بجلی کی چمک ہوئی جس سے تمام مدینہ روشن ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تاریک کوٹھڑی میں چراغ روشن ہو گیا۔ رسول اللہ صلعم نے تکبیر فتح کہی، مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی - پھر

سلمانؓ کا ہاتھ پکڑ کر خندق کے اوپر چڑھ آئے۔

حضرت محمدؐ کی بشارت

سلمانؓ نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں نے آج ایسی بات دیکھی جو اس سے پہلے کبھی نظر سے نہیں گذری۔ آپؐ نے ہماری طرف مخاطب ہو کر پوچھا کیا تم نے بھی وہ بات دیکھی ہے جو سلمانؓ کہہ رہے ہیں ہم سب نے کہا ہمارے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں بے شک ہم نے دیکھا کہ جب آپ پتھر پر ضرب لگاتے تھے اس سے موج کی طرح بجلی نکلتی تھی۔ آپ نے تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی، اس کے سوا تو کچھ اور ہم نے نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا تم سچ کہہ رہے ہو، بیشک جب میں نے پہلی ضرب ماری اور اس سے وہ بجلی کوندی جسے تم نے دیکھا ہے، اس کی ضو میں حیرہ کے قصر اور کسریٰ کے شہر کتوں کے دانتوں کی طرح مسلسل مجھے نظر آئے۔ جبرائیلؑ نے مجھے اطلاع دی کہ میری اُمت ان پر فتح یاب ہوگی، پھر میں نے دوسری ضرب ماری اور پھر وہ روشنی ہوئی جو تم دیکھ چکے ہو۔ اس مرتبہ اس کی ضو میں مجھے روم کے سرخ قصر کتوں کے دانتوں کی طرح نظر آئے۔ جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا کہ ان پر بھی میری اُمت فتحیاب ہوگی۔ پھر میں نے تیسری ضرب ماری اس سے پھر روشنی ہوئی جسے تم دیکھ چکے ہو اس کی ضو میں صنعاء کے قصر کتوں کے دانتوں کی طرح میں نے دیکھے، جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا کہ ان پر بھی میری اُمت فتحیاب ہوگی۔ پھر آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا تم کو بشارت ہو تمہیں خدائی نصرت ضرور حاصل ہوگی اس سے تمام مسلمانوں نے بشارت لی اور انہوں نے کہا تمام تعریفیں اُس خدا کے لئے ہیں جو سچا اور پکا وعدہ کرنے والا ہے اس نے ہمارے محصور ہونے کے بعد ہم سے نصرت کا وعدہ کیا ہے۔ اب کفار کے لشکر نمودار ہوئے مسلمان کہنے لگے کہ یہی ہے وہ بات جس کا اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ اللہ اور اس کا رسولؐ سچا ثابت ہوا۔ اس واقعہ سے اُن کے ایمان اور اسلام میں اور اضافہ ہوگیا۔

منافقین کے متعلق آیت قرآنی

اس کے برعکس منافق کہنے لگے تم کو اس بات پر کوئی تعجب نہیں ہوتا کہ وہ تم سے خرافات کہتے ہیں غلط امیدیں دلاتے ہیں اور جھوٹے وعدے کرتے ہیں۔ ایک طرف وہ تم سے کہتے ہیں کہ وہ یثرب میں بیٹھے ہوئے حیرہ کے قصر اور کسریٰ کے شہر دیکھ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان سب کو تم فتح کرو گے اور یہاں دوسری طرف تمہاری یہ حالت ہے کہ خندق کھود رہے ہو اتنی بھی طاقت تم میں نہیں کہ کھلے میدان میں دشمن کا مقابلہ کر سکو۔ اس موقع پر اللہ نے یہ کلام نازل فرمایا واذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم

ہو غرمادعدنااللہ ورسولہ الا غرورا (ترجمہ:- اور جب منافق اور بدگمان کہتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے جو وعدہ ہم سے کیا تھا وہ غلط ثابت ہوا)

صحیح طور پر ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ اور عثمانؓ کے عہد خلافت میں اور ان کے بعد یہ تمام ممالک ایران اور روم مسلمانوں نے فتح کر لئے تو وہ کہا کرتے تھے اے مسلمانو جہاں تک چاہو فتح کرتے چلے جاؤ، قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں ابوہریرہ کی جان ہے اب تک جتنے شہر تم نے فتح کئے ہیں یا آئندہ قیامت تک فتح کرو گے ان کی فتح سے پہلے محمد صلعم کو ان کی کنجیاں دستِ قدرت سے عطا ہو چکیں ہیں۔

فریقین کی تعداد

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ اہل خندق تین ہزار تھے۔ جب رسول اللہ صلعم خندق کی تیاری سے فارغ ہو چکے قریش مدینہ کے سامنے آئے اور جرف اور غابہ کے درمیان رومہ کے پاس جہاں تمام پہاڑی وادیاں مل جاتی ہیں فروکش ہوئے، ان کی تعداد دس ہزار تھی، جس میں ان کے حبوش اور کنانہ اور تہامہ کے دوسرے توابع ساتھ تھے۔ پھر غطفان اپنے نجدی پیروؤں کے ساتھ مدینہ آئے اور اُحد کے پہلو میں ذنب نقمی میں فروکش ہوئے۔ رسول اللہ صلعم تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ پر برآمد ہوئے۔ آپ نے کوہ سلع کو اپنی پشت پر چھوڑا، وہاں آپ نے پڑاؤ کیا اور خندق کو اپنے اور دشمن کے مابین رکھا۔ بچوں اور عورتوں کے متعلق آپ نے حکم دیا کہ ان کو قلعوں میں حفاظت کے لئے بھیج دیا جائے چنانچہ وہ سب وہاں منتقل کر دیئے گئے۔

حیی بن اخطب اور کعب بن اسد

دشمن خدا حُیی بن اخطب، کعب بن اسد القرظی کے پاس جس نے بنی قریظہ کی جانب سے رسول اللہ صلعم سے معاہدہ دوستی کیا تھا، آیا۔ جب اس کے آنے کی اطلاع کعب کو ہوئی اس نے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔ حُیی نے اندر آنے کی اجازت مانگی، کعب نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔ حُیی نے کہا کعب مجھے اندر آنے دو۔ اس نے کہا تم منحوس اور بدبخت ہو۔ میں نے محمدؐ سے معاہدۂ دوستی کیا ہے میں اس کی خلاف ورزی نہیں کرنا چاہتا اور انہوں نے اس معاہدہ کی صداقت اور دیانت سے پابندی کی ہے۔ حُیی نے کہا ذرا دروازہ تو کھولو تاکہ میں تم سے کچھ باتیں کر لوں۔ کعب نے کہا میں اس کے لئے تیار نہیں۔ حُیی نے کہا تم صرف اس لئے دروازہ نہیں کھولتے کہ میں تمہارے ساتھ بیٹھ کر دلیا کھا لوں گا۔ اس جملہ سے اُسے غیرت آگئی، اُس نے دروازہ کھول دیا۔ حُیی نے اس سے کہا اے کعب میں تمہارے پاس ایسی دعوت لایا ہوں جس میں تم کو نیک نامی دائمی حاصل ہوگی۔ میں فوج کا ایک بحرِ زخار تمہارے لئے لایا ہوں، میں

قریش کو ان کے تمام اعزاء اور روساء کے ساتھ لایا ہوں۔ اور ان کو میں نے رومہ وادیوں کے سنگم پر فروکش کر دیا ہے۔ اسی طرح میں غطفان کو ان کے تمام روساء کے ساتھ لایا ہوں۔ اور ان کو میں نے اُحد کے پاس ذنب نقمی میں اتارا ہے۔ ان تمام لوگوں نے مجھ سے عہد واثق کیا ہے کہ جب تک وہ محمدؐ اور اُن کے ساتھیوں کا قطعی قلع قمع نہ کر دیں گے مقابلہ سے نہ ہٹیں گے۔

بنی قریظہ کی عہد شکنی

کعب نے کہا بخدا تمہاری اس تجویز میں میرے لئے تو عمر بھر کی ذلت و رسوائی ہے۔ تم تو ایسی گھٹا لے کر آئے ہو جس کا پانی برس کر ختم ہو گیا ہے اب صرف خالی گرج اور چمک رہ گئی ہے۔ تم محمدؐ کے بارے میں مجھ سے کچھ مت کہو اور میرے جو دوستانہ تعلقات اُن سے قائم ہیں اسی پر مجھے قائم رہنے دو کیونکہ اُنہوں نے اب تک معاہدۂ دوستی کی پوری طرح پابندی کی ہے اور مجھے کوئی شکایت کا موقع نہیں دیا۔ مگر حُیی برابر اس کی خوشامد و چاپلوسی کرتا رہا، اُسے نیک نامی اور بڑی فوائد کی لالچ دیتا رہا آخر کار وہ اس کی باتوں میں آگیا۔ اور اس سے کعب نے اللہ کو شاہد بنا کر یہ پختہ عہد و پیمان کیا کہ اگر قریش اور غطفان محمدؐ کے مقابلہ میں ناکام ہو کر واپس گئے تو میں تمہارے ساتھ قلعہ میں جا رہوں گا۔ اور آخر دم تک تمہارا ساتھ دوں گا۔ اس طرح کعب بن اسد نے اپنے عہد کو توڑ ڈالا اور جو معاہدہ اس کے اور رسول اللہ صلعم کے درمیان ہوا تھا اس سے بری الذمہ ہو گیا۔ رسول اللہ صلعم اور مسلمانوں کو اس کی اطلاع ہوئی آپؐ نے سعدؓ بن معاذ بن النعمان بن امرئ القیس متعلقہ بنو عبدالاشہل کو جو اس وقت قبیلہ اوس کے رئیس تھے اور سعدؓ بن عبادہ بن ولیم متعلقہ بنی سعدہ بن کعب بن الخزرج کو جو اس وقت خزرج کے رئیس تھے اور ان کے ساتھ عبداللہؓ بن رواحہ بنی حارث بن الخزرج کے بھائی اور عمرو بن عوف کے خواتؓ بن جبیر کو اس خبر کی تصدیق کے لئے بھیجا اور ہدایت کی کہ اگر جو اطلاع ملی ہے وہ سچ ثابت ہو تو تم لوگ چپکے سے یہ بات مجھ سے کہہ دینا علانیہ نہ کہنا کہ مبادا اس سے اپنے لوگوں کے حوصلے پست ہو جائیں اور اگر کعب بدستور سابقہ معاہدۂ دوستی پر قائم ہو تو بے شک اس کا تمام فرودگاہ میں اعلان کر دینا۔

بنو قریظہ کی خباثت

یہ جماعت تصدیق کے لئے کعب کے یہاں گئی۔ یہاں انہوں نے دیکھا کہ جو اطلاع ان کی نقض عہد اور مخالفت کی مسلمانوں کو ملی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ خباثت اور شرارت پر آمادہ ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلعم کی شان میں گستاخی کے الفاظ استعمال کئے اور صاف کہہ دیا کہ ہم میں اور محمدؐ میں کوئی عہد و پیمان نہیں ہے۔ سعدؓ بن عبادہ

چونکہ ذرا تیز مزاج آدمی تھے انہوں نے کفار کو گالیاں دیں۔ سعد بن معاذ نے ان سے کہا کہ گالیاں دینا چھوڑ دو اب جو صورت حال پیدا ہوئی ہے اس پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔

منافقین کی پردہ دری

دونوں سعد اپنے ہمراہیوں کے ساتھ رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور سلام کر کے ایک ضرب المثل میں یہ بات بتادی کہ بےشک انہوں نے معاہدہ دوستی کو توڑ دیا ہے اور وہ آمادہ پیکار ہیں، اور وہ اصحاب رسول اللہ صلعم کے ساتھ وہی نیت رکھتے ہیں جو اصحاب رجیع نے خبیبؓ بن عدی کے ساتھ کیا تھا۔ رسول اللہؐ نے تکبیر کہی اور فرمایا اے مسلمانو، بشارت ہو اس وقت مسلمانوں کی مصیبت بہت زیادہ ہو گئی اور وہ بہت خوفزدہ ہوئے، دشمن نے ان کو ہر طرف سے نشیب و فراز سے آلیا یہاں تک کہ مومنین کے دلوں میں ہر قسم کے بڑے خیالات آنے لگے۔ بعض منافقوں کا اس موقع پر نفاق بھی کھل گیا۔ بنو عمرو بن عوف کا معتب بن قشیر کہنے لگا کہ محمدؐ ہم سے وعدے کرتے تھے کہ ہم کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کو اپنے تصرف میں لائیں گے، یہ تو کچھ ہوا نہیں اس کے برخلاف اب یہ نوبت آگئی ہے کہ ہم قضائے حاجت کو باہر نہیں جا سکتے۔ بنو حارثہ بن الحارث کے اوس بن قیظی نے کہا یا رسول اللہؐ ہمارے گھر دشمن کی زد میں ہیں۔ یہ بات اس نے اپنی قوم کی ایک جماعت کی جانب سے کہی تھی آپ ہمیں اجازت دیں کہ اپنے گھروں کو چلے جائیں کیونکہ وہ شہر مدینہ کے بیرون میں واقع ہیں۔

رؤسائے غطفان سے مصالحت کی کوشش

رسول اللہ صلعم اور اُن کے مقابلہ پر مشرکین ایک ماہ کے قریب قریب ایک دوسرے کے مقابلہ پر ٹھہرے رہے مگر تیر بازی اور محاصرہ کے علاوہ دست بدست لڑائی نہیں ہوئی۔ جب مسلمانوں کو محاصرہ کی تکلیف بہت زیادہ ہوئی۔ رسول اللہ صلعم نے عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف بن ابی حارثہ المری کو جو دونوں غطفان کے رئیس تھے پیام بھیجا کہ اگر تم ہمارے مقابلے سے اپنی تمام جمعیت کے ساتھ واپس ہو جاؤ تو میں مدینہ کی فصل کا ایک ثلث تم کو دینے کے لئے آمادہ ہوں۔ چنانچہ ان شرائط پر صلح کی گفتگو ہونے لگی اور اس کے لئے عہد نامہ بھی لکھ لیا گیا تھا مگر اب تک اس پر شہادت کی نوبت نہ آئی تھی اور نہ پوری طرح صلح کا کچھ ارادہ ہی تھا، صرف ان کو رضامند کرنے کی کارروائی ہونے پائی تھی جسے ان دونوں نے منظور کر لیا تھا۔ گفتگوئے صلح کے طے ہو جانے کے بعد جب رسول اللہ صلعم نے باقاعدہ صلح کا ارادہ کر دیا آپ نے سعدؓ بن معاذ اور سعدؓ بن عبادہ کو بلا کر اس کا ذکر کیا، اور مشورہ چاہا۔ انہوں نے کہا، یا رسول اللہ صلعم اگر

اس میں آپ کی خوشی ہے تو بھی ہم تیار ہیں اور اگر اس کے لئے کوئی حکم اللہ کا صادر ہوا ہے تو اس کی بجا آوری کئے بغیر تو چارہ ہی نہیں۔ اگر اس کے علاوہ آپ نے اس میں کوئی ہماری بھلائی سوچی ہے تو وہ اور بات ہے۔ آپ نے فرمایا میری ذاتی خواہش کو اس میں مطلقاً دخل نہیں ہے، یہ جو کچھ سوچا گیا ہے تم لوگوں کی بھلائی کے لئے سوچا گیا ہے، اور یہ بھی بحض اس لئے ہے کہ میں نے دیکھا کہ تمام عرب یک جان ہو کر تمہارے استیصال کے لئے تُلے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہر طرف سے تم کو آ گھیرا ہے تو میں نے یہ مناسب سمجھا کہ ان دونوں کو ان سے توڑ کر تھوڑی دیر کے لئے ان کی طاقت کو کمزور کر دیا جائے۔

سعدؓ بن معاذ کی مخالفت

سعدؓ بن معاذ نے کہا رسول اللہ صلعم ہم اور سب کے سب اس سے قبل اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرتے تھے۔ بتوں کی پرستش کرتے تھے، نہ اللہ کی عبادت کرتے تھے اور نہ اسے جانتے تھے اور یہ لوگ ہمیشہ سے اس بات کی تاک میں لگے رہتے تھے کہ وہ ہمارے کھجور مفت کھالیں یا ہم ان کو بیچ ڈالیں اب جب کہ اللہ نے اسلام سے ہم کو معزز بنا دیا اس کی طرف ہمیں ہدایت کی اور آپؐ کی ذات ستودہ صفات سے ہم کو طاقت ور اور غالب کر دیا ہے تو اب ہم ان کو اپنے مال کیسے دے دیں۔ ہم کو ان شرائط کی قطعی ضرورت نہیں ہم اس کے جواب میں تلوار پیش کرتے ہیں تاکہ ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اچھا تم جانو اور یہ معاہدہ لے لو۔ سعدؓ نے وہ خط لے کر اس کی تحریر مٹا دی اور پھر کہا وہ یہ چاہتے تھے کہ ہم پر حکومت اور سختی کریں۔

عمرو بن عبدود

رسول اللہ صلعم اور مسلمان اسی طرح خندق میں مقیم رہے، دشمن نے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا کوئی لڑائی نہیں ہوئی، البتہ قریش کے چند دلاور شہسوار جن میں بنی عامر بن لوی کا عمرو بن عبدود بن ابی قیس، عکرمہ بن ابی جہل المخزومی، ہبیرہ بن ابی وہب المخزومی، نوفل بن عبد اللہ اور بنی محارب بن فہر کا ضرار بن الخطاب بن مرداس تھے۔ لڑائی کے لئے زرہ بکتر پہن کر اپنے گھوڑوں پر میدان جنگ میں برآمد ہوئے۔ یہ بنی کنانہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ تم کو آج معلوم ہو جائے گا کہ کون جواں مرد ہے۔ یہ خندق کی طرف بڑھے اور قریب پہنچ کر ٹھہر گئے۔ خندق کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اس میں ضرور کوئی بھید اور چال ہے، عرب تو اس قسم چالیں نہیں چلا کرتے، پھر

انہوں نے خندق کا ایک تنگ مقام دیکھ کر اپنے گھوڑے اس پر سے کدا دیئے، اور خندق کے ادھر سبخہ میں خندق اور سلع کے درمیان جولانی کرنے لگے۔

حضرت علیؓ اور عمرو بن عبدود کا مقابلہ

علی بن ابی طالب چند مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ پر نکلے اور انہوں نے خندق کا وہ حصہ جہاں سے یہ کود کر آئے تھے اپنے قبضہ میں کر کے ان کی واپسی کا راستہ مسدود کر دیا، اب پھر قریش کے شہسوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس جماعت کی طرف لپکے۔

عمرو بن عبدود بدر میں لڑا تھا اور سخت زخمی ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ اُحد کی لڑائی میں شریک نہیں ہوا مگر آج خندق کی لڑائی میں اپنے کو دکھانے کے لئے وہ سر پر پٹی باندھ کر میدان میں آیا جب وہ اور اس کا رسالہ ٹھہر گیا علیؓ نے اس سے کہا اے عمرو تم ہمیشہ اللہ کے سامنے یہ کہا کرتے تھے کہ اگر قریش کا کوئی شخص میرے سامنے دو باتیں پیش کرے گا میں ان میں سے ایک ضرور مانوں گا۔ اُس نے کہا ہاں میرا یہی عہد ہے۔ علیؓ بن ابی طالب نے اس سے کہا اچھا اب میں تم کو اللہ عزوجل، اس کے رسولؐ اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اس نے کہا میں نہیں مانتا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ علیؓ نے کہا اچھا تو پھر میں تم سے کہتا ہوں کہ گھوڑے سے نیچے آؤ۔ اس نے کہا اے میرے بھتیجے یہ کیوں، بخدا میں نہیں چاہتا کہ تم کو قتل کروں۔ علیؓ نے کہا مگر بخدا میں تو چاہتا ہوں کہ تم کو ضرور قتل کروں۔ اس جملہ کو سُن کر اس کو جوش آ گیا۔ وہ اپنے گھوڑے سے کود پڑا، پھر اس نے اس کو ذبح کر دیا یا اس کے مُنہ پر تلوار ماری اور اب علیؓ کے مقابلہ پر بڑھا، ایک نے دوسرے پر پینترے بدل بدل کر وار کئے۔ آخر کار علیؓ نے اُسے قتل کر دیا اس کے بعد ہی اس کا رسالہ شکست کھا کر فرار ہوا اسی حالت فرار میں پھر انہوں نے اپنے گھوڑے خندق پر سے کدائے۔ عمرو کے ساتھ دو شخص اور منبہ بن عثمان بن عبید بن السباق بن عبد الدار جس کے تیر لگا اور مکہ آ کر مرا اور دوسرا بنی مخزوم کا نوفل بن عبداللہ بن المغیرہ مارا گیا واپسی میں یہ خندق میں گر پڑا۔ وہاں مسلمانوں نے اس پر سنگ باری شروع کی، اس نے ان سے کہا اس ذلت کے ساتھ کیوں مارتے ہو تلوار سے کام تمام کر دو۔ علیؓ نے خندق میں اُتر کر اُسے قتل کر دیا مسلمانوں نے اس کی لاش پر قبضہ کر لیا اور رسول اللہ صلعم سے اس کی فروخت کی اجازت مانگی آپ نے فرمایا ہمیں نہ اس کی لاش کی ضرورت ہے اور نہ اس کی قیمت کی اب جو چاہو اس کے ساتھ کرو۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کا جوش جہاد

ابو لیلیٰ عبداللہ بن سہل بن عبدالرحمٰن بن سہل الانصاری سے مروی ہے کہ اس جنگ میں ام المومنین عائشہؓ بنی حارثہ کے قلعہ میں مقیم تھیں۔ یہ قلعہ مدینہ کے تمام قلعوں میں سب سے زیادہ محفوظ تھا اور سعدؓ بن معاذ کی والدہ آپ کے ہمراہ قلعہ میں تھیں۔ خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس وقت تک ہم پر پردہ فرض نہیں کیا گیا تھا۔ سعدؓ آئے ایک کوتاہ زرہ ان کے جسم پر تھی جس سے ان کا پورا ہاتھ نکلا ہوا تھا۔ ان کے ہاتھ میں ان کا بھالا تھا جسے وہ زمین پر مارتے تھے اور کہہ رہے تھے

لبث قليلاً يشهد الهيجا حمل لا باس بالموت اذا حان الاجل

ترجمہ:۔ ذرا ٹھہر ابھی لڑائی میں حملہ کرتا ہوا شرکت کرتا ہوں اگر وقت آ گیا ہے موت کا کیا ڈر۔

اُن کی ماں نے کہا بیٹے تم کو پہلے ہی تاخیر ہو گئی ہے تم فوراً مسلمانوں سے جا ملو۔ میں نے اُن کی ماں سے کہا اے اُم سعدؓ میں چاہتی تھی کہ سعدؓ کی زرہ پوری ہوتی۔ اُن کی ماں نے کہا مجھے ڈر ہے کہ کہیں اُن کے کھلے ہوئے حصۂ جسم پر کوئی تیر نہ لگے اور یہی ہوا کہ ایک تیر آکر ان کی نبض کی رگ میں پیوست ہوا۔ اس کے متعلق عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ بنی عامر بن لوئی کے حبان بن قیس بن العرقہ نے یہ تیر چلایا تھا جب تیر سعدؓ کے لگا حبان نے کہا یہ لے میں ابن العرقہ ہوں۔ سعدؓ نے کہا اللہ دوزخ میں تیرا منہ پسینے پسینے کر دے۔ اے خداوندا اگر قریش سے ابھی جنگ باقی ہے تو مجھے اس کے لئے زندہ رکھ میں ان سے زیادہ کسی اور سے لڑنے کا مشتاق نہیں ہوں، کیونکہ انہوں نے تیرے رسولؐ کو ستایا، ان کو جھٹلایا اور ان کو خارج البلد کر دیا۔ اور اب اگر ہمارے اور ان کے درمیان تو نے جنگ ختم کر دی ہے تو اسے میرے لئے شہادت قرار دے اور جب تک میری آنکھیں بنی قریظہ کی تباہی کو دیکھ کر ٹھنڈی نہ ہوں تو مجھے موت نہ دینا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ خندق کی لڑائی میں میں لوگوں کے پیچھے پیچھے چلی جا رہی تھی کہ میں نے اپنے عقب میں آہٹ محسوس کی مڑ کر دیکھا تو سعدؓ نظر آئے میں زمین پر بیٹھ گئی اُن کے ساتھ اس وقت ان کے بھتیجے حارثؓ بن اوس تھے جو بدر میں رسول اللہ صلعم کے ہمراہ شرکت کر چکے تھے۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کا رجز

محمد بن عمرو کہتے ہیں ان کے ہاتھ میں ڈھال تھی اور وہ

فولادی زرہ پہنے تھے جس سے ان کے ہاتھ باہر نکلے ہوئے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سعدؓ سب سے زیادہ زبردست اور دراز قامت تھے۔ ان کی اس چھوٹی سی زرہ کو دیکھ کر مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں ان کے اطراف تیر نہ لگ جائے، وہ رجز پڑھتے ہوئے میرے پاس آئے۔

لبث قلیلاً یدرک الھیجا حمل ما احسن الموت اذ حان الاجل

ترجمہ: تھوڑا انتظار کرو ابھی جنگ میں شرکت کی اور جب کسی کا وقت آجائے تو وہ موت بہت ہی بہتر ہے۔

جب وہ مجھ سے آگے چلے گئے میں ایک باغ میں گھس گئی جہاں چند مسلمان بیٹھے تھے۔ ان میں عمرؓ بن الخطاب بھی تھے اور ان میں ایک اور ایسا شخص تھا جس نے کامل خود پہن رکھا تھا کہ اس میں سے صرف آنکھیں نظر آتی تھیں۔ عمرؓ نے مجھ سے کہا تم بڑی دلیر ہو یہاں کیوں آئیں، ممکن ہے کہ بھاگنا پڑے یا کسی اور مصیبت میں پڑ جاؤ۔ اب وہ اس طرح ملامت کرنے میں میرے پیچھے پڑ گئے کہ میں چاہتی تھی کہ زمین شق ہو جائے اور میں اس میں دھنس جاؤں۔ اتنے میں خود والے نے اپنا چہرہ ظاہر کیا وہ طلحہؓ تھے۔ انہوں نے عمرؓ سے کہا کہ بہت کچھ کہہ چکے فرار اور پسپائی اب صرف خدا ہی کی طرف تو ہے۔ ابن العرقہ نام ایک شخص نے سعدؓ کے تیر مارا اور کہا سنبھال میں ابن العرقہ ہوں۔ سعدؓ نے کہا۔ اللہ جہنم میں تیرا منہ پسینے میں شرابور کردے۔ وہ تیر ان کی نبض پر آکر لگا جس سے وہ کٹ گئی۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کی زخمی حالت

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ لوگوں کا خیال ہے جس کی نبض کٹ جائے وہ زندہ نہیں بچتا اسی سے جسم کا تمام خون بہہ جاتا ہے اور آدمی سفید ہو کر مرجاتا ہے۔ سعدؓ نے کہا اے اللہ! جب تک میری آنکھیں بنی قریظہ کی تباہی کو دیکھ کر ٹھنڈی نہ ہو لیں تو مجھے موت نہ دے۔ یہ لوگ عہد جاہلیت میں سعد کے موالی اور حلیف تھے۔

عبید اللہ بن کعب بن مالک سے یہ مروی ہے کہ ابو اسامۃ الجشمی بنی مخزوم کے حلیف نے سعدؓ کے تیر مارا تھا مگر اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کونسا بیان صحیح ہے۔

حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب کی دلیری

عباد بن عبد اللہ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ اس جنگ میں صفیہؓ بنت عبدالمطلب، حسان بن ثابت کے قلعہ فارع میں رکھی گئی تھیں۔ صفیہؓ سے مروی ہے کہ حسانؓ بھی اس قلعہ میں عورتوں اور بچوں کے ساتھ تھے ایک یہودی آیا اور قلعہ کے گرد گھومنے لگا اس سے پہلے ہی بنی قریظہ نے فسخ عہد کر کے

لڑائی شروع کر دی تھی اب اس وقت کوئی ایسا نہ تھا کہ ہم کو اس سے بچاتا کیونکہ خود رسول اللہ صلعم اور تمام مسلمان دشمن کے مقابلہ پر کھڑے تھے اس لیے ہم پر اگر کوئی حملہ کر دیتا تو ان میں سے کوئی بھی ہماری مدد کے لیے نہیں آسکتا تھا۔ میں نے حسان سے کہا دیکھتے ہو یہ یہودی قلعہ کا چکر کاٹ رہا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ ہماری کوئی غیر محفوظ اور کھلی ہوئی جگہ کو دیکھ رہا ہے تاکہ اپنے ساتھی دوسرے یہودیوں کو جاکر خبر کرے۔ رسول اللہ صلعم دشمن سے مصروفیت کی وجہ سے ہماری خبر نہیں لے سکتے، تم نیچے جاکر اسے قتل کر دو۔ حسانؓ نے کہا اے عبدالمطلب کی بیٹی اللہ تم کو معاف کرے میں اس کام کا نہیں پھر چپ میں نے دیکھا کہ یہ بالکل نکمے ہیں میں نے خود گرز لیا اور قلعہ سے اُتر کر اس کے پاس گئی اور گرز سے مار مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ اسے قتل کر کے میں پھر قلعہ میں آگئی اور میں نے حسانؓ سے کہا مرد آدمی جاکر اس کا لباس اور اسلحہ تو اُتار لاؤ۔ وہ مرد تھا اس وجہ سے میں نے اس کا لباس نہیں اُتارا۔ حسانؓ نے کہا اے عبدالمطلب کی بیٹی مجھے اس کے سامان کی کوئی ضرورت نہیں۔

حضرت نعیمؓ بن مسعود کا قبول اسلام

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم اسی طرح دشمن کے مقابلہ پر جمے ہوئے تھے اور انہوں نے ہر طرف سے آپ کو گھیر رکھا تھا وہ چیرہ دست تھے اور آپ سخت خوف اور تکلیف کی حالت میں تھے۔ نعیم بن مسعود بن عامر بن انیف بن ثعلبہ بن قنفذ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان آپ کے پاس آئے اور کہا میں اسلام لے آیا ہوں مگر میری قوم اس سے واقف نہیں ہے آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں میں اس پر عمل کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ تم ہم میں اکیلے ہو اگر ہو سکے تم ہمارے ساتھ سے علیحدہ ہو جاؤ اور لڑائی چال سے سر ہوتی ہے۔ کوئی تدبیر نکالو۔

حضرت نعیمؓ بن مسعود کی حکمت عملی

نعیم بن مسعود آپ کے پاس سے چلے گئے اور بنی قریظہ کے پاس پہنچے۔ یہ لوگ عہد جاہلیت میں ان کے خاص ندیم تھے۔ نعیم نے ان سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارا دوست ہوں اور میرے تم سے خاص تعلقات ہیں۔ انہوں نے کہا بیشک تم سچ کہتے ہو ہم کو تم پر شبہ نہیں ہے۔ نعیم نے کہا قریش اور غطفان محمدؐ سے لڑنے آئے ہیں تم نے محمدؐ کے خلاف اُن کی مدد کی ہے مگر ان کا حال اور ہے اور تمہارا اور۔ یہ علاقہ تمہارا ہے یہیں تمہاری املاک بیوی بچے ہیں تم اس علاقہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے مقام کو منتقل نہیں ہو سکتے۔ اس کے مقابلہ میں قریش اور غطفان کی املاک، بیوی، بچے اور وطن دوسری جگہ ہے۔ اس لیے ان کی حالت تمہاری سی نہیں ہے۔ اگر ان کو کامیابی ہوئی اور موقع مل گیا اور غنیمت

ہی وہ اس سے مستفید ہوں گے اور اگر اس کے علاوہ کوئی ناکامی کی صورت پیش آئی وہ فوراً اپنے وطن پہنچ جائیں گے اور تم کو تمہارے علاقہ میں محمدؐ سے نپٹنے کے لئے چھوڑ جائیں گے اس وقت تنہا تم ان کا مقابلہ نہ کر سکو گے، مارے جاؤ گے۔ اس لئے میری یہ رائے ہے کہ جب تک تم قریش اور غطفان سے ان کے اشراف کو ضمانت میں یرغمال نہ لے لو تاکہ پھر تم کو ان کی جانب سے اطمینان ہو جائے کہ وہ تمہارے ساتھ محمدؐ سے آخر تک لڑیں گے تم ان کے ساتھ ہو کر نہ لڑو۔ بنی قریظہ نے کہا تمہاری رائے بالکل درست اور نصیحانہ ہے۔

حضرت نعیمؓ ابن مسعود اور قریش

بنی قریظہ سے مل کر نعیم قریش کے پاس آئے اور اس نے ابوسفیان اور اس کے ہمراہی دوسرے قریش سے کہا تم جانتے ہو کہ میں تمہارا خاص دوست ہوں، محمدؐ سے بالکل علیحدہ ہوں، مجھے ایک ایسی اطلاع ملی ہے کہ میں نے اپنا فرض سمجھا کہ اس کی تم کو اطلاع کر دوں۔ اس میں سراسر تمہاری خیر خواہی مضمر ہے لہٰذا مجھے تم کسی پر ظاہر نہ کرنا قریش نے کہا ہم کسی سے نہ کہیں گے۔ نعیم نے کہا تو آگاہ ہو جاؤ کہ یہودی اپنے اور محمدؐ کے باہمی تعلقات کے انقطاع پر نادم ہیں۔ انہوں نے محمدؐ سے کہلا کر بھیجا ہے کہ ہم اپنے فعل پر نادم ہیں تو کیا تم اس بات سے خوش ہو جاؤ گے کہ ہم ان دونوں قبیلے قریش اور غطفان کے اعیان و اکابر کو اپنے قبضہ میں کر کے تمہارے حوالے کر دیں تاکہ تم ان کو قتل کر دو۔ اور پھر ان قبیلوں کے جو لوگ بچ رہیں گے ان کے مقابلہ کے لئے ہم بالکل تمہارا ساتھ دیں گے۔ اس کے جواب میں محمدؐ نے کہلا کر بھیجا ہے کہ ہاں اس کارروائی سے ہم راضی ہیں، لہٰذا اب اگر یہودی تم سے بطور یرغمال آدمی طلب کریں تم ایک آدمی بھی ان کے حوالے نہ کرنا۔

حضرت نعیمؓ بن مسعود اور غطفان

قریش سے مل کر اب نعیم غطفان کے پاس آیا اور ان سے کہا اے جماعت غطفان تم ہی میری اصل اور خاندان ہو اور میں تم کو دنیا میں سب سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ تم کو مجھ پر کوئی شبہ نہیں ہے۔ انہوں نے کہا ہاں سچ ہے ہم تم پر پورا اعتماد کرتے ہیں۔ نعیم نے کہا تو پھر اقرار کرو کہ جو میں کہوں گا اسے کسی پر ظاہر نہ کرو گے۔ انہوں نے کہا مناسب ہے ہم اس کے لئے آمادہ ہیں۔ اس کے بعد اس نے ان سے وہی تقریر کی جو قریش سے کی تھی اور وہی ہدایت کر دی جو قریش کو کی تھی۔

بنو قریظہ کا قریش سے مطالبہ یرغمال

شوال ۵ ہجری سنیچر کی رات کو خدا کی مشیت کے مطابق ابوسفیان اور غطفان کے رؤسا نے عکرمہ بن ابی جہل کو چند اور قریش اور

غطفانیوں کے ساتھ بنی قریظہ کے پاس بھیجا اور کہلا کر بھیجا کہ جس جگہ ہم فروکش ہیں یہ طویل قیام کے لئے کسی طرح مناسب مقام نہیں ہے۔ ہمارے گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو چکے، اب ہم زیادہ نہیں ٹھہر سکتے، لہٰذا کل صبح تم لڑائی کے لئے تیار ہو کر باہر آؤ تاکہ ہم محمدؐ پر خود حملہ کر کے ان سے آخری فیصلہ کر لیں۔ بنی قریظہ نے جواب دیا کہ یہ تو سنیچر کا دن ہے اس میں ہم کوئی کام نہیں کیا کرتے۔ چنانچہ تم کو معلوم ہے کہ ہم میں سے ایک نے اس دن کی حرمت کی خلاف ورزی کی اور اسے کیسی سزا ملی۔ علاوہ بریں جب تک تم بطور ضمانت اپنے یرغمال ہمارے حوالے نہ کرو گے ہم محمدؐ سے نہیں لڑتے ہم کو اس بات کا خوف ہے کہ اگر جنگ نے تم کو بری طرح دبوچا اور تم شدت سے مارے جانے لگے تم فوراً اپنے دیار کو چمپت ہو جاؤ گے اور ہمیں اپنے اس علاقہ میں اسی شخص کے مقابلہ کے لئے تنہا چھوڑ دو گے اور اس صورت میں ہم میں یہ طاقت نہیں کہ ہم تنہا محمدؐ سے عہدہ برآ ہو سکیں۔

قریش اور بنو قریظہ میں نفاق

جب قریش اور غطفان کے پیامبر بنی قریظہ کا یہ پیام ان کے پاس لائے وہ کہنے لگے کہ بخدا نعیم بن مسعود نے ہم سے جو کچھ کہا تھا وہ بالکل حق ہے۔ انہوں نے بنی قریظہ کو کہلا بھیجا کہ ہم اپنا ایک آدمی بھی تمہارے حوالے نہیں کرتے اگر تم واقعی لڑنا چاہتے ہو تو آجاؤ اور لڑو۔ جب قریش اور غطفان کا یہ پیام بنی قریظہ کو پہنچا انہوں نے کہا کہ نعیم بن مسعود نے جو کچھ بیان کیا تھا وہ بالکل ٹھیک ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اتحادیوں کا ارادہ یہ ہے کہ لڑیں اور اگر موقع ہمدست ہو جائے اس سے متمتع ہوں اور اگر ناکامی کی صورت درپیش ہو تو اپنے وطن کی راہ لیں اور ہم کو تنہا اپنے علاقے میں اس شخص کے مقابلہ پر چھوڑ جائیں۔ چنانچہ اس اندیشہ سے بنی قریظہ نے پھر قریش غطفان کو کہلا کر بھیجا کہ بخدا ہم تو اس وقت تک تمہارے ساتھ ہو کر نہیں لڑتے جب تک کہ تم اپنے یرغمال ہمارے حوالے نہ کر دو۔ انہوں نے ان کے دینے سے صاف اور قطعی انکار کر دیا۔ اس طرح اللہ نے ان میں پھوٹ ڈال دی۔ اس کے علاوہ شدید سردی کی راتوں میں اللہ تعالیٰ نے اس قدر تیز و تند مسلسل کئی رات آندھی چلائی کہ اس سے ان کی دیگیں الٹ گئیں اور خیمے اور جھونپڑیاں گر پڑیں۔ جب رسول اللہ صلعم کو اطلاع ملی کہ اس طرح اللہ تعالیٰ نے دشمن میں پھوٹ ڈال دی ہے آپ نے رات کے وقت حذیفہ بن الیمان کو بلایا اور کہا کہ تم جا کر اس خبر کی تصدیق کرو۔

حضرت حذیفہؓ بن الیمان

اس واقعہ کے متعلق محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ کوفہ

کہ ایک شخص نے حذیفہؓ بن الیمان سے پوچھا اے ابوعبداللہ تم نے تو رسول اللہ صلعم کو دیکھا ہے اور ان کی صحبت میں رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں، اس نے کہا تم کس طرح رسول اللہ صلعم سے پیش آتے تھے۔ انہوں نے کہا ہم ان کی اطاعت میں پوری کوشش کرتے تھے۔ اس شخص نے کہا بخدا اگر ہم نے آپ کا عہد پایا ہوتا تو ہم آپ کو زمین پر نہ چلنے دیتے۔ اپنی گردنوں پر بٹھاتے۔ حذیفہؓ نے کہا اے میرے بھتیجے میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ خندق میں موجود تھا۔ آپؐ نے کچھ رات گئے نماز پڑھی اور پھر ہماری طرف مڑ کر دیکھا اور فرمایا کوئی ایسا ہے جو دشمن کی فرود گاہ میں جاکر اس خبر کی تصدیق کر کے آئے جو ہمیں معلوم ہوئی ہے اور رسولؐ اللہ یہ عہد کرتے ہیں کہ جب وہ اللہ کے یہاں جائے گا اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ کوئی شخص بھی اس کے لئے کھڑا نہیں ہوا۔ آپ نے پھر کچھ رات گئے تک نماز پڑھی اور اس کے بعد پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر وہی قول دہرایا مگر اس مرتبہ بھی ہم میں سے کوئی اس کے لئے آمادہ نہ ہوا۔ پھر آپ نماز پڑھنے لگے اور بعد فراغت ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کون ہے جو دشمن کے یہاں جاکر اس خبر کی تصدیق کر کے آجائے، رسولؐ اللہ اس کے لئے یہ شرط کرتے ہیں کہ جب وہ مرے گا تو میں اللہ سے درخواست کروں گا کہ وہ جنت میں میرا رفیق بنایا جائے۔ اس ارشاد پر بھی چونکہ لوگ بہت خوفزدہ اور بھوکے تھے اور سردی بھی نہایت شدید تھی کسی نے حامی نہ لی۔ جب کوئی بھی اس کام کے لئے کھڑا نہیں ہوا، رسول اللہ صلعم نے مجھے آواز دی اب تو مجھے کھڑے ہوئے بغیر چارہ نہ تھا کیونکہ آپؐ نے خود مجھے آواز دی تھی۔ میں پاس گیا۔ فرمایا حذیفہؓ تم دشمن کے یہاں جاؤ اور دیکھ کر آؤ کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ جب تک میرے پاس نہ آجاؤ کسی سے کوئی بات بیان نہ کرنا۔

کفار کی واپسی

میں حسب ارشاد دشمن کی چھاؤنی میں آیا اس وقت ہوا اور اللہ کی فوجوں نے دشمن کا ناک میں دم کر رکھا تھا، نہ کوئی دیگچی چولہے پر ٹھہرتی تھی نہ آگ جلتی تھی اور نہ کوئی مکان اپنی جگہ برقرار تھا۔ ابوسفیان بن حرب نے کھڑے ہو کر کہا اے قریش ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ دیکھے کہ کون اس کے ساتھ بیٹھا ہے۔ یہ سنتے ہی میں نے اس شخص کا ہاتھ پکڑا جو میرے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں۔ اب ابوسفیان نے تقریر شروع کی اور کہا کہ اے گروہ قریش بخدا تم ایسی جگہ فروکش نہیں ہو جو قیام کے لئے مناسب ہوتی۔ ہمارے مویشی اور اونٹ بھوک کے

مر گئے۔ بنی قریظہ نے ہم سے خلاف وعدگی کی بلکہ اس سے ہمیں تکلیف پہنچی۔ اس ہوا سے جو مصیبت ہم پر ہے وہ ظاہر ہے۔ بخدا ہماری دیگیں چولہوں پر نہیں ٹھہرتیں، نہ آگ ایک جگہ جلتی ہے اور نہ کوئی بنا ہمیں پناہ دیتی ہے تم بھی واپس چلو اور میں تو اب چلا۔ چنانچہ وہ اپنے اونٹ کے پاس آیا جو بندھا ہوا تھا، ابوسفیان نے اس پر بیٹھ کر اسے چابک مارا وہ اپنے تین پیروں پر پہلے اٹھا اور پھر رسی کھلتے ہی پوری طرح کھڑا ہو گیا۔ بخدا اس وقت مجھے ایسا موقع حاصل تھا کہ اگر رسول اللہ صلعم سے میں نے اپنے مقصد سے اخفا کا وعدہ نہ کیا ہوتا اور میرا ارادہ ہوتا تو میں اسی وقت ابوسفیان کو قتل کر دیتا۔ وہاں سے میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں واپس آیا۔ آپ اس وقت اپنی کسی بیوی کا منقش لبادہ اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے مجھے دیکھتے ہی آپ نے مجھے اپنے پیروں کے بیچ میں کر لیا اور میرے اوپر لبادے کا کونا ڈال دیا۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور جب سجدہ کیا تو میں پیچھے سے نکل گیا۔ پھر آپ نے سلام پھیرا۔ میں نے پورا واقعہ آپ سے بیان کیا اور جب غطفان کو معلوم ہوا کہ قریش اس طرح جہاں سے چلے گئے، وہ بھی فوراً تیزی کے ساتھ اپنے اپنے وطن واپس ہو گئے۔

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی نبی صلعم اور تمام مسلمان خندق سے مدینہ پلٹ آئے اور انھوں نے ہتھیار کھول دیئے +

باب ۱۰

غزوۂ بنی قریظہ

حضرت جبرئیلؑ کی آمد

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ ظہر کے وقت حضرت جبرئیل رسول اللہ صلعم کے پاس آئے وہ استبرق کا عمامہ باندھے تھے ایک رادیانی خچر پر سوار تھے جس پہ زین تھی اور اس پہ دیباج کا چار جامہ پڑا ہوا تھا۔ جبرئیل نے رسول اللہ صلعم سے کہا کیا آپ نے ہتھیار اتار دیئے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ جبرئیل نے کہا مگر ملائکہ نے اب تک ہتھیار نہیں رکھے اور میں اس وقت دشمن ہی کے تعاقب سے آرہا ہوں۔ اے محمدؐ اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ اسی وقت بنی قریظہ کی طرف جائیں اور میں بھی انہیں کی طرف جا رہا ہوں۔

بنی قریظہ کی جانب پیش قدمی

رسول اللہ صلعم نے فوراً اپنے نقیب کو حکم دیا کہ وہ تمام مدینہ میں کوچ کا اعلان کر دے چنانچہ اس نے اعلان کیا کہ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کا مطیع اور فرمانبردار ہو وہ بنی قریظہ میں پہنچ کر عصر کی نماز پڑھے رسول اللہؐ نے علیؓ ابن ابی طالب کو اپنا علم دے کر بنی قریظہ کی طرف اپنے سے پہلے روانہ فرمایا، دوسرے لوگ بھی ان کی طرف لپکے۔ علیؓ مدینہ سے چل کر ان کے کسی قلعہ کے پاس پہنچے وہاں سے علیؓ کو رسول اللہ صلعم کی شان میں نہایت بُرے الفاظ سنائی دیئے۔ وہ وہاں سے پلٹے، انہوں نے راستے ہی میں رسول اللہ صلعم کو پا لیا اور کہا یا رسول اللہ صلعم آپ ہرگز ان خبیثوں کے نزدیک نہ جائیں۔ آپ نے پوچھا کیوں، معلوم ہوتا ہے کہ تم نے ان کی زبان سے میری بُرائی اور مذمت سُنی ہے۔ علیؓ نے کہا بے شک یہی بات ہے۔ آپ نے فرمایا اگر انہوں نے مجھے دیکھا ہوتا تو وہ کبھی اس قسم کے ناشائستہ الفاظ زبان سے نہ نکالتے۔

رسول اللہ صلعم نے ان کے قلعوں کے پاس پہنچ کر ان کو مخاطب کر کے کہا اے بندرول

کے ساتھیو کیا اب تک اللہ نے تم کو رسوا نہیں کیا، اور سزا نہیں دی ہے۔ انہوں نے کہا اے ابو القاسم تم ناواقف نہیں ہو۔

بنی قریظہ کے پاس پہنچنے سے پہلے رسول اللہ صلعم اسی سفر میں صورین میں اپنے صحابہؓ کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے پوچھا کوئی صاحب تمہارے پاس سے گزرے تھے۔ انہوں نے کہا ہاں دحیۃ ابن خلیفۃ الکلبی ایک سفید بادیان خچر پر سوار جس پر زین کسی تھی اور اس پر دیبا کا چارجامہ پڑا ہوا تھا ہمارے پاس سے گذرے۔ آپؐ نے فرمایا یہ جبرئیل تھے ان کو بنی قریظہ کی طرف بھیجا گیا ہے تاکہ وہ ان کے قلعوں کو متزلزل کردیں اور اُن کے دلوں میں ہمارا رُعب بٹھا دیں۔

مسلمانوں کا آنا پر قیام

بنی قریظہ پہنچ کر رسول اللہ صلعم ان کے ایک کنوئیں آنا نام پر جو اُن کے کھیتوں کے کنارے واقع تھا فروکش ہوگئے۔ یہاں سب لوگ آپ کے پاس جمع ہوگئے۔ بعض صحابہؓ عشاء کے وقت پہنچے انہوں نے اب تک رسول اللہ صلعم کے اس ارشاد کے بموجب کہ سب بنی قریظہ پہنچ کر عصر کی نماز پڑھیں، عصر کی نماز بھی نہیں پڑھی تھی ان کو بعض نہایت ضروری کاموں کی وجہ سے جنگ کے لئے روانہ ہونے میں اتنی دیر لگ گئی مگر انہوں نے رسول اللہ صلعم کے ارشاد کے مطابق بنی قریظہ کے سوا کہیں اور عصر کی نماز نہیں پڑھی اور اب عشائے آخر کے بعد انہوں نے اس مقام پر پہنچ کر عصر کی نماز پڑھی ان کے اس فعل کو نہ اللہ نے اپنی کتاب میں مذموم قرار دیا اور نہ خود آپؐ نے ان کو ملامت کی۔ یہ معبد بن کعب بن مالک انصاری کا بیان ہے۔

بنی قریظہ کا محاصرہ

عائشہؓ سے مروی ہے کہ خندق سے واپس آکر سعدؓ کے مجروح ہونے کی وجہ سے رسول اللہ صلعم نے مسجد میں ان کے لئے ایک خیمہ نصب کرایا اور ہتھیار کھول دیئے، دوسرے مسلمانوں نے بھی ہتھیار کھول دیئے۔ جبرئیلؑ آپؐ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے ہتھیار رکھ دیئے مگر ملائکہ نے اب تک ہتھیار نہیں رکھے۔ آپ دشمن کے مقابلے پر جائیے اور ان سے لڑیئے۔ رسول اللہ صلعم نے اپنی زرہ منگوا کر پہنی پھر آپ روانہ ہوئے اور تمام مسلمان بھی روانہ ہوگئے۔ آپ بنی غنم کے پاس سے گذرے آپ نے ان سے پوچھا کوئی یہاں آیا تھا۔ انہوں نے کہا دحیۃ الکلبی یہاں آئے تھے۔ یہ اپنی وضع داڑھی اور صورت میں جبرئیل کے مشابہ تھے۔ یہاں سے بڑھ کر آپ بنی قریظہ کے سامنے فروکش

ہو گئے۔ اس وقت سعدؓ اپنے اسی خیمہ میں مقیم تھے جو مسجد میں رسول اللہ صلعم نے ان کے لیے نصب کرا دیا تھا۔ رسول اللہ صلعم نے ایک ماہ یا پچیس دن بنی قریظہ کا محاصرہ رکھا، جب محاصرہ کے مصائب سے وہ عاجز آ گئے ان سے کسی نے کہا کہ رسول اللہ صلعم کے حکم پر ہتھیار رکھ دو، مگر ابو لبابہ بن عبدالمنذر نے حلق پر ہاتھ رکھ کر اشارے سے بتایا کہ اگر ایسا کرو گے تو سب ذبح کر دیئے جاؤ گے۔ اس وجہ سے اب انہوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر ہتھیار رکھ دیتے ہیں کہ سعدؓ بن معاذ ہمارے متعلق جو چاہیں فیصلہ کریں۔ رسول اللہ صلعم نے کہا اچھا انہیں کے حکم پر سہی۔ انہوں نے ہتھیار رکھ دیئے۔ آپؐ نے سعدؓ کے لانے کے لئے ایک گدھا بھیج دیا جس پر کھجور کے پتوں کا پالان تھا۔ سعدؓ کو اس پر سوار کرا دیا گیا۔ اس وقت تک ان کا زخم مندمل ہو کر خفیف سا رہ گیا تھا۔

ابن اسحٰق کے سابقہ سلسلۂ بیان کے مطابق رسول اللہ صلعم نے پچیس راتیں ان کا محاصرہ رکھا، وہ محاصرہ کے مصائب سے تنگ آ گئے اور اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

کعب بن اسد کی شرائط

قریش اور غطفان کی مراجعت کے بعد حُیی بن اخطب اس عہد کے مطابق جو اس نے کعب بن اسد سے آخر تک رفاقت کا کیا تھا، بنی قریظہ کے پاس ان کے قلعے میں چلا آیا تھا۔ جب ان کو اس بات کا یقین آ گیا کہ رسول اللہ صلعم جب تک ان سے فیصلہ کن لڑائی نہ لڑیں گے واپس نہ ہوں گے۔ کعب بن اسد نے اپنے لوگوں سے کہا اے گروہ یہود جو مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے وہ سامنے ہے میں تمہارے سامنے تین شرطیں پیش کرتا ہوں ان میں سے جس ایک کو چاہو اختیار کرو۔ انہوں نے کہا بتایئے وہ کیا ہیں۔ کعب نے کہا پہلی بات یہ ہے کہ ہم اس شخص کی پیروی کر لیں اس پر ایمان لے آئیں کیونکہ بخدا یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ وہ نبی مرسل ہیں جن کا ذکر خود تمہاری کتاب میں موجود ہے۔ اس طرح تمہاری جان، مال، بال بچے سب مامون ہو جائیں گے۔ یہودیوں نے کہا ہم کبھی توراۃ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کریں گے اور اس کے بجائے کسی اور کتاب کو قبول نہیں کریں گے۔ کعب نے کہا اگر میری اس بات کو تم نہیں مانتے تو اچھا آؤ ہم اپنے بیوی بچوں کو پہلے قتل کر دیں اور پھر ننگی تلواریں لے کر قلعہ سے محمدؐ اور ان کے ساتھیوں کے مقابلے پر نکل پڑیں اس طرح اپنے پیچھے کوئی ایسی چیز نہ رہنے دیں جس کا بوجھ ہمارے دل و دماغ پر موجود

رہے اور پھر حریف سے فیصلہ کن جنگ کر لیں چاہے اس کا نتیجہ کچھ بھی ہو۔ اگر ہم سب مارے گئے تو یہ اطمینان تو ہو گا کہ ہم اپنے بعد کوئی اور نشے ایسی نہیں چھوڑے جاتے جس کے متعلق کوئی اندیشہ ہو۔ اور اگر غالب ہوئے تو عورتیں اور بچے سب ہمیں مل ہی جائیں گے۔ اس کی قوم والوں نے کہا بھلا ہم خود ان مسکینوں کو قتل کر دیں ان کے بعد زندگی کا کیا مزا رہے گا۔ کعب نے کہا اگر تم میری اس بات کو بھی نہیں مانتے تو آؤ یہ کرو کہ آج سنیچر کی رات ہے محمدؐ اور ان کے ساتھی غالباً اس شب میں ہماری جانب سے بے خطر ہوں گے لہٰذا تم قلعہ سے اترو شاید اس طرح ہم کو ان پر غفلت میں حملہ کرنے کا موقع مل جائے۔ اس کی قوم نے کہا کیا ہم خود سنیچر کے دن کی اس طرح بے حرمتی کریں اور اس مبارک دن میں ایسا کام کر گزریں جس کے متعلق تم کو خود معلوم ہے کہ ہمارے اگلوں نے کیا تھا وہ مسخ کر دیئے گئے۔ اس پر کعب نے کہا اپنی پیدائش سے لے کر مدت العمر تم میں سے کوئی شخص ایک شب میں بھی دور اندیش ثابت نہیں ہوا۔

حضرت ابولبابہؓ کی پشیمانی

اس کے بعد بنی قریظہ نے رسول اللہ صلعم سے کہلا کر بھیجا کہ عمرو بن عوف کے ابو لبابہؓ بن عبدالمنذر کو ہمارے پاس بھیج دیجئے (یہ بنی قریظہ قبیلہ اوس کے حلیف تھے) تاکہ ہم ان سے اپنے معاملے میں مشورہ لیں۔ رسول اللہ صلعم نے ان کو بنی قریظہ کے پاس بھیج دیا۔ جب ان کی نظر ابو لبابہ پر پڑی وہ سب ان کے استقبال کے لیے اُٹھے، ان کی عورتیں اور بچے روتے ہوئے ان کے پاس آئے۔ اس منظر سے ابو لبابہ کو ان پر ترس آگیا۔ بنی قریظہ نے ان سے کہا کہ کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم محمدؐ کے فیصلے پر ہتھیار رکھ دیں انہوں نے کہا ہاں مگر اپنے حلق پر ہاتھ رکھ کر بتایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تم سب ذبح کر ڈالے جاؤ گے۔ ابو لبابہ کہتے ہیں کہ کہنے کو تو میں نے یہ بات کہہ دی مگر فوراً ہی میرے دل نے محسوس کیا کہ یہ تو میں نے اللہ اور اس کے رسولؐ سے خیانت کی۔ ابو لبابہ وہاں سے بغیر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے سیدھے مدینہ آکر مسجد نبوی میں آئے اور انہوں نے اپنی خطا کی پاداش میں خود کو مسجد کے ایک ستون سے باندھا اور اللہ سے عہد کیا کہ جب تک اس خیانت کو اللہ معاف نہ کر دے گا میں اس جگہ سے نہ ہٹوں گا اور اب کبھی بنی قریظہ کی زمین پر قدم نہ رکھوں گا اور اللہ مجھے کبھی بھی اس علاقہ میں نہ دیکھے جس میں میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی ہے۔ جب ان کے واپس آنے میں دیر ہو گئی تو رسول اللہ صلعم کو اس تاخیر سے تردد ہوا۔ پھر آپ کو ان کا سارا واقعہ معلوم ہوا آپ نے فرمایا اگر وہ میرے پاس

آجاتے تو میں اللہ سے ان کی معافی کی سفارش کرتا مگر اب جو کچھ وہ کر چکے کر چکے۔ اب تو جب تک خدا ہی ان کی توبہ کو قبول کر کے معاف نہ کرے میں ان کو رہائی نہیں دوں گا۔

حضرت ابولبابہؓ کی معافی

زید بن عبداللہ بن قسیط سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم حضرت اُم سلمہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے کہ ابولبابہؓ کی معافی کی اطلاع بذریعہ وحی آپ کو ہوئی۔ اُم سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے علی الصباح رسول اللہ صلعم کو ہنستے ہوئے دیکھا میں نے پوچھا آپ کیوں ہنستے ہیں اللہ آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ آپ نے فرمایا ابولبابہؓ کی توبہ قبول ہو گئی میں نے کہا کیا میں ان کو یہ خوش خبری سنا دوں۔ آپ نے فرمایا ہاں جی چاہے تو کہہ دو۔

راوی کہتا ہے کہ اس اجازت کے بعد اُم سلمہؓ اپنے دروازے پر آکر کھڑی ہوئیں، اب تک پردے کا حکم نہیں دیا گیا تھا اور انہوں نے بلند آواز سے کہا ابولبابہؓ بشارت ہو اللہ نے تمہاری توبہ قبول اور خطا معاف کر دی۔ اب سب لوگ ان کو کھولنے کے لئے دوڑے۔ مگر انہوں نے کہا کوئی مجھے نہ کھولے، خود رسول اللہ صلعم ہی اپنے دست مبارک سے مجھے آزاد کریں چنانچہ جب آپ صبح اُن کے پاس آئے، آپ نے اُن کو ستون سے کھول دیا۔

عمرو بن سعدی القرظی

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ اسی شب میں جس میں کہ بنی قریظہ نے رسول اللہ صلعم کے حکم پر ہتھیار رکھے۔ ثعلبہ بن سعیہ، اُسید بن سعیہ اور اسد بن عبید اسلام لے آئے، یہ بنی ہدل سے تھے بنی قریظہ اور نضیر سے نہ تھے کہیں اوپر جا کر ان کا نسب ان سے ملتا تھا اس طرح وہ ان کے ایک جدی ہوتے تھے نیز اسی رات میں عمرو بن سعدی القرظی رسول اللہ صلعم کے پہرہ داروں کے پاس سے گذرا، اس رات محمد بن مسلمہ الانصاری اس خدمت پر مامور تھے انہوں نے اسے دیکھ کر للکارا کون ہے۔ اس نے کہا میں عمرو بن سعدی ہوں۔ جب بنی قریظہ نے رسول اللہ صلعم سے بدعہدی کرنے کا ارادہ کیا عمرو نے اس کام میں ان کے ساتھ شریک ہونے سے انکار کر دیا تھا اور کہا تھا کہ میں ہرگز محمدؐ کے ساتھ بدعہدی نہیں کروں گا۔ اس وجہ سے محمد بن مسلمۃ الانصاری نے اس کو پہچان کر کہا، خداوندا شرفا کی لغزشوں سے چشم پوشی کرنے کے شرف سے تو مجھے محروم نہ کر، اور پھر اسے جانے کی اجازت دے دی۔ یہ وہاں سے سیدھا چل کر مدینے آیا وہ رات اس نے مسجد نبوی میں بسر کی پھر صبح کو نہ معلوم تھا کہ کس سرزمین میں چلا گیا کہ آج تک اس کا پتہ نہ چل سکا۔ رسول اللہ صلعم سے اس کا تمام حال بیان کیا گیا، آپ نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جسے اللہ نے اس کے ایفائے عہد کی وجہ سے بچا دیا۔

عمرو بن سعد کا ایفائے عہد

ابن اسحٰق کہتے ہیں مگر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جب بنی قریظہ نے ہتھیار

رکھے اور ان کو اسیر کر کے رسیوں سے باندھ لیا گیا اسے بھی ان کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا صبح کو اس کی ڈوری پڑی ہوئی ملی کسی کو کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں گیا۔ اس پر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اسے اللہ نے اس کے ایفائے عہد کی وجہ سے بچا دیا۔

بنی اوس کی درخواست

صبح کو تمام بنی قریظہ نے رسول اللہ صلعم کے فیصلے پر سر اطاعت خم کر دیا۔ بنی اوس فوراً اٹھے اور انہوں نے کہا جناب والا یہ ہمارے موالی ہیں خزرج کے نہیں ہیں۔ آپ نے ان کے موالیوں کے بارے میں جو ابھی کل تصفیہ فرمایا ہے وہ آپ کو معلوم ہے۔

بنی قریظہ سے پہلے رسول اللہ صلعم نے بنی قینقاع کا جو خزرج کے حلیف تھے محاصرہ فرمایا تھا اور جب انہوں نے رسول اللہ صلعم کے حکم پر اطاعت قبول کی عبداللہ بن اُبی بن سلول نے آپ سے ان کو مانگ لیا اور آپ نے ان کو اسے بخش دیا تھا۔

جب بنی اوس نے ان کے متعلق آپ سے یہ کہا آپ نے ان سے فرمایا اچھا تم اس بات کو مانو گے کہ تمہارا آدمی ان کے بارے میں فیصلہ کر دے۔ انہوں نے کہا جی ہاں ہم کو منظور ہے۔ آپ نے فرمایا میں ان کے معاملے کو سعدؓ بن معاذ کے سپرد کرتا ہوں۔

حضرت سعد بن معاذ بحیثیت حَکَم

سعدؓ بن معاذ کو ان کے مجروح ہونے کی وجہ سے رسول اللہ صلعم نے اپنی مسجد میں ایک مسلمان عورت رفیدہؓ نام کے خیمہ میں ٹھہرا دیا تھا، یہ زخمیوں کا علاج کرتی تھیں اور انہوں نے زخمی مسلمانوں کی خدمت کے لئے اپنے کو وقف کر دیا تھا۔ چنانچہ جب خندق کی لڑائی میں سعدؓ کے تیر لگا آپ نے ان کی قوم والوں سے کہا کہ ان کو رفیدہؓ کے خیمہ میں ٹھہرا دو، تاکہ میں قریب سے ان کی عیادت کر سکوں۔ اب جب کہ رسول اللہ صلعم نے ان کو بنی قریظہ کا حَکَم قرار دیا، ان کی قوم ان کے پاس آئی اور ایک گدھے پر جس پر انہوں نے سعدؓ کے لئے چمڑے کی زین اور گدا ڈالا تھا ان کو بٹھایا۔ یہ بہت ہی فربہ اور قدآور آدمی تھے، ان کی قوم والے بھی ان کے ہمراہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں چلے اور راستے میں سعدؓ سے کہا اے ابو عمرو اپنے موالیوں کے متعلق نیکی برتنا کیونکہ رسول اللہ صلعم نے ان کے فیصلے کو تم پر اسی وجہ سے محول کیا ہے کہ تم ان کے بارے میں لطف و کرم اختیار کرو۔ جب ان کی قوم والوں نے بار بار اس بات کو کہا سعدؓ نے جواب دیا اب سعد کا وہ وقت آ گیا ہے جبکہ اسے اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے متاثر نہ ہونا چاہیئے، اس جواب کو سن کر ان کی قوم کے بعض لوگ تو بنی عبدالاشہل کے محلے میں چلے آئے اور قبل اس کے کہ سعدؓ بنی قریظہ کے پاس پہنچیں انہوں نے سعدؓ کے مذکورہ بالا جملے کی وجہ سے بنی قریظہ کے قتل کی اطلاع مشہور کر دی۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کا استقبال

جب سعدؓ رسول اللہ صلعم کے سامنے آئے آپ نے صحابہؓ سے فرمایا اپنے سردار یا اپنے سب سے بہتر شخص کے استقبال کو اٹھو اور اُن کو سواری کے پرسے اُتار لاؤ، جب وہ آ گئے رسول اللہ صلعم نے ان سے کہا سعدؓ بنی قریظہ کا تصفیہ کر دو۔ انہوں نے کہا میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں وہ لوگ جو لڑائی کے قابل ہوں قتل کر دیئے جائیں۔ عورتیں اور بچے لونڈی غلام بنائے جائیں اور ان کا تمام مال تقسیم کر دیا جائے۔ رسول اللہ صلعم نے اس فیصلہ کو سن کر فرمایا سعدؓ تم نے ان کے بارے میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے منشا کے مطابق تصفیہ کیا ہے۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کا فیصلہ

ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان کے مطابق جب سعدؓ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں پہنچے آپ نے صحابہؓ سے فرمایا اپنے سردار کے استقبال کو اُٹھو۔ صحابہ نے حسب الحکم بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور ان سے کہا اے ابو عمرو، رسول اللہ صلعم نے تمہارے موالیوں کے بارے میں تم کو حکم بنایا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں، تم اللہ کے سامنے اس بات کا پختہ عہد و پیمان کرو کہ جو تصفیہ میں کروں گا اسے تم قبول کرو گے۔ سب نے کہا بیشک ہم اس کے لئے آمادہ ہیں۔ پھر سعدؓ نے جو رسول اللہ صلعم کی تعظیم کے خیال سے اس سمت سے جدھر آپ تشریف فرما تھے منہ پھیرے ہوئے تھے اس سمت کی طرف اشارہ کر کے کہا اور جو لوگ اس سمت میں ہیں وہ بھی میرے فیصلہ کو قبول کریں گے اس پر خود رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہاں ہم اس کے لئے آمادہ ہیں۔ تب سعدؓ نے کہا اچھا تو میں یہ تصفیہ کرتا ہوں کہ ان کے مرد قتل کر دیئے جائیں ان کی املاک تقسیم کر دی جائے اور بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا جائے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا سعدؓ تم نے ان کے بارے میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

بنی قریظہ کا انجام

بنی قریظہ کو قلعے سے اتار کر رسول اللہ صلعم نے بنی النجار کی ایک عورت کے گھر میں جو حارث کی اولاد میں تھی قید کر دیا اور پھر خود آپ اس مقام پر آئے جہاں اب مدینہ کا بازار ہے اور یہاں آپ نے چند کھائیاں کھدوائیں اور پھر بنی قریظہ کو بلا کر یہاں ان کی گردنیں اڑا دی۔ یہ چھوٹی چھوٹی جماعت میں آپ کے پاس بھیجے جاتے تھے۔ اور آپ ان کو قتل کرا دیتے تھے ان میں اللہ کا دشمن حُیی بن اخطب اور کعب بن اسد اس جماعت کے سرغنہ بھی تھے۔ یہ چھ سو یا سات سو آدمی تھے جو لوگ ان کی تعداد زیادہ بتاتے ہیں انہوں نے آٹھ سو سے نو سو تک کہی ہے۔

بنی قریظہ کی جب کوئی جماعت قتل کے لئے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں جانے لگتی تو وہ کعب بن اسد سے پوچھتے۔ کعب کہو ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے اسکے جواب میں ہر مرتبہ وہ کہتا کیا اتنی

بات بھی نہیں سمجھتے بلانے والا برابر بلا رہا ہے اور جو جاتا ہے ان میں سے کوئی واپس نہیں پلٹتا۔ سمجھ لو کیا ہو گا، بخدا مارے جاؤ گے، اسی طرح نوبت بہ نوبت رسول اللہ صلعم نے سب کو قتل کرا دیا۔

حیی بن اخطب کا قتل

دشمن خدا حیی بن اخطب آپ کے سامنے لایا گیا اس نے ایک نفاحی حلہ پہن رکھا تھا اور اس خیال سے کہ کوئی بھی اسے سالم بعد میں نہ لے سکے۔ اس نے اس حلے کو اپنے جسم پر تار تار کر دیا تھا اس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے تھے۔ رسول اللہ صلعم کو دیکھ کر اس نے کہا سچ ہے میں نے تمہاری عداوت میں کوئی کمی نہیں کی مگر کیا کیا جائے جس کا ساتھ اللہ چھوڑ دے وہ رسوا ہو جاتا ہے، پھر اس نے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا اے لوگو اللہ کے حکم میں کیا چارہ۔ اللہ نے پہلے سے یہ بات مقدر کر دی تھی کہ بنی اسرائیل اس طرح قتل کیے جائیں گے، وہ پوری ہوئی۔ اس کے بعد وہ بیٹھ گیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔

بنی قریظہ کی ایک عورت بنانہ کا قتل

عائشہؓ سے مروی ہے کہ بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ایک کے علاوہ اور کوئی قتل نہیں کی گئی۔ وہ میرے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی اور اس قدر ہنس رہی تھی کہ اس کے پیٹ میں بل پڑ جاتے تھے۔ اس وقت رسول اللہ صلعم ان کے مردوں کو بازار میں قتل کر رہے تھے، اتنے میں کسی نے اس کا نام لیکر پکارا، اے فلانی فلاں کی بیٹی۔ اس نے کہا موجود ہوں، میں نے اس سے پوچھا کیوں بلایا ہے اس نے کہا میں قتل کی جاؤں گی۔ میں نے پوچھا کیوں، اس نے کہا میں نے ایک جرم کیا ہے، لوگ اسے لے گئے اور اس کی گردن مار دی گئی۔ حضرت عائشہ فرماتی تھیں کہ باوجود اس بات کے کہ وہ جانتی تھی کہ میں ماری جانے والی ہوں۔ پھر بھی وہ اس قدر ہنس رہی تھی اور خوش مزاج تھی کہ میں نے اس کے علاوہ اور کسی کو ایسا نہیں دیکھا

حضرت ثابتؓ اور زبیر بن باطا القرظی

ثابت بن قیس بن شماس۔ زبیر بن باطا القرظی کے پاس گئے ابو عبدالرحمٰن اس کی کنیت تھی۔ زبیر نے عہد جاہلیت میں ثابت پر یہ احسان کیا تھا کہ جنگ بعاث میں زبیر نے ان کو پکڑا اور صرف پیشانی کے بال کاٹ کر چھوڑ دیا۔ یہ اس کے پاس آئے وہ بہت بڈھا تھا ثابت نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن مجھے پہچانتے ہو، اس نے کہا کیوں نہیں بھلا میں تم کو بھول سکتا ہوں۔ ثابت نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ جو احسان تم نے مجھ پر کیا ہے اس کا بدلہ دوں کیونکہ شریف دوسرے شریف کو معاوضہ دیا کرتا ہے۔

حضرت ثابتؓ بن قیس کی سفارش

اس کے بعد ثابت رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ زبیر نے میرے ساتھ نیکی کی تھی اس کا احسان میری گردن پر ہے۔ میں چاہتا

ہوں کہ اب اس کا عوض کروں۔ آپ میری خاطر اس کی جاں بخشی فرما دیجیے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اچھا ہم نے اسے تمہاری خاطر معاف کر دیا۔ ثابت نے زبیر سے آکر کہا کہ رسول اللہ صلعم نے میری خاطر تم کو معاف کر دیا ہے۔ اس نے کہا میں پیر فانی! تو اب میرے بیوی بچے رہے اور نہ گھر در ہیں جی کے کیا کروں۔ ثابتؓ پھر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا۔ عذر اس کے بیوی بچوں کے متعلق کیا ارشاد ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہم نے ان کو بھی تمہاری خاطر معاف کیا۔ ثابتؓ زبیر کے پاس آئے اور کہا کہ رسول اللہ صلعم نے میری خاطر تمہاری بیوی اور اولاد بھی تم کو دے دی ہے۔ اس نے کہا کوئی خاندان جس کے پاس مال نہ ہو حجاز میں زندگی نہیں بسر کر سکتا لہٰذا اس خالی جاں بخشی سے کیا ہوتا ہے۔ ثابتؓ رسول اللہ صلعم کے پاس گئے اور عرض کیا کہ اس کے املاک کے متعلق کیا ارشاد ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہم نے ان کو بھی تمہاری خاطر معاف کیا۔ ثابت زبیر کے پاس آئے اور کہا کہ رسول اللہ صلعم نے تمہارا مال مجھے عطا فرمایا ہے اور اب وہ تمہارا ہے۔

زبیر بن باطا القرظی کا خاتمہ

زبیر نے کہا ثابتؓ اس کا کیا ہوا جس کا چہرہ چینی آئینے کی طرح چمکدار تھا جو تمام قبیلے کی کنواری عورتوں کا محبوب تھا یعنی کعب بن اسد۔ ثابتؓ نے کہا وہ قتل کر دیا گیا۔ زبیر نے پوچھا تمام شہریوں اور دیہاتیوں کے سردار حیی بن اخطب کا کیا ہوا۔ ثابتؓ نے کہا وہ قتل کر دیا گیا۔ زبیر نے پوچھا ہمارے اس جوانمرد کا کیا ہوا کہ جب ہم حملہ کرتے وہ ہم سب کے آگے ہوتا اور اگر ہم پسپا ہوتے تو وہ ہماری حمایت کے لیے سب سے پیچھے رہتا یعنی عزال بن شموئیل۔ ثابتؓ نے کہا وہ قتل کر دیا گیا۔ زبیر نے پوچھا دونوں جماعتوں یعنی بنی کعب بن قریظہ اور بنی عمرو بن قریظہ کا کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ سب قتل کر دیے گئے۔ زبیر نے کہا تو میں اس احسان کا واسطہ دے کر جو میں نے تمہارے ساتھ کیا ہے تم سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے بھی ابھی اپنے دوستوں سے ملا دو۔ ان لوگوں کے مرنے کے بعد زندگی کا کیا مزا رہا۔ میں ذرا سی تاخیر بھی پسند نہیں کرتا اور چاہتا ہوں کہ اپنے احباب سے جا ملوں۔ ثابتؓ نے زبیر کو آگے کر کے اس کی گردن اڑا دی۔ جب ابوبکرؓ کو زبیر کا یہ قول معلوم ہوا انہوں نے کہا ہاں بخدا وہ آتش دوزخ میں اپنے احباب سے ملے گا اور وہاں ہمیشہ کے لئے جلتا رہے گا۔ ثابتؓ نے اس واقعے کے متعلق چند شعر بھی کہے ہیں۔

رفاعہ بن شموئیل القرظی کی جان بخشی

رسول اللہ صلعم نے حکم دیا تھا کہ بنی قریظہ میں سے جو بالغ ہو گئے ہوں قتل کر دیے جائیں۔ سلمٰیؓ بنت قیس ام المنذر سلیط بن قیس کی بہن نے جو رشتے میں رسول اللہ صلعم کی خالہ ہوتی تھیں اور جنہوں نے آپ کے ہمراہ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی اور عورتوں کی بیعت میں آپ کی بیعت کی تھی رفاعہ بن شموئیل القرظی کو آپ

سے مانگا۔ یہ بالغ ہو چکا تھا اور چونکہ وہ سلمیٰؓ کے خاندان سے پہلے سے تعارف رکھتا تھا اس لیے کہ اس نے ان کے یہاں پناہ لی تھی۔ سلمیٰؓ نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا اے اللہ کے نبی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ رفاعہ بن شموئیل کو مجھے دے دیجئے کیونکہ وہ وعدہ کرتا ہے کہ نماز پڑھے گا اور اونٹ کا گوشت کھائے گا۔ رسول اللہ صلعم نے اسے سلمیٰؓ کو دے دیا اور اس طرح سلمیٰؓ نے اس کی جان بچا لی۔

بنی قریظہ کا مال غنیمت

رسول اللہ صلعم نے بنی قریظہ کی املاک، عورتوں اور بچوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور آج آپ نے سوار اور پیدل کے حصّوں میں تفریق کر دی نیز آپ نے اس میں سے خمس نکال لیا۔ سوار کے تین حصّے، دو گھوڑے کے اور ایک خود سوار کا مقرر کیا اور پیدل کا ایک حصّہ مقرر فرمایا۔ اس واقعے میں مسلمانوں کے پاس چھتیس سوار تھے۔ یہ پہلا مال غنیمت ہے جس میں دو حصّے علیحدہ علیحدہ دیئے گئے اور اس سے خمس نکالا گیا جو آج تک برقرار ہے۔ اس سے پہلے مغازی میں یہ دستور تھا کہ جب پیدل کے ساتھ رسالہ بھی شریک ہوتا تو دو گھوڑوں کا ایک حصّہ دیا جاتا۔

ریحانہ بنت عمرو کا قبول اسلام

اس کے بعد بنی عبد الاشہل کے سعدؓ بن زید الانصاری کو رسول اللہ صلعم نے بنی قریظہ کے لونڈی غلاموں کو دے کر نجد بھیجا تاکہ وہ ان کو بیچ کر اس کی قیمت سے گھوڑے اور اسلحہ خرید لائیں، ان کی عورتوں میں سے رسول اللہ صلعم نے ریحانہ بنت عمرو بن خناقہ بنی عمرو بن قریظہ کی ایک عورت کو خود اپنے لئے انتخاب فرمایا، یہ آپ کی وفات تک آپ کے پاس رہیں اور اس وقت تک لونڈی کی حیثیت رکھتی تھیں، آپ نے ان سے کہا تھا آؤ میں تم سے نکاح کرا دیتا ہوں اور پردے میں بٹھاتا ہوں مگر انہوں نے یہی کہا کہ آپ مجھے اپنی ملک ہی میں رکھیں میرے اور آپ دونوں کے لئے اس بات میں ذمہ داری کم ہے۔ ان کی اس خواہش کی وجہ سے رسول اللہ صلعم نے ان کو اسی حالت میں رکھا۔ جب آپ نے ان کو لونڈی بنایا تو انہوں نے اسلام لانے سے انکار کیا اور یہودیت پر اصرار کیا۔ آپ نے ان سے علیحدگی اختیار کی مگر ان کے اس انکار اور اصرار کی کھٹک آپ کے دل میں برابر باقی تھی، ایک روز آپ صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ آپ نے اپنی پشت پر جوتے اتارنے کی آواز سنی۔ آپ نے خود کہا کہ ثعلبہ بن سعید ریحانہ کے اسلام لانے کی بشارت دینے آئے ہیں۔ چنانچہ اسی وقت انہوں نے سامنے

حاضر ہو کر کہا اے رسول اللہ صلعم ریکانہ اسلام لے آئیں۔ اس بات کو سُن کر آپ خوش ہو گئے۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کی دُعا

بنی قریظہ کے تصفیے سے فراغت کے بعد سعدؓ بن معاذ کے زخم پھر تازہ ہو گئے اور اس کے لئے خود انہوں نے اللہ رب العزت سے دعا مانگی تھی اور التجا کی تھی کہ بار الٰہ تجھے معلوم ہے کہ میں سب سے زیادہ ان لوگوں سے لڑنے کا دلدادہ ہوں، جنھوں نے تیرے رسول کی تکذیب کی ہے لہٰذا اگر ابھی قریش سے کچھ اور جنگ باقی ہے تو مجھے اس کے لئے زندہ رکھ اور اگر تو نے رسول اللہ صلعم اور قریش کے درمیان اب لڑائی کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے تو مجھے اپنے پاس بلالے۔ اُن کی دُعا قبول ہوئی ان کا زخم پھر ہرا ہو گیا۔ رسول اللہ صلعم نے ان کو پھر اسی خیمے میں جو آپ نے ان کے لئے اپنی مسجد میں لگوا دیا تھا منتقل کر دیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ خود رسول اللہ صلعم ان کی مزاج پرسی کو ان کے پاس گئے تھے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی گئے تھے میں اپنے حجرے میں تھی کہ میں نے عمرؓ کو روتے ہوئے سُنا اور پھر ان کے رونے سے ابوبکرؓ کے رونے کی آواز سُنی یہ رقت اُن پر اس لئے طاری ہوئی کہ حسب ارشاد خداوندی وہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بہت ہی رحیم اور شفیق تھے۔ اس بیان کے ایک ناقل علقمہ نے عائشہ رضی سے پوچھا اماں جان خود رسول اللہ صلعم کی کیا کیفیت ہوتی تھی اُنہوں نے کہا کسی موت پر آپ کے آنسو نہیں نکلتے تھے البتہ جب کبھی کسی کی موت کا آپ کو سخت صدمہ ہوتا آپ کسی وجہ سے سخت پریشان ہوتے تو اپنی داڑھی ہاتھ سے پکڑ لیتے تھے۔

جنگ خندق کے شہداء

ابن اسحٰق کے قول کے مطابق خندق کی لڑائی میں مسلمانوں میں سے صرف چھ آدمی شہید ہوئے اور مشرکین میں سے تین قتل کئے گئے اور بنی قریظہ کی جنگ میں خلادؓ بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن بنی الحارث الخزرج شہید ہوئے۔ ان پر ایک چکی پھینکی گئی تھی جس سے وہ پاش پاش ہو گئے۔ جب رسول اللہ صلعم نے بنی قریظہ کا محاصرہ کر رکھا تھا بنی اسد بن خزیمہ کے ابوسنان بن محصن بن حرثان مر گئے اور وہ بنی قریظہ کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ خندق سے واپس آکر رسول اللہ صلعم نے فرما دیا تھا کہ اب آئندہ کبھی قریش کو یہ جرأت نہ ہوگی کہ وہ ہم پر اقدامی کارروائی کر سکیں اب ہم ان کے خلاف جارحانہ کارروائی کیا کریں گے۔ چنانچہ فتح مکہ تک یہی ہوا کہ پھر قریش کو آپ پر پیش قدمی کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

نبانہ کے قتل کی وجہ

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق بنی قریظہ کی فتح ذی القعدہ یا ابتدائے ذی الحج میں ہوئی۔ البتہ واقدی کا خیال ہے کہ ماہ ذی القعدہ کے ختم ہوتے میں

ابھی چند راتیں باقی تھیں جبکہ رسول اللہ صلعم نے بنی قریظہ پر چڑھائی کی اور پھر آپ نے اس کے لئے گہری نالیاں کھدوائیں اور آپ بیٹھ گئے۔ علیؓ اور زبیرؓ آپ کے سامنے ان کو قتل کرتے تھے۔ جس عورت کو آپ نے اس دن قتل کرایا تھا اس کا نام نباتہ تھا یہ حکم القرظی کی بیوی تھی اور اسی نے خلادؓ بن سوید کو ان پر چکی پھینک کر قتل کیا تھا۔ آپ نے اس کو طلب کر کے خلادؓ کے عوض میں قتل کر دیا۔

غزوہ المریسیع

رسول اللہ صلعم کے غزوہ بنی مصطلق کے وقت پر ہا تعلق ہے اسے غزوہ المریسیع بھی کہتے ہیں، یہ خزاعہ کے ایک چشمہ آب کا نام ہے جو نواح قدید میں ساحل بحر کی طرف واقع ہے۔ ابن اسحٰق کا بیان یہ ہے کہ شعبان ۶ھ ہجری میں رسول اللہ صلعم نے یہ جہاد فرمایا ہے اور غزوہ خندق اور غزوہ بنی قریظہ دونوں اس کے بعد ہوئے ہیں۔ اس غزوے میں آپ خزاعہ کے خاندان بنی مصطلق سے لڑنے گئے تھے۔ آخر ذی القعدہ یا ابتدائے ذی الحج میں بنی قریظہ کے غزوہ سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلعم مدینے واپس تشریف لے آئے۔ ذی الحج، محرم، صفر اور ربیع الاول اور ربیع الثانی آپ نے مدینہ میں بسر فرمائے۔ اس سال ۵ھ ہجری میں مشرکین کی امارت میں حج ہوا۔

باب ۱۱

صلح حدیبیہ (۶ھ)

غزوہ بنی لحیان بنی قریظہ کی فتح کے چھ ماہ بعد جمادی الاولیٰ میں رسول اللہ صلعم اپنے اصحاب الرجیع خبیبؓ بن عدی اور ان کے ہمراہی صحابہ کا بدلہ لینے پر آمادہ ہوئے۔ آپ نے ظاہر یہ کیا کہ آپ شام جا رہے ہیں تاکہ اثنائے راہ میں اگر دشمن پر کوئی کامیاب چھاپہ مارنے کا موقع مل سکے تو اس سے فائدہ اُٹھائیں۔ مدینے سے نکل کر آپ نے غراب نام پہاڑ کی راہ لی جو شام کے راستے پر واقع ہے۔ پھر محیص ہوتے ہوئے آپ تبراء آئے اور یہاں سے آپ بائیں جانب مڑے۔ بین ہوتے ہوئے آپ صخیرات الیمام آئے اور یہاں سے آپ نے سیدھے مکّہ کی شاہراہ جس سے حاجی جاتے ہیں اختیار کی۔ اپنی رفتار میں تیزی کی اسی طرح شتاب روی کر کے غران پر منزل کی جہاں بنی لحیان ٹھہرا کرتے تھے یہ غرانؔ امیح اور عسفان کے درمیان ایک وادی ہے جو مقام سایہ تک چلی جاتی ہے۔ مگر دشمن کو آپ کی پیش قدمی کا پہلے سے پتہ چل گیا تھا اس لئے وہ میدان چھوڑ کر پہاڑوں پر چڑھ گیا۔ اس مقام پر فروکش ہونے کے بعد جب آپ کو معلوم ہُوا کہ جن لوگوں کی نیت سے آپ آئے تھے وہ دسترس سے باہر ہو چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا مناسب ہوگا کہ ہم یہاں سے عُسفان پر اُتریں تاکہ مکّہ والے دیکھ لیں کہ ہم خود مکّہ آئے ہیں، اس خیال سے آپ دو سو شتر سوار صحابہؓ کے ہمراہ اس مقام سے چل کر عُسفان آئے اور یہاں سے آپ نے دو شہسوار اور آگے بھیجے جو کراع الغمیم تک جا کر پلٹ آئے۔ واپسی میں آپ کو شام ہو گئی، آپ مدینہ پلٹ آئے۔ صرف چند راتیں آپ نے مدینہ میں بسر فرمائی تھیں کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر الفزاری نے غطفان کے رسالے کے ساتھ غابہ میں رسول اللہ صلعم کے مویشیوں پر غارت گری کی گلے کے ساتھی بنی غفار کا ایک شخص اور اس کی بیوی بھی تھی۔

حملہ آوروں نے مرد کو قتل کر دیا اور اس کی بیوی کو مویشیوں کے ساتھ ہنکا لے گئے۔

غزوہ ذی قرد

اس واقعہ میں سب سے پہلے سلمہ بن الاکوع الاسلمی کو دشمن کی پیش قدمی کی خبر لگی یہ علی الصباح تیر کمان سے مسلح ہو کر غابہ جانے کے ارادے سے چلے۔ ان کے ساتھ طلحہ بن عبیداللہ کا ایک غلام بھی تھا۔ خود سلمہ سے مروی ہے کہ جب حدیبیہ کے سال رسول اللہ صلعم مکہ سے مدینہ واپس آئے (اگر یہ بیان صحیح مانا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو واقعہ ان سے مروی ہے وہ ذی الحجہ ۶ ہجری یا ۷ ہجری کے شروع میں پیش آیا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلعم حدیبیہ کے سال ذی الحجہ ۶ ہجری میں مکہ سے مدینہ واپس آئے تھے اور سلمہ بن الاکوع نے جو وقت اس واقعے کا بیان کیا ہے اور جو ابن اسحٰق کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اس میں چھ ماہ کا فرق پڑتا ہے)۔

حضرت سلمہؓ بن عمرو بن الاکوع

بہرحال سلمہؓ سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد جب ہم رسول اللہ کے ساتھ مدینہ آئے۔ آپ نے اپنے غلام رباح کے ہمراہ اپنے مویشی چرنے کے لئے بھیجے۔ میں بھی طلحہ بن عُبید کا گھوڑا لے کر اس کے ساتھ ہوا، صبح کو ہمیں معلوم ہوا کہ عبدالرحمٰن بن عیینہ نے رسول اللہ صلعم کے مویشیوں پر غارت گری کی اور وہ ان سب کو ہنکا لے گیا ہے نیز اس نے آپ کے چرواہے کو قتل کر دیا ہے۔ میں نے رباح سے کہا تم یہ گھوڑا لو اور اسے طلحہ کو لے جا کر دے دو اور تم رسول اللہ صلعم کو اس واقعہ کی اطلاع کر دو۔ پھر میں نے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر مدینہ کی طرف منہ کر کے شور مچایا لوٹ لیا لوٹ لیا۔ یہ کہہ کر میں دشمن کے پیچھے ہو لیا اور ان پر تیر برسانے لگا، اس وقت میں یہ شعر پڑھتا تھا:

وانا ابن الاکوع والیوم یوم الرضع

(ترجمہ) میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن بہت ہی ذلیل ہے۔

کفار کا تعاقب

میں ان کو برابر اپنے تیروں کا نشانہ بناتا رہا اگر ان کا کوئی سوار میری طرف پلٹ کر آتا میں کسی درخت کے پاس آکر اس کی جڑ میں بیٹھ کر اس پر تیر چلاتا اور اسے ہلاک کر دیتا اور جہاں کوہستان تنگ اور دشوار گزار آجاتا وہ اس حصے میں گھس جاتے اور میں پہاڑ پر چڑھ جاتا اور وہاں سے پتھروں سے ان کو ہلاک کر دیتا۔ اسی طرح کرتے کرتے رسول اللہ صلعم کا اب ایک جانور بھی ایسا نہ رہا جسے میں نے دشمن سے چھڑا کر اپنے پیچھے نہ کر دیا ہو، دشمن نے میرے اور مویشیوں کے درمیان راہ چھوڑ

دی تھی، انہوں نے فرار کے لئے بوجھ ہلکا کرنے کی غرض سے تیس سے زیادہ نیزے اور چادریں راستے میں ڈال دیں، جس چیز کو پھینک دیتے تھے میں اس پر پتھر کھڑے کر دیتا تھا تاکہ رسول اللہ صلعم اور آپ کے صحابہ اس کو شناخت کر سکیں۔ پسپا ہوتے ہوتے جب وہ گھاٹی کے تنگ مقام پر پہنچے عیینہ بن حصن بن بدر ان کی کمک پر آ پہنچا۔ اس کی وجہ سے اب وہ دم لینے کے لئے بیٹھ گئے ہیں ان کے اوپر پہاڑ کے ایک برآمدے پر جا بیٹھا۔ عیینہ نے مجھے دیکھ کر پوچھا یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا ہمیں اس کے ہاتھ سے سخت مصیبت اٹھانا پڑی ہے۔ آج صبح اندھیرے سے یہ ہمارے پیچھے ہے اور برابر تیر اندازی کر رہا ہے۔ اس نے ہمارے ہاتھ سے تمام مویشی چھین لئے۔ عیینہ نے کہا چار آدمی اس کے مقابلے پر چڑھ کر جاؤ۔ جب وہ میرے پاس اس قدر قریب آئے جہاں سے بات چیت ہو سکتی تھی۔ میں نے کہا مجھے جانتے ہو۔ انھوں نے پوچھا تم کون ہو۔ میں نے کہا سلمہ بن الاکوع، اور قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو آبرو بخشی ہے، میں تم میں سے جس کا پیچھا کروں گا اُسے پکڑ لوں گا اور تم میں سے کوئی مجھے نہیں پا سکتا۔ انہوں نے کہا ہاں ہم بھی یہی سمجھتے ہیں۔

اخرم الاسدی کا جذبۂ جہاد

وہ چلے گئے میں اپنی اسی جگہ بیٹھا رہا۔ اب مجھے رسول اللہ صلعم کے شہسوار درختوں میں سے بڑھتے نظر آئے۔ سب کے آگے اخرم الاسدی تھے اور ان کے پیچھے ابو قتادہ الانصاری، ان کے بعد مقداد بن الاسود الکندی تھے۔ میں نے اپنی جگہ سے بڑھ کر اخرم کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہا کہ ہماری جماعت اب تک بہت ہی قلیل ہے مبادا دشمن تم کو تمہارے ساتھیوں سے علیحدہ دیکھ کر ہلاک کر دے۔ جب تک خود رسول اللہ صلعم نہ آ جائیں آگے نہ بڑھو۔ انہوں نے کہا سلمہؓ اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور اس بات کو جانتے ہو کہ بہشت برحق ہے اور دوزخ برحق تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل مت ہو۔

اخرم الاسدی کی شہادت

ان کے اس قول پر میں نے ان کو چھوڑ دیا، اب ان کا عبدالرحمٰن بن عیینہ سے مقابلہ ہوا۔ اخرمؓ نے اس کا گھوڑا ذبح کر دیا مگر اس نے نیزے سے ان کا کام تمام کر دیا اور عبدالرحمٰن اخرم کے گھوڑے پر منتقل ہو گیا۔ اتنے میں ابو قتادہؓ پہنچے انہوں نے نیزے سے عبدالرحمٰن کو قتل کر دیا، اور چونکہ عبدالرحمٰن نے ان کے گھوڑے کو مار ڈالا تھا اس لئے اب وہ اخرم کے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ اس واقعے کے بعد دشمن اس مقام سے فرار ہوا۔ اس ذات کی قسم ہے جس نے محمدؐ کو عزت عطا فرمائی میں نے پیادہ دوڑتے ہوئے دشمن کا تعاقب کیا اور اتنی دور نکل گیا کہ اب مجھے نہ صحابہؓ نظر آتے تھے اور نہ ان کا غبار۔ غروب آفتاب سے

پہلے چونکہ پیاسے تھے ایسے پہاڑی نشیب کی طرف مڑے جہاں ذوقرد نام چشمہ تھا مگر جب انہوں نے مجھے اپنے پیچھے دوڑتا ہوا آتا دیکھا وہ میرے خوف سے اس چشمے سے بغیر ایک قطرہ پیئے چل دیئے۔ اب وہ ذی اثیر کی گھاٹی میں چلے۔ ان میں سے ایک میری طرف مڑا۔ میں نے تیر سے اس کو نشانہ بنایا۔ تیر اس کے شانے کے جوڑ پر پیوست ہو گیا۔ میں نے فخریہ کہا اسے سنبھال دانا ابن الاکوع والیوم یوم الرضع۔ اس نے کہا "صبح کے اکوعی"۔ میں نے کہا "ہاں اے دشمن جان"۔

حضرت سلمہؓ بن الاکوع کی تعریف

گھاٹی کے اوپر دو گھوڑے نظر آئے میں ان کی لگام پکڑ کر ان کو رسول اللہ صلعم کے پاس لے چلا جب سلیحہ میں مجھے رات ہو گئی میرے چچا عامر مجھ سے آملے۔ یہاں ہمیں کچھ دودھ میسر آ گیا اس ہموار جگہ میں پانی بھی تھا میں نے وضو کیا نماز پڑھی اور پانی پیا۔ پھر میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آگیا آپ اس وقت ذی قرد کے چشمے پر جہاں سے میں نے دشمن کو اکھاڑ دیا تھا مقیم تھے اور جن اونٹوں کو میں نے دشمن کے پنجے سے چھڑایا تھا ان پر اور تمام نیزے اور چادروں پر آپ نے قبضہ کر لیا تھا اور بلالؓ نے انہیں میں سے ایک اونٹنی ذبح کی تھی اور وہ اس کی کلیجی اور کوہان رسول اللہ صلعم کے لئے بھون رہے تھے۔ میں نے عرض کیا آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے سو آدمیوں کو منتخب کر کے ان سے دشمن کا تعاقب کروں تاکہ ان کا نشان مٹا دوں۔ رسول اللہ صلعم میری اس بات پر اس طرح ہنسے کہ آواز بلند ہو گئی یا آپ کے سامنے کے دانت نمایاں ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تم واقعی ایسا چاہتے ہو۔ میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو شرف بخشا ہے میں اس کے لئے بالکل آمادہ ہوں۔ صبح کو آپ نے فرمایا دشمن اس وقت غطفان کے علاقے میں دعوت کھا رہا ہے، چنانچہ اس علاقے سے ایک شخص نے آکر بیان کیا کہ فلاں شخص نے ان کے لئے اونٹ ذبح کئے تھے ابھی وہ ان کی کھال اتار نے پائے تھے کہ ان کو ایک غبار اپنی جانب بڑھتا نظر آیا۔ کسی نے کہہ دیا کہ تم پکڑے گئے یہ سنتے ہی وہاں سے بھاگ گئے۔ دوسرے دن آپ نے یہ بھی فرمایا کہ آج ہمارے بہترین سوار ابو قتادہ ہیں اور بہترین پیدل سلمہ بن الاکوع ہیں۔ پھر آپ نے مجھے سوار اور پیادے کے علیحدہ علیحدہ دو حصے مال غنیمت میں سے دیئے اور آپ نے مجھے اپنے پیچھے اپنی اونٹنی عضباء پر بٹھا لیا ہم چلے جا رہے تھے ہمارے ہمراہ ایک ایسا انصاری تھا جس سے کوئی شخص دوڑ میں آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ اس نے کہا کوئی ہے جو میرے مقابلے میں دوڑے۔ اسی بات کو اس نے کئی بار کہا جب میں نے سنا میں نے کہا نہ تم کو کریم کا پاس ہے اور نہ شریف کا لحاظ۔ اس نے کہا

سوائے رسول اللہ صلعم کے میں کسی کا ادب و احترام نہیں کرتا۔ میں نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا میرے والدین آپ پر نثار اجازت ہو تو اس کے مقابلے میں دوڑوں۔ آپ نے فرمایا اگر تمہارا جی چاہے تو جاؤ۔ میں اونٹنی پر سے کود پڑا اور مقابلے پر دوڑا۔ ایک یا دو میدانوں کے بعد میں نے اسے ملالیا اور شانوں کے درمیان مکا مار کر کہا یہ دیکھو بخدا میں تم سے آگے نکل گیا۔ اس نے کہا ہاں میں بھی سمجھتا ہوں۔ میں مدینہ اس سے پہلے جا پہنچا۔ صرف تین دن ہم نے مدینہ میں قیام کیا اور پھر ہم خیبر کو چلے۔

کفار کا فرار

ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان کے مطابق سلمہؓ بن الاکوع کے ہمراہ طلحہؓ بن عبیداللہ کا غلام ان کا گھوڑا لیے اس کی لگام پکڑے ساتھ تھا، جب یہ ثنیۃ الوداع پر چڑھے ان کو دشمن کے بعض سوار نظر آئے، اب انہوں نے کوہ سلع پر کچھ دور چڑھ کر شور مچایا کہ ڈاکہ پڑا پھر یہ وہاں سے دوڑتے ہوئے غارت گروں کے تعاقب میں چلے۔ یہ اپنی تیز رفتاری میں شیر کے مانند تھے، انہوں نے ان کو جا لیا اور تیروں سے ان کو پسپا کرنے لگے جب وہ کسی کو اپنا نشانہ بناتے تو کہتے یہ سنبھال وانا ابن الاکوع والیوم یوم الرضع جب رسالہ ان پر پلٹتا تو وہ بھاگ جاتے مگر پھر ان کو روکنے کی کوشش کرتے اور جب موقع ملتا ان پر تیر چلاتے اور کہتے لو وانا ابن الاکوع، والیوم یوم الرضع اس پر حملہ آوروں میں سے کسی نے کہا کہ اس نے آج سویرے ہی سے ہم کو سخت دِق کیا ہے۔

خطرے کا اعلان

رسول اللہ صلعم کو سلمہؓ کی اطلاع موصول ہوئی، آپ نے تمام مدینہ میں خطرے کا اعلان کیا اور اب سوار آپ کی طرف تیار ہو کر چلے سب سے پہلے شہسواروں میں مقداد بن عمرو آپ کے پاس آ پہنچے ان کے بعد انصار میں سے بنی عبدالاشہل کے عباد بن بشر بن وقش بن زغبہ بن زعورا بنی کعب بن عبدالاشہل کے سعد بن زید، بنی حارثہ بن الحارث کے اُسید بن ظہیر جن کے متعلق شک ہے۔ بنی اسد بن خزیمہ کے عکاشہ بن محصن۔ بنی اسد بن خزیمہ کے محرز بن نضلہ، بنی سلمہ کے ابو قتادۃ الحارث بن ربعی اور بنی زریق کے ابو عیاش عبید بن زید بن صامت آپ کے پاس پہنچے۔ جب یہ سب آپ کے پاس ہو گئے آپ نے سعد بن زید کو اس جماعت کا امیر مقرر کر کے ان کو دشمن کے تعاقب کا حکم دیا اور فرمایا تم ابھی چلے جاؤ میں اوروں کے ساتھ آتا ہوں۔ اس سلسلے میں یہ بھی مذکور ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ابو عیاش سے

سے کہا مناسب ہوتا کہ تم اپنا یہ گھوڑا کسی دوسرے ایسے شخص کو دے دیتے جو تم سے زیادہ شہسوار ہوتا، تاکہ وہ جلد دشمن کو جا پکڑتا۔ ابو عیاش کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ میں ان سب سے بہتر شہسوار ہوں۔ پھر میں نے اپنے گھوڑے کو چابک مارا، بخدا وہ پچاس گز ہی دوڑا ہوگا کہ اس نے مجھے پٹک دیا، اب مجھے آپ کے اس قول اور اپنے جواب پر حیرت ہوئی کہ آپ کا قول کس قدر صحیح ثابت ہوا۔ ان کے خاندان بنی زریق کے کسی شخص نے یہ بیان کیا ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ صلعم نے ان کے گھوڑے معاذ بن ماعص یا عائذ بن ماعص بن قیس بن خلاہ کو جو اس جماعت میں آٹھویں تھے دے دیا۔ بعض لوگ سلمہ بن عمرو بن الاکوع کو آٹھواں شمار کرتے ہیں۔ اور بنی حارثہ کے اسید بن ظہیر کو اس جماعت سے خارج کرتے ہیں۔ سلمہ کے پاس اس روز گھوڑا نہ تھا مگر یہ پیادہ ہی سب سے پہلے لٹیروں کے پاس پہنچے تھے۔ اب یہ سوار اُن کے تعاقب میں چلے اور اُن کو جا لیا۔

محرز بن نضلہ اخرم

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے اس جماعت میں سے بنی اسد بن خزیمہ کے محرز بن نضلہ جن کو اخرم کہتے تھے دشمن کے پاس پہنچے، قمیر بھی ان کا لقب تھا۔ جب مدینہ میں دشمن کی غارت گری اور خطرے کے لئے اجتماع کا اعلان ہوا محمود بن مسلمہ کے گھوڑے نے جو اُن کے باغ میں بندھا تھا جب اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سُنی اپنی جگہ جولانی کرنے لگا۔ یہ ایک عمدہ سدھایا ہوا جان نثار جانور تھا۔ باغ میں کھجور کے اس تنے کے گرد جس سے وہ بندھا ہوا تھا اسے اس طرح جولانی کرتے ہوئے دیکھ کر بنی عبدالاشہل کی بعض عورتوں نے محرز سے کہا اے قمیر تم دیکھتے ہو کہ یہ گھوڑا کس طرح شوخی کر رہا ہے۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ اس پر سوار ہو کر تم رسول اللہ صلعم کے ساتھ لڑنے کے لئے ابھی ان کے پاس چلے جاؤ۔ انہوں نے کہا ہاں میں تیار ہوں۔ ان عورتوں نے وہ گھوڑا ان کو دیا اور وہ اس پر سوار ہو کر چلے۔ انہوں نے اس کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی تھی کہ وہ گھوڑا جماعت سے جا ملا اور ان کے بیچ میں پہنچ کر ٹھہر گیا۔ محرز نے اپنی جماعت سے کہا۔ اے ذرا سی جماعت توقف کرو تاکہ دوسرے مہاجر اور انصار جو تمہارے پیچھے ہیں وہ بھی آ جائیں تب دشمن پر حملہ کیا جائے۔ دشمن کے ایک شخص نے ان پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا پھر وہ گھوڑا وہاں سے پلٹ کر مدینہ کی سمت تیزی سے بھاگا، دشمن اس پر قابو نہ پا سکا وہ پھر بنی عبدالاشہل کے محلے میں

اپنے تھان پر آگیا۔ ان کے علاوہ اس روز کوئی اور مسلمان نہیں مارا گیا۔ اس گھوڑے کا نام محمود ذی اللمہ تھا۔

حبیب بن عیینیہ کا قتل

اس کے متعلق دوسری معتبر روایت یہ ہے کہ محرز، عکاشہ بن محصن کے گھوڑے جناح پر سوار تھے وہ شہید ہوئے اور اُن کا گھوڑا دشمن نے لے لیا بہرحال جب مقابلہ ہوا، بنی سلمہ کے ابو قتادہ الحارث بن ربعی نے حبیب بن عیینیہ بن حصن کو قتل کر کے اس پر اپنی چادر ڈال دی اور پھر وہ اور لوگوں سے جا ملے۔ جب رسول اللہ صلعم اور صحابہؓ یہاں آئے انہوں نے حبیب کو ابو قتادہ کی چادر میں لپٹا ہوا پایا، اس پر صحابہؓ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور کہا کہ ابو قتادہ مارے گئے۔ مگر رسول اللہ صلعم نے فرمایا یہ ابو قتادہ نہیں ہیں بلکہ ان کا مقتول ہے۔ انہوں نے اس پر اپنی چادر اس وجہ سے اُڑھا دی ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ ان کا کشتہ ہے۔

حضرت محمدؐ کی مراجعت

عکاشہ بن محصن نے اوبار اور اس کے بیٹے عمرو بن اوبار کو جو دونوں ایک ہی اُونٹ پر سوار تھے ان کے قریب جاتے ہی دونوں کو نیزے میں پرو لیا اور قتل کر دیا اور بعض مویشی دشمن کے ہاتھ سے چھڑا لئے۔ رسول اللہ صلعم اپنے مقام سے روانہ ہوئے اور آپ ذی قرد کے پہاڑ پر پہنچ کر ٹھہرے اور وہیں اور صحابہ آپ کی خدمت میں آگئے۔ آپ ایک شبانہ روز وہاں مقیم رہے، سلمہ بن الاکوع نے آپ سے عرض کیا کہ آپ سو آدمی میرے ساتھ کر دیجئے میں بقیہ مویشی بھی دشمن سے چھڑا لاتا ہوں اور ان کی گردن جا دباتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہاں جاؤ گے اس وقت تو وہ غطفان میں رات کی شراب پی رہے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے اپنے ہر سو صحابہؓ میں کئی اُونٹ ذبح کر کے تقسیم کر دیئے تھے۔ صحابہؓ نے ان کو کھا کر زندگی بسر کی، پھر رسول اللہ صلعم مدینہ واپس آگئے۔

مدینہ آ کر جمادی الآخر کا کچھ حصہ اور پورا ماہ رجب آپ نے مدینہ میں اقامت فرمائی۔ پھر شعبان ۶ھ ہجری میں آپ قبیلہ خزاعہ کے بنی المصطلق سے جہاد کرنے روانہ ہوئے۔

غزوہ بنی المصطلق

رسول اللہ صلعم کو معلوم ہوا کہ بنی المصطلق آپ سے لڑنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں، ان کا سردار حارث بن ابی ضرار جویریہؓ بنت الحارث رسول اللہ صلعم کی بیوی کا باپ تھا۔ اس اطلاع پر آپ خود ان کے مقابلے پر چلے اور ساحل سمندر پر قدید کے نواح میں ان کے ایک چشمۂ آب مریسیع پر آپ نے ان کو جا لیا، مقابلہ ہوا نہایت شدید

جنگ ہوئی۔ اللہ نے بنی المصطلق کو شکست دی ان کے بہت سے آدمی کام آئے۔ رسول اللہ صلعم نے اعلان کردیا تھا کہ ان کی اولاد، عورتیں اور املاک مسلمانوں میں تقسیم کردی جائے گی۔ اللہ نے ان کو رسول اللہ صلعم کو قبضے میں دے دیا۔

عبداللہ بن ابی بن سلول کی ریشہ دوانی

اس واقعے میں بنی کلب بن عوف بن عامر بن لیث بن بکر کے ایک مسلمان ہشام بن ضبابہ عبادہ بن الصامت کے قبیلے کے ایک انصاری کے ہاتھ سے غلطی سے مارے گئے۔ انصاری ان کو دشمن کا ایک فرد سمجھتے تھے۔ ابھی سب لوگ اس پانی پر فروکش تھے کہ ان کے جانور پانی پینے کے لئے یہاں آئے۔ جہجاہ بن سعید الغفاری عمرؓ بن الخطاب کا ملازم ان کا گھوڑا لے کر اسے پانی پلانے آیا، وہ اور بنی عوف بن الخزرج کے حلیف سنان الجہنی بیک وقت پانی پر اترے جس سے راہ رک گئی، اور اب وہ دونوں لڑپڑے۔ جہنی نے انصار کو مدد کے لئے پکارا اور خزرج نے مہاجرین کو مدد کے لئے آواز دی۔ اس موقعے پر عبداللہ بن ابی بن سلول بہت برہم ہوا۔ اس وقت اس کی قوم کے کچھ لوگ جن میں زید بن ارقم بھی جو نوعمر لڑکے تھے موجود تھے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا کیا ایسا ہوا ہے۔ بے شک پہلے ہی سے وہ ہم سے نفرت کرتے ہیں اور خود ہمارے ملک میں ہم سے اینٹھتے ہیں۔ بخدا ہمارے دشمنوں اور قریش کے غلاموں کی وہی مثل ہے کہ اگر کسی درندے کو تم پرورش کروگے وہ تمہیں کو کھائے گا۔ مدینہ جاتے ہی وہاں کا جو سب سے معزز شخص ہے وہ اسے جو سب سے ذلیل ہے نکال دے گا۔ پھر اس نے اپنی قوم والوں سے جو اس کے پاس موجود تھے مخاطب ہوکر کہا۔ یہ خود تم نے اپنے ساتھ کیا ہے تم نے ان کو اپنے وطن میں اتارا اپنی املاک میں ان کو شریک کیا۔ اگر تم ایسا نہ کرتے تو وہ کسی اور جگہ جاتے۔

روانگی کا حکم

زید بن ارقمؓ نے اسے سنا انہوں نے رسول اللہ صلعم کو اس کی اطلاع دی اس وقت تک آپ دشمن سے فارغ ہوچکے تھے۔ زید نے جب یہ بات آپ سے کہی عمرؓ بن الخطاب آپ کے پاس تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ آپ عباد بن بشر بن وقش سے کہیں کہ وہ عبداللہ بن ابی بن سلول کو قتل کردیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا مگر عمرؓ یہ تو دیکھو کہ جب لوگوں میں اس بات کا چرچا ہوگا کہ محمدؐ خود اپنے ساتھیوں کو قتل کرا دیتے ہیں اس کا کیا اثر پڑے گا میں اس رائے کو پسند نہیں کرتا مناسب

یہ ہے کہ تم یہاں سے اسی وقت کوچ کا اعلان کرا دو۔ یہ وقت ایسا تھا کہ عام طور پر رسول اللہ صلعم اس وقت میں منزل سے سفر نہیں کرتے تھے۔ آپ کے اعلان کی وجہ سے سب چل کھڑے ہوئے۔

حضرت زید بن ارقمؓ

عبداللہ بن اُبی بن سلول کو جب معلوم ہوا کہ زید بن ارقم نے اس کی بات رسول اللہ صلعم تک پہنچا دی ہے وہ آپ کے پاس آیا اور اس نے حلف اُٹھایا کہ میں نے ہرگز ایسا نہیں کہا۔ چونکہ عبداللہ بن اُبی بن سلول اپنی قوم میں بہت ہی مقتدر اور معزز آدمی تھا، اس لئے جو انصار صحابہؓ اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھے اسے الزام سے بچانے کے لئے کہنے لگے کہ شاید اس لڑکے کو سننے میں غلط فہمی ہوئی ہو اور پوری بات اسے یاد نہ رہی ہو۔

حضرت اُسید بن حضیر

جب آپ منزل سے اُٹھ کر روانہ ہوئے اُسید بن حضیر آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ کو نبی کہہ کر سلام کیا اور پھر کہا کہ آپ ایسے وقت میں سفر کے لئے چلے ہیں کہ آپ عام طور اس وقت میں چلا نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا کیا تم کو اپنے آدمی کی بات نہیں معلوم ہوئی۔ اس نے پوچھا وہ کون۔ آپ نے فرمایا عبداللہ بن اُبی۔ اس نے پوچھا تو اس نے کیا کہا۔ آپ نے فرمایا وہ کہتا ہے کہ مدینہ جا کر جو سب سے معزز ہے وہ سب سے ذلیل کو نکال دے گا۔ اُسید نے کہا تو آپ چاہیں تو اسے فوراً نکال دیں، بخدا آپ ذی عزت ہیں اور وہ نہایت ذلیل ہے۔ مگر پھر اس نے کہا یا رسول اللہ صلعم مناسب ہے کہ اس وقت آپ اس سے درگزر کریں خود اللہ نے اب اسے آپ کے قبضے میں دے دیا ہے۔ اس کی قوم اس کے لئے گھونگوں کا تاج بنا رہی ہے خود اپنی آنکھ سے وہ دیکھ لے گا کہ اس کی حکومت کس طرح آپ کو حاصل ہوتی ہے۔

مسلمانوں کا مسلسل سفر

اس روز تمام دن آپ سب کو لیکر سفر کرتے رہے اس کے بعد کی رات بھی آپ نے مسلسل سفر کیا، صبح ہوئی اور اب دن کا ابتدائی حصہ بھی بہت سا گذر گیا یہاں تک کہ جب تمازت آفتاب سے مسلمانوں کو تکلیف ہوئی آپ نے منزل کی۔ زمین پر اترتے ہی تمام مسلمان گہری نیند سو گئے۔ ایسے وقت میں آپ نے سفر کی یہ ترکیب اس لئے کی تھی تاکہ عبداللہ بن اُبی بن سلول کے فتنہ انگیز قول سے لوگ خالی الذہن ہو جائیں۔ اب پھر آپ سب کو لے کر چلے اور اس مرتبہ آپ نے حجاز کی راہ اختیار کی۔ چلتے چلتے آپ حجاز کے ایک چشمہ نقعاء پر جو نقیع سے کچھ ہی اوپر واقع ہے آئے۔ جب یہاں سے آپ چلے ایک نہایت ہی تیز و تند آندھی نے آپ کو آلیا جس سے مسلمانوں کو تکلیف ہونے لگی اور وہ ڈرے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ڈرو

مت یہ آندھی ایک بڑے کافر کی موت کی اطلاع دیتی ہے۔ چنانچہ مدینہ آکر بنی قینقاع کے ایک سربرآوردہ یہودی رفاعہ بن زید بن التابوت کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی۔ یہ منافقوں کا رازدار اور حامی تھا اسی دن مرا تھا اور اسی دن عبداللہ بن اُبی اور اس جیسے دوسرے منافقوں کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی اذا جاءك المنافقون (ترجمہ: جب منافق تمہارے پاس آتے ہیں) اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلعم نے زید بن ارقم کے کان پکڑ کر کہا کہ یہ وہ ہے کہ جس نے اپنے کانوں کے ذریعے اللہ کی وفاداری کی ہے۔

زید بن ارقم کی اطلاع کی تصدیق

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ میں اپنے چچا کے ساتھ ایک غزوے میں گیا۔ میں نے عبداللہ بن اُبی بن سلول کو اپنے لوگوں سے کہتے سُنا، رسول اللہ کے ساتھیوں پر کچھ مت خرچ کرو۔ اور جب ہم مدینہ پہنچ جائیں گے جو سب سے معزز ہے وہ مدینہ سے ذلیل تر کو خارج کردے گا۔ میں نے یہ بات اپنے چچا سے کہی، انہوں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلعم سے کیا، آپ نے مجھے بلایا، میں نے سارا واقعہ بیان کردیا۔ آپ نے عبداللہ بن اُبی اور اس کے دوستوں سے بلاکر اس کی تصدیق چاہی انہوں نے قسم کھاکر اس سے انکار کردیا۔ رسول اللہ صلعم نے مجھے جھٹلایا اور اس کی تصدیق کی اس سے مجھے نہایت سخت رنج ہوا میں اپنے گھر بیٹھ گیا۔ میرے چچا نے مجھے ڈانٹا کہ تم نے ایسی بات ہی کیوں کہی کہ جس کی رسول اللہ صلعم نے تکذیب کی اور وہ تم سے ناراض ہو گئے۔ میری یہی حالت تھی کہ اللہ عزوجل نے یہ آیت اذا جاءك المنافقون نازل فرمائی۔ آپ نے مجھے بلا بھیجا یہ آیت پڑھی اور فرمایا اللہ نے تمہاری تصدیق کی۔

عبداللہ بن عبداللہ بن اُبی

ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان کے مطابق جب عبداللہ بن عبداللہ بن اُبی بن سلول کو اپنے باپ کی اس حرکت کا علم ہوا وہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے اور کہا کہ اس شکایت کی بنا پر جو آپ کو ان کی پہنچی ہے میں نے سُنا ہے کہ آپ عبداللہ بن اُبی کو قتل کردینا چاہتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو آپ خود مجھے اس کا حکم دیں میں ابھی اس کا سر کاٹ لاتا ہوں اور تمام خزرج اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ اس تمام قبیلے میں مجھ سے زیادہ اپنے باپ کا مطیع اور تابعدار اور کوئی نہیں ہوگا اس لئے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میرے علاوہ کسی اور کو آپ اس کے قتل کا حکم دیں گے اور وہ اسے قتل کرے گا تو یہ مناسب نہ ہوگا کہ آپ میرے باپ کے قاتل کو لوگوں

میں چلتا پھرتا دیکھنے کے لئے مجھے چھوڑ دیں کیونکہ میں اسے قتل کر دوں گا اور اس طرح ایک مومن کو کافر کے بدلے میں قتل کر کے ہمیشہ کے لئے دوزخ میں اپنا ٹھکانہ بناؤں گا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہم قتل کرنا نہیں چاہتے بلکہ جب تک وہ ہمارے ساتھ ہیں ہم ان کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔

عبداللہ بن اُبی کو قتل نہ کرنے کی وجہ

اس واقعے کے بعد سے پھر جب کوئی بات وہ کرتا خود اس کی قوم ہی اسے بُرا کہتی، ڈانٹتی اور سزا کی دھمکی دیتی جب آپ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اب اس کی یہ گت ہے کہ خود اس کی قوم اسے ذلیل اور مفسد سمجھتی ہے۔ آپ نے عمرؓ بن الخطاب سے فرمایا اب بتاؤ اگر میں تمہارے مشورے کے مطابق اسی دن اسے قتل کر دیتا تو ضرور اس کی قوم کی رگِ حمیت اور حمایت جوش اور حرکت میں آتی اور آج اگر میں اس کے قتل کا حکم دوں تو خود اس کی قوم والے ابھی اس کا کام تمام کر دیں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں اب مجھے محسوس ہوا کہ بیشک رسول اللہ صلعم کی کارروائی میرے مشورے سے زیادہ موجب برکت تھی۔

مقیس بن حبابہ کا فریب

مقیس بن حُبابہ اپنے کو مسلمان بتاتا ہوا مکّہ سے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ میں مسلمان ہو کر آپ کے پاس آیا ہوں، نیز چاہتا ہوں کہ اپنے مقتول بھائی کا جو بلا وجہ ایک مسلمان کے ہاتھ سے مارا گیا ہے خون بہا لوں۔ رسول اللہ صلعم نے اس کے بھائی ہشام بن حبابہ کا خون بہا اسے دلوا دیا، یہ چند ہی روز آپ کے پاس مقیم رہا کہ اس نے موقع پاتے ہی اپنے بھائی کے قاتل پر اچانک حملہ کر کے ان کو شہید کر ڈالا اور پھر اسلام سے مرتد ہو کر مکّہ بھاگ گیا۔ اس سفر میں اس نے چند شعر بھی اپنے اس فعل کی تعریف اور واقعے کے بیان میں کہے ہیں۔

حضرت جویریہؓ بنت الحارث

اس جنگ میں بنی المصطلق کے بہت سے آدمی مارے گئے علیؓ بن ابی طالب نے ان کے دو آدمی مالک اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ صلعم کو ان کی بہت سی لونڈیاں ہمدست ہوئیں، آپ نے ان کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ ان میں جویریہؓ بنت الحارث بن ابی ضرار آپ کی بیوی بھی تھیں۔ ان کے متعلق حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب آپ نے بنی المصطلق کی لونڈیاں صحابہ میں تقسیم فرمائیں جویریہ بنت الحارث ثابت بن قیس

بن الشماش یا ان کے چچا زاد بھائی کے حصے میں آئیں۔ انہوں نے اس سے زر آزادی کی ادائیگی پر اپنی آزادی کا معاہدہ کر لیا، یہ ایک نہایت ہی قبول صورت ملیح حسینہ تھیں جو ان کو دیکھ لیتا ان پر فریفتہ ہو جاتا۔ یہ رسول اللہ صلعم کے پاس اپنے زر آزادی کی ادائی میں مدد لینے آئیں۔ میں نے ان کو اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھ کر کہا یہ تو برا ہوا کہ یہ آئی ہیں۔ کیونکہ میں سمجھتی تھی کہ خود رسول اللہ صلعم کے قلب پر ان کی صورت کا وہی اثر ہوگا جو مجھ پر ہوا ہے۔

حضرت جویریہؓ بنت الحارث کا نکاح بہر حال وہ آپ کے پاس اندر آئیں اور عرض کیا کہ میں جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار کی جو اپنی قوم کا سردار اور رئیس تھا بیٹی ہوں، مجھ پر جو ذلت پڑی ہے وہ آپ پر روشن ہے، میں ثابت بن قیس بن الشماش یا شاید انہوں نے کہا کہ ان کے چچا زاد بھائی کے حصے میں پڑی ہوں۔ میں نے ان سے اپنی آزادی کا معاہدہ لکھوا لیا ہے۔ آپ سے زر آزادی کی ادائی میں مدد لینے حاضر ہوئی ہوں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کیوں نہ ایسی شرط قبول کر لو جو اس سے افضل ہو۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا۔ آپ نے فرمایا میں تمہاری قیمت ادا کر کے تم کو آزاد کراتا ہوں اور تم سے نکاح کئے لیتا ہوں، انہوں نے کہا مجھے منظور ہے۔ آپ نے فرمایا تو اچھا میں نے بھی اس پر عمل کیا۔ اب یہ خبر سب کو معلوم ہوئی کہ رسول اللہ صلعم نے جویریہؓ بنت الحارث سے نکاح کر لیا ہے۔ اس پر صحابہ نے کہا کہ بنی المصطلق تو اب رسول اللہ صلعم کے سسرالی ہو گئے لہٰذا جو لونڈی غلام جس کے پاس ہو وہ اسے آزاد کر دے۔ چنانچہ محض اس شادی کی وجہ سے بنی المصطلق کے سو سے زیادہ آدمی آزاد کر دیئے گئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جویریہؓ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لئے بابرکت بی بی میں نے کوئی اور نہیں دیکھی۔

بہتان کا واقعہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ اسی غزوے سے واپسی میں ہم سب مدینہ کے قریب آ گئے تھے کہ بہتان لگانے والوں نے میرے متعلق برا گمان قائم کر کے مجھے بدنام کیا۔ اس کے متعلق مختلف واسطوں سے جو بیانات مذکور ہیں وہ سب مندرجہ ذیل روایت میں جو خود عائشہؓ سے مروی ہے جمع ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں" رسول اللہ صلعم کا یہ دستور تھا کہ جب آپ کسی سفر کا ارادہ کرتے شرف معیت بخشنے کے لئے اپنی تمام بیویوں کے نام پر قرعہ اندازی کرتے جس کا نام نکلتا اسے ساتھ لیتے۔ غزوۂ بنی المصطلق میں قرعہ اندازی سے میرا نام نکلا، آپ نے مجھے ساتھ لے لیا۔ اس زمانے میں مٹاپے کے ڈر سے عورتیں بہت

کم کھانا کھایا کرتی تھیں، میری یہ کیفیت تھی کہ جب میرا اونٹ سفر کے لئے تیار کیا جاتا میں پہلے اپنے میانے میں بیٹھ جاتی پھر لوگ آکر اس میانے کو نیچے سے پکڑ کر اٹھاتے اور اونٹ پر رکھ دیتے پھر اسے رسیوں سے باندھ کر اونٹ کی نکیل پکڑ کر لے جاتے۔

قافلہ کی روانگی

جب رسول اللہ صلعم اس سفر سے فارغ ہو کر واپس ہوئے مدینہ کے قریب آکر آپ نے ایک جگہ منزل کی۔ رات کا کچھ حصّہ آپ نے وہاں بسر فرمایا اس کے بعد لوگوں میں کوچ کا اعلان کر دیا گیا، جب لوگ چل کھڑے ہوئے میں قضائے حاجت کے لئے علیحدہ گئی، میرے گلے میں ایک ہار تھا جس میں خوشبودار مسالہ ظفار کے دانے بھی تھے۔ قضائے حاجت کے بعد وہ ہار میرے گلے میں سے گر پڑا اور مجھے اس کی کچھ خبر نہ ہوئی جب میں اپنی سواری کے پاس آئی میں نے گردن میں اپنا ہار ٹٹولا مگر نہ پایا اور سب لوگ اب منزل سے روانہ ہو چکے تھے، میں اُلٹے پاؤں اس جگہ آئی جہاں قضائے حاجت کے لئے گئی تھی میں نے وہاں ہار تلاش کیا اور وہ مل گیا۔ میری اس غیبت میں میرے ساربان اونٹ کس کر لائے اور یہ خیال کر کے کہ میں حسب دستور اپنے میانے میں ہوں، انھوں نے میانے کو اٹھا کر اونٹ پر رکھا اسے رسیوں سے باندھا اور اس یقین کے ساتھ کہ میں اس میں موجود ہوں وہ اونٹ کی نکیل پکڑ کر چلتے بنے۔ جب میں فرودگاہ میں واپس آئی تو سب لوگ جا چکے تھے ایک بھی متنفس ایسا نہ تھا جو مجھے بلاتا میری آواز پر جواب دیتا۔ میں نے اچھی طرح اپنی چادر اوڑھی اور اس خیال سے کہ جب لوگ میانے میں مجھے نہ پائیں گے یہاں خود میری تلاش کرنے آئیں گے۔ اسی مقام پر جہاں میں اب آگئی تھی لیٹ گئی۔

صفوان بن المعطل کی آمد

میں لیٹی ہوئی تھی کہ صفوان بن المعطل السلمیؓ میرے پاس آئے۔ یہ بھی کسی اپنی ضرورت کی وجہ سے اصل فوج سے پیچھے رہ گئے تھے اور اس لئے اس منزل پر انھوں نے اوروں کے ساتھ قیام ہی نہیں کیا تھا یہ دیکھ کر کہ کوئی لیٹا ہوا ہے وہ بڑھ کر میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے شناخت کیا کیونکہ پردے کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھتے تھے۔ مجھے دیکھ کر انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور کہا کہ رسول اللہ صلعم کی بیوی! آپ کیوں پیچھے رہ گئیں۔ میں اپنی چادر میں لپٹی ہوئی تھی، میں نے ایک لفظ نہیں کہا۔ انھوں نے اپنا اونٹ میرے قریب کر دیا اور کہا کہ آپ اس پر سوار ہوں اور وہ خود پیچھے ہٹ گئے۔ میں سوار ہو گئی اب وہ آئے اور انھوں نے اونٹ کی نکیل آگے سے

پکڑی اور تیزی کے ساتھ مجھے لے کر چلے تاکہ جماعت سے مل جائیں مگر ہم ان کو نہ پا سکے اور نہ اصل جماعت میں کسی نے میری تلاش کی، یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور جب سب اطمینان سے فرو کش ہو گئے یہ صاحب میرے اونٹ کو آگے سے پکڑے ہوئے یہ آمد ہوئے۔ اس پر بہتان لگانے والوں نے جو کچھ مجھ پر بدگمانی کی وہ سب کو معلوم ہے۔

حضرت عائشہؓ کی علالت

اس واقعے سے تمام فرودگاہ میں ایک ہنگامہ برپا ہوا مگر اب تک مجھے کچھ خبر ہی نہ تھی کہ یہ کیا اور کیوں ہے۔ ہم مدینہ پہنچے پہنچتے ہی میں سخت بیمار ہو گئی، اس واقعے کی مجھے کوئی اطلاع نہ تھی۔ اگرچہ رسول اللہ صلعم اور میرے والدین کو اس کی اطلاع ہو چکی تھی مگر کسی نے اس کا ذرا سا بھی تذکرہ مجھ سے نہیں کیا۔ ہاں یہ بات میں نے ضرور محسوس کی کہ خود رسول اللہ صلعم میری بیماری کی حالت میں جس لطف و کرم کے ساتھ مجھ سے پیش آیا کرتے تھے وہ بات اب نہیں ہے۔ اس احساس سے مجھے تکلیف ہوئی، جب آپ میرے پاس آتے اور میری ماں میری تیمارداری میں مصروف ہوتیں تو آپ صرف اتنا دریافت کرتے تمہاری بچی کیسی ہے، اس سے زیادہ کچھ نہ فرماتے۔ مجھے آپ کی اس بے اعتنائی کا سخت رنج ہوا، میں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنی ماں کے ہاں چلی جاؤں تاکہ وہ میرا علاج کریں۔ آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں۔ میں اپنی ماں کے گھر چلی آئی اور اب تک بھی مجھے کچھ خبر نہ تھی۔ میں اپنی اس بیماری سے جس میں ایک مہینے کے قریب سے مبتلا تھی بہت کمزور ہو گئی۔

حضرت عائشہؓ کا والدہ سے احتجاج

ہم عربوں کا یہ دستور نہ تھا کہ عجمیوں کی طرح گھروں میں بیت الخلاء بنائیں ہم اسے برا جانتے ہیں اور اس سے بچتے تھے ہم مدینہ کے میدان میں تقضائے حاجت کے لئے جایا کرتے تھے مگر عورتیں صرف رات کے وقت جاتی تھیں۔ اسی زمانے میں ایک شب میں تقضائے حاجت کے لئے باہر گئی۔ میرے ہمراہ اُم مسطح بنت ابی رہم بن المطلب بن عبد مناف جن کی ماں بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم ابوبکرؓ کی خالہ تھیں ہمراہ تھیں۔ یہ چادر اوڑھے میرے ساتھ چل رہی تھیں کہ ان کا پاؤں چادر میں اُلجھا اور انہوں نے بے ساختہ کہا مسطح ہلاک ہو۔ میں نے کہا بخدا تم نے یہ بات ایک ایسے مہاجر کی شان میں جو بدر میں شرکت کر چکا ہے کہی ہے جو کسی طرح زیبا نہ تھی۔ انہوں نے کہا اے ابوبکرؓ کی صاحبزادی کیا تم کو واقعے کی خبر نہیں میں نے پوچھا وہ کیا بات ہوئی ہے۔ اب انہوں نے بہتان لگانے والوں کا سارا قصہ مجھ سے بیان کیا۔ میں نے کہا کیا واقعی میرے متعلق ایسا کہا گیا ہے۔ انہوں نے کہا بیشک۔ اب تو مجھ سے ضبط نہیں

ہو سکا۔ میں قضائے حاجت بھی نہ کر سکی اور اسی وقت اپنے گھر پلٹ آئی اور مسلسل رونا شروع کیا۔ میرے گریہ کا یہ عالم تھا کہ میں سمجھی کہ اس سے میرا جگر پاش پاش ہو جائے گا۔ میں نے اپنی ماں سے کہا۔ اللہ آپ کو معاف کرے آپ نے غضب کیا کہ باوجودیکہ میرے متعلق یہ شہرت ہوئی اور آپ کو بھی اس کی اطلاع ہوئی مگر آپ نے اس کا قطعی مجھ سے تذکرہ تک نہ کیا۔ انہوں نے کہا بیٹی اس واقعے کو بہت زیادہ اہمیت نہ دو کیونکہ بخدا اگر کوئی خوبصورت عورت کسی شخص کی بیوی ہو اور وہ اسے چاہتا ہو اور اس کی اور کئی سوکنیں ہوں وہ اور دوسرے لوگ ضرور اس عورت کی تعداد سے شکایتیں کرتے ہیں۔

اس کے متعلق رسول اللہ صلعم نے صحابہ میں تقریر بھی فرمائی مگر مجھے اس کی بھی کوئی اطلاع نہیں ہوئی۔ اس خطبے میں آپ نے فرمایا لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ وہ میری بیویوں کے متعلق بری باتیں مشہور کر کے مجھے ایذا دیتے ہیں اور ان پر غلط بہتان لگاتے ہیں۔ بخدا میں نے ان میں سوائے بھلائی کے کوئی برائی نہیں پائی۔ نیز یہ اتہام ایسے شخص کے متعلق عائد کیا گیا ہے کہ اس سے سوائے نیکی کے میں نے کبھی برائی نہیں دیکھی اور وہ جب کبھی میرے کسی حجرے میں گیا ہے ہمیشہ میرے ہمراہ گیا ہے۔

بہتان لگانے کی وجہ

اصل میں اس تمام افسانے کو شہرت دینے والے عبداللہ بن اُبی بن سلول چند خزرجی، مسطح اور حمنہ بنت جحش جن کی بہن زینب بنت جحش رسول اللہ صلعم کی بیوی تھیں، تھے۔ حمنہ نے اس واقعے کو اس قدر شہرت محض اپنی بہن کی خاطر دی تھی تاکہ میں بدنام ہو جاؤں اور رسول اللہ صلعم کی نظر سے اُتر جاؤں۔ اس خیال سے مجھے سخت رنج ہوا۔

بنو اوس و بنو خزرج میں ہنگامہ

رسول اللہ صلعم کے مذکورہ بالا بیان پر بنو عبدالاشہل کے اُسید بن حضیر نے کہا اگر اس بات کے شہرت دینے والے قبیلۂ اوس کے ہیں تو ہم ابھی سمجھ لیتے ہیں اور اگر خود ہمارے بھائی خزرجی ہیں تو آپ جو چاہیں حکم دیں بخدا وہ گردن زدنی ہیں۔ اس پر سعد بن عبادہ نے کھڑے ہو کر کہا حالانکہ یہ بہت ہی نیک آدمی تھے مگر کہنے لگے تم جھوٹے ہو بخدا ہرگز ان کی گردنیں نہ ماری جائیں گی اور یہ رائے تم نے صرف اس لئے دی ہے کہ تم کو معلوم ہے کہ اس بہتان کے لگانے والے قبیلہ خزرج کے ہیں اگر وہ تمہاری قوم والے ہوتے تو تم ہرگز ایسا مشورہ نہ دیتے۔ اس پر اُسید نے کہا تم خود جھوٹے ہو اور منافق ہو منافقوں کی جانب سے لڑتے ہو۔ اب کیا تھا ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور قریب تھا کہ ان دونوں قبیلوں اوس اور خزرج میں تلوار چل جائے۔

حضرت اسامہ بن زید کی گواہی

رسول اللہ صلعم منبر سے اُترے اور میرے پاس آئے آپ نے علی بن ابی طالب اور

اسامہؓ بن زید کو بلایا اور اس بارے میں مشورہ کیا۔ اسامہؓ نے تو میری تعریف کی اور کہا کہ یہ بہتان محض لغو اور افترا ہے۔ ہم آپ کو اہل کو اچھا ہی جانتے ہیں ان کی کوئی بُرائی نہیں سُنی گئی۔ علیؓ نے کہا عورتیں بہت ہیں آپ یہ کر سکتے ہیں کہ عائشہؓ کے بجائے دوسری کر لیں اور آپ باندی سے بھی پوچھ لیجیے وہ ضرور آپ سے سچ سچ بات کہہ دے گی۔ رسول اللہ صلعم نے بریرہ کو بلایا اور آپ اس سے پوچھنے لگے۔ علیؓ بن ابی طالب نے اُسے بولنے سے پہلے خوب مارا اور کہا کہ بالکل سچ بات رسول اللہ صلعم سے بیان کرنا۔ اُس نے کہا میں ان کے متعلق صرف بھلائی جانتی ہوں اور میں نے عائشہؓ میں کوئی عیب نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ میں آٹا گوندھ کر ان سے کہہ جاتی ہوں وہ اسے دیکھتی رہیں وہ سو جاتی ہیں اور بکری آکر اسے کھا لیتی ہے۔

حضرت محمدؐ کا استفسار

اس کے بعد رسول اللہ صلعم میرے پاس آئے۔ اس وقت میرے والدین میرے پاس موجود تھے اور ایک انصاری عورت بھی میرے پاس بیٹھی ہوئی تھی میں رو رہی تھی اور وہ عورت میرے ساتھ رو رہی تھی۔ آپ بیٹھ گئے۔ آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا عائشہؓ تمہارے متعلق لوگ جو کچھ کہتے ہیں اس کی اطلاع تم کو ہے اگر واقعی تم سے کوئی بُرائی سرزد ہو گئی ہے جیسا کہ لوگ کہہ رہے ہیں تم اللہ سے توبہ کرو۔ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اس جملے کے سُنتے ہی میرے رنج کا یہ عالم ہوا کہ آنسوؤں کی لڑی بندھ گئی جس کی وجہ سے مجھے کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا۔ میں نے انتظار کیا کہ میرے والدین رسول اللہ صلعم کو اس کا جواب دیں گے۔ مگر انہوں نے ایک لفظ زبان سے نہیں نکالا۔ میں اپنے کو اس سے کہیں زیادہ فروتر اور کم مایہ سمجھتی تھی کہ میری برات اور شان میں قرآن نازل ہو جو مساجد میں پڑھا جائے اور نماز میں تلاوت کیا جائے۔ البتہ مجھے یہ اُمید ضرور تھی کہ رسول اللہؐ حالتِ خواب میں کوئی ایسی بات دیکھ لیں گے جس سے لوگوں کے بہتان کی تکذیب ہو جائے گی کیونکہ اللہ اس بات سے خوب واقف تھا کہ میں اس الزام سے بالکل بری ہوں یا میرا خیال یہ تھا کہ آپ کو بذریعۂ الہام اطلاع ہو جائے گی مگر یہ کہ قرآن میرے بارے میں نازل ہوگا۔ مجھے اس کا کبھی خیال بھی نہ تھا۔

جب میں نے دیکھا کہ میرے والدین کچھ نہیں کہتے میں نے ان سے کہا کہ تم رسول اللہ صلعم کو جواب کیوں نہیں دیتے، وہ کہنے لگے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا جواب دیں۔ اسی زمانے میں ابوبکرؓ کے گھر پر جو مصیبت تھی مجھے بخدا معلوم نہیں کہ کسی اور خاندان پر ایسی مصیبت نازل

ہوئی ہو۔ جب میرے والدین چُپ رہے مجھ پر اور زیادہ گریہ طاری ہُوا، اور اب میں نے آواز سے رونا شروع کیا اور کہا جو بات آپ نے کہی ہے میں ہرگز اس کے لئے اللہ کے سامنے توبہ نہیں کروں گی۔ اگر لوگوں کے بہتان کا میں اقرار کر لوں حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بالکل بری ہوں آپ میری بات کو باور کر لیں گے مگر یہ اقرار بالکل خلاف واقعہ ہوگا اور اگر میں ان کے بہتان سے انکار کروں تو اسے آپ نہ مانیں گے۔ اس کے بعد میں یعقوبؑ کا نام یاد کرنے لگی۔ مگر اس حالت میں ان کا نام تو یاد نہیں آیا البتہ میں نے کہا کہ میں اس کے جواب میں وہی کہتی ہوں جو یوسفؑ کے باپ نے کہا تھا فصبرٌ جمیلٌ واللہ المستعان علیٰ ما تصفون (ترجمہ:۔ صبر ہی بہتر ہے اور جو تم کہہ رہے ہو اس پر میں اللہ سے اعانت کا خواستگار ہوں)

بہتان کے متعلق وحی کا نزول

آپ کو ہمارے پاس بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ وحی کے لئے آپ پر غشی طاری ہوئی۔ آپؐ اپنی چادر اوڑھ کر لیٹ گئے اور آپ کے سرہانے چمڑے کا تکیہ رکھ دیا گیا۔ جب میں نے آپ کی یہ حالت دیکھی تو اس سے میں ذرا بھی نہ گھبرائی اور نہ پریشان ہوئی کیونکہ میں الزام سے بالکل بری تھی اور جانتی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر ظلم نہیں کرے گا۔ اس خوف سے کہ مبادا اللہ تعالیٰ لوگوں کے بیان کی تصدیق کر دے جب تک آپ کو ہوش آئے میرے والدین کی ایسی بُری حالت تھی کہ میں ڈری کہ ان کی جان نکل جائے گی۔ رسول اللہ صلعم کو ہوش آیا آپ اُٹھ بیٹھے باوجود سردی کے موتیوں کی طرح پسینہ آپ کے چہرے سے جاری تھا۔ آپ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھنے لگے اور فرمایا عائشہؓ تم کو بشارت ہو، اللہ نے بذریعہ وحی تم کو اس الزام سے بری کر دیا۔ میں نے کہا میں اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں۔ یہ سعادت آپ کی وجہ سے نصیب ہوئی۔ اس کے بعد آپ باہر تشریف لے گئے اور آپؐ نے لوگوں کے سامنے تقریر فرمائی اور میرے متعلق اللہ نے جو قرآن نازل فرمایا تھا وہ سب کو پڑھ کر سُنایا۔ پھر آپ نے مسطح بن أثاثہ، حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش کو جو مجھے بُرا کہنے میں سب سے زیادہ زبان دراز تھے افتراء کی حد لگوائی۔

ابو ایوبؓ خالد بن زید

بنی النجار کے بعض لوگوں سے مروی ہے کہ ابوایوب خالد بن زید سے ان کی بیوی ام ایوب نے کہا سنتے ہو لوگ عائشہؓ کے متعلق کیا

کہہ رہے ہیں۔ ابوایوب نے کہا ہاں میں نے سنا ہے مگر یہ بالکل جھوٹ ہے کیا تم ایسی حرکت کرو گی۔ اُمّ ایوب نے کہا بخدا ہرگز نہیں۔ ابوایوب نے کہا تو بخدا عائشہؓ تم سے بہتر ہیں۔
یہ آیت، اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ (ترجمہ: جنہوں نے بہتان لگایا ہے وہ تمہاری ہی ایک جماعت ہے) اس معاملے کے متعلق نازل ہوئی۔ اس سے مراد حسان بن ثابت وغیرہ ہیں جنہوں نے اس افترا کی اشاعت کی تھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا (آخر آیت تک) ترجمہ: جب تم نے یہ بات سُنی تو ایمان والوں اور ایمان والیوں نے خود ہی اس واقعے کے متعلق نیک گمان کیا) یعنی جیسا کہ ابوایوب اور اُن کی بیوی نے کہا، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ (آخر آیتہ تک) ترجمہ:۔ جب تم (اے مسلمانو) اس واقعہ کا چرچا کر رہے تھے)

جب عائشہؓ کی برأت میں اور بہتان لگانے والوں کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں ابوبکرؓ جو مسطحؓ سے اپنی قرابت اور ان کی احتیاج کی وجہ سے ان کے اخراجات کے کفیل تھے کہنے لگے بخدا اب میں آئندہ کبھی ایک حبہ بھی ان پر خرچ نہیں کروں گا۔ عائشہؓ پر بہتان لگا کر انہوں نے جیسا ہمارا دل دکھایا ہے۔ اس کی وجہ سے اب میری ذات سے ان کو کوئی نفع کبھی نہ پہنچے گا۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى (آخر آیتہ تک) (ترجمہ:۔ اور تم میں جو مستطیع اور فارغ البال ہیں ان کو اپنے قرابتداروں سے صلہ رحم کرنے میں کوتاہی نہ کرنا چاہیئے) اس آیہ کو سن کر ابوبکرؓ نے کہا اللہ مجھے معاف کر دے اور اب پھر وہ حسب سابق مسطح کی کفالت کرنے لگے اور کہا کہ آئندہ ہرگز میں ان کے اس خرچ کو موقوف نہیں کروں گا۔

حسان بن ثابتؓ پر صفوان کا حملہ

حسانؓ بن ثابت نے اس موقع پر کچھ شعر کہے تھے، ان میں صفوان بن المعطل اور قبلیہ مضر کے ان عربوں پر جو اسلام لے آئے تھے تعریض تھی۔ صفوان کو جب ان اشعار کی خبر ہوئی وہ تلوار لے کر حسان پر آئے اور ان پر وار کیا۔ بنی الحارث بن الخزرج کے ثابت بن قیس بن الشماس نے لپک کر صفوان کو پکڑ لیا اور ان کے دونوں ہاتھ اُن کی گردن پر باندھ کر ان کو بنی الحارث بن الخزرج کے محلے میں لے گئے۔ راستے میں عبداللہؓ بن رواحہ ملے۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا۔ ثابت نے کہا ذرا دیکھو اس نے حسان بن ثابت پر تلوار ماری ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کو قتل کر دیا ہے۔ عبداللہ بن رواحہ نے پوچھا کیا

رسول اللہ صلعم کو اس کی کچھ خبر ہے۔ انہوں نے کہا بالکل نہیں۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا تم نے حد سے تجاوز کیا ہے تم ان کو چھوڑ دو۔ ثابت نے صفوان کو چھوڑ دیا۔ پھر یہ رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور آپ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ انہوں نے مجھے بدنام کیا اور میری ہجو کی۔ میں نے جوش انتقام میں ان کو مارا۔ رسول اللہ صلعم نے حسانؓ سے کہا۔ حسانؓ کیا اس لئے کہ اللہ نے میری قوم کو اسلام کی ہدایت کی تم ان پر بُری نظریں ڈالتے ہو۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا حسان جو زخم تم کو لگا ہے اُسے معاف کردو۔ انہوں نے کہا میں نے آپ کی خاطر اسے معاف کیا۔

محمد بن ابراہیم بن الحارث سے مروی ہے کہ اس ضرب کے عوض میں رسول اللہ صلعم نے حسانؓ کو بیرحا عطا فرمایا۔ یہ آج تک مدینے میں بنی حدیلہ کا قصر ہے۔ پہلے یہ ابو طلحہ بن سہل کی ملک تھا انہوں نے اسے رسول اللہ صلعم پر تصدق کردیا تھا۔ آپ نے اب اسے حسان کو دے دیا اور سیرین نام ایک قبطی باندی بھی دی۔ اس کے بطن سے عبدالرحمٰن بن حسانؓ پیدا ہوئے۔

عائشہؓ فرماتی تھیں کہ جب صفوان بن المعطل کی تحقیقات کی گئی تو ظاہر ہوا کہ وہ بیکار ہیں عورت کے کام کے نہیں۔ یہ اس واقعے کے بعد کسی جہاد میں شریک ہوئے۔

عبدالواحد بن حمزہؓ سے مروی ہے کہ عائشہؓ کا یہ قصہ عمرۃ القضاء کے موقع پر پیش آیا تھا۔

ابو جعفر کے بیان کے مطابق رمضان اور شوال آپ نے مدینہ میں اقامت فرمائی اور ذی قعدہ ۶ھ ہجری میں آپ عمرہ کی نیت سے مکہ روانہ ہوئے اور اس عمرے کا واقعہ جس میں مشرکین نے رسول اللہ کو کعبہ تک نہیں جانے دیا حسب ذیل ہے اور یہی صلح حدیبیہ کا واقعہ ہے۔

صلح حدیبیہ

مجاہد سے مروی ہے کہ نبی صلعم نے تین عمرے کئے یہ سب ذی القعدہ میں ہوئے مگر ان سب میں رسول اللہ صلعم مدینہ پلٹ آئے۔

حضرت محمدؐ کا عمرہ کا ارادہ

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ ذی القعدہ میں نبی صلعم عمرے کے ارادے سے روانہ ہوئے اس موقع پر آپ کی نیت قطعاً جنگ کی نہ تھی۔ آپ نے تمام عربوں اور اپنے آس پاس کے بدوی عربوں کو ساتھ چلنے کی دعوت دی۔

آپ کو سابقہ تجربوں کی بنا پر قریش کی جانب سے اس بات کا اندیشہ تھا کہ وہ آپؐ سے جنگ کریں گے یا آپ کو بیت اللہ تک نہ جانے دیں گے۔ عربوں میں سے اکثر نے آپ کی دعوت کو قبول نہیں کیا اور وہ آپ کے پاس نہ آئے۔ اس لئے آپ مہاجرین، انصار اور جو تھوڑے سے عرب آ گئے تھے ان کو لے کر مکّہ روانہ ہوئے۔ آپ نے قربانی کے جانور ساتھ لے لئے اور جمرے کا احرام باندھ لیا۔ تاکہ لوگ آپ کی طرف سے بے خطر رہیں اور ان کو معلوم ہو کہ آپؐ صرف بیت اللہ کی تعظیم کے لئے اس کی زیارت کو آئے ہیں۔

مسلمانوں کی تعداد

مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ صلعم محض کعبہ کی زیارت کے لئے چلے۔ آپؐ کا مقصد اس موقع پر کسی سے لڑنا نہ تھا۔ آپ نے ستر اونٹ قربانی کے لئے اپنے ساتھ لئے۔ آپؐ کے ساتھ سات سو آدمی تھے۔ اس طرح ہر دس کی طرف سے ایک اونٹ قربانی کا تھا۔ مگر ان دونوں راویوں سے ایک دوسرے سلسلۂ روایت سے یہ بات منقول ہوئی ہے کہ آپؐ کے ہمراہ تیرہ سو آدمی تھے اس اختلاف کے بعد اور باقی وہی واقعہ بیان ہوا ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

سلمہؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلعم کے ہمراہ حدیبیہ آئے۔ ہماری تعداد چودہ سو تھی۔ جابرؓ سے مروی ہے کہ واقعہ حدیبیہ میں ہم ایک ہزار چار سو تھے۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ صلعم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی وہ ایک ہزار پانچ سو پچیس تھے۔ عبداللہ ابن اوفیٰ سے مروی ہے کہ جس روز درخت کے نیچے بیعت لی گئی ہماری تعداد ایک ہزار تین سو تھی اور بنی اسلم مہاجرین کا آٹھواں حصّہ تھے۔ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم حدیبیہ میں شریک ہونے والے چودہ سو تھے۔

قریش کی جنگ کی تیاری

زہری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم جب مدینہ سے چل کر عسفان آئے بشر بن سفیان الکعبی آپؐ سے آ کر ملا اور اس نے بیان کیا کہ قریش کو آپ کی روانگی کی اطلاع ہو چکی ہے وہ مقابلے پر آمادہ ہوئے ہیں ان کے ہمراہ ان کا جم غفیر ہے جنہوں نے چیتے کی پوستین پہن رکھی ہے وہ اب ذی طویٰ میں مقیم ہیں اور اللہ کی قسمیں کھا کر کہہ رہے ہیں کہ ان کی موجودگی میں آپ کعبہ میں داخل نہیں ہو سکتے اور یہ دیکھئے خالد بن الولید اُن کے رسالے کے ساتھ ہیں جس کو انہوں نے اپنے آگے بڑھا دیا ہے۔ کراع الغمیم تک پہنچ گیا ہے۔

عکرمہ بن ابی جہل کی پیشقدمی

ابو جعفر کہتے ہیں کہ بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس دن خالد بن ولید مسلمان ہو کر رسول اللہ صلعم کے ہمراہ تھے اس سلسلے میں ابن ابزیٰ سے مروی ہے کہ جب نبی صلعم ہدی لے کر ذی الحلیفہ پہنچے عمرؓ نے آپ سے کہا کہ آپ دشمن کے علاقے میں بغیر اسلحہ اور دوسری ضروریات جنگ کے جا رہے ہیں یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ رسول اللہ صلعم نے کسی کو مدینہ بھیجا وہ وہاں سے جس قدر اسلحہ اور جانور وہاں تھے سب کو ساتھ لے آیا۔ رسول اللہ صلعم جب مکہ کے قریب آئے مشرکین نے آپؐ کو اندر نہیں آنے دیا۔ آپؐ نے منیٰ جا کر قیام فرمایا وہاں آپ کے جاسوس نے آپ کو اطلاع دی کہ عکرمہ بن ابی جہل پانچ سو آدمیوں کے ساتھ آپ پر بڑھ رہا ہے۔

حضرت خالدؓ بن ولیدؓ کو سیف اللہ کا لقب

رسول اللہ صلعم نے خالد بن الولید سے کہا خالدؓ یہ تمہارا عزیز قریب رسالے کے ساتھ تم پر بڑھا چلا آرہا ہے۔ خالدؓ نے کہا میں اللہ اور رسولؐ کی تلوار ہوں۔ اُسی دن سے ان کا لقب سیف اللہ ہُوا۔ آپ جہاں چاہیں مجھے بھیج دیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلعم نے ان کو عکرمہ کی مقاومت پر بھیجا، درے میں خالدؓ نے اسے جا لیا شکست دے کر اسے مکہ کی آبادی میں گھسنے پر مجبور کر دیا مگر عکرمہ پھر مقابلے کے لئے پلٹ آیا۔ خالدؓ نے پھر اسے پسپا کر کے مکہ کی آبادی میں دھکیل دیا۔ عکرمہ تیسری مرتبہ مقابلے پر پلٹ کر آیا۔ خالدؓ نے پھر اُسے شکست دے کر مکہ میں دھکیل دیا۔ اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں:

وهو الذى كف ايديهم عنكم وايديكم عنهم ببطن مكة من بعد ان اظفركم عليهم اپنے قول عذابا اليما)

ترجمہ:۔ اللہ وہ ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ان سے مکہ کے تسکم میں اس کے بعد کہ اللہ نے تم کو ان پر غلبہ عطا کر دیا تھا، روکے)

فتح حاصل ہونے کے بعد اس درے میں کچھ مسلمان باقی رہ گئے تھے اللہ نے اسے بُرا سمجھا کہ سوار لاعلمی میں ان کو کچل ڈالیں۔ اس لئے اس نے نبی صلعم کو کفار کے تعاقب اور جنگ سے روک دیا۔

حضرت محمدؐ کا عمرہ ادا کرنے پر اصرار

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلعم نے فرمایا قریش کو کیا ہو گیا ہے، جنگ نے ان کو کھا لیا ہے

ان کا کیا بگڑ جائے گا اگر یہ میرے اور بقیہ تمام عربوں کے درمیان سے علیحدہ ہو جائیں، اگر انہوں نے مجھے قتل کر دیا تو قریش کی آرزو بر آئے گی اور اگر اللہ نے مجھے ان پر غلبہ دیا تو وہ اسلام میں داخل ہو جائیں جس سے مسلمانوں کی تعداد میں اور اضافہ ہو اور اگر اس وقت بھی وہ اسے نہ مانیں تو ان کو اختیار ہے۔ اگر وہ ہم سے لڑیں گے تو ان میں طاقت تو ہو گی آخر قریش کیا سوچتے ہیں۔ بخدا میں اپنے اس دین پر جس کے لئے اللہ نے مجھے مبعوث کیا ہے ان سے لڑوں گا پھر چاہے اللہ مجھے اُن پر غلبہ دے دے یا میری جان جاتی رہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو ہمیں اس راستے کو چھوڑ کر جس پر قریش فروکش ہیں دوسرے کسی راستے سے لے چلے۔ بنی اسلم کے ایک شخص نے کہا۔ میں آپ کو لئے چلتا ہوں چنانچہ وہ آپ کو پہاڑوں کے درمیان سے نہایت سخت اور دشوار گزار راستے سے لے چلا جس سے مسلمانوں کو سخت تکلیف اُٹھانا پڑی۔ بہر حال جب وہ اس مشکل راستے سے نکل کر وادی کے اختتام پر ہموار اور نرم زمین پر آئے۔ رسول اللہ صلعم نے صحابہؓ سے فرمایا کہو کہ ہم اللہ سے معافی کے خواستگار ہیں اور اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ سب نے آپ کے ارشاد کی بجا آوری کی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا یہی وہ بات ہے جو بنی اسرائیل سے کہی گئی تھی مگر انہوں نے نہ مانا اور اپنی زبان سے اس کا اقرار نہیں کیا۔

حدیبیہ میں قیام

ابن شہاب الزہری کہتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ صلعم نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ وہ وادی کی داہنی جانب حمض کے دونوں سطح مرتفع کے درمیان ہو کر اس راہ سے بڑھیں جو مکہ کے زیریں میں حدیبیہ کے اتار پر ثنیۃ المرار پر نکلتا ہے، تمام فوج اسی راہ چلی۔ جب قریش کے رسالے کی نظر اس فوج کے غبار پر پڑی اور ان کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم نے ان کی راہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا ہے وہ اپنے مقام سے اُٹھ کر تیزی سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے قریش کے پاس پلٹ گئے۔ جب وادی سے نکل کر رسول اللہ صلعم ثنیۃ المرار سے گزرنے لگے آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگ کہنے لگے کہ یہ اَڑ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں نہ یہ اڑی ہے اور نہ اس کی یہ عادت ہے بلکہ اسے بھی اسی نے روکا ہے جس نے ہاتھی کو مکہ تک بڑھنے سے روکا تھا۔ آج قریش صلۂ رحم کی جو خواہش بھی مجھ سے کریں گے میں اسے قبول کر لوں گا۔ پھر آپ نے سب لوگوں کو منزل کرنے کا حکم دیا صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس وادی میں جہاں ہم فروکش ہوتے ہیں کہیں پانی نہیں، آپ

نے اپنے ترکش سے تیر نکالا اپنے صحابہؓ میں سے ایک صاحب کو دیا وہ اس کی وادی میں جو گڑھے کھدے ہوئے تھے ان میں سے ایک میں اُترے اور انھوں نے اس تیر کو گڑھے کے شکم میں گاڑ دیا۔ وہاں سے فوارے کی طرح پانی جوش مارنے لگا۔ آخر کار لوگوں کو کھالیں ڈال کر اسے روکنا پڑا۔

حضرت محمد کا تیر

بنی اسلم کے ایک شخص سے مروی ہے کہ ناجیہ بن عمیر بن یعمر بن دارم رسول اللہ صلعم کے قربانی کے اونٹوں کے منتظم آپ کا تیر لے کر وادی کے گڑھے میں اُترے تھے۔ مگر اس کے متعلق ایک عالم نے یہ کہا ہے کہ براء بن عازب کہا کرتے تھے کہ میں رسول اللہ صلعم کا تیر لے کر اُترا تھا۔

بنی اسلم نے ایسے اشعار سنائے ہیں جن کو ناجیہ نے کہا تھا اور ان کا خیال یہی تھا کہ وہی رسول اللہ صلعم کا تیر لے کر گڑھے میں اترے تھے اسی سلسلے میں وہ کہتے تھے کہ انصار کی ایک جاریہ اپنا ڈول لئے ہوئے اس گڑھے پر آئی۔ ناجیہ اس وقت لوگوں کو پانی بھر بھر دے رہے تھے، جاریہ نے اس موقع پر یہ شعر پڑھے:

یا ایھا المائح دلوی دونک انی رأیت الناس یحمدونک

یثنون خیرا و یمجدونک

ترجمہ:۔ اے پانی دینے والے میرا ڈول تیرے پاس آتا ہے میں نے دیکھا کہ لوگ تمہاری خوب تعریف و توصیف کر رہے ہیں۔

اس کے جواب میں ناجیہ نے گڑھے کے اندر سے لوگوں کو پانی دیتے ہوئے یہ شعر پڑھے:

قد علمت جاریۃ یمانیہ انی انا المائح و اسمی ناجیہ

و طعنۃ ذات رشاش واھیہ طعنتھا تحت صدور العادیہ

ترجمہ:۔ یمانی لڑکی جانتی ہے کہ میں پانی بھر کر دیتا ہوں اور میرا نام ناجیہ ہے اور یہی نہیں بلکہ اکثر مواقع ایسے ہیں کہ میں نے دشمنوں کے سینوں میں نیزے کے ایسے کاری وار کئے ہیں جن سے فوارے کی طرح خون بہنے لگا۔

بدیل بن ورقاء الخزاعی

مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم حدیبیہ کے انتہائی سرے پر اس کے ایک ایسے سوتے پر جہاں بہت ہی کم پانی تھا فروکش ہو گئے لوگوں نے اپنے چلوؤں سے اس میں سے پانی لینا شروع کیا اور تھوڑی ہی دیر

میں وہ بالکل خشک ہو گئی۔ انہوں نے رسول اللہ صلعم سے پانی کی سخت ضرورت بیان کی۔ آپؐ نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور حکم دیا کہ اسے اس گڑھے میں گاڑ دو۔ اس کے گاڑتے ہی نہایت افراط سے پانی اُبلنے لگا۔ لوگ اس سے اچھی طرح سیراب ہو گئے۔ جس اس وقت بدیل بن ورقاء الخزاعی اپنے چند اور ہم قوموں کے ساتھ جو تہامہ والوں میں سے اندرونی طور پر رسول اللہ صلعم کے دوست اور بہی خواہ تھے رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور اس نے آپ سے کہا کہ میں خود دیکھ کر آ رہا ہوں کہ کعب بن لوی اور عامر بن لوی اسی حدیبیہ کے پانیوں پر فروکش ہیں۔ ان کے ہمراہ ایک کثیر جماعت آوارہ بدمعاشوں کی ہے وہ آپؐ سے لڑیں گے اور آپ کو بیت اللہ سے روکیں گے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا مگر ہم تو کسی سے لڑنے نہیں آئے بلکہ عمرہ کرنے آئے ہیں اور لڑائی نے پہلے ہی قریش کا کس بل نکال کر ان کو کمزور کر دیا ہے اگر پسند کریں تو ہم ایک مدت تک کے لئے ان سے سمجھوتہ کر لیتے ہیں اور وہ دوسروں کے مقابلے میں میری مزاحمت سے باز آ جائیں اور مجھے اوروں سے نپٹ لینے دیں اگر مجھے کامیابی ہو تو پھر اگر ان کا جی چاہے وہ بھی اوروں کی طرح ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں اور اگر نہ چاہیں تو اس اثنا میں ان کو ذرا پنپنے کا موقع تو مل جائے گا اور ان کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا اور اگر وہ ان باتوں کو نہ مانیں تو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اپنے اسی مقصد کے لئے ان سے آخر دم تک لڑوں گا یہاں تک کہ میری جان چلی جائے یا اللہ اپنے کام کو نافذ کر دے۔ بدیل نے کہا جو آپ کہتے ہیں میں قریش کو یہ بات پہنچائے دیتا ہوں، وہ آپؐ کے پاس سے چل کر قریش کے پاس آیا اور ان سے کہ میں اس شخص سے مل کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ میں نے ان کو جو کچھ کہتے سنا ہے کہو تو تم سے کہہ دوں قریش کے نادان کہنے لگے کہ ہمیں اس کی کسی بات کے سننے کی ضرورت نہیں۔ مگر جو ان کے دور اندیش اور اہل الرائے تھے انہوں نے کہا اچھا تم بیان کرو کیا تم نے سنا۔ بدیل نے کہا میں نے ان کو یہ کہتے سنا ہے اور اب اس نے رسول اللہ صلعم کا سارا قول نقل کیا۔

عروہ بن مسعود

عروہ بن مسعود الثقفی نے کھڑے ہو کر کہا اے میری قوم کیا تم میرے باپ کی جگہ نہیں ہو، انہوں نے کہا ہاں ہیں۔ اس نے کہا کیا میں تمہاری اولاد کی جگہ نہیں ہوں انہوں نے کہا ہو۔ عروہ نے کہا کیا تم کو میری نیت پر شبہ ہے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا تم اس سے بھی واقف ہو کہ میں نے اہل عکاظ کو اپنا مخالف بنا لیا اور جب انہوں نے مجھ پر ظلم و زیادتی کی میں اپنے سب اہل و عیال اور متبعین کے ساتھ تمہارے پاس چلا آیا۔ انہوں نے کہا ہاں، یہ عروہ

سبیعہ بنت عبد شمس کا بیٹا تھا۔ عروہ نے کہا اس شخص نے ایک نیک بات پیش کی ہے۔ اسے قبول کرلو اور مجھے اس کے پاس جانے دو۔ سب نے کہا اچھا تم جاؤ۔

حضرت ابوبکرؓ اور عروہ میں تلخ کلامی

عروہ رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور آپ سے باتیں کرنے لگا۔ آپ نے اس سے وہی بات کہی جو آپ بدیل سے کہہ چکے تھے۔ اس پر عروہ نے آپ سے کہا کیا تم پہلے اپنی ہی قوم کا استیصال کرنا چاہتے ہو۔ کیا تم سے پہلے کسی عرب نے ایسا کیا ہے کہ اپنی جڑ کاٹی ہو اور دوسری شکل جو تم ہم پر پیش کر رہے ہو کہ ہم تمہارے اور دوسروں کے درمیان مزاحم نہ ہوں تو اس کے متعلق یہ ہے کہ مجھے جو مختلف صورتیں تمہارے ساتھ نظر آرہی ہیں ان میں ایسے ہی لوگ ہیں جن کی فطرت یہ ہے کہ وہ بھاگ جائیں اور تم کو دشمن کے نرغے میں چھوڑ دیں۔ اس بات کو سن کر ابوبکرؓ نے کہا تو لات کی شرمگاہ کو چوس (یہ لات ثقیف کی ایک فاحشہ تھی جس کی یہ پرستش کرتے تھے) کیا ہم بھاگ جائیں گے اور ان کو چھوڑ دیں گے۔ عروہ نے پوچھا یہ کون ہے۔ صحابہؓ نے کہا یہ ابوبکرؓ ہیں۔ اس نے کہا اگر تمہارا ایک ایسا احسان مجھ پر نہ ہوتا جس کا میں تم کو معاوضہ نہیں دے سکا تو اس گالی کا جواب دیتا۔ یہ کہہ کر وہ پھر نبی صلعم سے باتیں کرنے لگا اور جب بات کرتا آپ کی داڑھی پکڑ لیتا۔ مغیرہؓ بن شعبہ تلوار لیے خود پہنے آپ کے سرہانے کھڑے تھے، عروہ جب رسول اللہ صلعم کی داڑھی پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھاتا مغیرہ تلوار کی کوتھی اس کے ہاتھ پر مارتے اور کہتے کہ آپ کی داڑھی سے ہاتھ علیحدہ رکھ۔ عروہ نے سر اٹھا کر دیکھا اور پوچھا یہ کون ہے، صحابہؓ نے کہا یہ مغیرہ ہیں۔ اس نے کہا او غدار میری یہ تنگ دستی تیری ہی غداری کی وجہ سے ہے، اس کا واقعہ یہ ہے کہ حالت کفر میں یہ بعض لوگوں کے ساتھ تھے موقع پا کر انہوں نے ان سب کو قتل کر دیا اور ان کے تمام مال پر قبضہ کر لیا اور پھر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لے آئے۔ آپ نے فرمایا تمہارے اسلام کو ہم قبول کرتے ہیں۔ مگر اس حرام مال کی ہمیں ضرورت نہیں۔

رسولؐ اللہ کا احترام

اس ملاقات کے اثنا میں عروہ بن مسعود کنکھیوں سے صحابہؓ رسول کو دیکھتا جاتا تھا اس کی حالت یہ تھی کہ اگر رسول اللہ صلعم تھوکتے تو فوراً صحابہؓ بڑھ کر اس تھوک کو زمین پر نہ گرنے دیتے بلکہ ہاتھ میں لے لیتے اور اسے منہ اور جلد پر مل لیتے۔ آپ اگر ان کو کسی بات کا حکم دیتے وہ فوراً ہی اس کی بجا آوری کر دیتے۔ جب آپ وضو کرتے اس کے پانی کو لینے کے لیے وہ باہم لڑنے لگتے جب وہ آپ کے پاس باتیں کرتے نہایت آہستہ آہستہ کلام کرتے اور تعظیماً

آپ کو گھور کر تم دیکھئے۔

عروہ بن مسعود کی واپسی

عروہ نے واپس جا کر اپنے دوستوں سے کہا کہ میں بادشاہوں کے دربار میں سفارت کے لئے گیا ہوں۔ میں قیصر، کسریٰ اور نجاشی کے یہاں گیا ہوں۔ بخدا میں نے کسی بادشاہ کی اپنوں میں وہ عزت نہیں دیکھی جو محمدؐ کے ساتھی محمدؐ کی کرتے ہیں اگر وہ تھوکتے ہیں، ان کے صحابہؓ اسے زمین پر نہیں گرنے دیتے ہاتھوں میں لے کر اسے اپنے منہ اور بدن پر مل لیتے ہیں۔ اگر وہ ان کو کسی بات کے کرنے کا حکم دیتے ہیں ان کے صحابہ اسی وقت اس کی بجا آوری کرتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتے ہیں ان کے صحابہؓ اس کے پانی کو لینے کے لئے ایک دوسرے سے مسابقت کرتے ہیں اور اس کے لئے لڑ پڑتے ہیں اور نہایت پست آواز میں ان کے سامنے گفتگو کرتے ہیں اور تعظیماً تیز نظر سے ان کو نہیں دیکھتے۔ انہوں نے بہت معقول شرط پیش کی ہے اسے مان لو۔ اس پر بنی کنانہ کے ایک شخص نے کہا ذرا میں بھی ان سے مل لوں۔ قریش نے کہا جاؤ۔ جب یہ رسول اللہ صلعم اور صحابہؓ کے منظر پر آیا آپؐ نے فرمایا یہ فلاں شخص ہے اور ایسے قبیلے سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے جانوروں کا احترام کرتے ہیں لہٰذا اس کو متاثر کرنے کے لئے ہمارے قربانی کے جانور اس کے دکھانے کے لئے آگے بھیجے جائیں چنانچہ وہ بڑھائے گئے اور کچھ لوگوں نے تلبیہ کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا یہ رنگ دیکھ کر وہ کہنے لگا یہ لوگ ہرگز ایسے نہیں ہیں کہ ان کو بیت اللہ سے روکا جائے۔

حبیوش کا سردار

زہری اپنے سلسلہ بیان میں کہتے ہیں اس کے بعد قریش نے حلیس بن علقمہ یا ابن زمان کو جو اس وقت حبیوش کا سردار تھا رسول اللہ صلعم کی خدمت میں بھیجا، یہ شخص بنی الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ کے خاندان کا تھا۔ رسول اللہ صلعم نے اسے آتا ہوا دیکھ کر فرمایا یہ دینداروں کے خاندان کا آدمی ہے لہٰذا اسے دکھانے کے لئے نذر کے اونٹ اس کے سامنے کئے جائیں۔ چنانچہ جب اس نے دیکھا کہ ان جانوروں کا ایک سیلاب وادی کے عرض سے قلادے پہنے جو کہ عرصے سے گلوں میں پڑے رہنے کی وجہ سے وہاں کے بال تک جھڑ چکے تھے اس کے سامنے آیا وہ اس منظر کو دیکھ کر اس قدر متاثر ہوا کہ رسول اللہ صلعم کے پاس بھی نہیں پہنچا قریش کے پاس پلٹ گیا اور اس نے کہا اے قریش میں نے خود نذر کے وہ جانور دیکھے ہیں جن کے گلوں میں قلادے پڑے ہوئے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت دیر سے پڑے ہوئے ہیں۔ کیونکہ قلادے کی جگہ کے بال جھڑ گئے ہیں اور ان کو ان کے مقام تک پہنچنے سے روکنا مناسب نہیں۔ قریش نے کہا بیٹھ جاؤ تم اعرابی ہو تم کو کیا خبر۔ یہ سن کر وہ برہم ہو گیا اور اس نے کہا ہم نے اس لئے تم سے معاہدہ

دوستی اور مدد نہیں کیا ہے کہ ان لوگوں کو جو بیت اللہ کی عظمت کرتے آئیں ان کو وہاں نہ جانے دیا جائے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یا تو تم محمدؐ کو کعبہ آکر عمرہ ادا کرنے دو ورنہ میں اپنے ساتھی تمام حبوش کو لے کر ایک دم تمہارا ساتھ چھوڑ کر چلا جاتا ہوں۔ قریش نے اس دھمکی کو سن کر اس سے کہا تم ذرا خاموش رہو تاکہ ہم اپنی مرضی کی شرائط ان سے منوالیں۔

مکرز بن حفص

ابن حمید، علی اور یعقوب کے سلسلہ بیان کے مطابق ایک شخص مکرز بن حفص نے کھڑے ہو کر کہا میں ان کے پاس جاتا ہوں۔ قریش نے کہا تم بھی ہو آؤ۔ یہ جب مسلمانوں کے سامنے آیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا یہ مکرز بن حفص آرہا ہے یہ ایک بدکردار اور دغاباز آدمی ہے۔ اس نے آپ کے پاس آکر آپ سے باتیں کرنا شروع کیں۔ اسی اثنا میں سہیل بن عمرو رسول اللہؐ کے پاس آیا اسے دیکھ کر آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ اب تمہارا کام سہل ہو گیا۔

سہیل بن عمرو

سلمہ بن اکوع سے مروی ہے کہ قریش نے سہیل بن عمرو حویطب بن عبد العزیٰ اور حفص بن فلان کو نبی صلعم کے پاس صلح کرنے کے لیے بھیجا۔ اس وفد کو جس میں سہیل بن عمرو بھی تھا، رسول اللہ صلعم نے آتا دیکھ کر فرمایا اللہ نے تمہارا کام آسان کر دیا۔ یہ لوگ اپنے خاندانی تعلقات کے ساتھ تمہارے پاس آرہے ہیں اور اب یہ تم سے صلح کی درخواست کریں گے۔ تم قربانی کے جانور ان کے دکھانے کے لیے برآمد کرو اور لبیک لبیک کا نعرہ بلند کرو شاید اس سے ان کے دل نرم پڑ جائیں۔ آپ کے ارشاد کے مطابق تمام مسلمانوں نے فرودگاہ کی ہر سمت سے لبیک کا نعرہ بلند کیا جس سے تمام فضا گونج اٹھی۔ یہ وفد آپ کے پاس آیا اور اس نے صلح کی درخواست کی، صلح ہونے تک مسلمانوں کے پاس کچھ مشرک تھے اور مشرکین کے پاس بعض مسلمان تھے۔ اسی اثناء میں ابوسفیان نے اچانک رسول اللہؐ پر یورش کر دی۔ تمام وادی آدمیوں اور اسلحہ سے پٹ گئی۔ میں چھ مشرکوں کو جو مسلح تھے بے بس کر کے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لے کر آیا۔ آپ نے نہ ان کا لباس اور اسلحہ اتروائے اور نہ ان کو قتل کیا بلکہ معاف کر کے چھوڑ دیا۔

مشرکین کی گرفتاری

ایک دوسرے سلسلے سے سلمہؓ بن الاکوع سے مروی ہے کہ جب ہم نے اور اہل مکہ نے باہم مصالحت کر لی میں ایک جھاڑ کے نیچے گیا۔ اس کے کانٹے صاف کر کے اس کے سائے میں لیٹ گیا وہاں مکہ کے چار مشرک آئے اور وہ آپس میں رسول اللہ صلعم کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرنے لگے، مجھے ان کی یہ بات ناگوار گذری اور میں اس جھاڑ کو چھوڑ کر دوسرے جھاڑ کے نیچے چلا گیا۔ انہوں نے اپنے ہتھیار درخت پر لٹکا دیئے اور پھر لیٹ گئے اسی اثنا میں مدی کے

زیریں سے کسی نے پکار کر کہا کوئی مہاجرین کا مددگار ہے، ابن زنیمؓ قتل کر دیئے گئے۔ میں نے فوراً اپنی تلوار نیام سے نکالی اور ان چاروں مشرکوں پر جو پڑے سو رہے تھے حملہ کیا۔ پہلے تو میں نے ان کے اسلحہ پر قبضہ کر کے ان کو اپنی مٹھی میں لے لیا اور پھر ان سے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو عزت بخشی ہے اگر تم میں سے کسی نے سر اٹھایا میں فوراً اسے قتل کر دوں گا۔ اب میں ان کو قیدیوں کی طرح پکڑ کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لے چلا۔ اتنے میں میرے چچا عامر عبلات کے ایک شخص مکرز کو جو فولادی زرہ پہنے تھا اسی طرح قید کر کے لا رہے تھے۔ اب ہم اب ستر مشرکین کو لئے ہوئے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سامنے پہنچے۔ آپؐ نے فرمایا چونکہ بدعہدی کی ابتدا ان سے ہوئی ہے اس کا وبال ان پر ہوگا لہٰذا تم ان کو چھوڑ دو۔ آپؐ نے سب کو معاف کر دیا۔ اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی وھو الذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم ببطن مکۃ (ترجمہ) اللہ وہ ہے جس نے مکہ میں ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روکے)

عبیداللہ کی روایت کے مطابق سلمہؓ سے مروی ہے کہ ہم نے حملہ کر کے ان تمام مسلمانوں کو جو مشرکین کے قبضے میں تھے چھڑا لیا۔ اسی طرح مشرکین نے اپنے آدمی ہمارے قبضے سے چھڑا لئے اس کے بعد قریش نے سہیل بن عمرو اور حویطب کو صلح کے لئے اپنا نمائندہ بنا کر رسول اللہ صلعم نے علیؓ کو اپنی جانب سے نمائندہ مقرر کیا۔

حضرت زنیمؓ کی شہادت

قتادہ سے مروی ہے کہ اسی اثنا میں ہمیں اطلاع ملی کہ ایک صحابی زنیمؓ کو جو وادی حدیبیہ سے بلند ٹیلے پر چڑھ کر کفار کے سامنے نمودار ہوئے تھے کفار نے تیر کا نشانہ بنا کر ہلاک کر ڈالا۔ رسول اللہ صلعم نے رسالہ بھیجا وہ مشرکین بارہ شہسواروں کو گرفتار کر کے آپؐ کے پاس لائے۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں نے تم سے کوئی عہد کیا ہے جس کا ایفاء لازم ہو۔ انہوں نے کہا نہیں۔ آپؐ نے ان کو چھوڑ دیا۔ اسی موقع پر اللہ تعالےٰ نے یہ قرآن نازل فرمایا۔ وھو الذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم ببطن مکۃ اپنے قول بما تعملون بصیرا تک۔

ابن اسحٰق کا بیان یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے قریش کے پاس عثمانؓ بن عفان کے ہاتھ ایک خط بھیجا تھا اس کی وجہ سے انہوں نے سہیل بن عمرو کو آپؐ کی خدمت میں بھیجا۔

حضرت خراشؓ بن اُمیّہ

دوسرے سلسلے سے ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے خراش بن اُمیّہ کو بلا کر ثعلب نام اونٹ پر مکہ

بھیجا تاکہ وہ اشرافِ مکہ کو آپ کے آنے کی غرض بتائیں، اُنہوں نے رسول اللہ صلعم کے اونٹ کو ذبح کر ڈالا اور خراش کو قتل کر دینے کا ارادہ کیا، مگر حبشیوں نے ان کی حمایت کی تب قریش نے ان کو چھوڑا اور وہ رسول اللہ صلعم کے پاس چلے آئے۔ قریش نے چالیس یا پچاس آدمی اس ہدایت کے ساتھ بھیجے کہ وہ رسول اللہ صلعم کی فرودگاہ کا چکر لگائیں تاکہ آپؐ کے صحابہؓ میں سے اگر کسی پر ان کا قابو چلے اُسے قتل کر دیں۔ یہ سب گرفتار کر کے رسول اللہ صلعم کے سامنے پیش کئے گئے آپ نے ان کو معاف کر دیا اور چھوڑ دیا۔ انہوں نے آپ کی فرودگاہ میں پتھر اور تیر پھینکے تھے۔

حضرت عثمانؓ کی سفارت

اس واقعے کے بعد آپؐ نے عمرؓ بن الخطاب سے کہا کہ تم مکہ جاؤ اور اشرافِ مکہ کو میرے آنے کی غرض سے مطلع کرو۔ انہوں نے آپ سے عرض کیا کہ مجھے وہاں جانے میں اپنی جان کا خوف ہے کیونکہ میرے قبیلہ بنی عدی والوں میں سے کوئی مکہ میں نہیں جو میری حمایت کر سکے، مزید براں قریش اس سے واقف ہیں کہ میں ان کا سخت دشمن ہوں۔ میں آپؐ کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جس کی مکہ میں مجھ سے زیادہ عزت اور اثر ہے اور وہ عثمانؓ بن عفان ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے ان کو بلایا اور کہا کہ تم ابوسفیان اور اشرافِ قریش سے جا کر کہو کہ میں اس وقت لڑائی کے لئے نہیں آیا ہوں بلکہ کعبہ کی تقدیس کی وجہ سے اس کی زیارت کو آیا ہوں۔ عثمانؓ مکہ آئے۔ مکہ میں یا باہر ابان بن سعید بن العاص سے ان کی ملاقات ہوئی۔ ابان خود اپنی سواری سے اُتر پڑا، اس نے عثمانؓ کو اپنے آگے بٹھایا اور خود ان کے پیچھے بیٹھا اور ان سے رسول اللہ صلعم کے پیام کو پہنچا دینے تک حفاظت کا وعدہ کیا۔ عثمانؓ ابوسفیان اور قریش کے عمائد کے پاس آئے اور رسول اللہ صلعم کا پیام ان کو پہنچا دیا جب وہ پیام سُنا چکے قریش نے ان سے کہا تمہارا جی چاہے تو تم کعبہ کا طواف کر لو۔ انہوں نے کہا جب تک رسول اللہ صلعم طواف نہ کریں میں بھی طواف نہیں کرتا۔ اس پر قریش نے ان کو اپنے یہاں روک لیا۔ رسول اللہ صلعم اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ عثمانؓ قتل کر دیئے گئے۔ آپ نے عزم کر فرمایا کہ اب میں تا وقتیکہ دشمن سے فیصلہ کن لڑائی نہ لڑ لوں یہاں سے نہ جاؤں گا۔ پھر آپ نے مسلمانوں کو بیعت کے لئے بلایا، یہی بیعت رضوان ہے جو وہاں ایک درخت کے نیچے لی گئی۔

بیعت رضوان

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ ہم حدیبیہ سے پلٹ رہے تھے کہ رسول اللہ صلعم کے منادی نے ندا دی "لوگو بیعت کے لئے آؤ روح القدس آئے" ندا کو سن کر ہم تیزی سے آپ کی طرف چلے، آپ اس وقت ایک خاردار درخت کے نیچے تشریف فرما تھے ہم نے آپ

کی بیعت کی۔ اسی موقع کے لئے اللہ کا یہ قول نازل ہوا ہے لقد رضی اللہ عن المومنین اذیبایعونک تحت الشجرۃ (ترجمہ۔ بے شک اللہ مومنین سے راضی ہوگیا، جب وہ درخت کے نیچے تمہاری بیعت کر رہے تھے)

سب سے پہلے بنی اسد کے ایک صاحب ابوسنان بن وہب نے بیعت رضوان کی۔

جد بن قیس الانصاری جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حدیبیہ میں ہماری تعداد چودہ سو تھی ہم رسول اللہ صلعم کے ہاتھ پر بیعت کرتے گئے۔ عمرؓ رسول اللہ صلعم کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے سوائے جد بن قیس الانصاری کے جو اپنے اونٹ کے پیٹ کے نیچے چھپ رہے ہم سب نے آپ کی بیعت کی۔ ہم نے مرنے کے لئے آپؐ کی بیعت نہیں کی تھی بلکہ اس عہد پر بیعت کی تھی کہ ہم فرار نہ ہوں گے۔

حضرت سلمہ بن الاکوع کی بیعت سلمہؓ بن الاکوع سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم درخت کی جڑ میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے وہیں تمام مسلمانوں کو بیعت کے لئے بلایا، سب سے پہلے میں نے بیعت کی، میرے بعد دوسرے بیعت کرنے لگے۔ جب نصف کے قریب لوگوں نے بیعت کرلی آپ نے فرمایا سلمہؓ تم بیعت کرو۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو سب سے پہلے بیعت کر چکا ہوں، آپ نے فرمایا پھر سہی۔ آپ نے دیکھا کہ میں نہتا ہوں میرے پاس ڈھال نہیں ہے۔ آپ نے چمڑے کی ایک ڈھال مجھے عطا کی اور پھر آپ بیعت لینے میں مصروف ہو گئے، سب کے آخر میں فرمایا سلمہ تم کیوں بیعت نہیں کرتے۔ میں نے عرض کیا کہ میں سب سے پہلے اور پھر بیچ میں بیعت کر چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا پھر سہی۔ میں نے تیسری مرتبہ آپ کی بیعت کی۔ اس کے بعد آپ نے پوچھا وہ ڈھال کہاں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے اپنے چچا عامر کو دے دی کیونکہ ان کے پاس بھی ڈھال نہ تھی۔ آپ مسکرائے اور فرمایا تمہاری مثال اس شخص کی ہے جس کے لئے کسی سلف نے یہ تمنا کی تھی، الٰہی مجھے ایک ایسا دوست عطا فرما جو میری جان سے زیادہ مجھے عزیز ہو۔

ابن اسحٰق کا بیان۔ رسول اللہ صلعم نے تمام لوگوں سے بیعت لے لی۔ بنی سلمہ کے جد بن قیس کے علاوہ کوئی مسلمان اس وقت ایسا نہ تھا جس نے بیعت نہ کی ہو۔ جابرؓ بن عبداللہ کہا کرتے تھے کہ اب تک جد کی صورت میری نظروں میں ہے کہ وہ اپنے جسم کو لوگوں سے چھپانے کے لئے اپنی اونٹنی کے بغل میں چمٹا ہوا تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلعم کو اطلاع ملی کہ عثمانؓ کے قتل کی جو خبر آپ کو پہلے پہنچی تھی وہ غلط ہے۔

سہیل بن عمرو کی سفارت قریش نے بنی عامر بن لوی کے سہیل بن عمرو کو رسول اللہ صلعم کے پاس بھیجا

اور کہا کہ تم ان سے صرف اس شرط پہ صلح کرلو کہ اس سال وہ واپس چلے جائیں تاکہ آئندہ کبھی عرب ہمیں یہ طعنہ نہ دے سکیں کہ محمدؐ زبردستی ہمارے گھروں میں گھس آئے تھے۔ سہیل اس غرض سے چلا، رسول اللہ صلعم نے اسے آتا ہوا دیکھ کر فرمایا کہ اس شخص کے بھیجنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن صلح کرنا چاہتا ہے۔ سہیل رسول اللہ صلعم کے پاس پہنچا اور طویل گفتگو کے بعد صلح طے پائی، زبانی شرائط کا تصفیہ ہوچکا تھا اور اب صرف عہدنامے کا لکھنا باقی تھا۔ عمرؓ بن الخطاب نے ان شرائط کو ناپسند کیا وہ ابوبکرؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ کیا آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں۔ عمرؓ نے کہا کیا ہم مسلمان نہیں ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا، بے شک ہم مسلمان ہیں۔ عمرؓ نے کہا، کیا اہل مکہ مشرک نہیں ہیں؟ ابوبکرؓ نے کہا، ہاں ہیں۔ عمرؓ نے کہا تو پھر کیوں ہم اپنے دین کے معاملے میں ایسی باتیں جس سے کمزوری ظاہر ہوتی ہو۔ ابوبکرؓ نے کہا عمرؓ، چوں چرا نہ کرو، بس تم ان کے ساتھ رہو۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ عمرؓ نے کہا اور میں بھی شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت عمرؓ کی مخالفت

اس کے بعد عمرؓ رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور عرض کیا۔ کیا آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا ہوں۔ عمرؓ نے کہا کیا ہم مسلمان نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا ہو۔ عمرؓ نے کہا کیا اہل مکہ مشرک نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہیں۔ عمرؓ نے کہا تو پھر ہم کیوں دین کے معاملے میں اپنی کمزوری تسلیم کرلیں۔ آپ نے فرمایا سنو، میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں ہرگز اس کے حکم کی مخالفت نہیں کروں گا اور وہ کبھی میری بات نہیں بگاڑے گا۔ عمرؓ کہا کرتے تھے کہ اس خوف سے کہ مجھے اپنی اس بات کا کوئی خمیازہ اٹھانا پڑے میں اس دن سے برابر روزے رکھتا رہا، صدقہ دیتا رہا، نمازیں پڑھتا رہا اور اپنے مملوک آزاد کرتا رہا، یہاں تک کہ میرے قلب کو اطمینان ہوگیا کہ اب خیر ہے۔

صلح نامہ حدیبیہ

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ صلح کے تصفیے کے بعد رسول اللہ صلعم نے مجھے طلب کیا اور کہا معاہدہ لکھو "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سہیل نے کہا میں اس جملے کو نہیں جانتا نہیں مانتا البتہ یوں لکھو "باسمک اللھم" رسول اللہ صلعم نے مجھ سے کہا یہی لکھ دو، میں نے یہی لکھ دیا۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا آگے لکھو "یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہ صلعم نے سہیل بن عمرو سے مصالحت کی ہے"۔ اس پر سہیل نے کہا اگر ہم اس بات کو مانتے ہوتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر کیوں لڑتے اس کے بجائے آپ اپنا محض نام اور اپنے باپ کا نام لکھوائیے۔ رسول اللہ صلعم

نے مجھ سا کہا اچھا لکھو" یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد بن عبداللہ نے سہیل بن عمرو سے مصالحت کی ہے۔ آج سے دس سال تک ہم میں باہم کوئی لڑائی نہ ہوگی۔ اس مدت میں ہر شخص مامون ہوگا کوئی کسی پر دست درازی نہیں کرے گا۔ قریش کا جو شخص اپنے ولی کی اجازت کے بغیر رسول اللہ کے پاس آجائے گا رسول اللہؐ اسے اس کے اولیا کے پاس واپس بھیج دیں گے اور رسول اللہؐ کے ہمراہیوں میں سے اگر کوئی قریش کے پاس چلا جائے گا تو وہ اسے آپ کے پاس واپس نہ بھیجیں گے۔ اب ہمارے درمیان میں کوئی لڑائی نہیں رہی، نہ تلوار نکلے اور نہ تیر اندازی اور نہ سنگ اندازی ہو جس کا جی چاہے وہ اب رسول اللہؐ کے ساتھ ان کے عہد و پیمان میں داخل ہو جائے اور جس کا جی چاہے وہ قریش کے ساتھ ہو جائے۔

صلح نامہ حدیبیہ کی شرائط

اس شرط کو سنتے ہی بنو خزاعہ اُٹھے اور انہوں نے کہا ہم رسول اللہ کے ساتھ ان کے عہد میں داخل ہوتے ہیں۔ بنو بکر اُٹھے اور انہوں نے کہا ہم قریش کے ساتھ شامل ہوتے ہیں اس کے بعد یہ لکھا گیا کہ اس سال آپ واپس چلے جائیں اور مکہ کے اندر نہ آئیں آئندہ سال ہم خود آپ کے لئے چھوڑ دیں گے۔ آپ اپنے صحابہؓ کے ہمراہ مکہ میں داخل ہوں اور تین دن قیام کریں۔ آپ کے ہمراہ صرف شتر سوار کا ہتھیار یعنی تلوار نیاموں میں رہے اس شرط کے بغیر آپ اندر نہیں آئیں گے۔ رسول اللہ صلعم اور سہیل بن عمرو اس عہد نامے کے لکھوانے میں مصروف تھے کہ اتنے میں ابو جندل بن سہیل بن عمرو بیڑیاں پہنے وہاں آئے اور رسول اللہؐ کے پاس پہنچے۔

مسلمانوں میں غم و غصہ

رسول اللہ صلعم نے ایک خواب دیکھا تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو فتح کا یقین تھا اور وہ آپ کے ساتھ عمرہ کرتے مدینہ سے نکلے تھے مگر اب جب انہوں نے دیکھا کہ اس تیج پر صلح ہو رہی ہے اور ہم سب نیل و مرام واپس جائیں گے اور خود رسول اللہ نے قریش کی بات مان کر ان کے منشا کے مطابق صلح کی ہے۔ مسلمانوں کے دلوں میں اس کا اس قدر سخت رنج و تعب پیدا ہوا کہ قریب تھا کہ وہ ہلاک ہو جائیں۔

حضرت ابو جندلؓ بن سہیل کی آمد

سہیل نے جب ابو جندل کو دیکھا اس نے بڑھ کر اس کے منہ پر تھپڑ مارا اور گردن تھام لی اور پھر رسول اللہ صلعم سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس کے آنے سے پہلے میرے اور تمہارے درمیان معاملہ طے ہو چکا ہے۔ آپ نے فرمایا صحیح ہے اب سہیل اس کی گردن پکڑ کر اسے دھکا دیتا ہوا اور کھینچتا ہوا قریش کی طرف لانے لگا اور ابو جندلؓ نے انتہائی بلند آواز

سے چلانا شروع کیا۔ اے مسلمانو! مجھے مشرکین کے پاس لوٹایا جا رہا ہے۔ میرے ایمان کی وجہ سے مجھے اس مصیبت میں ڈالا جا رہا ہے۔ اس جملے نے مسلمانوں کے زخمی دلوں پر اور نمک پاشی کی۔ رسول اللہ صلعم نے ابو جندل سے کہا اپنے دل کو قابو میں رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے علاوہ دوسرے مجبور لوگوں کے لئے جلد اس مصیبت سے نکالنے کی سبیل کرنے والا ہے۔ چونکہ ہم نے اہل مکہ سے صلح کر کے معاہدہ کر لیا ہے اور اس کے ایفا کو اپنے اوپر لازم قرار دیا ہے اس لئے اب ہم ان کے ساتھ بے وفائی نہیں کرتے عمرؓ اٹھے اور ابو جندل کے پاس جا کر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے اور ان سے کہتے تھے تم صبر کرو یہ قریش مشرک ہیں ان کی جان کتے کے برابر ہے۔ اسی کے ساتھ وہ اپنی تلوار کا قبضہ ان کے نزدیک کرتے رہے۔ خود عمرؓ کہا کرتے تھے کہ اس سے میرا مطلب یہ تھا کہ وہ تلوار لے لیں اور اس سے اپنے باپ کا خاتمہ کر دیں مگر انہوں نے اسے گوارا نہیں کیا کہ اپنے باپ کو خود ماریں۔

صلح نامہ حدیبیہ کے گواہ

جب صلح نامے کی تکمیل ہو گئی بعض مسلمان اور بعض مشرک اس پر شاہد ہوئے گواہوں میں ابوبکرؓ، عمرؓ، عبدالرحمٰنؓ بن عوف، عبداللہؓ بن سہیل بن عمرو، سعدؓ بن ابی وقاص، قبیلہ عبد الاشہل کے محمودؓ بن مسلمہ، بنی عامر بن لوی کا مکرز بن حفص بن الاخیف جو مشرک تھا اور علیؓ ابن ابی طالب تھے۔ علیؓ نے اس عہد نامے کو لکھا تھا۔

صلح نامہ کی تکمیل

براء سے مروی ہے کہ ذی القعدہ میں رسول اللہ صلعم عمرہ کرنے مکہ آئے۔ اہل مکہ نے پہلے تو آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روکا، پھر اس بات پر تصفیہ کیا کہ آپ صرف تین دن وہاں قیام کریں گے۔ جب صلح نامہ لکھا جانے لگا تو آپ نے لکھایا یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہ نے تصفیہ کیا ہے۔ قریش نے کہا اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کو نہ روکتے ہاں آپ محمد بن عبداللہ ہیں۔ آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد بن عبداللہ ہوں۔ آپ نے علیؓ سے کہا لفظ رسول اللہ کو مٹا دو۔ علیؓ نے کہا بخدا میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ تب خود رسول اللہ صلعم نے عہد نامہ اپنے ہاتھ میں لے لیا، آپ اچھی طرح لکھنا نہیں جانتے تھے مگر آپ نے رسول اللہ کی جگہ صرف محمد لکھ دیا اس کے بعد علیؓ نے لکھا یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد نے اہل مکہ سے تصفیہ کیا ہے کہ وہ سوائے تلواروں کے جو نیاموں میں پڑی ہوں اور کوئی ہتھیار لے کر مکے میں داخل نہ ہوں گے۔ وہ کسی ایسے شخص کو جو وہاں کا آپ کے ساتھ ہونا چاہے گا اسے ساتھ نہ لے جائیں گے اور اگر آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی مکہ میں رہ کر قیام کرنا چاہے گا تو آپ اسے منع نہیں کریں گے۔ جب آپ مکہ میں داخل ہوئے اور مدت قیام گذر گئی قریش علیؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ آپ اپنے صاحب سے کہیے کہ چونکہ مدت گذر چکی ہے

اب آپ یہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلعم مکہ سے چلے گئے۔

جانوروں کی قربانی

مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم حدیبیہ کے واقعے کے سلسلے میں بیان کرتے ہیں کہ اس قضیئے سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ صلعم نے صحابہؓ سے فرمایا اٹھو قربانی کرو اور پھر سر منڈاؤ، مگر کوئی شخص اس کے لئے آمادہ نہیں ہوا۔ آپؐ نے تین مرتبہ یہی ارشاد فرمایا مگر پھر بھی کوئی نہ اٹھا۔ آپ ام سلمہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے صحابہؓ کے اس طرزِ عمل کی شکایت کی، انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی اگر آپ ایسا ہی چاہتے ہیں تو مناسب یہ ہے کہ آپ برآمد ہوں اور کسی سے ایک لفظ نہ کہیں خود اپنی قربانی کے جانور ذبح کریں اور اپنے حجام کو بلا کر اس سے اپنا سر منڈا لیں۔ رسول اللہ صلعم نے اسی مشورے پر عمل کیا۔ آپ باہر آئے کسی سے ایک بات نہیں کی۔ اپنی قربانی ذبح کی اور سر منڈوایا۔ صحابہؓ نے جب آپؐ کو یہ کرتے دیکھا تو سب اٹھے انہوں نے اپنی قربانیاں ذبح کیں اور خود ہی ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے اور ان کو اپنی اس نافرمانی کا اس قدر رنج ہوا کہ ان کے ہوش و حواس جاتے رہے، سر مونڈنے میں قریب تھا کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کر دیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ خراش بن امیہ بن الفضل الخزاعی نے اس روز رسول اللہ صلعم کی حجامت کی تھی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ اس روز بعضوں نے سر منڈایا اور بعض نے بال کٹوائے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ سر منڈوانے والوں پر اپنا رحم فرمائے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اور بال کترنے والوں پر۔ آپؐ نے پھر فرمایا۔ اللہ سر منڈوانے والوں پر رحم کرے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اور بال کترانے والوں پر۔ آپؐ نے فرمایا اللہ بال کترانے والوں پر۔ صحابہؓ نے پوچھا آپؐ نے رحم کے لئے سر منڈوانے والوں کا نام تو لیا مگر بال کترانے والوں کا ذکر نہیں کیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اس لئے کہ انہوں نے میری بات میں شک نہیں کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ اس موقع پر آپ اور تحائف کے ساتھ ابوسفیان کے لئے ایک اونٹ بھی لے گئے تھے جس کے سر پر چاندی کا طوق پڑا ہوا تھا تاکہ مشرک اس کو دیکھ کر جلیں۔

حضرت محمدؐ کی مراجعت مدینہ

زہری کے بیان کے مطابق۔ پھر رسول اللہ صلعم مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ زہری کہا کرتے تھے کہ اپنے مفید نتائج کے اعتبار سے اس سے قبل اسلام میں اتنی بڑی فتح حاصل نہیں ہوئی۔ جب فریقین متقابل ہوئے باہم آویزش ہوئی اور جب صلح کے بعد جنگ کا خاتمہ ہوا اور لوگ ایک دوسرے کی جانب سے بے خطر ہو کر باہم مل کر تبادلۂ خیالات اور مکالمہ کرنے لگے تو جس شخص میں کچھ بھی عقل تھی اس سے جب اسلام کے اصول بیان کئے گئے اس نے

فوراً اسلام قبول کر لیا صرف ان دو سالوں میں اتنے لوگ مسلمان ہوئے جتنے کہ اس سے قبل تمام مدت میں اسلام لائے تھے۔

ابوبصیر عتبہ بن اُسید

رسول اللہ صلعم کے مدینہ واپس آنے کے بعد ابوبصیر عتبہ بن اُسید بن الجاریہ جو مسلمان تھے اور مکہ میں قید تھے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں مدینہ بھاگ آئے۔ ازہر بن عبد عوف اور اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب الثقفی نے ان کے بارے میں رسول اللہ کو لکھا اور اپنی جانب سے بنی عامر بن لوی کے ایک شخص کو اپنے ایک غلام کی معیت میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں بھیجا یہ دونوں ازہر اور اخنس کا خط لیکر مدینہ میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور وہ خط آپ کو دیا۔ آپ نے ابوبصیر سے کہا کہ ہم نے قریش سے جو معاہدہ کیا ہے اس سے تم واقف ہو ہے وفائی ہمارے دینی مصالح کے منافی ہے اللہ تمہارے اور تمہارے ساتھ جو دوسرے کمزور اور مجبور مسلمان ہیں ان کے لئے ضرور کشایش اور سبیل پیدا کرے گا۔

ابوبصیر کی نواح ذی المروہ کو روانگی

ابوبصیر ان کے ساتھ ہو گئے۔ ذی الحلیفہ پہنچ کر وہ ایک دیوار کے سہارے بیٹھے ان کے دونوں ساتھی بھی بیٹھ گئے انہوں نے بنی عامر کے ایک شخص سے کہا کیا تمہاری تلوار تیز ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ ابوبصیر نے کہا ذرا میں دیکھوں اس نے کہا دیکھ لو۔ ابوبصیر نے تلوار نیام سے نکالی اور ایک وار میں اس کا خاتمہ کر دیا دوسرا شخص جو غلام تھا وہاں سے جان بچا کر تیزی سے بھاگتا ہوا رسول اللہ صلعم کے پاس آیا۔ آپ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے اُسے دیکھ کر آپ نے کہا ضرور یہ شخص خائف ہو کر بھاگا چلا آرہا ہے۔ جب وہ آپ کے قریب پہنچا آپ نے پوچھا کیا ہوا، اس نے کہا آپ کے آدمی نے میرے ساتھی کو قتل کر ڈالا۔ اتنے میں ابوبصیر بھی تلوار لئے آگئے اور رسول اللہ صلعم کے سامنے باادب کھڑے ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ آپ نے اپنا عہد اور ذمہ پورا کر دیا، آپ نے مجھے اپنی حمایت سے نکال کر ان کے حوالے کر دیا تھا مگر اللہ نے مجھے ان سے بچا لیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اس کی ماں کا بُرا ہو اگر اس کے ساتھ کچھ اور لوگ ہو گئے یہ ضرور جنگ برپا کر دے گا۔ اس جملے کو سن کر ابوبصیر ڈرے کہ آپ ان کو پھر مشرکین کے سپرد کر دیں گے وہ مدینہ سے چل کر اس جھاڑی میں جو سمندر کے کنارے نواح ذی المروہ میں قریش کے شام جانے کے راستے پر واقع ہے جا چھپے۔

مکہ کے محبوس مسلمان

ان مسلمانوں کو جو مکہ میں محبوس تھے، جب رسول اللہ صلعم کے اس قول کی اطلاع پہنچی جو آپ نے ابوبصیر سے کہا تھا کہ اگر اس کے ساتھ کچھ اور لوگ ہو گئے تو یہ

ضرور جنگی کارروائیاں کرے گا۔ وہ لوگ مکہ سے نکل کر ابوبصیر کے پاس اُس پہاڑی میں آ گئے، ابوجندل بن سہیل بن عمرو بھی اُن کے پاس جا پہنچے۔ اس طرح رفتہ رفتہ تقریباً ستر آدمی اُن کے ساتھ ہو گئے اور ایسا انہوں نے قریش کا راستہ تنگ کر دیا۔ جب ان کو خبر لگتی کہ قریش کا تجارتی قافلہ شام جا رہا ہے یہ اپنے کمین سے نکل کر اسے روکتے قتل کرتے اور غارت گری کرتے۔ قریش نے رسول اللہ صلعم سے اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دے کر درخواست کی کہ آپ ان کو کہلا بھیجیے کہ جو آپ کے پاس آ جائے گا وہ امون ہے رسول اللہ صلعم نے ان سب کو پناہ دی اور وہ آپ کے پاس مدینہ آ گئے۔

سہیل بن عمرو کو جب معلوم ہوا کہ ابوبصیر نے عامری کو قتل کر دیا وہ کعبہ سے پیٹھ لگا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا تاوقتیکہ وہ اس مقتول کی دیت نہ ادا کریں میں یہاں سے نہ اٹھوں گا۔ ابوسفیان نے سُن کر کہا یہ بالکل حماقت ہے، بخدا وہ ایک حبہ بھی نہیں دیں گے۔

مومن عورتوں کے حکم

کچھ مسلمان عورتیں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئیں۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیت یایھا الذین آمنوا اذا جاءکم المؤمنات مھاجرات (اے ایمان والو جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آ جائیں) اپنے قول بعصم الکوافر تک نازل فرمائی۔ اس آیت کے نازل ہونے کے ساتھ عمرؓ نے اپنے زمانہ شرک کی دو بیویوں کو طلاق دے دی۔ اس آیت سے اللہ نے ممانعت فرما دی کہ مومن عورتیں اپنے مشرک شوہروں کو واپس نہ کی جائیں البتہ ان عورتوں کو یہ حکم دیا کہ جو زر مہر ان کو ملا تھا اُسے واپس کر دیں۔ اس کے متعلق کسی شخص نے زہری سے پوچھا کیا یہ واپسی حلت فروج کے لئے ہے۔ انہوں نے کہا ہاں جن دو عورتوں کو عمرؓ نے طلاق دی تھی ان میں سے ایک کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان نے اور دوسری کے ساتھ صفوان بن امیہ نے شادی کر لی۔

حضرت اُم کلثوم بنت عقبہ

اسی سلسلے میں ابن اسحٰق نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اسی زمانے میں اُم کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ہجرت کر کے رسول اللہ صلعم کے پاس آئیں، ان کے بھائی عمارہ اور ولید مکہ سے رسول اللہ صلعم کے پاس مدینہ آئے تاکہ آپ سے درخواست کریں کہ آپ اُم کلثوم کو معاہدۂ حدیبیہ کے مطابق ان کے حوالے کر دیں مگر آپ نے اس سے انکار کر دیا کیونکہ اللہ عزوجل نے اس کی ممانعت کر دی تھی۔ عمرؓ نے جن دو عورتوں کو طلاق دی تھی ان میں سے ایک قریبہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ تھی جس کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان نے شادی کی۔ یہ دونوں اس وقت مشرک تھیں اور دوسری اُم کلثوم بنت عمرو بن جرول الخزاعیہ عبید اللہ بن عمر کی ماں تھی

جس کے ساتھ اسی کے ہم قوم ابو جہم بن حذافہ بن غانم نے شادی کر لی۔ یہ دونوں بھی اس وقت مشرک تھے۔

غمر کی مہم

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ربیع الآخر میں رسول اللہ صلعم نے عکاشہؓ بن محصن کو چالیس آدمیوں کے ساتھ غمر بھیجا۔ اس جماعت میں ثابتؓ بن اقرم اور شجاع بن وہب بھی تھے۔ یہ بہت تیزی سے اپنی منزل مقصود کی طرف چلے مگر دشمن کو ان کی پیش قدمی کی اطلاع ہو گئی اور وہ اپنی بستی سے بھاگ کر اپنے مختلف پانی کے چشموں پر جا رہے، عکاشہ نے تجسّس کیا دوڑائے ان کو دشمن کا ایک نگران ہاتھ لگ گیا۔ اس نے ان کے کچھ مویشیوں کا پتہ دیا۔ مسلمانوں کو دو سو اونٹ ملے اور وہ ان کو مدینہ ہنکا لائے۔

اسی سال ربیع الاول میں رسول اللہ صلعم نے محمد بن مسلمہ کو دس آدمیوں کے ہمراہ ان کے مقابلے پر بھیجا تھا مگر پہلے تو وہ کہیں چھپ گئے اور جب محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھی سو گئے کفار نے اچانک ان پر حملہ کر دیا۔ سوائے محمد بن مسلمہ کے جو زخمی ہو کر بھاگ گئے ان کے اور تمام ساتھی شہید کر دیئے گئے۔

ذی القصہ کی مہم

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال رسول اللہ صلعم نے ابو عبیدہ بن الجراح کو ربیع الآخر میں چالیس آدمیوں کے ساتھ ذی القصہ بھیجا۔ یہ تمام رات پیدل چل کر سپیدہ سحری کے ساتھ اس بستی کو پہنچے اور انہوں نے اس پر غارت گری کی مگر بستی والے بھاگ کر پہاڑوں میں چلے گئے ان کے قابو میں نہ آئے، البتہ مسلمانوں کو اونٹ اور دوسرا مال لوٹ میں ملا اور صرف ایک آدمی ہمدست ہوا یہ مسلمان ہو گئے اس لئے رسول اللہ صلعم نے ان کو چھوڑ دیا۔

جموم کی مہم

اس سال زیدؓ بن حارثہ مہم لے کر جموم گئے وہاں مزینہ کی ایک عورت حلیمہ نام ان کے ہاتھ لگ گئی۔ اس نے بنی سلیم کی ایک فرودگاہ کا پتہ دے دیا۔ وہاں ان کو بہت سے اونٹ بکریاں اور قیدی ہاتھ لگے۔ ان میں خود حلیمہ کا شوہر بھی تھا۔ جب یہ مہم مال غنیمت کے ساتھ مدینہ آ گئی رسول اللہ صلعم نے حلیمہ اور اُن کے شوہر کی جاں بخشی فرمائی۔ نیز اس سال جمادی الاولیٰ میں زید بن حارثہ کی مہم عیص گئی اور وہاں اس مال پر جو ابو العاص بن الربیع کے ساتھ تھا قبضہ کر لیا گیا ابو العاص نے زینبؓ بنت رسول اللہ صلعم کے یہاں پناہ لی اور انہوں نے ابو العاص کو پناہ دی اور اپنے پاس ٹھہرا یا۔

بنی ثعلبہ پر یورش

اس سال جمادی الآخر میں زیدؓ بن حارثہ نے پندرہ آدمیوں کے ساتھ بنی ثعلبہ

پرورش کی۔ بدوی اس ڈر سے کہ اس جماعت میں خود رسول اللہ صلعم ہوں گے بغیر مقابلہ کئے بھاگ گئے۔ ان کے بیس اونٹ زید کو ملے۔ اس موقع پر یہ صرف چار شب مدینہ سے غائب رہے تھے۔ اسی ماہ میں زید بن حارثہ مہم لے کر حسمیٰ گئے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ دحیہؓ الکلبی قیصر روم سے مل کر آ رہے تھے قیصر نے ان کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا تھا یہ حجاز آتے ہوئے جب حسمیٰ پہنچے بنی جذام کے کچھ لوگوں نے راستے ہی میں ان کو لوٹ لیا کوئی چیز ان کے پاس نہ چھوڑی اپنے گھر جانے سے پہلے یہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے۔ اس واقعہ کی اطلاع دی۔ رسول اللہ صلعم نے زیدؓ بن حارثہ کو ڈاکوؤں کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔

مہمات ذی القریٰ و دومتہ الجندل

اس سال عمرؓ نے عاصم بن ثابت کی بہن جمیلہ بنت ثابت بن ابی الاقلح سے نکاح کیا۔ ان کے بطن سے عاصم بن عمرؓ پیدا ہوئے مگر پھر عمرؓ نے اپنی اس بیوی کو طلاق دے دی اور پھر یزید بن حارثہ نے ان سے عقد کیا اور عبدالرحمٰن بن یزید ان کے بطن سے پیدا ہوا۔ اس طرح عبدالرحمٰن اور عاصم بن عمرؓ اخیافی بھائی تھے۔ اس سال رجب میں زیدؓ بن حارثہ کی مہم ذی القریٰ گئی۔ اس سال ماہ شعبان میں عبدالرحمٰن بن عوف کی مہم دومتہ الجندل گئی رسول اللہ صلعم نے ان سے کہہ دیا تھا کہ اگر وہ تمہاری اطاعت قبول کر لیں تم اُن کے رئیس کی بیٹی سے شادی کر لینا۔ اس بستی کے تمام لوگ اسلام لے آئے۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے تماضر بنت الاصبغ ان کے رئیس اور فرمانروا کی بیٹی سے شادی کی۔ اس سال امساک باراں سے نہایت شدید قحط پڑا۔ رمضان میں رسول اللہ صلعم نے تمام مسلمانوں کے ساتھ استسقا کی نماز پڑھی۔

فدک کی مہم

اس سال ماہ شعبان میں علیؓ بن ابی طالب کی مہم فدک گئی۔ رسول اللہ صلعم کو اطلاع ملی تھی کہ بنی سعد بن بکر کے ایک قبیلے کی ایک جماعت خیبر کے یہودیوں کی آپ کے برخلاف مدد کرنا چاہتی ہے اس لئے آپ نے علیؓ کو ان کے مقابلے پر بھیجا۔ علیؓ سو آدمیوں کے ساتھ فدک روانہ ہوئے۔ یہ رات کو سفر کرتے اور دن کو کہیں چھپ رہتے۔ ان کو ان کا ایک جاسوس ہاتھ آ گیا اس نے اس بات کا اقرار کیا کہ اس قبیلے نے مجھے خیبر بھیجا ہے تاکہ میں خیبر والوں سے کہوں کہ اگر تم خیبر کے پھلوں کی فصل ہمیں دے دو تو ہم تمہاری مدد کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔

اُمّ قرفہ کی مہم

اس سال ماہ رمضان میں زیدؓ بن حارثہ کی مہم اُمّ قرفہ کے مقابلے پر گئی اور اسی میں ام قرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر نہایت ہی بے دردی کے ساتھ قتل کی گئی۔ پہلے اس کے دونوں پیروں میں رسی باندھی گئی اور پھر اسے دو اونٹوں کے درمیان باندھ کر ان اونٹوں کو

ہانکا گیا۔ جس سے اس کے دو ٹکڑے ہو گئے، یہ ایک بہت بوڑھی عورت تھی۔

وادی القریٰ کا معرکہ

اس واقعے کے متعلق عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے زیدؓ بن حارثہ کو وادی القریٰ بھیجا، وہاں بنی فزارہ سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی، ان کے بہت سے ساتھی شہید ہو گئے اور خود زید مقتولین کے درمیان سے سخت مجروح اٹھائے گئے۔ اس واقعے میں بنی بدر کے ایک شخص کے ہاتھ سے بنی سعد بن ہذیم کے ورد بن عمر مارے گئے مدینہ آکر زیدؓ نے عہد کیا کہ "تاوقتیکہ وہ بنی فزارہ پر چڑھائی نہ کر لیں گے جنابت کا غسل بھی نہ کریں گے جب وہ اپنے زخموں سے صحت یاب ہوئے رسول اللہ صلعم نے ان کو ایک فوج کے ساتھ بنی فزارہ سے لڑنے بھیجا۔ وادی القریٰ میں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ زید نے ان کے بہت سے آدمی قتل کر دیئے۔ قیس بن المسحر الیعمری نے معدہ بن حکمہ بن مالک بن بدر کو قتل کر دیا اور اُمّ قرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر کو جو مالک بن حذیفہ بن بدر کی بیوی تھی گرفتار کر لیا۔ یہ ایک بہت سن رسیدہ عورت تھی، اس کے ہمراہ اس کی ایک بیٹی اور عبداللہ بن معدہ بھی گرفتار ہوا۔ زید کے حکم سے اُمّ قرفہ کو نہایت بے دردی کے ساتھ اس طرح قتل کر دیا گیا کہ اس کے دونوں پیروں میں رسیاں باندھی گئیں اور پھر اُسے دو اونٹوں کے درمیان لٹکا کر اُن اُونٹوں کو ہانکا گیا جس سے اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

اس کے بعد یہ سب اُمّ قرفہ کی بیٹی اور عبداللہ بن معدہ کو لے کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے۔ اُمّ قرفہ کی بیٹی کو چونکہ سلمہ بن عمرو بن الاکوع نے گرفتار کیا تھا وہ انہیں کے پاس تھی اُمّ قرفہ اپنی قوم میں نہایت ہی معزز اور محترم خاتون تھی، عرب مثال میں کہا کرتے تھے "چاہے تم اُمّ قرفہ سے عزت میں زیادہ ہو مگر کچھ نہیں"۔ رسول اللہ صلعم نے سلمہؓ سے اس کی بیٹی کو مانگا۔ سلمہؓ نے وہ آپ کی نذر کر دی۔ رسول اللہ صلعم نے اسے ہدیتہً اپنے ماموں حزن بن ابی وہب کے پاس بھیج دیا اور اسی کے بطن سے عبدالرحمٰن بن حزن پیدا ہوئے۔

بنت اُمّ قرفہ

اس مہم کے متعلق سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ اس مہم کے سردار ابوبکرؓ بن ابی قحافہ تھے۔ خود رسول اللہ صلعم نے ان کو ہمارا امیر مقرر کیا تھا، ہم نے بنی فزارہ کی ایک جماعت پر چڑھائی کی، پانی کے قریب پہنچ کر ابوبکرؓ نے ہمیں رات بسر کرنے کا حکم دیا ہم نے رات بسر کی صبح کی نماز کے بعد ابوبکرؓ نے ہمیں حملے کا حکم دیا، ہم نے ان پر غارت گری کی، ہم پانی پر آئے اور بہت سے آدمیوں کو ہم نے قتل کر دیا۔ مجھے کچھ لوگ جاتے ہوئے نظر آئے۔ ان میں عورتیں

اور بچے تھے، یہ پہاڑ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ میں نے اس طرح ایک تیر پھینکا جو ان کے اور پہاڑ کے درمیان جا گرا، اس سے وہ اپنی جگہ ٹھٹک گئے۔ میں ان کو پکڑ کر ابو بکرؓ کے پاس لے چلا۔ ان میں بنی فزارہ کی ایک عورت بھی تھی جو پوستین پہنے تھی اور اس کے ساتھ اس کی ایک بیٹی تھی جو تمام عرب میں حسین ترین عورت تھی۔ ابو بکرؓ نے وہ لڑکی مجھے عطا کی۔ میں مدینہ آیا بازار میں رسول اللہ صلعم ملے انہوں نے فرمایا سلمہؓ یہ عورت مجھے دے دو۔ میں نے کہا یا رسول اللہؐ اگرچہ اب تک میں نے اس کا لباس نہیں کھولا مگر اس نے اپنے جمال سے مجھے اپنا فریفتہ بنا لیا ہے۔ دوسرے دن پھر بازار میں رسول اللہ صلعم ملے اور آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اس عورت کو مجھے دے دو۔ میں نے کہا یا رسول اللہؐ اب تک میں نے اُسے عریاں نہیں کیا ہے اور وہ آپؐ کی نذر ہے۔ آپؐ نے اُسے مکہ بھیج دیا جس کے عوض میں اُن مسلمانوں کو جو مشرکین کے ہاتھ میں قید تھے رہائی ملی۔

عرنیین کا مقابلہ

اس سال کرز بن جابر الفہری کی امارت میں ان عرنیین کے مقابلے پر جنہوں نے شوال ۶ ہجری میں رسول اللہ صلعم کے چرواہے کو قتل کیا تھا اور وہ آپؐ کے اونٹ ہانک لے گئے تھے بیس شہسواروں کی مہم بھیجی گئی۔

باب ۱۲

سلاطین کو دعوتِ اسلام ۶ھ

اس سال ماہ ذی الحجہ میں رسول اللہ صلعم نے چھ شخصوں کو جن میں تین صحابی تھے اپنے قاصد کی حیثیت سے مختلف فرماں رواؤں کے دربار میں بھیجا۔ آپ نے بنی لخم کے حاطب بن ابی بلتعہ بنی اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف کو مقوقس کے پاس بھیجا۔ بنی اسد بن خزیمہ کے شجاع بن وہب حرب بن امیہ کے حلیف کو جو بدر میں شریک ہو چکے تھے، حارث بن ابی شمر الغسانی کے پاس بھیجا اور دحیہ بن خلیفۃ الکلبی کو قیصر کے پاس۔ عامر بن لوی کے سلیط بن عمرو العامری کو ہوذہ بن علی الحنفی کے پاس، عبداللہ بن حذافۃ السہمی کو کسریٰ کے پاس اور عمرو بن اُمیّہ الضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا۔

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق سلمہؓ سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ اور اپنی وفات کے درمیان میں رسول اللہ صلعم نے اپنے کئی صحابہؓ کو ملوک عرب اور عجم کے پاس اللہ عزوجل کی طرف دعوت دینے بھیجا۔

یزید بن ابی حبیب المصری سے مروی ہے کہ ان کو ایک ایسی تحریر ملی جس میں ان اصحاب کے نام تھے جن کو رسول اللہ صلعم نے غیر مسلم فرمانرواؤں کے پاس بھیجا تھا اور وہ پیام درج تھا جو آپؐ نے ان کے ذریعے ان کو بھیجا تھا انہوں نے وہ تحریر اپنے شہر کے بعض ثقہ لوگوں کے ہاتھ ابن شہاب الزہری کے پاس بھیجی، زہری نے اسے شناخت کر کے تسلیم کیا۔ اس تحریر میں درج تھا کہ ایک دن رسول اللہؐ برآمد ہوئے صحابہؓ جمع تھے آپؐ نے فرمایا کہ میں تمام عالم کے لئے بلا استثنار حمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں۔ تم میری دعوت کو تمام عالم میں پہنچاؤ اور میرے بارے میں ایسا اختلاف نہ کرو جیسا کہ حواریوں نے عیسیٰؑ بن مریمؑ کے متعلق کیا تھا۔ صحابہؓ نے پوچھا یارسول اللہؐ انہوں نے کیا اختلاف کیا آپؐ نے فرمایا عیسیٰؑ نے ان کو وہی دعوت دی تھی جو میں نے تم کو دی ہے، جو ان کے قریب تھے انہوں نے اس دعوت کو پسند کر کے اسے قبول کر لیا اور جو دُور تھے انہوں نے اس دعوت کو

ناپسند کرکے مسترد کردیا۔ عیسیٰؑ نے اللہ عزوجل سے اس کی شکایت کی۔ اس کی سزا اُن کو یہ ملی کہ اس رات سے ان میں سے ہر شخص صرف وہ زبان بولنے لگا جس کے پاس وہ اشاعت دین کے لئے بھیجا گیا تھا، اس پر عیسیٰؑ نے کہا اب تو اللہ ہی فیصلہ تمہارے متعلق کرچکا ہے اسی پر عمل کرو۔

شاہ مصر کے تحفے

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے صحابہ میں سے بنی عامر بن لوی کے سلیط بن عمرو عبد شمس بن عبدود کو یمامہ کے رئیس ہوزہ بن علی کے پاس بھیجا علاء بن الحضرمی کو بحرین کے رئیس بنی عبدالقیس کے منذر بن ساوی کے پاس بھیجا۔ عمرو بن العاص کو عمان کے رؤسا بنی ازد کے جیفر بن جلندا اور عباد بن جلندا کے پاس بھیجا۔ حاطب بن ابی بلتعہ کو اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کے پاس بھیجا۔ حاطب نے رسول اللہ صلعم کا خط اُسے جاکر دیا مقوقس نے چار باندیاں آپ کو نذر بھیجیں، ان میں ماریہؓ ابراہیم بن رسول اللہ صلعم کی ماں بھی تھیں۔

ہرقل قیصر روم کو دعوتِ اسلام

رسول اللہ صلعم نے دحیہؓ بن خلیفۃ الکلبی الخزرجی کو ہرقل قیصر روم کے پاس بھیجا۔ جب آپ کا خط اُسے موصول ہوا اس نے اسے دیکھا اور پھر اسے اپنے سُرین کے نیچے رکھ لیا۔

ابوسفیان بن حرب سے مروی ہے کہ ہم ایک تاجر قوم تھے۔ ہمارے اور رسول اللہ صلعم کے درمیان جنگ جاری تھی ہم محصور ہوگئے تھے اس سے ہماری دولت ختم ہوگئی جب ہمارے اور رسول اللہ صلعم کے درمیان عارضی صلح ہوگئی تب بھی ہم کو خطرہ لگا رہا۔ میں چند اور قریش تاجروں کے ہمراہ تجارت کے لئے شام روانہ ہوا۔ ہم غزہ ہوکر شام جایا کرتے تھے ہم اس وقت وہاں آئے جب کہ ہرقل نے ایرانیوں کو اپنے اس علاقے سے جس پر انہوں نے قبضہ کرلیا تھا شکست دے کر وہاں سے نکالا اور اس بڑی صلیب کو جس پر انہوں نے قبضہ کرلیا تھا ان کے ہاتھ سے چھین لیا۔ جب ان کی اس شکست اور صلیب کے واپس ملنے کی اطلاع ہرقل کو جو حمص میں فروکش تھا ملی یہ اس کامیابی کی نماز شکرانہ ادا کرنے کے لئے پاپیادہ بیت المقدس روانہ ہوا۔ اس کے چلنے کے لئے راہ میں قالین بچھائے جاتے تھے اور اُن پر پھول برسائے جاتے تھے۔ اسی طرح سفر کرتے ہوئے وہ ایلیا آیا اور یہاں اس نے نماز شکرانہ ادا کی اس کے ہمراہ روم کے اعیان و اکابر تھے۔

ہرقل کا جواب

ایک دن وہ بہت ہی متفکر آسمان کو دیکھنے لگا اس کے درباری امراء نے پوچھا کہ آج جناب والا پریشان نظر آتے ہیں اس نے کہا صحیح ہے میں نے آج شب خواب دیکھا ہے کہ مختونوں کا ملک سب پر غالب آنے والا ہے۔ امراء نے کہا یہود کے علاوہ اور کوئی قوم ایسی ہمیں

معلوم نہیں جو ختنہ کراتی ہو اور وہ تو آپ کے قبضے میں اور آپ کی رعایا ہیں۔ اگر ایسا ہی اندیشہ ہے تو جتنے یہودی آپ کی سلطنت میں آباد ہیں سب کو ابھی قتل کرا دیجئے تاکہ یہ اندیشہ آپ کے قلب سے جاتا رہے۔ وہ ابھی یہ باتیں کر رہے تھے کہ رئیس بصریٰ کا آدمی ایک عرب کو ساتھ لئے ہوئے ہرقل کی فرودگاہ میں آیا۔ اس زمانے میں تمام بادشاہ ایک دوسرے کے خبر رساں کو حفاظت کے ساتھ اس کی منزل مقصود کو پہنچا دیتے تھے۔ بصریٰ کے رئیس کے قاصد نے ہرقل سے کہا کہ یہ شخص عرب ہے، یہ بکریاں اور اُونٹ چراتے ہیں۔ یہی ان کے ملک میں ہوتا ہے، یہ اپنے ملک کا ایک عجیب واقعہ بیان کرتا ہے آپ اس سے پوچھیں۔ اب اس نے اس عرب کو ہرقل کے سامنے پیش کیا۔ ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے دریافت کرو کہ اس کے ملک میں کیا بات پیش آئی ہے۔ ترجمان نے عرب سے سوال کیا اس نے کہا ہم میں سے ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، کچھ لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کی اور اس کی تصدیق کی ہے اور دوسروں نے اس کی مخالفت کی، ان کے مابین بہت سی لڑائیاں بھی ہوئیں اور عرب میں وہاں سے چلا ہوں اس وقت تک ہو رہی تھیں۔ عرب کے اس بیان پر ہرقل نے حکم دیا کہ اسے برہنہ کیا جائے۔ دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مختون ہے۔ ہرقل نے کہا بخدا مجھے یہی شخص خواب میں دکھایا گیا ہے نہ کہ وہ قوم جس کے متعلق تمہارا گمان ہوا تھا۔ اچھا اس کے کپڑے دے دو، اور پھر اس عرب سے کہا کہ اب تم جاؤ۔

ابوسفیان کی طلبی

ہرقل نے اپنے کوتوال کو بلا کر حکم دیا کہ شام کے چپے چپے کو تلاش کر کے کوئی ایسا شخص حاضر کرو جو اس نبیؐ کی قوم کا ہو۔ ہم غزہ میں مقیم تھے کہ ایک ہرقل کے کوتوال نے ہم کو آگھیرا اور پوچھا کیا تم اس حجازی کی قوم سے ہو۔ ہم نے کہا ہاں، کوتوال نے کہا تو اچھا میرے ساتھ بادشاہ کے پاس چلو۔ ہم اس کے ساتھ ہوئے اور جب ہرقل کے پاس پہنچے اس نے پوچھا کیا تم اس شخص کے قبیلے سے ہو۔ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا تم میں اس کا قریب تر عزیز کون ہے۔ میں نے کہا میں ہوں۔ میں نے اس ہرقل سے زیادہ بدصورت آدمی کبھی نہیں دیکھا تھا۔ بہر حال اس نے مجھے پاس بلایا اور اپنے سامنے بٹھایا۔ میرے دوسرے ساتھیوں کو میرے عقب میں بٹھایا، پھر اس نے کہا دیکھو میں اس سے سوال کرتا ہوں اگر یہ جھوٹ بولے تم اس کی تکذیب کرنا۔ حالانکہ اگر میں جھوٹ بھی بولتا تب بھی میرے ساتھی میری تکذیب نہ کرتے مگر میں تو خود ہی ایک بڑا معزز رئیس تھا اور جھوٹ بولنے کو اپنی شان کے خلاف سمجھتا تھا اور اس بات سے واقف تھا کہ اگر میں اس وقت جھوٹ بولوں تو میرے ساتھی میری تردید تو نہیں کریں گے مگر اس بات کو یاد رکھیں گے اور پھر دنیا بھر میں کہتے پھریں گے کہ اس

لئے میں نے کوئی بات اس سے جھوٹ نہیں کہی۔

ہرقل کا استفسار

ہرقل نے پوچھا جو شخص تم میں نبوت کا مدعی پیدا ہوا ہے اس کا حال بیان کرو اب میں نے ارادہ کیا کہ میں محمدؐ کی شان اور بات کو اس کے دل میں اہمیت نہ اختیار کرنے دوں اس لئے میں نے اس سے کہا، آپ اس کی وجہ سے کیوں پریشان ہیں جو بات آپ کو اس کے متعلق معلوم ہوئی اس سے اس کی شان بہت کم تر ہے مگر میں نے دیکھا کہ میرے اس جواب کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوا اور اس نے کوئی التفات اس پر نہیں کیا۔ پھر ہرقل نے کہا اچھا صرف ان باتوں کا جواب دو جو میں ان کے متعلق دریافت کروں۔ میں نے کہا پوچھئے۔ اس نے کہا ان کا نسب کیا ہے میں نے کہا وہ نجیب الطرفین ہم میں شریف تر ہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس کے خاندان میں سے کوئی اور بھی نبوت کا مدعی ہے جس کی نقل میں انہوں نے دعویٰ کیا ہو۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا تم پر اسے حکومت حاصل تھی اور پھر تم نے اُسے چھین لیا اور اب وہ تبی ہی کر پھر حکومت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے پوچھا بتاؤ اس کے پیرو کون ہیں۔ میں نے کہا کمزور، غریب، نوجوان، بچے اور عورتیں مگر اس کی قوم کے عمائد اور اشراف میں سے ایک نے بھی اس کی اتباع نہیں کی ہے۔ پھر اس نے پوچھا اچھا بتاؤ جو اس کے متبع ہیں کیا وہ ان کو دل سے چاہتے ہیں اور وفادار ہیں یا پھر بُرا سمجھ کر اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے کہا آج تک ان کے متبعین میں سے ایک نے بھی ان کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ اس نے پوچھا اب تمہاری اور اُس کی لڑائی کا کیا حال ہے۔ میں نے کہا کبھی وہ ہم پر در ہوتے ہیں اور کبھی ہم اُن پر۔ اس نے کہا بتاؤ کیا وہ بد عہد ہیں، اور تمام سوالوں میں صرف یہ سوال ایسا تھا کہ مجھے اس کے جواب میں محمدؐ پر طنز کرنے کا موقع تھا۔ میں نے کہا نہیں اب ہمارے اور ان کے درمیان بر دست صلح ہے مگر ان کی بد عہدی سے ہم بالکل مطمئن نہیں ہیں۔

ہرقل کا جواب

اس جواب پر اس نے کوئی التفات نہیں کیا بلکہ خود ہی یہ تمام واقعہ اس نے دہرایا اور کہا کہ میں نے تم سے ان کا نسب پوچھا تھا تم نے کہا کہ وہ تم میں نہایت ہی شریف اور نجیب الطرفین ہیں اور اللہ کا یہی دستور ہے کہ جب وہ کسی کو نبوت عطا کرتا ہے وہ شخص اپنی قوم میں باعتبار نسب کے شریف تر ہوتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا ان کی قوم میں کوئی اور بھی نبوت کا مدعی ہوا ہے جس کی نقل میں انہوں نے ایسا دعویٰ کیا ہو تم نے کہا نہیں۔ میں نے پوچھا تھا کیا تمہاری حکومت سے حاصل تھی اور پھر تم نے اسے چھین لیا اور اب اس کے دوبارہ لینے کے لئے انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے، تم نے کہا نہیں ایسا بھی نہیں ہے۔ میں نے پوچھا کہ اس کے ماننے والے کون لوگ ہیں تم نے بیان کیا کہ وہ

کمزور مساکین، نوجوان اور عورتیں ہیں۔ ہر زمانے میں انبیاء کے متبعین ایسے ہی ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ آیا ان کے پیرو دل سے ان کے جان نثار اور ہمیشہ کے لئے وفادار ہیں یا چند روز میں ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ تم نے کہا کہ ان کے متبعین میں سے آج تک کسی نے بھی ان کی مفارقت اختیار نہیں کی، بیشک ایمان کی حلاوت ایسی ہی ہوا کرتی ہے کہ جب وہ دل میں اُتر جائے تو پھر نہیں نکلتی۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا وہ بدعہدی کرتے ہیں تم نے کہا نہیں۔ لہٰذا اگر تم نے ان کا سچا حال مجھ سے بیان کیا ہے تو وہ ضرور میری اس تمام سلطنت پر جو میرے قدموں کے نیچے ہے غالب آ جائیں گے۔ کاش میں اُن کی خدمت میں ہوتا اور اُن کے پاؤں دھوتا۔ اچھا اب جائیے میں کف افسوس ملتا ہوا اس کے پاس سے اُٹھ گیا اور میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے اللہ کے بندو دیکھتے ہو ابن ابی کبشہ کا اب یہ اثر ہو گیا ہے کہ فرنگی بادشاہ اس ملک شام میں جو ان کی سلطنت میں ہے بیٹھے ہوئے ان سے خوفزدہ ہیں۔

حضرت محمدؐ کا خط

دحیۃ الکلبی بن خلیفۃ الکلبی کے ذریعہ رسول اللہ صلعم کا حسب ذیل خط قیصر روم کو پہنچا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمدؐ رسول اللہ کی طرف سے ہرقل قیصر روم کے نام بھیجا جاتا ہے۔ جس نے راہ راست اختیار کی وہ سلامت رہا، اما بعد اسلام لاؤ سلامت رہو گے اسلام لے آؤ اللہ تم کو اس کا دو مرتبہ اجر دے گا اور اگر میری اس دعوت سے اعراض کرو گے تو تمہاری اس تمام ناواقف رعایا کی گمراہی کا وبال بھی تم پر ہو گا۔

اس واقعے کے متعلق ایک دوسری روایت میں اس قدر زائد ہے کہ پھر قیصر نے رسول اللہ صلعم کے خط کو اپنی دونوں رانوں اور کمر کے درمیان رکھ لیا۔

ہرقل کا امراء سے مشورہ

ابن شہاب الزہری کہتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان کے عہد میں نصاریٰ کے ایک بڑے اسقف سے میری ملاقات ہوئی یہ اس وقت موجود تھا جب رسول اللہ صلعم کا خط ہرقل کے پاس آیا اس نے بیان کیا کہ دحیہؓ بن خلیفۃ الکلبی نے وہ خط ہرقل کو لا کر دیا اس نے اسے اپنی دونوں رانوں اور کمر کے نیچے رکھ لیا اور پھر پوپ کو روم میں اس واقعے کی اطلاع دی۔ یہ پوپ عبرانی انجیل کو پڑھتا اور سمجھتا تھا ہرقل نے اسے رسول اللہ صلعم کا سارا واقعہ لکھا۔ پوپ نے جواب میں لکھا کہ بے شک یہ شخص وہی نبی برحق ہیں جن کے ہم منتظر تھے ان کی نبوت میں کوئی شبہ نہیں تم ان کی اتباع کرو، اور ان پر ایمان لاؤ۔ ہرقل نے اپنے تمام امراء کو دربار میں طلب کیا۔ ایک قصر میں دربار منعقد کیا گیا۔ سب کے جمع ہونے کے بعد دروازے بند کر دیئے گئے۔ چونکہ قیصر کو ان کی جانب سے اپنی جان کا خوف تھا وہ ان

کے سامنے ایک برآمدے پر برآمد ہوا اور اس نے کہا کہ میں نے آپ کو ایک نیک بات کے لئے بلایا ہے، میرے پاس اس عرب کا خط آیا ہے جس میں اس نے مجھے اپنے دین کی دعوت دی ہے اور وہ بیشک وہی نبیؐ برحق ہے جس کا ہم کو انتظار تھا اور جس کی پیش گوئی ہماری مذہبی کتابوں میں موجود ہے لہٰذا آؤ ہم سب اس کی اتباع کریں اور اس پر ایمان لائیں تاکہ ہماری دنیا و آخرت بنی رہے۔

امراء کی برہمی

اس تقریر پر تمام حاضرین نے انکار کے لئے ایک شور برپا کر دیا اور دربار کے کمرے سے باہر جانے کے لئے دروازوں کی طرف لپکے مگر وہ پہلے سے بند تھے۔ پھر اس کو تغیر نے سامنے بلایا، اُسے اپنی جان کا ان کی جانب سے خطرہ تھا اس لئے اب اس نے یہ تقریر کی کہ میں نے یہ جو کچھ گفتگو ابھی آپ سے کی ہے اس کا مطلب صرف آپ کا امتحان تھا کہ آزمائش کی جائے کہ آپ اپنے دین پر کس مضبوطی سے قائم ہیں اور اس امتحان کی اس جدید واقعے کے پیش آجانے کی وجہ سے ضرورت ہوئی مگر اب مجھے آپ کے راسخ ایمان کو دیکھ کر بہت مسرت ہوئی۔ اس کے سننے کے بعد تمام درباری بادشاہ کے سامنے سجدے میں گر پڑے، اب قصر کے دروازے کھول دیئے گئے اور وہ سب چلے گئے۔

ضغاطر اسقف کا قتل

دوسری روایت ہے کہ خط موصول ہونے کے بعد ہرقل نے دحیہؓ سے یہ بھی کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تمہارے نبیؐ برحق ہیں یہی وہ نبیؐ ہیں جن کے ہم منتظر تھے اور جن کا ذکر ہماری مذہبی کتابوں میں موجود ہے مگر مجھے رومیوں سے اپنی جان کا خوف ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو میں ضرور ان کی اتباع کر لیتا، اب مناسب یہ ہے کہ تم ضغاطر اسقف کے پاس جاؤ اس سے اپنے نبیؐ کا حال بیان کرو، تمام رومیوں میں اس کی شان اور عزت مجھ سے زیادہ ہے اور اس کی بات کا سب پر مجھ سے کہیں زیادہ اثر ہے، دیکھو وہ اس معاملے میں کیا کہتا ہے۔ دحیہؓ ضغاطر کے پاس آئے رسول اللہ صلعم نے جس غرض سے اور جس دعوت کے لئے ان کو ہرقل کے پاس بھیجا تھا وہ اس سے بیان کی ضغاطر نے کہا بے شک تمہارے نبیؐ برحق ہیں ہم ان کی تعریف سے پہچان گئے ان کا نام ہماری کتابوں میں ہے اس کے بعد ضغاطر اندر گیا وہاں اس نے اپنا سیاہ لباس جو پہنے تھا اتار کر سفید کپڑے پہنے اور پھر اپنا عصا ہاتھ میں لے کر رومیوں کے سامنے جو گرجا میں جمع تھے آیا اور ان سے کہا کہ ہمارے پاس احمدؐ کا خط آیا جس میں انہوں نے ہمیں اللہ عزوجل کی دعوت دی ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ اَحْمَدَ عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اسے سنتے ہی تمام حاضرین ایک جان ہو کر اس پر حملہ آور ہوئے اور وہیں ضغاطر کو شہید کر دیا۔ اس واقعے کے بعد دحیہؓ ہرقل کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا ہرقل نے کہا میں نے پہلے ہی تم سے یہ بات کہہ دی تھی کہ ہمیں ان کی طرف سے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ ضغاطر کا

اُن پر مجھ سے کہیں زیادہ اثر تھا اور وہ اس کی مجھ سے زیادہ تعظیم کرتے تھے مگر تم نے دیکھ لیا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا۔

ہرقل کی شام سے روانگی

اس واقعے کے متعلق ایک اور روایت یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم کے خط کے بعد جب ہرقل شام سے قسطنطنیہ واپس ہونے لگا اس نے تمام رومیوں کو بلا کر ان سے کہا کہ میں چند باتیں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں ان پر غور کرو۔ انہوں نے کہا بیان کیجئے۔ ہرقل نے کہا تم خود جانتے ہو کہ یہ شخص نبی مرسل ہے جس کا ذکر خود ہماری کتابوں میں موجود ہے اور اب جو صفت ان کی بیان کی گئی ہے اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ یہی وہ نبیؐ موعود ہے لہٰذا آؤ ہم سب مل کر اس کی اتباع کر لیں تاکہ ہماری دنیا اور آخرت محفوظ رہے۔ انہوں نے کہا اس کے معنے یہ ہوئے کہ ہم عربوں کے ماتحت ہو جائیں حالانکہ دنیا میں سب سے بڑی سلطنت ہماری ہے اور سب سے بڑی قوم ہم ہیں اور ہمارا ملک سب سے بہتر ہے۔ ہرقل نے کہا اچھا تو اس بات کو قبول کرو کہ ہم ہر سال ان کو جزیہ دے دیا کریں تاکہ پھر ہمیں ان کی قوت کا کوئی اندیشہ نہ رہے اور ان سے لڑنا نہ پڑے۔ حاضرین نے کہا بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم عربوں کے مقابے میں یہ ذلت گوارا کر لیں کہ وہ ہم سے خراج وصول کیا کریں۔ ہماری قوم دنیا میں سب سے بڑی، ہماری سلطنت دنیا میں سب سے بڑی اور ہمارا ملک نہایت ہی محفوظ ہے ہم ہرگز اس بات کو نہ مانیں گے۔ ہرقل نے کہا اچھا تو آؤ ہم سوریا کا علاقہ دے کر ان سے صلح کر لیں اور شام وہ ہمارے قبضے میں رہنے دیں (رومی فلسطین، اردن، حمص اور دمشق کے علاقے کو جو درے کے اس طرف واقع تھا سوریا کہتے تھے اور درے کے اس طرف روم سے ملحقہ علاقے کو شام کہتے تھے) اس تجویز پر حاضرین دربار نے کہا آپ جانتے ہیں کہ سوریا شام کے لئے بمنزلہ ناف کے ہے ہم وہ کیونکر دے دیں ہم اس کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ اس طرح جب رومیوں نے ہرقل کی ہر بات رد کر دی اس نے کہا تو اب تم دیکھ لوگے کہ تم ان کے مقابلے میں مفتوح ہو گے اور خود اپنے دار السلطنت میں تم کو محصور ہو کر مقابلہ کرنا پڑے گا۔ یہ کہہ کر وہ خچر پر سوار ہو کر چل دیا اور جب درے پر پہنچ کر اسے شام کا ملک نظر آیا اس نے کہا اے سوریا میں اب ہمیشہ کے لئے تجھے خیر باد کہتا ہوں اور سیدھا قسطنطنیہ چلا گیا۔

رئیس دمشق کو پیغام

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے بنی اسد بن خزیمہ کے شجاعؓ بن وہب کو منذر بن الحارث بن ابی شمر الغسانی دمشق کے رئیس کے پاس بھیجا۔ واقدی کے بیان کے مطابق آپؐ نے یہ خط شجاع کے ذریعے اسے ارسال کیا تھا۔ اس پر سلامتی ہو جس نے راہ راست

کی اتباع کی اور اسے تسلیم کیا۔ میں تم کو اللہ وحدہٗ لاشریک پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں، تمہاری ریاست تمہارے قبضہ میں رہے گی۔ شجاعؓ اس خط کو منذر کے پاس لائے اور پڑھ کر سنایا۔ اس نے کہا وہ کون ہے جو میری ریاست مجھ سے چھین سکتا ہے میں اس کا مقابلہ کروں گا۔ رسول اللہ صلعم نے یہ جواب سن کر فرمایا "اس کی ریاست برباد ہوگئی"۔

شاہِ حبشہ کو دعوتِ اسلام

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے عمرو بن اُمیہ الضمری کو جعفر بن ابی طالب کی امارت میں اپنے صحابہؓ کے ساتھ نجاشی کے پاس اپنا یہ خط دے کر بھیجا تھا: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمدؐ رسول اللہ کی جانب سے حبشہ کے بادشاہ نجاشی الاصحم کے نام ارسال کیا جاتا ہے۔ تم محفوظ ہو، میں تمہارے سامنے اللہ کی جو تمام کائنات کا حاکم ہے، پاک ہے امان ہے اور امان دینے والا مقتدر ہے تعریف کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ عیسٰیؑ بن مریمؑ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ تھے جسے اس نے نیک، پاک اور عفیفہ مریمؑ کے بطن میں ڈالا اور عیسٰیؑ بطن مریمؑ میں بوشکل حمل جلوہ افروز ہوئے، اللہ نے ان کو اپنی روح اور دم سے اسی طرح پیدا کیا جس طرح اس نے آدمؑ کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور پھر اس میں جان پھونکی۔ میں تم کو اس اللہ کی جو صرف ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں دعوت دیتا ہوں کہ اس پر ایمان لاؤ۔ اس کی فرماں برداری میں میرا ساتھ دو، میری پیروی کرو اور میری رسالت کو مانو کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں نے اپنے چچا زاد بھائی جعفر کو دوسرے مسلمانوں کے ساتھ تمہارے پاس بھیجا ہے، جب یہ تمہارے پاس پہنچیں تم ان کی تواضع کرنا اور نخوت حکومت کو ترک کر دینا۔ میں تم کو اور تمہاری رعایا کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے اللہ کا پیغام خلوص کے ساتھ تم کو پہنچا دیا۔ تم میری اس نصیحت کو قبول کرو۔ اس پر سلامتی رہے جس نے راہِ راست کی اتباع کی"۔

شاہِ نجاشی کا قبولِ اسلام

اس کے جواب میں نجاشی نے رسول اللہ صلعم کو لکھا: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ عریضہ نجاشی الاصحم بن ابجر کی جانب سے محمدؐ رسول اللہ کے نام ارسال ہے اے اللہ کے نبیؐ آپ پر سلامتی ہو اور اس اللہ کی جو بلا شرکت ایک ہے اور جس نے مجھے اسلام کی ہدایت کی ہے۔ رحمت اور برکات آپ پر نازل ہوں۔ اے اللہ کے رسولؐ مجھے جناب کا خط موصول ہوا جس میں آپ نے عیسٰیؑ کا ذکر کیا ہے، آسمان و زمین کے پروردگار کی قسم آپؐ نے عیسٰیؑ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے خود انہوں نے بھی اس پر ایک شمہ زائد نہیں کیا اور نہ کہا۔ میں آپؐ کی رسالت کا معترف ہوں۔ میں نے آپ کے چچا زاد بھائی اور ان کے ہمراہیوں کو اپنا مہمان بنایا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور دوسرے انبیاء کے مصدق ہیں۔ میں نے آپ کے لئے آپ کے چچا زاد بھائی کی بیعت

کر لی اور ان کے ہاتھ پر اللہ رب العالمین کے لئے اسلام لے آیا ہوں۔ میں اپنے بیٹے ارحا بن الاصحم بن ابجر کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں کیونکہ میں صرف اپنے نفس کا مالک ہوں اور اگر آپ کی یہی خوشی ہو کہ میں خود حاضر ہوں تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ کا ارشاد برحق ہے والسلام علیک یا رسول اللہ۔"

نجاشی نے اپنے بیٹے کو ساٹھ آدمیوں کے ساتھ ایک کشتی میں حجاز روانہ کیا مگر وسط سمندر میں کشتی مع تمام مسافروں کے غرقاب ہو گئی۔

حضرت اُمّ حبیبہؓ بنت ابی سفیان

رسول اللہ صلعم نے نجاشی کو لکھا کہ اُمّ حبیبہؓ بنت ابی سفیان کی میرے ساتھ شادی کر دو اور ان کو ان مسلمانوں کے ساتھ جو تمہارے ہاں ہوں میرے پاس بھیج دو۔ نجاشی نے رسول اللہ صلعم کے اس پیام کو اپنی لونڈی ابرہہ کے ذریعے اُمّ حبیبہؓ کو پہنچایا، وہ اس پیام سے بہت مسرور ہوئیں اور خوشی میں انہوں نے اسے اپنی چھانجھ کڑیاں دے دیں اور کہا کہ اس کام کے لئے میرا وکیل بنا دو۔ ابرہ نے خالد بن سعید بن العاص کو ان کا وکیل مقرر کر دیا اور انہوں نے اُمّ حبیبہؓ کا نکاح کر دیا۔ نجاشی نے رسول اللہ صلعم کی جانب سے پیام دیا۔ خالد نے اسے اُمّ حبیبہؓ کی طرف سے قبول کر کے ان کا نکاح کر دیا۔ نجاشی نے چار سو دینار زرِ مہر خالد بن سعید کو دیئے، انہوں نے وہ اُمّ حبیبہؓ کو لا کر دیئے۔ جب ابرہ یہ رقم لائی اُمّ حبیبہؓ نے اس میں سے پچاس مثقال اسے دیئے اور کہا جب میرے پاس کچھ نہ تھا تب بھی میں اتنا سونا تم کو دینے والی تھی اب اللہ عزوجل نے خود ہی یہ رقم بھیج دی۔ ابرہ نے کہا بادشاہ نے مجھے ممانعت کر دی ہے کہ اس میں سے کچھ نہ لوں اور جو کچھ میں نے پہلے آپ سے لیا ہے وہ بھی واپس کر دوں چنانچہ اس نے زیور واپس کر دیا اور کہا کہ میں تو شاہی توشہ خانہ کی مہتمم ہوں میں محمد رسول اللہ کی تصدیق کر کے ان پر ایمان لائی۔ میں آپ سے صرف یہ چاہتی ہوں کہ آپ میرا رسول اللہؐ سے سلام کہہ دیں۔ اُمّ حبیبہؓ نے اس کا وعدہ کر لیا۔ ابرہ نے کہا علاوہ ازیں بادشاہ نے اپنی تمام بیویوں سے کہا ہے کہ جس قدر عود اور عنبر ان کے پاس ہو وہ آپ کو بھیج دیں رسول اللہ صلعم اُمّ حبیبہؓ کے پاس عود جلتا ہوا اور ان کو عنبر ملے ہوئے دیکھتے تھے مگر آپ نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔

حضرت اُمّ حبیبہؓ کی روانگی مدینہ

اُمّ حبیبہؓ فرماتی ہیں کہ ہم دو کشتیوں میں سوار ہو کر حبشہ سے حجاز روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے نواتیوں (ملاح) کو ہمارے ساتھ کر دیا تھا ہم جار اترے اور پھر خشکی کی سواریوں پر بیٹھ کر مدینہ پہنچے۔ رسول اللہ صلعم اس وقت خیبر میں تھے اکثر صحابہ ساتھ تھے، میں مدینہ میں ٹھہر گئی جب آپ آئے میں خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ مجھ سے نجاشی کے حالات پوچھتے

رہے۔ میں نے ابرہہ کا سلام کہا، آپؐ نے اس کا جواب دیا۔

جب ابوسفیان کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم نے اُم حبیبہؓ سے نکاح کر لیا ہے اُس نے کہا کہ یہ وہ نر ہے کہ جس کی ناک میں نکیل نہیں ڈالی جا سکتی۔

نامۂ رسولؐ شاہ فارس کے نام

اس سال رسول اللہ صلعم نے عبداللہ بن حذافۃ السہمی کے ہاتھ یہ خط کسریٰ کے نام ارسال کیا: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد رسول اللہ کی جانب سے فارس کے بادشاہ کسریٰ کے نام بھیجا جاتا ہے، سلامتی ہو اس پر جس نے راہِ راست کی اتباع کی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور اس بات کی شہادت دی کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں جو تمام اہلِ عالم کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں تاکہ وہ جو زندہ ہیں ان کو آخرت سے ڈرائیں اسلام لے آؤ محفوظ رہوگے اور اگر اس سے انکار کروگے تمام مجوسیوں کا وبال تم پر ہوگا۔"

کسریٰ نے رسول اللہ صلعم کا خط پارہ پارہ کر دیا۔ آپ نے فرمایا اس کا ملک بھی پارہ پارہ کر دیا جائے گا۔

شاہ فارس کا گستاخانہ رویہ

یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم کو فارس کے بادشاہ کسریٰ بن ہرمز کے پاس اپنا خط دے کر بھیجا۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد رسول اللہ کی طرف سے فارس کے فرمانروا کسریٰ کے نام بھیجا جاتا ہے۔ اس پر سلامتی ہو جس نے راہِ راست کی اتباع کی۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور جس نے اس بات کی شہادت دی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ میں تم کو اللہ کا پیام پہنچاتا ہوں اور اس کے لئے دعوت دیتا ہوں کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں تمام اہلِ عالم کے لئے" تاکہ جو زندہ ہیں ان کو متنبہ کردوں اور جو اس سے انکار کریں ان کے خلاف حجت قائم ہو جائے، اسلام قبول کرو بچ جاؤ گے، اگر تم نے نہ مانا تو پھر تمہاری تمام قوم مجوس کا وبال تمہارے ذمے ہوگا۔"

خط پڑھ کر کسریٰ نے اسے پارہ پارہ کر دیا اور کہا کہ وہ جو میری رعایا ہے مجھے یہ خط لکھتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ رسول اللہ صلعم کے خط کو لے کر کسریٰ کے پاس گئے۔ کسریٰ نے خط پڑھ کر اسے پارہ پارہ کر دیا۔ جب آپ کو اس کی اس حرکت کی اطلاع ہوئی آپ نے فرمایا۔ "اسی طرح اس کی حکومت کے پُرزے پُرزے ہو جائیں گے۔"

کسریٰ کا والیٔ یمن کو حکم

یزید بن ابی حبیب کی روایت کے مطابق، اس کے بعد کسریٰ نے اپنے

والی یمن باذان کو لکھا کہ تم دو دلاور آدمی حجاز بھیجو تاکہ وہ اس شخص کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آئیں۔ باذان نے حسب الحکم اپنے داروغہ بابویہ کو جو کاتب اور ایرانی طریقہ حساب کا ماہر تھا اور اس کے ساتھ ایک دوسرے ایرانی خرخسرہ کو اس غرض سے مدینہ بھیجا اور ان کے ہاتھ رسول اللہ صلعم کو یہ خط بھیجا کہ تم ان کے ساتھ کسریٰ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ باذان نے بابویہ سے زبانی یہ کہا کہ تم اس شخص کے شہر میں جاؤ ان سے گفتگو کرو اور ان کا صحیح حال پھر مجھ سے آکر بیان کرو۔ یہ دونوں ایرانی یمن سے چل کر طائف آئے اس کے مقام نخب میں ان کو کچھ قریش ملے۔ انہوں نے ان سے رسول اللہ صلعم کا پتہ پوچھا۔ انہوں نے کہا وہ مدینہ میں ہیں۔ وہ قریش ان ایرانیوں کو دیکھ کر اور اُن کے آنے کی غرض معلوم کر کے بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے باہمدگر اس خوش خبری کو بیان کیا اور کہنے لگے اب شہنشاہ کسریٰ ایسے زبردست نے اسے تاکا ہے اب وہ اس کی خبر لے لے گا۔ دونوں ایرانی وہاں سے چل کر رسول اللہ صلعم کے پاس آئے۔ بابویہ نے آپ سے گفتگو کی اور کہا کہ بادشاہوں کے بادشاہ شہنشاہ کسریٰ نے باذان کو لکھا ہے کہ تم کسی کو ان کے پاس بھیجو اس نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ میرے ہمراہ چلیں۔ اگر آپ چلتے ہیں تو باذان ایران کے شہنشاہ کو آپ کی سفارش لکھیں گے تاکہ وہ آپ سے درگذر کر کے معافی دے دیں اور اگر آپ اس کے حکم سے سرتابی کریں گے تو آپ اس سے تو واقف ہیں وہ آپ کو اور آپ کی قوم کو ہلاک کر دے گا اور آپ کے ملک کو برباد کر دے گا۔

شاہ ایران کا قتل

یہ دونوں آپ کی خدمت میں اسی شکل میں حاضر ہوئے تھے کہ داڑھی صاف اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں۔ آپ نے کراہیت سے پہلے تو ان کی طرف نظر ہی نہیں کی مگر پھر مواجہہ کر کے پوچھا یہ کیا شکل ہے کس نے اس کا حکم دیا ہے انہوں نے کہا ہمارے پروردگار نے جس سے ان کی مراد کسریٰ تھی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا مگر میرے رب نے مجھے داڑھی چھوڑنے اور مونچھیں ترشوانے کا حکم دیا ہے اس کے بعد آپ نے ان سے کہا اچھا آج تو جاؤ کل پھر آنا۔ اس کے بعد ہی رسول اللہ کو بذریعہ وحی آسمان سے خبر ملی کہ اللہ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا اور شیرویہ نے فلاں ماہ اور فلاں شب میں اپنے باپ کسریٰ پر قابو پا کر اُسے قتل کر دیا ہے۔

واقدی کہتے ہیں کہ شیرویہ نے اپنے باپ کسریٰ کو جمادی الاولیٰ ۷ھ ہجری کی تیرھویں شب میں چھ گھڑی رات گئے بعد قتل کیا تھا۔

شیرویہ کی حکومت

دوسرے دن آپ نے ان دونوں ایرانیوں کو بلا کر اس واقعہ کی اطلاع دی

انہوں نے کہا جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں اس کے مفہوم سے آپ واقف ہیں ہم نے جو بات آپ سے کہی ہے وہ آپ کے اس دعویٰ کے مقابلے میں معمولی ہے کیا ہم اپنے رئیس کو یہ بات آپ کی طرف سے لکھ دیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہاں یہ اس سے کہہ دو اور یہ بھی کہو کہ میرا دین اور میری حکومت بہت جلد کسریٰ کی تمام سلطنت میں پھیل جائے گی اور وہاں تک پہنچے گی جہاں تک اونٹ اور گھوڑے جاتے ہیں اور کہہ دو اگر تم اسلام لے آؤ تو جو ملک تمہارے تحت ہے اور ابناء کی جو ریاست اس وقت تم کو حاصل ہے وہ بدستور تمہارے پاس رہے گی۔ اس کے بعد آپ نے خرخسرہ کو ایک بگلوس عطا فرمایا جس میں سونا چاندی لگا ہوا تھا۔ یہ بگلوس آپ کو کسی رئیس نے تحفے میں بھیجا تھا۔ یہ دونوں آپ سے رخصت ہو کر باذان کے پاس آئے اور اُسے پورا واقعہ سنایا۔ باذان نے کہا اس گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب دنیاوی بادشاہ نہیں ہیں بلکہ نبی ہیں جیسا کہ ان کے بیان سے معلوم ہوتا ہے جو کچھ انہوں نے کہا ہے ہم اس کے وقوع کا انتظار کرتے ہیں اگر یہ بات سچ نکلی تو پھر اُن کے نبی مرسل ہونے میں کچھ شُبہ ہی نہیں اور اگر یہ بات سچ ثابت نہیں ہوئی تو پھر ہم اس معاملے پر مزید غور کریں گے کہ کیا کریں۔ اس خبر کے کچھ عرصہ بعد شیرویہ کا خط باذان کے نام آیا جس میں لکھا تھا کہ میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے اور اس طرح میں نے اپنے ہم قوم ایرانیوں کا انتقام لیا ہے جن کو وہ بیکر لیتے اُن کے گھروں میں قتل اور سنگسار کرتا تھا۔ جب تم کو میرا یہ خط موصول ہو تم اپنے یہاں کے لوگوں سے میرے لئے حلف اطاعت لو اور جس شخص کے بارے میں کسریٰ نے تم کو لکھا تھا اب اس سے بردست کوئی تعرض نہ کرو میرے آئندہ حکم کا انتظار کرو۔

حمیر خرخسرہ کا تاثر

اس خط کو پڑھ کر باذان نے کہا بخدا یہ صاحب سچے رسول ہیں اب وہ اور اس کے ساتھ جس قدر اُمراء ناؤ سے یمن میں موجود تھے سب اسلام لے آئے حمیر خرخسرہ کو اسی بگلوس کی وجہ سے جو رسول اللہ صلعم نے ان کو دیا تھا ذو المعجزہ کہتے تھے۔ ان کی زبان میں معجزہ بگلوس کو کہتے ہیں۔ اب تک ان کی اولاد ان کو اسی نسبت سے یاد کرتی ہے۔ بابویہ نے باذان سے یہ کہا کہ میں نے مدت العمر میں ایسا بارعب شخص نہیں دیکھا جیسا کہ یہ (محمدؐ) ہیں۔ باذان نے پوچھا کیا ان کے پاس پہرے دار سپاہی ہیں۔ اس نے کہا نہیں۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال رسول اللہ صلعم نے مقوقس کو خط لکھا جس میں اسے اسلام کی دعوت دی مگر وہ مسلمان نہیں ہوا۔ غزوۃ الحدیبیہ سے مدینہ واپس آ کر رسول اللہ صلعم نے ذی الحجہ اور محرم کا کچھ حصہ وہیں قیام فرمایا۔ اس سال حج مشرکین کے انتظام میں ہوا۔

حضرت محمدؐ کی خیبر کی جانب پیش قدمی

۷ھ ہجری شروع ہوا تقیہ ماہ محرم میں رسول اللہ صلعم خیبر روانہ ہوئے۔ اس موقعے پر آپ نے اسباعؓ بن عرفطہ الغفاری کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا۔ آپ اپنی فوج کے ساتھ رجیع نام وادی میں خیبر اور غطفان کے درمیان تاکہ وہ اہل خیبر کی مدد نہ کر سکیں کیونکہ وہ آپ کے مقابلے میں اہل خیبر کے یاور تھے فروکش ہوئے۔ غطفان کو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم نے خیبر پر چڑھائی کی ہے وہ جمع ہو کر آپ کے برخلاف یہودیوں کی مدد کے لئے چلے ابھی ایک ہی منزل گئے تھے کہ انہوں نے اپنے پیچھے اپنے املاک اور اہل وعیال میں بے چینی محسوس کی ان کو خیال ہوا کہ دشمن اُدھر بڑھ گیا ہے وہ اُلٹے پاؤں پلٹ گئے اور اپنے اہل وعیال اور املاک میں مقیم ہو گئے۔ اس طرح انہوں نے رسول اللہ صلعم اور خیبر کے درمیان میدان صاف کر دیا۔ آپ نے ان کے املاک پر قبضہ کرنے سے ابتدا کی، ایک ایک جائداد کو اپنے قبضے میں اور گڑھیوں کو فتح کرنا شروع کیا سب سے پہلے حصن ناعم فتح ہوا۔ اسی کے پاس محمودؓ بن مسلمہ ایک چکی سے جو قلعے سے ان پر پھینکی گئی تھی شہید ہوئے۔ اس کے بعد آپ نے قموص اور ابن ابی الحقیق کے گڑھ فتح کئے۔ ان میں آپ کو بہت سے لونڈی غلام ملے جن میں صفیہ بنت حیی بن اخطب، کنانہ بن الربیع بن ابی حقیق کی بیوی بھی اپنی دو چچازاد بہنوں کے ساتھ ہاتھ آئی۔ آپ نے اسے اپنے لئے مخصوص فرما لیا۔ دحیہؓ الکلبی نے ان کو مانگا تھا مگر جب آپؐ نے اُن کو اپنے لئے منتخب فرمایا تو ان کی دونوں چچیری بہنیں دحیہؓ کو عطا کر دیں۔ خیبر کے بقیہ تمام لونڈی غلام مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے گئے۔

قلعہ صعب بن معاذ کی فتح

ایک اسلمی بیان کرتے ہیں کہ اس قبیلے کے بنی اسہم رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے اور عرض پرداز ہوئے کہ ہماری معاشی حالت مکلف ہے اور ہمارے

پاس کچھ نہیں رہا مگر اس وقت آپ کے پاس کچھ نہ رہا تھا کہ آپ ان کو عطا کرتے آپ نے اُن کے لئے دعا کی کہ اے بار الہٰ تو ان کی حالت سے واقف ہے ان میں کچھ نہیں رہا اور میرے پاس بھی کچھ نہیں ہے کہ میں ان کو دوں تو ان کے ہاتھ پر یہودیوں کے سب سے بڑے اور مالدار قلعے کو مسخر کرا دے۔ دوسرے دن علی الصبح پھر حملہ ہوا، اللہ نے صعب بن معاذ کا قلعہ جس سے زیادہ ذخائر خوراک کسی اور قلعے میں نہ تھے ان کے ہاتھ پر فتح کرا دیا۔ جب اور تمام قلعے رسول اللہ صلعم نے سر کر لئے یہودی سمٹ کر اپنے قلعے وطیخ اور سلالم میں جمع ہو گئے۔ سب سے آخر میں یہی قلعہ فتح ہوا۔ رسول اللہؐ نے بارہ تیرہ راتیں یہاں اُن کو محصور رکھا۔

مرحب کا رجز

جابر بن عبد اللہ الانصاری سے مروی ہے کہ مرحب پوری طرح مسلح ان قلعوں سے یہ رجز پڑھتا ہوا نکلا۔

قد علمت خیبر انی مرحب شاکی السلاح بطل مجرب

اطعن احیاناً وحیناً اضرب اذا اللیوث اقبلت تحرب

کان حمائیٰ للحمیٰ لایقرب

ترجمہ:۔ تمام خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، مسلح، دلاور، جنگ آزمودہ کبھی نیزہ چلاتا ہوں اور کبھی تلوار جب کہ دلاور جنگ کے لئے سامنے آتے ہیں، میری چراگاہ سے متصل کسی اور کی چراگاہ نہیں ہوتی۔

اس نے کہا کوئی ہے جو مقابلے پر آئے۔ رسول اللہ صلعم نے صحابہؓ سے کہا، کون اس کے مقابلے پر جاتا ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا چونکہ یہودیوں نے کل ہی میرے بھائی کو قتل کر دیا ہے میں جوشِ انتقام سے معمور ہوں میں اس کے مقابلے پر جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جاؤ اللہ اس کے مقابلے میں تمہاری اعانت کرے۔ جب یہ دونوں قریب آئے ایک عمر یہ جھاڑ ان کے درمیان حائل ہو گیا۔ یہ دونوں اپنے حریف سے اس کی آڑ لینے لگے، جو اس کی آڑ لیتا وہ اپنی تلوار سے اپنے سامنے کی شاخیں قطع کر دیتا یہاں تک کہ پورا درخت دونوں کے درمیان انسان کی طرح ننگا کھڑا رہ گیا کوئی شاخ اس پر نہ رہی۔ مرحب نے محمدؐ پر تلوار ماری۔ اُنہوں نے اسے اپنی ڈھال پر روکا، تلوار اس میں پیوست ہو گئی اور اس میں دندانے پڑ گئے۔ اس سے مرحب دم زدہ ہو گیا۔ اب محمدؐ نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ مرحب کے بعد اس کا بھائی یاسر یہ رجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا۔

قد علمت خیبر انی یاسر شاک السلاح بطلٌ مغاور

اذا اللیوث اقبلت تحب در واحجمت عن صولتی المغاور

انّ حمای فیہ موتٌ حاضرٌ

ترجمہ:۔ تمام خیبر جانتا ہے کہ میں یاسر ہوں، مسلح، دلاور اور جری ہوں، جب کہ لڑائی میں بہادر لڑنے آتے ہیں اور مجھ پر حملہ کرنے سے بڑے جری بھی ٹھٹک جاتے ہیں، میرے میدان میں موت حاضر ہے جو آئے گا مارا جائے گا۔

حضرت زبیرؓ بن العوام کا حملہ زبیرؓ بن العوام اس کے مقابلے پر چلے، ان کی ماں صفیہ بنت عبدالمطلب نے کہا یا رسول اللہؐ کیا میرا بیٹا ہی مارا جائے۔ آپؐ نے فرمایا بلکہ انشاء اللہ تمہارا بیٹا اُسے قتل کر دے گا۔ زبیرؓ یہ رجز پڑھتے ہوئے بڑھے۔

قد علمت خیبر انی زبّار قرمٌ لقوم غیر نکس فرّار

ابن حماۃ المجد وابن الاخیار یاسر لا یغرّنک جمع الکفّار

فجمعھم مثل سراب الجرّار

(ترجمہ) تمام خیبر جانتا ہے کہ میں زبیر ہوں، قوم کا سردار ہوں، نہ نکما ہوں نہ بھاگنے والا میں شرفا اور بزرگوں کی اولاد ہوں، یاسر تجھے کافروں کی جمعیت دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ ان کی مثال بہت جلد غائب ہو جانے والے سراب کی ہے۔

اس کے بعد دونوں ملاقی ہوئے۔ زبیرؓ نے اُسے قتل کر دیا۔

رسول اللہؐ کا علم بریدہؓ الاسلمی سے مروی ہے کہ اہل خیبر کے قلعے کے مقابل فروکش ہو کر رسول اللہؐ نے اپنا علم عمرؓ بن الخطاب کو دیا۔ کچھ لوگ ان کے ساتھ ہو کر قلعے پر حملہ آور ہوئے اہل خیبر نے ان کا مقابلہ کیا۔ عمرؓ اور ان کے ہمراہی پسپا ہو کر رسول اللہ صلعم کے پاس پلٹ آئے۔ عمرؓ کے ہمراہی ان کو اور عمرؓ اُن کو بزدل ٹھہرانے لگے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں کل ایسے شخص کو عَلَم دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کا محبوب ہے۔ دوسرے دن ابوبکرؓ اور عمرؓ نے جھنڈا لینے کے لئے ہاتھ پھیلایا آپ نے علیؓ کو بلایا اُن کو آشوب چشم تھا آپ نے ان کی آنکھوں پر اپنا تھوک لگا دیا اور اپنا جھنڈا اُن کو دیا، بہت سے لوگ ان کے ساتھ یورش کے لئے چلے، اہل خیبر مقابلے پر آئے اس وقت مرحب یہ رجز پڑھ رہا تھا:

قد علمت خیبر انی مرحب شاکی السلاح بطل مجرّب

اطعن احیانا وحینا اضرب اذا اللیوث اقبلت تلھّب

(ترجمہ) خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، مسلح ہوں، دلاور ہوں، جنگ آزمودہ ہوں، کبھی نیزہ بازی کرتا ہوں اور کبھی شمشیر زنی کرتا ہوں جب کہ مردانِ دلاور جوش میں بھرے ہوئے لڑنے آتے ہیں۔

علیؓ نے اور اس نے ایک دوسرے پر تلوار کا وار کیا۔ علیؓ نے اس کے کاسۂ سر پر ایسا زبردست ہاتھ مارا کہ تلوار سر کو کاٹتی ہوئی داڑھوں تک اتر گئی اور ان کی ضرب کی آواز مسلمانوں کی فرودگاہ والوں نے سنا ابھی تمام آدمی بھی ان کے پاس نہ پہنچنے پائے تھے کہ اللہ نے علیؓ اور اُن کے ساتھیوں کو فتح عطا کی۔

حضرت علیؓ اور مرحب کا مقابلہ

دوسرے سلسلے سے بریدہؓ سے مروی ہے کہ بسا اوقات رسول اللہ صلعم کو درد سر ہو جاتا تھا اس کی وجہ سے وہ کبھی ایک دن اور کبھی دو دن تک باہر تشریف نہ لاتے تھے چنانچہ خیبر آ کر آپ کے سر میں درد ہوا اور آپ برآمد نہ ہوئے۔ ابوبکرؓ نے آپ کے جھنڈے کو لیا حملہ آور ہوئے اور نہایت شدید لڑائی کے بعد پلٹ آئے۔ پھر عمرؓ نے جھنڈا لیا حملہ کیا اور اس مرتبہ پہلی مرتبہ سے بہت زیادہ شدید لڑائی ہوئی مگر وہ بھی بغیر فتح حاصل کئے پلٹ آئے۔ رسول اللہؐ کو اس کی اطلاع دی گئی۔ آپ نے فرمایا میں کل یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسولؐ اُسے چاہتے ہیں وہ بزورِ شمشیر قلعہ فتح کرلے گا۔ علیؓ اس وقت وہاں موجود نہ تھے۔ اس وجہ سے قریش کے ہر فرد کی یہ اُمید تھی کہ شاید اسی کو حکم دیا جائے۔ دوسری صبح علیؓ اپنے اونٹ پر سوار رسول اللہؐ کی فرودگاہ میں آئے اور آپؐ کے خیمے کے قریب آ کر انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا۔ اُن کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں، قطری کپڑے کی پٹی آنکھوں پر بندھی تھی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا قریب آؤ، علیؓ آپؐ کے قریب آئے آپ نے ان کی آنکھوں پر اپنا تھوک لگا دیا جس سے درد جاتا رہا وہ اس وقت چلے گئے۔ پھر آپ نے ان کو اپنا علم دیا۔ اس کے ساتھ بہت سے صحابہؓ ان کے ساتھ ہوئے علیؓ نے اس وقت ایک ارغوانی سرخ حلہ پہن رکھا تھا جس کے استر کو انھوں نے باہر کر رکھا تھا۔ یہ خیبر کے شہر آئے، مرحب قلعے کا رئیس یمانی زرد رنگ کا خود پہنے اُس پر انڈے کے برابر ایک قیمتی تہ شدہ ہوئے ہیرے کی کلغی لگائے یہ رجز پڑھتا ہوا میدان میں نکلا۔

قد علمت خیبر انی مرحب شاکی السلاح بطلٌ مجرّب

(ترجمہ) خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، مسلح ہوں، دلاور ہوں، جنگ آزمودہ ہوں۔

علیؓ نے اس کے جواب میں کہا:

انا الذی سمتنی اُمی حیدرہ اکیلکم بالسیف کیل السندرہ

لیثٌ بغابات شدیدٌ قسورہ

(ترجمہ) میں وہ ہوں کہ میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے میں تلوار سے تمہاری اس طرح قطع برید کروں گا جس طرح آک کا درخت کاٹا جاتا ہے میں نہایت تند خو اور بہادر شیر نیستاں ہوں۔

دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیے۔ مگر علیؓ کا وار پہلے ہوا۔ جس سے تلوار مرحب کے خود اور سر کو کاٹتی ہوئی مرحب کی ڈاڑھوں تک اُتر گئی اور شہر پر قبضہ کر لیا گیا۔

ابو رافعؓ مولی رسول اللہ صلعم سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے علیؓ بن ابی طالب کو اپنا عَلَم دے کر لڑنے بھیجا ہم بھی ان کے ساتھ ہوئے۔ جب وہ قلعے کے قریب پہنچے اہل قلعہ مقابلے کے برآمد ہوئے۔ علیؓ اُن سے لڑنے لگے۔ ایک یہودی نے ان پر تلوار ماری جس سے ان کی ڈھال ہاتھ سے گر پڑی۔ علیؓ نے قلعے کے پاس ایک دروازہ تھا اُسے اُٹھا لیا اور اس سے ڈھال کا کام لینے لگے وہ اسے اُٹھائے برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو فتح دی، تب انہوں نے اسے ڈال دیا لڑائی سے فارغ ہو کر ہم آٹھ آدمیوں نے جن میں میں بھی شامل تھا اس بات کے لئے اپنا پورا زور خرچ کر دیا کہ اسے پلٹیں مگر ہم ایسا نہ کر سکے۔

حضرت صفیہؓ بنت حُیی

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب ابن ابی الحقیق کے قصر قموص کو رسول اللہؐ نے فتح کر لیا صفیہ بنت حُیی بن اخطب ایک دوسری عورت کے ساتھ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں گرفتار کر کے لائی گئی۔ ان کے لانے والے بلالؓ انہیں یہودیوں کے مقتولین کے پاس سے لے کر گذرے ان کو دیکھ کر صفیہ کی ساتھن نے ایک چیخ ماری، اپنا منہ پیٹا اور سر پر خاک ڈال لی، رسول اللہ صلعم نے اسے دیکھ کر فرمایا اس شیطانہ کو میرے پاس سے ہٹا دو۔ صفیہ کے متعلق آپ نے حکم دیا کہ ان کو حفاظت میں لے لیا جائے۔ ان پر چادر ڈال دی گئی جس سے مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ ان کو آپؐ نے اپنے لئے انتخاب فرمایا ہے نیز اس یہودیہ کے واقعے پر آپ نے بلالؓ سے فرمایا کیا رحم تم سے سلب ہو گیا تھا جو تم ان دونوں عورتوں کو ان کے مقتول مردوں کے پاس سے لے کر گذرے۔

حضرت صفیہؓ کا خواب

اس سے پہلے صفیہؓ نے جب کہ وہ کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق کی دلہن تھیں خواب میں دیکھا تھا کہ چاند اس کی گود میں آگیا ہے اس نے تعبیر کے لئے اس خواب کو اپنے شوہر سے بیان کیا اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے دل میں شاہ حجاز (محمدؐ) کی تمنا ہے۔ اس نے اس زور سے ان کے منہ پر طمانچہ مارا کہ آنکھ سرخ ہو گئی۔ جب یہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لائی گئی اس وقت بھی اس طمانچے کا اثر آنکھ میں موجود تھا۔ آپ نے اس کی وجہ پوچھی اس نے یہ واقعہ سنایا۔

کنانہ بن الربیع کا انجام

کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق رسول اللہ صلعم کے پاس لایا گیا اس کے پاس بنی النضیر کا خزانہ تھا آپ نے اس سے خزانہ دریافت کیا اس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی ایک اور یہودی آپ کے پاس پیش کیا گیا اس نے بیان کیا کہ میں نے کنانہ کو اس ویرانے میں روزانہ گھومتے دیکھا ہے رسول اللہؐ نے کنانہ سے کہا دیکھو اگر وہ خزانہ ہمیں تمہارے پاس مل گیا ہم تم کو قتل کر دیں گے۔ اس نے کہا بہتر ہے۔ رسول اللہؐ نے اس ویرانے میں کھودنے کا حکم دیا اور وہاں سے کچھ مال برآمد ہوا آپؐ نے پھر اس سے کہا کہ جو اور رہ گیا ہے وہ بتا دو مگر اس نے انکار کیا۔ آپؐ نے اسے زبیرؓ بن العوام کے حوالے کر دیا اور حکم دیا کہ اس پر سختی کر کے جو کچھ اس کے پاس ہے وصول کر لو۔ زبیرؓ اپنی چقماق سے اُس کے سینے کو جلانے لگا، یہاں تک کہ جب وہ قریب المرگ ہوا آپؐ نے اسے محمدؓ بن مسلمہ کے حوالے کر دیا اُنہوں نے اپنے مقتول بھائی محمود بن مسلمہ کے بدلے میں اس کی گردن مار دی۔

اہل خیبر کی صلح کی درخواست

رسول اللہ صلعم نے اہل خیبر کو ان کے قلعوں وطیح اور سلالم میں محصور کر لیا جب ان کو اپنی ہلاکت کا یقین ہوا انہوں نے رسول اللہ صلعم سے درخواست کی کہ آپؐ ہماری جان بخشی کریں اور ہمیں یہاں سے جلا وطن کر دیں۔ آپؐ نے اس پر عمل کیا اس سے قبل آپؐ نے ان کے مواضعات شق، نطاۃ، کتیبہ اور ان دو قلعوں کے علاوہ اور تمام قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا جب اہل فدک کو اہل خیبر کی اس درگت کی اطلاع ہوئی اُنہوں نے بھی رسول اللہ صلعم سے یہی درخواست کی کہ آپؐ ان کی جان بخشی فرما کر ان کو جلا وطن کر دیں اور وہ اپنی تمام جائداد آپ کے لئے چھوڑ کر چلے جائیں آپؐ نے اسے منظور کر کے حسبہٗ عمل کیا۔

اہل فدک کی اطاعت

اس مصالحت کے لئے بنی حارثہ کے محیصہ بن مسعود فریقین میں وکیل بنے، جب اہل خیبر نے مذکورہ بالا شرائط پر اطاعت کر لی انہوں نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ آپ ان زمینوں کی نصف پیداوار کی ادائی پر ہم سے معاملہ کر لیں کیونکہ ہم دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ان سے زیادہ واقف ہیں اور بہتر طریقے پر ان کو آباد رکھیں گے آپؐ نے اسے منظور کر لیا۔ زمینیں ان کے پاس رہنے دیں اور یہ شرط کر لی کہ جب ہم چاہیں گے تم کو ان سے بے دخل کر دیں گے۔ اہل فدک نے بھی اسی شرط پر صلح کر لی اس طرح خیبر تمام مسلمانوں کی ملکیت عامہ ہوا اور فدک محض رسول اللہ صلعم کا خالصہ ہوا۔ کیونکہ اس پر مسلمانوں نے فوج کشی ہی نہیں کی۔

زینب یہودیہ کا بھیجا ہوا مسموم گوشت

لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد زینب بنت الحارث سلام بن مشکم کی بیوی نے بھنی ہوئی بکری آپ کو ہدیتہً بھیجی اس سے قبل اس نے آپ سے دریافت کرایا تھا کہ بکری کا کون عضو آپ کو زیادہ مرغوب ہے اس سے کہا گیا کہ دست، اس نے سب سے زیادہ زہر اسی عضو میں ملایا

اور پھر تمام بکری کو مسموم کر کے اسے خود آپ کے پاس لے کر آئی جب وہ آپ کے دستر خوان پر رکھی گئی آپ نے دست اٹھا کر اس میں سے ایک ٹکڑا لے کر منہ میں رکھا مگر اسے نگلا نہیں آپ کے ساتھ بشر بن براء المعرور بھی کھانے پر بیٹھے انہوں نے بھی آپ کی طرح اس میں سے ایک ٹکڑا اٹھا کر کھایا اور نگل گئے مگر آپ نے تھوک دیا اور فرمایا کہ یہ ہڈی مجھے بتاتی ہے کہ وہ مسموم ہے، آپ نے زینب کو بلا کر دریافت کیا اس نے اقرار کیا، آپ نے وجہ پوچھی اس نے کہا کہ میری قوم کی جو درگت آپ نے بنائی ہے وہ ظاہر ہے میں نے سوچا کہ اگر آپ نبی ہیں آپ کو معلوم ہو جائے گا اور اگر دنیا دار بادشاہ ہیں تو آپ کی موت سے میرا دل ٹھنڈا ہو جائے گا۔ آپ نے اسے معاف کر دیا۔ بشر بن براء اسی زہر سے انتقال کر گئے آپ کے مرض الموت میں بشر کی ماں عیادت کو آئیں آپ نے ان سے کہا مجھے اس وقت بھی اسی زہر کا اثر محسوس ہو رہا ہے جو میں نے تمہارے بیٹے کے ساتھ خیبر میں کھایا تھا اسی لئے مسلمان سمجھتے ہیں کہ شرف نبوت کے ساتھ رسول اللہ صلعم کو شرف شہادت بھی نصیب ہوا۔ خیبر سے فارغ ہو کر آپ وادی القریٰ چلے چند شب آپ نے اس کے باشندوں کا محاصرہ رکھا اور مدینہ واپس آ گئے۔

غزوہ وادی القریٰ

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے ہمراہ خیبر سے واپسی میں ہم سر مغرب وادی القریٰ پہنچے، آپ کے ساتھ ایک غلام تھا جسے رفاعہ بن زید الجذامی الضبیبی نے بدیۃً آپ کو بھیجا تھا ہم ابھی آپ کا کجاوہ اتار رہے تھے کہ ایک اڑتے ہوئے تیر نے لگ کر اس کا کام تمام کر دیا ہم سب کہنے لگے اسے جنت مبارک ہو مگر رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہرگز نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس وقت اس کا شملہ دوزخ میں اس کے جسم پر جل رہا ہے۔ خیبر کا غلہ تمام مسلمانوں کے لئے تھا اس بات کو کسی صحابی نے سنا اور وہ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ وہاں سے اپنے جوتوں کے لئے دو تسمے میں نے لے لئے ہیں آپ نے فرمایا ان کے مماثل تم کو آگ میں جلایا جائے گا۔ اسی سفر کے اثنا میں رسول اللہ صلعم اور تمام صحابہ صبح کے وقت سوتے رہ گئے اور آفتاب نکل آیا۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ خیبر سے واپسی میں کسی جگہ آخر شب میں رسول اللہ صلعم نے صحابہ سے کہا شاید ہم سوتے رہیں کون ہمیں نماز صبح کے لئے بیدار کرے گا۔ بلالؓ نے کہا میں جگاؤں گا۔ اس اطمینان پر آپ اور تمام صحابہؓ نے منزل کی اور سو رہے۔ بلالؓ جاگتے کے لئے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور جب سب پڑھ چکے تو اپنے اونٹ کے سہارے بیٹھ گئے اور صبح ذرا ذرا نمودار ہوا چاہتی تھی کہ نیند کے غلبے سے بلالؓ بھی سو گئے دھوپ کی تمازت نے سب کو بیدار کیا۔ سب سے پہلے خود رسول اللہ صلعم بیدار ہوئے۔ آپ نے بلالؓ سے کہا یہ تم نے کیا کیا انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ جو نیند آپ پر غالب آ گئی اسی سے میں مغلوب ہو گیا۔ آپ نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ اب آپ سب کو لے کر اس جگہ سے تھوڑی ہی دور گئے اور پھر اتر پڑے آپ نے وضو کیا تمام لوگوں نے وضو کیا آپ نے بلال کو حکم دیا انہوں نے تکبیر اقامت کہی آپ نے سب کو نماز پڑھائی اور سلام کے بعد صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جب تم نماز پڑھنا بھول جاؤ تو جب یاد

آئے پڑھ لو کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ تم میری یاد کے لئے نماز پڑھو۔ ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق صفر میں خیبر فتح ہوا۔

اس غزوے میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ کچھ مسلمان عورتیں بھی تھیں۔ آپ نے اگرچہ مال غنیمت میں ان کا حصہ شریک نہیں کیا مگر مفتوحہ علاقے کی پیداوار میں ان کو شریک کیا۔

حجاج بن علاط السلمی

خیبر کی فتح کے بعد حجاج بن علاط السلمی البہزی رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ میری بیوی اُم شیبہ بنت ابی طلحہ کے پاس مکہ میں میرا مال ہے۔ اسی کے بطن سے ان کا بیٹا معرض ابن الحجاج تھا اس کے علاوہ مکہ کے دوسرے تاجروں کے پاس بھی میرا مال پھیلا ہوا ہے آپ مجھے مکہ جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ رسول اللہ صلعم نے ان کو اجازت دے دی انہوں نے کہا مگر وہاں جاکر میرے لئے یہ بات ناگزیر ہوگی کہ میں آپ کے خلاف کہوں۔ آپؐ نے فرمایا، کہہ دینا۔

حجاج بن علاط کی غلط بیانی

حجاج سے مروی ہے کہ میں مکہ آیا۔ کچھ قریش ثنیۃ البیضاء میں مجھے خبروں کی جستجو میں مقیم ہے۔ یہ رسول اللہ صلعم کی خبریں پوچھتے تھے کیونکہ ان کو معلوم ہوا تھا کہ آپ خیبر گئے ہیں اور وہ جانتے تھے کہ یہ مقام حجاز کا باعتبار اپنی خوش حالی، استحکام اور باشندوں کی شجاعت کے خاص اہمیت رکھتا ہے اس لئے وہ خبروں کی ٹوہ میں تھے مجھے دیکھ کر انہوں نے کہا یہ حجاج بن علاط ہے ان کو میرے مسلمان ہونے کی خبر نہ تھی کہنے لگے بخدا ضرور اسے تمام واقعہ معلوم ہوگا اب انہوں نے مجھ سے کہا کہ بتاؤ محمدؐ کا کیا ہوا ہمیں اطلاع ملی ہے کہ قطع رحم کرنے والے نے خیبر پر چڑھائی کی ہے اور وہ یہودیوں کا مرکز اور حجاز کی شہ رگ ہے۔ میں نے کہا ہاں یہ بات مجھے بھی معلوم ہے اور میں ایسی خبر لایا ہوں جس سے تم خوش ہوگے۔ یہ سن کر وہ میری ناقہ کے چاروں طرف جمع ہوگئے اور کہنے لگے ہاں حجاج خبر سناؤ میں نے کہا ان کو ایسی ذلیل شکست ہوئی جس کی نظیر نہیں، ان کے ساتھی اس بری طرح مارے گئے کہ اس کی بھی نظیر نہیں، خود محمدؐ گرفتار کر لئے گئے اور اہل خیبر کہتے ہیں کہ ہم ان کو مکہ لاکر تمام قریش کے سامنے ان کے مقتولین کے عوض میں قتل کریں گے۔ اس خبر کے سنتے ہی وہ سب کھڑے ہوئے اور تمام مکہ میں انہوں نے اس خبر کو مشہور کیا کہ بس اب محمدؐ یہاں لائے جاتے ہیں اور تم سب کے سامنے قتل کئے جائیں گے۔

حجاج کے مالی مطالبہ کی وصولیابی

میں نے ان سے کہا کہ ذرا ہمارا یہ کام کردو کہ جن جن کے ذمے میرا مالی مطالبہ ہے وہ وصول کرادو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اپنا مال لے کر جلد سے جلد خیبر پہنچوں اور قبل اس کے کہ اور تاجر وہاں جائیں میں محمدؐ کی شکست خوردہ جماعت سے کچھ حصہ پاسکوں۔ وہ سب اس کام کے لئے اس قدر مستعدی سے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے جس کی نظیر نہیں اور میرا سب مال جمع کرکے میرے پاس لے آئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اس کے پاس بھی کچھ نقد رکھا ہوا تھا میں نے اس سے کہا کہ وہ مال ابھی دے دو

میں چاہتا ہوں کہ اور تاجروں سے پہلے جلد سے جلد خیبر پہنچ کر وہاں موقعے سے زیادہ سود مند مال خرید سکوں۔

حضرت عباسؓ اور حجاج بن علاط

عباسؓ ابن عبد المطلب کو جب معلوم ہوا کہ میں نے ایسی خبر بیان کی ہے وہ میرے پاس آئے اور میرے پہلو میں کھڑے ہو گئے میں اس وقت تاجروں کے ایک خیمے میں مقیم تھا۔ مجھ سے انہوں نے پوچھا تم کیا خبر لائے ہو۔ میں نے کہا اگر کوئی بات آپ سے کہوں تو آپ اس کی رازداری کریں گے۔ انہوں نے کہا، ہاں۔ میں نے کہا اس وقت جائیے میں خود تنہائی میں ملوں گا، اس وقت تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں اپنا مال جمع کرنے میں مصروف ہوں، وہ چلے گئے۔ جب میں نے اپنا تمام مال جو مکہ میں پھیلا ہوا تھا۔ جمع کر لیا اور وہاں سے روانگی کی ٹھان لی۔ میں عباسؓ کے پاس گیا اور میں نے کہا اے ابو الفضل مجھے یہ اندیشہ ہے کہ میرا تعاقب کیا جائے گا۔ لہٰذا جو بات میں آپ سے کہوں اُسے آپ تین دن کسی سے بیان نہ کریں۔ انہوں نے کہا بلا خوف جو چاہتے ہو کہو میں اقرار کرتا ہوں کہ رازداری کروں گا۔ میں نے کہا کہ آپ کے بھتیجے کو میں نے اس حال میں چھوڑا ہے کہ اہل خیبر کے رئیس کی بیٹی صفیہ بنت حُیی بن اخطب اب ان کی بیوی ہے۔ انہوں نے خیبر فتح کر کے اس کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیا ہے اور اب وہ ان کے اور ان کے صحابہؓ کی ملکیت ہے۔ عباس نے کہا حجاج کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے کہا بالکل سچ کہہ رہا ہوں آپ کسی سے بیان نہ کریں؛ میں خود اسلام لا چکا ہوں اور یہاں صرف اپنا روپیہ لینے آیا تھا کہ مبادا اس پر قریش قبضہ کر لیں۔ جب تین دن گذر جائیں آپ اس خبر کا اعلان کر دیں۔ بخدا واقعہ یہی ہے جو میں نے بیان کیا اور جو آپ چاہتے ہیں۔

مکہ میں فتح خیبر کا اعلان

تیسرے دن عباسؓ نے اپنا حلّہ پہنا خوشبو لگائی عصا لیا اور پھر گھر سے برآمد ہو کر کعبہ آئے اور طواف کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر قریش نے ان سے کہا اے ابو الفضل کیا ایسی مصیبت پیش آئی کہ اس کے تحمل کے لئے تم طواف کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا نہیں کوئی مصیبت نہیں اس کعبہ کی قسم ہے محمدؐ نے خیبر فتح کر لیا، خیبر کی شہزادی ان کے قبضے میں ہے انہوں نے خیبر کے تمام علاقے، اور مال و متاع پر قبضہ کر لیا ہے جو اب ان کی اور ان اصحاب کی ملک ہے۔ قریش نے پوچھا یہ خبر کون لایا۔ عباسؓ نے کہا وہی شخص جس نے تم کو خبر دی تھی وہ مسلمان ہو کر یہاں آیا تھا اور اپنا مال وصول کر کے چلتا بنا تاکہ رسول اللہؐ اور اُن کے صحابہؓ کے پاس پہنچ جائے۔ یہ سُن کر قریش نے کہا اب کیا ہو سکتا ہے بخدا اگر ہمیں پہلے معلوم ہو جاتا تو ہم اسے بتاتے۔ تھوڑے عرصے کے بعد دوسرے ذرائع سے ان کو اس خبر کی تصدیق ہو گئی۔

غزوہ خیبر کا مال غنیمت

عبداللہؓ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ خیبر کے مواضعات میں سے شق اور لطاۃ عام مسلمانوں کے حصے میں آئے اور کتیبہ اللہ عزوجل کے خمس رسول اللہ کے خمس نیز اقربا، یتامٰی، غربا، مسافر اور ازدواج رسول اللہ صلعم کی معاش اور ان لوگوں کے انعام میں جن کی سعی سے اہل فدک اور رسول اللہ صلعم کے درمیان صلح ہوئی تھی دیا گیا۔ ان ساعیوں میں محیصہ بن مسعود بھی تھے۔ رسول اللہ صلعم نے خیبر کے غلہ میں سے تیس گونے اونٹ کے جو کے اور تیس گونے کھجور ان کو دیئے۔ آپ نے خیبر کے شرکائے حدیبیہ میں چاہے وہ خیبر کے واقعہ میں شریک ہوئے یا نہیں تقسیم فرمایا مگر صرف ایک جابر بن عبداللہ بن حزام الانصاری ایسے تھے جو شریک نہ ہو سکے تھے مگر رسول اللہؐ نے اوروں کی طرح ان کا بھی حصہ لگایا۔

رسول اللہ صلعم نے جب خیبر فتح کر لیا۔ اللہ نے اہل فدک کے دل میں اہل خیبر کی ذلیل شکست سے ایسا رعب ڈالا کہ انہوں نے خود ہی نصف پیداوار کی ادائی پر رسول اللہ صلعم سے مصالحت کی درخواست کی ان کے وکلا انعقاد صلح کے لئے خیبر، اثنائے راہ یا آپ کے مدینہ آجانے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کی درخواست منظور فرمالی۔ اس طرح فدک پر چونکہ مسلمانوں نے فوج کشی نہیں کی تھی یہ علاقہ محض آپ کی ذات کے لئے خالصہ ہوا۔

مسلمانوں کا عدل

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ اس فتح کے بعد عبداللہ بن رواحہ مقاسمہ پیداوار کے لئے خیبر جاتے تھے اور وہ ان کی پیداوار کا اندازہ لگاتے تھے جب اہل خیبر ان سے اس کی شکایت کرتے کہ آپ نے ظلم کیا وہ کہتے کہ تم کو اختیار ہے چاہے اندازے کا نفع ہمیں دو یا تم لے لو، دونوں میں سے جو مقدار چاہو ہمیں دو۔ اس پر یہودی کہتے کہ اسی عمل پر آسمان اور زمین برقرار ہیں۔ اپنی مدت العمر عبداللہ بن رواحہ مقاسمہ کرتے رہے، ان کے انتقال کے بعد بنی سلمہ کے جبار بن صخر بن خنساء اس کام پر متعین ہوئے۔ عرصہ تک یہودی اس معاملہ پر قائم رہے مسلمانوں کو ان سے شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ البتہ جب انہوں نے رسول اللہ صلعم کے عہد ہی میں بنی حارثہ کے عبداللہؓ بن سہل کو شہید کر ڈالا۔ رسول اللہ صلعم اور مسلمانوں نے ان کے قتل کا ملزم ان کو ٹھہرایا۔

عہد فاروقی میں یہود خیبر کی جلاوطنی

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ میں نے ابن شہاب الزہری سے پوچھا کہ آیا رسول اللہ صلعم نے خیبر کے یہودیوں کو اپنی وفات تک اس کے نخلستان ٹھیکہ پر دیئے تھے یا کسی اور وجہ سے وہ ان کے قبضہ میں چھوڑ دیئے گئے۔ انہوں نے کہا رسول اللہؐ نے جنگ کے بعد خیبر کو بزور فتح کیا تھا اور وہ اللہ کی طرف سے بطور غنیمت آپ کو ملا تھا آپ نے اس کے پانچ

حصے کر کے اُسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ لڑائی کے بعد اہل خیبر نے اس بات کی رضامندی پر سپر اطاعت خم کیا تھا کہ ان کو جلا وطن کر دیا جائے گا۔ اس اقرار کے بعد رسول اللہ صلعم نے ان کو بلا کر کہا اگر تم چاہو تو تمہاری یہ جائداد ہم تمہارے ہی پاس رہنے دیں اس شرط پر کہ تم اسے آباد رکھو اور اس کی پیداوار کا ہم سے معاملہ کر لو۔ اس بات کو انہوں نے قبول کر لیا اور اب اس پر معاملہ ہو گیا۔ رسول اللہؐ عبد اللہ بن رواحہ کو مقاسمہ کے لئے بھیجتے تھے۔ وہ خیبر کی فصل کی بٹائی کرتے تھے اور اندازے میں مساوات کرتے۔ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد ابو بکرؓ نے ان کے ساتھ یہی معاملہ رکھا۔ عمرؓ نے اپنے ابتدائی عہد میں یہی صورت برقرار رکھی مگر جب ان کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے مرض الموت میں یہ فرمایا ہے کہ جزیرۃ العرب میں دو دین جمع نہ رہیں اور تحقیقات کے بعد جب یہ قول ثابت ہو گیا انہوں نے یہودیوں سے کہلا بھیجا کہ اللہ نے تمہاری جلا وطنی کی اجازت دے دی ہے۔ کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جزیرۃ العرب میں دو دین جمع نہ رہیں لہٰذا جس کے پاس رسول اللہ صلعم کا کوئی عہد ہو وہ میرے پاس پیش کرے میں اسے نافذ کر دوں گا اور جس کے پاس کوئی عہد نہ ہو اُسے ترک وطن کے لئے تیار ہو جانا چاہیے۔ اس طرح عمرؓ نے ان تمام یہودیوں کو جن کے پاس کوئی عہد نہ تھا خیبر سے جلا وطن کر دیا۔

حضرت ماریہؓ

خیبر کی فتح سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلعم مدینہ آئے۔ اس سال محرم میں واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلعم نے اپنی صاحبزادی زینبؓ کو ان کے شوہر ابی العاص بن الربیع کے پاس واپس بھیج دیا۔ اس سال حاطبؓ بن ابی بلتعہ مقوقس کے پاس سے ماریہؓ ان کی بہن سیرین دُلدل خچر، یعفور گدھا اور لباس لے کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے۔ مقوقس نے ان دونوں بہنوں کے ساتھ ایک خصی غلام بھی کر دیا تھا جو ساتھ تھا۔ مدینہ آنے سے پہلے ہی حاطبؓ نے ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گئیں۔ رسول اللہ صلعم نے ان کو اُم سلیم بنت ملحان کے گھر میں ٹھہرایا۔ ماریہؓ خوب صورت اور گوری تھیں۔ ان کی بہن سیرین کو آپ نے حسان بن ثابت کے پاس بھیج دیا جس سے ان کے لڑکے عبد الرحمٰن بن حسان پیدا ہوئے۔

رسول اللہ کا منبر

اس سال رسول اللہ صلعم نے وہ منبر بنوایا جس پر بیٹھ کر آپ صحابہؓ کو خطبہ دیتے تھے اس کے دو زینے اور تیسرا نشست گاہ تھی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے ۷ھ ہجری میں یہ منبر بنایا گیا اور یہی ثابت ہے۔

ہوازن کی مہم

اس سال رسول اللہ صلعم نے عمرؓ بن الخطاب کو تیس آدمیوں کے ساتھ قبیلہ ہوازن کی آخری جماعتوں کے مقابلہ پر تربہ بھیجا۔ بنی ہلال کے ایک رہنما کو لیکر چلے رات کو چلتے اور دن میں چھپ رہتے مگر ہوازن کو ان کی پیش قدمی کا علم ہو گیا وہ بھاگ گئے۔ عمرؓ کو ان پر حملہ کرنے کا موقع نہ مل سکا اور وہ پلٹ آئے۔ نیز اس سال شعبان میں ابو بکرؓ کی امارت میں ایک مہم بھیجی گئی اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

مہم بنی مُرّہ

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال شعبان میں بشیر بن سعد کی امارت میں تیس آدمیوں کی ایک مہم بنی مُرّہ کے مقابلہ پر فدک گئی، ان کے تمام ساتھی لڑائی میں کام آگئے وہ خود زخمی مقتولین میں اٹھائے گئے اور پھر یہ مدینہ چلے آئے۔

میفعہ کی مہم

اس سال رمضان میں غالبؓ بن عبداللہ کی امارت میں ایک مہم میفعہ گئی۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے غالب بن عبداللہ الکلی کو بنی مرہ کے علاقے بھیجا وہاں انہوں نے جھینیہ کے خاندان حرقہ کے سردار بن نہیک کو جو بنی مرہ کا حلیف تھا قتل کر دیا۔ اسے اُسامہ بن زید اور ایک انصاری نے قتل کیا تھا۔ اُسامہ کہتے ہیں کہ جب ہم نے اس پر حملہ کیا اُس نے کلمۂ شہادت لا اِلٰہ الا اللّٰہ کہا مگر ہم نے نہ مانا اور اسے قتل ہی کر دیا۔ مدینہ آکر ہم نے اس واقعہ کو رسول اللہ صلعم سے بیان کیا آپ نے فرمایا اُسامہ لا الٰہ الا اللّٰہ کی شہادت کے بعد اب کون تمہارا کفیل ہو سکتا ہے۔

مہم بنی عبد بن ثعلبہ

واقدی کہتے ہیں کہ اسی سال غالبؓ بن عبداللہ کی مہم بنی عبد بن ثعلبہ کو بھیجی گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے مولیٰ یسارؓ نے آپ سے کہا کہ میں بنی عبد بن ثعلبہ پر ان کی بے خبری میں ان پر حملہ کرنے کے موقع سے واقف ہوں آپ نے غالب بن عبداللہ کو ایک سو تیس آدمیوں کے ساتھ اس کے ہمراہ بھیج دیا۔ انہوں نے ان پر غارت گری کی اور ان کے مویشی لوٹ کر مدینہ لے آئے۔

مہمات یمن و خیات

اس سال ماہ شوال میں بشیر بن سعد کی مہم یمن اور خیات بھیجی گئی۔ اس مہم کے ارسال کی وجہ یہ ہوئی کہ حُسیل بن نویرۃ الاشجعی جو خیبر کی چڑھائی میں رسول اللہ صلعم کا راہنما تھا آپ کے پاس آیا آپ نے پوچھا کیا خبر ہے اس نے کہا غطفان کی ایک جمعیت خیات میں موجود ہے۔ عیینہ بن حصن نے ان سے کہلا کر بھیجا ہے کہ وہ آپ کی طرف بڑھیں۔ رسول اللہ صلعم نے بشیر بن سعد کو حُسیل کے ساتھ اس جماعت کی طرف بھیجا۔ اس مہم نے ان کے مویشی لوٹ لئے عیینہ بن حصن کا ایک غلام ان کو مل گیا انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر ان کا مقابلہ خود عیینہ کی جماعت سے ہوا وہ پسپا ہوا، اس پسپائی میں حارث بن عوف کی اس سے ملاقات ہو گئی۔ اس نے عیینہ سے کہا اب تمہارا یہ حال ہو گیا کہ تم اپنے سامنے والی جماعت کے مقابلہ سے بھاگتے ہو۔

مسلمانوں کی مکہ کو روانگی

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق خیبر سے مدینہ واپس آکر رسول اللہ صلعم

نے ربیع الاوّل، ربیع الآخر، جمادی الاولیٰ، جمادی الآخر، رجب، شعبان، رمضان اور شوال وہیں اقامت فرمائی۔ اس اثنا میں آپ نے دوسروں کی امارت میں متعدد مہمیں بھیجیں، ذی القعدہ میں آپ عمرہ قضا کے لئے اسی ماہ میں جس میں کہ گذشتہ سال کفار نے آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا، ان تمام صحابہؓ کے ساتھ جو پہلے سفر میں آپ کے ساتھ تھے مکہ روانہ ہوئے اہل مکہ کو آپ کے قدوم کا علم ہوا، وہ حسب قرار داد خود مکہ چھوڑ کر باہر چلے گئے اور رسول اللہ صلعم اور مسلمانوں کے متعلق آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ کہ یہ لوگ آج کل بہت عسرت اور مالی مشکلات میں مبتلا نظر آتے ہیں۔

مسلمانوں کا عمرہ

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ قریش رسول اللہ صلعم اور آپ کے ہمراہی مسلمانوں کو دیکھنے کے لئے اپنی چوپال کے پاس صف بستہ کھڑے ہو گئے مسجد میں پہنچ کر آپ نے اپنی چادر داہنی بغل میں دبائی اور اپنا سیدھا ہاتھ اُٹھایا اور کہا اللہ نے میرے حال پر رحم کیا کہ اس نے آج ان کو میری قوت دکھادی، پھر آپ نے رکن کو بوسہ دیا اور آپؐ اور صحابہؓ تیز قدم سے طواف کرنے لگے، جب بیت اللہ کی آڑ میں آگئے اور رکن یمانی کو آپؐ نے بوسہ دے لیا آپ معمولی رفتار سے چلنے لگے، پھر آپؐ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور آپ پھر تیز قدم چلے۔ اس طرح آپؐ نے تین طواف کئے اور تمام بیت اللہ میں چکر لگایا۔ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ اس طرح تیز قدم طواف کرنا عام مسلمانوں پر اس لئے واجب نہیں ہے کہ ایسا رسول اللہ صلعم نے صرف قریش کو دکھانے کے لئے اس وقت کیا تھا۔ کیونکہ آپ کو معلوم ہوا تھا کہ وہ کہتے ہیں کہ آج کل مسلمان بہت ہی تکلیف میں ہیں اور درماندہ ہیں مگر حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلعم نے اسی طرح تیز قدم طواف کیا، اس وقت سے پھر یہی سنت رائج ہو گئی۔

حضرت عبداللہ ابن رواحہ کے اشعار

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ اس عمرہ میں جب رسول اللہ صلعم مکہ میں داخل ہوئے اس وقت عبداللہ بن رواحہ آپ کی اونٹنی کی مہار تھامے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

خلوابنی الکفار عن سبیلہ ۔۔۔ انی شہید انہ رسولہ

خلوا فکل الخیر فی رسولہ ۔۔۔ یارب انی مومن بقیلہ

اعرف حق اللہ فی قبولہ ۔۔۔ نحن قتلنا کم علیٰ تاویلہ

کما قتلنا کم علی تنزیلہ ۔۔۔ ضرباً یزیل الھام عن مقیلہ

ویُذھل الخلیل عن خلیلہ

(ترجمہ) اے کفار ان کا راستہ چھوڑ دو، میں گواہ ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، تم ان کے راستے سے ہٹ جاؤ، کیونکہ تمام خوبیاں اس کے رسول میں موجود ہیں، اے میرے رب میں ان کے ارشاد پہ ایمان لاتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اس کے قبول کرنے میں اللہ کا حق پورا ہوتا ہے۔ ہم نے ان کے حکم سے پوری طرح اس کے مفہوم کو سمجھ کر تم سے جنگ کی اور ایسی ضرب ماری جس سے کاسۂ سر اپنے مقام سے جدا ہو گئے، اور دوست کو دوست کی تمیز نہ رہی۔

حضرت میمونہؓ بنت الحارث سے نکاح

ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ نے اس سفر میں حالتِ احرام میں میمونہؓ بنت الحارث سے نکاح کیا۔ عباس بن عبد المطلب نے ان کو آپ سے بیاہا۔

مسلمانوں کا مکہ میں سہ روزہ قیام

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ تین دن رسول اللہ صلعم نے مکہ میں قیام فرمایا، تیسرے دن حویطب بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبدؔ ود بن نصر بن مالک بن حسل چند اور قریش کے ساتھ آپ کے پاس آیا اسے قریش نے آپ کو مکہ سے چلتا کرنے کے لئے اپنا وکیل بنا کر بھیجا تھا۔ اس وفد نے آپ سے کہا کہ چونکہ مدت معہود گذر چکی ہے اب آپ یہاں سے چلے جائیں۔ آپ نے فرمایا اس میں تمہارا کیا حرج ہے اگر تم مجھے اجازت دے دو کہ میں تمہارے یہاں اپنی شادی مناؤں اور تمہاری دعوت کروں۔ انہوں نے کہا ہمیں اس کی ضرورت نہیں آپ چلے جائیں۔ رسول اللہ صلعم مکہ سے نکل آئے آپ نے اپنے مولیٰ ابو رافع کو وہیں چھوڑ دیا وہ آپ کی بیوی میمونہ کو لے کر مقام سرف میں آپ سے آملے، یہاں آپ ان سے شب باش ہوئے۔ آپ نے صحابہؓ کو حکم دیا تھا کہ وہ ہدی کے جانور بدل دیں اور خود آپ نے بھی بدلے۔ صحابہؓ کو اونٹوں کے متعلق دشواری معلوم ہوئی آپ نے ان کو گائے کی اجازت دی، اس کے بعد ذی الحجہ میں مدینہ چلے آئے۔ اس سال بھی حج مشرکوں کے انتظام میں ہوا۔ ذی الحجہ کے بقیہ حصے محرم، صفر، ربیع الاوّل اور ربیع الثانی آپ نے مدینہ میں بسر فرمائے، جمادی الاولیٰ میں آپ نے وہ مہم روانہ کی جو موتہ میں ہلاک ہو گئی۔

زہری کی روایت

زہری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے صحابہؓ کو حکم دیا تھا کہ وہ عمرۂ حدیبیہ کی آئندہ سال قضا کریں اور ہدی لے جائیں۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ یہ عمرہ قضا نہ تھا بلکہ آپ نے مسلمانوں سے وعدہ لے لیا تھا کہ جس ماہ میں مشرکین نے ان کو عمرہ کرنے سے روکا ہے اسی ماہ وہ آئندہ سال پھر عمرہ کرنے جائیں۔ واقدی کہتے ہیں کہ ہم زہری کے بیان کو زیادہ پسند کرتے

ہیں کیونکہ گذشتہ موقع پر مسلمان مکہ میں داخل ہونے سے روک دیئے گئے تھے اور وہ بیت اللہ تک نہیں پہنچ سکے تھے۔ اس لئے یہ عمرہ قضا ہوا۔ اس عمرہ میں رسول اللہ صلعم اپنے ساتھ قربانی کے ساتھ جانور لے گئے تھے۔

اہل مکہ کی گھبراہٹ

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ اس عمرہ میں رسول اللہ صلعم خود، زرہ اور نیزے لے گئے تھے سو گھوڑے ساتھ تھے۔ بشیرؓ بن سعد اسلحہ کے محافظ تھے اور محمدؓ بن مسلمہ سواروں کے امیر تھے، قریش کو اس کی اطلاع ہوئی، وہ گھبرائے۔ انھوں نے مکرز بن حفص بن الاخیف کو آپ کے پاس بھیجا۔ یہ مقام مرّ الظہران میں آپ کے پاس آیا آپ نے اس سے کہا کوئی چھوٹی یا بڑی بات آج تک ایسی نہیں ہوئی کہ میں نے اس میں وعدہ کا ایفا نہ کیا ہو میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں مسلح حالت میں مکہ میں داخل ہوں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اسلحہ میرے قریب ہوں اور کچھ نہیں۔ اس اطمینان دلانے پر مکرز قریش کے پاس پلٹ آیا اور اس نے یہ بات ان سے کہہ دی۔

بنی سلیم سے لڑائی

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ذی القعدہ میں ابن ابی العوجا السُّلمی کی مہم بنی سلیم کے مقابلہ پر بھیجی گئی۔ مکہ سے واپس آکر آپ نے ان کو پچاس آدمیوں کے ساتھ اس مہم پر روانہ کردیا۔ وہ گئے، بنی سلیم سے مقابلہ ہوا اور مسلمانوں کی یہ تمام جماعت کام آگئی، مگر واقدی کا خیال ہے کہ ابن ابی العوجا جان بچا کر مدینہ چلے آئے البتہ ان کے اور تمام ساتھی شہید ہو گئے۔

باب ۱۴

غزوہ موتہ (۸ھ)

بنی الملوح کی مہم

اس سال رسول اللہ صلعم کی صاحبزادی زینبؓ نے انتقال کیا۔ اس سال ماہ صفر میں آپ نے غالب بن عبداللہ اللیثی کو بنی الملوح سے لڑنے کے لئے کدید روانہ فرمایا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جُندبؓ بن مکیث الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے غالب بن عبداللہ الکلبی (کلبِ لیث) کو بنی الملوح کے مقابلہ پر جو قدید میں تھے روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ تم ان پر غارت گری کرنا۔ یہ حسب الحکم روانہ ہوئے میں بھی ان کے ساتھ مہم میں تھا چلتے چلتے جب ہم قدید پہنچے وہاں ہم کو حارث بن مالک جو ابن برصاء اللیثی ہے مل گیا۔ ہم نے اسے گرفتار کر لیا اس نے کہا کہ میں تو مسلمان ہونے کے لئے آیا ہوں۔ غالب بن عبداللہ نے اس سے کہا اگر تم واقعی اسلام لاتے آئے ہو تو ایک دن رات کی نظر بندی تمہارے لئے کوئی چیز نہیں اور اگر کچھ اور مطلب ہے تو تمہاری قید سے ہمیں تمہاری طرف سے اطمینان ہو جائے گا۔ غالب نے اسے قید کر کے ایک پستہ قامت حبشی کی نگرانی میں وہیں چھوڑا اور اس حبشی کو حکم دیا کہ ہماری واپسی تک تم اسے قید رکھو اور اگر یہ جنبش کرے تو فوراً اس کا سر اتار لینا۔ ہم آگے بڑھے اور اب قدید کے شکم میں پہنچے، عصر کے بعد شام ہونے سے کچھ ہی پہلے ہم وہاں اُتر پڑے، میرے دوستوں نے مجھے دشمن کی اطلاع کے لئے متعین کیا، میں ایک ایسے ٹیلے پر چڑھا جہاں سے مجھے دشمن جو وہاں مقیم تھا نظر آئے۔ میں اس ٹیلے پر اوندھا لیٹ گیا، یہ مغرب سے کچھ ہی پہلے کا وقت تھا، دشمن کا ایک آدمی اپنی جماعت سے برآمد ہوا، اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی اس کی نظر مجھ پر پڑی اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس ٹیلے پر کچھ نظر آرہا ہے، دن کے ابتدائی حصہ میں تو وہاں کچھ نہ تھا تم بھی دیکھو ایسا نہ ہو کہ کُتے تمہارے گونے کو گھسیٹ لے گئے ہوں۔ اس کی عورت نے دیکھ کر کہا میری تو سب چیزیں موجود ہیں۔ اس کے خاوند نے کہا میری کمان اور دو تیر ترکش

سے نکال کر دو۔ اس کی عورت نے تیر کمان اسے دی، اس نے ایک تیر مجھے مارا جو میرے پہلو میں آکر لگا میں نے اسے کھینچ نکالا اور بغیر حرکت کئے اسے پاس رکھ دیا۔ اس نے دوسرا تیر مارا جو میرے شانے کے بالائی حصے پر آ لگا۔ میں نے اسے بھی کھینچ نکالا اور اپنے پاس رکھ لیا اور کوئی حرکت نہیں کی۔ اس نے عورت سے کہا میں نے دو تیر چلائے جو اسے جا کر لگے، اگر یہ کوئی جاسوس ہوتا تو ضرور حرکت کرتا صبح کو تم جا کر یہ تیر اٹھا لانا تاکہ کتے ان کو چبا نہ جائیں۔

کفار کا تعاقب

اس وقت تو ہم نے ان کو مہلت دی کچھ نہیں کیا، ان کے تمام مویشی شام کو چر کر ان کے مقام پر واپس آئے انہوں نے ان کو دوہا اور پانی کے قریب رات بسر کرنے کے لئے آرام سے بٹھا دیا اور خود بھی سو گئے۔ جب رات زیادہ ہو گئی ہم نے ان پر غارت گری کی۔ ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا اور ان کے اونٹ ہانک لائے اب ہم اپنی منزل مقصود کی طرف پلٹے۔ اور دشمن کا نقیب اپنے اصل قبیلہ کی طرف مدد طلب کرنے روانہ ہوا۔ ہم تیزی سے جا رہے تھے، حارث بن مالک ابن البرصا اور اس کے نگہبان کے پاس سے گزرے ہم نے اسے اپنے ساتھ لے لیا۔ اب ہمیں دشمن کے مددگاروں نے جو ان کی فریاد رسی کے لئے آئے تھے اتنی بڑی جمعیت کے ساتھ آ لیا کہ ہم میں ان کے مقابلہ اور مقاومت کی تاب نہ تھی جب صرف وادی قدید ہمارے اور ان کے درمیان رہ گئی اللہ تعالیٰ نے ایسی زبردست گھٹا جو ہم نے کبھی نہیں دیکھی تھی آسمان پر نمودار کی اور اس قدر شدید بارش اور ژالہ باری ہوئی کہ وادی پر ہو گئی اور ان میں کسی کو بھی آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہو سکی اس اثنا میں ہم اس کے کنارے کنارے تیزی سے چلے جا رہے تھے مشلل پہنچ کر ہم نے وادی کو پیچھے چھوڑا اور وہاں سے ہم اس سے ترائی میں اتر گئے اور اس طرح ہم نے دشمن کو اپنے تعاقب سے عاجز کر دیا اور مال غنیمت کو بچا لیا، مجھے ایک مسلمان کا جو ہم سب کے آخر میں وادی کے کنارے چلے آ رہے تھے قول اب تک یاد ہے۔

بنی اسلم کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ اس واقعہ میں مسلمانوں کا شعار اَمِت اَمِت تھا

واقدی کہتے ہیں کہ غالب بن عبداللہ کی اس مہم میں تیرہ چودہ آدمی تھے۔

منذر بن ساویٰ سے مصالحت

اس سال رسول اللہ صلعم نے علاؓ بن الحضرمی کو منذر بن ساویٰ العبدی کے پاس اپنے اس خط کے ساتھ بھیجا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد النبی اللہ کے رسول کی جانب سے منذر بن ساویٰ کے نام لکھا جاتا ہے۔ سلامٌ علیک، میں تمہارے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تعریف کرتا ہوں۔ اَمّا بعد۔ تمہارا خط اور

تمہارے قاصد میرے پاس آئے' جو ہماری نماز پڑھے ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے اس کے وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور وہی ذمہ داریاں' اور جو اس سے انکار کرے اس سے جزیہ لیا جائے۔

اس طرح رسول اللہ صلعم نے ان سے اس شرط پر صلح کی کہ مجوسیوں سے جزیہ لیا جائے لیکن نہ ان کا ذبیحہ کھایا جائے اور نہ ان کی عورتوں سے نکاح کیا جائے۔

جیفر اور عباد کا قبول اسلام

اس سال رسول اللہ صلعم نے عمرو بن العاص کو جلندی کے بیٹے جیفر اور عباد کے مقابلہ کے لیے عمان بھیجا ان دونوں نے رسول اللہ صلعم کی تصدیق کی اور وہ آپ کی رسالت پر ایمان لے آئے۔ عمروؓ بن العاص نے ان کے اموال سے صدقہ وصول کیا اور مجوسیوں سے جزیہ لیا۔

بنی عامر پر حملہ

اس سال ربیع الاوّل میں شجاعؓ بن الوہب چوبیس آدمیوں کی مہم لے کر بنی عامر پر بڑھے' ان پر چھاپہ مارا اور ان کی بھیڑ بکریاں لوٹ لیں۔ اس مہم کی غنیمت میں سے ہر شخص کو پندرہ پندرہ اونٹ حصے میں ملے۔

ذات اطلاح میں مبلغین کی شہادت

اس سال عمروؓ بن کعب الغفاری پندرہ آدمیوں کے ساتھ ذات اطلاح گئے' وہاں ان کو ایک بڑی جماعت ملی انھوں نے اس جماعت کو اسلام کی دعوت دی جسے ان لوگوں نے مسترد کر دیا اور عمروؓ کے تمام ساتھیوں کو قتل کر دیا البتہ صرف وہ بمشکل جان بچا کر مدینہ پہنچے۔ واقدی کہتا ہے کہ ذات اطلاح اطراف شام میں ہے۔ یہاں کے باشندے بنی قضاعہ تھے اور سدوسی نام ایک شخص ان کا سرغیل تھا۔

عمرو بن العاص

اس سال ابتدائے صفر میں عمرو بن العاص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلعم کے پاس آئے یہ نجاشی کے پاس مسلمان ہوئے تھے۔ ان کے ہمراہ عثمان بن طلحۃ العبدی اور خالد بن الولید المغیرہ بھی تھے۔

عمرو بن العاص کی روانگی حبشہ

خود عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ جب ہم خندق کی لڑائی سے دوسرے قبائل کے ساتھ مکہ واپس آئے میں نے قریش کے بعض اپنے ہم خیال اور اپنی بات سننے والوں کو اپنے پاس بلایا اور ان سے کہا کچھ خبر ہے تمہیں اس بات کا یقین رکھتا ہوں کہ محمدؐ کی بات سب پر ہمیشہ کے لئے غالب آجائے گی اس معاملہ میں میری ایک رائے ہوئی ہے تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے کہا پہلے اپنی رائے تو بیان کرو' میں نے کہا میرا خیال ہے کہ ہم نجاشی کے پاس چلے جائیں اور وہیں قیام کریں اگر محمدؐ کو ہماری قوم پر غلبہ ہو جائے گا تو ہم نجاشی کے پاس ان کے اثر سے مامون رہیں گے' کیونکہ

ہم محمدؐ کے ماتحت آنے سے اسے کہیں زیادہ پسند کرتے ہیں کہ نجاشی کے ماتحت رہیں اور اگر ہماری قوم کو کامیابی ہوئی تو چونکہ ہماری قوم ہمارے جذبات اور ہماری دقعت سے واقف ہے وہ بہر حال ہمارے ساتھ بھلائی کرے گی۔ اس رائے کو سب نے پسند کیا۔ میں نے کہا اچھا تو نجاشی کے لئے ہدیہ جمع کرو۔ چونکہ وہ ہمارے ملک کی کھالوں کو بہت پسند کرتا تھا اس لئے ہم نے بہت سی کھالیں اس کے لئے جمع کیں اور پھر ہم مکہ سے چل کر نجاشی کے پاس آئے، ہم اس کے پاس پہنچے تھے کہ عمرو بن اُمیّۃ الضمری جن کو رسول اللہ ﷺ نے جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ اپنا قاصد بنا کر نجاشی کے پاس بھیجا تھا نجاشی کے پاس آئے اور ملاقات کر کے چلے گئے۔ میں نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ یہ عمرو بن اُمیّۃ الضمری آئے ہیں۔ اگر میں نجاشی سے جا کر ان کو طلب کروں اور وہ ان کو میرے حوالے کر دے تو میں ان کو قتل کر دوں اگر میں اس تجویز کو کر گزروں قریش محسوس کریں گے کہ میں نے محمدؐ کے قاصد کو قتل کر کے ان کا حق ادا کر دیا وہ اس کے لئے میرے شکر گزار رہیں گے۔

عمرو بن العاص کا قبول اسلام

اس خیال سے میں نجاشی کے پاس گیا میں نے حسب عادت اسے سجدہ کیا اس نے مجھے خوش آمدید کہا اور کہا اے میرے پیارے دوست اپنے وطن سے ہمارے لئے کوئی ہدیہ لائے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں میں آپ کے لئے بہت سے تیار چمڑے لایا ہوں۔ میں نے ان چمڑوں کو اس کے سامنے پیش کیا جن کو اس نے بہت پسند کیا اور وہ خوش ہوا۔ پھر میں نے اس سے کہا اے بادشاہ میں نے ابھی ایک شخص کو تم سے مل کر باہر جاتے ہوئے دیکھا ہے یہ اس شخص کا قاصد ہے جو ہمارا دشمن ہے آپ اسے میرے حوالے کر دیں تا کہ میں اسے قتل کر دوں کیونکہ محمدؐ نے ہمارے اشراف اور بہترین اشخاص کو قتل کیا ہے۔ اس بات کو سن کر نجاشی برہم ہو گیا اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اس زور سے اپنی ناک پر مکا مارا کہ میرا خیال ہوا کہ نجاشی بے ہوش ہو جائے گا۔ اس کی اس حرکت سے میں اس قدر سہم گیا کہ جی چاہتا تھا کہ زمین شق ہو اور میں اس میں دھنس جاؤں۔ میں نے کہا اے بادشاہ بخدا اگر میں جانتا کہ میرے اس سوال سے تم کو اس قدر رنج ہو گا تو میں کبھی ایسی خواہش نہ کرتا۔ نجاشی نے کہا تم اس شخص کے پیامبر کو مجھ سے طلب کرتے ہو جس کے پاس جبرئیل آتے ہیں جیسا کہ موسیٰؑ کے پاس آتے تھے تا کہ تم اسے قتل کر دو۔ میں نے کہا اے بادشاہ کیا وہ واقعی ایسے ہیں اس نے کہا عمرو تم کو کیا ہو گیا ہے آؤ میری بات مانو بے شک وہ حق پر ہیں اور وہ ضرور اپنے مخالفوں پر غالب ہو کر رہیں گے جیسا کہ موسیٰؑ فرعون اور اس کے عساکر پر فتح یاب ہوئے میں نے کہا اچھا تو آپ اسلام پر ان کے لئے میری بیعت لے لیجئے اس نے کہا بہتر ہے۔ اس نے ہاتھ بڑھا دیا میں اس کے ہاتھ پر اسلام لے آیا اور وہاں سے اپنے رفیقوں کے پاس چلا آیا میری سابقہ رائے بالکل بدل چکی تھی۔ میں نے اپنے اسلام کو اپنے دوستوں سے چھپایا۔

عمرو بن العاص اور خالد بن ولید کا قبول اسلام

پھر میں وہاں سے رسول اللہ صلعم کے پاس جانے کے ارادے سے روانہ ہوا تاکہ اُن کے ہاتھ پر اسلام لاؤں، راستے میں خالد بن الولید ملے یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے، یہ مکہ سے آ رہے تھے میں نے پوچھا ابو سلیمان کہاں جاتے ہو، انہوں نے کہا بات ثابت ہو چکی یہ شخص واقعی نبی برحق ہے۔ میں ان کی خدمت میں اسلام لانے جا رہا ہوں کب تک محروم رہوں۔ میں نے کہا بخدا میں بھی اسی غرض سے آیا ہوں۔ ہم دونوں رسول اللہ صلعم کے پاس آئے خالد مجھ سے پہلے آپ کی خدمت میں باریاب ہوئے اسلام لائے اور بیعت کی پھر میں آپ کے پاس گیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ میں اسی شرط پر آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں کہ آپ میرے پچھلے گناہ معاف فرما دیں، آئندہ کے گناہوں کا میں ذکر نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا عمرو بیعت کرو اسلام اور ہجرت ماقبل زمانے کو قطع کر دیتی ہے۔ میں نے بیعت کی اور چلا آیا۔

عثمان بن ابی طلحہ بھی ان دونوں صاحبوں کے ہمراہ تھے وہ بھی انھیں کے ساتھ اسلام لائے۔

ذات السلاسل کی مہم

اس سال جمادی الآخر میں رسول اللہ صلعم نے عمرو بن العاص کو تین سو صحابہ کے ساتھ بنی قضاعہ کے مقام سلاسل کو بھیجا۔ اس مہم کی وجہ یہ ہوئی کہ اُم العاص بن وائل قبیلہ قضاعہ کی تھی۔ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے چاہا کہ اس طرح آپ بنی قضاعہ کی تالیف قلوب کریں، آپ نے عمرو بن العاص کو اشراف مہاجرین اور انصار کے ساتھ ان کی طرف روانہ کیا، پھر عمرو بن العاص نے آپ سے مدد طلب کی، آپ نے دو سو مہاجرین اور انصار کو جن میں ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی تھے، ابو عبیدہ بن الجراح کی امارت میں ان کی مدد کو بھیجا اس طرح اس جمعیت کی تعداد پانسو ہو گئی۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عمرو بن العاص کو علاقہ بلی اور عذرہ بھیجا تاکہ وہ عربوں کو شام پر یورش کرنے کے لئے آمادہ کریں۔ چونکہ عاص بن وائل کی ماں قبیلہ بلی سے تعلق رکھتی تھی اس وجہ سے ان کی تالیف قلوب کے لئے آپ نے عمرو بن العاص کو اس مہم کا امیر مقرر کیا۔ عمرو بن العاص علاقہ جذام میں ایک چشمہ سلاسل پر آئے اسی کے نام کی وجہ سے یہ غزوہ ذات السلاسل کہلاتا ہے ان کو اپنی جمعیت کے متعلق خوف پیدا ہوا، انہوں نے رسول اللہ صلعم سے مدد منگوائی۔ آپ نے ابو عبیدہ بن الجراح کو سابقین مہاجرین کے ساتھ جس میں ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی تھے عمرو بن العاص کی مدد کے لئے روانہ کیا اور بھیجتے وقت ابو عبیدہ سے کہا کہ تم دونوں ایک دوسرے کے خلاف نہ ہونا۔ ابو عبیدہ عمرو بن العاص کے پاس پہنچے۔ عمرو بن العاص نے ان سے کہا تم میری مدد کے لئے آئے ہو۔ ابو عبیدہ نے کہا نہیں رسول اللہ صلعم نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میرے تمہارے درمیان اختلاف نہ ہو اگر تم میری بات

نہ مانو، نہ مانو میں تمہاری اطاعت کروں گا۔ عمرو بن العاص نے کہا میں تمہارا امیر ہوں اور تم میرے مددگار، ابو عبیدہؓ نے کہا یہی سہی، چنانچہ اب عمرو بن العاص نے نماز میں امامت کی۔

غزوہ الخیط

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال غزوۂ الخبط ہوا۔ اس مہم کے امیر ابو عبیدہ بن الجراح تھے جن کو رسول اللہ صلعم نے ماہ رجب میں تین سو صحابہؓ کے ساتھ جن میں مہاجرین اور انصار تھے جہنیہ کی سمت بھیجا وہاں ان کو توراک میسر نہ آسکی اور بھوک کی سخت تکلیف ہوئی، نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک ایک کھجور ایک ایک شخص کو تقسیم کی گئی۔

عبداللہ بن جابر سے مروی ہے کہ ہم تین سو صحابہ ایک مہم میں ابو عبیدہ بن الجراح کی امارت میں بھیجے گئے۔ سامان خوراک کی قلت سے ہمیں بھوک کی سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔ تین ماہ تک ہم خشک پتّے کھاتے رہے پھر عنبر ایک جانور سمندر سے ساحل پر آ لگا۔ نصف ماہ اس کا گوشت کھا کر بسر ہوئی۔ ایک انصاری نے قربانی کے کئی اونٹ ذبح کر ڈالے۔ دوسرے دن پھر انھوں نے یہی عمل کیا، مگر ابو عبیدہؓ نے ان کو منع کر دیا اور وہ باز آ گئے۔ ذکوان ابو صالحؒ سے مروی ہے کہ یہ انصاری قیس بن سعد تھے۔

ایک دوسرے سلسلہ سے جابرؓ بن عبداللہ سے تقریبًا مذکورہ بالا بیان نقل ہوا ہے مگر اس میں اتنا اضافہ ہے کہ اس مہم کو سامان خوراک کی عدم دست یابی کی وجہ سے سخت زحمت اُٹھانا پڑی اور سعد بن قیس اس کے امیر تھے، انہوں نے نو اونٹ مسلمانوں کے لئے ذبح کئے تھے۔ رسول اللہ صلعم نے اس مہم کو سمندر کے کنارے بھیجا تھا۔ سمندر نے ایک جانور کنارے لگا دیا تین دن تک مسلمانوں نے اس کا گوشت کھایا اس کے چمڑے کو کاٹ کاٹ کر تسمے بنائے اور اس کی چربی کو پگھلا کر جمع کر لیا۔ جب یہ رسول اللہ صلعم کے پاس واپس آئے اور اس سفر میں قیس بن سعد کی اس فیاضی کا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ سخاوت اس خاندان کا شیوہ ہے۔ مچھلی کے بارے میں راوی نے کہا کہ اگر ہم جانتے کہ شام ہونے سے پہلے ہم آپ کے پاس پہنچ جائیں گے تو ہم اسے اپنے ساتھ آپ کے لئے لے جاتے۔ اس کے علاوہ اس بیان میں پتّوں وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں۔

دوسرے سلسلہ سے جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے چھواروں کی ایک بوری ہمیں زادِ راہ دی، پہلے ابو عبیدہ اس میں سے ایک ایک مٹھی ہمیں دیتے تھے پھر ایک ایک چھوارہ دینے لگے ہم اسے چوس کر پانی پی لیتے تھے اور شام تک اسی پہ بسر کرتے تھے اب یہ بھی ختم ہو گئے نوبت پتّوں پہ پہنچی اور ہم کو بھوک کی سخت تکلیف اُٹھانا پڑی اللہ نے ایک مُردہ مچھلی سمندر نے ساحل پہ لگا دی، ابو عبیدہ

نے کہا چونکہ ہم بھوکے ہیں اس کے کھانے میں کچھ ہرج نہیں، چنانچہ ہم نے اسی کو کھایا۔ وہ اتنی بڑی مچھلی تھی کہ اس کی پسلیوں کو ابو عبیدہ نے کھڑا کیا تو اس کے نیچے سے شتر سوار صاف گزر گیا اور پانچ آدمی اس مچھلی کی آنکھ کے حلقہ میں بآسانی بیٹھ جاتے تھے۔ ہم نے خوب اس کا گوشت کھایا اور اس کی چربی حاصل کی اس کی وجہ سے ہمارے بدن چست ہو گئے اور ہماری طاقت اور تنومندی بحال ہو گئی۔ ہم مدینہ آئے ہم نے رسول اللہ صلعم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا جو چیز اللہ نے کھانے کے لئے تم کو بھیجی اسے مزے سے کھاؤ، کیا اس کا گوشت تمہارے ساتھ ہے، ہمارے پاس تھا ہم میں سے کسی صاحب نے اسے منگوایا اور رسول اللہ صلعم نے اسے تناول فرمایا۔

واقدی کہتا ہے کہ یہ واقعہ اس لئے غزوۃ الخبط کہلایا گیا کہ اس میں مسلمانوں کو خشک پتے کھانے پڑے جس کی وجہ سے ان کے جبڑے خاردار جھاڑی کھانے والے اونٹوں کی طرح ہو گئے۔

سریہ ابو قتادہ

اس سال شعبان میں رسول اللہ صلعم نے ایک سریہ ابو قتادہ کی قیادت میں روانہ فرمایا عبداللہ ابی حدرۃ الاسلمی سے مروی ہے کہ میں نے اپنی ہم قوم ایک عورت سے شادی کی اور دو سو درہم اس کا مہر مقرر کیا۔ میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا کہ اس رقم کی ادائی کے لئے آپ سے مدد لوں۔ آپ نے پوچھا کتنا مہر ہے، میں نے کہا دو سو درہم آپ نے فرمایا سبحان اللہ اس سے زیادہ اور کیا باندھتے بخدا اس وقت تو میرے پاس کچھ ہے نہیں کہ تم کو دوں، چند روز میں خاموش رہا اب بنی جیشم بن معاویہ کا ایک شخص رفاعہ بن قیس یا قیس بن رفاعہ بنی جیشم کی ایک بڑی جمعیت کے ساتھ غابہ میں اپنی قوم اور دوسرے ہمراہیوں کے ساتھ اس نیت سے کہ وہ بنی قیس کو رسول اللہ صلعم سے لڑائی پر ابھارے، آکر فروکش ہوا۔ یہ شخص اپنے قبیلہ میں نامور اور معزز تھا۔ رسول اللہ صلعم نے مجھے اور دو مسلمانوں کو بلا کر حکم دیا کہ تم جاؤ اور یا تو اسے میرے پاس لاؤ اور یا کم از کم اس کی اطلاع لے کر آؤ۔ ہماری سواری کے لئے آپ نے ایک دبلی پتلی اونٹنی دی، ہم میں سے ایک شخص اس پر سوار ہو گیا مگر کمزوری کی وجہ سے وہ زمین سے نہ اٹھ سکی یہاں تک کہ لوگوں کو اسے پیچھے سے سہارا دے کر اٹھانا پڑا تب وہ بمشکل کھڑی ہو سکی، آپ نے فرمایا اسی پر چلے جاؤ اور اس کے پیچھے جاؤ"۔

رفاعہ بن قیس کا قتل

آپ سے رخصت ہو کر ہم چلے ہمارے ساتھ اسلحہ میں تیر اور تلواریں تھیں ہم غروب آفتاب کے ساتھ جھٹ پٹے میں دشمن کی فرودگاہ کے قریب آ گئے میں ایک سمت چھپ کر گھات میں بیٹھ گیا اور میں نے اپنے دونوں ساتھیوں کو دوسری جگہ گھات میں بٹھا دیا اور سمجھا دیا کہ جب میں دشمن کے اوپر حملہ کروں اور تکبیر کہوں تم بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ کر دینا۔ ہم

غربت کی تاک میں بیٹھے تھے کہ ابھی طرح رات طاری ہو گئی دشمن کا ایک چرواہا باوجود زیادہ رات جانے کے ان کی فرودگاہ میں اپنے گلے کے ساتھ واپس نہیں آیا تھا وہ اس کے لئے خائف تھے، اس کی تلاش کے لئے ان کا سردار رفاعہ بن قیس اٹھا اس نے تلوار سنبھالی اسے گلے میں ڈالا اور اس نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے چرواہے کو ضرور کوئی گزند پہنچا ہے میں اس کی تلاش میں جاتا ہوں اس کے ساتھیوں نے اسے اس ارادے سے روکا اور کہا کہ تم نہ جاؤ ہم جاتے ہیں مگر اس نے نہ مانا اور کہا کہ میں خود ہی جاؤں گا۔ تب اس کے ساتھیوں نے کہا تو اچھا ہم بھی ساتھ چلتے ہیں۔ اس نے کہا ہرگز کسی کے ساتھ آنے کی ضرورت نہیں میں تنہا جاؤں گا۔ یہ اپنے مقام سے چل کر میرے قریب آیا جب وہ میرے نشانے پر آ گیا میں نے تیر اس کے دل میں پیوست کر دیا اور وہ وہیں خاموش ٹھنڈا ہو گیا۔ میں نے بڑھ کر اس کا سر کاٹ لیا اور اب دشمن کی فرودگاہ پر حملہ کیا اور تکبیر کہی، میری آواز پر میرے دونوں ساتھی بھی تکبیر کہتے ہوئے اپنی کمین گاہوں سے نکلے اور حملہ آور ہوئے، ہمارے اس حملے کا دشمن پر یہ رعب ہوا کہ ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ اپنے اہل و عیال اور اموال میں سے جو آسانی سے وہ لے جا سکے اسے لے کر وہ بھاگ نکلے، ہم کو بہت سے اونٹ اور بھیڑ بکریاں مال غنیمت میں ہمدست ہوئیں۔ ہم ان کو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لے آئے اور رفاعہ کا سر میں خود اٹھائے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ان اونٹوں میں سے تیرہ اونٹ مجھے عطا فرمائے۔ اور ان سے میں نے اپنی بیوی کا مہر ادا کیا اور اسے رخصت کرا کر اپنے گھر لایا۔

مال غنیمت کی تقسیم

واقدی کہتے ہیں کہ محمد بن یحییٰ بن ابی حثمہ نے اپنے باپ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اس سریہ میں ابو قتادہ کے ساتھ ابن ابی الحدرد کو بھی بھیجا تھا اس مہم میں سولہ آدمی تھے۔ یہ لوگ پندرہ راتیں مدینہ سے باہر رہے، ہر شخص کو بارہ بارہ اونٹ حصے میں ملے تھے۔ ایک اونٹ دس بکریوں کے مساوی قرار دیا گیا تھا۔ مال غنیمت میں چار عورتیں بھی تھیں ان میں سے ایک جوان خوبصورت عورت تھی وہ ابو قتادہ کے حصہ میں آئی۔ محمیہ بن الجزء نے اسے رسول اللہ صلعم سے مانگا۔ آپ نے ابو قتادہ سے اسے مانگا انہوں نے کہا کہ میں نے اسے غنیمت میں سے خریدا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم اسے ہمیں دے دو۔ ابو قتادہ نے وہ عورت رسول اللہ صلعم کو دے دی، آپ نے اسے محمیہ بن الجزء الزبیدی کو دے دیا۔

بطن اضم کی مہم

اس سال آپ نے ابو قتادہ کو بطن اضم کی مہم کے ساتھ روانہ کیا۔ عبداللہ بن ابی حدرد سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلعم نے بطن اضم بھیجا۔ میں چند

مسلمانوں کے ساتھ جن میں ابو قتادہ الحارث بن ربعی اور مُحلّم بن جثامہ بن قیس اللیثی بھی تھے مدینہ سے روانہ ہو کر بطن اضم آیا۔ یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے۔ عامر بن اضبط الاشجعی اس مقام پر اپنے اونٹوں پر سوار ملا۔ اس کے ساتھ سامان معیشت اور دودھ کی ایک چھاگل بھی تھی ہمارے قریب آ کر اس نے ہمیں اسلامی طریقہ پر سلام کیا۔ ہم خاموش رہے ہم نے اس سے کوئی تعارض نہیں کیا البتہ مُحلّم بن جثامہ اللیثی نے کسی عداوت کی وجہ سے اسے قتل کر دیا اور اس کے اونٹ اور اسباب پر قبضہ کر لیا۔ جب ہم رسول اللہ صلعم کے پاس آئے ہم نے اس واقعہ کی آپ کو اطلاع دی، اس کے متعلق کلام پاک کی یہ آیت نازل ہوئی یاایھا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا (اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو تحقیق کر لیا کرو) واقدی کے قول کے مطابق رسول اللہ صلعم نے فتح مکہ کو جاتے ہوئے رمضان میں یہ سریہ بھیجا تھا، اس میں آٹھ آدمی تھے۔

غزوۂ موتہ

سلمہؓ سے مروی ہے کہ خیبر سے واپس آکر رسول اللہ صلعم ماہ ربیع الاوّل اور ربیع الثانی مدینہ میں مقیم رہے۔ جمادی الاولیٰ میں آپ نے وہ مہم شام کو بھیجی جو موتہ میں تباہ ہو گئی۔

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ جمادی الاولیٰ ۸ھ ہجری میں رسول اللہ صلعم نے موتہ کو مہم بھیجی، زید بن حارثہ کو اس کا امیر مقرر فرمایا اور کہا کہ اگر وہ مارے جائیں تو پھر جعفر بن ابی طالب امیر ہوں وہ بھی کام آجائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں۔ اس مہم نے رخت سفر کی تیاری کی اور اب روانہ ہونے کے لئے تیار ہوئے، یہ تین ہزار تھے، ان کی روانگی کے وقت تمام لوگوں نے رسول اللہ صلعم کے مقرر کردہ اُمراء کو خیر باد کہا اور ان کو دعا دی۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ

جب ان امراء میں سے تمام صحابہ عبداللہ بن رواحہ کو رخصت کرنے لگے وہ رو پڑے۔ صحابہ نے پوچھا عبداللہ بن رواحہ کیوں روتے ہو انھوں نے کہا نہ مجھے دنیا کی محبت ہے اور نہ لوگوں سے تعلق خاطر ہے جس کی وجہ سے میں روتا ہوں اصل یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو کلام اللہ کی یہ آیت تلاوت کرتے سنا ہے جس میں دوزخ کا ذکر ہے اور پھر مذکور ہے وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا (تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو آگ پر نہ جائے گا تمہارا رب قطعی فیصلہ کر چکا ہے) میں نہیں جانتا کہ ایک مرتبہ آگ پر جانے کے بعد وہاں سے کیوں کر واپسی ممکن ہو گی۔

مسلمانوں نے کہا، اللہ تمہارے ساتھ ہے، وہ تمہاری حفاظت کرے گا اور پھر تم کو نیک نام کر کے ہم سے ملائے گا۔ اس موقع پر عبداللہ بن رواحہ نے یہ شعر کہے:

لکنني اسئل الرحمان مغفرة وضربة ذات فرغ تقذف الزبدا

(ترجمہ) میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں اور ایسی ضرب لگانے کی مقدرت مانگتا ہوں جس سے وسیع شگاف ہو اور خون کے فوارے بہہ نکلیں۔

او طعنة بیدی حرّان مجهزة بحربة تنفذ الاحشا والكبدا

(ترجمہ) یا بھالے سے ایسا سخت وار کروں کہ تمام انتڑیاں اور کلیجہ نکل پڑے۔

حتی یقولوا اذا مروا علی جدثی ارشدك الله من غاز وقد رشدا

(ترجمہ) تاکہ جب لوگ میری قبر پر آئیں تو کہیں اسے غازی اللہ تیری ہدایت کرے حالانکہ بیشک اللہ نے پہلے ہی اسے ہدایت عطا فرما دی ہے۔

اب سب لوگ روانگی کے لئے بالکل آمادہ ہو گئے۔ عبداللہ بن رواحہ رسول اللہ صلعم کے پاس آئے آپؐ نے ان کو رخصت کیا، یہ مہم روانہ ہو گئی، خود رسول اللہ صلعم نے کچھ دور ان کی مشایعت کی اور جب آپ خدا حافظ کہہ کر واپس آئے عبداللہ بن رواحہ نے یہ شعر پڑھا:

خلف السلام علی امرئ ودعته فی النخل خیر مشیع وخلیل

(ترجمہ) پیچھے رہ گیا میرا سلام اس شخص پر جسے میں نے نخلستان میں رخصت کیا اور وہ بہترین مشایعت کرنے والا اور دوست ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ کا جذبۂ جہاد یہ مہم چلتے چلتے علاقہ شام کی سرزمین معان پہنچی۔ یہاں ان کو معلوم ہوا کہ ہرقل ایک لاکھ رومیوں کے ساتھ علاقہ بلقا میں مقام باب پر فروکش ہے اور اس فوج کے علاوہ ایک ہی لاکھ لخم۔ جذام۔ بلقین۔ بہرا اور بلی کے عرب متنصرہ قبیلۂ بلی کے خاندان اراشتہ کے ایک شخص مالک بن رافلہ کی قیادت میں اور اس کے ساتھ ہیں۔ اس اطلاع پر مسلمان معان میں دو شب اپنی حالت پر غور کرنے کے لئے ٹھہرے رہے۔ بعضوں نے کہا ہمیں رسول اللہ صلعم کو اپنے دشمن کی تعداد اور اپنی حالت لکھنا چاہئیے تاکہ یا تو وہ ہماری امداد فرمائیں یا جیسا حکم دیں اس پر ہم کاربند ہوں۔ عبداللہ بن رواحہ نے تمام مسلمانوں کو شجاعت دلائی اور کہا اے مسلمانو! بخدا کیا تم اسی بات سے ڈرتے ہو جس کے لئے تم آئے ہو تم شہادت کے لئے آئے ہو۔ ہم کثرت تعداد، طاقت اور ساز و سامان اور اسلحہ کی کثرت کے بل پر لوگوں سے نہیں لڑا کرتے ہم تو صرف اس دین کی خاطر جس سے

اللہ نے ہمیں سرفراز کیا ہے ڈرتے ہیں، آگے بڑھو دو خوبیوں میں سے ایک بہر حال ہماری ہے یا فتح یا شہادت،
اس پر تمام مسلمان کہنے لگے بیشک عبداللہ بن رواحہ نے سچی بات کہی ہے اور اب وہ آگے بڑھے۔

زید بن ارقم کی روایت

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ میں یتیم تھا اور عبداللہ بن رواحہ کے زیر پرورش تھا جب وہ اس سفر پر روانہ ہوئے میں ان کے ہمراہ ان کے اونٹ پر پالان کی دوسری سمت میں ہم سفر تھا ایک رات میں نے ان کو بعض اپنے ایسے اشعار پڑھتے سنا جس سے میں سمجھا کہ یہ ان کا آخری سفر ہے اور وہ شوق شہادت سے سرشار ہیں میں رونے لگا انہوں نے آہستہ سے جیا یک میرے مارا اور کہا کہ بچے تم کیوں روتے ہو اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطا فرمانے والا ہے اور تم آرام سے اس پالان میں بیٹھ کر گھر چلے جانا۔

حضرت زیدؓ و حضرت جعفرؓ کی شہادت

جب یہ جمعیت تخوم پہنچی ہرقل کی فوج جس میں رومی اور عرب تھے بلقاء کے ایک موضع مشارف پر ان کے مقابل آگئی جب دشمن قریب آیا مسلمان موتہ میں مورچہ زن ہوئے اور یہاں لڑائی شروع ہوئی۔ مسلمانوں نے اپنی فوج کی جنگی ترتیب قائم کی میمنہ پر بنی عذرہ کے قطبہ بن قتادہ کو امیر بنایا میسرہ پر عبایہ بن مالک الانصاری امیر مقرر کئے گئے اب نہایت خونریز جنگ شروع ہو گئی۔ زید بن حارثہ رسول اللہ صلعم کا عَلَم لئے ہوئے دشمن سے لڑے اور جب وہ دشمن کے کثیر تیروں سے شہید ہو گئے جعفر بن ابی طالب نے عَلَم لے لیا اور دشمن سے لڑنے لگے جب ہر طرف سے ان پر نرغہ ہوا وہ اپنے سبز گھوڑے سے میدانِ کارزار میں اتر پڑے اسے ہلاک کر دیا اور پھر دشمن سے لڑے اور مارے گئے۔ جعفر مسلمانوں میں پہلے شخص ہیں کہ انہوں نے اپنے گھوڑے کو عہدِ اسلام میں ذبح کیا۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت

یحییٰ بن عباد اپنے باپ سے مروی ہے کہ ان سے ان کے باپ نے جو ان کی شیر خوارگی کے زمانے میں ان کی پرورش کرتے تھے اور بنی مرہ بن عوف سے تھے اور خود اس موتہ کی جنگ میں شریک تھے بیان کیا کہ جعفرؓ کا اپنے سبز گھوڑے سے کودنا اور پھر اسے ذبح کر کے دشمن سے لڑ کر شہید ہونا اس وقت بھی میری نظر کے سامنے ہے۔ ان کی شہادت کے بعد رسول اللہؐ کے عَلَم کو عبداللہ بن رواحہ نے اٹھا لیا اور اسے لیکر اپنے گھوڑے پر آگے بڑھے وہ اپنے نفس کو جنگ میں شرکت کے لئے آمادہ کر رہے تھے اور کچھ متردّد تھے۔ اس موقع پر انہوں نے بعض ہمت افزا اشعار پڑھے اور پھر گھوڑے سے اتر پڑے، اتنے میں ان کا ایک چچازاد بھائی گوشت بھری ہڈی ان کے پاس لایا اور کہا کہ اسے کھا کر ذرا کمر مضبوط کر لیجئے کیونکہ ان دنوں آپ کو تکلیف اٹھانا پڑی ہے۔ عبداللہ بن رواحہ نے گوشت کا وہ ٹکڑا ہاتھ میں لے لیا اور اسے کھانے کے لئے نوچا اتنے میں فوج کی سمت سے نہایت شدید لڑائی کا شور سنائی دیا۔ انہوں نے اپنے

دل میں کہا کہ جنگ کی یہ نوبت ہے اور میں اب تک زندہ ہوں۔ اس خیال کے ساتھ ہی انہوں نے وہ گوشت ہاتھ سے پھینک دیا، تلوار اٹھائی آگے بڑھے لڑے اور شہید ہو گئے۔ ان کے بعد ان کے علم کو بنی عجلان کے ثابت بن اقرم نے اٹھا لیا اور مسلمانوں سے کہا اب کسی اور کو امیر بناؤ۔ سب نے کہا بس تم ہی اس کے اہل ہو۔ انہوں نے کہا میں اس کے لئے تیار نہیں۔ تب سب نے خالد بن الولید کو اپنا امیر بنایا۔ خالد نے علم لے کر دشمن کی مدافعت کی اور اب ان پر بڑھ کر حملہ کیا اور پھر واپس آئے اس دلیری کا یہ اثر ہوا کہ ہر قل خود ہی پسپا ہو گیا۔

حضرت خالد بن الولید کو سیف اللہ کا لقب

ابو قتادہؓ: رسول اللہ ﷺ کے مشہور شہسوار سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے امرا کا جیش روانہ فرمایا اور کہا زید بن حارثہ تمہارے امیر ہیں اگر وہ کام آجائیں جعفر بن ابی طالب امیر ہوں۔ اگر وہ کام آجائیں عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں۔ اس پر جعفرؓ کھڑے ہوئے اور کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ زید میرے امیر ہوں گے تو میں اس مہم میں نہ جاتا۔ آپ نے فرمایا میرے حکم کی اطاعت کرو تم نہیں جانتے کہ کون بہتر ہے۔ یہ مہم چلی گئی اس کو گئے ہوئے ایک عرصہ گذر گیا اس کے بعد آپ ایک دن منبر پر چڑھے اور اذان کا حکم دیا جب سب آپ کے پاس جمع ہو گئے آپ نے تین مرتبہ فرمایا باب خیر، باب خیر، باب خیر، پھر آپ نے فرمایا آؤ میں تم کو اس مجاہد مہم کی حالت بیان کروں۔ یہ لوگ یہاں سے گئے ان کا دشمن سے مقابلہ ہوا۔ زید مارے گئے اور شہید ہوئے، ان کے لئے مغفرت کا طالب ہوں۔ پھر جھنڈے کو جعفر نے لے لیا انھوں نے دشمن پر حملہ کیا اور اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کا شاہد ہوں اور ان کے لئے مغفرت کا طالب ہوں۔ ان کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا اٹھایا وہ ثابت قدم رہے اور شہید ہو گئے، میں ان کے لئے مغفرت کا طالب ہوں۔ اس کے بعد خالد بن الولید نے جھنڈا اٹھا لیا وہ میرے مقرر کردہ اُمراء میں نہ تھے بلکہ وہ خود امیر بن گئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اے خداوند! وہ تیری تلواروں میں سے ایک ہیں تو ضرور ان کی مدد کرے گا۔ اس روز سے خالد کا لقب "سیف اللہ" ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا کل علی الصباح اپنے بھائیوں کی امداد کے لئے تیار ہو کر آجاؤ اور کوئی رہ نہ جائے۔ چنانچہ تمام صحابہؓ پیادہ اور سوار آپ کے فرمانے پر دوڑ پڑے حالانکہ یہ شدید گرمی کا زمانہ تھا۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم کو جعفرؓ کی شہادت کی

اطلاع ہوئی آپ نے فرمایا کل شام جعفر چند ملائکہ کے ساتھ جا رہے تھے اور ان کے دو بازو تھے جن کا اگلا حصہ خون سے رنگین تھا اور وہ بیشہ جا رہے تھے جو یمن میں واقع ہے۔

قطبہ بن قتادہ العذری نے جو مسلمانوں کے میمنہ کے امیر تھے۔ مالک بن رافلہ عرب متعربہ کے قائد پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔

حدس کی ایک کاہنہ کی پیش گوئی

حدس کی ایک کاہنہ کو جب رسول اللہ صلعم کے اس جیش کی پیش قدمی کی اطلاع ملی اس نے اپنی قوم حدس سے کہا (خود اس کا خاندان اس قبیلہ کی ایک شاخ بنو غنم تھی) میں تم کو ایسی قوم سے ڈراتی ہوں جو دیکھنے میں دبلے پتلے ہیں کنکھیوں سے دیکھتے ہیں لاغر گھوڑوں پر سوار ہیں اور یہ خون کے فوارے بہائیں گے۔ اس کی قوم نے اس کی اس تنبیہ کو گرہ میں باندھ لیا وہ اس جنگ سے کنارہ کش ہو کر بنی لخم میں چلے گئے۔ چنانچہ بعد میں بنی حدس کے ایک مرفہ الحال اور کثیر التعداد قبیلہ ہو گیا۔ ان کے برخلاف۔ اس قبیلہ کے ایک خاندان بنی ثعلبہ نے جنگ میں شرکت کی اور اس کے بعد ان کی تعداد بہت قلیل ہو گئی اور رہی۔ خالد بن الولید اپنی سپاہ کو دشمن کے مقابلہ سے واپس لے کر مدینہ روانہ ہو گئے۔

اسلامی فوج کا استقبال

عروہؓ بن زبیر سے مروی ہے کہ جب یہ فوج مدینہ کے قریب پہنچی۔ رسول اللہ صلعم اور دوسرے مسلمانوں نے ان کا استقبال کیا نوعمر بچے بھی دوڑتے ہوئے ان کے استقبال کو بڑھے۔ خود رسول اللہ صلعم اس فوج کے ساتھ گھوڑے پر سوار آ رہے تھے۔ آپؐ نے بچوں کو پیادہ دیکھ کر ہمراہیوں سے کہا ان کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھالیں اور فرمایا کہ جعفر کا لڑکا مجھے دو۔ عبداللہ بن جعفر آپؐ کے پاس لائے گئے۔ آپ نے ان کو اٹھا کر اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ دوسرے لوگوں نے اس فوج پر خاک ڈالنا شروع کی اور کہا کہ تم اللہ کی راہ میں بھگوڑے ہو۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا یہ بھگوڑے نہیں بلکہ انشاء اللہ پھر دشمن کے مقابلہ پر جائیں گے۔

حارث بن ہشام کی اولاد میں سے ایک صاحب سے جو اُم سلمہؓ زوجہ رسول اللہ صلعم کے ننھیالی رشتہ دار تھے مروی ہے کہ اُم سلمہؓ نے کسی عورت سے پوچھا کہ میں سلمہؓ بن ہشام بن مغیرہ کو رسول اللہ صلعم اور صحابہؓ کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا ہوا نہیں دیکھتی۔ اس بی بی نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ گھر سے نکلتے ہیں تو لوگ یہ طعنہ ان کو دیتے ہیں کہ تم اللہ کی راہ میں بھاگ نکلے اس وجہ سے وہ گھر بیٹھ رہے اور نہیں نکلتے اس سال رسول اللہ صلعم نے اہل مکہ پر جہاد کیا۔

بنی بکر اور بنی خزاعہ کی مخاصمت

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ موتہ کی مہم روانہ کرنے کے بعد رسول اللہؐ جمادی الآخر اور رجب مدینہ میں مقیم رہے اس کے بعد بنی بکر بن مناۃ بن کنانہ نے بنی خزاعہ پر جو اپنے ایک چشمۂ آب وتیر پر جو مکّہ کے زیریں میں واقع ہے مقیم تھے اچانک حملہ کر دیا۔ اس جھگڑے کی بنیاد جو بنی بکر اور بنی خزاعہ میں شروع ہوا بنی حضرمی کا ایک شخص مالک بن عباد تھا۔ اس زمانے میں حضرمی کا حلیف اسود بن رزن تھا، یہ تجارت کے لیے جا رہا تھا، جب وہ خزاعہ کے علاقے میں پہنچا خزاعہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کے مال پر قبضہ کر لیا۔ اس کے انتقام میں بنی بکر نے موقع پا کر خزاعہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ عہد اسلام سے کچھ ہی پہلے خزاعہ نے اسود بن رزن کی بیٹیوں سلمی، کلثوم اور ذویب کو مقام عرفہ میں انصاب حرم کے پاس اچانک حملہ کر کے قتل کر دیا تھا۔ یہ تینوں بنی بکر کی ناک اور ان کی اشراف تھیں۔

بنو خزاعہ رسول اللہؐ کے حلیف

بنی الدیل کے ایک شخص سے مروی ہے کہ عہد جاہلیت میں لااسود اپنی فضیلت کی وجہ سے دو دو دیتیں دیتے تھے حالانکہ ہم صرف ایک دیت دیتے تھے۔ بنو بکر اور بنو خزاعہ میں یہ نزاع جاری تھی کہ اسلام جاری ہوا اور اب تمام عرب اسلام میں مشغول ہو گئے۔ صلح حدیبیہ میں جو رسول اللہ صلعم اور قریش مکّہ کے درمیان ہوئی تھی ایک شرط یہ بھی تھی کہ اب جو چاہے رسول اللہؐ کے عہد میں داخل ہو جائے اور جو چاہے وہ قریش کے عہد میں داخل ہو جائے۔ چنانچہ بنی بکر قریش کے ساتھ اور خزاعہ رسول اللہ صلعم کے عہد میں داخل ہوئے اس صلح کے زمانے کو بنی بکر کے بنی الدیل نے اپنے ہم قوم اسود بن رزن کی بیٹیوں کا خزاعہ سے انتقام لینے کا اچھا موقع سمجھا اور اس غرض سے نوفل بن معاویۃ الدیلی بنی الدیل کے ساتھ جیا کا

وہ رئیس تھا۔ اگرچہ تمام بنی بکر اس کے تابع فرمان نہ تھے، برآمد ہوا، اور اس نے بنی خزاعہ پر جو اپنے وتیر نامی چشمہ پر فروکش تھے شب خون مارا۔ ان میں سے ایک شخص کو حملہ آوروں نے ختم کر دیا۔ بنی خزاعہ کو اپنا مقام چھوڑنا پڑا، اور پھر لڑائی ہوئی اس موقع پر قریش نے اسلحہ سے بنی بکر کی مدد کی۔ بلکہ رات کی تاریکی میں خفیہ طور پر قریش کے کچھ لوگ بھی بنی بکر کے ساتھ خزاعہ پر حملہ کرنے میں شریک ہوئے اور خزاعہ کو مجبوراً حرم میں پناہ لینا پڑی۔ واقدی کے بیان کے مطابق صفوان بن اُمیہ، عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو اپنے سامان معیشت اور غلاموں کے ساتھ بھیس بدل کر اس شب خون میں شریک تھے۔

حرم میں بنو بکر کی خون ریزی

جب خزاعہ حرم میں آ پہنچے بنو بکر نے اپنے سردار نوفل سے کہا کہ اب ہم حرم میں ہیں اس لئے تم اپنے خدا سے ڈرو اور لڑائی سے باز رہو، مگر اس نے اس پر کچھ اعتنا نہیں کیا بلکہ یہ گستاخانہ جملہ کہا کہ آج میرا کوئی خدا نہیں میں کسی کو نہیں مانتا، اے بنی بکر اپنا بدلہ لے لو میں جانتا ہوں کہ تم ضرور اسی حرم میں چوری کرتے ہو اور کرو گے تو پھر کیوں حرم میں اپنا بدلہ نہیں لے لیتے۔

بنی بکر کا بنی خزاعہ پر شب خون

بنی بکر نے خزاعہ پر تاوئیر پر جو شب خون ارا تھا انہوں نے منبہ نام ایک ضعیف القلب شخص کو قتل کر دیا تھا یہ اور اس کا ہم قوم ایک اور شخص تمیم بن اسد فرودگاہ سے برآمد ہوئے، دشمن کو دیکھ کر منبہ نے تمیم سے کہا کہ تم بھاگ کر جان بچالو اور میں تو بہرحال اب مر جاؤں گا چاہے وہ مجھے قتل کریں یا چھوڑ دیں کیونکہ مجھے سخت اختلاج قلب ہو گیا ہے۔ تمیم بھاگ گیا اور حملہ آوروں نے منبہ کو جا لیا اور قتل کر دیا۔ مکہ میں پہنچ کر خزاعہ نے بدیل بن ورقاء الخزاعی اور اپنے مولیٰ رافع کے گھر پناہ لی۔

عمرو بن سالم خزاعی کی رسول اللہ سے فریاد

اس طرح جب قریش نے خزاعہ کے برخلاف بنی بکر کی مدد کی اور ان کے ایک آدمی کو قتل کر دیا جو رسول اللہ صلعم کے عہد و میثاق میں داخل تھے انہوں نے اس معاہدہ کی جو ان کے اور رسول اللہ صلعم کے درمیان ہوا تھا کھلی ہوئی خلاف ورزی کی۔ بنی کعب کا عمرو بن سالم الخزاعی اس نقض عہد کی شکایت کی اور فریاد رسی کے لیے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں مدینہ آیا۔ آپ اس وقت تمام صحابہ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے اس نے آپ کے سامنے پہنچ کر یہ اشعار سنائے اور یہی واقعہ فتح مکہ کا باعث ہوا۔

لاھم انی ناشد محمدا حلف ابینا وابیہ الاتلدا

ترجمہ :۔ اے خداوندا میں محمدؐ کو اپنے باپ اور ان کے باپ کی قدیم دوستی یاد دلاتا ہوں اور اس کا واسطہ دیتا ہوں۔

فوالداً کنا وکنت ولدا   ثمت اسلمنا فلو ننزع یدا

ترجمہ :۔ پہلے ہم تمہارے لئے بمنزلہ والد کے تھے اور تم ہمارے اولاد کے۔ پھر ہم اسلام لے آئے اور ہم اس سے دست بردار نہیں ہوئے۔

فانصر رسول اللہ نصراً عتدا   وداع عباد اللہ یاتوا مددا

ترجمہ :۔ پس اے رسول اللہؐ آپ ہماری پوری مدد کیجئے اور اللہ کے بندوں کو ہماری امداد کے لئے بلائیے۔

فیھم رسول اللہ قد تجردا   ابیض مثل البدر فی صعدا

ترجمہ :۔ اُن اللہ کے بندوں میں اللہ کے رسول ہیں جو اپنا توراتیت یں چڑھتے ہوئے بدر کی مثال ہیں۔

ان سیم خسفاً وجھہ تربدا   فی فیلق کالبحر یجری مزبدا

ترجمہ :۔ اگر ایک تنکے پر ظلم ہو تو ان کا چہرہ بحرِ مواج کے ایسے ایک لشکر جرار کے غبار سے غبار آلود ہو جاتا ہے۔

ان قریشاً اخلفوک الموعدا   ونقضوا میثاقک الموکدا

ترجمہ :۔ بے شک قریش نے آپ سے وعدہ کی خلاف ورزی کی اور آپ کے مضبوط عہد کو توڑ ڈالا ہے۔

وجعلوا لی فی کداء رصدا   وزعموا ان لست ادعوا احدا

ترجمہ :۔ اور انہوں نے کداء میں میری تاک میں لوگوں کو بٹھایا ہے اور وہ اس زعم باطل میں ہیں کہ میں کسی کو بھی اپنی مدد کے لئے نہیں بلا سکتا۔

وھم اذل واقل عددا   ھم بیتونا بالوتیر ھجدا

ترجمہ :۔ وہ نہایت ہی ذلیل اور معدودے چند ہیں، انہوں نے وتیر میں حالتِ نماز میں ہم پر شب خون مارا۔

فقتلونا رکعاً وسجدا

ترجمہ :۔ اور اسی طرح حالتِ رکوع اور سجود میں ہم کو قتل کیا ہے۔

بدیل بن ورقاء

یارسول اللہؐ ہم اسلام لا چکے ہیں اور انہوں نے ہم کو قتل کیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہؐ نے فرمایا اے عمرو بن سالم اطمینان رکھو ہم تمہاری مدد کے لئے تیار ہیں۔ اسی وقت رسول اللہ صلعم کو آسمان پر بدلی نظر آئی۔ آپ نے فرمایا یہ گھٹا بنی کعب کی امداد میں برسے گی۔ یہ فال نیک ہے۔ پھر بدیل بن ورقاء خزاعہ کے چند آدمیوں کے ساتھ مکہ سے چل کر مدینہ میں رسول اللہؐ کی خدمت میں آیا اور اس نے اسی شب خون کا پورا واقعہ سنایا اور اپنی مصیبت بیان کی اور قریش نے اس موقع پر بنی بکر کو جو مدد دی تھی اس کی خبر کی۔ یہ جماعت عرض حال کر کے مدینہ سے مکہ واپس ہوئی۔ رسول اللہ صلعم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اب ابوسفیان ہمارے پاس اس معاہدہ صلح کی تجدید اور اضافۂ مدت کے لئے آنے والا ہے۔

بدیل بن ورقاء اور ابوسفیان

بدیل بن ورقاء اور اس کے رفیق اپنی راہ چلے گئے مقام عسفان میں ابوسفیان سے ان کی ملاقات ہوئی جسے قریش نے اپنی اس حرکت کے نتائج کے خوف سے رسول اللہ صلعم کے پاس سابقہ معاہدۂ صلح کی توثیق اور اضافۂ مدت کے لئے گفتگو کرنے بھیجا تھا۔ ابوسفیان نے بدیل سے پوچھا کہاں سے آتے ہو۔ ابوسفیان کو یقین تھا کہ یہ ضرور رسول اللہؐ سے مل کر آرہا ہے۔ بدیل نے کہا میں اپنی قوم کے پاس جو ساحل پر اس وادی کے شکم میں مقیم ہے گیا تھا۔ ابوسفیان نے پوچھا محمدؐ کے پاس نہیں گئے۔ اس نے کہا نہیں۔ مگر جب بدیل مکہ کی سمت روانہ ہوگیا ابوسفیان نے کہا اگر یہ مدینہ گیا ہے تو وہاں ضرور اس کی اونٹنی نے چھوہارے کی گٹھلی کھائی ہوگی۔ اس خیال سے وہ اس کی ناقہ کی نشست گاہ کو گیا اور اس کی مینگنی کو اٹھا کر توڑا، اس میں چھوہارے کی گٹھلی نظر آئی۔ ابوسفیان نے کہا میں حلف کرتا ہوں کہ بدیل ضرور محمدؐ کے پاس گیا ہے۔

ابوسفیان کی تجدید معاہدہ کی کوشش

وہاں سے چل کر ابوسفیان مدینہ میں رسول اللہ صلعم کے پاس آیا۔ پہلے وہ اپنی بیٹی اُم حبیبہؓ بنت ابی سفیان کے پاس پہنچا اور رسول اللہ صلعم کے بستر پر بیٹھنے لگا، مگر اُم حبیبہؓ نے اس بستر کو لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا اے بیٹی کیا تم نے اس بستر کو میرے شایان نہ سمجھا یا مجھے اس بستر کے قابل نہ سمجھا کیا بات ہے۔ اُم حبیبہؓ نے فرمایا یہ رسول اللہ صلعم کا بستر ہے تم مشرک نجس ہو میں نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ تم رسول اللہ صلعم کے بستر پر بیٹھو، اس لئے میں نے اسے اٹھا دیا۔ ابوسفیان نے کہا کہ اے بیٹی تجدا مجھ سے علیحدگی کے بعد تم میں بُرائی آگئی۔ وہاں سے اُٹھ کر ابوسفیان خود رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور معاملہ پر گفتگو کی۔ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اب وہ ابوبکرؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آپ اس معاملہ میں رسول اللہ صلعم

سے گفتگو کریں مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ اب وہ عمرؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا۔ انہوں نے کہا بھلا میں اور تمہاری سفارش رسول اللہ صلعم سے کروں، بخدا اگر مجھے باجرے کے دانے دستیاب ہوں تو میں انہیں سے تم سے جہاد کروں۔ وہاں سے نکل کر اب وہ علیؓ ابن ابی طالب کے پاس آیا اس وقت ان کے پاس فاطمہؓ بنت رسولؐ بھی تھیں اور ان کے صاحبزادے حسنؓ بن علیؓ جو بالکل کمسن بچے تھے اور کھیلتے پھرتے تھے موجود تھے۔ ابوسفیان نے کہا اے علیؓ یہاں کے تمام لوگوں میں تم سے میرے تعلقات بھی نہایت خوش گوار تھے اور قرابت میں تم میرے سب سے قریب تر عزیز ہو۔ میں ایک حاجت لے کر آیا ہوں ایسا نہ ہو کہ میں بے نیل و مرام خالی ہاتھ واپس جاؤں۔ تم رسول اللہؐ سے ہماری سفارش کرو۔ علیؓ نے کہا ابوسفیان، جس کام کا رسول اللہ صلعم ارادہ فرما چکے ہوں بخدا میری یہ مجال نہیں کہ میں اس کے متعلق ان سے کچھ کہہ سکوں۔ ابوسفیان فاطمہؓ کی طرف متوجہ ہوا، اور اُن سے کہا اے محمدؐ کی بیٹی! کیا تم یہ نہیں کر سکتیں کہ اپنے اس بیٹے سے کہو کہ وہ سب کے درمیان مجھے پناہ دیں اور اس طرح ہمیشہ کے لئے عرب کے سید ہو جائیں۔ فاطمہؓ نے کہا بخدا ابھی میرا یہ لڑکا اس عمر کو نہیں پہنچا ہے کہ وہ سب لوگوں میں تم کو پناہ دے اور رسول اللہ صلعم کے خلاف مرضی تو کوئی بھی پناہ نہیں دے سکتا۔

حضرت علیؓ کا ابوسفیان کو مشورہ

ابوسفیان نے علیؓ سے کہا ابوالحسن میرے معاملات نے نازک صورت اختیار کر لی ہے کوئی راہ سمجھ میں نہیں آتی تم مجھے مخلصانہ مشورہ دو کہ میں کیا کروں۔ علیؓ نے کہا بخدا میں کوئی تدبیر ایسی نہیں جانتا جو تمہارے لئے مفید ہو۔ البتہ چونکہ تم تمام بنی کنانہ کے رئیس ہو اس لئے تم خود مجمع عام میں کھڑے ہو کر اپنے کو سب کی حفاظت میں دے دو اور پھر اپنے وطن چلے جاؤ۔ ابوسفیان نے کہا کیا واقعی آپ اس مشورے کو میرے لئے کچھ مفید سمجھتے ہیں۔ علیؓ نے کہا بخدا ہرگز نہیں میں جانتا ہوں کہ اس سے بھی تم کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ مگر اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت ہی نہیں ہے مجبوری ہے۔ ابوسفیان نے مسجد میں کھڑے ہو کر سب کے سامنے کہا کہ اے لوگو! میں اپنے کو سب کی پناہ میں دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر چل دیا۔ قریش کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا کیا کر آئے؟ اس نے کہا میں نے محمدؐ سے ملاقات کی اور اس معاملہ میں گفتگو کی مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر میں ابوبکرؓ سے ملا وہاں بھی کوئی مفید مطلب بات حاصل نہ ہوئی پھر عمرؓ سے ملا ان کو میں نے سب سے زیادہ اپنا دشمن پایا۔ پھر میں علیؓ کے پاس گیا ان کو میں نے اور سب میں سب سے زیادہ متواضع پایا، انہوں نے مجھے ایک مشورہ دیا اس پر میں نے عمل کیا۔ مگر میں

نہیں جانتا کہ آیا وہ ہمارے لئے سود مند ہو گا بھی یا نہیں، قریش نے پوچھا وہ کیا بات ہے۔ ابوسفیان نے کہا انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں تمام لوگوں کی پناہ میں اپنے کو دے دوں میں نے یہ کیا۔ قریش نے پوچھا کیا محمدؐ نے اس کو تسلیم کیا اور اجازت دی۔ ابوسفیان نے کہا نہیں۔ قریش نے کہا تو پھر یہ کیا بات ہوئی۔ بخدا علیؓ نے تو تمہارے ساتھ محض مذاق کیا ہے اس سے ہمیں کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا تو اس کے سوا تو میں کچھ اور نہیں کر سکا۔

حضرت محمدؐ کا مکہ جانے کا فیصلہ

رسول اللہ صلعم نے سفر کی تیاری کا حکم دیا آپؐ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میرا سامان بھی درست کر دو۔ ابوبکرؓ اپنی بیٹی عائشہؓ کے پاس آئے دیکھا کہ وہ رسول اللہؐ کے سامان کو درست کر رہی ہیں۔ پوچھا بیٹی! کیا رسول اللہؐ نے سامان کی تیاری کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ ابوبکرؓ نے پوچھا کچھ سمجھتی ہو کہ ان کا ارادہ کہاں جانے کا ہے۔ عائشہؓ نے کہا یہ تو میں بالکل نہیں جانتی۔ اس کے بعد خود رسول اللہ صلعم نے سب لوگوں کو بتا دیا کہ میں مکہ جا رہا ہوں اور حکم دیا کہ سب لوگ فوراً انتظام کر کے تیار ہو جائیں اور فرمایا اے خداوندا تاوقتیکہ ہم خود ان کے علاقہ میں نہ پہنچ جائیں قریش کو ہماری نقل و حرکت کی کسی مخبر یا جاسوس کے ذریعہ اطلاع نہ مل سکے اب تمام مسلمانوں نے سفر کی تیاری شروع کر دی۔ اس موقع پر مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب اور تحریص کے لئے حسان بن ثابت نے چند شعر بھی کہے۔

حضرت حاطبؓ کا خط

جب رسول اللہ صلعم پوری طرح مکہ جانے کے لئے تیار ہو گئے حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے ایک خط قریش کو لکھا اور اس میں اطلاع دی کہ رسول اللہ صلعم تمہارے مقابلہ پر آ رہے ہیں۔ یہ خط انہوں نے ایک عورت کو جس کے متعلق محمد بن جعفر کا خیال ہے کہ وہ قبیلہ مزینہ کی تھی اور ان کے علاوہ دوسروں کا خیال ہے کہ وہ بنی عبدالمطلب کے کسی شخص کی چھوکری تھی دیا اور اس خط کو قریش کو پہنچا دینے کی کچھ اُجرت دی۔ اس عورت نے وہ خط اپنے سر میں رکھ کر اوپر سے بال گوندھ لئے اور روانہ ہو گئی۔ رسول اللہ صلعم کو بذریعہ وحی حاطبؓ کی اس حرکت کی خبر ہوئی آپؐ نے علیؓ بن ابی طالب اور زبیرؓ بن العوام کو بلایا اور کہا کہ حاطب نے ہماری تیاری کی اطلاع ایک خط کے ذریعے قریش کو دی ہے اور اس خط کو ایک عورت کے ہاتھ مکہ بھیجا ہے تم اسے جا کر پکڑ لو۔ یہ دونوں مدینہ سے چلے اور ابن ابی احمد کے حلیفہ میں اُسے جا پکڑا۔ سواری سے اُتارا اس کے کجاوے کی تلاشی لی مگر کوئی چیز نہیں ملی۔ علیؓ بن ابی طالب نے اس سے کہا۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ رسول اللہ صلعم نے ہرگز جھوٹ بات نہیں کہی ہے اور نہ ہم جھوٹے ہیں یا تو تُو خط دے دے

ورنہ میں ننگا کر کے تیری جامہ تلاشی لوں گا۔ جب اس عورت نے دیکھا کہ یہ بغیر خط لئے پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ اس نے کہا اچھا ذرا مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ علیؓ ہٹ گئے اس نے اپنے سر کی لٹیں کھولیں اور خط نکال کر علیؓ کو دیا، وہ اسے رسول اللہ صلعم کے پاس لائے۔ آپؐ نے حاطب کو بلا کر پوچھا تم نے یہ کیوں کیا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ پر سچا ایمان رکھتا ہوں میرے ایمان میں کوئی تغیر نہیں ہوا ہے میں ویسا ہی پکا مسلمان ہوں جیسا کہ تھا مگر یہاں میرا کوئی نہیں ہے اور قریش میں میرے اہل و عیال ہیں ان کی خاطر میں نے ایسا کیا۔ عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن مار دوں اس نے ضرور نفاق برتا ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا عمرؓ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کو جنگ بدر میں تمام شرکائے بدر کی حالت بخوبی معلوم تھی جس کی وجہ سے اس نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو چاہو کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔ حاطبؓ ہی کے متعلق یہ آیت یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَاءَ اس کے قول وَ اِلَیْکَ اَنَبْنَا آخر قصہ تک نازل ہوئی ہے (ترجمہ) اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ)

حضرت محمدؐ کی روانگی مکہ

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم اس سفر پر روانہ ہوئے آپ نے ابو رہم کلثوم بن حصین بن خلف الغفاری کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا۔ ۱۰ رمضان کو آپ مدینہ سے روانہ ہوئے آپ بھی روزے سے تھے اور دوسرے مسلمان بھی صائم تھے کدید پہنچ کر جو عسفان اور امج کے درمیان ہے آپ نے افطار صوم کیا۔ یہاں سے بڑھ کر آپ نے دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ مرالظہران پر قیام فرمایا۔ بنی سلیم اور مزینہ بھی آپ کے شریک ہو گئے ان کی تعداد بھی کثیر تھی اور ان میں اکثر مسلمان تھے۔ اس سفر میں تمام مہاجرین اور انصار بلا استثناء آپ کے ہم رکاب تھے آپ مرالظہران پر مقیم تھے مگر آپ کی نقل و حرکت کی قریش کو قطعی خبر نہ تھی تمام ذرائع اطلاع اللہ کی طرف سے ان کے لئے مسدود ہو چکے تھے ان کو کچھ معلوم نہ تھا کہ رسول اللہؐ کہاں ہیں۔ اور اب کیا کرنے والے ہیں۔ ابو سفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء اس رات آپ کی اطلاع لینے مکہ سے چلے۔

ابو سفیان کی رسول اللہؐ سے ملاقات کی خواہش

عباسؓ بن عبد المطلب اثنائے راہ میں کسی جگہ رسول اللہ صلعم سے آ کر مل گئے تھے ابو سفیان بن الحارث اور عبد اللہ بن امیہ بن المغیرہ بھی نیق العقاب میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے آپ سے ملاقات کے لئے آئے اور آپ کے پاس پہنچنے کی کوشش کی ام سلمہؓ نے ان کے بارے میں آپ

سے کہا یا رسول اللہؐ آپ کا چچا زاد بھائی اور پھوپھی زاد بھائی اور خسر آپ سے ملنا چاہتے ہیں آپؐ نے فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں ان میں سے میرے چچا زاد بھائی نے میری آبرو ریزی کی اور پھوپھی زاد بھائی اور خسر نے مکہ میں جو کچھ مجھے کہا وہ سب جانتے ہیں۔ جب اس کی اطلاع ان کو ہوئی اُس وقت ابوسفیانؓ کے ساتھ اس کا کمسن بیٹا بھی تھا اس نے کہا بخدا یا تو وہ مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دیں ورنہ میں اپنے بچے کو لے کر اس وسیع زمین میں غائب ہو جاتا ہوں اور بھوک اور پیاس سے اپنی جانوں کو ہلاک کر دیتا ہوں۔ رسول اللہ صلعم کو اس کی یہ بات معلوم ہوئی آپؐ کو رحم آ گیا اور آپ نے دونوں کو بلا لیا، وہ آپ کے پاس آئے اور اسلام لے آئے۔ ابوسفیان نے اپنے وہ اشعار جو انہوں نے اسلام اور اپنی سابقہ روش کے اعتذار میں لکھے تھے آپ کو سنائے۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ان اشعار میں جب ابوسفیان نے یہ شعر پڑھا ونالنی مع اللہ من طردت کُلّ مطرّد (اور اللہ نے مجھے ملا دیا اس شخص سے جسے میں نے ہر جگہ سے نکالا تھا) رسول اللہ صلعم نے اس کے سینے پہ مارا اور کہا کہ تُو نے مجھے ہر جگہ ستایا اور میری مخالفت میں کوئی جتن نہ چھوڑا۔

قبائل عرب کو شرکت کی دعوت

واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلعم مکہ روانہ ہوئے کسی نے کہا آپ قریش کے مقابلہ پر جا رہے ہیں، کسی نے کہا آپ ہوازن پر جا رہے ہیں، کسی نے کہا آپ ثقیف کے مقابلے پر جا رہے ہیں۔ آپ نے قبائل عرب کو اس مہم میں شرکت کے لئے بلایا مگر وہ نہ آئے آپ نے جھنڈے دیئے اور نہ نشان عَلَم کیا، آپ قدید آئے یہاں بنو سلیم گھوڑوں پر سوار پورے اسلحہ سے مسلح ہو کر آپ کے ساتھ شریک ہونے کے لئے آئے۔ عیینہ، عَرَج میں اپنے چند آدمیوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں آ گئے تھے اور اقرع بن حابس سقیا میں آپ سے آ ملے۔ عیینہ نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ تم میں جنگ کا سامان دیکھتا ہوں اور نہ احرام کی تیاری پاتا ہوں۔ یا رسول اللہ صلعم آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جہاں خدا چاہے گا۔ پھر آپ نے اللہ سے دعا مانگی کہ قریش کو ہماری خبر نہ ہونے پائے۔ اب آپ مرّ الظہران میں فروکش ہوئے۔ عباس سقیا میں آپ سے ملے اور مخرمہ بن نوفل نیق العقاب میں آپ سے ملے۔ جب آپ مرّ الظہران میں فروکش ہوئے ابوسفیان بن حرب مع حکیم بن حزام مکہ سے نکلا۔

حضرت عباسؓ اور ابوسفیان کی ملاقات

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم مدینہ سے چل کر مرّ الظہران آئے، عباس بن عبدالمطلب نے اپنے دل میں کہا رسول اللہ صلعم مدینہ سے چل چکے اب قریش کی خیر نہیں، بھلا اگر وہ قریش سے ان کے

علاقہ میں لڑے اور مکہ میں بزورِ شمشیر داخل ہوئے تو ہمیشہ کے لئے قریش ہلاک اور برباد ہو جائیں گے وہ رسول اللہ صلعم کی سفید مادہ خچر پر سوار ہوئے اور کہا کہ میں اراک جاتا ہوں شاید وہاں مجھے کوئی لکڑہارا، گھوسی یا کوئی اور شخص جو مکہ آتا ہو مل جائے اور وہ قریش سے جا کر ان کا صحیح مقام بتا دے اور پھر قریش رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر امان لے لیں۔ عباس نے بیان کیا کہ اس نیت سے میں مکہ سے چل کر اراک آیا، وہاں اپنی غرض کی تلاش میں پھر رہا تھا کہ میں نے ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء کی آواز سنی۔ یہ لوگ رسول اللہ صلعم کی خبر معلوم کرنے کے لئے نکلے تھے، میں نے ابوسفیان کو کہتے سنا کہ بخدا میں نے آج تک آگ کے ایسے لاوے جو نظر آرہے ہیں، پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ بدیل نے کہا یہ بنی خزاعہ کے لاوے ہیں جو لڑائی کے لئے روشن کئے گئے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ خزاعہ تو حد درجہ کے بخیل اور ذلیل ہیں بھلا کہاں وہ اتنے چولھے جلا سکتے ہیں۔ اب میں نے ابوسفیان کی آواز شناخت کی اور آواز دی ابوحنظلہ، اس نے کہا ابوالفضل، میں نے کہا ہاں۔ ابوسفیان نے کہا خوب ہوا کہ تم سے ملاقات ہوئی، میرے ماں باپ تم پر نثار کہو کیا خبر ہے۔ میں نے کہا یہ آگ رسول اللہ صلعم کی فرودگاہ کی ہے۔ ایسی زبردست فوج کے ساتھ انہوں نے تم پر چڑھائی کی ہے کہ تم اس کی تاب مقاومت نہیں لاسکتے دس ہزار مسلمان ساتھ ہیں۔

حضرت عباسؓ کا ابوسفیان کو مشورہ

ابوسفیان نے کہا تو پھر کیا مشورہ دیتے ہو۔ میں نے کہا تم میری اس خچر کے پٹھے پر بیٹھ جاؤ تاکہ میں تمہارے لئے رسول اللہ صلعم سے امان لے لوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر تم ان کے قابو میں آگئے تو وہ تمہاری گردن ماردیں گے۔ ابوسفیان میرے پیچھے سوار ہو گیا میں نے رسول اللہ صلعم کی خچر کو ایڑ دی اور تیزی کے ساتھ آپ کی سمت چلا۔ جب میں مسلمانوں کے کسی لاوے کے پاس سے گذرتا وہ کہتے یہ رسول اللہؐ کے چچا رسول اللہؐ کی مادہ خچر پر سوار جا رہے ہیں۔ قصدہ شدہ میں عمرؓ بن الخطاب کے چولھے کے پاس آیا وہ دیکھتے ہی کہنے لگے: ابوسفیان اللہ کا شکر ہے کہ اس نے بغیر کسی وعدہ اور معاہدہ کے تجھے ہمارے قبضے میں کر دیا۔ پھر وہ تیزی سے رسول اللہ صلعم کے پاس دوڑے، میں نے بھی اپنی خچر کو ایڑ دی۔ ابوسفیان کو میں نے اپنے پیچھے بٹھا ہی لیا تھا میں جھپٹ کر رسول اللہ کے خیمہ کے دروازے پر آیا اور جس طرح کہ ایک سست جانور ایک سست رفتار شخص سے مسابقت کرتا ہے میں بھی عمرؓ سے کچھ پہلے وہاں پہنچ گیا۔

حضرت عمرؓ کی مخالفت

عمرؓ رسول اللہ صلعم کے پاس گئے اور کہا یا رسول اللہؐ خدا نے دشمنِ خدا ابوسفیان

کو بغیر کسی وعدہ اور معاہدہ کے ہمارے قابو میں کر دیا ہے آپ مجھے اجازت دیں کہ اسے قتل کر دوں اب میں نے رسول اللہ صلعم سے کہا یا رسول اللہ صلعم میں تے اسے پناہ دے دی ہے اور اب میں ان کے بالکل پاس جا بیٹھا اور آپ کا فرق مبارک میں تے تھام کر کہا کہ آج میرے سوا کوئی ان سے سرگوشی نہ کرنے پائے گا۔ جب عمرؓ ابوسفیان کی مخالفت میں بہت بڑھے میں نے ان سے کہا اب بس کرو۔ اس کی اتنی شدید مخالفت تم صرف اس لئے کر رہے ہو کہ یہ بنی عبد مناف میں سے ہے اگر یہ بنی عدی بن کعب میں ہوتا تو تم اس کے متعلق ایسا نہ کہتے۔ عمرؓ نے کہا عباسؓ خاموش رہو۔ بخدا جس روز تم مسلمان ہوئے مجھے تمہارے اسلام لانے سے اس سے کہیں زیادہ خوشی ہوئی جتنی کہ مجھے اپنے باپ خطاب کے اسلام لانے سے اگر وہ اسلام لے آتے، ہوتی۔ اور یہ صرف اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ رسول اللہؐ تمہارے اسلام لانے سے خطاب کے اسلام لانے کے مقابلہ میں کہیں زیادہ خوش ہوئے۔ اب رسول اللہ صلعم نے عباسؓ سے فرمایا اچھا جاؤ ہم نے اسے پناہ دی کل صبح لے کر آنا۔ عباسؓ اُسے اپنے مقام پر واپس لے گئے۔

ابوسفیان کا قبول اسلام

دوسرے دن صبح رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لے کر آئے۔ ابوسفیان کو دیکھتے ہی آپ نے فرمایا ابوسفیان تم کو کیا ہوا ہے کیا اب بھی یہ بات تم پر آشکارا نہیں ہوئی کہ سوائے اللہ واحد کے کوئی اور معبود نہیں۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں آپ سے بڑھ کر کوئی شخص قرابت کا لحاظ کرنے والا بُردبار اور شریف، جذبات نہیں ہوگا۔ بے شک اب میں سمجھتا ہوں کہ اگر اللہ کے ساتھ کوئی اور دوسرا خدا ہوتا تو ضرور وہ میرے کچھ کام آتا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا، افسوس ہے ابوسفیان کیا اب بھی یہ بات تم پر آشکارا نہیں ہوئی کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں آپ سے بڑھ کر صلۂ رحم کرنے والا حلیم اور سخی اور شریف کوئی دوسرا نہیں ہوگا۔ مگر اس باب میں مجھے ابھی تردد ہے، عباسؓ نے بیان کیا کہ اب میں نے اس سے کہا کہ تم کو کیا ہوا ہے بہتر ہے کہ کلمۂ شہادت حقہ کا اعلان کر دو ورنہ تمہاری گردن ماردی جائے گی، اس نے کلمۂ شہادت ادا کیا۔

ابوسفیان سے امتیازی سلوک

عباسؓ سے مروی ہے کہ ابوسفیان کے کلمۂ شہادت پڑھ دینے کے بعد رسول اللہ صلعم نے مجھے فرمایا اب تم جاؤ اور ان کو وادی کے تنگنائے کے قریب پہاڑ کی چوٹی پر اپنے ساتھ رکھنا تاکہ وہ اللہ کی فوجوں کو جب وہ ان کے سامنے سے گذریں دیکھ لیں۔ میں نے رسول اللہ صلعم سے کہا یا رسول اللہؐ ابوسفیان ایسے شخص ہیں کہ وہ فخر کو پسند کرتے ہیں آپ ان کو ان کی قوم پر کوئی خاص امتیاز عطا فرمائیے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اچھا

جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا وہ مامون ہے، جو مسجد میں چلا جائے گا وہ مامون ہے اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے وہ مامون ہے۔

ابوسفیان اور لشکر اسلام

میں آپ کے پاس سے اُٹھ آیا اور میں نے ابوسفیان کو وادی کے تنگنائے میں پہاڑ کی چوٹی پر اپنے ساتھ ٹھہرا لیا تمام قبائل ان کے سامنے سے گذرنے لگے جب کوئی قبیلہ آتا وہ مجھ سے پوچھتے یہ کون ہیں میں نے کہا یہ بنی سلیم ہیں۔ ابوسفیان نے کہا مجھے ان سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے بعد دوسرا قبیلہ آیا انہوں نے پوچھا یہ کون ہیں میں نے کہا یہ اسلم ہیں ابوسفیان نے کہا مجھے ان سے سروکار نہیں۔ پھر جہنیہ آئے، انہوں نے دریافت کیا یہ کون ہیں میں نے کہا یہ جہنیہ ہیں۔ ابوسفیان نے کہا مجھے اُن سے کوئی تعلق نہیں۔ اب خود رسول اللہ صلعم کی سواری جن کے جلو میں ان کی خاص فوج جس میں تمام مہاجرین اور انصار فولاد میں غرق کہ صرف آنکھوں کے حلقے نظر آتے تھے، آئی۔ ابوسفیان نے پوچھا ابوالفضل یہ کون ہیں میں نے کہا یہ خود رسول اللہ صلعم مہاجرین اور انصار کے ساتھ ہیں۔ ابوسفیان نے کہا اے ابوالفضل بخدا اب تو تمہارے بھتیجے کی طاقت اور شوکت بہت بڑھ گئی ہے۔ میں نے کہا یہ دنیاوی حکومت نہیں بلکہ یوں کہو کہ یہ نبوت کا ثمرہ ہے ابوسفیان نے کہا تو اچھا اب میں یہی کہتا ہوں۔ میں نے کہا اچھا اب تم فوراً اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ اور ان کو رسول اللہ صلعم کی آمد سے خبردار کر دو۔ چنانچہ وہ تیزی سے چل کر مکہ آیا اور اس نے مسجد میں چلا کر کہا، اے قریش آگاہ ہو جاؤ محمدؐ ایک ایسی زبردست فوج کے ساتھ جس کی تم مقاومت نہیں کر سکتے تم پر آ گئے ہیں۔ قریش نے کہا تو پھر کیا ہو۔ ابوسفیان نے کہا جو میرے گھر آ جائے گا وہ مامون ہے۔ قریش نے کہا بھلا تمہارا گھر ہمیں کیا کفایت کر سکتا ہے تب ابوسفیان نے کہا اور جو شخص مسجد میں آ جائے وہ مامون ہے اور جو اپنا دروازہ بند کر لے وہ مامون ہے۔

عروہ نے فتح مکہ کے متعلق عبدالملک کے استفسار پر حسب ذیل بیان اسے لکھا تھا:

آپ نے مجھ سے فتح مکہ کے موقع پر خالد بن الولید کی کارروائی دریافت کی ہے کہ آیا انہوں نے غارت گری کی اور کس کے حکم سے کی، اس کے متعلق نگارش ہے کہ خالد بن الولید فتح مکہ میں رسول اللہؐ کے ہمراہ تھے مکہ جاتے ہوئے آپ بطن مرّ آئے۔ قریش نے ابوسفیان اور حکیم بن حزام کو رسول اللہؐ کے پاس بھیجا اس وقت تک ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ صلعم کا ارادہ کہاں کا ہے آیا وہ قریش کے مقابلہ پر آ رہے ہیں یا طائف کا قصد رکھتے ہیں۔ بدیل بن ورقاء بھی خود ہی ان کی مصاحبت کے لئے ان دونوں کے ساتھ ہو گیا یہ صرف تین آدمی تھے اور کوئی ساتھ نہ تھا ان کو بھیجتے وقت قریش نے ان سے

کہاکم ازکم تمہاری سمت سے وہ مکّہ پر یورش نہ کرنے پائیں اور یہ اندیشہ ہمیں اس لیے ہے کہ اب تک ہم نہیں جانتے کہ محمدؐ کا قصد کہاں کا ہے۔ وہ ہمارے ارادے سے آتے ہیں یا ہوازن یا ثقیف کے مقابلے پر جاتے ہیں۔

اہلِ مکّہ کو امان

رسول اللہ صلعم اور قریش کے درمیان حدیبیہ میں جو صلح ہوئی تھی اس کے لئے ایک معاہدہ مرتب کیا گیا تھا اور اس کی مدت مقرر کی گئی تھی اس معاہدہ کی رو سے بنی بکر قریش کے ساتھ ہو گئے تھے۔ بنی کعب کی ایک جماعت اور بنی بکر کی ایک جماعت میں لڑائی ہو گئی۔ صلح حدیبیہ میں یہ طے ہوا تھا کہ مدت مقررہ میں طرفین کے درمیان لڑائی ہو گی اور نہ کوئی کسی کو گرفتار کرے گا مگر قریش نے اس نزاع میں اسلحہ سے بنی بکر کی مدد کی بنی کعب نے قریش کو موردِ الزام قرار دیا اور اس وجہ سے رسول اللہ صلعم نے اہل مکّہ پر چڑھائی کی۔ ابوسفیان حکیم اور بدیل اسی چڑھائی کے زمانے میں مرّ الظہران آئے، ان کو پہلے سے یہ معلوم نہیں تھا کہ رسول اللہ صلعم وہاں فروکش ہو چکے ہیں اچانک یہ لوگ سامنے پہنچ گئے، آپ کو وہاں مقیم دیکھ کر ابوسفیان، بدیل اور حکیم آپ کی خاص قیام گاہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام لا کر آپ کی بیعت کر لی بیعت کے بعد رسول اللہ صلعم نے ان تینوں کو قریش کے پاس بھیجا تاکہ یہ ان کو اسلام کی دعوت دیں۔ مجھے یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اس موقع پر بھی فرمایا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر آ جائے گا وہ مامون ہے۔ ان کا گھر مکّہ کے بالائی حصّے میں تھا۔ نیز آپؐ نے فرمایا اور جو حکیم کے گھر میں آ جائے گا وہ مامون ہے۔ ان کا گھر زیرین مکّہ میں تھا اور یہ فرمایا اور جو شخص اپنا دروازہ بند کرے اور لڑائی سے دست کش ہو جائے وہ مامون ہے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کی کفّار سے جھڑپ

آپؐ سے مل کر جب ابوسفیان اور حکیم مکّہ جانے لگے آپؐ نے ان کے بعد زبیرؓ کو روانہ کیا اور اپنا علم ان کو دیا ان کو مہاجرین اور انصار کے رسالہ کا سردار مقرر کیا اور حکم دیا کہ اس علم کو مکّہ کے بالائی حصّہ یعنی حجون میں نصب کر دینا اور پھر اس مقام سے جہاں علم نصب کرنے کا میں نے تم کو حکم دیا ہے تا وقتیکہ میں خود تمہارے پاس نہ آؤں تم ذرا نہ ہٹنا اور یہی وہ مقام ہے جہاں سے رسول اللہ صلعم مکّہ میں داخل ہوئے۔ اسی طرح آپ نے خالدؓ بن الولید کو قضاعہ اور بنی سلیم کے مسلمانوں اور دوسرے ان مسلمانوں کا جو کچھ ہی عرصہ پہلے اسلام لائے تھے سردار مقرر کیا اور ان کو زیرین مکّہ سے مکّہ میں داخل ہونے کی ہدایت کی۔ اسی سمت میں بنی بکر تھے جن کو قریش نے اپنی مدد کے لئے بلایا تھا اور بنی الحارث بن عبد مناۃ

اور حبشی قریش کے حکم سے موجود تھے۔ خالدؓ زیریں مکہ سے اندر بڑھے۔ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ بھیجتے وقت رسول اللہ صلعم نے خالدؓ اور زبیرؓ دونوں کو ہدایت کر دی تھی کہ تاوقتیکہ کوئی تم سے نہ لڑے تم کسی سے نہ لڑنا، مگر جب خالدؓ مکہ کے زیریں میں بنی بکر اور حبشیوں کے مقابل آئے انہوں نے آتے ہی ان کا قتال شروع کر دیا۔ اللہ نے بنی بکر وغیرہ کو شکست دی۔ فتح مکہ میں صرف یہی خون ریزی ہوئی۔ اس کے علاوہ کوئی اور لڑائی نہیں ہوئی۔

کرز بن جابر اور ابن الاشعرؓ کی شہادت

البتہ ایک اور واقعہ یہ ہوا کہ بنی محارب بن فہر کے کرزؓ بن جابر اور بنی کعب کے ابن الاشعرؓ جو دونوں زبیرؓ کے رسالے میں تھے کدائی کی سمت سے آئے اور اس راستے سے نہ آئے جس راستے سے بڑھنے کا رسول اللہ صلعم نے زبیرؓ کو حکم دیا تھا اس طرح یہ کداء کے آثار پر قریش کے ایک دستہ فوج کے مقابل آ گئے اور دونوں شہید کر ڈالے گئے۔ مکہ کے بالائی حصہ میں زبیرؓ کی سمت میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ اسی جانب سے رسول اللہ صلعم مکہ میں داخل ہوئے، مکہ والے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے بیعت کی اور اسلام لے آئے۔ رسول اللہ صلعم صرف نصف ماہ مکہ میں مقیم رہے پھر ہوازن اور ثقیف آپ کے مقابلہ پر نکلے اور انہوں نے حنین میں پڑاؤ ڈالا۔

حضرت سعدؓ بن عبادہ

عبداللہ بن ابی نجیح سے مروی ہے کہ جس وقت ذی طوی سے رسول اللہؐ نے اپنی فوج کو جنگ کے لئے مختلف حصوں میں تقسیم کیا آپ نے زبیرؓ کو حکم دیا کہ وہ کچھ لوگوں کو کداء کی سمت سے مکہ میں داخل کریں۔ زبیرؓ آپ کے میسرہ پر تھے انہوں نے سعدؓ بن عبادہ کو اس سمت سے بڑھنے کا حکم دیا۔ بعض علمائے سیر نے بیان کیا ہے کہ جب سعدؓ مکہ میں داخل ہونے کے لئے چلے انہوں نے کہا کہ آج بے دریغ قتل کا دن ہے آج کعبہ کی حرمت کا لحاظ نہ کیا جائے گا ان کے اس جملہ کو مہاجرین میں سے کسی نے سن پایا، انہوں نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ ذرا سنیئے یہ کیا کہہ رہے ہیں اور ہمیں اندیشہ ہے کہ یہ قریش پر زیادتی کریں گے۔ رسول اللہ صلعم نے علیؓ بن ابی طالب سے کہا کہ تم فوراً سعدؓ کے پاس پہنچو اور جھنڈا ان سے لے لو اور تم خود جھنڈا لے کر مکہ میں داخل ہو۔

رسول اللہ کا مکہ کے بالائی حصہ میں قیام

اسی روایت میں انہیں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے خالد بن الولید کو مکہ میں داخل ہونے کے لئے دوسری سمت سے بھیجا۔ خالدؓ مکہ کے زیریں میں مقام لیط سے بعض لوگوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ یہ میمنہ میں تھے۔ اس

میمنہ میں اسلم، غفار، مزینہ، جہینیہ اور دوسرے عرب قبائل تھے۔ ابو عبیدہ بن الجراح مسلمانوں کی ایک صف لے کر بڑھے تاکہ وہ رسول اللہ صلعم کے سامنے مکّہ کے مقابل جم جائیں۔ خود رسول اللہ صلعم اذاخر سے مکّہ میں داخل ہوئے اور آپ مکّہ کے بالائی حصّہ میں فروکش ہو گئے۔ وہیں آپؐ کا خیمہ نصب کر دیا گیا۔

حماس بن قیس بن خالد

عبداللہ بن ابی نجیح اور عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ صفوان بن اُمیّہ، عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو نے بہت سے لوگ لڑنے کے لئے خندمہ میں جمع کئے تھے نیز بنی بکر کے حماس بن قیس بن خالد نے رسول اللہ صلعم کے مکّہ میں داخلہ اور اہل مکہ سے صلح سے قبل بہت سے اسلحہ جمع کئے تھے۔ اس کی بیوی نے پوچھا کہ یہ کیوں جمع کر رہے ہو۔ اس نے کہا محمدؐ اور اُن کے ساتھیوں کے لئے۔ اس کی بیوی نے کہا مگر میرا یقین ہے کہ ان کے اور ان کے ساتھیوں کے مقابلہ میں کوئی شے کارگر نہیں ہو سکتی۔ حماس نے کہا مگر بخدا میں یہ توقع کرتا ہوں کہ ان میں سے بعض سے میں تمہاری خدمت گاری کراؤں گا۔ پھر یہ بھی خندمہ میں صفوان، سہیل بن عمرو اور عکرمہ کے ساتھ ہو کر لڑنے کے لئے آیا۔ یہاں خالدؓ بن الولید کی فوج سے ان کا مقابلہ ہو گیا۔ اور معمولی سی جھڑپ بھی ہوئی۔ اور کرز بن جابر بن حسل بن الاحب بن حبیب بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر اور خنیس بن خالد یعنی اشعر بن ربیعہ بن احرم بن خنیسؓ بن حرام بن حبشیہ بن کعب بن عمرو بنی منقذ کے حلیف جو دونوں خالدؓ بن الولید کے رسالہ میں تھے چونکہ ان سے علیحدہ ہو کر دوسرے راستے سے بڑھے تھے شہید کر ڈالے گئے۔ خنیس پہلے مارے گئے۔ کرزؓ بن جابر نے ان کے جسد کو اپنے دونوں پیروں کے بیچ میں لیا اور پھر دشمن سے لڑے اور مارے گئے۔ اس وقت وہ یہ رجز پڑھ رہے تھے:

قد علمت الصفراء من بنی فہر نقیۃ الوجہ نقیۃ الصدر

لاضربن الیوم عن ابی صخر

(ترجمہ) بنی فہر کی حسین اور پاک طینت صفرا جانتی ہے کہ آج میں ابو صخر کی مدافعت میں خوب لڑوں گا۔

حماس کا فرار

ابو صخر خنیس کی کنیت تھی۔ ان کے علاوہ خالد بن الولید کے رسالہ میں جہینیہ کے سلمہ بن المیلاء مارے گئے۔ اس کے مقابلہ میں مشرکین کے بارہ تیرہ آدمی کام آئے اور پھر کفار بھاگ گئے۔ حماس بھاگ کر اپنے گھر آیا اور خوف کی وجہ سے اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ دروازہ بند کر دو۔ اس کی بیوی نے کہا کہ پہلے تو بڑی بڑی باتیں بناتے تھے اب کیا ہوا۔ اس پر حماس نے چند شعر اپنی معذرت میں

پڑھے۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ میں نے خوب داد مردانگی دی مگر جب میرے دوسرے ساتھی نکمے ثابت ہوئے تو میں تنہا کیا کر سکتا تھا۔

عبداللہ بن سعد کو امان

ابن اسحق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے جب اپنے مسلمان امراء کو پیش قدمی کے لیے مقرر فرمائے ان کو ہدایت کر دی تھی کہ سوائے اس کے جو خود تمہارے مقابل لڑنے آئے تم خود کسی سے نہ لڑنا۔ البتہ آپ نے چند آدمیوں کے نام بتائے کہ ان کو ضرور قتل کر دیا جائے چاہے وہ کعبہ کے پردوں کے پاس ہوں، ان میں سے ایک عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بن حبیب بن جذیمہ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھا۔ اس کے قتل کا رسول اللہ صلعم نے اس وجہ سے حکم دیا تھا کہ یہ اسلام لاکر پھر مرتد مشرک ہو گیا تھا۔ اس نے بھاگ کر عثمانؓ کے پاس پناہ لی۔ وہ ان کا دودھ شریک بھائی تھا۔ عثمانؓ نے اسے چھپالیا اور جب اہل مکہ کو اطمینان ہو گیا وہ اسے لے کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے اور اس کے لیے امان کی درخواست کی۔ بیان کیا گیا ہے کہ پہلے تو آپ بہت دیر تک خاموش رہے پھر آپ نے کہا ہاں۔ جب عثمانؓ اسے واپس لے گئے آپ نے حاضرین صحابہؓ سے کہا میں اس لیے اتنی دیر چپ رہا تھا کہ تم میں سے کوئی اٹھ کر اس کی گردن مار دیتا۔ ایک انصاری نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے اشارہ کیوں نہیں کیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا نبی اشارے سے قتل نہیں کراتے۔

عبداللہ بن خطل کا قتل

دوسرا شخص بنی تیم بن غالب کا عبداللہ بن خطل تھا جس کے قتل کر دینے کا رسول اللہ صلعم نے حکم دیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ مسلمان تھا رسول اللہ صلعم نے اسے کسی مقام پر صدقہ وصول کرنے بھیجا اس کے ہمراہ ایک اور انصاری کو بھیجا جن کے ساتھ ان کا ایک مسلمان مولیٰ خدمت کے لیے ہمراہ تھا۔ عبداللہ بن خطل کسی مقام پر فروکش ہوا۔ اس نے خدمتگار کو حکم دیا کہ ایک بکرا ذبح کر کے کھانا تیار رکھو۔ یہ کہہ کر وہ سو گیا جب بیدار ہوا چونکہ خدمتگار نے اس کے حکم کی تعمیل میں کوئی کھانا نہیں تیار کیا تھا۔ عبداللہ نے اس پر قاتلانہ حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیا اور پھر مرتد ہو کر مشرک ہو گیا۔ اس کی دو لونڈیاں تھیں ایک فرتنا اور دوسری اس کی سہیلی، یہ دونوں رسول اللہ صلعم کی ہجو گاتی تھیں۔ آپؐ نے اس کے ساتھ ان دونوں کے قتل کا حکم دے دیا۔

حویرث و مقیس کو قتل کا حکم

تیسرا حویرث بن نقیذ بن وہب بن عبد قصی تھا۔ یہ شخص رسول اللہ صلعم کو آپ کے قیام مکہ کے زمانے میں ایذا دیتا تھا۔ چوتھا مقیس بن حبابہ تھا آپ نے اس کے قتل کا اس لیے حکم دیا تھا کہ اس نے اس انصاری کو عمداً قتل کر دیا جنہوں نے اس کے بھائی کو قتل کیا تھا یہ بھی مرتد ہو کر قریش کے پاس چلا آیا تھا۔

عکرمہ بن ابی جہل

عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا آپ نے حکم دیا تھا اور سارہ کے قتل کا جو بنی عبدالمطلب میں سے کسی کی چھوکری تھی اور مکہ میں آپ کو ستایا کرتی تھی حکم دیا تھا۔ ان میں سے عکرمہ یمن بھاگ گیا اس کی بیوی اُم حکیم بنت الحارث بن ہشام اسلام لے آئی اور اس نے اپنے شوہر کے لئے رسول اللہ صلعم سے امان کی درخواست کی جسے آپ نے قبول فرما لیا پھر یہ اُسے لینے گئی اور رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لا کر پیش کیا۔

عکرمہ کا قبول اسلام

عکرمہ بیان کرتے تھے کہ یمن میں جس بات نے مجھے اسلام کی طرف مائل کیا وہ یہ واقعہ ہوا کہ میں چاہتا تھا کہ سمندر عبور کر کے حبشہ چلا جاؤں۔ اس نیت سے جب میں کشتی میں سوار ہونے آیا اس کے مالک نے کہا اے اللہ کے بندے جب تک تم اللہ کی واحدانیت پر ایمان نہ لاؤ اور شرک سے باز نہ آؤ میری کشتی میں نہ بیٹھو مجھے اندیشہ ہے کہ اگر تم شرک سے توبہ نہ کرو گے تو ہم سب سمندر میں غرق اور ہلاک ہو جائیں گے۔ میں نے کہا تو کیا اس میں کوئی شخص تا وقتیکہ وہ اللہ کی واحدانیت کا قائل اور ماسوا اللہ سے اپنی برأت ظاہر نہ کرے سوار نہ ہو سکے گا۔ اس نے کہا جی ہاں سوائے سچے مومن کے اور کوئی اس میں بیٹھنے نہ پائے گا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا کہ جب یہ بات ہے تو پھر میں کیوں محمدؐ کو چھوڑ دوں۔ یہی خیال مجھے آپ کے پاس لے آیا کیونکہ ہمارا جو خدا خشکی میں ہے وہی تری میں ہے۔ اب مجھے اسلام کی صداقت کا علم ہوا اور وہ دل نشین ہو گیا۔

عبداللہ بن خطل کو سعید بن حریث المخزومی اور ابو برزۃ الاسلمی نے مشترک طور پر قتل کیا۔ مقیس بن حبابہ کو خود اس کے ہم قوم نمیلہؓ بن عبداللہ نے قتل کیا۔ اس پر مقیس کی بہن نے طنز یہ شعر بھی کہے اس کی ایک لونڈی قتل کر دی گئی اور دوسری اس وقت بھاگ گئی، مگر پھر بعد میں اس کے لئے رسول اللہ صلعم سے امان کی درخواست کی گئی اور آپ نے اسے امان دے دی۔

سارہ کے لئے بھی امان کی درخواست کی گئی اور رسول اللہ صلعم نے اُسے منظور فرما لیا عرصہ کے بعد عمرؓ بن الخطاب کے عہد میں کسی شخص کے گھوڑے نے اسے الابطح میں روند ڈالا اور وہ مر گئی۔ حویرث بن نقیذ کو علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ہند بنت عتبہ کا قبول اسلام

واقدی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے چھ مردوں اور چار عورتوں کے قتل کا حکم دیا تھا ان میں مرد وہی ہیں جن کا تذکرہ اوپر گذر چکا۔ عورتوں میں ہندؓ بنت عتبہ بن ربیعہ بھی تھی۔ یہ اسلام لے آئی اور اس نے رسول اللہ صلعم کی بیعت کر لی۔ عمرو بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبد مناف کی باندی سارہؓ تھی یہ اسی روز قتل کر دی گئی۔ قریبۃ یہ بھی فتح مکہ کے

دن قتل کر دی گئی اور قریبہ تا یہ عثمانؓ کے عہد خلافت تک زندہ رہی۔

عام معافی کا اعلان

قتادہ السدوسی سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلعم کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا "سوائے اللہ واحد کے کوئی اور خدا نہیں، وہ ایک ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور صرف اس نے مشرکین کی جماعتوں کو شکست دے کر بھگا دیا۔ سن لو سوائے کعبہ کی خدمت اور حجاج کی آب رسانی کے ہر عمارت، خون اور ہر قسم کی جائداد آج بالکل میرے اختیار میں ہے۔ جو شخص خطا سے مارا جائے اس کے عوض وہ دیت مقرر کی جاتی ہے جو کوڑے یا ڈنڈے سے عمداً مارنے کی دیت ہے اور یہ دیت واجب ہے جس سے کوئی مفر نہیں، اور وہ یہ ہے کہ چالیس حاملہ اونٹنیاں دی جائیں، اے قریش! اللہ نے نخوت جاہلیت کو تم سے دور کر دیا ہے تم کو اسے قطعی ترک کر دینا چاہیئے۔ تمام انسانوں کے باپ آدمؑ تھے اور آدم کو اللہ نے مٹی سے بنایا ہے۔" اس کے بعد آپ نے کلام اللہ کی یہ پوری آیت تلاوت فرمائی یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ و جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (اے لوگو ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تم کو خاندانوں اور قبائل میں تقسیم کیا تاکہ شناخت ہو سکے۔ بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہے۔)

اے قریش اے اہل مکہ جانتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا۔ انہوں نے کہا آپ اچھا ہی سلوک کریں گے کیونکہ آپ شریف ہیں اور شریف کے بیٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا جاؤ تم سب آزاد ہو، چھوڑ دے گئے۔ رسول اللہ صلعم نے تمام اہل مکہ کو آزاد کیا حالانکہ بزور شمشیر اللہ نے ان کو آپ کے لئے مسخر کیا تھا اور وہ بمنزلہ لونڈی کے تھے، اسی وجہ سے اہل مکہ کو "طلقاء" کہنے لگے (آزاد شدہ)

اہل مکہ کی بیعت

اب تمام لوگ اسلام لانے کے لئے رسول اللہ صلعم کی بیعت کرنے مکہ میں جمع ہوئے۔ عمرؓ بن الخطاب آپ سے منبر پر ایک درجہ نیچے بیٹھے تھے، یہی لوگوں سے بیعت کراتے تھے اور اس اقرار پر کہ وہ تابمقدور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کریں گے بیعت کرتے تھے اور اسی طرح جو لوگ اسلام لانے کے لئے بیعت کرتے تھے وہ اقرار کرتے تھے۔ مردوں کی بیعت سے فارغ ہو کر آپ نے عورتوں سے بیعت لینا شروع کی۔ قریش کی عورتیں بھی بیعت کے لئے آئیں، ان میں ہند بنت عتبہ بھی تھی اس نے اپنی اس حرکت کی وجہ سے جو حمزہؓ کے ساتھ احد میں کی تھی چہرے پہ نقاب ڈال رکھی تھی اور ہیئت بگاڑ رکھی تھی۔

اپنی اس حرکت کی وجہ سے اسے توقف تھا کہ رسول اللہ صلعم اسے اپنے تیغ میں کر لیں گے جب سب عورتیں آپ کے پاس بیعت کے لئے آئیں، آپ نے ان سے کہا اس اقرار کے ساتھ میری بیعت کرو کہ اللہ واحد کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گی۔

ہند بنت عتبہ کی بیعت

ہند نے کہا آپ ہم سے ایسی بات کا اقرار لے رہے ہیں کہ اس کا اقرار آپ نے مردوں سے نہیں لیا مگر ہم اس کے لئے آمادہ ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اور اس بات کا عہد کرو کہ چوری نہ کرو گی۔ ہند نے کہا ابو سفیان کے مال سے البتہ تھوڑا بہت مجھے بھی مل جاتا تھا مگر میں جانتی نہ تھی کہ میرے لئے وہ جائز ہے یا ناجائز۔ اس پر ابو سفیان نے جو وہاں اس وقت موجود تھا کہا کہ اب سے پہلے جو کچھ تم کو اس میں سے پہنچا ہے وہ تمہارے لئے حلال ہے۔ اب رسول اللہ صلعم نے پوچھا کیا تم ہند بنت عتبہ ہو۔ اس نے کہا ہاں میں ہند بنت عتبہ ہوں، آپ میری گذشتہ خطائیں معاف فرمائیں اللہ آپ کی خطائیں معاف کردے گا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اور یہ اقرار کرو کہ زنا نہ کرو گی۔ ہند نے کہا یا رسول اللہؐ کیا شریف بی بی زنا کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا اور یہ اقرار کرو کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گی۔ ہند نے کہا ہم نے تو چھوٹوں کو پال کر بڑا کیا تھا۔ آپ ہی نے بدر میں ان کو قتل کر دیا یہ بات آپ اور وہ سمجھ لیں۔ اس جواب پر عمرؓ بن خطاب اس قدر ہنسے کہ بے قابو ہو گئے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اور یہ اقرار کرو کہ کسی پر بہتان نہ لگاؤ گی۔ ہند نے کہا بخدا بہتان بہت ہی بری اور ذلیل بات ہے اور بعض لوگوں سے درگذر کر دینا زیادہ کارگر ہوا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا اور اقرار کرو کہ میرے حکم کی خلاف ورزی نہ کرو گی۔ ہند نے کہا ہم یہاں اس لئے نہیں آئے کہ کسی اچھی بات کے لئے آپ کے حکم کی خلاف ورزی کریں۔ اب رسول اللہ صلعم نے عمرؓ سے فرمایا کہ ان کی بیعت لے لو، اور آپ نے ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ عمرؓ نے ان سے بیعت لے لی۔ خود رسول اللہ صلعم سوائے ان عورتوں کے جن کو اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا تھا یا جو آپ کی محرم تھیں اور کسی غیر عورت سے نہ مصافحہ کرتے تھے اور نہ اسے ہاتھ لگاتے تھے اور نہ کوئی غیر عورت آپ کو ہاتھ لگاتی تھی۔

عورتوں کی بیعت کا طریقہ

ابان بن صالح سے مروی ہے کہ عورتوں کی بیعت کے دو طریقے تھے ایک یہ کہ پانی سے بھرا ہوا ایک برتن آپ کے سامنے رکھا رہتا تھا جب آپ ان سے اقرار کرا لیتے تو آپ اپنا ہاتھ اس پانی میں ڈال کر نکال لیتے اس کے بعد عورتیں اس میں اپنا ہاتھ ڈالتیں اس کے بعد صرف یہ رہ گیا کہ رسول اللہ صلعم جب ان سے تمام باتوں کا اقرار کرا لیتے تو فرما دیتے

کہ جاؤ بیعت ہوگئی۔

خراش بن اُمیہ

واقدی کہتا ہے کہ اسی لڑائی میں خراش بن اُمیہ الکعبی نے جنیدب بن ارقع الہذلی کو ابن اسحٰق کے قول کے مطابق ابن الاثوع الہذلی کو زمانہ جاہلیت کے کسی رنج کی وجہ سے قتل کردیا۔ رسول اللہ صلعم نے خراش کے اس فعل کو بُرا سمجھا اور کہا "خراش قتال ہے خراش قتال ہے"۔ اور پھر آپ نے خزاعہ کو حکم دیا کہ وہ اس کی دیت ادا کریں۔

صفوان بن اُمیہ کو امان

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ صفوان بن اُمیہ مکہ سے جدہ روانہ ہوا تاکہ وہاں سے کشتی کے ذریعہ یمن بھاگ جائے۔ عمیر بن وہب نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا یا نبی اللہ صفوان بن امیہ اپنی قوم کا سردار ہے وہ آپ سے ڈر کر بھاگ گیا ہے تاکہ سمندر میں کود پڑے۔ رسول اللہ صلعم نے اسے امان دی اور فرمایا وہ مامون ہے۔ عمیر نے کہا اے اللہ کے نبیؐ کوئی شے مجھے ایسی مرحمت ہو جس سے اُسے یقین ہو جائے کہ آپ نے اُسے امان دی ہے رسول اللہ صلعم نے ان کو اپنا وہ عمامہ جسے باندھے ہوئے آپ مکہ میں داخل ہوئے تھے دے دیا۔ عمیر اسے لے کر صفوان کی تلاش میں چلے اور جدہ میں اسے جالیا۔ وہ چاہتا تھا کہ سمندر میں کود پڑے۔ عمیر نے اس سے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم اپنی جان ہلاک نہ کرو، یہ رسول اللہ صلعم کی امان ہے جو میں تمہارے لیے لے کر آیا ہوں۔ صفوان نے کہا کیا کہتے ہو بس اب مجھے کچھ نہ کہو اور مجھے چھوڑ دو۔ عمیر نے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تمہارے پھوپھی زاد بھائی نہایت ہی شریف، کریم، حلیم اور نیک آدمی ہیں، ان کی عزت تمہاری عزت ہے، ان کا شرف، تمہارا شرف ہے۔ ان کی حکومت تمہاری حکومت ہے۔ صفوان نے کہا مجھے اُن سے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ عمیر نے کہا، ان کی شرافت اور حلم اس سے بالاتر ہے کہ وہ تم کو نقصان پہنچائیں۔ اس اطمینان دلانے پر صفوان عمیر کے ساتھ واپس آگیا۔ عمیر اسے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لائے۔ صفوان نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ یہ عمیر کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے امان دی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں صحیح ہے۔ صفوان نے کہا آپ مجھے اپنے معاملہ پر غور کرنے کے لئے دو ماہ کی مہلت دیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم کو چار ماہ کی مہلت ہے۔

زہری سے مروی ہے کہ اُم حکیم بنت الحارث بن ہشام اور فاختہ بنت الولید دو عورتیں تھیں آخر الذکر صفوان کی بیوی اور پہلی عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی تھی۔ یہ دونوں مسلمان ہوگئیں۔ اُم حکیم نے عکرمہ بن ابی جہل کے لئے رسول اللہ صلعم سے امان کی درخواست کی آپ نے اُسے امان دے دی۔

ام حکیم یمن میں اپنے خاوند کے پاس پہنچی اور اسے واپس لے آئی۔ جب عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان اسلام لے آئے۔ رسول اللہ صلعم نے ان کی ان بیویوں کو پہلے ہی نکاح کے مطابق انہیں کے پاس رہنے دیا۔

ہبیرہ بن ابی وہب

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم مکّہ میں داخل ہوئے ہبیرہ بن ابی وہب المخزومی اور عبداللہ بن الزبعری السہمی نجران بھاگ گئے۔ حسّان بن ثابت نے صرف ایک شعر اس کے لئے ایسا کہہ دیا کہ جب اسے وہ معلوم ہوا وہ خود رسول اللہ صلعم کے پاس چلا آیا اور مسلمان ہو گیا البتہ ہبیرہ بن ابی وہب حالت کفر میں نجران میں مقیم رہا وہیں اسے اپنی بیوی ہند ام ہانی بنت ابی طالب کے اسلام لانے کی اطلاع ملی مگر اس کا بھی اس پر کچھ اثر نہیں ہوا۔

فتح مکّہ کے وقت مُسلمانوں کی تعداد

ابن اسحٰق کہتا ہے کہ فتح مکّہ میں دس ہزار مسلمان شریک تھے ان میں بنی غفار کے چار سو، اسلم کے چار سو، مزینہ کے ایک ہزار تین، بنی سلیم کے سات سو، جہینہ کے ایک ہزار چار سو، ان کے علاوہ قریش، انصار ان کے حلیف اور بنی تمیم، قیس اور اسد کے دوسرے قبائل عرب تھے۔

ملیکہ بنت داود

واقدی کے قول کے مطابق اس سال رسول اللہ صلعم نے ملیکہ بنت داود اللیثیہ سے نکاح کیا۔ رسول اللہ صلعم کی کسی دوسری بیوی نے اس کے پاس جا کر اسے غیرت دلائی کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ تُو نے اپنے باپ کے قاتل سے نکاح کر لیا اس لئے اس نے آپ سے پناہ مانگی۔ یہ خوبصورت اور جوان عورت تھی۔ رسول اللہ صلعم نے اسے علیحدہ کر دیا۔ آپ نے اس کے باپ کو مکّہ کی فتح میں قتل کرایا تھا۔

عُزّیٰ بت کا انہدام

اس سال ماہ رمضان کے ختم ہونے میں پانچ راتیں رہ گئی تھیں کہ خالد بن الولید نے نخلہ میں عزّیٰ کو جو بنی شیبان کا بُت تھا توڑ ڈالا۔ یہ خاندان بنی سلیم کی ایک شاخ تھا اور بنی ہاشم اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف تھے وہ عزّیٰ کو کہا کرتے تھے کہ یہ ہمارا دیوتا ہے۔ خالد رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اسے توڑ ڈالا۔ آپ نے پوچھا تم نے کچھ دیکھا خالد نے کہا کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر جاؤ اور اسے بالکل پارہ پارہ کر دو۔ خالد پھر بت کے پاس آئے اس کی کوٹھڑی توڑی پھر اصل بُت کو توڑنے لگے اس کے پجاری نے شور مچانا شروع کیا اے عزّیٰ اپنا جلال ظاہر کر اتنے میں ایک برہنہ دیوانی حبشی عورت اس بُت پر برآمد ہوئی خالد نے اسے قتل کر دیا اور اس میں

جو کچھ جواہر اور زیور تھا ان پر قبضہ کر لیا۔ رسول اللہ صلعم کو آکر اس واقعہ کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا یہ عزیٰ تھا اب کبھی بھی اس کی پرستش نہ ہوگی۔

عزیٰ کا پجاری

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے خالد بن الولید کو عزیٰ کے بت خانے بھیجا جو نخلا میں واقع تھا۔ اس بت خانہ کی قریش کا قبیلہ (بنی شیبان) تمام کنانہ اور مضر تعظیم کرتے تھے۔ بنی سلیم کا خاندان بنی شیبان جو بنی ہاشم کا حلیف تھا اس صنم کدہ کا پجاری تھا۔ جب اس کے پجاری کو معلوم ہوا کہ خالد اسے توڑنے آرہے ہیں اس نے اپنی تلوار بت کی گردن میں لٹکا دی اور خود اس کے پاس والے پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس نے دو شعر پڑھے جن میں عزیٰ سے کہا تھا کہ تو خالد پر حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دے، خالد نے اس کے پاس پہنچ کر اسے توڑ ڈالا اور وہ پھر رسول اللہ صلعم کے پاس چلے آئے۔

سواع بت کے پجاری کا قبول اسلام

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال سواع توڑا گیا یہ ہذیل کا بت تھا اور رہا میں واقع تھا۔ یہ پتھر کا تھا اسے عمرو بن العاص نے توڑا۔ جب یہ اس کے پاس آئے پجاری نے پوچھا کیا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا اسے توڑنے آیا ہوں۔ پجاری نے کہا تم اسے نہیں توڑ سکتے۔ عمرو بن العاص نے کہا تم اب تک اس خیال خام میں مبتلا ہو۔ عمرو نے اسے توڑ ڈالا اس کے خزانے میں ان کو کچھ نہیں ملا۔ انہوں نے پجاری سے کہا دیکھا اس نے کہا بخدا اب میں مسلمان ہو گیا۔

اسی موقع پر مناۃ کو مشلشل میں توڑا گیا۔ یہ اوس اور خزرج کا بت تھا۔ اسے سعد بن زید الاشہلی نے توڑا۔

مبلغین کی روانگی

اسی زمانے میں خالد بن الولید بنی جذیمہ سے لڑے۔ ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ اپنے قیام مکہ کے زمانے میں رسول اللہ صلعم نے بہت سی جمعیتیں اطراف مکہ دعوت و اشاعت اسلام کے لئے روانہ کیں۔ ان میں سے کسی کو بھی آپ نے جنگ کی اجازت نہیں دی تھی ایک جمعیت خالد بن الولید کی تھی جن کو رسول اللہ صلعم نے زیریں تہامہ کو صرف داعی کی حیثیت سے بھیجا تھا اور لڑنے کے لئے نہیں بھیجا تھا۔ انہوں نے بنی جذیمہ پر حملہ کر کے ان کے بہت سے آدمی مار ڈالے۔

حضرت خالد بن ولید اور بنی جذیمہ

ابو جعفر محمد بن علی بن حسینؓ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے وقت رسول اللہ صلعم نے خالد بن الولید کو داعیٔ اسلام مقرر کر کے اطراف مکہ میں بھیجا۔ ان کو لڑائی کے لئے حکم نہیں دیا گیا تھا۔ ان کے ساتھ عرب کے بہت سے قبائل

سُلیم اور مدلج وغیرہ تھے۔ یہ غمیصا نام ایک چشمہ پر جو بنی جذیمہ بن عامر بن عبد مناۃ بن کنانہ کا تھا بنی جذیمہ کے مقابل آکر فرد کش ہوئے۔ بنی جذیمہ نے ایام جاہلیت میں عوف بن عبد عوف عبد الرحمٰن بن عوف کے باپ اور فاکہہ بن المغیرہ کو جو دونوں یمن سے تجارت کا سامان لئے ہوئے آرہے تھے اپنے یہاں قتل کر دیا تھا اور ان کے مال کو لوٹ لیا تھا۔ اب عہدِ اسلام میں جب رسول اللہ صلعم نے خالد بن الولید کو داعی مقرر کر کے بھیجا، وہ اس چشمہ پر آئے جہاں بنی جذیمہ فروکش تھے۔ خالد کو دیکھتے ہی بنی جذیمہ نے ہتھیار سنبھالے مگر خالد نے کہا ہتھیار ڈال دو کیونکہ سب لوگ اسلام لا چکے۔

جحدم کا لڑنے پر اصرار

بنی جذیمہ کے ایک شخص سے مروی ہے کہ جب خالد نے ہم کو ہتھیار رکھ دینے کا حکم دیا ہمارے ایک شخص جحدم نے کہا اے بنی جذیمہ تم کو کیا ہوا ہے یہ خالد ہے بخدا ہتھیار رکھ دینے کے بعد سب قید کر لئے جاؤ گے اور سب مار ڈالے جاؤ گے میں تو ہرگز کبھی ہتھیار نہ رکھوں گا مگر خود اس کی قوم کے اور لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور کہا جحدم کیا کرتے ہو کیا ہم سب کو مروانا چاہتے ہو سب لوگ اسلام لا چکے ہیں لڑائی ختم ہو چکی ہے اور اب عام امن و امان ہو گیا ہے تمہارا اندیشہ بیکار ہے۔ ہر چند اس نے انکار کیا مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور اس کے ہتھیار رکھوا ہی لئے اور پھر تمام قوم نے خالد کے کہنے پر ہتھیار رکھ دیئے ان کے نہتے ہو جانے کے بعد خالد نے ان کی مشکیں بندھوائیں اور پھر بہت سوں کو قتل کر دیا۔ اس کی اطلاع جب رسول اللہ صلعم کو ہوئی آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور کہا اے خداوندا میں خالد بن الولید کے اس فعل سے تیرے سامنے اپنے کو بری قرار دیتا ہوں۔

بنی جذیمہ کی دیت

اس کے بعد آپ نے علیؓ بن ابی طالب کو بلا کر حکم دیا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کو خالد نے قتل کیا ہے اور ان کا کچھ فیصلہ کرو، جاہلیت کے خیالات کو ذہن میں نہ آنے دینا۔ علیؓ مکہ سے چل کر اس قبیلہ کے پاس آئے ان کے ساتھ روپیہ بھی تھا جسے رسول اللہ صلعم نے بھیجا تھا۔ علیؓ نے اس روپیہ سے ان کی جانوں کا خون بہا ادا کیا اور ان کی املاک کا تاوان دیا یہاں تک کہ کتے کے پلے کی بھی دیت دی۔ جب تمام مطالبے بے باق ہو گئے اس کے بعد کچھ روپیہ علیؓ کے پاس بچ گیا۔ علیؓ نے ان سے پوچھا اب تو تمہارا کوئی مطالبہ باقی نہیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ علیؓ نے کہا مگر میں رسول اللہ صلعم کے خیال سے تاکہ کسی بھول چوک کی بھی ذمہ داری آپ کی لاعلمی تک میں آپ پر باقی نہ رہ جائے یہ روپیہ جو مطالبات کی ادائی سے بچ رہا ہے وہ بھی تم سب کو دیئے دیتا ہوں اس روپیہ کو دے کر علیؓ رسول اللہ صلعم کے پاس آگئے اور آپ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے کہا تم نے بالکل ٹھیک کیا اور بہت اچھا کیا کہ ایسا سلوک ان لوگوں سے کیا اس

کے بعد آپ کھڑے ہو گئے اور قبلہ رو ہو کر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اتنے بلند کئے کہ آپ کی بغلیں نظر آنے لگیں آسمان کی طرف اٹھائے اور تین مرتبہ آپ نے کہا اے خداوندا میں خالد بن الولید کے فعل سے تیرے سامنے اپنے کو قطعی بری الذمہ قرار دیتا ہوں۔

ابن اسحٰق کہتا ہے کہ جو لوگ خالد کی طرف سے عذر پیش کرتے ہیں وہ اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کرتے ہیں کہ خود خالد نے بیان کیا ہے کہ میں نے ان کو صرف عبداللہ بن حذافۃ السہمی کے کہنے پر قتل کیا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ چونکہ یہ اسلام نہیں لائے اس لئے رسول اللہ صلعم نے تم کو ان کے قتل کا حکم دیا ہے۔

جب بنی جذیمہ نے ہتھیار رکھ دیئے اور خالد ان کو قتل کرنے لگے جحدم نے اس وقت کہا، اے بنو جذیمہ مقابلہ کا موقع جاتا رہا۔ میں نے پہلے ہی اس مصیبت سے جس میں تم گرفتار ہو گئے ہو آگاہ کر دیا تھا۔

حضرت خالدؓ بن ولید اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف میں تلخ کلامی

عبداللہ بن ابی سلمہ سے مروی ہے کہ اسی واقعہ کے متعلق ایک دن خالد بن الولید اور عبدالرحمٰن بن عوف میں مباحثہ ہو گیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا تم نے جاہلیت کے رواج پر عمل کیا۔ خالد نے کہا میں نے تمہارے باپ کا بدلہ لیا ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا تم نے جھوٹ کہا میں نے اپنے باپ کے قاتل کو قتل کر دیا تھا اس وقت تم نے اپنے چچا فاکہ بن المغیرہ کے خون کا بدلہ لیا ہے۔ اس گفتگو کی نوبت سخت کلامی تک پہنچی رسول اللہ صلعم کو اس کی اطلاع ہوئی، آپ نے خالد سے کہا خالد خاموش رہو اور میرے صحابہؓ کے منہ نہ آؤ۔ بخدا اگر احد کے برابر تمہارے پاس سونا ہو اور تم وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دو تب بھی تم میرے صحابہ میں سے کسی ایک کی بھی سعی فی سبیل اللہ کی اہمیت کی برابری نہیں کر سکتے۔

عبداللہ بن ابی حدرد کی روایت

عبداللہ بن ابی حدرد سے مروی ہے کہ اس واقعہ میں خود میں خالد کے رسالہ میں موجود تھا۔ بنو جذیمہ کے ایک نوجوان نے جس کے دونوں ہاتھ ڈوری سے گردن سے بندھے تھے اور اس سے تھوڑی ہی دور اس قبیلہ کی عورتیں جمع تھیں مجھے آواز دی میں نے کہا کیا ہے۔ اس نے کہا تمہاری مہربانی ہو گی اگر تم مجھے تھوڑی دیر کے لئے اسی ڈوری میں قید کی حالت میں ان عورتوں کے پاس لے چلو تاکہ ایک ضروری بات کہہ دوں اور پھر مجھے لے آنا میں نے کہا اچھا

یہ تو کوئی بُری بات نہیں میں اسے ڈوری کے ساتھ عورتوں کے پاس لے آیا۔ اس نے کہا حبیش تم پر سلامتی ہو میرا اب آخری وقت ہے اور کچھ پاس آکر اشعار پڑھے۔ اس عورت نے کہا مگر میں تو تمہاری درازی عمر کی دعا گو ہوں خدا کرے کہ تم ہمیشہ زندہ رہو۔ اب میں اسے پھر اس کی جگہ لے آیا یہاں اسے آگے لاکر قتل کر دیا گیا۔ بعض ایسے بزرگوں نے جو اس موقع پر موجود تھے بیان کیا ہے کہ اس جوان کے قتل کے بعد اس کی بیوی حبیش اس کے پاس آئی اس پر گر پڑی اسے چومنے لگی اور اسی طرح فرطِ غم سے اس نے بھی اپنے شوہر کے پہلو میں جان دے دی۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ مکہ کی فتح کے بعد رسول اللہ صلعم پندرہ روز اور وہاں مقیم رہے اور اس زمانے میں آپ نے نماز میں قصر کیا کرتے تھے۔ ابن اسحٰق کہتا ہے کہ ۸ھ ہجری کے ماہ رمضان کے ختم ہونے میں دس راتیں باقی رہ گئی تھیں کہ مکہ فتح ہوا۔

باب ۱۶

غزوہ حنین ۸ھ

بنو ہوازن کی پیش قدمی

عروہؓ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ صلعم نے صرف نصف ماہ مکہ میں قیام فرمایا۔ پھر آپ کو معلوم ہوا کہ ہوازن اور ثقیف آپ سے لڑنے کے لئے حنین میں فروکش ہیں جو ذی المجاز کے پہلو میں ایک وادی تھی۔ اس سے قبل جب ان کو رسول اللہ صلعم کی مدینہ سے روانگی کی اطلاع مل تھی وہ اس اندیشہ سے کہ رسول اللہ صلعم ان کے مقابلہ پر آ رہے ہیں اپنے مقامات پر جمع ہو گئے تھے مگر جب ان کو معلوم ہوا کہ آپ مکہ میں ہیں وہ آپ سے لڑنے کے لئے خود بڑھے۔ وہ اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب اور مویشی بھی اپنے ساتھ لائے تھے۔ بنی نصر کا مالک بن عوف اس وقت ہوازن کا رئیس تھا ثقیف بھی اس کے ہمراہ تھے۔ جب رسول اللہ صلعم کو مکہ میں معلوم ہوا کہ یہ قبائل آپ سے لڑنے کے لئے بنی نصر کے مالک بن عوف اپنے رئیس کی قیادت میں حنین تک بڑھ آئے ہیں آپ خود مکہ سے ان سے حنین میں مقابلہ کرنے کے لئے بڑھے۔ اللہ نے ہوازن اور ثقیف کو شکست دی، جس کا ذکر کلام اللہ میں آیا ہے۔ جس قدر بچے، عورتیں اور مویشی تھے وہ سب اللہ کی طرف سے رسول اللہ صلعم کو غنیمت میں مل گئے۔ آپ نے ان کو ان قریش میں جو اسلام لائے تھے تقسیم کر دیا۔

دُرید بن الصمہ

ابن اسحٰق کی روایت ہے کہ جب ہوازن کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم مکہ میں ہیں اور انہوں نے مکہ فتح کر لیا ہے مالک بن عوف النصری نے تمام ہوازن کو آپ سے لڑنے کے لئے جمع کیا، ان کے ساتھ تمام بنی ثقیف بھی جمع ہو گئے اس طرح ان کے قبائل نصر، جشم کل، سعد بن بکر اور بنی ہلال میں سے تھوڑے سے، کیونکہ یہ تھے بھی کم، جنگ کے لئے موجود تھے۔ قیس عیلان میں سے صرف بنی ہلال شریک ہوئے

اور اصل قبیلہ شریک نہیں ہؤا۔ اسی طرح ہوازن میں سے کعب اور کلاب کوئی شریک نہیں ہوئے اور نہ ہوازن ہی کا کوئی نامور آدمی شریک ہؤا۔ بنی جشم میں سے درید بن الصمہ ایک بہت ہی سن رسیدہ شیخ موجود تھا اس میں لڑائی کی تو قابلیت نہ تھی مگر وہ چونکہ بہت ہی سن رسیدہ پرانا تجربہ کار اور جنگ آزمودہ تھا وہ رائے اور مشورہ کے لئے ساتھ آیا تھا۔ البتہ بنی ثقیف کے دو سردار آئے تھے احلاف کا قارب بن الاسود بن مسعود اور بنی مالک ذوالخمار کا سُبیع بن الحارث اور اس کا بھائی احمر بن الحارث، بنی ہلال کا سردار آیا تھا مگر ان سب کا امیر اور سپہ سالار مالک بن عوف النصری تھا۔

دُرید بن الصمہ اور مالک بن عوف

جب اس نے رسول اللہ صلعم کی جانب پیش قدمی شروع کی وہ اپنے لوگوں کے ساتھ تمام مال اور اہل و عیال کو بھی ساتھ لے چلا، جب یہ اوطاس پہنچا تمام دوسرے قبائل اس کے پاس جمع ہوئے۔ ان میں درید بن الصمہ بھی تھا، یہ اپنے کھلے ہوئے کجاوے میں سوار تھا جس کی ڈوری سامنے سے کھینچی جاتی تھی۔ اس نے اس مقام پر پوچھا کہ اس وادی کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے کہا اوطاس۔ اس نے کہا ہاں یہ لڑائی کے لئے اچھی جگہ ہے۔ یہاں گھوڑے آسانی سے گھوم پھر سکتے ہیں کیونکہ نہ بہت زیادہ پتھریلی ہے اور نہ یہاں بالکل نرم ریت ہے کہ سُم دھنس جائیں مگر یہ اونٹوں کی، گدھوں کی بکریوں اور بچوں کے رونے کی آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ مالک سب کو ساتھ لائے ہیں۔ اس نے پوچھا مالک کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ ہیں، اسے آواز دی گئی وہ آ گیا۔ دُرید نے اس سے کہا مالک تم اپنی قوم کے سردار ہو آج کا دن نہایت اہم ہے اگر آج کامیابی ہوتی تو آئندہ بھی کامیابی ہو سکتی ہے ورنہ معاملہ ختم ہے۔ یہ اونٹوں گدھوں بھیڑ بکریوں اور بچوں کے رونے کا شور کہاں سے آ رہا ہے مالک نے کہا میں خود ان سب کو ساتھ لایا ہوں۔ دُرید نے پوچھا وہ کیوں۔ مالک نے کہا تا کہ میں ہر شخص کے عقب میں اس کے اہل و عیال کو کھڑا کر دوں اور پھر وہ ان کی مدافعت میں داد مردانگی دے۔ دُرید نے کہا یہ نہایت غلط رائے ہے تم محض بھیڑوں کا چرانا جانتے ہو بھلا شکست خوردہ جماعت کو کوئی شئے میدان میں واپس لا سکتی ہے۔ سنو لڑائی کا فیصلہ اگر تمہارے حق میں ہؤا تو سوائے مرد کی تلوار اور نیزے کے اور کوئی چیز کار آمد نہیں ہوتی اور اگر تمہارے خلاف ہؤا تو تم اپنے اہل و عیال اور مال ہر شئے سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ اچھا کعب اور کلاب کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا ان میں سے کوئی بھی نہیں آیا۔ دُرید نے کہا تو سمجھ لو کہ حقیقی کوشش اور شدت غائب ہے اگر آج عزت اور ناموری حاصل ہونے والی ہوتی تو کعب اور

کلاب میں سے کوئی غائب نہ رہتا سب شرکت کرتے۔ کاش تم بھی ان کی طرح لڑائی کے لئے نہ آتے۔ اچھا یہ بتاؤ تمہارے کون کون سردار آئے ہیں۔ لوگوں نے کہا عمرو بن عامر اور عوف بن عامر۔

دُرید بن الصمہ کا مشورہ

درید نے کہا بنی عامر کے یہ دونوں صرف دیکھنے کے ہیں کسی مصرف کے نہیں اے مالک تم تمام ہوازن کو لڑائی میں لے آئے ہو یہ تم نے ان کے ساتھ کوئی اچھی بات نہیں کی اب بھی تم ان کو ان کے علاقے کے کسی محفوظ اور بلند مقام میں پہنچا دو اور پھر گھوڑوں پر سوار ہو کر ان بد دینوں سے لڑو اگر تم کو کامیابی ہوئی تو یہ تمہارے اہل و عیال تم سے آملیں گے اور اگر تم ناکام رہے تو تم ان کے پاس چلے جانا اور اس طرح تمہارے اہل و عیال اور تمام مال و مویشی تو بچ ہی جائیں گے۔ مالک نے کہا مگر میں اس تجویز پر ہرگز عمل نہیں کروں گا تم بہت بڈھے ہو چکے ہو تمہاری عقل بھی سٹھیا گئی ہے اے گروہ ہوازن بخدا یا تو تم کو میری اطاعت کرنا پڑے گی ورنہ میں اس تلوار پر اپنا سارا بوجھ ڈال کر اسے اپنے جسم سے آر پار کر دوں گا۔ مالک کو یہ بات گوارا نہ ہو سکی کہ اس واقعہ میں کسی قسم کی شہرت یا دخل دُرید کو حاصل ہو۔ دُرید نے اس پر کہا کاش آج اس واقعہ میں میں شرکت ہی نہ کرتا اور نہ مجھ پر سٹھیا جانے کا الزام عائد ہوتا۔ کاش کوئی درخت کا تنا ہوتا کہ اس میں چھپ کر بیٹھ رہتا۔ یہ درید بن الصمہ بن بکر بن علقمہ بن جداعہ بن غزیہ بن جُشَم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بنی بکر کا رئیس ان کا سردار اور سب سے زیادہ شریف آدمی تھا۔

مالک بن عوف کے جاسوس

مالک نے اپنی فوج سے کہا کہ جب دشمن تمہارے سامنے آئے تو تم اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالنا اور ان پر یک جان ہو کر ٹوٹ پڑنا ابن اسحٰق کہتا ہے کہ اس نے اپنے بعض آدمیوں کو بطور جاسوس مسلمانوں کی خبر معلوم کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ یہ خوف سے کانپتے ہوئے بدحواس اس کے پاس واپس آئے۔ مالک نے پوچھا تمہاری حالت کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے نہایت ہی خوبصورت نورانی اشخاص کو ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھا ہے ان کو دیکھ کر ہم پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ ہم بدحواس ہو گئے جو تمہارے سامنے ہے مگر اس بات کا بھی اس پر کچھ اثر نہیں ہوا، اور وہ اپنے ارادے سے باز نہ آیا۔

عبداللہ بن ابی حدرد الاسلمی

ابن اسحٰق کہتا ہے کہ جب ان کی آمد کی اطلاع رسول اللہ صلعم کو ہوئی آپ نے عبداللہ بن ابی حدرد الاسلمی کو حکم دیا کہ تم دشمن کی فرودگاہ میں جا کر ٹھہرو اور پھر اس کی حالت اور نیت سے مطلع ہو کر اطلاع دو۔ یہ حسب الحکم ہوازن کی فرودگاہ آئے ان کے ساتھ مقیم ہو گئے اور جب ان کو کفار کی حالت اور رسول اللہ صلعم سے لڑائی کے منصوبے اور

مالک اور ہوازن کے تعلقات اور ارادوں کا حال معلوم ہوگیا انہوں نے رسول اللہ صلعم سے آکر ساری کیفیت بیان کی۔ آپ نے عمرؓ بن الخطاب کو بلا کر ان سے ابی حدردؓ کی اطلاع بیان کی۔ عمرؓ نے کہا انہوں نے جھوٹ کہا ہے۔ ابی حدردؓ نے کہا عمرؓ اگر تم مجھے اس وقت جھٹلاتے ہو تو یہ کوئی نئی بات نہیں تم عرصے تک حق کو جھٹلاتے رہے۔ عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ صلعم آپ نے ان کی بات سنی۔ آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے عمر تم گمراہ تھے اللہ نے تم کو راہ راست بتائی۔

صفوان بن امیہ کے اسلحہ

ابو جعفر محمد بن علیؓ بن حسینؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے ہوازن کے مقابلہ پر جانے کا ارادہ کیا آپ سے کسی نے بیان کیا کہ صفوان بن امیہ کے پاس بہت سی زرہیں اور اسلحہ ہیں۔ آپ نے صفوان کو جو ابھی تک مشرک تھا بلا بھیجا اور کہا کہ تم اپنے اسلحہ ہمیں مستعار دے دو تاکہ ان سے مسلح ہم کل دشمن سے لڑیں۔ صفوان نے کہا محمدؐ کیا تم ان کو غصب کرنا چاہتے ہو۔ آپ نے فرمایا غصب نہیں بلکہ عاریت جس کی واپسی کا میں ضامن ہوں۔ صفوان نے کہا اس میں مضائقہ نہیں۔ بعض ارباب سیر کا خیال ہے کہ آپ نے صفوان سے یہ بھی خواہش کی کہ وہ اسلحہ میرے پاس بار کرا کے بھیج بھی دیجئے اس نے حسبہ عمل کیا۔ ابو جعفر محمد بن علیؓ کہتے ہیں کہ اسی واقعہ سے یہ سنت ہوئی کہ عاریت کی واپسی کی ضمانت کی جاتی ہے۔

مسلمانوں کی تعداد

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم مکہ سے روانہ ہوئے اس وقت آپ کے ہمراہ علاوہ ان دس ہزار صحابہ کے جو فتح مکہ میں شریک تھے دو ہزار اور اہل مکہ بھی ساتھ تھے۔ اس طرح آپ کی جماعت کی قوت بارہ ہزار نفوس تھی۔ آپ نے عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس کو مکہ میں ان لوگوں کا جو آپ کے ساتھ نہ آسکے امیر اور نائب مقرر کر دیا اور پھر آپ ہوازن کے مقابلہ پر بڑھے۔

مسلمانوں پر اچانک حملہ

جابرؓ سے مروی ہے کہ جب ہم وادی حنین کے سامنے آئے تو تہامہ کی وادیوں میں سے ایک نہایت گہری وادی میں اترے۔ اتار اس قدر سیدھا تھا کہ ہم خود بخود بلا اختیار اس میں اترتے چلے گئے یہ تڑکے کا وقت تھا۔ دشمن ہم سے قبل اس وادی میں آکر اس کے پر پیچ و خم نشیبوں اور موڑوں میں ہماری تاک میں گھات لگائے بیٹھا ہوا تھا اور جنگ کے لئے پوری طرح تیار، مسلح اور آمادہ تھا ہم بے خبر اس میں اتر رہے تھے کہ اچانک دشمن کے دستوں نے کمین گاہوں سے برآمد ہو کر یک جان ہم پر حملہ کر دیا ہم مقاومت نہ کر سکے سب کے سب بھاگے کوئی کسی کو مڑ کر نہ دیکھتا تھا۔ رسول اللہ صلعم وادی کی داہنی جانب ایک سمت ہٹ کر ٹھہر گئے اور آپ نے سب کو للکارا کہاں جاتے ہو

میرے پاس آؤ میں رسول اللہ اور محمدؐ بن عبداللہ یہاں موجود ہوں، مگر اس کا بھی کچھ اثر نہیں ہوا کہ اونٹ پر اونٹ چڑھا جاتا تھا عجیب افراتفری تھی سب لوگ چل دیئے، آپ کے پاس مہاجرین اور انصار میں سے کچھ لوگ اور آپ کے اہلبیت ٹھہرے رہے۔ مہاجرین میں سے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور اہلبیت میں سے علیؓ بن ابی طالب، عباسؓ بن عبدالمطلب ان کے صاحبزادے فضل بن عباس، ابوسفیان بن الحارث ربیعہ بن الحارث، ایمن بن عبید یہی ایمن بن اُم ایمن ہیں اور اسامہ بن زید بن حارثہ آپ کے پاس رہے۔

ہوازن کا علمبردار

ہوازن کا ایک شخص ایک سُرخ اُونٹ پر سوار تھا جس کے ہاتھ میں ایک سیاہ جھنڈا تھا جو ایک طویل نیزے کے سرے سے بندھا ہُوا تھا۔ یہ اُن سب کے آگے تھا۔ تمام ہوازن اس کے پیچھے تھے، جب کسی مسلمان پر اس کی دسترس ہوتی وہ اپنے نیزے سے اس پر وار کرتا اور اگر کوئی اسے نہ ملتا تو وہ اس نیزے کو اپنے پیچھے والوں کے لئے بلند کرتا اور اشارہ کرتا کہ چلے آؤ۔ وہ سب اس کی اتباع کرتے۔

کلدہ بن الجنبل

جب ان سرکش اہل مکہ نے جو رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھے مسلمانوں کو اس طرح شکست کھا کر بھاگتا ہُوا دیکھا تو ان میں سے بعض نے اپنی باطنی خبّث کو ظاہر کردیا۔ ابوسفیانؓ بن حرب کہنے لگے کہ اب یہ سمندر سے ادھر نہیں رکیں گے۔ اس کے پاس ترکش میں تیر تھے کلدہ بن الجنبل جو اپنے اخیافی بھائی صفوان بن اُمیّہ بن خلف کے ساتھ جو اب تک اس مدت کی وجہ سے جو رسول اللہ صلعم نے اسے اسلام کے اختیار کرنے کی دی تھی مشرک تھا معرکہ میں موجود تھا، زور سے چلّایا کیا آج جادو ختم نہیں ہو گیا۔ صفوان نے اس سے کہا چپ رہ خدا تیری زبان قطع کردے بخدا میں اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہوں کہ قریش کا کوئی شخص میری سرپرستی کرے بجائے اس کے کہ ہوازن کا کوئی شخص میری سرپرستی کرے۔

شیبہ بن عثمان

بنی عبدالدار کے شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ نے جس کا باپ اُحد میں مارا گیا تھا بیان کیا ہے کہ اس وقت میرے دل میں آئی کہ آج محمدؐ کو قتل کرکے میں اپنے باپ کا بدلہ لوں گا۔ میں نے رسول اللہ صلعم کے قتل کا ارادہ کرلیا مگر کوئی ایسی شے نظر آئی کہ میرا دل بیٹھ گیا اور مجھے اپنے ارادہ پر قدرت نہ ہوئی۔ میں سمجھ گیا کہ اللہ کی جانب سے آپ کو میری جانب سے محفوظ کر دیا گیا ہے۔

حضرت عباسؓ کی للکار

عباسؓ بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھا اور آپ کی سفید خچر کی باگ ہاتھ میں لئے ہوئے تھا۔ میں بہت ہی

جسیم تھا اور میری آواز بہت بلند ہی تھی۔ جب رسول اللہ صلعم نے اپنے صحابہ کو اس طرح بھاگتے ہوئے دیکھا آپ نے ان کو للکارا، اس کا بھی ان پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ آپ نے مجھ سے کہا عباس ان کو آواز دو اے معشر انصار اے اصحاب السمرہ، میں نے ان کو آواز دی اے معشر انصار اے معشرہ اصحاب السمرہ اس کا انہوں نے جواب دیا ہم آئے ہم آئے۔ مگر پھر بھی یہ کیفیت تھی کہ جو شخص اپنے اونٹ کو پلٹانا چاہتا تھا اس سے اونٹ پلٹ نہیں سکتا تھا۔ تب انہوں نے یہ کیا کہ اپنی زرہ اتار کر اسے اونٹ کی گردن پر ڈالا اور صرف تلوار اور ڈھال لے کر اونٹ پر سے کود پڑے اور اونٹ کو چھوڑ دیا اور میری آواز پر پلٹے اور رسول اللہ صلعم کے پاس آ پہنچے۔ اس طرح جب آپ کے پاس تقریباً سو آدمی جمع ہو گئے انہوں نے دشمن کا مقابلہ کیا اور بے جگری سے لڑنے لگے، پہلے یہ للکار تھی کون انصار کا حق ادا کرے گا بعد میں یہ ہو گئی کون خزرج کا حق ادا کرے گا۔ یہ لوگ نہایت ثابت قدمی اور جوانمردی سے لڑتے رہے۔ رسول اللہ صلعم نے اپنی رکابوں پر کھڑے ہو کر لڑائی کا مشاہدہ کیا اور جب آپ نے ان کو اس پامردی سے لڑتے ہوئے دیکھا فرمایا بے شک اب لڑائی کا حق ادا ہو رہا ہے۔

براءؓ سے مروی ہے کہ جنگ حنین میں ابوسفیان بن الحارث رسول اللہ صلعم کی خچر کی باگ آگے سے تھامے ہوئے آپ کو لے جا رہے تھے۔ جب مشرکین نے آپ کو ہر طرف سے آ لیا آپ خچر پر سے اتر پڑے اور یہ رجز پڑھتے تھے انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب (میں نبی برحق ہوں اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں) اس وقت رسول اللہ صلعم سے زیادہ بہادر اور دشمن کے لئے مہلک اور کوئی نہ تھا۔

ہوازن کے رئیس کا خاتمہ

جابرؓ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہوازن کا رئیس مسلمانوں پر چڑھا آتا تھا علیؓ بن ابی طالب اور ایک انصاری اس کی طرف بڑھے علیؓ نے پیچھے سے پہنچ کر اس کے اونٹ کے گھٹنوں کے اندر تلوار ماری جس سے وہ اپنے سرینوں پر بیٹھ گیا، اتنے میں انصاری نے خود اس رئیس پر حملہ کیا اور ایک ہی وار میں نصف ساق سے اس کا پاؤں کاٹ ڈالا جس سے وہ اپنے کجاوے سے گر پڑا۔ اب پھر مسلمانوں نے دشمن سے نہایت دلاوری سے شمشیر زنی کی اور ابھی ہزیمت یافتہ مسلمانوں میں سے ابھی لوگ واپس بھی نہ آئے تھے کہ یہاں بہت سے مشرکین قیدیوں کی مشکیں باندھی جا چکی تھیں۔ رسول اللہ صلعم نے ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کو جو لڑائی میں برابر ثابت قدم رہے تھے اور آپ کی خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور اسلام لانے کے بعد مخلص مسلمان ہو گئے تھے دیکھا اور پوچھا یہ کون ہیں۔ ابوسفیان نے کہا یا رسول اللہؐ میں آپ کا پھوپھی زاد بھائی ہوں ابوسفیان۔

اُم سلیم بنت ملحان

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مڑ کر دیکھا تو آپ کو اُم سلیم بنت ملحان نظر پڑی، یہ اپنے شوہر ابو طلحہ کے ساتھ جنگ میں شریک تھیں اپنی چادر سے انہوں نے اپنی کمر باندھ رکھی تھی اور عبداللہ بن ابی طلحہ کو لئے ہوئی تھیں۔ ان کے ساتھ ابو طلحہ کا اونٹ تھا اور اس خوف سے کہ وہ چھوٹ کر بھاگ نہ جائے انہوں نے اس کے سر کو قریب کر کے اس کی نکیل کے ساتھ اپنا ہاتھ بھی اس کی ناک میں گھسا رکھا تھا۔ رسول اللہ صلعم نے ان کو آواز دی اُم سلیم! اُنھوں نے کہا جی یا رسول اللہؐ آپ ان لوگوں کو جو آپ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں اسی طرح قتل کر دیجئے جس طرح آپ اپنے دشمن کو قتل کریں کیونکہ وہ اسی سلوک کے مستحق ہیں آپ نے فرمایا اُم سلیم اللہ بس ایک ہے۔ اُم سلیم کے ہاتھ میں ایک خنجر بھی تھا۔ ابو طلحہ نے پوچھا یہ کیوں لئے ہوئے ہو، انہوں نے کہا اس لئے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آئے تو اس سے میں اس کا کام تمام کر دوں۔ ابو طلحہ نے کہا یا رسول اللہؐ اُم سلیم کا قول آپ نے سُنا۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ جنگ حنین میں ابو طلحہؓ نے بیس مشرکوں کے لباس اور اسلحہ پر قبضہ کیا تھا جن کو تنہا انھوں نے قتل کیا تھا۔

جبیرؓ بن مطعم سے مروی ہے کہ دشمن کی ہزیمت سے قبل جبکہ شدید جنگ ہو رہی تھی میں نے ایک سیاہ چادر آسمان سے گرتی ہوئی دیکھی، وہ ہمارے اور دشمن کے درمیان گری، میں نے دیکھا کہ وہ بے شمار سیاہ چیونٹیاں ہیں جو تمام وادی میں پھیل گئیں مجھے یقین ہو گیا کہ یہ ملائکہ ہیں اور اسی وقت دشمن کو ہزیمت کلی نصیب ہوئی۔

عثمان بن عبداللہ کا خاتمہ

ہوازن کی ہزیمت کے بعد اب ثقیف سے ہٹ کر بنی مالک پر قتل کی مصیبت پڑی، ان کے ستر آدمی ان کے جھنڈے کے نیچے مارے گئے۔ ان میں عثمان بن عبداللہ بن ربیعہ بن الحارث بن حبیب ابن ام حکیم بنت ابو سفیان کا دادا بھی تھا، پہلے ان کا جھنڈا ذی الخمار کے پاس تھا جب وہ مارا گیا اسے عثمان بن عبداللہ نے سنبھالا۔ اسے لئے ہوئے وہ لڑا اور مارا گیا۔ جب اس کے قتل کی اطلاع رسول اللہ صلعم کو ہوئی آپ نے فرمایا بہت اچھا ہوا کہ اللہ نے اسے ہلاک کر دیا وہ قریش کا دشمن تھا۔

انس سے مروی ہے کہ حنین میں رسول اللہ صلعم اپنی سفید خچر دلدل پر سوار تھے: جنگ کے شروع میں جب مسلمان بھاگ گئے آپ نے خچر سے کہا دُلدل بیٹھ جا وہ بیٹھ گئی آپ نے ایک مٹھی مٹی اٹھا کر اسے مشرکوں کی طرف پھینکا اور کہا حٰم لا ینصرون اتنا کہتے ہی تلوار تیر سے یا تیر سے بغیر مشرک منہ موڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے۔

عثمان بن عبداللہ کا نصرانی غلام

یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس سے مروی ہے کہ عثمان بن عبداللہ کے ساتھ اس کا ایک نصرانی غلام غیر مختون قتل ہوا تھا ایک انصاری ثقیف کے مقتولوں کا لباس اتار رہے تھے اسی میں انہوں نے اس مقتول غلام کے کپڑے اتار لیے دیکھا کہ وہ غیر مختون ہے انہوں نے زور سے چلا کر کہا کہ اب معلوم ہوا کہ بنی ثقیف ختنہ نہیں کرلتے۔ مغیرہ بن شعبہ نے بیان کیا کہ اس خوف سے کہ تمام عرب میں ہم بنی ثقیف کی بدنامی ہوجائے گی کہ ہم ختنہ نہیں کرتے میں نے ان انصاری کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ ایسی بات منہ سے نہ نکالیں یہ ہمارا نصرانی غلام تھا اور آئیے میں آپ کو اپنے مقتولین کو برہنہ کرکے دکھاتا ہوں۔ چنانچہ میں نے ان کو دکھائے اور کہا کہ دیکھ لو کیا ان کی ختنہ نہیں ہوئی ہے، یہ سب مختون ہیں۔

ہوازن کے اتحادیوں کا علم

ہوازن کے دوسرے اتحادیوں کا جھنڈا قارب بن الاسود بن مسعود کے پاس تھا، جب وہ سب بھاگ گئے اس نے اس جھنڈے کو ایک جھاڑی کے سہارے کھڑا کردیا اور وہ اس کے چچازاد بھائی اور ساری قوم بھاگ کھڑی ہوئی۔ اس لئے ان میں سے سوائے ان دو آدمیوں بنی غیرہ کا وہب اور بنی کُنہ کے جُلاح کے اور کوئی نہیں مارا گیا۔ رسول اللہ صلعم کو جب جلاح کے قتل کی اطلاع ہوئی آپ نے فرمایا کہ آج بنی ثقیف کے نوجوانوں کا سردار مارا گیا۔ ان کے علاوہ ابن الہنیدۃ الحارث بن اوس کا واقعہ اور ہوا۔

غزوہ اوطاس

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ مشرک بھاگ کر طائف آئے ان کے ہمراہ مالک بن عوف بھی تھا بعض نے اوطاس ہی میں اپنا پڑاؤ ڈال دیا اور بعض نخلہ کی سمت گئے اس سمت کے جانے والوں میں ثقیف کے صرف بنو غیرہ تھے۔ رسول اللہ صلعم کے رسالہ نے نخلہ جانے والوں کا تعاقب کیا ان کے علاوہ جو مشرک پہاڑوں کی گھاٹیوں میں منتشر ہوئے تھے ان کا تعاقب نہیں کیا گیا۔ اسی تعاقب میں ربیعہ بن رُفیع بن اُہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ بن یربوع بن سمّال بن عوف بن امری القیس کے جو ابن لذعہ مشہور تھا۔ لذعہ اس کی ماں تھی اور اسی کی وجہ سے وہ ابن لذعہ زیادہ مشہور ہوگیا تھا۔ دُرید بن الصمہ کو پکڑ لیا، چونکہ وہ ایک بند کجاوے میں بیٹھا تھا، ابن لذعہ نے پہلے اسے عورت سمجھا مگر پکڑنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ مرد ہے۔

درید بن الصمہ کا قتل

ابن لذعہ نے اس کے اونٹ کو بٹھایا اس پر درید بن الصمہ ایک نہایت سن رسیدہ بڈھا بیٹھا ہوا تھا ابن لذعہ جو بالکل نوعمر تھا اسے پہچانتا نہ تھا۔ دُرید نے اس سے کہا کیا چاہتے ہو۔ ابن لذعہ نے کہا تم کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ دُرید نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے

کہا میں ربیعہ بن رُفیع السلمی ہوں اور اس کے ساتھ ہی اس نے دُرید پر تلوار کا ہاتھ مارا۔ مگر اس پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ دُرید نے کہا تیری ماں نے تجھے بہت ہی نکمّی تلوار سے مسلح کیا ہے میری تلوار کجاوے کے عقب میں ٹنگی ہوئی ہے اُسے لے لے اور پھر وار کر، ہڈیوں پر وار نہ کرنا دماغ پر ہاتھ مارنا میں خود لوگوں کو اسی طرح قتل کیا کرتا تھا اور میرا کام تمام کر کے اپنی ماں سے جا کر کہہ دینا کہ میں نے درید بن الصمہ کو قتل کر دیا ہے میری زندگی میں بہت سے مواقع ایسے آئے ہیں کہ میں نے تمہاری عورتوں کی دشمن سے مدافعت کی ہے اور ان کو بچایا ہے۔ بنو سلیم کے بیان کے مطابق خود ربیعہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ اسی کی ہدایت کے مطابق جب میں نے وار کیا وہ گر پڑا اور اس کا ستر کھل گیا۔ اس کا پیڑو اور چڈے کثرت سے گھوڑے کی سواری کی وجہ سے کاغذ کی طرح صاف تھے وہاں بال نہ تھے۔ جب ربیعہ اپنی ماں کے پاس گھر واپس آئے انہوں نے بتایا کہ میں نے دُرید کو قتل کر دیا ہے۔ ان کی ماں نے کہا بخدا اس نے تمہاری تین ماؤں کو تین مرتبہ دشمنی کے نرغے سے رہائی دلائی ہے۔

جو مشرک اوطاس کی سمت بھاگ گئے تھے رسول اللہ صلعم نے ان کے تعاقب میں فوج بھیجی۔ اس کے متعلق ابی بردہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ حنین سے آکر رسول اللہ صلعم نے ابو عامر کو ایک دستہ فوج کے ساتھ اوطاس بھیجا وہاں دُرید بن الصمہ ان کے ہاتھ آگیا۔ ابو عامر نے اسے قتل کر دیا اور اس کے تمام ساتھی شکست کھا کر بھاگے۔

حضرت ابو عامر کی شہادت

ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے بھی ابو عامر کے ساتھ اس مہم پر بھیجا تھا ابو عامر کے گھٹنے میں ایک تیر آکر پیوست ہو گیا جو بنی جشم کے ایک شخص نے چلایا تھا۔ وہ تیر اس طرح ان کے گھٹنے میں پیوست ہو گیا تھا کہ وہ حرکت نہیں کر سکتے تھے وہیں گر پڑے۔ میں ان کے پاس آیا اور میں نے پوچھا چچا جان آپ کے یہ تیر کس نے مارا۔ انھوں نے مجھ سے کہا یہ شخص ہے جو تمہارے سامنے ہے۔ میں فوراً اس کی طرف لپکا اور اس کے قتل کر دینے کے ارادے سے بڑھا اور بانکی اس کے قریب پہنچ گیا مجھے دیکھ کر وہ بھاگا میں نے اس کا تعاقب کیا اور میں نے اس سے کہا بھاگتے ہوئے شرم نہیں آتی کیا تم حریف

نہیں ہو کر جم کر مردانہ وار مقابلہ کرو۔ اس جملہ سے اسے غیرت آئی وہ پلٹا اب میرا اور اس کا مقابلہ شروع ہوا، ایک ایک وار ہمارا دونوں کا خالی گیا پھر دوسرے وار میں میں نے اس کا خاتمہ کر دیا اور ابو عامر کے پاس آ کر ان سے کہا کہ تمہارے قاتل کو اللہ نے ہلاک کر دیا ہے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تیر نکال لو، میں نے اسے نکالا اس کے نکالتے ہی تمام جسم کا خون نکل گیا۔ ابو عامر نے مجھ سے کہا کہ تم رسول اللہ صلعم کے پاس جا کر میرا سلام کہو اور عرض کرو کہ آپ میرے لئے دعائے مغفرت کریں۔ ابو عامر نے مجھے اپنی جماعت کا اپنے بعد جانشین مقرر کر دیا اور پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ سلمہ بن دُرید نے ابو عامر کے گھٹنے میں وہ تیر مارا تھا جس سے ان کی شہادت واقع ہوئی اور اسی واقعے کے متعلق اس نے یہ شعر کہے تھے:

ان تسئلوا عنی فانی سلمہ ابن سمادیر لمن توسمہ

اضرب بالسیف ددوس المسلمہ

(ترجمہ) اگر تم مجھے دریافت کرتے ہو تو میں بتاتا ہوں کہ میرا نام سلمہ ابن سمادیر ہے میں تلوار سے مسلمانوں کے سر کاٹتا ہوں۔

سمادیر، سلمہ کی ماں کا نام تھا اُسی کی طرف اس نے اپنی نسبت کی ہے۔

شکست کھا کر مالک بن عوف میدان سے فرار ہوا اور اثنائے راہ میں ایک گھاٹی میں و[...] اپنے ہم قوم سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ رُکا اور اس نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم ذرا توقف کرو تاکہ ہم میں جو کمزور ہیں وہ اس مقام سے گذر جائیں اور جو پیچھے رہ گئے ہیں وہ بھی آ ملیں۔ یہ اتنی دیر وہاں ٹھہر گیا جتنی دیر میں کہ اس کی فوج کی شکست خور[...] جماعتیں جو اس کے پاس آ گئی تھیں گھاٹی سے گذر گئیں۔

شیما بنت الحارث کی گرفتاری

بنی سعد بن بکر کے ایک صاحب نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے اس رسالے کو جسے آپ نے دشمن کے تعاقب میں بھیجا تھا حکم دیا تھا کہ اگر بجاد پر تمہارا قابو چل جائے (یہ سعد بن بکر سے تھا) تو اسے جانے نہ [...] کسی نہ کسی طرح پکڑ لینا۔ اس نے کوئی جرم کیا تھا۔ جب وہ مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا وہ اسے ا[...] اس کے اہل و عیال اور اس کی بہن شیما بنت الحارث بن عبداللہ بن عبدالعزیٰ رسول اللہ صلعم کی رضاعی بہن کو گرفتار کر کے گھسیٹتے ہوئے لے چلے مسلمانوں نے اس عورت پر اسے تیز چلا[...]

میں سختی کی اس نے مسلمانوں سے کہا کچھ جانتے ہو بخدا میں تمہارے صاحب کی رضاعی بہن ہوں مگر مسلمانوں نے اس وقت اس کی بات کو سچ نہ مانا اور وہ اسی طرح گھسیٹتے ہوئے اسے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لائے۔

شیماء بنت الحارث کی تعظیم و تکریم

ابو وجزۃ یزید بن عبید السعدی سے مروی ہے کہ جب شیماء رسول اللہ صلعم کے پاس پہنچی اس نے آپ سے کہا یا رسول اللہؐ میں آپ کی بہن ہوں۔ آپ نے پوچھا اس کی کیا علامت ہے۔ اس نے کہا بچپن میں ایک مرتبہ میں آپ کو پیٹھ پر چڑھائے ہوئے تھی آپ نے میری پیٹھ پر زور سے کاٹ لیا تھا اس کا یہ نشان اب تک موجود ہے۔ رسول اللہ صلعم نے اس نشان کو پہچانا اور اپنی چادر اس کے بیٹھنے کے لئے بچھا دی اور کہا آؤ اس پر بیٹھو اور اسے اختیار دیا اور فرمایا اگر میرے پاس رہنا چاہتی ہو تو میں عزت اور محبت کے ساتھ تم کو رکھوں گا اور اگر اپنے گھر جانا چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ دے کر تم کو تمہارے گھر واپس کر دوں۔ شیماء نے کہا بہتر یہی ہے کہ آپ مجھے میرے گھر بھجوا دیں۔ چنانچہ آپ نے اُسے مال دے کر اس کے گھر بھجوا دیا۔ بنی سعد کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے شیماء کو ایک غلام مکحول نام اور ایک لونڈی عطا فرمائی۔ شیماء نے مکحول کی شادی اس لونڈی سے کر دی اور بنی سعد میں اس کی نسل اب تک موجود ہے۔

جنگ حنین کے شہداء اور مال غنیمت

جنگ حنین میں بنی ہاشم میں سے ایمن ابن عبید جو اُم ایمن رسول اللہ صلعم کی چھوکری کے بیٹے تھے شہید ہوئے۔ بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے یزید بن زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد شہید ہوئے۔ ان کا گھوڑا جناح جنگ میں بدک گیا جس سے وہ گر پڑے اور قتل کر دیئے گئے۔ انصار میں سے سراقہ بن الحارث بن عدی بن بنی عجلان شہید ہوئے۔ اشعریوں میں سے ابو عامر الاشعری شہید ہوئے۔

جنگ کے بعد تمام قیدی اور مال غنیمت جمع کر کے رسول اللہ صلعم کے پاس لایا گیا۔ مسعود بن عمرو القاری مال غنیمت کے امین تھے۔ رسول اللہ صلعم کے حکم سے یہ تمام قیدی اور مال جعرانہ میں محفوظ کر دیا گیا۔

جب شکست خوردہ ثقیف طائف آئے اُنہوں نے شہر کے اندر آکر اپنی حفاظت کے لئے شہر کے دروازے بند کر لئے اور جنگ کے لئے تمام تدابیر اختیار کر لیں۔ عروہ بن مسعود اور غیلان بن مسلمہ جو جرش میں تھے اور دبابوں میں ضبور اور منجنیقوں کا بنانا سیکھ رہے تھے نہ حنین کی جنگ میں

شریک ہوئے اور نہ طائف کے محاصرہ میں۔

طائف کا محاصرہ

عروہ سے مروی ہے کہ حنین سے واپس ہوتے ہی فوراً رسول اللہ صلعم طائف گئے اور وہاں آپ اور صحابہ نصف ماہ اہل طائف سے لڑتے رہے۔ ثقیف فصیل کے پیچھے سے لڑتے رہے۔ اس اثناء میں اُن کا ایک شخص بھی حصار سے باہر آکر نہ لڑ سکا۔ طائف کے گرد جس قدر آبادی تھی وہ سب اسلام لے آئی اور ان کے وفود نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر بیعت کر لی رسول اللہ صلعم طائف سے پلٹ آئے آپ نے صرف نصف ماہ ان کا محاصرہ رکھا، واپسی میں آپ نے جعرانہ میں منزل کی جہاں حنین کے قیدی محبوس تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہوازن کی چھ ہزار عورتیں اور بچے قید تھے۔ آپ کے جعرانہ آپس آنے کے بعد ہوازن کے جرگے جواب سب کے سب اسلام لا چکے تھے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے ان کی تمام عورتوں اور بچوں کو آزاد کر دیا اور اب ذی القعدہ میں عمرہ کا احرام باندھا پھر آپ مدینہ میں واپس آگئے۔ آپ نے ابوبکرؓ کو اہل مکہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ تم اس سال حج کراؤ، اسلام کی تعلیم دو اور ہدایت کی جو حج کرنے آئے اسے کامل اماں دی جائے۔ اس انتظام کے بعد آپ مدینہ چلے آئے۔ یہاں ثقیف کے جرگے آپ کے پاس آئے اور انہوں نے اس شرط پر معاہدہ کیا جس کا ذکر آ چکا ہے انہوں نے آپ کی بیعت کی اور وہ عہد نامۂ صلح لکھا جو ان کے پاس موجود ہے۔

اسلام میں پہلا قصاص

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ حنین سے طائف جاتے ہوئے آپ نے نخلیۃ الیمانیہ کا راستہ اختیار کیا وہاں سے قرن اور ملیح ہوتے ہوئے لیۃ کے بحرۃ الرغاء آئے۔ یہاں آپ نے مسجد بنوائی اور اس میں نماز پڑھی اور اسی مقام بحرۃ الرغاء میں آپ نے ایک شخص کو قصاص میں قتل کیا۔ اسلام میں یہ پہلا قصاص تھا۔ بنی لیث کے ایک شخص نے بنی ہذیل کے ایک شخص کو قتل کر دیا آپ نے قاتل کو قتل کر دیا۔ آپ لیۃ میں فروکش تھے آپ نے مالک بن عوف کے قصر کے انہدام کا حکم دیا اور وہ ڈھا دیا گیا۔ یہاں سے بڑھ کر آپ ضیقہ نام ایک راستے سے چلے اس راہ میں پہنچ کر آپ نے اس کا نام دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا کہ اسے ضیقہ (تنگ اور دشوار گزار) کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ یسریٰ (سہل) ہے۔ اب آپ نخب آئے اور ایک بیری کے نیچے جس کا نام صادرہ تھا فروکش ہوئے۔ یہ درخت ثقیف کے ایک شخص کے کھیت کے قریب واقع تھا۔ آپ نے اس سے کہلا کر بھیجا کہ تم میرے پاس چلے آؤ ورنہ تمہاری زراعت کو برباد کر دوں گا۔ اس نے آنے سے انکار کیا آپ نے اس کی زراعت کو اجڑوا دیا۔

صحابہ پر پتھروں کی بوچھاڑ

یہاں سے بڑھ کر آپ طائف کی فصیل کے بالکل قریب آگئے اور وہیں آپ نے اپنا پڑاؤ ڈالا، چونکہ فرودگاہ فصیل کے بالکل قریب تھی بہت سے صحابہ تیروں کا نشانہ بن گئے، تیر مسلمانوں پر کام کرتے تھے اور مسلمان شہر کے دروازہ کی بندش کی وجہ سے ان تک پہنچ نہیں سکتے تھے۔ جب کئی صاحب تیروں سے شہید ہو گئے آپ نے اپنا پڑاؤ وہاں سے اٹھا کر اسے اس جگہ قائم کیا جہاں اب تک طائف میں آپ کی مسجد بنی ہوئی ہے۔ آپ نے چودہ پندرہ راتیں اہل طائف کا محاصرہ رکھا۔ اس موقع پر آپ کی بیویوں میں سے دو عورتیں اُم سلمہ بنت ابی اُمیہ اور ایک دوسری اور آپ کے ہمراہ تھیں۔ دوسری کے متعلق واقدی کا بیان ہے کہ وہ زینب بنت جحش تھیں۔ ان دونوں کے لئے دو خیمے لگائے گئے تھے۔ ان کے بیچ میں آپ نماز پڑھتے تھے اور جب تک آپ وہاں مقیم رہے اسی جگہ نماز پڑھتے رہے اسی وجہ سے جب ثقیف اسلام لے آئے ابو اُمیہ بن عمرو بن وہب بن معتّب بن مالک نے اس جگہ مسجد بنوادی یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس مسجد میں ایک ایسا ستون ہے کہ ہر زمانہ جب آفتاب کی روشنی اس پر پڑتی اس میں سے آواز آتی ہے۔

مسلمانوں اور بنو ثقیف میں خونریز معرکہ

رسول اللہ صلعم نے ثقیف کا محاصرہ کر لیا اور ان سے نہایت شدید لڑائی لڑی۔ فریقین نے ایک دوسرے پر تیر اندازی کی۔ شدہ شدہ ایک روز طائف کی فصیل کے نیچے ایک عام خونریز معرکہ ہوا۔ رسول اللہ صلعم کے بعض صحابہ ایک دبابہ میں بیٹھے اور پھر اسے فصیل کی طرف ڈھکیلا گیا۔ ثقیف نے دہکتے ہوئے لوہے کے سکے ان پر پھینکے۔ مسلمان اس دبابہ کے نیچے سے نکل کر ہٹ گئے۔ مگر پھر ثقیف نے تیروں سے ان کو نشانہ بنایا اور اس طرح انہوں نے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا۔ تب رسول اللہ صلعم نے ان کے انگوروں کو قطع کرنے کا حکم دیا اور لوگ اس کام میں پڑ گئے۔ اس اثناء میں ابو سفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ طائف کے قریب پہنچے اور انہوں نے ثقیف کو آواز دی کہ ہمیں امان دو ہم تم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ ثقیف نے ان کو امان دے دی۔ انہوں نے قریش اور بنی کنانہ کی بعض عورتوں کو آواز دی کہ تم ہمارے پاس چلی آؤ۔ کیونکہ ابو سفیان اور مغیرہ کو اندیشہ تھا کہ وہ عورتیں بھی قید ہو کر باندیاں بن جائیں گی مگر ان عورتوں نے باہر آنے سے انکار کر دیا ان میں ایک آمنہ بنت ابی سفیان تھی جو عروہ بن مسعود کی بیوی تھی جس کے بطن سے داؤد بن عروہ پیدا ہوا تھا اور ایک دوسری عورت تھی۔

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ طائف کے محاصرے کو جب پندرہ دن گذر گئے رسول اللہ صلعم نے نوفل بن معاویہ الدیلی سے مشورہ کیا کہ محاصرہ کو جاری رکھنے کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ صلعم ثقیف کی مثال اس لومڑی کی ہے جو اپنے بل میں چھپی بیٹھی ہو اگر آپ اس کے پیچھے پڑے رہیں گے اسے پکڑ لیں گے اور اگر اسے چھوڑ دیں گے تب بھی وہ آپ کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتی۔

مسلمانوں کی مراجعت

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے جبکہ آپ نے طائف میں ثقیف کا محاصرہ کر رکھا تھا ابوبکرؓ بن ابی قحافہ سے کہا ابوبکرؓ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے مکھن سے بھرا ہوا ایک پیالہ ہدیتہً بھیجا گیا مگر ایک مرغے نے اپنی چونچ سے اس میں سوراخ کر دیا جس سے تمام مکھن بہہ گیا۔ ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ صلعم میں نہیں سمجھتا کہ آج آپ ان کے مقابلہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں گے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہاں میں بھی سمجھتا ہوں کہ کامیابی نہ ہوگی۔ اس کے بعد عثمان بن مظعون کی بیوی خولیہ بنت حکیم بن اُمیہ بن حارثہ بن الاوقص السلمیہ نے رسول اللہ صلعم سے کہا یا رسول اللہ صلعم اگر طائف کو آپ کے حکم سے فتح کر لیں تو مجھے بادیہ بنت غیلان بن سلمہ یا فارعہ بنت عقیل کا زیور عطا کیجئے گا۔ بنی ثقیف کی عورتوں میں سب سے زیادہ زیور انہیں دونوں کے پاس تھا۔ اس کے جواب میں رسول اللہ صلعم نے ان سے کہا اور چاہے اب تک مجھے ثقیف کے بارے میں اجازت نہ ملی ہو۔ خولیہ آپ کے پاس سے چلی آئیں اور پھر انہوں نے یہ بات عمرؓ بن الخطاب سے بیان کی۔ عمرؓ رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ صلعم خولیہ نے یہ بات مجھ سے کہی ہے، اس کی کیا اصلیت ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے میں نے ان سے یہی کہا۔ عمرؓ نے پوچھا کیا واقعی آپ کو ثقیف کے بارے میں اجازت نہیں ملی۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ عمرؓ نے کہا تو کیا میں لوگوں میں کوچ کا اعلان نہ کر دوں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ چنانچہ عمرؓ نے تمام لوگوں میں کوچ کی منادی کرا دی۔

عیینیہ بن حصن

جب سب چل کھڑے ہوئے سعید بن عبید بن اُسید بن ابی عمرو بن علاج الثقفی نے بلند آواز سے کہا "مگر ہم اپنی جگہ قائم ہیں" اس پر عیینیہ بن حصن نے کہا ہاں بے شک اور عزت اور آبرو کے ساتھ۔ اس پر کسی مسلمان نے کہا عیینیہ اللہ تجھے برباد کر دے تم مشرکوں کی اس لئے تعریف کر رہے ہو کہ انہوں نے رسول اللہ صلعم کی مقاومت کی حالانکہ تم تو رسول اللہ صلعم کی حمایت میں لڑنے آئے ہو۔ عیینیہ نے کہا بخدا میں ہرگز تمہارے ساتھ ثقیف سے لڑنے نہیں آیا تھا بلکہ میرے آنے کی غرض اتنی تھی کہ اگر محمدؐ طائف فتح کر لیں تو مجھے ایک جاریہ مل جائے

جس سے مجامعت کروں اور اس کے بطن سے بہادر لڑکا پیدا ہو، کیونکہ یہ قبیلہ بڑا اکڑوا اور بہادر ہے۔

طائف میں صحابۂ رسول میں سے بارہ اشخاص شہید ہوئے ان میں سات قریشی ایک بنی لیث کے اور چار انصاری تھے۔

حضرت محمدؐ کا جعرانہ میں قیام

طائف سے پلٹ کر آپ دخنا ہوتے ہوئے تمام مسلمانوں کے ساتھ جعرانہ آئے۔ آپ نے طائف جانے سے پہلے ہی ہوازن کے قیدیوں کو جعرانہ بھیج دیا تھا اور وہ یہیں مقید تھے اب آپ کے اس مرتبہ کے جعرانہ کے قیام میں ہوازن کے وفد آپ کی خدمت میں آئے۔ ہوازن کی عورتوں اور بچوں کی ایک بڑی تعداد قید تھی۔ چھ ہزار اونٹ اور بے شمار بھیڑ بکریاں مال غنیمت میں دستیاب ہوئی تھیں۔

اسیران غزوہ حنین

عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ جعرانہ میں ہوازن کے وفد رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ اب اسلام لا چکے تھے انہوں نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ ہم ایک شریف خاندان اور قبیلہ والے ہیں جو مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے وہ آپ پر روشن ہے آپ ہم پر احسان کریں اللہ آپ پر احسان کرے گا۔ اس کے بعد ہوازن کے خاندان بنو سعد بن بکر کے جنہوں نے رسول اللہ صلعم کو دودھ پلایا تھا ایک شخص زہیر بن صرد نے جس کی کنیت ابو صرد تھی کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ صلعم قیدیوں کے ان احاطوں میں آپ کی پھپیاں، خالائیں اور وہ دایائیں ہیں جو آپ کی پرورش کرتی تھیں۔ اگر ہم نے حارث بن ابی شمر یا نعمان بن المنذر کو دودھ پلایا ہوتا اور پھر ہم پر یہ مصیبت پڑتی جو آپ کی وجہ سے پڑی ہے تو ہم کو ان کے احسان اور مہربانی کی پوری اُمید ہوتی اور آپ تو بہتر کفیل ہیں اور پھر چند شعر پڑھے جن میں سے دو نقل کئے جاتے ہیں:

امنن علینا یا رسول اللہ فی کرم — فانک المرء نرجوہ و ننتظر

امنن علی بیضۃ اعتاقھا قدر — ممزق شملھا فی دھرھا غیر

(ترجمہ) یا رسول اللہ آپ ہم پر کرم کریں اور احسان کریں کیونکہ آپ ہی سے ہماری تمام توقعات وابستہ ہیں، آپ ایسے خاندان پر احسان کریں جس کی آزادی آپ کے دست قدرت میں ہے اور جو اس وقت سخت پریشان حال اور بدبختی زدہ ہے۔

اسیران حنین کی رہائی

رسول اللہ صلعم نے ان سے پوچھا اپنے بیوی بچے تم کو زیادہ محبوب ہیں

یا مال۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلعم آپ نے ہماری آبرو اور ہمارے مال میں ہمیں اختیار دیا ہے آپ ہمارے اہل و عیال ہمیں واپس دے دیں وہ ہمیں زیادہ محبوب ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا جو میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصے میں آئے ہیں وہ میں تم کو دیئے دیتا ہوں اور جب میں جماعت کو نماز پڑھا چکوں تم اس وقت کہنا کہ ہم اپنے اہل و عیال کے بارے میں تمام مسلمانوں کی خدمت میں رسول اللہ صلعم کی سفارش کے اور خود رسول اللہ صلعم کی خدمت میں تمام مسلمانوں کی سفارش کے طلب گار ہیں۔ جب تم ایسا کہو گے اس وقت میں خود تمہارے اہل و عیال واپس دے دوں گا۔ اور مسلمانوں سے تمہاری سفارش کروں گا۔ رسول اللہ صلعم جب نماز ظہر جماعت کے ساتھ پڑھ چکے ہوازن کے نمائندوں نے کھڑے ہو کر رسول اللہ صلعم کے مشورے کے مطابق درخواست کی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصے میں آئے ہیں وہ میں تم کو واپس دیتا ہوں۔ مہاجرین نے کہا جو ہمارے حصے میں آئے ہیں وہ ہم نے رسول اللہ صلعم کو دیئے۔ انصار نے کہا اور جو ہمارے حصے کے ہیں وہ ہم نے رسول اللہ صلعم کو دیئے۔ اقرع بن حابس نے کہا مگر جو میرے اور بنی تمیم کے حصے میں آئیں وہ ہم نہیں دیتے۔ عیینہ بن حصن نے کہا اور جو میرے اور بنی فزارہ کے حصے میں ہوں ان کو ہم نہیں دیتے۔ عباس بن مرداس نے کہا اور میں اور بنی سلیم بھی اپنا حق نہیں چھوڑتے۔ اس پر خود بنو سلیم نے کہا مگر جو ہمارا ہے اسے ہم رسول اللہ صلعم کو دیتے ہیں۔ عباس نے بنو سلیم سے کہا کہ تم نے میری توہین کی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اچھا ان قیدیوں میں جو شخص اپنا حصہ لینا ہی چاہتا ہے اسے ہر انسان کے عوض میں چھ حصے مال کے دیئے جائیں گے لہٰذا تم سب ان کے اہل و عیال ان کو واپس دے دو۔

ابو وجزہ یزید بن عبید السعدی سے مروی ہے کہ حنین کے قیدیوں میں سے رسول اللہ صلعم نے ایک جاریہ ریطہ بنت ہلال بن حیان بن عمیرہ بن ہلال بن ناصرہ بن قصیتہ بن نصر بن سعد بن بکر علی بن ابی طالب کو دی تھی اور ایک جاریہ زینب بنت حیان بن عمرو بن حیان عثمانؓ بن عفان کو دی تھی اور ایک جاریہ عمرؓ بن الخطاب کو دی تھی جو انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ کو دے دی۔

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہوازن کے قیدیوں میں سے ایک باندی عمرؓ بن الخطاب کو دی وہ انہوں نے مجھے دے دی میں نے اسے بنی جمح میں بھیج دیا جو میرے ننھیالی رشتہ دار تھے تاکہ وہ اسے میرے لئے سنوار دیں اور میں اس اثنا میں بیت اللہ کا طواف کروں اور پھر اسے ساتھ لے لوں۔ میں طواف سے فارغ ہو کر جب مسجد سے نکلا

میں نے لوگوں کو تیزی سے جاتا ہوا دیکھا، میں نے پوچھا کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلعم نے ہمارے اہل وعیال ہمیں واپس دے دیئے ہیں۔ میں نے کہا تمہاری ایک عورت یہاں بنی جمج میں موجود ہے جاؤ اور اسے لے لو۔ وہ وہاں گئے اور اس عورت کو لے لیا۔

مال غنیمت میں عینیہ بن حصن کا حصہ

عینیہ بن حصن نے ہوازن کی بڑھیوں میں سے ایک بڑھیا کو اپنے قبضے میں کیا اور اسے لیتے وقت کہا کہ یہ بڑھیا نظر آرہی ہے اسے لینا چاہیئے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قبیلے کے اشراف میں ہوگی اور اس کا فدیہ شاید زیادہ مل سکے جب رسول اللہ صلعم نے حکم دیا کہ تمام قیدی چھ چھ مال کے عوض میں واپس دیئے جائیں عینیہ نے اس کے واپس کرنے سے انکار کیا۔ زہیر ابو صرد نے اس سے کہا کہ اسے دے ہی دو اس میں کیا رکھا ہے نہ اس کے منہ میں دانت ہیں اور نہ پیٹ میں آنت ہے نہ یہ جوان ہے نہ اس کی چھاتیاں ابھری ہوئی ہیں نہ اسے ولادت اور بچے کی رضاعت کی قابلیت ہے اور نہ اس کے خاوند کا پتہ ہے۔ زہیر کے اس مقولہ کے بعد عینیہ نے اس عورت کو چھ حصوں کے عوض میں واپس دے دیا۔ ایک مرتبہ عینیہ کی اقرع بن حابس سے ملاقات ہوئی اقرع نے اس سے شکایت کی کہ وہ نہ کنواری نادان تھی اور نہ ادھیڑ فربہ اندام تھی کہ تم اس پر قبضہ کرتے۔

مالک بن عوف کا قبول اسلام

ہوازن کے وفد سے رسول اللہ صلعم نے مالک بن عوف کو دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے انہوں نے کہا کہ وہ ثقیف کے ساتھ طائف میں ہے آپ نے ان سے کہا کہ مالک سے کہہ دو کہ اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آ جائے تو میں اس کے اہل وعیال گھر بار اور مال کو اسے واپس دے دوں گا اور سو اونٹ بھی دوں گا۔ مالک کو اس کی اطلاع ہوئی وہ طائف سے نکل کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آ گیا۔

مالک کو یہ اندیشہ ہوا کہ اگر ثقیف کو رسول اللہ صلعم کے اس وعدے کا علم ہو گیا وہ اسے روک لیں گے اور نہ جانے دیں گے اس لیئے اس نے ایک خاص مقام پر اپنی سواری کو تیار رکھنے کا حکم دیا اور گھوڑے کو طائف میں طلب کیا۔ یہ رات کے وقت اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر تیزی سے وہاں سے نکل آیا اور پھر اس مقام پر آیا جہاں اس نے اپنی دوسری سواری کے تیار رکھنے کا انتظام کیا تھا اور پھر اس پر سوار ہو کر جعرانہ یا مکے میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے اس کے اہل وعیال اور مال کو اسے واپس دے دیا اور سو اونٹ اور دیئے۔ وہ اسلام لے آیا اور پکا مومن ہو گیا۔ رسول اللہ صلعم نے اسے اس کی قوم اور طائف کے نواح کے قبائل ثمالہ، سلمہ اور فہم کے ان لوگوں کا جو اسلام لے آئے تھے عامل مقرر کر کے بھیج دیا یہ ان مسلمانوں کے ساتھ ثقیف سے لڑتے

تھے ان کا جو گلہ باہر نکلتا تھا اس پر غارت گری کرتے تھے اس طرح انہوں نے ثقیف کو تنگ کر دیا اس پر ابو محجن بن حبیب بن عمرو بن عمیر الثقفی نے اس کی بدعہدی کی شکایت میں چند شعر بھی کہے۔

مال غنیمت تقسیم کرنے پر اصرار

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ حنین کے قیدیوں کو ان کے وارثوں کے سپرد کرنے کے بعد رسول اللہ صلعم سوار ہو گئے لوگ آپ کے پیچھے پڑ گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلعم آپ ہمارے مال غنیمت کے اونٹ اور بکریاں تو ہم میں تقسیم کر دیجیے۔ ان کی یورش نے آپ کو ایک جھاڑی کے قریب کر دیا جس سے الجھ کر آپ کی چادر جسم پر سے اتر گئی۔ آپ نے لوگوں سے کہا اے لوگو میری چادر تو مجھے دے دو۔ بخدا اگر میرے پاس اتنے اونٹ ہوتے جتنے تہامہ میں درخت ہیں تو میں ان سب کو تم میں تقسیم کر دیتا تب شاید تم مجھے بخیل، بزدل اور جھوٹا نہ سمجھو اس کے بعد آپ اپنے اونٹ کے پاس آئے اور آپ نے اس کے کوہان میں سے ایک مشت بال انگلیوں میں لیے ان کو لوگوں کو دکھا کر فرمایا اے لوگو بخدا تمہاری غنیمت اور اس پشم کے مٹھے میں میرا صرف پانچواں حصہ ہے وہ میں تم کو دیئے دیتا ہوں لہٰذا سوئی اور تاگا واپس دے دو، قیامت کے دن گھنڈی تکمے بھی اپنے مالک کے لیے رسوائی اور عذاب جہنم کا باعث ہوں گے۔ آپ کی اس تقریر کو سن کر ایک انصاری اون کی ایک گٹھڑی آپ کے پاس لے کر آئے اور کہا میں نے یہ اپنے اونٹ کی زین کے لئے جس کی پشت پر زخم ہے اٹھائی تھی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اس میں جس قدر میرا حصہ ہے وہ میں تم کو دیتا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ جب آپ کا ایثار اس حد تک ہے تو مجھے اس کی قطعی ضرورت نہیں میں نہیں لیتا اور پھر انہوں نے اسے اپنے ہاتھ سے نیچے ڈال دیا۔

مال غنیمت کی تقسیم

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے قبائل کے عمائد اور اشراف کو ان کی تالیف قلوب کے لئے عطا دی۔ آپ نے ابو سفیان بن حرب کو سو اونٹ دیئے۔ ان کے بیٹے معاویہ کو سو اونٹ دیئے، حکیم بن حزام کو سو اونٹ دیئے، بنی عبداللہ کے نضیر بن الحارث بن کلدہ بن علقمہ کو سو اونٹ دیئے، علاء بن حارثہ الثقفی بنی زہرہ کے حلیف کو سو اونٹ دیئے، حارث بن ہشام کو سو اونٹ دیئے، صفوان بن امیہ کو سو اونٹ دیئے، سہیل بن عمرو کو سو اونٹ اور حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس کو سو، عیینہ بن حصن کو سو، اقرع بن حابس التمیمی کو سو اور مالک بن عوف النصری کو سو اونٹ دیئے۔ متذکرہ بالا اصحاب کو سو سو اونٹ دیئے، ان کے علاوہ قریش کے مخرمہ بن نوفل بن اہیب الزہری، عمیر بن وہب الجمحی اور بنی عامر بن لوی کے ہشام بن عمرو کو سو سے کم دیئے صحیح تعداد تو معلوم نہیں مگر اتنا یقینی معلوم ہے کہ ان کی تعداد سو سے

کم تھی، سعید بن یربوع بن عنکشہ بن عامر بن مخزوم اور سہمی کو پچاس پچاس دیئے، عباس بن مرداس السلمی کو چند اونٹ دیئے جس سے وہ ناراض ہوگیا اور اس نے اس کی شکایت میں چند شعر کہے۔ رسول اللہ صلعم کو جب اس کی اطلاع ہوئی آپ نے صحابہ سے فرمایا جاؤ اور اس کی زبان بند کر دو۔ آپ نے اس بنا پر اسے اور اونٹ دے دیئے اور اس طرح اس کا منہ بند ہوگیا جیسا رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا تھا۔

حضرت جعیل بن سراقہؓ

محمد بن ابراہیم بن الحارث سے مروی ہے کہ صحابہ میں سے کسی صاحب نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ آپ نے عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کو سو سو اونٹ دیئے اور جعیل بن سراقہ الضمری کو کچھ نہ دیا۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جعیل بن سراقہ، عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس ایسے تمام رُوئے زمین کے عمائد سے بہتر ہیں مگر بات یہ ہے کہ اس عطا سے میں نے ان کی تالیف قلوب کی ہے کہ وہ دونوں مسلمان ہو جائیں اور جعیل بن سراقہ کے لیے میں ان کے اسلام کی نعمت کو بہتر سمجھتا ہوں اسی لیے میں نے ان کو چھوڑ دیا۔

مال غنیمت کی تقسیم پر اعتراض

ابو القاسم، عبداللہ بن الحارث بن نوفل کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ میں اور تلید بن کلاب اللیثی اپنے مقام سے چل کر عبداللہ بن عمرو بن العاص سے ملنے گئے وہ اس وقت اپنے جوتے ہاتھ میں اُٹھائے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ ہم نے ان سے پوچھا کیا آپ اس وقت رسول اللہ صلعم کی خدمت میں تھے جب کہ حنین میں تمیمی نے آپ سے عطا کے متعلق گفتگو کی تھی، انہوں نے کہا ہاں، بنی تمیم کا ایک شخص ذوی الخویصرہ رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور کھڑا رہا، آپ اس وقت لوگوں کو عطا دے رہے تھے۔ اس نے کہا اے محمدؐ آج جو کچھ آپ نے کیا ہے میں نے اسے دیکھا۔ رسول اللہ صلعم نے پوچھا پھر کیا دیکھا، اس نے کہا آپ نے عدل نہیں کیا۔ رسول اللہ صلعم کو غصہ آگیا، آپ نے فرمایا مرد خدا اگر میرے یہاں عدل نہیں ہے تو پھر کہاں ہوگا۔ عمرؓ بن الخطاب نے کہا یا رسول اللہ صلعم اجازت ہو تو اسے قتل کر دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں اسے چھوڑ دو ممکن ہے کہ اس کے ساتھ اور لوگ بھی ہوں اور وہ اس طرح دین میں نکتہ چینی کر سکیں اور برگشتہ ہو جائیں اور تیر کی طرح دین سے نکل جائیں جس کی واپسی پھر ممکن نہیں کیونکہ جب تیر چلے سے نکلتا ہے تو پھر وہ کہیں نشانے کے علاوہ نظر نہیں پڑتا۔

ابو جعفر محمد بن علی بن حسینؓ سے بھی یہ واقعہ اسی طرح مروی ہے کہ انہوں نے اس قائل کا نام

ذوالخویصرۃ التمیمی بیان کیا ہے۔

ابوسعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم سے یہ بات ذی الخویصرہ نے اس مال کو تقسیم کے وقت کہی تھی جو علیؓ نے آپ کی خدمت میں یمن سے ارسال کیا تھا اور آپ نے اسے بہت سے لوگوں میں جن میں عینیہ بن حصن، اقرع اور زید الخیل بھی تھے تقسیم کیا۔

ایک کوڑے کا معاوضہ

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے جو حنین میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ شریک تھے مجھ سے بیان کیا کہ میں اپنی اونٹنی پر رسول اللہ صلعم کے پہلو میں سوار چلا جا رہا تھا میرے پاؤں میں ایک بھاری اور مضبوط جوتا تھا میری اونٹنی رسول اللہ صلعم کی اونٹنی سے ٹکرائی اور میرا جوتا آپ کی پنڈلی میں لگ گیا جس سے آپ کو تکلیف ہوئی۔ آپ نے میرے میرے پیروں پر کوڑا مارا اور فرمایا کہ تم نے مجھے تکلیف پہنچائی پیچھے رہو۔ میں نے اپنی اونٹنی روک لی۔ دوسرے دن رسول اللہ صلعم نے مجھے طلب کیا میں نے دل میں کہا کہ ضرور کل کے واقعے کی وجہ سے مجھے بلایا ہے۔ میں ڈرتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کل تمہارا جوتا میرے پاؤں پڑ گیا تھا اس سے مجھے تکلیف ہوئی میں نے تمہارے پاؤں پر کوڑا مارا، اب میں نے تم کو اس لئے بلایا ہے کہ اس مار کا عوض دوں۔ چنانچہ آپ نے ایک کوڑے کے عوض میں اسّی بھیڑیں عطا فرمائیں۔

حضرت سعدؓ بن عبادہ

ابوسعید الخدری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے قریش اور دوسرے قبائل میں وہ عطا تقسیم کی جس کا ذکر آ چکا ہے اور انصار کو اس میں سے کچھ نہیں دیا وہ اپنے دل میں اس سے سخت ملول ہوئے اور اس پر چہ میگوئیاں کرنے لگے کسی نے یہ کہا کہ بخدا رسول اللہ صلعم اپنی قوم سے مل گئے ہیں۔ سعد بن عبادہ آپ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ صلعم یہ جماعت انصار آپ کے اس طرزِ عمل سے کبیدہ خاطر ہے کہ آپ نے اس مال غنیمت کو صرف اپنی قوم میں تقسیم کر دیا اور دوسرے قبائل عرب میں بھی بڑے بڑے عطیے تقسیم کئے مگر قبیلہ انصار کو اس میں سے کچھ بھی نہیں ملا۔ رسول اللہ صلعم نے پوچھا تمہارا اپنا خیال کیا ہے۔ سعد نے کہا یا رسول اللہ صلعم میں بھی اپنی قوم کا ہمنوا ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنی تمام قوم کو اس احاطے میں بلا لاؤ۔ سعدؓ جا کر اپنی قوم کو اسی احاطے میں بلا لائے، دوسرے مہاجرین بھی وہاں آئے، سعدؓ نے ان کو نہ روکا وہ اندر چلے گئے اور لوگ آئے ان کو سعدؓ نے اندر جانے سے روک دیا۔ جب سب جمع ہو گئے

رسول اللہؐ کا انصار کو خطبہ

سعدؓ نے رسول اللہ صلعم کو جا کر اس کی اطلاع کی آپ وہاں تشریف لائے اور آپ نے اللہ کی شایانِ شان حمد و ثنا کے بعد فرمایا تمہاری

اس بات کا کیا مطلب ہے جس کی اطلاع مجھے ملی ہے اور تم کیوں اپنے دل میں رنجیدہ ہو۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ جب میں تمہارے پاس آیا تم گمراہ تھے اللہ نے تم کو ہدایت کی، تم غریب تھے اللہ نے تم کو غنی کر دیا، تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تم کو ایک دوسرے کا دوست بنا دیا۔ انصار نے کہا بے شک آپ صحیح فرماتے ہیں یہ اللہ اور اس کے رسول کا احسان اور فضل ہے۔ رسول اللہ صلعم نے پھر کہا تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے۔ انصار نے کہا ہم کیا جواب دیں یا رسول اللہؐ، اللہ اور اس کے رسولؐ کا ہم پر بڑا احسان اور فضل ہُوا ہے۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں اگر تم چاہو تو جواب دے سکتے ہو اور اس جواب میں تم سچے ہو گے اور میں بھی تمہاری تصدیق کروں گا، تم مجھے یہ جواب دے سکتے ہو کہ آپ ہمارے پاس آئے جب کہ اوروں نے آپ کی تکذیب کی تھی ہم نے آپ کی رسالت کی تصدیق کی، آپ کو سب نے چھوڑ دیا تھا ہم نے آپ کی مدد کی، آپ اپنے گھر سے نکال دیئے گئے تھے ہم نے آپ کو پناہ دی، آپ ضرورت مند تھے ہم نے آپ کی اعانت کی۔ اے گروہ انصار! دنیا کی ایک حقیر شے کے لئے تم مجھ سے کبیدہ خاطر ہو گئے۔ میں نے اس مال سے بعض لوگوں کی تالیف قلوب کرنا چاہی ہے تاکہ وہ مسلمان ہو جائیں اور تم کو میں نے تمہارے اسلام کے سپرد کر دیا۔ اے گروہ انصار کیا تم اسے پسند نہیں کرتے کہ اور لوگ بکریاں اور اونٹ لے جائیں اور تم رسول اللہؐ کو اپنے گھر لے جاؤ، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک فرد ہوتا، اگر تمام دنیا ایک راستہ جاتی اور انصار دوسری راہ جاتے تو میں انصار کا راستہ اختیار کرتا، اے اللہ تو انصار پر رحم فرما اور ان کی اولاد پر اپنی رحمت نازل کر اور ان کی اولاد کی اولاد پر اپنی رحمت مبذول کر۔ یہ سُن کر تمام لوگ اس قدر روئے کہ ان کی ڈاڑھیاں اشکوں سے تر ہو گئیں اور انصار نے کہا کہ ہم اس بات پر بالکل راضی ہیں کہ رسول اللہ صلعم ہمارے حصے میں آئے۔ اس کے بعد آپ وہاں سے چلے آئے اور سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

حضرت عتابؓ بن اسید کی نیابت

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم جعرانہ سے عُمرہ کی نیت سے مکہ آئے آپ نے بقیہ مال غنیمت کو مجنہ میں، جو مرالظہران کے قریب واقع ہے محفوظ کرا دیا۔ عُمرہ سے فارغ ہو کر آپ مدینہ واپس چلے۔ عتاب بن اُسید کو آپ نے مکہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور ان کے ساتھ معاذ بن جبل کو بھی مکہ میں چھوڑا تا کہ وہ لوگوں کو مذہب اسلام اور قرآن کی تعلیم دیں، بقیہ مال غنیمت آپ کے ساتھ مدینہ روانہ ہُوا۔ ذی القعدہ میں آپ نے یہ عُمرہ کیا تھا۔ ذی القعدہ یا ذی الحج میں آپ مدینہ آ گئے۔ اس سال عربوں کے قدیم طریقے پر حج ہُوا، اور مسلمانوں نے اس ۸ھ ہجری میں عتاب بن اُسید کی امارت میں حج کیا۔

اہل طائف رسول اللہ صلعم کی ان کے یہاں سے ذی القعدہ میں مراجعت سے لے کر رمضان ۹ سنہ ہجری تک بدستور طائف میں اپنے شرک پر قائم رہے اور مخالفت پر جمے رہے۔

واقدی کہتا ہے کہ جب جعرانہ میں رسول اللہ صلعم نے مال غنیمت کو مسلمانوں میں تقسیم کیا تو ہر شخص کے حصے میں چار اونٹ اور چالیس بکریاں آئیں، جو سوار تھے انہوں نے اپنے گھوڑے کا بھی ایک حصہ لیا اس سفر سے آپ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں چند راتیں باقی تھیں مدینہ آئے۔

اس سال رسول اللہ صلعم نے قبیلۂ ازد کے جیفر اور عمرو جلندی کے بیٹوں کے پاس عمرو بن العاص کو صدقے کی تحصیل کے لئے روانہ کیا۔ ان دونوں نے عمرو بن العاص کو صدقے کی تحصیل کی اجازت دے دی۔ عمرو نے وہاں کے دولت مندوں سے زکوٰۃ لی اور اسے وہیں کے محتاجوں میں تقسیم کر دیا۔ عمرو بن العاص نے وہاں کے مجوسیوں سے جزیہ لیا، یہ شہری تھے اور عرب دیہاتی تھے۔

اس سال رسول اللہ صلعم نے فاطمہ بنت الضحاک بن سفیان الکلابیہ سے نکاح کیا۔ جب اسے آخرت اور دنیا میں اختیار دیا گیا اس نے دنیا کو ترجیح دی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس نے رسول اللہ صلعم سے پناہ مانگی، اس لئے آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ ابو خیرۃ السعدی سے مروی ہے کہ عورت سے آپ نے ذی القعدہ میں نکاح کیا تھا۔

حضرت ابراہیمؓ کی ولادت

اس سال ذی الحجہ میں ماریہؓ کے بطن سے ابراہیمؓ پیدا ہوئے۔ رسول اللہ صلعم نے ان کو دودھ پلانے کے لئے اُم بردہ بنت المنذر بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار کے حوالے کر دیا۔ ان کے شوہر براء بن اوس بن خالد بن الجعد بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن عدی بن النجار تھے۔ اس ولادت کے موقع پر ماریہؓ کی دائی سلمیٰ رسول اللہ صلعم کی آزاد کردہ باندی تھیں۔ بچے کی ولادت کے بعد وہ گھر سے نکل کر باہر ابو رافع کے پاس آئیں اور لڑکے کی ولادت کی ان کو اطلاع دی۔ ابو رافع نے رسول اللہ صلعم کو جا کر اس کی بشارت دی۔ آپ نے ان کو ایک غلام عطا فرمایا۔ حضرت ماریہؓ کو جب اللہ نے رسول اللہ صلعم کی صُلب سے فرزند عطا فرمایا آپ کی دوسری بیویوں کو اس پر سخت رشک اور حسد ہوا +

باب ۱۷

غزوۂ تبوک ۹ھ

بنی اسد کا وفد

اس سال بنی اسد کا وفد اسلام لانے کے لئے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلعم قبل اس کے کہ آپ کسی کو ہمارے پاس بھیجتے ہم خود ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ان کے اس قول پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم (ترجمہ) وہ تم پر اس بات کا احسان دھرتے ہیں کہ اسلام لے آئے، تم کہہ دو کہ تم لوگ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان مت جتاؤ)

اس سال ربیع الاول میں بلی کا وفد مدینہ آیا اور وہ رُویفع بن ثابت البلوی کے پاس مہمان ہوئے۔

اس سال لخم کے داریین کا وفد جس میں دس آدمی تھے مدینہ آیا۔

عروہ بن مسعود الثقفی کا قبول اسلام

واقدی کے قول کے مطابق اس سال عروہ بن مسعود الثقفی مسلمان ہو کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے۔ اس کے متعلق محمد بن اسحٰق کی روایت یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم جب اہل طائف کے مقابلے سے واپس ہوئے۔ عروہ بن مسعود بن معتب آپ کے پاس آنے کے لئے آپ کے پیچھے چلے۔ رسول اللہ صلعم کے مدینہ پہنچنے سے قبل وہ آپ سے آملے اسلام لائے اور انہوں نے رسول اللہ صلعم سے درخواست کی کہ آپ مجھے میری قوم کے پاس اشاعت اسلام کے لئے جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ وہ تم کو قتل کر دیں گے آپ کو ان کی مقاومت سے جو انہوں نے محاصرے کی حالت میں آپ کے مقابلے میں ظاہر کی تھی معلوم ہو چکا تھا کہ وہ بہت ہی مغرور ہیں اور اس لئے ان کی بات پر کان نہ دھریں گے۔ عروہ نے کہا یا رسول اللہ وہ اپنی جوان عورتوں سے زیادہ مجھے محبوب رکھتے ہیں اور واقعہ بھی یہ تھا کہ عروہ اپنی قوم میں بہت ہی محبوب اور ذی اثر آدمی تھے سب ان کی بات مانتے تھے۔

حضرت عروہ کی شہادت

عروہؓ اپنی قوم کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے مدینہ سے چلے ان کو خیال تھا کہ چونکہ وہ ان کی بہت تعظیم و تکریم کرتے ہیں اس لئے اس باب میں اُن کی مخالفت نہ ہوگی، مگر جب یہ اپنی قوم کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے اپنے کوٹھے پر سب کے سامنے برآمد ہوئے اور انہوں نے اپنے بھی مسلمان ہو جانے کا اعلان کیا۔ اُن کی قوم نے ہر سمت سے اُن پر تیر چلائے ایک تیر اُن کے لگا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ اس کے متعلق بنی مالک مدعی ہیں کہ یہ تیر اُن کے ہم قوم بنی سالم بن مالک کے ایک شخص اوس بن عوف نے پھینکا تھا اور احلاف مدعی ہیں کہ اُن کے ایک ہم قوم بنی عتاب بن مالک کے وہب بن جابر نے یہ تیر چلایا تھا۔ مرتے وقت عروہؓ سے کسی نے کہا اپنے قتل کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ انہوں نے کہا تو میری بڑی عزت اور کرامت ہے کہ اللہ نے مجھے شہادت عطا فرمائی میرے ساتھ وہی کیا جائے جو رسول اللہ صلعم کے اُن صحابہؓ کے ساتھ کیا گیا ہے جو یہاں تمہارے مقابلہ میں شہید ہوئے مجھے بھی اُن کے پاس دفن کر دو چنانچہ عروہؓ کو اور مسلمان شہداء کے پاس دفن کر دیا گیا۔ اربابِ سیر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ عروہؓ کی مثال اُن کی قوم میں وہی ہے جو ان صاحب کی جن کا ذکر سورۂ یٰسین میں آیا ہے اپنی قوم میں ہوئی۔

عمرو بن اُمیہ اور عبد یالیل

اس سال رمضان میں اہل طائف کا وفد رسول اللہ صلعم کے پاس آیا۔ محمد بن اسحٰق کی روایت ہے کہ عروہؓ کے قتل کے چند ماہ بعد اہل طائف نے باہم طے کیا کہ ہم میں اُن تمام عربوں سے جو ہمارے گرد آباد ہیں لڑنے کی طاقت نہیں ہے، یہ عرب پہلے سے اسلام لا کر بیعت کر چکے تھے اس کے لئے بنی علاج کا عمرو بن اُمیہ عرب کا مشہور زیرک اور چالاک شخص جو عبد یالیل بن عمرو سے باہمی عداوت کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے قطع تعلق کر چکا تھا خود عبد یالیل بن عمرو کے پاس گیا۔ اس کے دروازے پہنچا اور پھر کسی سے کہا کہ جا کر اطلاع کرو کہ عمرو بن اُمیہ ملاقات کے لئے آیا ہے باہر آؤ۔ عبد یالیل نے فرستادے سے کہا کیا واقعی عمرو نے تم کو بھیجا ہے، اُس نے کہا جی ہاں اور وہ آپ کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ عبد یالیل نے کہا مجھے تو کبھی اس بات کا وہم و گمان بھی نہ تھا کہ عمرو جیسا خود دار اور باوقار شخص کبھی خود میرے یہاں آئے گا، بہر حال عبد یالیل نے اسے دیکھ کر خوش آمدید کہا، عمرو نے کہا کہ معاملہ ایسا اہم درپیش ہے کہ اس کی وجہ سے قطع تعلق کو بالائے طاق رکھنا پڑا۔ محمدؐ کی طاقت و شوکت جس قدر بڑھ گئی ہے وہ ظاہر ہے تمام عرب اسلام لا چکے ہیں، تم میں اُن سب سے لڑنے کی طاقت نہیں اب اپنی حالت پر غور کر لو۔

بنی ثقیف کا وفد

اس بات کا بنی ثقیف پر یہ اثر ہوا کہ وہ باہم مشورے کے لئے جمع ہوئے۔ کسی نے کہا دیکھو ہماری یہ حالت ہے کہ ہماری جان اور ہمارا مال ہر وقت خطرے میں ہے۔ ہمارے جو مویشی چرنے کے لئے جاتے ہیں اُن کو لوٹ لیا جاتا ہے جو شخص باہر جاتا ہے وہ ہلاک ہو

جاتا ہے، اس پر باہمی مشورے سے یہ طے پایا کہ عروہؓ کی طرح کسی کو رسول اللہ صلعم کے پاس مصالحت کے لئے بھیجا جائے۔ سب نے عبدیالیل بن عمرو بن عمیر سے جو عروہ کا ہم سن تھا درخواست کی کہ تم اس کام کے لئے جاؤ، اُس نے اس خوف سے کہ جب وہ ان کے پاس واپس آئے گا اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے گا جو عروہ کے ساتھ کیا گیا ہے اس کام پر جانے سے انکار کیا اور کہا کہ جب تک میرے ساتھ اور لوگ بھی نہ بھیجے جائیں میں تنہا نہیں جاؤں گا، چنانچہ یہ طے پایا کہ اس کے ہمراہ احلاف کے دو شخص اور تین شخص بنی مالک کے مدینہ جائیں۔ اس طرح اس وفد میں چھ آدمی ہو گئے۔ بنی لیسار کا عثمان بن ابی العاص بن لبشر بن عبدد ہمان، بنی سالم میں سے اوس بن عوف، بنی الحارث میں نمیر بن خرشہ بن ربیعہ، احلاف میں سے حکم بن عمرو بن وہب بن معتب اور شرجیل بن غیلان بن سلمہ بن معتب عبدیالیل کے ساتھ ہوئے جو اس جماعت کا نمائندہ اور سردار مقرر کیا گیا تھا یہ ان سب لوگوں کو محض اس وجہ سے اپنے ساتھ لے گیا کہ کہیں اس کے ساتھ بھی واپسی کے بعد وہی سلوک نہ ہو جو عروہؓ کے ساتھ ہوا تھا، مگر جب اُس کے ہمراہ یہ پانچ شخص اور ہوں گے تو یہ لوگ واپسی کے بعد اپنے اپنے خاندان سے نبٹ لیں گے۔

حضرت مغیرہؓ اور حضرت ابوبکرؓ

یہ وفد مدینہ روانہ ہوا، اس کے قریب پہنچ کر یہ جماعت مقام قنات میں فروکش تھی وہاں مغیرہ بن شعبہ سے جو اپنی باری میں حسب دستور صحابہ رسول اللہ صلعم کے اونٹ چرا رہے تھے ان کی ملاقات ہوئی، ان کو دیکھتے ہی مغیرہ فرطِ مسرت میں اونٹوں کو چھوڑ کر اس وفد کے آنے کی بشارت دینے کے لئے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں دوڑے، قبل اس کے کہ مغیرہؓ رسول اللہ صلعم کے پاس پہنچتے ابوبکر الصدیقؓ ان کو مل گئے۔ مغیرہ نے ان کو اطلاع دی کہ بنی ثقیف کا ایک وفد اسلام اور بیعت کی نیت سے آیا ہے مگر وہ چاہتے ہیں کہ اپنی جان، زمین اور املاک کے متعلق رسول اللہ صلعم سے عہد لکھوا لیں، ابوبکرؓ نے مغیرہؓ سے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تاوقتیکہ میں رسول اللہ صلعم سے یہ بات بیان نہ کر دوں تم مجھ سے پہلے اُن کی خدمت میں نہ جانا۔ مغیرہؓ نے یہ بات مان لی اور رُک گئے، ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر بنی ثقیف کے وفد کے آنے کی اطلاع دی، اس کے بعد مغیرہؓ اس وفد کے پاس چلے آئے اور شام کو اونٹ چرا کر اُن کے ہمراہ مدینہ آئے، مغیرہ نے ان کو بتایا کہ تم لوگ رسول اللہ صلعم کو اس طرح سلام کرنا مگر انہوں نے وہی قدیم جاہلیت کا سلام آپ کو کیا، آپ نے اُن کے قیام کے لئے مسجد نبوی کے ایک طرف خیمہ لگوا دیا۔ خالد بن سعید بن العاص نے ان کے اور رسول اللہؐ کے درمیان تکمیل معاہدہ کے لئے سفارت کے فرائض انجام دیئے۔ معاہدہ تیار ہوا خالد بن سعید ہی نے اسے اس وفد اور رسول اللہ صلعم کی موجودگی میں اپنے قلم سے لکھا جب

تک کہ معاہدہ کی تکمیل نہ ہو گئی اور وہ اسلام لا کر بیعت نہ کر چکے اُن کا یہ دستور رہا کہ جو کھانا ان کے لئے رسول اللہ صلعم کے یہاں سے آتا تھا اُسے تا وقتیکہ خالد بن سعید نہ کھائیں ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔

حضرت محمدؐ اور بنی ثقیف میں معاہدہ

اس معاہدہ میں انہوں نے شرط لگی بھی درخواست کی تھی کہ ان کے بُت لات کو تین سال تک نہ توڑا جائے۔ رسول اللہ صلعم نے اس کو منظور نہیں کیا، انہوں نے ایک ایک سال کی مہلت کی درخواست کرنا شروع کی مگر آپ نے کسی بات کو نہیں مانا تب انہوں نے کہا کہ ہماری مراجعت کے چند ماہ تک نہ توڑا جائے اور اس میں بھی ایک ایک ماہ کی کمی کی درخواست کرتے رہے، مگر رسول اللہ صلعم نے کوئی بات نہیں مانی۔ اس درخواست کی وجہ جیسا کہ انہوں نے خود ظاہر کی ہے یہ تھی کہ وہ چاہتے تھے کہ لات سے سردست کوئی تعارض نہ کیا جائے تاکہ وہ اپنے سفہا، عورتوں اور نافہم بچوں کی طرف سے مطمئن رہیں اور جب تک اسلام ان میں راسخ نہ ہو جائے لات کو منہدم کر کے ان کو نہ بھڑکائیں مگر رسول اللہ صلعم نے اس شرط کے ماننے سے قطعی انکار کر دیا اور ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو لات کو توڑنے کے لئے طائف بھیج دیا۔ اس شرط کے علاوہ بنی ثقیف نے رسول اللہ صلعم سے یہ بھی درخواست کی تھی کہ ان کو نماز معاف کر دی جائے اور اپنے ہاتھ سے اپنے اصنام کو توڑنے سے معاف رکھا جائے، رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بتوں کے توڑنے سے میں نے تم کو معاف کیا مگر نماز کسی طرح معاف نہیں کی جا سکتی اس مذہب میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نماز نہیں۔ بنی ثقیف کے وفد نے کہا اگرچہ اس میں ذلت ہے مگر بہر حال ہم نماز کو قبول کرتے ہیں۔

حضرت عثمانؓ بن ابی العاص

جب وہ اسلام لے آئے رسول اللہ صلعم نے معاہدہ تحریر کر دیا اور عثمانؓ بن ابی العاص کو جو اگرچہ ان میں سب سے کم سن تھے اُن کے شرائع اسلام اور قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے شوق و ذوق کی وجہ سے ان کا امیر مقرر فرمایا۔ ابوبکرؓ نے اس بارے میں عثمان کی سفارش کی اور کہا یا رسول اللہ اس تمام جماعت میں یہ نوجوان احکام اسلام اور قرآن کے سیکھنے کا بہت زیادہ دلدادہ اور کوشاں مجھے نظر آیا ہے، اسی وجہ سے آپ نے عثمانؓ کو امیر مقرر کیا۔

بنو ثقیف میں بُت پرستی کا خاتمہ

یہ لوگ رسول اللہ صلعم سے رخصت ہو کر اپنے علاقوں کو واپس ہوئے، رسول اللہ صلعم سفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو اُن کے بُت لات کے توڑنے کے لئے روانہ فرمایا، یہ دونوں بھی وفد کے ساتھ طائف، روانہ ہوئے طائف پہنچ کر مغیرہؓ نے ابوسفیان سے کہا کہ آپ مجھ سے پہلے طائف جائیں۔ انہوں نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ یہ تمہاری قوم ہے تم ان کے پاس جاؤ، خود ابوسفیان ذات الہرم میں اپنی املاک میں ٹھہر گئے، مغیرہ طائف

میں آئے اور کدال لے کر لات کو توڑنے اُس پر چڑھے، اس اثنا میں ان کی قوم والے بنی معتب اُن کی حفاظت کے لئے کہ مبادا عروہ کی طرح کوئی انہیں بھی تیر یا نیزے کا نشانہ بنائے ان کے پاس کھڑے رہے، ثقیف کی عورتیں برہنہ سر لات پر گریہ و بکا کرتی ہوئی گھروں سے نکل آئیں اور اس کا نوحہ پڑھ رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں:

الا ابکین دفاع اسلمها الرضاع لم یحسنوا المصاع

(ترجمہ: ہم اپنے محافظ پر روتے ہیں جسے اُس کے خادموں نے چھوڑ دیا ہے اور انہوں نے اسکی حفاظت میں دادِ مردانگی نہیں دی)

مغیرہ اس پر تیر مار رہے تھے اور کہتے جاتے تھے تیرا بُرا ہو، اُسے توڑ کر انہوں نے اس کے خزانے اور زیور پر قبضہ کر لیا اور اب ابوسفیان کو بلا بھیجا، وہ آئے لات کا تمام مال ایک جگہ جمع تھا۔ طائف بھیجتے وقت رسول اللہ صلعم نے ابوسفیان کو حکم دیا تھا کہ وہ لات کے خزانے سے مسعود کے بیٹے عروہ اور اسود کا قرض ادا کریں۔ چنانچہ ابوسفیان نے حسبِ حکم عمل کر دیا۔ اس سال رسول اللہ صلعم غزوۂ تبوک کے لئے تشریف لے گئے۔

غزوۂ تبوک

مسلمانوں کا زمانۂ عسرت

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ طائف سے واپس آ کر ذی الحجہ سے رجب تک کا زمانہ رسول اللہ صلعم نے مدینہ میں بسر فرمایا اور پھر آپ نے مسلمانوں کو روم سے لڑائی کی تیاری کا حکم دیا۔ اس وقت مسلمان بہت ہی عسرت کی حالت میں تھے، گرمی شدید تھی قحط سالی تھی، میوے کی فصل تیار تھی ہر شخص گرمی کی وجہ سے زیرِ سایہ رہنا چاہتا تھا اس لئے وہ اس زمانے میں جہاد کے لئے نہیں جانا چاہتے تھے بلکہ خواہش مند تھے کہ فصل سے متمتع ہوں اور گرمی راحت سے بسر کریں۔

جد بن قیس

تقریباً ہمیشہ رسول اللہ صلعم کا یہ دستور تھا کہ جب آپ جہاد کے لئے تشریف لے جاتے تو مقام کا نام ظاہر نہ کرتے بلکہ جہاں حملہ مقصود تھا اُس کے علاوہ اور کسی جگہ کا نام بتاتے البتہ اس موقع پر آپ نے بُعدِ سفر قحط سالی اور حریف کی کثرت تعداد کی وجہ سے تبوک کا نام عام طور پر ظاہر کر دیا تاکہ اس سفر کے لئے سب لوگ پوری تیاری کر لیں۔ اس خیال سے آپ نے لوگوں کو تیاریٔ سفر کا حکم دیا اور کہہ دیا کہ میں روم کے مقابلے پر جا رہا ہوں۔ اس لئے باوجود اس پریشانی حالی کے جس میں مسلمان مبتلا تھے اور روم ایسی پرشوکت طاقت کے مقابلے پر جہاد کے لئے جاتے ہوئے دل میں پس و پیش کرتے

تھے۔ وہ آپ کے حکم کی وجہ سے تیاری کرنے لگے، اسی تیاری سفر کے اثنا میں ایک دن آپ نے بنی سلمہ کے جد بن قیس سے کہا کہو جد اس سال رومیوں سے جہاد کے لیے چلتے ہو۔ جد نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ مجھے آپ یہیں قیام کی اجازت دے دیں اور فتنے میں نہ ڈالیں کیونکہ بخدا میری تمام قوم اس بات سے واقف ہے کہ میں عورتوں کا نہایت ہی دلدادہ ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ رومیوں کی عورتوں کو دیکھ کر مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا۔

جہاد سے متعلق آیت قرآنی کا نزول

رسول اللہ صلعم نے اُن کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اچھا میں نے تم کو قیام کی اجازت دی۔ جد بن قیس ہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے ومنھم من یقول ائذن لی ولا تفتنی (آخر آیت تک) یعنی ان کو رومی عورتوں کے فتنے میں پڑنے کے مواقع سے معاف کر دیا جائے حالانکہ یہ ان کا محض بہانہ تھا حقیقت نہ تھی بلکہ اس قول سے وہ اور اس سے بڑھ کر اس فتنے میں مبتلا ہوئے کہ رسول اللہ صلعم کی معیت سے انہوں نے ارادۃً پہلوتہی کی اور اپنی جان کو رسول اللہ صلعم کے مقابلے میں عزیز رکھا اور اسی لیے اللہ تعالیٰ اسی آیت کے سلسلے میں کہتا ہے وان جھنم سے (دوا ئمہ تک اور بے شک اُن لوگوں کے لئے جہنم ہے جو آپ کے پیچھے رہ گئے۔

منافقین کی سرگرمیاں

اس موقع پر کسی منافق نے لوگوں کو جہاد سے روکتے اور دین الٰہی میں شک ڈالنے اور رسول اللہ صلعم کی بات بگاڑنے کے لئے کہا کہ تم اس گرمی میں نہ جاؤ۔ انہیں منافقوں کے متعلق اللہ نے یہ آیت وقالوا لا تنفروا فی الحر قل نار جھنم اشد حرا لو کانوا یفقھون (اور منافقوں نے کہا تم گرمی میں نہ جاؤ، کہہ دو کہ دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے اگر وہ سمجھیں) اپنے قول جزاءً بما کانوا یکسبون (اور یہ سزا اُن کے اعمال کی ہے) تک نازل فرمائی۔

حضرت عثمانؓ کی مالی امداد

رسول اللہ صلعم نے اب بیش از بیش سفر کی تیاری میں کوشش شروع کی آپ نے صحابہ کو بھی مستعدی کے ساتھ جلد تیار ہو جانے کا حکم دیا اور آپ نے دولت مند اصحابؓ کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور سواریوں کی بہم رسانی کی ترغیب دی چنانچہ ان حضرات نے آپ کے ارشاد کی پوری تعمیل کی۔ عثمانؓ بن عفان نے اس موقع پر اس قدر رقم کثیر اللہ کی راہ میں خرچ کی جو کوئی دوسرا نہ کر سکا۔

سات مسلمان جن میں انصاری وغیرہ تھے روتے ہوئے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے، یہ غریب تھے انہوں نے آپ سے سواری کی درخواست کی رسول اللہ صلعم نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں کہ میں تم کو دوں اس لئے وہ آزردہ ہو کر روتے ہوئے آپ کے پاس سے چلے گئے کیونکہ خود اُن کے پاس بھی خرچ کرنے کے لئے کچھ نہ تھا۔

یامین بن عمیر اور عبداللہ بن مغفل

یامین بن عمیر بن کعب النضری اور عبداللہ بن مغفل سے ابو لیلیٰ عبدالرحمن بن کعب کی راستے میں ملاقات ہوئی، یہ دونوں رو رہے تھے۔ ابو لیلیٰ نے پوچھا کیوں روتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلعم کے پاس گئے تھے کہ آپ ہمیں سواری مرحمت فرمائیں مگر وہاں بھی ہمیں کوئی سواری نہیں ملی اور خود ہمارے پاس اتنا نہیں ہے کہ سواری کا بندوبست کر کے آپ کے ساتھ جہاد کے لئے جا سکیں۔ ابو لیلیٰ نے ان کو ایک بارکش اونٹ دیا۔ ان دونوں نے اس پر کجاوہ رکھا، اس کے علاوہ ابو لیلیٰ نے زادِ راہ کے لئے کچھ چھوارے بھی ان کو دیئے اور اس طرح یہ دونوں رسول اللہ صلعم کے ساتھ جہاد کے لئے روانہ ہوئے۔

کچھ اعرابی جہاد سے معذرت خواہی کے لئے آپ کے پاس آئے مگر اللہ عزوجل نے ان کی معذرت قبول نہیں کی، یہ بنی غفار کے عرب تھے، ان میں خفاف بن ایماء بن رحضہ بھی تھے۔

جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے والے مسلمان

رسول اللہ صلعم نے سفر کی تیاری مکمل کر کے روانگی کا ارادہ کر لیا، بعض مسلمانوں کی نیت آپ کے ساتھ جانے سے بدل گئی اور وہ برآمد نہ ہوئے اگرچہ ان کے ایمان میں کچھ شک نہ تھا اور وہ مخلص مسلمان تھے مگر ساتھ نہ ہوئے ان میں بنی سلمہ کے کعب بن مالک بن ابی کعب، بنی عمرو بن عوف کے مرارہ بن الربیع، بنی واقف کے ہلال بن امیہ اور بنی سالم بن عوف کے ابو خیثمہ تھے یہ سچے مسلمان تھے جن کے ایمان میں کچھ شک نہ تھا۔

عبداللہ بن ابی سلول کا فتنہ

مدینہ سے چل کر رسول اللہ صلعم نے ثنیۃ الوداع پر منزل کی عبداللہ بن ابی سلول نے ثنیۃ الوداع کے زیریں میں آپ کے مقابل جبانہ کے کوہ ذباب پر اپنی علیحدہ چھاؤنی ڈالی، اس کی جماعت کسی طرح رسول اللہ صلعم کی جماعت سے کم نہ تھی۔ جب آپ اس مقام سے روانہ ہوئے عبداللہ بن ابی سلول دوسرے منافقوں کے ساتھ ارادۃً پیچھے رہ گیا اور اس نے آپ کا ساتھ نہیں دیا اس کے ساتھ بنی عوف بن الخزرج کا عبداللہ بن ابی۔ بنی عمرو بن عوف کا عبداللہ بن نبتل اور بنی قینقاع کا رفاعہ بن زید بن التابوت وہ منافقوں کے سرغنہ تھے جو ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ فریب اور ریاکاری کرتے رہتے تھے، ان لوگوں کے متعلق اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی لقد ابتغوا الفتنۃ من قبل وقلبوا لک الامور (آخر آیت تک) ترجمہ: اس سے قبل وہ فتنہ برپا کرنا چاہتے تھے اور انہوں نے تمہارے معاملات کو الٹ دیا)۔

حضرت علیؓ بن ابی طالب کی روانگی و مراجعت

رسول اللہ صلعم نے علیؓ بن ابی طالب کو حکم دیا کہ وہ مدینہ میں آپ کے اہل و عیال کی خبر گیری کے لئے قیام کریں اور ساتھ نہ آئیں آپ نے اس موقع پر بنی غفار کے سباع بن عرفطہ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا۔ علیؓ کے قیام مدینہ پر منافقوں نے ان کے متعلق طرح طرح

کی چہ میگوئیاں شروع کیں اور کہا کہ رسول اللہ ان کو نکما سمجھ کر ساتھ نہیں لے گئے۔ جب علیؓ کو منافقوں کی اس بات کا علم ہوا انہوں نے اسلحہ لگائے اور وہ مدینہ سے چل کھڑے ہوئے اور جُرف میں جہاں رسول اللہ صلعم مقیم تھے آپ کے پاس پہنچ گئے۔ علیؓ نے آپ سے کہا یا رسول اللہ، منافق کہتے ہیں آپ نے مجھے دوبھر سمجھا اور اس طرح مجھے مدینہ میں قیام کا حکم دے کر اپنا بوجھ ہلکا کر لیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ میں نے تم کو صرف اپنے اہل و عیال کی نگرانی کی خاطر مدینہ میں قیام کا حکم دیا ہے تم جاؤ اور میرے اور اپنے اہل و عیال میں میری نیابت کرو۔ اے علیؓ کیا تم اس کو اچھا نہیں سمجھتے کہ تم کو میرے پاس وہ درجہ نصیب ہو جو ہارونؑ کو موسیٰؑ کے پاس تھا۔ اگرچہ میرے بعد اب کوئی اور نبی نہیں۔ علیؓ مدینہ چلے آئے اور رسول اللہ صلعم اپنی راہ چلے گئے۔

حضرت ابو خثیمہ

آپ کے جانے کے کئی روز بعد بنی سالم کے ابو خثیمہ ایک دن جبکہ نہایت شدید گرمی تھی اپنے گھر آئے انہوں نے دیکھا کہ ان کی دونوں بیویاں ایک مکان میں اپنے پلنگوں پر بیٹھی ہوئی ہیں اور ہر ایک نے اپنی سیج آراستہ کی ہے، ٹھنڈا پانی اور کھانا اپنے خاوند کے لئے تیار کر رکھا ہے ابو خثیمہ اندر آ کر اس حجرے کے دروازے پر جس میں دونوں کے پلنگ بچھے تھے کھڑے ہو گئے، انہوں نے اپنی بیویوں کو اور اس تیاری کو جو انہوں نے ان کے لئے کی تھی دیکھا اور کہا کہ رسول اللہ صلعم تو دھوپ اور لُو میں سفر کر رہے ہیں اور میں یہاں اس ٹھنڈے سایہ میں جہاں ٹھنڈا پانی اور کھانا تیار ہے اور حسین عورت موجود ہے قیام کروں یہ تو انصاف نہیں ہے پھر انہوں نے اپنی بیویوں سے کہا کہ میں بخدا تمہارے کسی کے بستر پر نہیں آتا میں رسول اللہؐ کے پاس جاتا ہوں تم میرے لئے زادِ راہ تیار کر دو، اُن دونوں نے زادِ راہ مہیا کر دیا۔ ابو خثیمہ نے اپنا اونٹ لیا اُس پر کجاوہ رکھا اور پھر رسول اللہ صلعم کے پاس جانے کے ارادے سے چل کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلعم تبوک میں فروکش تھے کہ ابو خثیمہ آپ کے پاس پہنچ گئے، اثنائے راہ میں ابو خثیمہ کو عمیر بن وہب الجمحی جو رسول اللہؐ کے پاس جا رہے تھے مل گئے، اب دونوں ساتھ ہو گئے، تبوک کے قریب پہنچ کر ابو خثیمہ نے عمیر بن وہب سے کہا میں نے ایک قصور کیا ہے کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ تم ذرا پیچھے ہو تا کہ پہلے میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں باریاب ہو جاؤں عمیر نے اُن کی بات مان لی، ابو خثیمہ آگے بڑھے، رسول اللہ صلعم تبوک میں فروکش تھے جب ابو خثیمہ آپ کے قریب پہنچے لوگوں نے آپ سے کہا یا رسول اللہؐ کوئی شتر سوار آ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا ابو خثیمہ ہوں گے۔ صحابہؓ نے دیکھ کر کہا یا رسول اللہؐ وہ ابو خثیمہ ہیں۔ ابو خثیمہ نے اپنا اونٹ بٹھایا رسول اللہ صلعم کو سلام کیا۔ آپ نے پوچھا کہو خیر ہے۔ ابو خثیمہ نے سارا واقعہ سنایا، آپ نے فرمایا اچھا کیا اور آپ نے اُن کو دعائے خیر دی۔

حجر میں پانی نہ پینے کا حکم

اثنائے راہ میں جب رسول اللہ صلعم حجر آئے آپ نے منزل کی، اس کے کنویں سے لوگوں نے پانی لیا اور جب وہ شام کو فرودگاہ واپس آئے رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ نہ اس کنویں کا پانی پیو اور نہ اس سے وضو کرو بلکہ اس کے پانی سے جو آٹا تم نے گوندھا ہو اُسے اونٹوں کو کھلادو خود اس میں سے ہرگز نہ کھاؤ اور آج شب میں تم میں سے کوئی بغیر کسی کو ساتھ لیئے فرودگاہ سے باہر نہ جائے۔ تمام صحابہ نے آپ کے حکم کی بجاآوری کی، البتہ بنی ساعدہ کے دو شخصوں نے اس ہدایت پر عمل نہیں کیا، ایک صاحب قضائے حاجت کے لیئے گئے اور ایک اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلے۔ جو قضائے حاجت کے لیئے گئے تھے اسی راہ میں ان کو مرض خناق ہوگیا، اور جو اونٹ کی تلاش میں گئے تھے اُن کو تیز ہوا نے اُڑا کر طے کے دونوں پہاڑوں کے درمیان جا پٹکا۔ آپ کو اس کی اطلاع ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے بغیر کسی کو ساتھ لیئے باہر نکلنے کی ممانعت نہیں کردی تھی۔ ان میں سے جو صاحب بیمار ہوگئے تھے ان کے لیئے آپ نے دعا فرمائی وہ اچھے ہوگئے اور دوسرے صاحب جو طےؔ کے پہاڑوں میں جا گرے تھے اُن کو خود بنی طے آپ کی مدینہ میں واپسی کے بعد بلامعاوضہ آپ کے پاس لے آئے۔

رسولؐ اللہ کی بارش کے لیئے دُعا

صبح کو فرودگاہ میں کسی کے پاس پانی نہ تھا صحابہ نے اس کے متعلق رسول اللہ صلعم سے شکایت کی آپ نے جناب باری میں دعا فرمائی اُسی وقت اللہ نے ایک بادل بھیجا جس سے اتنی بارش ہوگئی کہ سب سیراب ہوگئے اور انہوں نے آئندہ کیلئے بھی پانی بھر لیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے محمود بن لبید سے پوچھا کہ عہدِ رسالت میں بھی لوگوں میں نفاق تھا اور وہ اس سے واقف تھے، انہوں کہا ہاں بے شک تھا، لوگ اپنے بھائی، باپ، چچا اور دوسرے اعزا کے نفاق سے واقف ہوتے تھے مگر اس کے باوجود ایک دوسرے کی پردہ داری کرتے تھے۔ میری قوم کے ایک شخص نے ایک مشہور منافق کا واقعہ مجھ سے بیان کیا ہے کہ وہ اسی غزوہ تبوک کے سفر میں آپ کے ساتھ تھا جب حجر میں پانی کا یہ واقعہ پیش آیا اور رسول اللہ صلعم نے پانی کے لئے اللہ کی جناب میں دعا کی اور اللہ نے بادل بھیج کر اتنا پانی برسادیا جس سے تمام لوگ سیراب بھی ہوگئے اور انہوں نے حسب ضرورت اپنے ساتھ بھی پانی بھر لیا۔ ہم نے اس سے کہا کم بخت اب بھی تجھے رسولؐ اللہ کی نبوت میں کچھ شک ہے۔ اس نے کہا اس سے کیا ہوتا ہے یہ تو ایک گذر جانے والی بدلی تھی۔

رسولؐ اللہ کی گمشدہ اونٹنی

حجر سے جب آپ روانہ ہوئے کسی جگہ آپ کی اونٹنی کھوگئی، صحابہؓ اس

کی تلاش میں نکلے اس وقت آپ کے صحابہؓ میں سے ایک صاحب عمارہ بن حزم جو عقبی اور بدری تھے اور بنی عمرو بن حزم کے چچا تھے آپ کے پاس موجود تھے عمارہ کے ساتھ ان کی قیام گاہ میں زید بن لصیب القینقاعی منافق بھی تھا۔ اونٹنی کے گم ہونے اور اس کی تلاش پر اس زید نے جو عمارہ کی قیام گاہ میں تھا اور وہ خود رسول اللہ صلعم کے پاس تھے اپنے مقام پر کسی سے کہا محمدؐ کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہیں اور وہ تم سے آسمان کی خبریں بیان کرتے ہیں مگر خود اپنی اونٹنی کا پتہ ان کو معلوم نہیں' یہاں اس زید نے یہ بات کہی اور اپنے مقام پر رسول اللہ صلعم نے عمارہ سے جو آپ کے پاس تھے کہا دیکھو کسی شخص نے یہ بات کہی ہے کہ محمدؐ نبوت کے مدعی ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ میں تم لوگوں کو آسمان کی اطلاعیں دیتا ہوں مگر خود اپنی اونٹنی کا ان کو پتہ نہیں' اے عمارہ بخدا میں صرف وہی جانتا ہوں جو اللہ مجھے بتا دیتا ہے اللہ نے مجھے اونٹنی کا پتہ بتا دیا ہے وہ فلاں گھاٹی کی وادی میں موجود ہے اس کی مہار ایک جھاڑی سے الجھ گئی ہے جس کی وجہ سے وہ قید ہو گئی ہے جاؤ اور اسے لے آؤ۔ چنانچہ وہ اس پتے پر گئے اور اونٹنی کو لے آئے' اس کے بعد عمارہ اپنے مقام پر آئے اور انہوں نے کہا کہ آج یہ عجیب واقعہ ہوا کہ رسول اللہ صلعم نے یہ بات ابھی مجھ سے کہی کہ کسی شخص نے آپ کے متعلق ایسا سوءِ ظن بیان کیا اور اللہ نے اس سے آپ کو مطلع کر دیا اس پر اور ایک شخص نے جو عمارہ کی قیام گاہ میں تھا اور جو رسول اللہ صلعم کے اس خبر کو بیان کرنے وقت آپ کے پاس موجود نہ تھا کہا بخدا قبل اس کے کہ تم ہمارے پاس آؤ زید نے یہ بات رسول اللہ صلعم کی شان میں کہی تھی۔ عمارہ کو غصہ آ گیا انہوں نے بڑھ کر زید کی گردن پکڑ لی اور کہا اے اللہ کے بندو میری قیام گاہ میں یہ منافق موجود ہے اور مجھے اس کا علم نہ تھا اور زید سے کہا اے دشمنِ خدا میری قیام گاہ سے دور رہو اور اب ہرگز میرے ساتھ نہ رہو' زید کے متعلق بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ بعد میں وہ تائب ہو گیا تھا۔ دوسروں نے بیان کیا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی موت تک منافق ہی مشہور رہا۔

حضرت ابوذرؓ رسول اللہ صلعم اپنی راہ چلتے رہے' اثنائے راہ میں سے جب کوئی آپ کے ساتھ سے پیچھے رہ جاتا اور صحابہؓ اس کی اطلاع آپ کو دیتے آپ فرماتے جانے دو اگر ان کی شرکت ہمارے لئے سود مند ہے تو اللہ بہت جلد اُسے تم سے ملا دے گا اور اگر اس کے خلاف ہے تو اس کا ساتھ نہ آنا اچھا ہی ہوا کہ اس کی طرف سے اللہ نے تم کو مطمئن کر دیا۔ شدہ شدہ ایک دن صحابہؓ نے عرض کیا کہ ابوذرؓ پیچھے رہ گئے اور واقعہ یہ تھا کہ ان کا اونٹ نکما ہو گیا تھا رسول اللہ صلعم نے کہا جانے دو اگر ان کی شرکت سود مند ہے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد اُن کو تم سے ملا دے گا اور اگر اس کے خلاف ہے تو اللہ نے ان کی طرف سے تم کو مطمئن کر دیا۔

حضرت ابوذرؓ کے متعلق پیشگوئی ابوذرؓ کا اونٹ سفر سے تھک کر رک گیا اور جب وہ کسی طرح نہ چل سکا تو

انہوں نے اپنا سامان اس پر سے اتار کر اسے اپنی پشت پر لادا اور پیدل رسول اللہ صلعم کے پیچھے چل کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ صلعم کسی منزل میں فروکش تھے ایک مسلمان کی نظر ابوذر پر پڑی، انہوں نے کہا کوئی شخص پیدل راستے پر آرہا ہے، رسول اللہ صلعم نے فرمایا ابوذرؓ ہوں گے مسلمانوں نے جب غور سے ان کو دیکھا تو شناخت کر لیا کہ وہ ابوذرؓ ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ ابوذرؓ آرہے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ ابوذر پر رحم کرے وہ تنہا پیدل آرہے ہیں، حالت تنہائی میں ان کو موت آئے گی اور تنہا قبر سے اٹھائے جائیں گے۔

حضرت ابوذرؓ کی تنہائی

عثمانؓ نے جب ابوذرؓ کو جلاوطن کر دیا انہوں نے ربذہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی جب ان کا وقت آیا اس وقت ان کے پاس سوائے ان کی بیوی اور غلام کے اور کوئی نہ تھا۔ ابوذرؓ نے مرتے وقت ان دونوں کو وصیت کی کہ مجھے غسل دے کر اور کفن پہنا کر شارع عام پر رکھ دینا جو پہلا قافلہ وہاں آئے اس سے کہنا کہ یہ ابوذر صحابی رسول اللہ صلعم کا جنازہ ہے آپ لوگ ان کے دفن کرنے میں ہماری اعانت کریں، چنانچہ جب ان کا انتقال ہو گیا ان کی بیوی اور غلام نے ان کو غسل دیکر کفن پہنایا اور پھر شارع عام پر لا کر ان کو رکھ دیا، اسی وقت عبداللہ بن مسعود اور اہل عراق کی ایک جماعت جو عمرہ کرنے مکہ جا رہے تھے وہاں آئے اور انہوں نے اچانک ایک جنازہ راستے پر رکھا ہوا پایا قریب تھا کہ اونٹ اسے کچل دیتے، غلام نے قافلے کے پاس جا کر ان سے کہا کہ یہ ابوذر صحابی رسول اللہ صلعم کی نعش ہے آپ ان کے دفن کرنے میں ہماری مدد کریں، یہ سنتے ہی عبداللہ بن مسعود رونے لگے اور انہوں لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہا اور پھر کہا کہ رسول اللہ صلعم کا قول ابوذر کے متعلق بالکل سچا ہوا آپ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ تم اکیلے چل رہے ہو اکیلے مرو گے اور اکیلے قبر سے اٹھائے جاؤ گے پھر وہ اور ان کے ساتھی اونٹوں سے اتر پڑے انہوں نے ابوذرؓ کو دفن کر دیا۔ پھر عبداللہ بن مسعود نے سب سے ابوذرؓ کا واقعہ بیان کیا اور اس پر رسول اللہ صلعم نے سفر تبوک کے اثنا میں ان کے لئے جو کچھ کہا تھا بیان کیا۔

ودیعہ بن ثابت اور مخشی بن حمیر

منافقین کی ایک جماعت جس میں عمرو بن عوف کا ودیعہ بن ثابت اور اشجع کا ایک شخص مخشی بن حمیر بنی سلمہ کا حلیف بھی تھا اس سفر میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھی ان میں سے کسی نے دوسرے مسلمانوں کو خوف دلانے اور پراگندہ خاطر کرنے کے لئے کہا کیا تم رومیوں سے لڑنا دوسروں کے مقابلے کی طرح سہل سمجھے ہو، بخدا میں یقینی کامل رکھتا ہوں کہ کل تم کو قید کر کے رسی سے باندھا جائے گا، اس پر مخشی بن حمیر نے کہا کاش مجھے موقع ملتا تو میں ضرور حکم دیتا کہ ہم میں سے ہر ایک کے سو درے مارے جائیں اور مجھے یہ بھی اندیشہ ہے کہ تمہارے اس قول کی وجہ سے اللہ تعالٰے ہمارے متعلق قرآن نازل کرے گا۔ ایک طرف منافقوں نے یہ بات چیت کی ادھر رسول اللہ صلعم کو بذریعہ وحی اس کی خبر ہو گئی آپ نے عمار بن یاسر سے کہا کہ تم فلاں لوگوں کے

پاس جاؤ انہوں نے کذب و افترا کیا ہے تم ان سے پوچھو کہ انہوں نے کیا کہا، اگر وہ بیان کرنے سے انکار کردیں تو تم خود کہنا کہ تم لوگوں نے یہ بات کہی ہے۔

مخشی بن حمیر کی معذرت

عمار اس جماعت کے پاس آئے اور ان سے وہ بات کہہ دی، اس پر وہ سب کے سب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں معذرت خواہی کے لئے آئے۔

ودیعہ بن ثابت نے رسول اللہ صلعم سے جو اپنی ناقہ پر کھڑے ہوئے تھے آپ کی خرچی پکڑ کر کہا یا رسول اللہ ہم صرف مذاق کر رہے تھے۔ انہیں لوگوں کے بارے میں اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی ہے ولئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب (اگر تم ان سے اصل بات دریافت کرو گے تو وہ کہدیں گے کہ ہم تو صرف مذاق کر رہے تھے) مخشی بن حمیر نے کہا یا رسول اللہ یہ میرے اور میرے باپ کے نام کی نحوست ہے جس نے مجھے روکا۔ چنانچہ اس آیت میں ان کی معافی ہوئی اور اس کے بعد سے ان کا نام عبدالرحمٰن ہوا۔ انہوں نے اللہ سے دعا مانگی تھی کہ وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوں اور کسی کو اُن کا پتہ نہ لگے چنانچہ یہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور ان کی لاش کہیں دستیاب نہ ہوئی۔

اکیدر بن عبد الملک کی گرفتاری و رہائی

رسول اللہ صلعم تبوک پہنچے، یحنہ بن رؤبہ ایلہ کا رئیس آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے جزیہ دے کر آپ سے صلح کرلی اہل جرباء اور اذرح بھی آپ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے جزیہ دے کر آپ سے صلح کرلی، اور اس کے لئے آپ نے باقاعدہ معاہدہ لکھ دیا جو اب تک ان کے پاس ہے۔ رسول اللہ صلعم نے خالد بن الولید کو بلا کر اُن کو دومہ کے اُکیدر کے مقابلے پر روانہ کیا، اس کا اصل نام اکیدر بن عبد الملک ہے یہ بنی کندہ کا عرب دومہ کا رئیس تھا اور مذہباً نصرانی تھا۔ رسول اللہ صلعم نے خالدؓ سے یہ بھی کہا کہ تم اسے نیل گائے کے شکار میں مصروف پاؤ گے۔ خالد اُس قلعے کی طرف چلے اور اس کے بالکل سامنے آگئے، گرمی کی چاندنی رات تھی وہ اپنی بیوی کے ساتھ چاندنی پر تھا اتنے میں ایک نیل گائے نے قلعے کے پھاٹک پر سینگ مارے اس کی بیوی نے کہا یہ تو عجیب تماشہ ہے کیا تم نے اس سے عجیب تر بات دیکھی ہے، اُس نے کہا نہیں، اس کی بیوی نے کہا تو ایسے موقع کو کون ہاتھ سے جانے دیگا، اُس نے کہا کوئی نہیں، چنانچہ اُس گائے کے شکار کے ارادے سے اکیدر چاندنی سے نیچے آیا اس نے اپنا گھوڑا منگوایا اس پر زین کسی گئی، اب اس کے اعزا بھی اس کے ساتھ جن میں اس کا بھائی حسان بھی تھا شکار کے لئے گھوڑوں پر سوار ہو کر قلعے سے برآمد ہوئے، جب یہ جماعت قلعے سے باہر آگئی رسول اللہ صلعم کے رسالے سے ان کا مقابلہ ہو گیا جس نے اکیدر کو پکڑ لیا اور اس کے بھائی حسان کو قتل کر دیا اکیدر اس وقت دیبا کی ایک زرتار قبا پہنے تھا۔ خالدؓ نے اُسے اُتار کر اپنے آنے سے پہلے رسول

اللہ صلعم کی خدمت میں ارسال کر دیا۔

اُکیدر کی قبا اُنس بن مالک سے مروی ہے کہ جب اُکیدر کی قبا رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئی میں نے اُسے دیکھا تمام صحابہؓ اُسے ہاتھ لگا لگا کر بڑے تعجب سے دیکھنے لگے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کیا اتنی سی شے پر متعجب ہو، قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ منڈیلیں جو اس وقت سعد بن معاذ جنت میں پہنے ہوئے ہیں اس قبا سے کہیں زیادہ اعلیٰ اور خوش نما ہیں۔

اس کے بعد خالدؓ خود اُکیدر کو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لائے آپ نے اس کی جان بخشی کی اور جزیے کی ادائی پر صلح کر کے اُسے چھوڑ دیا اور وہ اپنے قصبے کو چلا گیا۔

حضرت محمدؐ کا تبوک میں قیام رسول اللہ صلعم بارہ تیرہ دن تبوک پر فروکش رہے آگے نہیں بڑھے اس کے بعد آپ مدینہ واپس روانہ ہوئے، اثنائے راہ میں وادی مشقق میں پانی کا ایک چشمہ پڑتا تھا جس میں تھوڑا تھوڑا پانی جھر کر جمع ہوتا تھا اور اس سے ایک وقت میں ایک دو یا تین شتر سوار سیراب ہو سکتے تھے۔ رسول اللہ صلعم نے مسلمانوں سے کہا کہ جو لوگ ہم سے پہلے اس چشمے پر پہنچیں وہ ہمارے آنے تک اس میں سے پانی نہ لیں، چند منافق آپ سے پہلے اُس چشمے پر آ گئے اور انہوں نے جس قدر پانی اس میں تھا اُسے خرچ کر لیا۔ جب رسول اللہ صلعم اس مقام پر آئے اور چشمے پر ٹھہرے آپ نے دیکھا کہ ذرا سا بھی پانی اُس میں نہیں ہے، آپ نے پوچھا ہم سے پہلے یہاں کون آیا، صحابہؓ نے بتایا فلاں فلاں شخص آئے تھے، آپ نے فرمایا کیا میں نے اس بات کی ان کو ممانعت نہیں کر دی تھی کہ تاوقتیکہ میں خود یہاں نہ آؤں کوئی اس چشمے سے سیراب نہ ہو، پھر آپ نے ان لوگوں پر جنہوں نے آپ کے حکم کی خلاف ورزی کی تھی لعنت بھیجی اور ان کے لئے بد دعا کی۔ پھر آپ خود اُس چشمے میں اُترے اور آپ نے جھرنے کے نیچے اپنا ہاتھ رکھا پانی تھوڑا تھوڑا ٹپکنا شروع ہوا پھر آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے کر دیا اور بہت دیر تک بارگاہِ الٰہی میں دعا فرمائی اس کے بعد نہایت زور شور سے پانی اُبل پڑا، سننے والوں کا بیان ہے کہ پانی کی روانی میں بجلی کا شور سنائی دیتا تھا تمام لوگوں نے خوب دل کھول کر اُسے پیا اور اُسے استعمال کیا۔ رسول اللہ صلعم نے صحابہؓ سے فرمایا جو تم میں باقی رہے گا وہ ضرور سُن لے گا کہ یہ وادی جہاں میں کھڑا ہوں میرے سامنے اور پیچھے دُور تک شاداب ہو گئی ہے۔

مسجد ضرار کا انہدام اس واپسی کے سفر میں رسول اللہ صلعم نے ذی اُوان میں منزل کی یہ شہر مدینہ سے ایک گھنٹے کے فاصلے پر ہے جب آپ تبوک جانے کی تیاری کر رہے تھے مسجد ضرار کے بانی آپ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم نے بیماروں، کمزوروں، برسات اور سردی کے لئے اپنے یہاں ایک مسجد بنائی ہے ہماری خواہش ہے کہ آپ ہمارے یہاں آ کر اس مسجد میں ہم کو نماز پڑھائیں آپ نے فرمایا

اس وقت تو میں سفر کی تیاری میں مصروف ہوں اس لئے نہیں آسکتا البتہ اگر اللہ نے چاہا واپسی کے بعد میں تمہارے یہاں آؤں گا اور اس مسجد میں نماز پڑھوں گا۔ چنانچہ جب آپ ذی اوان آئے آپ کو مسجد کی تعمیر کی اطلاع ملی، آپ نے بنی سالم بن عوف کے مالک بن الدخشم اور بنی العجلان کے معن بن عدی یا ان کے بھائی عاصم بن عدی کو طلب فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ تم دونوں اس مسجد کو جاؤ جس کے بانی ظالم ہیں اور اسے فوراً منہدم کردو اور جلا ڈالو، یہ دونوں تیزی سے مسافت طے کرتے ہوئے اس کام پر چلے اور مالک بن الدخشم کے قبیلہ بنی سالم بن عوف کے پاس آئے مالک نے معن سے کہا تم ٹھہرو میں گھر سے آگ لے آؤں، مالک اپنے گھر میں آئے اور وہاں سے وہ کھجور کی ایک خشک شاخ لے کر آئے جسے انہوں نے آگ لگا کر روشن کرلیا اور پھر دونوں دوڑتے ہوئے مسجد کے اندر آئے اس وقت مسجد کے بانی وہاں موجود تھے ان دونوں نے مسجد میں آگ لگادی اور اس کو جلادیا اور ڈھادیا، اہل مسجد وہاں سے چلے گئے انہیں کے متعلق قرآن کی یہ پوری آیت نازل ہوتی ہے والذین اتخذوا مسجداً ضراراً وکفراً وتفریقاً بین المومنین (اور جن لوگوں نے مسجد بنائی فساد کے لئے کفر کے لئے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے) اس کے بانی بارہ شخص تھے جو حسب ذیل ہیں:

مسجد ضرار کے بانیوں کے نام

بنی عبید بن زید متعلقہ بنی عمرو بن عوف کا خدام بن خالد اسی کے گھر سے یہ مسجد شروع کی گئی تھی، بنی عبید کے خاندان امیہ بن زید کا ثعلبہ بن حاطب، بنی ضبیعہ بن زید کا معتب بن قشیر، بنی عمرو بن عوف کا عباد بن حنیف سہل بن حنیف کا بھائی، جاریہ بن عامر اس کے دونوں بیٹے مجمع بن جاریہ اور زید بن جاریہ، بنی ضبیعہ کا نبتل بن الحارث، بنی ضبیعہ کا بخرج، بنی ضبیعہ کا بجاد بن عثمان، ابو لبابہ بن عبداللہ کے قبیلہ بنی امیہ کا ودیعہ بن ثابت۔

کعبؓ، مرارہؓ اور ہلالؓ سے بات کرنے کی ممانعت

رسول اللہ صلعم مدینہ واپس آگئے۔ منافقوں کی ایک جماعت آپ کا ساتھ چھوڑ کر واپس آگئی تھی خود مسلمانوں میں سے بعض لوگ بغیر کسی نفاق اور اسلام میں شک کے پیچھے رہ گئے تھے وہ یہ تین صاحب کعب بن مالک، مرارہ بن الربیع اور ہلال بن امیہ تھے۔ رسول اللہ صلعم نے صحابہ سے کہا کہ ان تینوں سے کوئی کلام نہ کرے۔ جو منافق آپ کے ساتھ نہیں گئے تھے اب وہ آپ کے پاس آئے اور قسمیں کھانے لگے اور معذرت کرنے لگے آپ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اللہ اور اس کے رسول نے ان کی معذرت قبول نہیں کی اور جب تک مذکورہ بالا تینوں مسلمانوں کو اللہ نے بذریعہ وحی معافی نہیں دے دی، تمام مسلمانوں نے ان سے کلام نہیں کیا، ان کے متعلق اللہ نے یہ آیت لقد تاب اللہ علی النبی والمهاجرین والانصار سے قول وکونوا مع الصادقین فتاب اللہ علیهم تک نازل فرمائی۔

رسول اللہ صلعم رمضان میں تبوک سے مدینہ واپس آئے، اسی ماہ میں آپ کی خدمت میں ثقیف کا وفد حاضر ہوا جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔

طے کی مہم

اس ۹ھ ہجری کے ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ صلعم نے علیؓ بن ابی طالب کو ایک مہم کے ہمراہ طے کے علاقے کو بھیجا، علیؓ نے اُن پر غارت گری کی، اُن کے قیدی حاصل کئے، دو تلواریں جو ایک صنم کدے میں تھیں اُن کو ملیں ان میں ایک کا نام رسوب اور دوسری کا نام مخذم تھا۔ مشہور تھا کہ یہ تلواریں حارث بن ابی شمر نے بطور نذر اس بت خانے میں چڑھائی تھیں، انہیں قیدیوں میں عدی بن حاتم کی بہن بھی قید ہوئی تھی مگر اس عدی بن حاتم کے جو واقعات ہم تک اس مذکورہ بالا واقدی کے بیان کے پہنچے ہیں وہ اس سے بالکل مختلف ہیں اُن سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ علیؓ نے عدی بن حاتم کی بہن کو قید کیا تھا۔

اسیران بنی طے

خود عدی بن حاتم سے مذکور ہے کہ رسول اللہ صلعم کے رسالے یا فرستادوں نے ہمارے علاقے میں آکر میری پھپی اور دوسرے لوگوں کو گرفتار کیا اور وہ اُن کو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لے آئے۔ یہ سب قیدی ایک صف میں آپ کے سامنے کھڑے کئے گئے۔ میری پھپی نے کہا یا رسول اللہ میرا فدیہ دینے والا دُور چلا گیا ہے اولاد سے علیحدہ ہوگئی ہوں بہت ہی بڑھیا ہوں مجھ میں خدمت کرنے کی بھی طاقت نہیں ہے آپ مجھ پر احسان کریں اللہ آپ پر احسان کرے گا۔ رسول اللہ صلعم نے پوچھا تمہارا فدیہ دینے والا کون ہے اس نے کہا عدی بن حاتم، رسول اللہ صلعم نے فرمایا وہ جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے فرار ہوگیا ہے، میری پھپی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم نے مجھ پر احسان کرکے آزاد کردیا، آپ کے پہلو میں ایک صاحب اور تھے جو علی معلوم ہوتے تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم رسول اللہؐ سے درخواست کرو کہ وہ سواری بھی دیں۔ چنانچہ میں نے سواری کی درخواست کی، آپ نے اسے منظور فرمایا۔ عدی بن حاتم کہتے ہیں پھر میری پھپی میرے پاس آئیں اور مجھ سے کہا کہ تم نے ایسی حرکت کی جو تمہارے باپ کے عمل کے خلاف ہے، تم رسول اللہ صلعم کے پاس جاؤ چاہے خوشی سے اور چاہے ڈرتے ہوئے دیکھو فلاں آپ کے پاس آیا اور آپ سے مستفید ہوا، فلاں شخص آیا اور وہ بھی آپ سے مستفید ہوا۔ میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا، اُس وقت آپ کے پاس ایک عورت اور کچھ بچے یا ایک بچہ موجود تھا، آپ نے ان سے اپنی قرابت کا ذکر کیا اس سے مجھے اطمینان ہوا کہ یہ کسریٰ اور قیصر کی بادشاہی نہیں ہے رسول اللہ صلعم نے مجھ سے کہا عدی بن حاتم تم کیوں اس کے قائل ہونے سے بھاگے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کیا اللہ کے سوا کوئی اور خدا ہے اور تم کیوں اس کے قائل ہونے سے بھاگے کہ اللہ سب سے بڑا ہے کیا کوئی اور شے اللہ سے بڑی ہے، اس پر میں اسلام لے آیا اور میں نے دیکھا کہ آپ کے چہرے پر میرے اسلام لانے سے خوشی کے آثار نمایاں ہیں۔

عدی بن حاتم کا فرار

اسلام لانے سے پیشتر عدی بن حاتم کہا کرتے تھے کہ جب میں نے رسول صلعم کا تذکرہ سنا تو عربوں میں مجھ سے زیادہ کوئی ان کو بُرا نہ جانتا ہوگا وجہ اس کی یہ تھی کہ میں ایک شریف شخص تھا، نصرانی تھا اپنی قوم میں نہایت ہی معزز تھا، اپنا ایک خاص مسلک رکھتا تھا اور جو عزت اور تکریم میری قوم میری کرتی تھی اس سے میں ان کا رئیس تھا، اس وجہ سے جب میں نے رسول اللہ صلعم کا تذکرہ سنا تو میں نے ان سے کراہیت کی، میں نے اپنے غلام سے جو عرب تھا اور میرے اونٹ چرا تا تھا کہا کہ میرے لئے سواری کے سدھے ہوئے فربہ اونٹ میرے اونٹوں میں سے انتخاب کر کے ان کو میرے قریب لا کر باندھو اور جب تم سنو کہ محمدؐ کی فوجوں نے ہمارے علاقے پر یورش کر دی ہے اور وہ اس میں داخل ہو گئی ہیں تم مجھے آ کر اطلاع کرو، میرے غلام نے حسبہ عمل کیا ایک دن اس نے مجھ سے آ کر کہا اے عدی محمدؐ کے رسالے کی یورش پر تم کیا کرنے والے تھے؟ میں نے ان کے رسالوں کے پرچم بڑھتے ہوئے دیکھے اور دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ محمدؐ کی سپاہ ہے اب جو کرنا ہے کرو، میں نے اس سے کہا میرے اونٹ لے آؤ وہ لے آیا میں نے ان پر اپنے اہل و عیال کو سوار کیا اور دل میں تہیہ کیا کہ اپنے ہم مذہب لوگوں کے پاس شام چلوں، میں جولیشہ کے راستے روانہ ہو گیا۔

بنت حاتم کی گرفتاری

حاتم کی بیٹی کو میں آبادی میں چھوڑ آیا شام آ کر میں نے سکونت اختیار کر لی میری روانگی کے بعد رسول اللہ صلعم کے رسالے نے ہماری بستی پر حملہ کیا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ حاتم کی بیٹی بھی ان کے ہاتھ میں اسیر ہو گئی اور طے کے سب قیدیوں کے ساتھ وہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کی گئی۔ رسول اللہ صلعم کو میرے شام بھاگ جانے کی اطلاع ہو چکی تھی۔ مسجد نبوی کے پہلو میں ایک احاطہ تھا جہاں قیدی محبوس رکھے جاتے تھے، حاتم کی بیٹی بھی سب قیدیوں کے ساتھ اس احاطے میں قید کر دی گئی، رسول اللہ صلعم وہاں سے گذرے حاتم کی بیٹی نے جو نڈر بی بی تھی بڑھ کر آپ سے کہا یا رسول اللہ میرا باپ مر چکا ہے میرا فدیہ دینے والا دور چلا گیا ہے آپ مجھ پر احسان کر کے رہا کر دیں اللہ آپ پر احسان کرے گا رسول اللہ صلعم نے پوچھا تمہارا فدیہ دینے والا کون ہے، اس نے کہا عدی بن حاتم، آپ نے فرمایا وہی اللہ اور رسول سے بھاگنے والا، میری پھوپھی نے بیان کیا کہ یہ بات کہہ کر اس روز تو آپ اپنی راہ چلے گئے اور مجھے اسی احاطے میں چھوڑ گئے۔

بنت حاتم کی رہائی

دوسرے دن پھر آپ میرے قریب سے گذرے میں اب آپ کی طرف سے مایوس ہو چکی تھی مگر ایک شخص نے جو آپ کے پیچھے تھے اشارے سے مجھ سے کہا کہ میں پھر آپ سے رہائی کی درخواست کروں میں نے آپ کے پاس جا کر عرض کیا کہ میرا باپ مر چکا ہے میرا فدیہ دینے والا دور ہے آپ احسان رکھ کر مجھے

کردیں اللہ آپ پر احسان کرے گا، آپ نے فرمایا اچھا میں نے تمہاری درخواست قبول کی مگر ابھی جلدی مت کرو اور جب تک تم کو تمہاری قوم کا کوئی ایسا شخص دستیاب نہ ہو جس پر تم کو بھروسہ ہو تم یہیں رہو اور جب کوئی ایسا آدمی مل جائے مجھے اطلاع کرو، جس شخص نے مجھ سے اثنائے سے کہا تھا کہ میں رسول اللہ صلعم سے اپنی رہائی کی درخواست کروں میں نے اس کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ علی بن ابی طالب ہیں، میں مدینہ میں مقیم رہی یہاں تک کہ بلی یا قضاعہ کا قافلہ مدینہ آیا، میں اپنے بھائی کے پاس جانا چاہتی تھی، میں رسول اللہ صلعم کے پاس آئی اور میں نے کہا کہ اب میری قوم کی ایک معتمد اور مقصود کو پہنچا دینے والی جماعت آ گئی ہے آپ اجازت مرحمت فرمائیں آپ نے مجھے کپڑے دیئے، سواری دی اور زادراہ دے کر رخصت کر دیا، میں شام آ گئی۔

عدی بن حاتم کی روانگی مدینہ

عدی بن حاتم سے مروی ہے کہ میں اپنے گھر میں تھا میں نے دیکھا کہ ایک زنانی سواری ہماری طرف آ رہی ہے میں نے کہا یہ ضرور بنت حاتم ہے، وہی تھی جب وہ میرے پاس آ کر ٹھہری اس نے اپنی تلوار سی زبان میرے اوپر کھول دی اور کہا اے بے مروّت ظالم اپنی بیوی بچوں کو تو لے کر چلا آیا اور حاتم کی بیٹی اور اس کی عزت کو تو نے رسوا ہونے کے لیے پیچھے چھوڑ دیا۔ میں نے کہا بہن مہربانی فرما کر معاف کرو اور مجھے لعن طعن نہ کرو بیشک مجھ سے قصور ہوا آپ سچ کہتی ہیں، بہر حال وہ اونٹ سے اتر آئیں اور میرے پاس مقیم ہو گئیں چونکہ وہ بہت ہی سمجھ دار بی بی تھیں ایک دن میں نے ان سے کہا فرمائیے ان صاحب کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے، میری بہن نے کہا رائے یہ ہے کہ جس قدر جلد ہو سکے تم ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ کیونکہ اگر وہ نبی ہیں تو ان کے پاس پہلے پہنچنے میں سعادت اور فضیلت ہے اور اگر وہ دنیاوی بادشاہ ہیں تو بھی تم کو ان کے پاس جانے میں اپنی ذلت نہ سمجھنا چاہیے تم تم ہی ہو۔ میں نے کہا بیشک آپ کی رائے صائب ہے۔

رسول اللہ اور عدی بن حاتم

میں شام سے مدینہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا آپ مسجد میں تھے میں نے سامنے جا کر سلام کیا آپ نے پوچھا کون ہو۔ میں نے کہا عدی بن حاتم، آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھے اپنے ساتھ گھر لے چلے اثنائے راہ میں ایک نہایت ہی سن رسیدہ عورت آپ کو ملی اس نے آپ کو ٹھہرایا اور آپ بلا تکلف بہت دیر تک کھڑے ہوئے اس کی باتوں کو سنتے رہے، میں نے اپنے دل میں کہا کہ بخدا یہ دنیوی بادشاہ نہیں ہیں، پھر آپ اپنے گھر آئے آپ نے چمڑے کا ایک گدا اٹھایا اسے مجھے دیا اور کہا کہ اس پر بیٹھ جاؤ۔ میں نے کہا میں نہیں بیٹھتا آپ اس پر تشریف رکھیں مگر آپ نے یہی اصرار کیا کہ میں اس پر بیٹھوں چنانچہ میں اس گدے پر بیٹھ گیا اور خود رسول اللہ صلعم زمین پر بیٹھ گئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ہرگز بادشاہی شان نہیں ہے، پھر آپ نے کہا اے عدی بن حاتم کیا تم ناپاک نہ تھے، میں نے کہا بیشک تھا آپ نے فرمایا کیا اسی حالت میں تم بازار میں اپنی قوم میں چل پھر نہیں رہے تھے میں نے کہا بیشک یہ واقعہ ہے آپ نے فرمایا تو یہ بات تمہارے دین میں حلال نہیں ہے میں نے کہا بیشک آپ سچ کہتے ہیں اور اب میں نے اپنے

دل میں کہا کہ آپ واقعی نبیؐ مرسل ہیں، آپؐ غیب کی باتوں سے واقف ہیں۔ پھر آپ نے کہا عدی شاید تم اس وجہ سے ہمارے دین میں شامل نہیں ہوتے کہ مسلمان غریب ہیں بخدا بہت جلد وہ اس قدر مالا مال ہو جائیں گے کہ کوئی لینے والا نہ ہوگا، اور شاید تم اس وجہ سے اس دین میں شامل نہیں ہوتے کہ مسلمانوں کی تعداد کم ہے اور ان کے دشمن بہت ہیں بخدا عنقریب تم سنو گے کہ ایک عورت بلا خوف و خطر تنہا اپنے اونٹ پر قادسیہ سے بیت اللہ کی زیارت کو آتی ہے اور واپس جاتی ہے، اور شاید تم اس وجہ سے اس دین میں شامل نہیں ہوتے کہ حکومت اور شوکت اس وقت مسلمانوں کے علاوہ دوسروں کو حاصل ہے۔ خدا کی قسم ہے عنقریب تم سنو گے کہ بابل کے سفید قصر مسلمان فتح کر لیں گے۔

عدی بن حاتم کا قبول اسلام

آپؐ کی اس گفتگو کے بعد میں مسلمان ہو گیا، بعد میں یہ عدی بن حاتم کہا کرتے تھے کہ رسول اللہؐ کی ان مذکورہ پیشین گوئیوں میں سے دو تو پوری ہو چکیں تیسری البتہ باقی ہے مگر قسم ہے خدا کی وہ بھی پوری ہو گی۔ میں نے بابل کے قصر سفید فتح ہوتے دیکھ لئے، میں نے دیکھا کہ عورت تنہا بلا کسی خوف و خطر کے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کے حج کے لئے آتی ہے، خدا کی قسم ہے تیسری بات بھی ضرور ہو گی کہ مسلمان اس قدر دولت مند ہو جائیں گے کہ ان میں کوئی محتاج مال کا طلب گار نہ ملے گا۔

واقدی کہتا ہے کہ اس سال بنی تمیم کا وفد رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

بنی تمیم کا وفد

عطارد بن حاجب بن زرارہ بن عدس التمیمی بن تمیم کے دوسرے اشراف کے ساتھ جن میں الاقرع بن حابس، بنی سعد کا زبرقان بن بدر التمیمی، عمرو بن الاہتم خبات بن فلاں، نعیم بن زید اور بنی سعد کا قیس بن عاصم تھے۔ بنی تمیم کے ایک بہت بڑے وفد کے ساتھ جن کے ہمراہ عیینہ بن حصن بن حذیفۃ الفزاری بھی تھا رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا۔ ان میں سے اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن مکہ کی فتح اور طائف کے محاصرے میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ رہ چکے تھے مگر اس وقت یہ بھی بنی تمیم کے ساتھ آئے۔

بنی تمیم کی شاعر و خطیب کے مقابلے کی دعوت

یہ وفد مسجد نبوی میں آیا اور انہوں نے رسول اللہؐ کو حجروں کے پیچھے سے آواز دی کہ اے محمدؐ ہمارے پاس باہر آؤ۔ یہ بات آپؐ کو ناگوار گذری مگر آپؐ باہر آ گئے۔ انہوں نے آپؐ سے کہا اے محمدؐ ہم آئے ہیں تاکہ تمہارے مقابلہ میں اپنے فخر کا اظہار کریں، تم ہمارے شاعر اور خطیب کو تقریر کرنے کی

اجازت دو، آپ نے فرمایا اچھی بات ہے میں نے تمہارے خطیب کو اجازت دی وہ تقریر کرے۔

عطارد بن حاجب کی تقریر

عطارد بن حاجب نے کھڑے ہو کر کہا۔ "اس خدا کا شکر ہے جس نے ہم پر اپنا فضل کیا جس کا وہ اہل ہے اس نے ہمیں فرمانروا بنایا ہم کو بے شمار دولت دی جسے ہم صحیح مصرف میں خرچ کرتے ہیں۔ تمام اہل مشرق میں اس نے ہم کو سب سے زیادہ معزز بنایا، ہماری تعداد بڑی کی اور ہر قسم کا ساز و سامان عطا فرمایا تمام عالم میں ہمارا کوئی ہمسر ہے کیا ہم سب سے اعلیٰ اور افضل نہیں ہیں اور جو ہمارے سامنے اپنی بڑائی کا مدعی ہوا ہے چاہئے کہ وہ خوبیاں گنوائے جو ہم نے بیان کی ہیں اور اگر ہم چاہیں تو اور بہت کچھ کہہ سکتے ہیں مگر ہم اس بات کو اچھا نہیں سمجھتے کہ اپنی خوبیوں کے اظہار کو طول دیں آنا ہی کافی ہے جواب میں نے کہا، اب تم کو چاہئے کہ تم اس کا جواب دو اور اپنی کوئی ایسی خوبی بیان کرو جو ہماری فضیلت سے افضل ہو۔"

حضرت ثابت رضؓ بن قیس کی جوابی تقریر

اتنا کہہ کر وہ بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلعم نے بنی الحارث بن خزرج کے ثابتؓ بن قیس بن شماس سے کہا کہ کھڑے ہو کر اس شخص کی تقریر کا جواب دو۔ ثابتؓ نے کھڑے ہو کر کہا۔ "تمام تعریفیں اس خدا کو سزاوار ہیں جس نے آسمان و زمین پیدا کئے ان میں اپنا قانون نافذ کیا، اس کا علم اس کے مقام پر حاوی ہے اس نے ہر شئے کو عدم محض سے اپنے فضل سے پیدا کیا اس نے اپنی قدرت سے ہم کو فرمانروا بنایا، اپنے بہترین بندے کو اس نے اپنا رسول بنایا جو اپنے نسب اور حسب کے اعتبار سے سب سے افضل اور اکرم ہیں اور سب سے بڑھ کر صادق القول ہیں۔ اللہ نے ان پر اپنی کتاب نازل کی ان کو اپنی مخلوق کا امین مقرر کیا اور اللہ نے اپنی تمام مخلوق میں سے اس کام کے لئے بہترین آدمی کا انتخاب کیا۔ پھر رسول اللہؐ نے تمام لوگوں کو ایمان کی دعوت دی۔ سب سے پہلے ان کی قوم کے مہاجرین نے اور اعزا نے جو باعتبار اپنی شرافت نسبی، وجاہت ذاتی اور نیک کرداری بہترین افراد عالم ہیں ان کی دعوت قبول کی اور رسول اللہؐ پر ایمان لائے۔ ان کے بعد سب سے پہلے دوسرے لوگوں میں ان کی دعوت پر ہم انصار نے لبیک کہا اور ہم آپ پر ایمان لائے اس طرح ہم اللہ کے انصار اور اس کے رسولؐ کے وزیر ہیں۔ اب ہم لوگوں سے اس لئے جنگ کر رہے ہیں کہ وہ بھی اللہ پر ایمان لے آئیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لے آئے گا اس کی جان و مال محفوظ ہے اور جو انکار کرے گا ہم ہمیشہ کے لئے اللہ کے لئے اس سے لڑتے رہیں گے اور کافر کا قتل کرنا ہمارے لئے بالکل سہل ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اور تمام مومنوں اور مومنات کے لئے اللہ سے معافی کا خواہاں ہوں، والسلام علیکم۔"

زبرقان بن بدر کی نظم اس کے بعد بنی تمیم کے وفد نے کہا اب ہمارے شاعر کو اجازت ہو وہ نظم سنائے۔ آپ نے فرمایا اچھا۔ زبرقان بن بدر نے یہ قصیدہ پڑھا:

نحن الکرام فلا حیٌّ یعادلنا منّا الملوکُ وفینا تنصب البیعُ

ترجمہ:۔ ہم شرفاء ہیں، کوئی قبیلہ ہماری ہمسری نہیں کر سکتا، ہمیں میں سے رؤسا ہوتے ہیں اور ہمارے یہاں بیعت کی جاتی ہے۔

وکم کسرنا من الاحیاء کلهم عند النهاب وفضل العز یتّبع

ترجمہ:۔ ہم نے جنگ میں تمام قبائل کو زیر کیا ہے اور جو سب سے زیادہ معزز ہوتا ہے اس کی اتباع کی جاتی ہے۔

ونحن نطعم عند القحط مطعمنا من الشواء اذا لم یؤنس القزع

ترجمہ:۔ ایسے قحط میں کہ جب کہیں جو لہا ہی نہیں جلتا ہم بھنے ہوئے گوشت سے اپنے سائل کی ضیافت کرتے ہیں۔

ثم نری الناس تاتینا سراتهم من کل ارض هویّاً ثم نصطنع

ترجمہ:۔ ہر جگہ اور ہر قبیلے کے حاجت مند سردار ہمارے یہاں آتے ہیں اور ہم ان کے ساتھ سلوک کرتے ہیں۔

ننحر الکوم عبطاً فی ارومتنا للنازلین اذا ما انزلوا شبعوا

ترجمہ:۔ ہم اپنی بقائے عزت کے لئے اپنے یہاں آنے والوں کے لئے فربہ اونٹ ذبح کرتے ہیں تاکہ جب وہ ہمارے مہمان ہیں تو شکم سیر ہو کر کھائیں۔

فلا ترانا الی حیٍّ نفاخرهم الا استفادوا فکادوا الراس یقتطع

ترجمہ:۔ اسی لئے ہم جس قبیلے کے مقابلے پر اظہار فخر کرتے ہیں ان کے سر اس طرح ہمارے سامنے جھک جاتے ہیں کہ گویا وہ گرے پڑتے ہیں۔

انا ابینا ولم یابی لنا احدٌ انا کذالک عند الفخر نرتفع

ترجمہ:۔ ہم لوگوں کے مطالبات کا انکار کرتے ہیں مگر کوئی ہمارے مطالبے کا انکار نہیں کر سکتا اور یہی بات ہے کہ اظہار فخر کے موقع پر ہم سربلند ہیں۔

فمن یقادرنا فی ذاک یعرفنا فیرجع القول والاخبار تستمع

ترجمہ:۔ لہٰذا جو شرافت و عزت میں ہم سے بڑھ کر ہو وہ ہمیں بتائے اور اس کا جواب

اور سب کو معلوم ہی ہو جائے گا۔

حضرت حسانؓ بن ثابت کے اشعار

حسان بن ثابت اس وقت رسول اللہ صلعم کے پاس نہ تھے آپؐ نے ان کے بلانے کے لئے آدمی بھیجا۔ حسان سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ کا قاصد میری طلبی میں آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے مجھے بنی تمیم کے شاعر کا جواب دینے کے لئے بلایا ہے۔ میں آپ کے پاس آنے کے لئے روانہ ہوا اور یہ شعر کہہ رہا تھا:

منعنا رسول اللہ اذ حل بیننا — علی کل باغ من معد و راغم

ترجمہ:- جب رسول اللہؐ ہمارے یہاں آئے ہم نے عرب اور غیر عرب کے ہر سرکش کے مقابلے میں آپ کی حمایت و حفاظت کی۔

منعناہ لما حل بین بیوتنا — باسیافنا من کل عاد و ظالم

ترجمہ:- جب آپ ہمارے یہاں مقیم ہوئے ہم نے اپنی تلواروں سے ہر دشمن اور ظالم سے آپ کی حفاظت کی۔

ببیت حریدٍ عزہ و ثراؤہ — بجابیة الجولان وسط الاعاجم

ترجمہ:- ایسے شریف خاندان کے ساتھ جس کی عزت اور قدامت شہرۂ آفاق ہے۔

ھل المجد الا السودد العود والندی — وجاہ الملوک و احتمال العظائم

ترجمہ:- سیادت نسبی، سخاوت، شوکت اور بڑے کاموں کا کرنا ہی اصل بزرگی اور فضیلت ہے۔

حضرت زید بن ثابت کی نظم

حسان بن ثابت سے مروی ہے کہ جب میں رسول اللہ صلعم کے پاس آیا۔ بنی تمیم کے شاعر نے کھڑے ہو کر فخریہ اشعار پڑھے۔ میں نے اس کے قصیدے کے جواب میں اسی طرز پر قصیدہ کہہ لیا۔ جب زبرقان بن بدر اپنا قصیدہ پڑھ چکا۔ رسول اللہ صلعم نے مجھ سے کہا حسان اب تم کھڑے ہو جاؤ اور اس کا جواب دو۔ حسان نے یہ قصیدہ سنایا۔

ان الذوائب من فہر واخوتہم — قد بینوا سنة للناس تتبع

ترجمہ:- شرفاء اور امراء بنی فہر اور ان کے دوسرے قبائل سے ہوتے ہیں۔ انہوں نے دوسروں کے لئے ایک دستور بنا دیا ہے جس کا اتباع کیا جاتا ہے۔

یرضی بہا کل من کانت سریرتہ — تقوی الالہ وکل الخیر یصطنع

ترجمہ: اس دستور کو ہر وہ شخص جو اللہ سے ڈرتا ہے پسند کرتا ہے اور قاعدہ ہے کہ

ہر ایک نیک بات پر عمل کیا جاتا ہے۔

قومٌ اذا حاربوا ضرّوا عدوّھم　　　او حاولوا النفع فی اشیاعھم نفعوا

ترجمہ:۔ وہ ایسی قوم ہے کہ جب وہ اپنے دشمن سے لڑتی ہے اسے تباہ کر دیتی ہے اور جب وہ اپنوں کو نفع پہنچانا چاہتی ہے تو ان کو نفع پہنچاتی ہے۔

سجیّۃٌ تلک منھم غیر محدثۃ　　　انّ الخلائقَ فاعلم شرّھا البدع

ترجمہ:۔ ان کی یہ سرشت قدیم ہے جدید نہیں اور جو عادات جدید ہوتی ہیں وہ ایسی نہیں ہوتیں۔

ان کان فی الناس سبّاقون بعدھم　　　فکلّ سبقٍ لادنی سبقھم تبعُ

ترجمہ:۔ ان کے بعد اگر دوسروں میں کوئی بڑھنے والے ہوں تو ان کی یہ سبقت ان کی ادنیٰ سبقت سے بھی کم ہوگی۔

لا یرقع الناس ما اوھت اکفّھم　　　عند الدفاع ولا یوھون ما رقعوا

ترجمہ:۔ جنگ میں جو نقصان یہ پہنچادیں پھر اس کی کوئی تلافی نہیں کر سکتا اور جس رخنے کو یہ دور کر دیں پھر اسے کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

ان سابقوا الناس یوماً فاز سبقھم　　　او وازنوا اھل مجدٍ بالندی متعوا

ترجمہ:۔ اگر وہ کسی سے مسابقت کرتے ہیں تو سب سے بڑھ جاتے ہیں اور جب اہل سخاوت سے سخاوت میں ان کا موازنہ کیا جاتا ہے انہیں کا وزن بھاری ہوتا ہے۔

اعفّۃ ذُکِرَت فی الوحی عفّتھم　　　لا یطبعون ولا یردیھم طمع

ترجمہ:۔ وہ ایسے پاک دامن ہیں کہ کلام اللہ میں اس کا ذکر آیا ہے، نہ وہ اپنے نفس کے تابع ہیں اور نہ طامع ہیں۔

لا یبخلون علی جارٍ بفضلھم　　　ولا یمسّھم من مطمعٍ طبع

ترجمہ:۔ نہ وہ اپنے ہمسائے کو نفع پہنچانے میں بخل کرتے ہیں اور نہ ان کو کسی قسم کا لالچ لبھاتا ہے۔

اذا نصبنا لحیٍّ لم ندبّ لھم　　　کما یدِبُّ الی الوحشۃ الذرع

ترجمہ:۔ جب ہم کسی سے لڑتے ہیں تو چوروں کی طرح چپ چاپ اس کے مقابلے پر نہیں جاتے جس طرح کہ شکاری اپنی کمین گاہ سے وحشی جانور کے لئے پاؤں دبا کر دوڑتا ہے بلکہ ہوشیار کر کے

علی الاعلان سامنے جاتے ہیں۔

نسمو الحروب نالتنا مخالبہا یذا الزعانف من اظفارہا خشعوا

ترجمہ :- جنگ میں ہم بخوشی آگے بڑھتے ہیں۔ حالانکہ دوسرے نکمے اس سے ڈر جاتے ہیں

لا یفخرون ھم اصابوا من عدوھم وان اصیبوا فلا خورٌ ولا ھلع

ترجمہ :- اگر وہ اپنے دشمن کو زیر کر لیتے ہیں تو وہ اس پر فخر نہیں کرتے اور اگر ان کو کبھی شکست ہو جاتی ہے تو اس سے وہ کبھی خائف اور پست ہمت نہیں ہوا کرتے۔

کانھم فی الوغی والموت مکتنع اُسدٌ بحلیۃ فی ارساغھا فدع

ترجمہ :- وہ جنگ میں جب کہ موت پر تولے کھڑی ہوتی ہے اس قدر مطمئن ہوتے ہیں جس طرح کہ وہ شیر جس کے پاؤں میں کوئی تکلیف ہو وہ اپنی جھاڑی میں اطمینان سے آہستہ آہستہ چلتا ہے۔

خذ منھم ما اتوا عفواً اذا غضبوا ولا یکن ھمک الامر الذی منعوا

ترجمہ :- جب وہ جوش میں ہوں تو جو وہ دیں اسے عنایت سمجھ کر لے لو مگر جس کو وہ نہ دینا چاہیں اس کے لینے کا کبھی ارادہ ہی مت کرو۔

فان فی حربھم فاترک عداوتھم شراً یخاض علیہ السم والسلع

ترجمہ :- ان کی دشمنی سے باز آ کیونکہ ان کی لڑائی میں سم قاتل ملا ہوا ہے۔

اکرم بقوم رسول اللہ شیعتھم اذا تفرقت الاھواء والشیع

ترجمہ :- اس قوم کی عزت کا کیا کہنا جس کے اتحاد میں رسول اللہؐ شریک ہیں جب کہ اور قوموں میں کوئی اتحاد اور اتفاق رائے نہیں ہے۔

اھدی لھم مدحتی قلبٌ یوازرہ فیما احب لسانٌ حائکٌ صنع

ترجمہ :- میرے قلب نے ایک قادر الکلام کی زبان کی مدد سے اس مدح کا ہدیہ ان کے لئے تیار کر کے بھیجا ہے۔

فانھم افضل الاحیاء کلھم ان جدّ بالناس جدُّ القول اوشمعوا

ترجمہ :- یہ لوگ تمام قبائل سے ہر طرح کے افضل ہیں چاہے لوگ غور سے اس بات کا اندازہ کریں یا معمولی طور پر۔

بنی تمیم کا قبول اسلام

حسانؓ بن ثابت جب اپنے اشعار پڑھ چکے اقرع بن حابس نے کہا قسم ہے میرے باپ کی یہ شخص بیشک نبی برحق ہیں جن کے پاس وحی آتی ہے ان کا

خطیب ہمارے خطیب سے بہتر ان کا شاعر ہمارے شاعر سے بہتر ہے ان کی آوازیں ہماری آوازوں سے بلند تر ہیں۔ اس گفتگو کے بعد یہ سب اسلام لے آئے۔ رسول اللہ صلعم نے ان کو کچھ مال بطور صلہ کے دیا۔ عمرو بن الاہتم کو یہ لوگ اپنی قیام گاہ میں سواریوں کی خبر گیری کے لیے چھوڑ آئے تھے قیس بن عاصم اس سے عداوت رکھتا تھا۔ قیس نے عمرو بن الاہتم کو ذلیل کرنے کے لیے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ ہمارا ایک نو عمر لڑکا ہمارے ساتھ ہے اسے ہم اپنی قیام گاہ میں چھوڑ آئے ہیں، اس کا حصہ بھی عطا فرمائیے۔ چنانچہ آپ نے دوسروں کے مماثل اسے بھی صلہ دیا۔ جب عمرو بن الاہتم کو قیس بن عاصم کے اس قول کی اطلاع ملی وہ غضبناک ہوا اور اس نے قیس بن عاصم کی ہجو لکھی، اسی وفد کے متعلق اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی ان الذین ینادونک من وراء الحجرات من بنی تمیم اکثرھم لا یعقلون (جو بنی تمیم حجروں کے عقب سے تم کو پکارتے ہیں ان میں بیشتر ناسمجھ ہیں) یہ پہلی قرأت تھی۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال عبداللہ بن اُبی بن سلول نے انتقال کیا۔ یہ آخر شوال میں بیمار ہوا اور ذی القعدہ میں مرا۔ بیس راتیں یہ بیمار رہا۔

اس سال رمضان میں حمیر کے رئیس حارث بن عبد کلال نعیم بن عبد کلال اور نعمان ذی رعین کے فرمانروا نے اپنے قاصد کے ہاتھ ایک خط کے ذریعے رسول اللہ صلعم کو اپنے اسلام لانے کی اطلاع دی۔

رؤسائے حمیر کا قبول اسلام

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم تبوک سے مدینہ واپس آئے آپ کو شاہانِ حمیر حارث بن کلال نعیم بن کلال اور ذی رعین، ہمدان اور معافر کے رئیس نعمان کا ان کے قاصد کے ذریعے وہ خط موصول ہوا جس میں انہوں نے اپنے اسلام لانے کا اقرار اور اعلان کیا تھا۔ زرعہ بن ذی یزن نے مالک بن مرۃ الرہاوی کے ذریعے رسول اللہ صلعم کو ان رئیسوں اور خود اپنے خاندان کے مسلمان ہونے اور شرک کو ترک کرنے کی اطلاع کی تھی۔

رسول اللہؐ کا رؤسائے حمیر کے نام خط

آپؐ نے اس کے جواب میں ان کو یہ خط لکھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ خط محمد النبی اللہ کے رسولؐ کی جانب سے ملوک حمیر حارث بن کلال، نعیم بن کلال اور ذی رعین، ہمدان اور معافر کے رئیس نعمان کے نام لکھا جاتا ہے۔ اما بعد میں تمہارے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا اور کوئی معبود

تمہیں سے حمد کرتا ہوں اور اس کے بعد اطلاع دیتا ہوں کہ میرے رومی علاقے سے واپسی کے بعد تمہارا پیامبر مدینہ میں آکر مجھ سے ملا اس نے تمہارا پیام پہنچایا تمہاری حالت بیان کی تمہارے اسلام لانے اور مشرکین کو قتل کرنے کی اطلاع دی۔ اللہ نے تم کو اپنی ہدایت دی بشرطیکہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے رہو، نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، مال غنیمت میں سے اللہ اور اس کے رسول کا پانچواں حصّہ نکال کر ادا کرو۔ اس کے علاوہ زمین کا لگان دو، جو زمین چشمے یا بارش سے سیراب ہو اس میں سے عشر دیا جائے اور جو ڈول سے سیراب کی جائے اس میں سے نصف عشر دو۔ چالیس اونٹوں پر ایک جوان اونٹنی اور تیس اونٹوں میں ایک جوان اونٹ دیا جائے ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری اور دس میں دو بکریاں دی جائیں۔ ہر چالیس بیلوں میں ایک جوان گائے اور ہر تیس گائے بیلوں میں ایک بچھڑا یا نر یا ہر چالیس بھیڑ بکریوں میں ایک جوان بکری۔ زکوٰۃ کا یہ نصاب اللہ نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے جو اس سے زیادہ دے وہ اس کے لئے بہتر ہے مگر جو صرف مقررہ ادا کرے، اپنے اسلام کا اعلان کرے، اور مشرکین کے مقابلوں میں مومنوں کی مدد کرے وہ مومن ہے اس کو مومنوں کے تمام حقوق حاصل ہوں گے اور اسی طرح مومنوں کی تمام ذمہ داریاں اس پر عاید ہوں گی، اور اس وعدے کے ایفاء کے لئے میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی ضمانت دیتا ہوں، جو یہودی یا نصرانی اسلام لائے اس کے ساتھ بھی یہی عمل ہوگا اور جو شخص یہودی یا عیسائی مذہب پر قائم رہے وہ رہے اس کو تبدیلِ مذہب کے لئے کسی طرح بھی مجبور نہیں کیا جائے گا، البتہ اس سے جزیہ لیا جائے گا۔ جس کی مقدار ہر بالغ شخص پر چاہے مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام ایک دینار کامل ہے یا اس کی قیمت معافر سکے میں یا اتنی قیمت کا کپڑا، جو شخص یہ رقم اللہ کے رسول کو دے گا اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ اور اس کے رسولؐ پر ہے اور جو شخص جزیہ نہیں دے گا وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا دشمن سمجھا جائے گا۔"

زرعہ بن ذی یزن

اس کے بعد اللہ کے رسول محمد النبی زرعہ بن ذی یزن کو لکھتے ہیں کہ جب تمہارے پاس میرے فرستادے معاذ بن جبل، عبداللہ بن زید، مالک بن عبادہ، عقبہ بن نمر، مالک بن مرہ اور ان کے ہمراہی آئیں تم تپاک سے ان کا خیر مقدم کرنا، اور اپنی رعایات زکوٰۃ اور جزیہ وصول کرکے ان کے حوالے کرنا۔ یہ تم سے خوش ہو کر واپس آئیں۔ میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور میں اس کا بندہ اور رسولؐ

ہوں۔ مالک بن مُرۃ الرہاوی نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ قوم حمیر میں سب سے پہلے تم نے اسلام قبول کیا ہے اور مشرکوں کو قتل کیا ہے۔ اس پر میں تم کو خیر کی بشارت دیتا ہوں اور اپنی قوم کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتا ہوں، تم نہ خیانت کرنا اور نہ ان کی حمایت ترک کرنا۔ رسول اللہؐ تمہارے غنی اور فقیر سب کے لئے یکساں مولیٰ ہیں اور صدقہ نہ ان کے لئے جائز ہے اور نہ ان کی اولاد کے لئے وہ صرف زکوٰۃ ہے جو طہارت مال کے لئے مومن فقراور مسافروں کے لئے لی جاتی ہے مالک نے تمہارا پیام بخوبی پہنچادیا۔ میں تم کو اس کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہوں جن لوگوں کو میں نے تمہارے پاس بھیجا ہے وہ باعتبار اپنے علم و عمل کے میرے اچھے پیرو ہیں اس لئے تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا کیونکہ وہ اسی کے مستحق ہیں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

بہراء کا وفد

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال بہراء کا وفد جس میں تیرہ آدمی تھے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ لوگ مقداد بن عمر کے یہاں مقیم ہوئے۔

وفد بنی بکا

اس سال بنی بکا کا وفد آیا۔ اس سال بنی فزارہ کا وفد جس میں دس سے زیادہ آدمی تھے، جن میں خارجہ بن حصن بھی تھا مدینہ آیا۔ اس سال رسول اللہؐ نے نجاشی کی خبر مرگ کا مسلمانوں میں اعلان کیا۔ رجب ۹ھ ہجری میں اس کا انتقال ہوا تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کی امارت میں حج

اس سال ابوبکرؓ کی امارت میں حج ہوا۔ ابوبکرؓ مدینہ سے تین سو حاجیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ان کے ہمراہ رسول اللہؐ نے بیس جانور قربانی کے ساتھ کئے تھے، خود ابوبکرؓ پانچ جانور لے گئے تھے۔ اس سال عبدالرحمٰن بن عوف نے بھی حج کیا اور ہدی لے گئے۔ ابوبکرؓ کے بعد رسول اللہ صلعم نے علیؓ بن ابی طالب کو ان کے عقب میں روانہ کیا۔ علیؓ عرج میں ابوبکرؓ سے مل گئے۔ علیؓ نے قربانی کے دن عقبہ میں ابوبکرؓ کو سورۂ براۃ پڑھ کر سنائی۔

سورۂ براۃ کا نزول

سُدی سے مروی ہے کہ جب سورہ براۃ کی تقریباً چالیس آیتیں نازل ہوئیں رسول اللہ صلعم نے ان کو ابوبکرؓ کے ذریعے حج میں سنانے کے لئے بھیجا اور ان کو اس سال امیرِ حج مقرر کیا۔ مدینہ سے روانہ ہوکر ابوبکرؓ ذی الحلیفہ کے قریب شجرہ آئے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے علیؓ کو ان کے پیچھے روانہ کیا۔ علیؓ نے وہ آیات ابوبکرؓ سے لے لیں۔ ابوبکرؓ رسول اللہ صلعم کے پاس واپس چلے آئے اور پوچھا یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا میرے متعلق کوئی بات وحی میں نازل ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا

نہیں۔ مگر میں نے چاہا کہ اس پیام کو صرف میں پہنچاؤں یا میرا کوئی اپنا۔ ابوبکرؓ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تم میرے ساتھ غار میں رہے اور تم حوض کوثر پر میرے مصاحب رہو گے ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ بے شک میں اس سے خوش ہوں۔ اس کے بعد ابوبکرؓ امیر الحاج کی حیثیت سے مکہ روانہ ہوئے اور علیؓ سورہ براءۃ کی اطلاع دینے کے لئے مکہ آئے۔ قربانی کے دن انہوں نے اعلان کر دیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد الحرام کے پاس نہ رہے اور کوئی شخص برہنہ بیت اللہ کا طواف نہ کرے نیز جس کے ساتھ رسول اللہؐ نے معاہدہ کیا ہے صرف اس کی مدت تک وہ معاہدہ جائز سمجھا جائے گا اس کے بعد فسوخ سمجھا جائے گا اور یہ زمانہ کھانے اور پینے کا ہے اور اللہ تعالےٰ جنت میں مسلمان کے علاوہ کسی کو داخل نہیں کرے گا۔ علیؓ کی اس تقریر پر مشرکوں نے کہا کہ ہم خود تمہارے اور تمہارے ابن عم کے عہد سے اپنی برأت کرتے ہیں اور اس کا جواب تیز سے اور تلوار سے دیں گے۔ کہنے کو تو یہ کہہ آئے مگر وہاں سے واپس آکر مشرکین نے ایک دوسرے کو ملامت کی کہ تم نے یہ کیا کیا، تمام قریش مسلمان ہو چکے ہیں اب تم کیا کر سکتے ہو تم بھی اسلام لے آؤ۔

مکہ سے مشرکین کے اخراج کا حکم

محمد بن کعب القرظی وغیرہ سے مروی ہے کہ ۹ھ ہجری میں رسول اللہ صلعم نے ابوبکرؓ کو امیر الحج مقرر کر کے مکہ بھیجا اور علیؓ بن ابی طالب کو سورۂ براءۃ کی تیس یا چالیس آیات دے کر مکہ بھیجا۔ علیؓ نے ان لوگوں کے سامنے پڑھ دیا جن میں چار ماہ کی مہلت مشرکین کو دی گئی تھی کہ اس مدت میں وہ اور حرم میں رہ سکتے ہیں۔ علیؓ نے عرفے کے دن یہ آیات اُن کو سنائیں اور بیس دن ذی الحجہ کے محرم، صفر، ربیع الاوّل اور دس دن ربیع الآخر کے ان کو مہلت دی۔ اس کے علاوہ خود لوگوں کے گھروں میں اس حکم کو سنا دیا گیا۔ اس سال کے بعد نہ کوئی مشرک حج کرے اور نہ کوئی شخص بیت اللہ کا برہنہ طواف کرے۔ اس سال صدقات فرض کئے گئے اور ان کے وصول کرنے کے لئے رسول اللہؐ نے اپنے عمال مختلف مقامات کو بھیجے۔ اس فرض کے متعلق کلام اللہ کی یہ آیت خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم (ان کے اموال میں سے صدقہ لو تاکہ وہ پاک ہو جائیں) یہ آیت ثعلبہ بن حاطب کے واقعے کے متعلق نازل ہوئی

حضرت اُمّ کلثومؓ کا انتقال

اس سال شعبان میں رسول اللہ صلعم کی صاحبزادی اُمّ کلثومؓ کا انتقال ہوا۔ اسماء بنت عمیس اور صفیہ بنت عبد المطلب نے ان کو غسل دیا۔ بیان کیا

گیا ہے کہ چند انصاری عورتوں نے جن میں ایک ام عطیہ بھی تھیں ان کو غسل دیا تھا۔ ابو طلحہؓ ان کی قبر میں اُترے تھے۔

ضمام بن ثعلبہ

اس سال ثعلبہ بن منقذ اور سعد بن ہذیم کے وفد رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے۔ عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ بنی سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو رسول اللہ صلعم کے پاس بھیجا، وہ مدینے آیا اس نے اپنا اونٹ مسجد کے دروازے پر بٹھایا اس کے پاؤں باندھے اور مسجد کے اندر آیا۔ رسول اللہ صلعم صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ یہ ضمام بن ثعلبہ ایک بڑا وجیہہ اور طاقتور آدمی تھا۔ اس کے سر پر گھنے بال تھے اور دو کاکلیں ہر دو جانب تھیں۔ اس نے آپ کے قریب آکر پوچھا تم میں ابن عبدالمطلب کون ہے۔ رسول اللہ صلعم نے خود فرمایا میں ہوں۔ اس نے کہا محمدؐ، آپ نے فرمایا ہاں۔

ضمام بن ثعلبہ کا قبول اسلام

ضمام بن ثعلبہ نے کہا اے ابن عبدالمطلب دیکھو میں تم سے چند سوالات کروں گا اور ان میں درشتی ہوگی اس سے تم کبیدہ خاطر نہ ہونا۔ آپ نے فرمایا نہیں بلا تکلف جو چاہو سوال کرو، اس نے کہا میں تم کو تمہارے، تمہارے پیشرو اور تمہارے بعد والوں کے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا واقعی اللہ نے تم کو نبی بنا کر ہمارے پاس بھیجا ہے آپ نے فرمایا بے شک۔ ضمام بن ثعلبہ نے کہا میں تم کو تمہارے، تمہارے پیشرو اور تمہارے بعد والوں کے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا واقعی اللہ نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ تم ہم کو حکم دو کہ ہم صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کی پرستش کریں اور ان تمام اوتاروں سے قطع تعلق کرلیں جن کی پرستش خدا کے سوا ہمارے آباء و اجداد کرتے چلے آئے، آپ نے فرمایا بالکل صحیح ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا میں تم کو تمہارے، تمہارے پیشرو اور تمہارے بعد والوں کے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا واقعی اللہ نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ تم ہم کو حکم دو کہ ہم نماز پنجگانہ پڑھیں۔ آپ نے فرمایا بے شک۔ اس کے بعد اب اس نے اسی طرح کا واسطہ دے کر تمام فرائض اسلام جیسے زکوٰۃ، روزے، حج اور دوسرے قوانین اسلام کے متعلق آپ سے سوالات کئے اور پھر اس نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ وحدہٗ لاشریک کے اور کوئی خدا نہیں اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور اقرار کرتا ہوں کہ ان فرائض کو بجا لاؤں گا اور جن باتوں کے کرنے سے آپ نے ممانعت فرمائی ہے ان سے اجتناب کروں گا اس کے بعد نہ اس پر زیادتی کروں گا اور نہ کمی۔ یہ کہہ کر وہ اپنے اونٹ کے پاس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد رسول اللہ صلعم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اگر یہ کاکلوں والا اپنے اقرار میں سچا ہے تو

بیشک جنت میں جائے گا۔

بنی سعد بن بکر کا قبول اسلام

ضمام اپنے اونٹ کے پاس آیا اس نے اس کے پاؤں کھولے اور پھر سوار ہو کر مدینہ سے اپنی قوم کے پاس آیا، وہ سب اس کے پاس جمع ہوئے۔ سب سے پہلے اس کے مُنہ سے یہ جملہ نکلا۔ لات اور عزیٰ کا بُرا ہو۔ لوگوں نے کہا ضمام زبان بند کرو ورنہ برص، جذام یا جنون تجھ کو ہو جائے گا۔ اس نے کہا افسوس ہے تم پر یہ کیا کہتے ہو، بخدا یہ دونوں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ مضرت، اللہ نے ایک رسول مبعوث کیا ہے اُس پر اس نے اپنی کتاب نازل کی ہے جو تم کو تمہاری ضلالت سے نجات دے گی۔ اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ وحدہٗ لاشریک کے اور کوئی خدا نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں، انہوں نے اوامر اور نواہی کے متعلق جو احکام مجھے دیئے ہیں وہ میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ چنانچہ ان کی تقریر کا یہ اثر ہوا کہ رات ہونے سے قبل وہ تمام آبادی مرد و عورت مسلمان ہو گئی۔ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ ضمام بن ثعلبہ سے افضل ہم نے کسی اور قوم کے وکیل کا حال نہیں سُنا۔

اس سال ربیع الاوّل، ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ میں رسول اللہ صلعم نے خالدؓ بن الولید کو چار سو مسلمانوں کے ساتھ بنی الحارث بن کعب کے مقابلے پر بھیجا۔

حضرت خالدؓ بن ولید کی نجران میں تبلیغ اسلام

عبداللہؓ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ ۱۰ھ ہجری کے ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ میں رسول اللہؐ نے خالدؓ بن الولید کو بنی الحارث بن کعب کے پاس نجران بھیجا اور حکم دیا کہ لڑنے سے قبل ان کو اسلام کی دعوت دینا اور اس کے لئے تین دن کی مہلت دینا۔ اگر وہ اسلام لے آئیں اُن کے اسلام کو تسلیم کر لینا، ان میں قیام پذیر ہونا، ان کو کتاب اللہ، اس کے نبیؐ کی سنّت اور ارکان اسلام کی تعلیم دینا، اگر وہ اسلام نہ لائیں تو پھر ان سے جنگ کرنا۔ خالدؓ مدینہ سے چل کر نجران آئے اور انہوں نے ہر سمت شتر سوار دعوت اسلام کے لئے روانہ کئے جو کہتے تھے لوگو اسلام لے آؤ محفوظ رہو گے۔ چنانچہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ خالدؓ وہاں ٹھہر گئے اور ان کو اسلام، کتاب اللہ اور اس کے نبیؐ کی سنّت کی تعلیم دینے لگے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کا خط

اس کے متعلق خالدؓ نے حسب ذیل خط رسول اللہ صلعم کو لکھا :
"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد النبیؐ رسول اللہؐ کی جانب خالدؓ بن الولید کی طرف سے لکھا جاتا ہے اے اللہ کے رسولؐ تم پر اللہ کی سلامتی اور اس کی رحمت اور برکات نازل ہوں۔ میں آپ کے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں تعریف کرتا ہوں۔ امّا بعد! یارسول اللہ صلی اللہ علیک، آپ نے مجھے بنی الحارث بن کعب کے پاس ارسال کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ یہاں پہنچ کر میں تین دن تک ان سے نہ لڑوں اور اس مدت میں ان کو اسلام کی دعوت دوں

اگر وہ اسلام سے آئیں میں اسے تسلیم کر کے ان کو ارکان اسلام، کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت کی تعلیم دوں اور اگر وہ اسلام نہ لائیں تو ان سے جنگ کروں۔ میں ان کے پاس آیا۔ میں نے یا رسول اللہ آپ کے حکم کے مطابق تین دن تک ان کو اسلام کی دعوت دی اور شتر سواروں کے ذریعے یہ پیام پہنچایا کہ اے بنی الحارث اسلام لے آؤ بچ جاؤ گے وہ اسلام لائے اور انہوں نے جنگ نہیں کی۔ اب میں یا رسول اللہ آپ کے حکم آنے تک ان لوگوں کے ساتھ مقیم ہوں اور ان کو ارکان اسلام کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ کی تعلیم دے رہا ہوں۔ آئندہ جیسا ارشاد ہو، والسلام علیک یا رسول اللہؐ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔"

رسولؐ اللہ کا خط بنام حضرت خالدؓ بن ولید

رسول اللہ صلعم نے اس کے جواب میں لکھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد النبی رسولؐ اللہ کی جانب سے خالدؓ بن الولید کو لکھا جاتا ہے کہ تم پر سلامتی ہو۔ میں تمہارے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے تعریف کرتا ہوں۔ اما بعد! تمہارا خط تمہارے قاصد کے ہاتھ مجھے ملا جس میں تم نے بنی الحارث کی جنگ سے قبل ہی اسلام لانے کی اطلاع دی ہے اور مجھے معلوم ہوا کہ تم نے اسلام کی جو دعوت ان کو دی اسے انہوں نے قبول کیا اور اس بات کی شہادت دی ہے کہ سوائے اللہ وحدہٗ لاشریک کے کوئی اور خدا نہیں اور یہ کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں اور اللہ نے ان کو اپنی ہدایت کے قبول کرنے کی توفیق دی۔ تم ان کو جنت کی بشارت دو، دوزخ سے ڈراؤ اور پھر چلے آؤ، اور اپنے ساتھ ان کا ایک وفد بھی لاؤ، والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔"

بنی الحارث بن کعب کا وفد

اس حکم کے موصول ہوتے ہی خالدؓ بن الولید رسول اللہؐ کے پاس آ گئے۔ ان کے ہمراہ بنی الحارث بن کعب کا ایک وفد بھی جس میں قیس بن الحصین بن یزید بن قنان ذی الغصہ، یزید بن عبدالمدان، یزید بن المحجل، عبداللہ بن قریظ الزیادی، شداد بن عبداللہ القنانی اور عمرو بن عبداللہ الضبابی تھے۔ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کو دیکھ کر آپ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ یہ تو ہندوستانی معلوم ہوتے ہیں۔ آپ سے کہا گیا کہ یہ بنی الحارث بن کعب ہیں۔ جب یہ آپ کے قریب آ کر ٹھہرے انہوں نے آپ کو سلام کیا اور کہا کہ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور سوائے اللہ کے اور کوئی خدا نہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اور میں اس بات کی شہادت دیتا

ہوں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی خدا نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس کے بعد آپؐ نے اُن سے کہا تم ہی وہ لوگ ہو کہ جب تم ہنکائے جاتے ہو تو آگے بڑھتے ہو۔ وہ سب خاموش رہے کسی نے اس کا جواب نہیں دیا۔ آپ نے یہ بات دو تین مرتبہ کہی، کسی نے جواب نہیں دیا۔ چوتھی مرتبہ کہی، یزید بن عبد المدان نے کہا یا رسول اللہ بے شک ہم ہی وہ لوگ ہیں کہ جب ہانکے جاتے ہیں تو آگے بڑھتے ہیں۔ اس نے بھی یہ بات چار مرتبہ کہی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر خالدؓ بن الولید نے مجھے یہ نہ لکھا ہوتا کہ تم اسلام لے آئے ہو اور تم نے جنگ نہیں کی تو میں اسی وقت تم سب کو قتل کرا دیتا۔

عہد جاہلیت میں بنی الحارث کا عمل

یزید بن عبد المدان نے کہا بخدا یا رسول اللہ ہم آپؐ کے یا خالدؓ کے شکر گذار نہیں ہیں۔ آپؐ نے پوچھا پھر کس کے شکر گذار ہو۔ انہوں نے کہا ہم اُس اللہ کے شکر گذار ہیں جس نے آپؐ کی وجہ سے ہماری ہدایت کی آپؐ نے فرمایا تم بالکل سچ کہتے ہو، اچھا یہ بتاؤ کہ عہد جاہلیت میں تم اپنے دشمنوں پر کس طرح غلبہ حاصل کرتے تھے۔ انہوں نے کہا ہم تو کسی پر غلبہ نہیں پاتے تھے۔ آپ نے فرمایا بیشک تم اپنے مقابل پر غلبہ پاتے تھے اس کی وجہ بتاؤ۔ انہوں نے کہا چونکہ ہم غلام زادے ہیں اس وجہ سے جو کوئی ہم سے لڑتا تھا ہم سب مل کر اس کا مقابلہ کرتے تھے اور متفرق نہیں ہوتے تھے اور ہم خود کبھی کسی پر ظلم میں ابتدا نہیں کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ پھر رسول اللہ صلعم نے قیس بن الحصین کو بنی الحارث بن کعب کا امیر مقرر کیا۔ یہ وفد اپنی قوم کے پاس بقیہ شوال یا شروع ذی القعدہ میں چلا آیا۔ ان کی واپسی کے چار ماہ بعد ہی رسول اللہ صلعم نے وفات پائی۔

عمرو بن حزم الانصاری کا فرمان تقرر

عبد اللہؓ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ بنی الحارث بن کعب کے وفد کی واپسی کے بعد رسول اللہ صلعم نے بنی النجار کے عمرو بن حزم الانصاری کو ان کا والی مقرر کیا تاکہ یہ ان کو دین اسلام کی تعلیم دیں، سنت رسولؐ بتائیں ارکان اسلام سے آگاہ کریں اور ان سے صدقات وصول کریں۔ اس کے متعلق آپ نے عمرو بن حزم کو ان کا فرمانِ تقرر لکھ دیا اور اس میں آپؐ نے اپنی جانب سے احکام دیئے، وہ فرمان یہ ہے:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ بیان اللہ اور اس کے رسولؐ کی جانب سے لکھا جاتا ہے۔ اے ایمان والو! اپنے اقراروں کو پورا کرو، یہ عہد محمدؐ النبی کی جانب سے عمرو بن حزم کے لئے ان کو یمن بھیجتے وقت لکھا جاتا ہے۔ میں نے ان کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کے ہر معاملے میں اس سے ڈرتے رہیں اس

ہے کہ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اللہ سے ڈریں اور جو نیک کردار ہیں۔ میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کے حق کو وصول کریں لوگوں کو خیر کی بشارت دیں اور خیر کا حکم دیں، لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں اور دین کے ارکان سمجھائیں۔ لوگوں کو برائیوں سے روکیں اور صرف وہ شخص جو پاک ہو قرآن کو ہاتھ لگائے۔ لوگوں کو ان کے حقوق اور فرائض سے آگاہ کریں، نیکی میں لوگوں کے ساتھ نرمی کریں اور جب وہ ظلم کے مرتکب ہوں ان پر سختی کریں، اللہ تعالیٰ ظلم کو برا سمجھتا ہے اور اس نے اس سے منع کیا ہے، اسی کے لئے وہ کہتا ہے، خبردار ہو جاؤ، ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے، لوگوں کو جنت کی بشارت دیں اور اس کے اعمال سے آگاہ کریں، دوزخ سے ڈرائیں اور اس کے اعمال سے متنبہ کر دیں۔ لوگ کے ساتھ نہایت اخلاق سے پیش آئیں تاکہ وہ ارکانِ دین کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ لوگوں کو حج کے ارکان بتائیں ان میں جو سنت ہے اور جو فرض ہے اس کی تشریح کریں اور حج اکبر اور حج اصغر یعنی عمرہ کے متعلق اللہ نے جو احکام دیئے ہیں ان سے لوگوں کو واقف کریں وہ لوگوں کو صرف ایک چھوٹے سے کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنے سے روک دیں البتہ اگر وہ ایک کپڑا اتنا بڑا ہو کہ شانوں پر ڈالا جا سکے تو مضائقہ نہیں۔ لوگوں کو ایک کپڑے میں گانٹ باندھ کر اس طرح بیٹھنے سے کہ ان کی شرم گاہ کھل جائے ممانعت کر دیں۔ لوگوں کو اس بات کی بھی ممانعت کر دیں کہ اگر کسی کے سر کی گدی میں بال نہ ہوں تو وہ جوڑا نہ باندھے اور اس بات کی ممانعت کر دیں کہ جنگ میں لوگ قبائل اور خاندان کا واسطہ دے کر حمایت کے لئے آواز نہ دیں بلکہ صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کے لئے ایک دوسرے کی حمایت کریں اور جو اللہ کی حمایت کے لئے دعوت نہ دے بلکہ محض قبیلے اور خاندان کی حمایت کے لئے دعوت دے اسے تلوار سے ختم کر دینا چاہیے تاکہ صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کی دعوت قائم ہو۔ لوگوں کو وضو کا حکم دیں اس طرح کہ وہ اپنا منہ دھوئیں، کہنیوں تک ہاتھ دھوئیں اور ٹخنوں تک پاؤں دھوئیں اور اللہ کے حکم کے مطابق سر کا مسح کریں اور میں نے ان کو اوقات مقررہ پر نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ رکوع کو پوری طرح ادا کریں تمام میں رقت قلب ظاہر کریں، صبح کی نماز تڑکے پڑھیں، دوپہر کی نماز دوپہر کو زوالِ شمس کے بعد پڑھیں، عصر کی نماز اس وقت پڑھیں جب کہ آفتاب کا سایہ زمین پر ٹیڑھا ہو جائے اور مغرب کی نماز رات شروع ہوتے ہی ادا کریں اس میں ستاروں کے آسمان پر نمودار ہونے کا انتظار نہ کریں۔ رات کے اول حصے میں عشا کی نماز پڑھیں جمعہ کی نماز کے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ جب اذان ہو تو فوراً تیزی کے ساتھ نماز کے لئے جائیں،

نماز کو جاتے وقت غسل کریں۔ میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ وہ مال غنیمت میں سے اللہ کا خمس وصول کریں اور زمینوں میں سے مومنین سے بقدر عشر لگان وصول کریں۔ لگان کی یہ مقدار ان زمینوں کے متعلق ہے جو بارش یا چشمے سے سیراب ہوتی ہوں اور جو ڈول سے سیراب ہوں ان سے نصف عشر لیا جائے۔ دس اونٹوں میں دو بکریاں لی جائیں، بیس اونٹوں میں چار بکریاں، چالیس گایوں میں ایک گائے۔ تیس گایوں میں سے ایک بچھڑا یا نر یا چالیس بکریوں میں ایک بکری، یہ مقدار اللہ کی جانب سے مسلمانوں پر زکوٰۃ کے لئے فرض کی گئی ہے جو اس سے زیادہ دے اس میں اس کا فائدہ ہی ہے۔ جو یہودی یا نصرانی اپنی خوشی سے خلوص دل سے مسلمان ہو جائے اور اللہ کے دین کو قبول کرلے وہ مومن ہے اس کے حقوق اور فرائض وہی ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں اور جو شخص اپنے مذہب پر یہودی یا نصرانی قائم رہے اُسے ہرگز ترک مذہب کے لئے کسی طرح بھی مجبور نہ کیا جائے، البتہ ان کے ہر بالغ مرد و عورت پر وہ آزاد ہو یا غلام ایک دینار کامل جزیہ عائد کیا جائے جو سالانہ نقد یا جنس کی شکل میں وصول کیا جائے نقد نہ وصول ہو تو اس کی قیمت کا کپڑا لیا جائے اور جو اس رقم کے دینے سے انکار کرے وہ اللہ اس کے رسولؐ اور تمام مسلمانوں کا دشمن سمجھا جائے۔

واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلعم نے جب وفات پائی ہے عمرو بن حزم نجران پر آپؐ کے عامل تھے۔

سلامان کا وفد

اس سال شوال میں سلامان کا وفد جس میں سات آدمی تھے حبیب السلامی کی صدارت میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس سال رمضان میں غسان کا وفد آیا نیز اس سال رمضان میں غامد کا وفد آیا۔

بنی ازد کا وفد

اس سال بنی ازد کا وفد جس میں بارہ تیرہ اشخاص تھے صرد بن عبداللہ کی سرکردگی میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے متعلق عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ صرد بن عبداللہ الازدی بنی ازد کے ایک وفد کے ساتھ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اسلام لائے اور بڑے مخلص مسلمان ہوگئے۔ رسول اللہ صلعم نے ان کو ان لوگوں کا جو ان کی قوم سے اسلام لے آئے امیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ وہ اپنے کُنبے کے مسلمانوں کے ساتھ قبائل یمن کے مشرکوں سے جہاد کریں۔

اہل جرش سے جنگ

صرد بن عبداللہ اس حکم کے مطابق فوج لے کر یمن چلے، جرش آئے

اس زمانے میں وہ ایک قلعہ بند شہر تھا جس میں یمن کے کئی قبیلے سکونت پذیر تھے۔ بنی خثعم بھی ان کے پاس آ گئے تھے۔ جب ان کو مسلمانوں کی پیش قدمی کا علم ہوا یہ سب کے سب شہر کے اندر آکر قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے ایک ماہ کے قریب ان کا محاصرہ کیا مگر شہر والوں نے مسلمانوں کا کامیابی سے مقابلہ کیا اور ان کو اندر نہ آنے دیا۔ مجبور ہو کر صُرد بن عبداللہ واپس ہوئے۔ واپسی میں وہ کُشر نام ایک پہاڑی میں تھے کہ اہلِ جرش کو یہ خیال ہوا کہ مسلمان ہمارے مقابلے سے شکست کھا کر بھاگے ہیں ان کا تعاقب کیا جائے، وہ مسلمانوں کے تعاقب کے لئے شہر سے باہر نکلے اور جب مسلمانوں کے قریب آگئے صُرد بن عبداللہ نے پلٹ کر ان پر حملہ کر دیا اور کثیر التعداد کو تہ تیغ کر دیا۔ اس سے قبل اہل جرش نے حالات معلوم کرنے کے لئے اپنے دو آدمی مدینہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں بھیجے تھے۔ وہ دونوں واقعات کی دریافت اور حالات دیکھنے کے لئے ابھی مدینہ میں مقیم تھے کہ ایک دن عصر کے بعد شام کو وہ دونوں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے پوچھا یہ شکر کہاں ہے ان دونوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے علاقے میں البتہ ایک پہاڑ کُشر نام موجود ہے اور اہل جرش اُسے اسی نام سے پکارتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اس کا نام کُشر نہیں بلکہ شکر ہے۔ ان دونوں جرشیوں نے پوچھا یا رسول اللہؐ اس کے ذکر کی کیا وجہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس وقت کفار وہاں ذبح کئے جا رہے ہیں۔ وہ آپ کے مطلب کو اچھی طرح سمجھ نہ سکے۔ بلکہ ابوبکرؓ یا عثمانؓ کے پاس جا بیٹھے۔ ان میں سے کسی صاحب نے ان دونوں سے کہا تم لوگ نا سمجھ ہو تمہاری حالت پر افسوس ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اس وقت تمہاری قوم کے قتل کی تم کو اطلاع دی ہے تم رسول اللہ صلعم کے پاس جاؤ اور درخواست کرو کہ وہ اللہ سے دُعا کریں کہ تمہاری قوم سے یہ مصیبت اٹھالی جائے۔ وہ رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور یہ درخواست آپ سے کی، آپؐ نے اللہ سے ان کے لئے دُعا کی کہ اے خداوندا اس مصیبت کو ان پر سے اٹھا ہے۔ اس کے بعد وہ دونوں آپ سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس آئے یہاں آکر ان کو معلوم ہوا کہ ٹھیک اُسی وقت اور اُسی دن جیسا کہ رسول اللہ صلعم نے مدینہ میں ان سے کہا تھا ان کی قوم صُرد بن عبداللہ کے ہاتھوں بُری طرح قتل ہوئی، اب دوبارہ جرش کا ایک وفد رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ سب اسلام لے آئے۔ رسول اللہ صلعم نے ان کے دیہات کے گرد مشہور اور متعارف حدود کے اندر گھوڑوں، اونٹوں اور زراعت کے

مولیشیوں کے لیئے ایک چراگاہ مقرر فرما دی۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور اس میں اپنے جانور چرائے تو وہ ناجائز ہے۔

قبیلہ ہمدان کا قبول اسلام

رمضان میں اسی سال رسول اللہ صلعم نے علیؓ بن ابی طالب کو ایک جماعت کے ساتھ یمن بھیجا۔ اس کے متعلق براؓ بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے خالدؓ بن ولید کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے اہل یمن کے پاس بھیجا تھا، اُن کے ساتھ جو لوگ گئے تھے ان میں مَیں بھی تھا۔ خالدؓ بن الولید چھ ماہ تک وہاں مقیم رہے مگر کسی نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا، تب آپ نے علیؓ بن ابی طالب کو یمن بھیجا اور حکم دیا کہ خالدؓ بن الولید واپس آجائیں، البتہ اُن کے ہمراہیوں میں سے جو نہ آنا چاہے وہ یمن میں رہنے دیا جائے۔ چنانچہ میں بھی اُن لوگوں میں تھا جو علیؓ کے ساتھ یمن میں رہ گئے۔ ابھی ہم یمن کی سرحد میں داخل ہوتے تھے کہ ہماری اطلاع سب کو ہوگئی۔ وہ سب علیؓ کے پاس آگئے انہوں نے صبح کی نماز ہمیں پڑھائی، نماز کے بعد انہوں نے ہم سب کو ایک صف میں کھڑا کیا اور سامنے بڑھ کر اللہ کی حمد و ثنا کے بعد رسول اللہ صلعم کا خط پڑھ کر سنایا۔ ایک دن میں تمام قبیلۂ ہمدان اسلام لے آیا۔ علیؓ نے اس کی اطلاع رسول اللہ صلعم کو لکھ بھیجی۔ خط پڑھ کر آپؐ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور پھر بیٹھ گئے اور فرمایا ہمدان پر سلامتی ہو، ہمدان پر سلامتی ہو اس کے بعد تمام اہل یمن یکے بعد دیگرے اسلام لے آئے۔

زبید کا وفد

اس سال زبید کا وفد رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ عمرو بن معدی کرب بنی زبید کے چند آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور مسلمان ہوگیا۔ آنے سے پہلے عمرو بن معدی کرب نے جب اس کو رسول اللہ صلعم کی بعثت کی خبر معلوم ہوئی قیس بن مکشوح المرادی سے کہا تھا کہ آج تم اپنی قوم کے رئیس ہو، ہمیں معلوم ہوا ہے کہ حجاز میں قریش کے ایک شخص محمدؐ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تم ہمیں لے کر ان کے پاس چلو تاکہ معلوم کریں کہ اس کی اصلیت کیا ہے۔ اگر وہ واقعی نبی ہیں جیسا کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں تو یہ بات ملاقات سے معلوم ہو جائے گی ہم ان کی اتباع کریں گے اور اگر اس کے خلاف ثابت ہوا تو بھی معلوم ہو جائے گا۔ مگر قیس بن مکشوح نے اس کی تجویز مسترد کر دی اور ان کو بیوقوف ٹھہرایا۔ عمرو بن معدی کرب رسول اللہ صلعم کے پاس آیا، آپ کی تصدیق کی اور اسلام لے آیا۔ یہ بات قیس کو معلوم ہوئی وہ بہت بگڑا، اور اس نے عمرو کو دھمکی دی اور اس

سے سخت ناراض ہوگیا۔ اور اس نے کہا کہ عمرو نے میری مخالفت کی اور میری بات نہیں مانی عمرو نے اس کے جواب میں اشعار کہہ کر اپنے دل کا بخار نکالا۔ عمرو بن معدی کرب اپنی قوم بنی زبید میں مقیم ہوگیا۔ فروہ بن مسیک المرادی بنی زبید کا رئیس تھا۔ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد عمرو بن معدی کرب مرتد ہوگیا۔

فروہ بن مسیک المرادی

اس سال ۱۰ ہجری میں عمرو بن معدی کرب سے پہلے فروہ بن مسیک المرادی شاہان کندہ سے قطع تعلق کر کے رسول اللہ صلعم کے پاس آگیا تھا۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ فروہ بن مسیک المرادی شاہان کندہ سے قطع تعلق کر کے اور ان کا دشمن ہو کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا۔ اسلام سے کچھ ہی عرصے پیشتر مراد اور ہمدان میں ایک لڑائی ہوئی تھی جس میں ہمدان نے مرادیوں کو بہت ہی بُری قتل کر کے بے دم کر دیا تھا۔ اس لڑائی کو ردزم کہا جاتا ہے۔ اس موقع پر اجدع بن مالک مراد کے مقابلے میں ہمدان کا قائد تھا اور اس نے بنی مراد کی بُری گت بنائی تھی۔ اس واقعے کے متعلق فروہ نے کچھ شعر بھی کہے اور جب وہ شاہان کندہ سے قطع تعلق کر کے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا اس نے اس کے متعلق بھی اشعار کہے۔

فروہ جب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا آپ نے اس سے کہا کہو فروہ جنگ ردزم میں تمہاری قوم کو جو مصیبت نصیب ہوئی اس سے تم کو رنج پہنچا ہوگا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ وہ کون ہوگا کہ اس کی قوم کو وہ مصیبت نصیب ہو جو میری قوم کو ہوئی ہے اور پھر اسے اس کا رنج نہ ہو۔ آپ نے فرمایا مگر اس سے اسلام کے بارے میں تمہاری قوم کو فائدہ ہی پہنچا ہے۔ آپ نے اُسے مراد زبید اور مذحج کا عامل مقرر فرمایا اور خالدؓ بن سعید بن العاص کو عامل صدقات مقرر کر کے اس کے ہمراہ کر دیا۔ یہ رسول اللہ صلعم کی وفات تک اس خدمت پر فروہ کے ساتھ رہے۔

فروہ بن مسیک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھ سے پوچھا کیا ہمدان سے تمہاری جو لڑائی ہوئی تھی اس سے تم کو رنج ہوا۔ میں نے کہا بے شک بخدا اس لڑائی نے میرے خاندان اور گھر کو تباہ کر دیا۔ آپ نے فرمایا مگر یہ واقعہ باقی بچنے والوں کے لیے مفید ہوا۔

عبدالقیس کا وفد

اس سال عبدالقیس کا جارود بن عمرو بن حنش بن المعلّیٰ جو نصرانی تھا عبدالقیس کے وفد کے ساتھ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا۔ حسنؓ سے مروی ہے کہ جارود رسول اللہ صلعم کے پاس پہنچا۔ آپ نے اس سے گفتگو کی، اسلام پیش کیا اور اسلام کی

دعوت دی اور اس کے قبول کرنے کی ترغیب دی۔ جارود نے کہا اے محمدؐ میں خود ایک مذہب کا پیرو تھا اور اب اپنے دین کو تمہارے دین کے لئے چھوڑتا ہوں۔ تم اس بات کی ضمانت کرو کہ میرا یہ جدید مذہب حق ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں، میں تمہارے لیے اس بات کی ضمانت کرتا ہوں کہ اللہ نے تم کو ایسے دین کی طرف ہدایت کی ہے جو تمہارے پہلے دین سے بہتر ہے۔ اب وہ بھی اسلام لے آیا اور اس کے تمام ہمراہی مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے رسول اللہ صلعم سے سواری کی درخواست کی۔ آپؐ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے کہ میں تم کو دوں۔ اُنہوں نے کہا یا رسول اللہؐ یہاں سے لے کر ہمارے علاقے تک لوگوں کے متعدد گمُشدہ جانور دستیاب ہوں گے کیا ہم ان پر سوار ہو کر چلے جائیں۔ آپؐ نے فرمایا ہرگز ایسا نہ کرنا ورنہ یاد رکھو کہ اس کا عذاب دوزخ کی آگ ہے۔

جارود بن عمرو

جارود آپ سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس واپس چلے گئے، یہ ایک پکے مسلمان تھے اور آخر دم تک اپنے مذہب پر خلوص نیت سے قائم رہے۔ انہوں نے ارتداد کا واقعہ بھی دیکھا تھا۔ چنانچہ جب ان کی قوم کے دوسرے مسلمان اسلام سے منحرف ہو کر منذر بن النعمان بن منذر کے ہمراہ اپنے سابقہ مذہب پر عود کر گئے یہ جارود بدستور اسلام پر قائم رہے اور اس کی دعوت بھی دی۔ انہوں نے کہا اے لوگو میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور جو یہاں نہیں ہیں ان کو بھی اس کی اطلاع دیتا ہوں۔

منذر بن ساوی العبدی

فتح مکہ سے پہلے رسول اللہ صلعم نے علاء بن الحضرمی کو منذر بن ساوی العبدی کے پاس بھیجا تھا، وہ اسلام لے آئے اور بہت مخلص مسلمان ہو گئے تھے۔ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد اور اہل بحرین کے مرتد ہونے سے قبل اس کا انتقال ہو گیا۔ علاء رسول اللہ صلعم کی جانب سے بحرین کے امیر کی حیثیت سے ان کے پاس تھے۔

بنی حنیفہ کا وفد

اس سال بنی حنیفہ کا وفد رسول اللہ صلعم کے پاس آیا ان میں مسیلمہ بن حبیب الکذاب بھی تھا۔ یہ بنی النجار کی ایک انصاری عورت کے یہاں جو حارث کی اولاد میں تھی فروکش ہوئے تھے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ہمارے بعض مدینہ کے علماء نے یہ بات بیان کی ہے کہ بنی حنیفہ مسیلمہ کو برقع پہنائے ہوئے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں

لے کر آئے، آپؐ اس وقت صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور آپؐ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک شاخ تھی جس کے سرے پر پتے تھے۔ جب بنی حنیفہ، مسیلمہ کو برقع اُڑھائے ہوئے آپؐ کے پاس پہنچے، اس نے آپؐ سے باتیں کیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اگر تم مجھ سے اس شاخ کو بھی جو میرے ہاتھ میں ہے مانگو تو میں اسے نہ دوں گا۔

مسیلمہ بن حبیب الکذاب

اہل یمامہ کے بنی حنیفہ کے ایک بزرگ کی جو روایت مسیلمہ کے سابقہ واقعے کے متعلق ابن اسحٰق نے بیان کی ہے وہ اس سابقہ بیان کے خلاف ہے۔ وہ یہ ہے کہ بنی حنیفہ کا وفد رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا وہ مسیلمہ کو اپنی قیام گاہ میں چھوڑ آئے تھے ساتھ نہ لائے تھے۔ اسلام لے آنے کے بعد انہوں نے رسول اللہ صلعم سے مسیلمہ کا ذکر کیا کہ ہمارا ایک ساتھی اور ہے جسے ہم اپنے سامان اور سواریوں کی حفاظت کے لئے اپنی قیام گاہ میں چھوڑ آئے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے اس کے لئے بھی اسی صلے کا حکم دیا جو وہ اور اہل وفد کو دے چکے تھے اور فرمایا چونکہ وہ اپنے ہمراہیوں کے سامان کی نگرانی کر رہا ہے لہٰذا وہ تم سے کچھ بُرا نہیں ہے۔

مسیلمہ کذّاب کا دعوےٰ

یہ لوگ رسول اللہ صلعم کے پاس سے چلے گئے اور مسیلمہ کے پاس آئے اور جو کچھ رسول اللہ صلعم نے اُسے دیا تھا وہ اسے لا کر دے دیا، یمامہ آ کر دشمن خدا مسیلمہ مرتد ہو گیا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ان کے سامنے یہ جھوٹ بولا کہ میں بھی محمدؐ کے ساتھ نبوت میں شریک کر دیا گیا ہوں اس کے لئے اس نے ان لوگوں سے جو وفد میں رسول اللہ صلعم کے پاس گئے تھے کہا کیا تم سے رسول اللہ صلعم نے جب تم نے میرا ذکر کیا، یہ نہیں کہا تھا کہ وہ تم سے اپنے مرتبے میں بُرا نہیں ہے، یہ بات انہوں نے اسی لئے کہی تھی کہ وہ جانتے تھے کہ مجھے نبوت میں ان کا شریک کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اس نے سجعے کہنے شروع کئے اور ان سجعوں میں ایسے جملے کہنے لگا جو قرآن سے مشابہ تھے، جیسے:

لقد انعم الله على الحبلى. أخرج منا نسمة تسعى من بين صفاقٍ وحشى.

ترجمہ:۔ اللہ نے حاملہ عورت پر یہ انعام کیا کہ اس میں سے انسان کو پیدا کیا جو دوڑتا ہے اُس کے کوکھوں اور انتڑیوں کے درمیان سے۔

اپنے پیروؤں کو اس نے نماز معاف کر دی، شراب حلال کر دی، زنا کو جائز قرار دیا اور

اسی قسم کی اور باتیں کیں مگر اس کے ساتھ اس بات کی بھی شہادت دی کہ محمدؐ رسول اللہ، اللہ کے نبی ہیں۔ اس کی ان باتوں سے بنی حنیفہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے "تالیاں بجائیں" اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اصل حقیقت کیا ہے۔

کندہ کا وفد

اس سال اشعث بن قیس الکندی کی امارت میں کندہ کا وفد رسول اللہ صلعم کے پاس آیا۔ ابن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ اشعث بن قیس کندہ کے ساٹھ شتر سواروں کے ساتھ رسول اللہ صلعم کے پاس آیا۔ یہ اپنے بالوں میں کنگھی کر کے اور حیرہ کے جبے جن کے گریبان اور کفوں پر حریر لگا تھا پہن کر رسول اللہ صلعم کے پاس آئے۔ آپؐ نے پوچھا کیا ابھی اسلام نہیں لائے ہو۔ انہوں نے کہا ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تو یہ حریر اپنے گلوں میں کیوں لگایا ہے، آپؐ کے اس قول پر ان سب نے حریر کو پھاڑ کر پھینک دیا اور پھر اشعث نے کہا یا رسول اللہؐ ہم آکل المرار کے بیٹے ہیں اور آپؐ بھی آکل المرار کے فرزند ہیں، اس پر رسول اللہ صلعم نے تبسم فرمایا اور کہا کہ عباس بن عبد المطلب اور ربیعہ بن الحارث کے سامنے یہ نسب بیان کرو۔

واقعہ یہ تھا کہ ربیعہ اور عباس تاجر تھے جب کسی علاقہ عرب میں جاتے اور لوگ ان کو دریافت کرتے کہ وہ کون ہیں۔ وہ اپنے اعزاز میں کہتے کہ ہم آکل المرار کی اولاد میں ہیں۔ کیونکہ کندہ بادشاہ تھے۔ آپؐ نے فرمایا ہم تو نضر بن کنانہ کی اولاد میں ہیں اپنی ماں سے واقف نہیں ہیں اور اپنے باپ سے انکار نہیں کرتے۔ اس پر اشعث بن قیس نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے جماعت کندہ تم نے سُنا۔ بخدا اب اگر کندہ کوئی شخص یہ بات کہے گا تو میں اس کے اسّی کوڑے لگواؤں گا۔

مختلف وفود کی آمد

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال محاربیہ کا وفد رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا۔ اس سال رہاویین کا وفد رسول اللہ صلعم کے پاس آیا۔ اس سال نجران سے عاقب اور سید کا وفد آیا۔ رسول اللہ صلعم نے ان کے لئے معاہدۂ صلح لکھا۔ اس سال بنی عبس کا وفد آیا۔ اس سال حلات کا وفد آیا اور وہ آپ سے حجۃ الوداع میں جا کر ملے۔ اس سال شعبان میں عدی بن حاتم رسول اللہ صلعم کے پاس آیا۔

ابو عامر الراہب کے ورثہ کا فیصلہ

اس سال ابو عامر الراہب کا ہرقل کے پاس انتقال ہو گیا۔ کنانہ بن عبد یالیل اور علقمہ بن علاثہ نے ان کی وراثت کے

متعلق جھگڑا کیا۔ رسول اللہ صلعم نے کنانہ بن عبد یالیل کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا وہ دونوں کاشتکار ہیں اور علقمہ سے کہا تم چرواہے ہو۔

خولان کا وفد

اس سال خولان کا وفد جس میں دس آدمی تھے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا۔ یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ کے اثنا میں واقعۂ خیبر سے پہلے رفاعہ بن زید الجذامی الضبیبی رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا، اس نے ایک غلام آپ کو ہدیہ کیا، اسلام لایا اور بہت ہی مخلص مسلمان ہو گیا۔ رسول اللہ صلعم نے ان کے لئے ان کی قوم کے نام ایک خط لکھ کر دیا، جس میں آپ نے لکھا تھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمدؐ رسول اللہ کی جانب سے رفاعہ بن زید کے لئے لکھا جاتا ہے۔ میں نے ان کو ان کی تمام قوم کے پاس اور ان لوگوں کے پاس جو اب ان کی قوم میں شامل ہوں بھیجا ہے تاکہ یہ ان کو اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے دعوت دیں جو قبول کرے وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی جماعت میں داخل ہو گیا اور جو اس سے انکار کرے اسے دو ماہ کی امان دی جائے۔"

اس خط کو لے کر جب رفاعہ اپنی قوم کے پاس آئے اُن کی قوم نے رفاعہ کی دعوت کو قبول کیا اور سب مسلمان ہو گئے، اور پھر وہ حرہ الرجلاء آکر وہاں سکونت پذیر ہو گئے۔

رفاعہ بن زید

بنی جذام کے بعض صادق القول صاحبوں سے جو اس واقعہ سے واقف تھے مروی ہے کہ رفاعہ بن زید رسول اللہ صلعم کے پاس سے آپؐ کا خط لے کر اپنی قوم کے پاس آئے اور انہوں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کر لیا۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد دحیہ بن خلیفۃ الکلبی قیصر شاہ روم کے پاس سے جہاں اُن کو رسول اللہ صلعم نے بھیجا تھا اپنا کچھ مالِ تجارت لئے ہوئے ان کی قوم کے علاقے میں آئے، جب وہ اس کی شتار نام ایک وادی میں مقیم تھے؛ بنی جذام کے خاندان ضلیع کے ہنید بن عوص اور اس کے بیٹے عوص بن الہنید نے دحیہؓ پر غارت گری کر کے ان کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا۔ اس واقعے کی خبر رفاعہ کی قوم بنی الضبیب کے ان لوگوں کو پہنچی جو اسلام لا چکے تھے۔ یہ ہنید اور اس کے بیٹے عوص کے تعاقب میں دوڑے ان تعاقب کرنے والوں میں بنی الضبیب کا نعمان بن ابی جعال بھی تھا۔ اس جماعت نے ان دونوں

کو جا لیا اور لڑائی ہونے لگی اور اس جنگ میں قرۃ ابن اشقر الغفاری الضلیعی نے اپنی نسبت فخریہ کہا کہ میں لبنیٰ کا بیٹا ہوں۔ اس نے نعمان بن ابی جعال کے ایک تیر مارا جوان کے گھٹنے میں جا کر لگا اس پر قرۃ نے پھر فخریہ کہا، یہ تیر سنبھال میں لبنیٰ کا بیٹا ہوں۔ یہ لبنیٰ اس کی ماں یا دادی تھی۔

حضرت زیدؓ بن حارثہ کا فضافض پر حملہ

حسان بن ملہ الضبیبی اس واقعے سے قبل دحیہ بن خلیفۃ الکلبی کی صحبت میں رہا تھا اور ان سے سورۂ فاتحہ پڑھی تھی۔ اس تعاقب کرنے والی جماعت نے ہنید اور اس کے بیٹے عوص کے ہاتھ دحیہؓ کا تمام مال چھین کر اُسے دحیہؓ کے حوالے کر دیا۔ دحیہؓ وہاں سے رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور اپنی یہ سرگزشت بیان کی اور آپؐ سے ہنید اور اس کے بیٹے عوص کے خون کا مطالبہ کیا۔ آپؐ نے زیدؓ بن حارثہ کو ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا اسی بنا پر جذام سے زید کی لڑائی ہوئی رسول اللہ صلعم نے زید کے ہمراہ ایک بڑی فوج بھیجی، اس سے پہلے جب رفاعہ بن زید رسول اللہ صلعم کا خط لے کر آئے غطفان نے تمام جذام، وائل، سلامان اور سعد بن ہذیم کو اپنے علاقے سے بھیج دیا تھا اور یہ سب کے سب حرۃ الرجلا میں فروکش تھے مگر خود رفاعہ بن زید کراع ربہ میں مقیم تھے اور ان کو اس واقعے کی کوئی اطلاع نہ تھی، ان کے ہمراہ بنی الضبیب کے چند آدمی تھے، ان کا پورا قبیلہ حرۃ کی سمت میں اسی وادی پر جو مشرق کو بہتی ہے فروکش تھا۔ زید بن حارثہ کا لشکر اولاج کی سمت سے بڑھا اور انہوں نے حرۃ کے سامنے مقام فضافض پر چھاپہ مارا، جس قدر مال اور اشخاص وہاں تھے ان سب پر قبضہ کر لیا۔ نیز انہوں نے ہنید کو اس کے بیٹے کو بنی الاحنف کے دو آدمیوں کو اور بنی خصیب کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ اس واقعے کی اطلاع بنی الضبیب کو اس وقت ہوئی جب کہ زید بن حارثہ کا لشکر فیفاء مدان میں تھا۔

حسّان بن ملہ

حسّان بن ملہ، سوید بن زید کے گھوڑے عجاجہ پر اُنیف بن ملہ کے گھوڑے رغال پر اور ابو زید بن عمرو اپنے گھوڑے شمر پر سوار ہو کر زید بن حارثہ کے پاس آنے کے لئے روانہ ہوئے اور جب ان کی فرودگاہ کے قریب آگئے ابو زید نے اُنیف بن ملہ سے کہا کہ تم خدا پیچھے رہ جاؤ اور ہمارے ساتھ نہ آؤ کیونکہ ہمیں تمہاری زبان سے اندیشہ ہے۔ اُنیف پلٹ کر اُن سے ہٹ کر ٹھہر گیا۔ وہ دونوں زیادہ دور نہیں جانے

پائے تھے کہ انیف کے گھوڑے نے زمین پر پاؤں مارنے شروع کیے اور کلیلیں کرنے لگا انیف نے کہا خود میں ان دونوں کے پاس جانے کے لئے اس سے زیادہ مضطرب ہوں جتنا تو ان دونوں گھوڑوں کے پاس جانے کے لئے بیتاب ہو رہا ہے، اچھا چل انیف نے اس کی باگ ڈھیلی کی اور اپنے رفیقوں کے پاس جا پہنچا۔ انہوں نے اس سے کہا کہ آنے کو تو آ گئے مگر مہربانی کرکے اپنی زبان کو قابو میں رکھنا اور آج ہمیں رسوا نہ کرنا اور سب نے اس پر اتفاق کیا کہ سوائے حسان بن ملہ کے اور کوئی گفتگو نہیں کرے گا۔

حضرت زیدؓ بن حارثہ اور حسان بن ملہ عہد جاہلیت میں تمام عربوں میں ایک لفظ متداول اور متعارف چلا آتا تھا جو اس وقت بولا جاتا تھا جب کہ کوئی شخص اپنی تلوار سے وار کرنا چاہتا یہ لفظ ثوری تھا، یہ تینوں جب زید بن حارثہ کے لشکر کے سامنے آئے ان کے مقابلے کے لئے اس لشکر میں سے ایک جماعت جھپٹی مگر حسان نے ان سے کہا کہ ہم مسلمان ہیں، سب سے پہلے جو شخص ان کے پاس پہنچا تھا وہ ایک مشکی گھوڑے پر سوار تھا نیزہ اس کے ہاتھ میں اس طرح تنا ہوا تھا کہ دیکھنے والا یہ سمجھے کہ وہ گویا گھوڑے کے اگلے شانے میں مضبوطی سے گڑا ہوا ہے، اس شخص نے ان تینوں پر گھوڑا ڈالا، انیف نے کہا ثوری مگر حسان نے کہا چپ رہو، بہرحال جب یہ زید بن حارثہ کے پاس پہنچے حسان نے ان سے کہا کہ ہم مسلمان ہیں، زید نے کہا، اچھا سورۂ فاتحہ پڑھ کر سناؤ، حسان نے پڑھ دی، تب زید نے حکم دیا کہ تمام فوج میں منادی کر دی جائے کہ اللہ نے وہ تمام علاقہ جس سے ہم آئے ہیں ہمارے لئے حرام کر دیا ہے البتہ جو دھوکا دے گا۔

جوابی بنت ملہ قیدیوں میں حسان بن ملہ کی بہن جوابی دبر بن عدی بن امیہ بن الضبیب کی بیوی بھی شریک تھی، زید نے حسان سے کہا کہ اپنی بہن لے لو وہ اسی قید کی حالت میں قیدیوں سے علیحدہ کر لی گئی۔ ام الفزر الضلیعیہ نے کہا کیا خوب اپنی بیبیوں کو لئے جاتے ہو اور ماؤں کو چھوڑے جاتے ہو، اس پر بنی خصیب کے کسی شخص نے کہا کیوں نہ ہو وہ بنی الضبیب ہے۔ تمام دن وہ قیدی اسی جملے کو دہراتے رہے ایک سپاہی نے اسے سنا اور زید بن حارثہ کو جا کر خبر کی، زید نے حسان کی بہن کی ڈوری جس سے اس کے ہاتھ پشت پر بندھے تھے کھلوا دی مگر اُس سے یہ حکم دیا کہ تم بھی اپنی رشتہ داروں میں جا کر بیٹھو اور پھر جو اللہ تمہارے بارے میں حکم دے گا اس پر عمل ہوگا، وہ اپنے گھروں کو چلے گئے زید نے اپنی فوج کو ممانعت کر دی کہ اب کوئی اس وادی

ہیں نہ جانے جہاں سے وہ آئے تھے چنانچہ رات تمام قبیلوں نے اپنے گھروں میں بسر کی۔

رفاعہ بن زید کی روانگی مدینہ

سوید بن زید کا گلّہ رات بھر چر کر واپس آیا اور جب وہ رات کا پانی پی چکے، ابو زید بن عمرو، ابو شماس بن عمر، سوید بن زید، بعجہ بن زید، برذع بن زید، ثعلبہ بن عمرو، مخربہ بن عدی، انیف بن ملّہ اور حسان بن ملّہ اُسی شب میں اونٹوں پر سوار ہو کر رفاعہ بن زید سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے، رات بھر سفر کر کے علی الصّباح رفاعہ کے پاس جو حرّہ کی پشت پر حرّہ لیلیٰ میں ایک کنویں پر کُراع ربۃ میں مقیم تھا پہنچے۔ حسان بن ملّہ نے اس سے کہا کہ تم یہاں مزے سے بکریوں کا دودھ دوہ رہے ہو اور دوسری طرف جذام کی عورتوں کو زنجیروں میں کھینچا جا رہا ہے۔ ان کو تمہارے اس خط نے جو تم ان کے پاس لے کر آئے تھے دھوکا دیا۔ رفاعہ بن زید نے اسی وقت اپنا اونٹ طلب کیا، یہ اس پر کجاوہ باندھتا جاتا تھا اور اپنے کو کہہ رہا تھا تو اب تک زندہ ہے اور لوگ تجھے زندہ سمجھ کر پکارتے ہیں۔ کجاوہ کس کر وہ اسی وقت ان سب کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ دوسرے دن علی الصّباح وہ امیہ بن ضفارہ کے پاس جو اس خصیبی کا بھائی تھا جو قتل کیا گیا تھا حرّہ کی پشت پر سے آئے اور اب یہ پھر سب تین رات کا سفر کر کے مدینہ آئے۔ مسجد نبوی کے پاس آئے، کسی شخص کی نظر ان پر پڑی اس نے ان سے کہا اپنے اونٹوں کو ابھی نہ بٹھاؤ ورنہ ان کے ہاتھ کٹ جائیں گے۔ چنانچہ یہ جماعت اونٹوں سے اُتر پڑی اور وہ کھڑے ہی رہے۔ اب یہ رسول اللہ صلعم کے پاس پہنچے ان کو دیکھ کر آپؐ نے ہاتھ کے اشارے سے ان سے کہا کہ لوگوں کے پیچھے سے آجاؤ۔ جب رفاعہ بن زید نے اپنی پیٹی کھولی کسی نے کہا اے اللہ کے نبی یہ لوگ جادوگر ہیں۔ اس جملے کو اس نے دو مرتبہ کہا۔ اس پر رفاعہ نے کہا اللہ اس پر رحم کرے جو آج ہمارے ساتھ بھلائی نہ کرے، اس کے بعد رفاعہ نے رسول اللہ صلعم کو آپؐ کا وہ خط جو آپؐ نے اسے لکھ کر دیا تھا حوالے کیا اور کہا یہ لیجئے یا رسول اللہؐ آپ کا یہ خط پرانا ہے مگر آپ کی بدعہدی جدید ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے غلام اس کو سب کے سامنے پڑھو، اُس نے آپؐ کا خط پڑھا، آپؐ نے پوچھا پھر کیا ہوا، انہوں نے سارا واقعہ سنایا۔

بنو جذام کی رہائی

رسول اللہ صلعم نے فرمایا مگر اب میں مقتولین کے ساتھ جو قتل ہو چکے کیا کر سکتا ہوں۔ رفاعہ نے کہا آپ بہتر جانتے ہیں یا رسول اللہؐ، ہم نے آپؐ کے حکم کے خلاف کبھی حرام کو حلال کیا ہے اور نہ کسی حلال کو حرام۔ اس پر ابو زید بن عمرو نے کہا

یارسول اللہؐ جو لوگ زندہ ہیں ان کو تو آپ ہماری خاطر آزاد فرما دیجئے اور جو مقتول ہو چکے وہ ہو چکے ان کی فکر نہ کیجئے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ابو زید نے سچی بات کہی ہے۔ اچھا علیؓ تم ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ علیؓ نے کہا یارسول اللہؐ زید میری بات نہ مانیں گے۔ آپ نے فرمایا میری تلوار لو، علیؓ نے آپؐ کی تلوار لے لی پھر علیؓ نے کہا یا رسول اللہؐ میرے پاس سواری نہیں ہے۔ رسول اللہ صلعم نے ثعلبہ بن عمرو کا اونٹ کمحال ان کی سواری کے لئے دے دیا، علیؓ روانہ ہو گئے، راستے میں ان کو زید بن حارثہ کا پیامبر جو ابی و بر کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی شمر نام پر سوار چلا آرہا تھا ملا۔ رفاعہ بن زید وغیرہ نے اسے اونٹنی پر سے اتار لیا۔ اس نے علیؓ سے اس کی شکایت کی۔ انہوں نے کہا انہوں نے ٹھیک کیا ہے، ان کا مال تھا انہوں نے شناخت کیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ وہاں سے چل کر یہ سب زید بن حارثہ کے لشکر کے پاس جو فیفاء الفحلتین میں فروکش تھا پہنچے اور اس لشکر کے پاس جس قدر لوٹ کا مال و متاع تھا وہ سب ان سے چھین لیا۔ یہاں تک کہ اونٹوں پر عورتوں کے لئے جو گدے اور نمدے بچھائے گئے تھے وہ بھی چھین لئے۔

وفد بنی عامر بن صعصعہ

عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ بنی عامر کا ایک وفد جس میں عامر بن الطفیل، اربد بن قیس بن مالک بن جعفر اور جبار بن سلمٰی بن جعفر ان کے سرغنہ اور شیاطین تھے رسول اللہ صلعم کے پاس آیا۔ عامر بن الطفیل رسول اللہ صلعم کے پاس آیا، وہ آپؐ کو دھوکے سے شہید کرنا چاہتا تھا اس سے قبل اس کی قوم نے اس سے کہا تھا اے عامر سب لوگ اسلام لا چکے ہیں اب تم بھی مسلمان ہو جاؤ اُس نے کہا، بخدا میں نے قسم کھائی ہے کہ تاوقتیکہ تمام عرب میری اتباع نہ کریں میں کسی حد پر نہیں رکوں گا بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اس قریشی کی اتباع کروں، اس کے بعد اس نے اربد سے کہا کہ جب میں ان کے پاس پہنچوں گا اور ان کو اپنی طرف باتوں میں متوجہ کروں گا اس وقت تم تلوار سے ان پر حملہ کرنا۔

عامر بن الطفیل

یہ رسول اللہ صلعم کے پاس آئے۔ عامر بن الطفیل نے رسول اللہ صلعم سے کہا اے محمدؐ میں تم سے تخلیہ میں باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا جب تک تم اللہ وحدہٗ پر ایمان نہ لے آؤ میں تمہاری خواہش منظور نہیں کرتا۔ مگر اس نے پھر کہا اے محمدؐ میں تم سے تخلیے میں باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ یہ جملہ وہ کہتا جاتا تھا اور منتظر

تھا کہ اربد اس کی ہدایت پر عمل کرے مگر اربد خاموش بیٹھا رہا۔ جب عامر نے اربد کی یہ کیفیت دیکھی، اس نے پھر رسول اللہ صلعم سے کہا کہ میں آپؐ سے تخلیہ چاہتا ہوں۔ آپؐ نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا جب تک تم اللہ وحدہٗ لاشریک پر ایمان نہ لے آؤ میں ہرگز تمہاری خواہش منظور نہیں کروں گا۔ اس پر اس نے کہا اچھا تو اب میں تمہارے مقابلے کے لئے سرخ گھوڑے سوار اور پیدل کی ایسی زبردست فوج لے کر آؤں گا کہ تمام مدینہ ان سے بھر جائے گا۔ اس کے اُٹھ جانے کے بعد رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے اللہ تو عامر بن الطفیل کی خبر لے۔

رسول اللہ صلعم کے پاس سے چلے آنے کے بعد عامر نے اربد سے پوچھا میں نے تم کو جو ہدایت کی تھی اس پر تم نے کیوں عمل نہیں کیا۔ بخدا روئے زمین پر میرے نزدیک تم سے زیادہ ڈرپوک اور کوئی نہ ہوگا، اب میں کبھی تم سے مطلقاً خوف نہیں کروں گا۔ اربد نے کہا ذرا جلدی نہ کرو میری بات بھی سُن لو۔ بخدا جب میں نے تمہاری ہدایت پر عمل کرنا چاہا تم میرے اور اُن کے درمیان حائل نظر آئے۔ سوائے تمہارے مجھے اور کوئی نظر نہیں آتا تھا تو کیا میں تم پر وار کرتا۔

عامر اور اُربد کا انجام

یہ مدینہ سے اپنے علاقے واپس جانے لگے اثنائے راہ میں اللہ عزوجل نے عامر بن الطفیل کو طاعون میں مبتلا کر دیا۔ اس کی گردن میں گلٹی نکل آئی۔ جس سے وہ بنی سلول کی ایک عورت کے گھر میں مر گیا۔ اس کے دوسرے ہمراہی اسے دفن کر کے اپنی قوم بنی عامر کے پاس آئے انہوں نے اُربد سے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا کچھ نہیں بخدا محمدؐ نے ہمیں ایسی شے کی عبادت کے لئے دعوت دی کہ اگر وہ میرے ہاتھ لگ جائے تو اپنے تیر سے میں اسے ہلاک کر دوں۔ اس بات کے کہنے کے ایک یا دو روز کے بعد وہ اپنے اونٹ کو بیچنے کے لئے روانہ ہوا راستے میں اللہ نے بجلی سے اسے اور اس کے اونٹ کو جلا کر خاک کر دیا۔ یہ اُربد بن قیس، لبید بن ربیعہ کا اخیافی بھائی تھا۔

بنی طے کا وفد

بنی طے کا وفد اپنے رئیس زید الخیل کے ساتھ رسول اللہ صلعم کے پاس آیا آپؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی وہ اسلام لے آئے اور مخلص مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس جس عرب کی فضیلت کا ذکر مجھ سے کیا گیا اور وہ میرے پاس آیا۔ میں نے اسے اس سے کمتر پایا جیسا کہ اس کی تعریف کی گئی تھی۔ سوائے

زید الخیل کے کہ ان کے متعلق جو کچھ کہا گیا تھا ملاقات سے وہ اس سے کہیں بہتر ثابت ہوئے اسی وجہ سے آپؐ نے ان کا نام اب زید الخیر رکھا، جاگیر دی اور دو مقطع دئے اور اس کے لئے باقاعدہ سند لکھ دی۔ یہ آپؐ سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس جانے کے لئے روانہ ہوئے آپؐ نے فرمایا اگر زید مدینہ کے فلاں بخار سے بچ گئے تو بھی وہ نہ بچے۔ چنانچہ جب وہ نجد کے علاقے میں پہنچے وہاں کے ایک چشمہ آب فردہ نام پر آئے ان کو بخار آیا اور اسی سے وہ مرگئے۔ ان کے مرنے کے بعد ان کی بیوی نے رسول اللہ صلعم کے وہ فرمان جو آپؐ نے جاگیر کے لئے زید الخیر کو لکھ دیئے تھے تلاش کر کے لے لئے اور ان کو آگ میں جلا دیا۔

مسیلمہ کذّاب کا خط

اس سال مسیلمہ نے رسول اللہ صلعم کو لکھا کہ میں آپؐ کے ساتھ نبوت میں شریک کیا گیا ہوں۔ عبداللہؓ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ مسیلمہ بن حبیب الکذّاب نے رسول اللہ صلعم کو لکھا، یہ خط مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمدؐ رسول اللہ کو لکھا جاتا ہے۔" سلام علیک، مجھے آپؐ کے ساتھ نبوت میں شریک کیا گیا ہے۔ ہمارے لئے آدھی سرزمین اور قریش کے لئے آدھی مگر قریش حد سے بڑھنے والی قوم ہے۔" دو شخص اس خط کو لے کر آپؐ کے پاس آئے۔ نعیم سے مروی ہے کہ خط کو پڑھ کر رسول اللہ صلعم نے اُن دونوں قاصدوں سے پوچھا تم کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا ہمارا بھی وہی خیال ہے جو مسیلمہ نے لکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر قاصدوں کا قتل جائز ہوتا تو میں تم دونوں کو قتل کر دیتا۔ پھر آپؐ نے مسیلمہ کو اُس کے خط کے جواب میں لکھا۔" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمدؐ رسول اللہ کی طرف سے مسیلمۃ الکذّاب کے نام لکھا جاتا ہے سلام ہو اُس پر جس نے راہ راست کی اتباع کی۔ امّا بعد فان الارض للّٰہ یورثھا من یشاء من عبادہٖ والعاقبۃ للمتّقین۔ (ترجمہ:۔ زمین اللہ کی ہے، اپنے بندوں میں سے جسے وہ چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور بے شک آخرت اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے ہے) یہ آخر ۱۰ھ ہجری کا واقعہ ہے۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ مسیلمۃ الکذّاب اور دوسرے مدعیانِ نبوت نے رسول اللہ صلعم کی حجۃ الوداع سے واپسی اور مرض الموت میں علیل ہونے کے بعد اپنی نبوت کا اعلان اور دعوے کیا تھا۔

رسول اللہ صلعم کے مولیٰ ابو مویہبۃ سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع کے بعد جب رسول اللہ صلعم مدینہ واپس آئے اور مسافروں کے ذریعے تمام عرب میں آپ کی علالت کی خبر مشہور ہوگئی۔ اسود نے

یمن میں اور مسیلمہ نے یمامہ میں نبوت کا دعویٰ کیا، ان دونوں کی اطلاع آپ کو مل گئی۔ آپ کے مرض سے افاقے کے بعد طلحہ نے بنی اسد کے علاقے میں اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اس کے بعد آپ محرم میں پھر اس مرض میں بیمار پڑ گئے جس سے آپؐ کی وفات ہوئی۔

عاملوں کا تقرر

اس سال رسول اللہ صلعم نے ان تمام علاقوں میں جہاں اسلام پھیل گیا تھا اپنے عامل صدقات مقرر کر کے بھیج دیئے۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ تمام ان شہروں پر جو اسلام کے زیر نگیں آ گئے تھے رسول اللہ صلعم نے اپنے امیر اور عامل صدقات مقرر کئے۔ مہاجرؓ بن ابی امیہ بن المغیرہ کو آپؐ نے صنعاء بھیجا۔ عنسی نے جو وہاں تھا مہاجرؓ کے خلاف خروج کیا۔ آپؐ نے بنی بیاضۃ کے زیاد بن لبید الانصاری کو حضرموت کے صدقات کا عامل مقرر کیا۔ عدی بن حاتم کو طے اور اسد کا عامل صدقات مقرر فرمایا، مالک بن نویرہ کو بنی حنظلہ کا عامل صدقات مقرر فرمایا۔ بنی سعد کے صدقات کی وصول یابی انہی کے دو شخصوں کے تفویض کی۔ علاء بن الحضرمی کو آپ نے بحرین کا عامل مقرر کر کے بھیجا اور علیؓ بن ابی طالب کو نجران بھیجا تاکہ یہ وہاں کے صدقات اور جزیئے کو وصول کریں۔

باب ۱۹

حجۃ الوداع سنہ ۱۰ھ

اس سال کے ماہ ذی القعدہ کے شروع ہوتے ہی رسول اللہ صلعم نے حج کی تیاری شروع کی اور تمام صحابہؓ کو آپؐ نے سفر کی تیاری کا حکم دیا۔ عائشہؓ ام المومنین سے مروی ہے کہ ذی القعدہ کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ رسول اللہ صلعم حج کے لئے روانہ ہوئے۔ اس وقت خود آپؐ اور تمام صحابہؓ کی زبان پر صرف حج کا ذکر تھا یہاں تک کہ آپؐ سرف پہنچے۔ آپؐ نے اپنے ہمراہ حج کے لئے ہُدی بھی لی تھی اور دوسرے شرفاء کے ساتھ بھی ہدی تھی۔ آپؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ سوائے اُن لوگوں کے جو ہدی ساتھ لائے ہیں اور لوگ عمرہ کر سکتے ہیں۔ میں اسی دن حائضہ ہوگئی۔ علیؓ میرے پاس آئے میں رو رہی تھی اُنہوں نے پوچھا کیا ہُوا، شاید تم کو حیض آیا ہے۔ میں نے کہا ہاں، اور اچھا ہوتا کہ اس سال میں تم سب کے ساتھ حج کے لئے نہ جاتی۔ انہوں نے کہا یہ خیال نہ کرو بلکہ یہ بات زبان سے بھی مت کہو۔ طواف کے علاوہ تم اور تمام وہی مناسک حج ادا کر سکتی ہو جو دوسرے حاجی کرتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ کا عمرہ

رسول اللہ صلعم مکّہ میں داخل ہوئے سوائے ان حضرات کے جو ہدی لائے تھے دوسروں نے عمرہ ادا کیا آپؐ کی بیویوں نے بھی عمرہ کیا۔ قربانی کے دن گائے کا گوشت مجھے بھیجا گیا میں نے کہا یہ کیا ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی ہے۔ حصبہ (کنکریاں مارنے کا دن) کے دن رسول اللہ صلعم نے مجھے میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کے پاس بھیجا تاکہ میں تنعیم جاکر وہاں سے عمرے کے عوض میں جو میں نہیں کر سکی تھی عمرہ کر لوں۔

حضرت فاطمہؓ کا عمرہ

ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے علیؓ بن ابی طالب کو نجران بھیجا تھا وہ مکّہ میں آکر آپؐ سے ملے اور احرام باندھ چکے تھے علیؓ فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلعم کے پاس آئے

اور انہوں نے دیکھا کہ فاطمہؓ نے احرام باندھ کر عمرے کی تیاری کی ہے۔ علیؓ نے ان سے پوچھا اے رسولؐ کی صاحبزادی کیا کر رہی ہو۔ انہوں نے کہا رسول اللہؐ نے ہمیں عمرے کی اجازت دی ہے اور اس کے لئے ہم نے احرام باندھا ہے۔ فاطمہؓ سے مل کر علیؓ رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اپنے واقعات سفر کو سنانے کے بعد رسول اللہ صلعم نے ان سے کہا جاؤ جا کہ پہلے بیت اللہ کا طواف کرو اور پھر اپنے دوسرے اصحاب کی طرح احرام کھولو۔ علیؓ نے کہا یا رسول اللہؐ میں نے تو آپؐ کی طرح حج کی نیت کی ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کیا ہوا جاؤ اور عمرہ کر کے قیام کرو۔ علیؓ سے مروی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہؐ حج کی نیت کرتے وقت میں نے اللہ سے کہا تھا کہ خداوندا میں بھی اسی طرح حج کی نیت کرتا ہوں جس طرح کہ تیرے بندے اور رسولؐ نے کی ہے۔ آپؐ نے پوچھا تمہارے ساتھ ہدی ہے، میں نے کہا نہیں، تب آپ نے ان کو بھی اپنی ہدی میں شامل کر لیا اور وہ بدستور احرام سابق باندھے رہے، اور جب رسول اللہ صلعم اور علیؓ دونوں حج سے فارغ ہو گئے تب رسول اللہ صلعم نے اپنے دونوں کی طرف سے ہدی کی قربانی کی۔

حضرت علیؓ کی روانگی مکہ

یزید بن طلحہ بن یزید بن اکانہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم سے ملنے کے لئے جب علیؓ یمن سے مکہ آئے انہوں نے رسول اللہ صلعم سے ملاقات کے لئے بڑی عجلت کی، وہ اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو اپنی فوج میں اپنا نائب بنا کر چلے آئے۔ اس شخص نے یہ کیا کہ جو اعلیٰ درجے کے کپڑے جزیئے میں وصول ہوئے تھے اور ساتھ تھے ان سب کو بھنڈار خانے سے نکلوا کر اپنی فوج کو پہنا دیئے، جب یہ فوج مکہ کے قریب آئی علیؓ ان کو دیکھنے آئے، یہاں آ کر انہوں نے دیکھا کہ تمام فوج حُلّے پہنے ہوئے ہے۔ علیؓ نے اپنے نائب سے اس کے متعلق جواب طلب کیا، اس نے کہا کہ میں نے یہ حُلّے اس لئے ان کو پہنا دیئے ہیں کہ جب یہ سب کے سامنے سے گزریں تو بھلے معلوم ہوں۔ علیؓ نے فرمایا یہ کوئی بات نہیں قبل اس کے کہ تم اس ہیئت میں رسول اللہ صلعم کے پاس پہنچو ان حُلّوں کو اتار دو، چنانچہ اس نے وہ تمام حُلّے فوج سے لے کر پھر توشہ خانے میں رکھوا دیئے۔ یہ بات فوج کو ناگوار ہوئی اور انھوں نے اس طرزِ عمل کا شکوہ کیا۔ ابو سعیدؓ الخدری سے مروی ہے کہ لوگوں نے علیؓ کی شکایت کی، اس کے متعلق رسول اللہ صلعم تقریر کرتے کھڑے ہوئے میں نے آپؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ "اے لوگو! تم مجھ سے علیؓ کی شکایت نہ کرو بخدا وہ بیشک اللہ کے لئے یا آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں بہت سخت ہیں۔"

رسولؐ اللہ کا خطبہ

عبداللہ بن ابی نجیح سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم حج کرنے تشریف لے گئے، آپؐ نے سب کو مناسک اور سنن حج بتا دیئے پھر آپؐ نے سب کے سامنے اپنا وہ مشہور خطبہ دیا جس میں آپؐ نے اپنے مقصد کو صاف صاف لوگوں پر واضح کیا۔ آپؐ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا اے لوگو میری بات کو غور سے سن لو کیونکہ شاید اس سال کے بعد اس مقام پر پھر کبھی میری تم سے ملاقات نہ ہو۔ اے لوگو قیامت تک کے لئے تمہارا خون اور تمہارا مال اسی طرح تم پر حرام ہے جس طرح کہ آج کے دن اور اس مہینے کی حرمت ہے تم اپنے رب سے ملوگے اور وہ تمہارے اعمال کی تم سے باز پرس کرے گا۔ میں نے اس کا پیام پہنچا دیا ہے، جس کے پاس کوئی امانت ہو اُسے چاہیئے کہ وہ امانت رکھوانے والے کو واپس کردے۔ ہر قسم کا سُود ساقط ہے۔ البتہ اصل رقم تمہاری ہے وہ تم کو ملنا چاہیئے تاکہ نہ تم پر ظلم ہو اور نہ تم دوسروں پر ظلم کرو، اللہ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ سُود قطعی ساقط ہے۔ عباس بن عبد المطلب کا تمام سُود قطعی ساقط ہے۔ اسی طرح جاہلیت میں جتنے خون ہوئے ہیں وہ سب ساقط ہیں اُن کا ہرگز انتقام نہ لیا جائے اور سب سے پہلے میں ابن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کا خون معاف کرتا ہوں۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ یہ شیر خوار بچہ بنی لیث کے یہاں پرورش پا رہا تھا بنو ہذیل نے اُسے قتل کر دیا۔ اس لئے سب سے پہلے جاہلیت کے خونوں میں سے اس بچے کے خون کی معافی سے ابتدا کرتا ہوں کہ وہ ساقط کیا جاتا ہے۔

اے لوگو! اب شیطان اس بات سے تو ہمیشہ کے لئے مایوس ہو چکا کہ اس تمہاری سرزمین میں خدائے واحد کے سوا کسی اور کی پرستش کی جائے البتہ اس کے سوا تمہارے جو اور اعمال ہیں جن کو تم معمولی درجے کا سمجھتے ہو ان کے متعلق وہ اس بات سے مطمئن ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے گی، اس لئے اپنے دین کی حفاظت کے لئے شیطان سے ڈرتے رہو۔ اے لوگو! مہلت کفر میں ایک اور اضافہ ہے اُس سے صرف کافر گمراہ ہوتے ہیں ایک سال اسے حلال کر لیتے ہیں ایک سال اسے حرام کر لیتے ہیں تاکہ اللہ نے جو زمانہ حرام قرار دیا ہے اس کی خلاف ورزی کی جائے اس لئے جو زمانہ اللہ نے حرام کیا ہے اُسے وہ حلال کرتے ہیں اور جو زمانہ جنگ کے لئے جائز قرار دیا ہے اُسے حرام قرار دیں، جس روز کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے زمانہ برابر گردش میں ہے، جس روز کہ اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے اُسی دن اُس نے اپنی کتاب میں بارہ مہینے مقرر کئے ہیں اُن میں چار حرام ہیں تین

تو مسلسل اور چوتھا رجب مُضر جو جمادی اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔

امّا بعد، اے لوگو! تمہاری بیویوں پر تمہارا حق ہے اور تم پر اُن کا حق ہے، اُن پر تمہارا یہ حق ہے کہ تمہاری مرضی کے خلاف تمہارے گھر کوئی غیر نہ آئے اور اُن پر یہ فرض ہے کہ وہ کوئی بدکاری نہ کریں؛ اگر وہ ایسا کریں تو اللہ نے تم کو اجازت دی ہے کہ تم اُن کو اُن کی خواب گاہوں میں چھوڑ دو اور اُن سے کوئی واسطہ نہ رکھو اور معمولی مار مارو اگر اس سزا سے وہ باز آجائیں تو تم فراخ دلی کے ساتھ اُن کو نان و نفقہ دو اور ہمیشہ ایک دوسرے کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت کرتے رہو وہ تمہاری دستِ نگر ہیں۔ خود اپنا کچھ نہیں رکھتیں اور تم نے اُن کو اللہ کی امانت کے ساتھ اپنے نکاح میں لیا ہے اور اللہ کے کلمے کے ساتھ اُن کی فروج کو حلال کیا ہے۔ اے لوگو! اچھی طرح میری باتوں کو سمجھ لو اور غور سے سُن لو۔ میں نے اللہ کا پیام پہنچا دیا ہے اور تم میں وہ چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر اس پر عمل کرتے رہو گے تو کبھی راہِ راست سے نہ بھٹکو گے، اور وہ اللہ کی کتاب اور اُس کے رسولؐ کی سُنّت ہے۔ اے لوگو! میری بات کو اچھی طرح سُن لو۔ میں نے اللہ کا پیام پہنچا دیا، اچھی طرح سمجھ لو کہ ہر مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، کسی شخص کے لئے اپنے بھائی کی چیز زبردستی لینا جائز نہیں سوائے اس کے کہ جو وہ اپنی مرضی سے دے۔ اپنے اوپر ظلم نہ کرنا۔ اے اللہ! کیا میں نے تیرا پیام پوری طرح پہنچا دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ آپؐ کے اس قول پر تمام مسلمانوں نے کہا بے شک آپؐ نے اللہ کا پیام پہنچا دیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا خداوندا تو شاہد رہ۔

حجِ اکبر عبّاد سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم عرفہ پر کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے ربیعہ بن اُمیّہ بن خلف آپؐ کے جملوں کو بلند آواز سے سب کو سنانے کے لئے دُہراتے جاتے تھے۔ رسول اللہ صلعم ربیعہؓ سے کہتے کہ کہہ دو اے لوگو رسول اللہ پوچھتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کونسا مہینہ ہے، تمام حاضرین کہتے یہ ماہ مقدس ہے رسول اللہ صلعم ربیعہؓ سے کہتے کہہ دو کہ اللہ نے قیامت تک کے لئے تم پر تمہاری جان اور مال اسی طرح حرام کر دیا جس طرح کہ یہ مہینہ حرام ہے۔ پھر آپؐ نے ربیعہؓ سے کہا کہہ دو کہ رسول اللہؐ کہتے ہیں اے لوگو! جانتے ہو کہ یہ کونسا شہر ہے، وہ اس جملے کو بلند آواز سے کہتے، اس کے جواب میں تمام حاضرین کہتے

یہ شہر مقدس (بلد الحرام) ہے۔ رسول اللہ صلعم ربیعہؓ سے کہتے کہہ دو کہ اللہ نے تم پر تمہاری جان اور مال کو قیامت تک کے لئے اسی طرح حرام کر دیا ہے جس طرح کہ یہ شہر حرام ہے۔ پھر آپؐ نے ربیعہؓ سے فرمایا کہو کہ اے لوگو جانتے ہو گہ آج کون دن ہے، سب نے کہا آج حج الاکبر کا دن ہے۔ آپؐ نے ربیعہؓ سے فرمایا کہہ دو کہ اللہ نے تمہاری جان اور مال کو قیامت تک کے لئے تم پر اسی طرح حرام کر دیا ہے جس طرح کہ آج کا دن متبرک اور حرام ہے۔

تعلیمی حج

عبداللہ بن ابی نجیح سے مروی ہے کہ عرفہ میں ٹھہر کر رسول اللہ صلعم نے فرمایا یہ مقام اس پہاڑ کا جس پر یہ واقع ہے موقف ہے اور تمام عرفہ موقف ہے۔ اسی طرح آپ نے مزدلفہ کی صبح کو قزح پر قیام کر کے فرمایا یہ موقف ہے اور تمام مزدلفہ موقف ہے۔ اسی طرح جب آپؐ نے قربان گاہ میں قربانی کی فرمایا یہ قربان گاہ ہے اور تمام منیٰ قربان گاہ ہے۔ آپؐ نے حج پورا کیا تمام مسلمانوں کو سب مناسک حج بتا دیئے اور حج کے موقعے پر مواقف رمی جمار اور بیت اللہ کے طواف میں جو فرائض ہیں وہ بتائے نیز حج میں جن باتوں کو حلال کیا گیا ہے اور جن باتوں کو حرام کیا گیا ہے وہ بتادیں اس طرح یہ حج نہ صرف آخری حج ہوا بلکہ تعلیمی حج بھی تھا کیونکہ اس کے بعد رسول اللہ صلعم کو حج کا موقع نہیں مل سکا۔

غزوات رسول اللہ صلعم

ابو جعفر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے چھبیس[۲۶] غزوات میں خود شرکت فرمائی ہے۔ بعض اصحاب نے کہا ہے کہ آپ نے ستائیس[۲۷] غزوات میں خود شرکت کی ہے۔ جن لوگوں نے آپ کے غزوات کی تعداد چھبیس[۲۶] بیان کی ہے انہوں نے غزوۂ خیبر اور وہاں سے جو آپ مدینہ واپس آئے بغیر غزوۂ وادی القریٰ کے لئے گئے تھے ایک غزوہ قرار دیا ہے کیونکہ وہ ایک ہی سلسلے میں ہوئے اس لئے آپ اپنے مقام پر واپس آئے بغیر خیبر ہی سے وادی القریٰ چلے گئے اور جو لوگ آپ کے غزوات کی تعداد ستائیس کہتے ہیں وہ ان دونوں واقعوں کو علیحدہ علیحدہ ایک غزوہ سمجھتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ کل چھبیس غزوات ایسے ہیں جن میں رسول اللہ صلعم نے بذات خود شرکت فرمائی ہے پہلا غزوہ جس میں آپؐ نے شرکت کی وہ غزوۂ ودان ہے اور یہی غزوۃ الابواء ہے، اس کے بعد غزوۂ بواط ہے جو کوہ رضویٰ کی

سمت میں پیش آیا۔ پھر غزوۃ العشیرہ ہے جو ینبوع کے شکم میں وقوع پذیر ہوا، اس کے بعد بدر کا پہلا غزوہ ہے جس میں آپ کرز بن جابر کے تعاقب میں گئے تھے۔ اس کے بعد بدر کا وہ غزوہ ہوا جس میں قریش کے عمائد اور اشراف مارے گئے اور اسیر کئے گئے۔ اس کے بعد بنی سُلیم کا غزوہ ہوا جس میں آپ الکدر تک پہنچے تھے جو بنی سلیم کا ایک چشمہ ہے۔ اس کے بعد غزوۃ السویق ہوا، جس میں آپؐ ابوسفیان کے تعاقب میں قرقرۃ الکدر تک پہنچے تھے۔ اس کے بعد غزوہ غطفان ہوا جس میں آپؐ نے نجد کی طرف یورش کی تھی اور اسی کو غزوۂ ذی اَمَرّ بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد غزوہ بحران ہے یہ فرع کے اوپر حجاز میں ایک کان ہے۔ اس کے بعد اُحد کا غزوہ ہوا۔ اس کے بعد حمراء الاسد کا غزوہ ہوا۔ اس کے بعد بنی النضیر کا غزوہ ہوا۔ اس کے بعد نخلستان میں ذات الرقاع کا غزوہ ہوا۔ اس کے بعد بدر کا دوسرا غزوہ ہوا۔ اس کے بعد غزوۂ دومۃ الجندل ہوا۔ اس کے بعد غزوۂ خندق ہوا۔ اس کے بعد بنی قریظہ کا غزوہ ہوا۔ اس کے بعد خزاعہ کے بنی المصطلق سے غزوہ ہوا۔ اس کے بعد غزوۂ حدیبیہ ہوا، اس میں آپؐ کا ارادہ لڑائی کا نہ تھا اور مشرکین نے آپؐ کو مکّے جانے سے روک دیا۔ اس کے بعد غزوۂ خیبر ہوا، اس کے بعد آپؐ عمرہ کی قضا کے لئے مکّہ گئے۔ اس کے بعد فتح مکّہ کا غزوہ ہوا۔ اس کے بعد غزوۂ حنین۔ اس کے بعد غزوۂ طائف۔ اس کے بعد غزوۂ تبوک ہوا۔ ان غزوات میں سے غزوات بدر، اُحد، خندق، قریظہ، مصطلق، خیبر، فتح، حنین اور طائف ایسے ہوئے کہ ان میں خود رسول اللہ صلعم نے لڑائی میں حصّہ لیا۔

محمد بن عمر کو ابو معشر سے جو روایت پہنچی ہے وہ مذکورہ بالا بیان کے مطابق ہے مگر خود وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کے مغازی باتفاق معروف ہیں۔ ان میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، ان کی تعداد ستائیس ہے صرف وقت کی تقدیم و تاخیر میں اختلاف ہے۔

عبداللہؓ بن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلعم نے کتنی مرتبہ غزوات میں شرکت فرمائی، انہوں نے کہا ستائیس مرتبہ۔ اس کے بعد ان سے پوچھا گیا کہ تم نے کتنی مرتبہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ غزوات میں شرکت کی۔ انہوں نے کہا اکیس[۲۱] غزوات میں۔ سب سے پہلے میں غزوۂ خندق میں شریک ہوا، چھ غزوات

مجھ سے چھوٹ گئے اگرچہ میں خود دل سے شرکت کا متمنی تھا اور ہر مرتبہ رسول اللہ صلعم سے شرکت کی اجازت مانگتا تھا مگر آپ نہ مانتے تھے البتہ غزوۂ خندق میں آپ نے مجھے شرکت کی اجازت دی۔

واقدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم گیارہ غزوات میں خود لڑے ان میں سے نو انہوں نے وہی بیان کئے ہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں۔ ان کے علاوہ انہوں نے غزوۂ وادی القریٰ کو شمار کیا ہے، جس میں آپؐ خود لڑے اور آپؐ کے غلام مدعم کو تیر لگا۔ اسی طرح غابہ کے واقعے میں آپؐ خود لڑے اور آپؐ نے کئی مشرکوں کو قتل کیا اور اس واقعے میں محرز بن نضلہ قتل ہوئے۔

رسول اللہ صلعم کی مہمات

ان کی تعداد میں اختلاف ہے، عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ مدینہ میں تشریف لانے کے بعد سے اپنی وفات تک رسول اللہ صلعم نے پینتیس [۳۵] مہمات جہاد کے لئے روانہ فرمائیں۔ آپؐ نے عبیدہ بن الحارث کی قیادت میں ایک مہم ثنیۃ المرّہ کے لئے احیاء کو جو حجاز میں ایک چشمہ ہے بھیجی۔ اس کے بعد آپؐ نے ایک مہم حمزہؓ بن عبدالمطلب کی امارت میں عیص کی سمت سے ساحل سمندر کو بھیجی۔ بعض لوگ حمزہؓ کی مہم کو عبیدہ کی مہم پر مقدم کرتے ہیں اس کے بعد سعد بن ابی وقاص کی مہم حجاز کے مقام خرار کو گئی۔ عبداللہ بن جحش کی مہم نخلہ کو گئی۔ زید بن حارثہ کی مہم قردہ کو گئی جو نجد کا ایک چشمہ ہے۔ مرثد بن ابی مرثد الغنوی کی مہم رجیع کو گئی۔ منذر بن عمرو کی مہم بئر معونہ کو گئی۔ ابو عبیدہ بن الجراح کی مہم ذی القصّہ کو جو عراق کے راستے پر ہے گئی۔ عمرؓ بن الخطاب کی مہم بنی عامر کے مقام تربہ کو گئی۔ علیؓ بن ابی طالب کی مہم یمن گئی۔ لیث کے خاندان کلب کے غالب بن عبداللہ الکلبی کی مہم کدید گئی جہاں انہوں نے بنی الملوح کو قتل کیا۔ علیؓ بن ابی طالب کی مہم اہل فدک کے بنی عبداللہ بن سعد کے مقابلے پر گئی۔ ابن ابی العوجاء السلمی کی مہم سُلیم کے علاقے میں گئی جہاں وہ اور ان کے تمام ساتھی شہید کر دیئے گئے۔ عکاشہ بن محصن کی مہم غمرہ گئی، ابوسلمہ بن عبدالاسد کی مہم قطن گئی جو نجد کے نواح میں بنی اسد کا ایک چشمہ تھا اس غزوے میں مسعود بن عروہ مارے گئے۔ بنی الحارثہ کے محمد بن مسلمہ کی مہم ہوازن کے مقام قرطاء کو گئی۔ بشیر بن سعد کی مہم فدک بنی مرّہ کے مقابلے پر گئی، نیز بشیر بن سعد کی مہم یُمن اور جبار کو جو خیبر کا موضع تھا گئی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یمن اور جبار خیبر کا علاقہ تھا۔ زید بن حارثہ کی مہم بنی سلیم کے

مقام جموم کو گئی، نیز زید بن حارثہ کی مہم حسمی کے علاقے میں جذام کے مقابلے پر گئی جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔ نیز زید بن حارثہ کی مہم وادی القریٰ گئی اور بنی فزارہ سے اُن کا مقابلہ ہوا۔

یسیر بن رزام

عبداللہ بن رواحہ کی قیادت میں دو مرتبہ خیبر کو مہم گئی، ایک مرتبہ میں یسیر بن رزام قتل کیا گیا، اس کا واقعہ یہ ہے کہ یسیر بن رزام یہودی خیبر میں تھا، یہ غطفان کو رسول اللہ صلعم سے لڑنے کے لئے جمع کر رہا تھا۔ رسول اللہ صلعم عبداللہ بن رواحہ کو اپنے چند صحابہؓ کے ساتھ جن میں بنی سلمہ کے حلیف عبداللہ بن اُنیس بھی تھے خیبر بھیجا یہ لوگ یسیر بن رزام کے پاس آئے اُس سے گفتگو کی اُسے ترغیب و تحریص دلائی اور کہا کہ اگر تم رسول اللہ صلعم کے پاس چلو تو وہ تم کو عامل مقرر کر دیں گے اور تمہاری عزت افزائی کریں گے۔ یہ لوگ اس کو برابر سمجھاتے رہے یہاں تک کہ وہ ان کے ساتھ آنے کے لئے تیار ہو گیا اور چند یہودیوں کو ساتھ لے کر مسلمانوں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ عبداللہ بن اُنیس نے اسے اپنے اونٹ پر بٹھا لیا اور خود اُس کے پیچھے بیٹھے۔ مگر جب یہ لوگ قرقرۃ آئے جو خیبر سے چھ میل ہے یسیر بن رزام کا خیال پلٹ گیا اور وہ رسول اللہ صلعم کے پاس جانے پر نادم ہوا۔ اُس نے تلوار لینا چاہی اس سے عبداللہ بن انیس اس کے ارادے سے واقف ہو گئےؓ اور اس پر چڑھ بیٹھے پھر تلوار ماری جس سے اُس کا پاؤں قطع ہو گیا، یسیر نے اونٹ ہانکنے کی لکڑی سے جس کے سرے پر تیز کیل لگی ہوئی تھی اور جو اس کے ہاتھ میں تھی عبداللہ بن انیس پر وار کیا مگر اتنے میں خود یسیر کا کام تمام ہو گیا اور اس واقعہ سے صحابہؓ رسولؐ نے اپنے ہر یہودی ساتھی پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا صرف ایک یہودی اپنی سواری پر بھاگ کر بچ گیا عبداللہ بن انیس جب رسول اللہ صلعم کے پاس آئے آپؐ نے اپنا تھوک ان کے زخم پر لگا دیا جس سے ان کی تکلیف، اور کچا پن جاتا رہا۔ پھر عبداللہ بن عتیک کا غزوۂ خیبر ہے جس میں انہوں نے ابو رافع کو قتل کر دیا۔ واقعۂ بدر اور اُحد کے درمیان رسول اللہ صلعم نے محمد بن مسلمہ کو کعب بن الاشرف کے لئے بھیجا جسے انہوں نے قتل کر دیا۔

عبداللہ بن اُنیس

رسول اللہ صلعم نے عبداللہ بن اُنیس کو خالد بن سفیان بن نبیح الہذلی کے مقابلے کے لئے جو نخلہ یا عُرنہ میں رسول اللہ صلعم سے لڑنے کے لئے فوج جمع

کر رہا تھا اور عبداللہ بن انیس نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے متعلق خود عبداللہ بن انیس سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے طلب فرمایا اور فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ خالد بن سفیان بن بنیح الہذلی مجھ سے لڑنے کے لئے فوج جمع کر رہا ہے وہ اس وقت نخلہ یا عرنہ میں ہے تم اس کو جاکر قتل کر دو۔ میں نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ اُس کا حلیہ مجھ سے بیان کر دیں تاکہ میں اُسے شناخت کر سکوں۔ آپؐ نے فرمایا اُسے دیکھتے ہی تم کو شیطان یاد آجائے گا اور جب تم اُسے دیکھو گے تو وہ لرزہ براندام ہوگا اس سے تم اُسے شناخت کر لینا۔ اب میں اپنی تلوار بغل میں دبائے ہوئے اس کے لئے نکلا اور جب اس کے قریب پہنچا تو چونکہ اب عصر کا وقت آ گیا تھا وہ اپنی بیویوں کے ساتھ ان کے قیام کے لئے کسی عمدہ مقام کی تلاش کر رہا تھا میری نظر اس پر پڑی۔ اور رسول اللہ صلعم نے جو کیفیت اس کی بیان کی تھی کہ وہ لرزہ براندام ہوگا یہی حالت میں نے اس کی دیکھی جس سے میں نے اُسے شناخت کر لیا۔ میں اس کی جانب بڑھا اور اس اندیشے سے کہ اگر میرا اور اُس کا باقاعدہ مقابلہ ہوا اور اس میں نیزوں کا تبادلہ ہوتا رہا تو دیر لگ جائے گی اور نماز قضا ہو جائے گی۔ اس لئے میں اس کی طرف چلتا رہا اور نماز کی نیت کر کے سر کے اشاروں سے نماز پڑھتا گیا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا، اُس نے للکارا کون ہو۔ میں نے کہا عرب ہوں میں نے سنا کہ تم محمدؐ کے مقابلے کے لئے فوج جمع کر رہے ہو تو میں بھی اس لئے تمہارے پاس آیا ہوں۔ اس نے کہا ہاں یہ صحیح ہے، اب میں اس کے ہمراہ چلتا رہا، تھوڑی دور چلنے کے بعد جب مجھے موقع ملا میں نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا اور وہاں سے پلٹا۔ میں نے دیکھا کہ اس کی بیویاں ماتم کے لئے اس پر جھکی ہوئی ہیں۔

رسول اللہ صلعم کا عصا

میں رسول اللہ صلعم کے پاس آیا، میں نے آپؐ کو سلام کیا آپؐ نے فرمایا سرخرو آئے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا آپؐ نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ آپ اُٹھ کر اپنے گھر تشریف لے گئے اور ایک عصا لاکر مجھ کو دیا اور فرمایا عبداللہ بن انیس یہ عصا لو اور اسے حفاظت سے رکھنا۔ میں اسے لے کر سب کے سامنے آیا۔ لوگوں نے پوچھا یہ عصا کہاں سے ملا۔ میں نے کہا یہ مجھے رسولؐ اللہ نے عطا فرمایا ہے اور ہدایت کی ہے کہ میں اسے حفاظت سے اپنے پاس رکھوں۔ لوگوں نے کہا واپس جاکر دریافت تو کرو کہ آپ نے یہ بات کیوں ارشاد فرمائی ہے۔ میں نے آپؐ سے آکر پوچھا یا رسولؐ اللہ آپؐ نے یہ عصا

مجھے کیوں عطا فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تاکہ قیامت کے دن میں تم کو اس سے شناخت کرسکوں کیونکہ اس روز بہت ہی کم لوگوں کے پاس عصا ہوگا۔ چنانچہ عبداللہ بن انیس نے اس عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ باندھ لیا اور وہ مرتے دم تک اسی طرح ان کے پاس رہا۔ مرنے کے بعد اُن کی وصیت کے مطابق اسے ان کے کفن میں رکھ دیا گیا اور وہ ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔

اس کے بعد ایک مہم علاقۂ شام میں مقام موتہ کو زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ کی معیت میں گئی۔ اس کے بعد شام کے علاقے میں مقام ذات اسلاح کو ایک مہم کعب بن عمیر الغفاری کی قیادت میں گئی اور وہاں وہ اور ان کے ساتھی شہید کر دیئے گئے۔

اسیران بنی العنبر بنی تمیم کے بنی عنبر کے مقابلے پر عیینہ بن حصن کی مہم گئی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عیینہ بن حصن کو بنی عنبر کے مقابلے پر بھیجا۔ عیینہ نے ان پر غارتگری کرکے چند آدمیوں کو قتل کر دیا اور چند قیدی گرفتار کئے۔ اس سلسلے میں عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے رسول اللہ صلعم سے کہا تھا کہ میں نے بنی اسمٰعیل میں سے ایک غلام کو آزاد کرنے کا عہد کیا تھا وہ اب تک میرے ذمے ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا بنی العنبر کے قیدی ابھی آنے والے ہیں، ان میں سے ایک میں تم کو دے دوں گا تم آزاد کر دینا۔ ابن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ جب یہ قیدی آپؐ کے پاس آئے بنی تمیم کا ایک وفد جس میں ربیعہ بن رفیع، سبرہ بن عمرو، قعقاع بن معبد، وردان بن محرز، قیس بن عاصم، مالک بن عمرو، الاقرع بن حابس، حنظلہ بن درام اور فراس بن حابس تھے۔ ان قیدیوں کی رہائی کے لئے آپ کی خدمت میں آیا۔ اس واقعہ میں بنی تمیم کی عورتوں میں سے اسماء بنت مالک، کاس بنت اری، نجوہ بنت نہد، جمیعہ بنت قیس اور عمرہ بنت مطر گرفتار ہو کر آئی تھیں۔

بنی مرہ کی مہم کلب لیث کے غالب بن عبداللہ الکلبی بنی مرہ پر مہم لے کر گئے اور اس واقعے میں اسامہ بن زید اور ایک دوسرے انصاری نے بنی مرہ کے حلیف مرداس بن نہیک کو جو جہینہ کے خاندانی حرقہ سے تھا قتل کر دیا اور اسی واقعے کے متعلق رسول اللہ صلعم نے اُسامہ سے کہا تھا کہ لا الٰہ الا اللہ کے اعلان کے باوجود تم نے مرداس کو قتل کر دیا، اب تمہارا کفیل کون ہو سکتا ہے۔

مہم ذات السلاسل عمرو بن العاص کی مہم ذات السلاسل گئی۔ ابن ابی حدرد اور ان کے ساتھیوں کی مہم بطن اخم گئی۔ پھر ابی حدرد الاسلمی کی مہم غابہ گئی۔ عبدالرحمٰن بن عوف

کی مہم گئی۔ رسول اللہ صلعم نے ابو عبیدہ بن الجراح کی قیادت میں ایک مہم ساحل سمندر کو بھیجی اور یہی غزوہ الخبط ہے۔

محمد بن عمرؓ کی روایت

محمد بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کی مہمات کی تعداد اڑتالیسؓ ہے واقدی کہتے ہیں کہ اس سال رمضان میں جریر بن عبداللہ البجلی مسلمان ہو کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے۔ آپ نے ان کو ذی الخلصہ بھیجا جریر نے اسے منہدم کر دیا۔

اس سال مرید بن یحنس یمن کی ابناء کی جماعت کے پاس اُن کو اسلام کی دعوت دینے آئے۔ یہ نعمان بن بزرج کی لڑکیوں کے پاس مہمان ہوئے وہ اسلام لے آئیں۔ پھر مرید نے فیروز الدیلمی کو اسلام کی دعوت بھیجی اور وہ اسلام لے آئے۔ نیز انہوں نے مرکبود اور اُن کے بیٹے عطا کو اسلام کی دعوت دی اور وہب بن مُنبّہ کو دعوت دی سب سے پہلے صنعاء میں عطا بن مرکبود اور وہب بن مُنبّہ نے قرآن جمع کیا۔ اسی سال باذان اسلام لائے اور انہوں نے اس کی اطلاع رسول اللہ صلعم کو بھیجی۔

ابوجعفر کی روایت

ابوجعفر کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا تعداد عبداللہ بن ابی بکرؓ اور دوسرے اُن لوگوں کے بیان کے مطابق ہے جو کہتے ہیں رسول اللہ صلعم کے غزوات کی تعداد چھبیسؓ ہے، مگر ابن اسحاق زید بن ارقم سے سن کر راوی ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے اُنیس جہاد کئے، اور ہجرت کے بعد صرف ایک حج یعنی حجۃ الوداع کیا۔ ابن اسحٰق نے آپ کے اُس حج کا بھی ذکر کیا ہے جو آپ نے مکہؐ کے قیام میں ادا کیا تھا۔

ابو اسحٰق کی روایت

ابو اسحٰق کہتے ہیں میں نے زید بن ارقم سے پوچھا کہ تم نے کتنی مرتبہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ غزوات میں شرکت کی۔ انہوں نے کہا سترہؓ مرتبہ۔

دوسرے سلسلے سے ابو اسحٰق سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن یزید الانصاری نماز استسقاء کے لئے باہر گئے، انہوں نے دو رکعت نماز پڑھائی اور پھر نزول بارش کی دعا کی، اُس روز زید بن ارقم سے میری ملاقات ہوئی میں نے اُن سے پوچھا کہ رسول اللہ صلعم نے کتنی مرتبہ جہاد کیا، اُنہوں نے کہا اُنیس مرتبہ۔ میں نے پوچھا اور تم نے کتنی مرتبہ آپؐ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی، انہوں نے کہا سترہ مرتبہ۔ میں نے پوچھا سب سے پہلے تم کس غزوے میں شریک ہوئے۔ اُنہوں نے کہا ذات العُسیر یا عُشیر میں۔ مگر واقدی کا دعویٰ ہے کہ یہ بیان ارباب سیر کے نزدیک غلط ہے۔

ایک اور سلسلے سے ابو اسحٰق الہمدانی سے مروی ہے کہ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا تم نے کتنے غزوات میں رسول اللہ صلعم کے ہمراہ شرکت کی، انہوں نے کہا سترہ۔ میں نے پوچھا اور خود رسول اللہ صلعم کے غزوات کتنے ہوئے۔ انہوں نے کہا اُنیس۔ واقدی سے مروی ہے کہ میں نے اس حدیث کو عبداللہ بن جعفر سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہاں یہ اہل عراق کی اسناد ہیں مگر واقعہ یہ ہے کہ سب سے پہلے غزوۃ المریسیع میں جب کہ وہ بالکل کمسن لڑکے تھے زید بن الارقم نے شرکت کی ہے۔ اس کے بعد وہ موتہ میں عبداللہ بن رواحہ کے ردیف کی حیثیت سے شریک ہوئے، البتہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ انہوں نے کل تین یا چار غزوات میں شرکت کی ہے۔

مکحول سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے غزوات کل اٹھارہ ہیں ان میں سے صرف آٹھ غزوات میں آپ خود لڑے ہیں۔ اُن میں اوّل یہ ہیں بدر، اُحد، احزاب اور قریظہ۔ واقدی کہتے ہیں کہ یہ دونوں روایتیں زید بن ارقم اور مکحول کی بالکل غلط ہیں۔

رسول اللہ صلعم کے حج

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے تین حج کئے دو ہجرت سے قبل اور ایک ہجرت کے بعد جس کے ساتھ آپ نے عمرہ بھی کیا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ نے یہ بات بیان کی کہ حج سے پہلے رسول اللہ صلعم نے دو عمرے کئے ہیں، اس قول کی اطلاع عائشہؓ کو ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے چار عمرے کئے ہیں ان میں ایک عمرہ حج کے ساتھ ہوا عبداللہ بن عمرؓ ان سے بخوبی واقف ہیں۔

دوسرے سلسلے سے مجاہد سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمرؓ کو یہ کہتے سُنا کہ رسول اللہ صلعم نے تین عمرے کئے۔ یہ بات عائشہؓ کو معلوم ہوئی انہوں نے کہا ابن عمرؓ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلعم نے چار عمرے کئے تھے۔ ان میں ایک عمرہ وہ تھا جو آپ نے حج کے ساتھ کیا ہے۔

دوسرے سلسلے سے مجاہد سے مروی ہے کہ میں اور عروہ بن الزبیر مسجد نبوی میں آئے، ابن عمرؓ عائشہؓ کے حجرے کے پاس بیٹھے تھے ہم نے اُن سے پوچھا کہ رسول اللہ صلعم نے کتنی مرتبہ عمرہ کیا تھا اُنہوں نے کہا چار مرتبہ، ان میں ایک عمرہ آپ نے رجب میں کیا تھا ہم نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ اُن کی تکذیب و تردید کریں۔ ہم نے عائشہؓ کے مسواک کرنے کی آواز سُنی، عروہ بن الزبیر نے کہا اماں جان اور اُم المومنین آپ نے ابو عبدالرحمٰن کا قول سُنا، عائشہؓ نے پوچھا وہ کیا کہتے ہیں۔ عروہ نے کہا وہ کہہ رہے

ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے چار عمرے کئے ہیں، ان میں ایک آپ نے رجب میں کیا تھا۔ عائشہؓ نے فرمایا اللہ ابوعبدالرحمٰن پر رحم کرے، نبی صلعم نے کوئی عمرہ ایسا نہیں کیا جس وہ شریک نہ رہی ہوں اور نبی صلعم نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

ازواج مطہرات

ان میں سے بعض رسول اللہؐ کے بعد زندہ رہیں، بعض کو آپؐ نے علحدہ کردیا تھا اس علیحدگی کے وجوہ اور بعض آپؐ کی حیات میں انتقال کر گئیں۔

حضرت خدیجہؓ بنت خویلد

ہشام بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے پندرہ عورتوں سے نکاح کیا، تیرہ کے ساتھ آپ نے مباشرت کی۔ ایک وقت میں گیارہ موجود رہیں اور نو کو چھوڑ کر آپ کی وفات ہوئی۔ اسلام سے قبل آپ کی عمر بیس سال سے زائد تھی کہ آپ نے خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزّیٰ سے نکاح کیا۔ سب سے پہلے آپ نے انہیں سے نکاح کیا، آپ سے قبل یہ عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی بیوی تھیں، ان کی ماں فاطمہ بنت زائدہ بن الاصم بن رواحہ بن حجر بن معیص بن لوی تھیں۔ عتیق کے صلب سے خدیجہؓ کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی اس کے بعد عتیق کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد ابوہالہ بن زرارہ بن نباش بن زرارہ بن حبیب بن سلامہ بن غذی بن جروہ بن اسید بن عمرو بن تمیم نے جو بنی عبدالدار بن قصی سے تھا خدیجہؓ سے شادی کی، اس کے صلب سے خدیجہؓ کے بطن سے ہند بن ابی ہالہ پیدا ہوئے، ابوہالہ مر گیا اس کے بعد رسول اللہ صلعم نے خدیجہؓ سے نکاح کیا، اس وقت ہند بن ابی ہالہ خدیجہؓ کے آغوش تربیت میں تھے۔ خدیجہؓ کے بطن سے رسول اللہ صلعم کے آٹھ بچے قاسمؓ، طیبؓ، طاہرؓ، عبداللہؓ، زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور فاطمہؓ پیدا ہوئے۔

خدیجہؓ کی حیات میں رسول اللہ صلعم نے کوئی اور نکاح نہیں کیا، ان کے مرنے کے بعد سب سے پہلے آپؐ نے کس بیوی سے نکاح کیا اس میں اختلاف ہے۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ خدیجہؓ کے بعد سب سے پہلے آپؐ نے عائشہؓ بنت ابوبکرؓ سے نکاح کیا اور بعض کہتے ہیں کہ خدیجہؓ کے بعد آپؐ نے سب سے پہلے سودہؓ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر سے نکاح کیا ہے۔ جس وقت رسول اللہ صلعم نے عائشہؓ سے نکاح کیا وہ کمسن تھیں مباشرت کے قابل نہ تھیں البتہ سودہؓ بیوہ تھیں رسول اللہ صلعم سے قبل وہ سکران بن عمرو بن عبد شمس کے نکاح میں تھیں، وہ ہجرت کر کے حبشہ چلا گیا تھا، وہاں عیسائی ہو گیا اور وہیں اس کا انتقال ہو گیا، اس کے

بعد رسول اللہ صلعم نے اپنے مکہ کے قیام کے زمانے میں سودہؓ سے نکاح کیا۔ تمام علمائے سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلعم نے سودہؓ کے ساتھ عائشہؓ سے پہلے مباشرت فرمائی ہے۔

حضرت عائشہؓ بنت ابوبکرؓ

عائشہؓ سے مروی ہے کہ خدیجہؓ کے انتقال کے بعد مکہ ہی میں عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم بن امیہ بن الاوقص نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ یا رسول اللہ آپ شادی کیوں نہیں کرتے۔ آپؐ نے فرمایا کس سے کروں۔ خولہ نے کہا آپ چاہیں تو کنواری سے کریں اور چاہیں تو کسی بیوہ سے کریں دونوں ممکن ہیں۔ آپ نے پوچھا اچھا کنواری لڑکی بتاؤ۔ خولہ نے کہا آپ اپنے محبوب ترین دوست ابوبکرؓ کی بیٹی عائشہؓ سے کیجیے۔ آپ نے فرمایا اور بیوہ کون۔ خولہ نے کہا سودہ بنت زمعہ بن قیس موجود ہیں وہ آپؐ پر ایمان لا چکی ہیں اور آپ کے مذہب میں داخل ہو چکی ہیں، آپ نے فرمایا اچھا تم جا کر ان دونوں سے میرا پیام دو۔ خولہ ہمارے گھر آئیں اور انہوں نے میری ماں اُم رُومان سے کہا دیکھو اللہ نے کیا خیر و برکت تم پر مبذول فرمائی ہے۔ اُم رومان نے پوچھا کیا ہے، خولہ نے کہا رسول اللہ صلعم نے مجھے بھیجا ہے کہ میں ابوبکرؓ سے عائشہؓ کو ان کے لئے مانگوں۔ اُم رومان نے کہا وہ ابھی آتے ہوں گے ان کا انتظار کرو۔ ابوبکرؓ گھر آئے، خولہ نے ان سے کہا اے ابوبکرؓ دیکھو اللہ نے کیا خیر و برکت تم پر نازل فرمائی ہے، رسول اللہ صلعم نے مجھے تمہارے پاس عائشہؓ کی نسبت کے لئے بھیجا ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ عائشہؓ ان کی بھتیجی ہے کیا وہ ان کے نکاح میں آسکتی ہے۔ خولہ نے رسول اللہ صلعم سے آکر یہ بات کہی۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے جا کر کہہ دو کہ بیشک بحیثیت مسلمان ہونے کے ہم تم بھائی بھائی ہیں مگر تمہاری لڑکی میرے نکاح میں آسکتی ہے۔ خولہ نے آکر ابوبکرؓ سے آپؐ کا قول بیان کیا ابوبکرؓ نے کہا اچھا ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں۔ اُم رومان نے کہا واقعہ یہ ہے کہ مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے کے لئے عائشہؓ کو مانگا تھا اور ابوبکرؓ نے آج تک وعدہ خلافی نہیں کی ہے۔ ابوبکرؓ مطعم کے پاس گئے، ان کی وہ بیوی بھی موجود تھی جس کے بیٹے کے لئے عائشہؓ کو مانگا گیا تھا۔ اس بڑھیا نے ابوبکرؓ سے کہا کہ اگر ہم اپنے بیٹے کی شادی تمہاری لڑکی سے کر دیں تو غالباً تم سے صابی بنا لو گے اور جس مذہب کو تم نے اختیار کیا ہے اس میں اسے بھی شامل کر لو گے۔ ابوبکرؓ نے مطعم سے پوچھا کہ یہ کیا کہہ رہی ہے، اس نے کہا جو کچھ کہہ رہی ہے وہ ٹھیک ہے بے شک ہمیں یہ

اندیشہ ہے۔

یہ سن کر ابوبکرؓ اُن کے یہاں سے نکل آئے اور اس طرح اللہ نے ابوبکرؓ کو اُن کے وعدے کے ایفا سے بری الذمہ کردیا جو انہوں نے اپنی لڑکی کے متعلق مطعم سے کیا تھا، اور گھر آکر اُنہوں نے خولہ سے کہا کہ جاؤ رسولؐ اللہ کو بلا لاؤ۔ خولہ رسول اللہ صلعم کو بلا لائیں، ابوبکرؓ نے اُسی دن میرا نکاح رسول اللہ صلعم سے کردیا اور اس وقت میری عمر چھ سال کی تھی۔

حضرت سودہؓ بنت زمعہ

خولہ نے کہا میں ابوبکرؓ کے یہاں سے سودہؓ کے پاس گئی اور میں نے ان سے کہا سودہؓ دیکھو اللہ نے کیا خیر و برکت تم کو عطا کی ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا ہے۔ میں نے کہا رسول اللہ صلعم نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ میں اُن کا پیام تم سے دوں۔ سودہؓ نے کہا مناسب ہوگا کہ تم میرے باپ سے جا کر اس کا ذکر کرو، وہ چونکہ بہت ضعیف تھا حج میں شریک نہیں ہوا تھا میں اس کے پاس گئی اور میں نے جاہلیت کی رسم کے مطابق اُسے سلام کیا اور پھر کہا کہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب نے مجھے بھیجا ہے تاکہ میں سودہؓ کے لئے اُن کا پیام دوں۔ اُس نے کہا ہاں کیا مضائقہ ہے وہ شریف کفو ہیں مگر خود سودہؓ کیا کہتی ہے۔ میں نے کہا وہ اس نسبت کو پسند کرتی ہیں، اس نے کہا اچھا اُسے بلا لاؤ۔ میں سودہؓ کو بلا لائی۔ اُن کے باپ نے اُن سے کہا کہ یہ عورت تمہارے لئے محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب کا پیام لائی ہے اور بے شک وہ شریف کفو ہیں، کیا تم اس نسبت کو پسند کرتی ہو۔ سودہؓ نے کہا ہاں۔ اُن کے باپ نے مجھ سے کہا کہ محمدؐ کو بلا لاؤ۔ میں رسول اللہؐ کو لے گئی۔ سودہؓ کے باپ نے رسول اللہ سے سودہؓ کا نکاح کردیا۔ جب سودہؓ کا بھائی عبد بن زمعہ حج سے فارغ ہو کر گھر آیا اور اُسے اس واقعے کی خبر ہوئی اُس نے اظہارِ افسوس میں اپنے سر پہ خاک ڈالی۔

اسلام لانے کے بعد یہ ہمیشہ اپنی اس حرکت پر اظہار ندامت کیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہؓ کی روایت

عائشہؓ کہتی ہیں نکاح کے بعد ہم مدینہ آئے ابوبکرؓ سنح میں خزرج کے خاندان بنی الحارث کے یہاں فروکش ہوئے، ایک دن رسول اللہ ہمارے گھر آئے کچھ انصار اور ان کی عورتیں آپؐ کے پاس آگئیں۔ میری ماں میرے پاس آئیں میں اُس وقت جھولا جھول رہی تھی اُنہوں نے مجھے جھولے سے اتارا بالوں میں کنگھی کی میرا منہ دھلایا

اور پھر مجھے اپنے ساتھ لے چلیں اور کمرے کے دروازے پر پہنچ کر وہ ٹھہر گئیں۔ میں ڈری، میری ماں نے مجھے اندر کر دیا: رسول اللہ صلعم کمرے میں پلنگ پر تشریف فرما تھے، میری ماں نے مجھے آپ کی گود میں بٹھا دیا اور کہا یہ تمہارے شوہر ہیں، اللہ تم کو ان کے لئے اور ان کو تمہارے لئے موجب خیر و برکت کرے۔ اس کے بعد تمام لوگ گھر سے چلے گئے۔ رسول اللہ صلعم نے میرے گھر میں میرے ساتھ خلوت فرمائی، مگر اس خوشی میں نہ قربانیاں کی گئیں اور نہ بکری میرے لئے ذبح کی گئی، اس وقت میری عمر نو سال کی تھی۔ پھر سعد بن عبادہ کے یہاں سے حسب معمول رسول اللہ صلعم کے لئے کھانا آیا۔

حضرت عروہؒ کی روایت

عروہؓ نے خدیجہؓ بنت خویلد کی تاریخ وفات وغیرہ کے متعلق عبدالملک کو اس کے استفسار کے جواب میں لکھا تھا۔ مکہ سے ہجرت کے تقریباً تین سال قبل خدیجہؓ کا انتقال ہوا، ان کے انتقال کے بعد رسول اللہ صلعم نے عائشہؓ سے نکاح کیا۔ آپ نے دو مرتبہ عائشہؓ کو خواب میں دیکھا تھا کہ آپ سے کہا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں۔ نکاح کے وقت عائشہؓ کی عمر چھ سال کی تھی۔ مدینہ آکر آپ نے ان سے مباشرت کی اور اس وقت عائشہ کی عمر نو سال تھی۔

حضرت ہشام بن محمد کی روایت

ہشام بن محمد کے سلسلہ بیان کے مطابق خدیجہؓ کے بعد رسول اللہ صلعم نے عائشہؓ بنت ابوبکرؓ سے نکاح کیا۔ ابوبکرؓ کا نام عتیق بن ابی قحافہ ہے اور ابی قحافہ کا نام عثمان ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابو قحافہ کا نام عبدالرحمٰن بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ہے۔ ہجرت سے تین سال پہلے رسول اللہ نے عائشہؓ سے نکاح کیا اس وقت عائشہؓ کی عمر سات سال کی تھی۔ مدینہ آکر آپ نے عائشہؓ سے مباشرت کی اس وقت ان کی عمر نو سال کی تھی۔ رسول اللہؐ کی وفات کے وقت عائشہؓ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ سوائے ان کے رسول اللہؐ نے کسی اور کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔

حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ

اس کے بعد آپ نے حفصہؓ بنت عمرؓ بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن کعب سے نکاح کیا۔ آپ سے قبل وہ خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم کی بیوی تھیں، وہ مسلمان اور صحابی تھے۔ بدر میں رسول اللہؐ کے ساتھ شریک ہو کر شہید ہو گئے۔ ان کے صلب سے حفصہؓ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ بنی سہم میں سے ان کے علاوہ اور کوئی شخص جنگ بدر میں شریک نہیں ہوا۔

حضرت اُم سلمہؓ بنت ابی اُمیہ

اس کے بعد رسول اللہؐ نے اُم سلمہؓ سے جن کا نام ہند بنت ابی اُمیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے نکاح کیا۔ آپ سے قبل یہ ابوسلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی بیوی تھیں۔ یہ بدر میں رسول اللہؐ کے ساتھ شریک ہوئے تھے اور اس روز یہی مسلمانوں کے بہادر ترین شہسوار تھے۔ جنگ اُحد میں زخمی ہوئے اور جانبر نہ ہو سکے۔ اُم سلمہؓ بیوہ ہوگئیں۔ ابوسلمہؓ رسول اللہ صلعم کے پھوپی زاد بھائی نیز دودھ شریک بھائی بھی تھے۔ ان کی ماں برّہ بنت عبدالمطلب ہے۔ اُم سلمہ کے بطن سے ابوسلمہ کے بیٹے عمر اور سلمہ اور بیٹیاں زینب اور دُرّہ پیدا ہوئی تھیں۔ جب ان کا انتقال ہوا رسول اللہ صلعم نے ان کی نماز جنازہ میں نو تکبیریں کہیں۔ جب آپؐ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کو سہوا ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا نہیں، مَیں نے عمداً نو تکبیریں کہیں ہیں، نہ میں بھولا اور نہ مجھے سہوا ہوا۔ بخدا اگر میں ابوسلمہ پر ایک ہزار تکبیریں کہتا تو وہ اس کے بھی مستحق تھے۔ پھر آپؐ نے ان کے بیوی بچوں کی کفالت کے لئے سب کو دعوت دی اور پھر خود ہی اُم سلمہؓ سے جنگ احزاب سے تین سال قبل نکاح کیا۔ نیز آپ نے سلمہ بن ابی سلمہ کی شادی خاندان عبدالمطلب میں کر دی۔

حضرت جویریہؓ بنت الحارث

اس کے بعد آپ نے مریسیع کے واقعے کے سفر میں جویریہؓ بنت الحارث بن ابی ضرار بن حبیب بن مالک بن جذیمہ سے (اور یہی مصطلق بن سعد بن عمر ہے) ۵ھ ہجری میں نکاح کیا۔ اس سے قبل یہ مالک بن صفوان ذی الشفر بن ابی سرح بن مالک بن المصطلق کی بیوی تھیں مگر ان کے شوہر سے ان کا کوئی بچہ نہیں ہوا تھا۔ واقعہ مریسیع میں یہ رسول اللہ صلعم کے لئے ان کے حصے میں مخصوص کی گئیں۔ آپ نے ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کیا۔ انہوں نے رسول اللہ صلعم سے اپنی قوم کے تمام قیدیوں کی رہائی کی درخواست کی، جسے آپؐ نے قبول فرمایا اور ان کی خاطر سب کو رہا کر دیا۔

حضرت اُم حبیبہؓ بنت ابی سفیان

اس کے بعد آپؐ نے اُم حبیبہؓ بنت ابی سفیان بن حرب سے نکاح کیا۔ یہ عبیداللہ بن جحش بن رباب بن یعمر بن صبرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد کی بیوی تھیں۔ عبیداللہ ہجرت کر کے حبشہ چلا گیا تھا وہاں نصرانی ہو گیا۔ اس نے اپنی بیوی کو بھی تبدیلِ مذہب کی دعوت دی مگر انہوں نے نہ مانا اور بدستور اسلام پر قائم رہیں۔ ان کے شوہر کا اسی حالت نصرانیت میں انتقال ہو گیا۔ رسول اللہ صلعم نے ان کے

بارے میں لکھا، نجاشی نے اپنے یہاں کے مسلمانوں کو بلا کر پوچھا کہ تم میں ان کا قریب تر رشتہ دار کون ہے۔ لوگوں نے خالد بن سعید بن العاص کو بتایا۔ نجاشی نے ان سے کہا کہ تم اپنے نبیؐ سے اُم حبیبہؓ کی شادی کر دو۔ خالد نے نکاح کر دیا۔ نجاشی نے چار سو دینار رسول اللہ صلعم کی طرف سے اُن کو مہر دیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ نجاشی کو لکھنے سے پہلے رسول اللہ صلعم نے عثمانؓ بن عفان سے ان کو مانگا اور جب عثمان نے ام حبیبہؓ کو رسول اللہ صلعم کے نکاح میں دے دیا۔ تب آپؐ نے ان کے متعلق نجاشی کو لکھا اور اس نے ان کو آپؐ کے پاس بھیج دیا۔

حضرت زینبؓ بنت جحش

اس کے بعد آپؐ نے زینبؓ بنت جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ سے نکاح کیا۔ اس سے پہلے یہ زید بن حارثہ بن شراحیل رسول اللہ صلعم کے آزاد کردہ غلام کی بیوی تھیں۔ مگر اُن سے زینبؓ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ جب اللہ عزوجل نے ان کے متعلق یہ آیت واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسك عليك زوجك (آخر آیت تک) (ترجمہ: اور جب تم نے اس شخص سے جس پر اللہ نے اور تم نے احسان کیا تھا کہا کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رہنے دو) اس طرح اللہ نے ان کی شادی رسول اللہ صلعم سے کی اور اس کے لئے حضرت جبرئیلؑ کو آپؐ کے پاس بھیجا۔ اسی لئے زینبؓ تمام ازواج نبیؐ کے مقابلے میں فخر کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ میں تم سب سے اپنے ولی اور پیام دینے والے کے اختیار سے ممتاز ہوں۔

حضرت صفیہؓ بنت حیی

اس کے بعد آپؐ نے صفیہؓ بنت حیی بن اخطب بن سعید بن ثعلبہ بن عبید بن کعب بن الخزرج بن ابی حبیب بن النضیر سے نکاح کیا۔ اس سے قبل پہلے یہ سلام بن مشکم بن الحکم بن حارثہ بن الخزرج بن کعب بن الخزرج کی بیوی تھیں، اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق نے ان سے نکاح کیا۔ کنانہ کو محمد بن مسلمہؓ نے رسول اللہ صلعم کے حکم سے قتل کر دیا اُسے گرفتار کر کے قتل کیا گیا۔ جنگ خیبر میں جب آپؐ نے تمام قیدیوں کا جائزہ لیا تو اپنی چادر ان پر ڈال دی۔ اس طرح یہ خیبر کے قیدیوں میں سے رسول اللہ صلعم کی ذات کے لئے مخصوص ہوئیں۔ اس کے بعد آپؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی جسے انہوں نے

قبول کیا۔ آپؐ نے ان کو آزاد کر کے نکاح کر لیا۔ یہ سنہ ۶ ہجری کا واقعہ ہے۔

حضرت میمونہؓ بنت الحارث

اس کے بعد آپؐ نے میمونہؓ بنت الحارث بن حزن بن بجیر بن الہزم بن رویبہ بن عبد اللہ بن ہلال سے نکاح کیا۔ اس سے قبل یہ بنی عقدہ بن غیرہ بن عوف بن قسیّ (ثقیف) کے عمیر بن عمرو کی بیوی تھیں۔ ان کے خاوند سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ یہ عباس بن عبد المطلب کی بیوی اُم الفضل کی بہن تھیں۔ عمرۂ قضا کے وقت مقام سرف میں رسول اللہ صلعم نے ان سے نکاح کیا۔ عباس بن عبد المطلب نے ان کو آپؐ کے نکاح میں دیا تھا۔ مذکورہ بالا ازدواج سوائے خدیجہؓ بنت خویلد کے، آپؐ کی وہ ازدواج ہیں جن سے آپؐ نے نکاح کیا اور وہ آپؐ کی وفات کے بعد موجود رہیں۔

نشاۃؓ بنت رفاعہ

اس کے بعد آپؐ نے بنی کلاب بن ربیعہ کی جو بنی قریظہ کے خاندان بنی رفاعہ کے حلیف تھے ایک عورت سے جس کا نام نشاۃ بنت رفاعہ تھا نکاح کیا۔ ان کے نام میں اختلاف ہے، بعضوں نے سناء کہا ہے اور ان کو سناء بنت اسماء بن الصلت السلمیہ بتایا ہے، بعضوں نے ان کا نام سبا بنت اسماء بن الصلت (جو بنی سلیم کے خاندان بنی حرام سے تھا) بتایا ہے اور یہ کہا ہے کہ قبل اس کے کہ رسول اللہؐ اُن کے پاس جائیں اس کی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ بعض راویوں نے ان کا نام سنا بنت الصلت بن حبیب بن حارثہ بن ہلال بن حرام بن سمال بن عوف السلمی بتایا ہے۔

شنباءبنت عمر الغفاریہ

اس کے بعد آپؐ نے شنباء بنت عمر الغفاریہ سے نکاح کیا۔ یہ قبیلہ بھی بنی قریظہ کا حلیف تھا۔ بعض ارباب سیر نے کہا ہے کہ یہ عورت خود قریظہ کی تھی، بنی قریظہ کی ہلاکت کی وجہ سے اس کا نسب معلوم نہ ہو سکا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ کتابیہ تھی، جب رسول اللہ صلعم اس کے پاس گئے، وہ حائضہ ہو گئی، انہیں ایام میں قبل اس کے کہ وہ طاہر ہو ابراہیمؓ کا انتقال ہو گیا۔ اس نے کہا کہ اگر محمدؐ نبی برحق ہوتے تو ان کا محبوب ترین فرزند نہ مرجاتا۔ یہ سن کر آپؐ نے اسے یہاں سے نکال دیا۔

غزیہ بنت جابر

اس کے بعد رسول اللہ صلعم نے غزیّہ بنت جابر متعلقہ بنی ابی بکر بن کلاب سے نکاح کیا، آپؐ کو معلوم ہوا تھا کہ وہ خوبصورت

اور وجیہ ہے۔ آپؐ نے ابو اسید الانصاری الساعدی کو پیام کے لئے بھیجا۔ انہوں نے رسول اللہ صلعم کے لئے اس کو پیام دیا۔ وہ رسول اللہ صلعم کے پاس آئی، چونکہ کفر سے اسلام لاکر اسے۔ بہت ہی تھوڑا زمانہ گذرا تھا اُس نے کہا کہ میں نے ابھی اپنے دل سے مشورہ نہیں کیا ہے اور میں آپؐ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں، رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس نے اللہ کی پناہ لی وہ محفوظ ہے۔ آپؐ نے اُسے اُس کے گھر واپس بھیج دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بنی کندہ سے تھی۔

اسماء بنت النعمان

اس کے بعد آپؐ نے اسماء بنت النعمان بن الاسود بن شراحیل بن الجون بن حجر بن معاویۃ الکندی سے نکاح کیا۔ جب آپ اس کے پاس گئے آپؐ نے دیکھا کہ وہ مبروص ہے اس لئے آپ نے اس سے مقاربت نہیں کی اور مہر دے کر سامان سفر مہیا کر دیا اور اُسے اُس کے گھر واپس بھیج دیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خود نعمان نے اُسے رسول اللہ صلعم کے پاس بھیجا تھا۔ جب وہ آپ کے پاس آئی اور آپؐ اس کے پاس گئے، اس نے بھی آپؐ سے اللہ کی پناہ مانگی، آپؐ نے اُس کے باپ کو بلایا اور اس سے پوچھا کیا وہ تمہاری بیٹی نہیں ہے۔ اُس نے کہا بے شک وہ میری بیٹی ہے۔ آپؐ نے اس سے پوچھا کیا تم نعمان کی بیٹی نہیں ہو۔ اس نے کہا میں ہوں۔ نعمان نے اس کی طول طویل تعریف کے بعد کہا یا رسولؐ اللہ آپ اسے اپنے تصرف میں لائیں اس کو کبھی پیٹ بھر کھانا نصیب نہیں ہوا ہے۔ مگر رسول اللہ صلعم نے اس کے ساتھ بھی وہی عمل کیا جو آپ نے عامریہ کے ساتھ کیا تھا۔ اب یہ معلوم نہیں کہ آیا اُس کے قول سے آپؐ نے اُسے چھوڑ دیا یا اس کے باپ کے اس قول کی بنا پر کہ اس نے کبھی پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا ہے۔ آپؐ نے اُسے جُدا کر دیا۔

حضرت ریحانہؓ بنت زید اور حضرت ماریہؓ قبطیہ

اس کے علاوہ بنی قریظہ کی ریحانہ بنت زید کو اللہ نے رسول اللہ صلعم کو غنیمت میں عطا فرمایا۔ اس کے علاوہ مقوقس اسکندریہ کے بادشاہ نے ماریہؓ قبطیہ کو ہدیتہً رسولؐ اللہ کو بھیجا جن کے بطن سے آپ کے صاحبزادے ابراہیم بن رسول اللہ پیدا ہوئے۔

یہ متذکرۂ بالا رسول اللہ صلعم کی ازدواج ہیں ان میں چھ قرشی تھیں۔

حضرت زینبؓ بنت خزیمہ

مذکورۂ بالا بیان ہشام کا ہے ان کے علاوہ جو روایت

منقول ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ازدواج کے علاوہ رسول اللہ صلعم نے زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا۔ یہی اُم المساکین ہیں جو بنی عامر بن صعصعہ سے تھیں، ان کا پورا نام زینب بنت خزیمہ بن الحارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ ہے۔ آپ سے قبل یہ عبیدہ بن الحارث کے بھائی طفیل بن الحارث بن المطلب کی بیوی تھیں۔ رسول اللہ صلعم کے پاس مدینہ میں ان کا انتقال ہوا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی زندگی میں ان کے اور خدیجہؓ کے علاوہ اور کسی آپ کی بیوی کا انتقال نہیں ہوا۔

حضرت شراف بنت الخلیفہ

اس کے علاوہ آپ نے شراف بنت الخلیفہ دحیہ بن خلیفہؓ الکلبی کی بہن سے نکاح کیا۔

عالیہ بنت ظبیان

ان کے علاوہ آپ نے عالیہ بنت ظبیان سے نکاح کیا۔ ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بنی بکر بن کلاب کی عالیہ سے نکاح کیا۔ آپ نے اس سے تمتع کر کے پھر اسے علیحدہ کر دیا۔

قتیلہ بنت قیس

اس کے علاوہ آپ نے اشعث بن قیس کی بہن قتیلہ بنت قیس بن معدی کرب سے نکاح کیا مگر قبل اس کے کہ آپ اس کے پاس جاتے آپ کا وصال ہو گیا بعد میں وہ اپنے بھائی کے ساتھ اسلام سے مرتد ہو گئی۔

حضرت فاطمہؓ بنت شریح

اس کے علاوہ آپ نے فاطمہ بنت شریح سے نکاح کیا۔ ابن الکلبی سے مروی ہے کہ اس کا اصل نام غزیّہ بنت جابر ہے، یہی اُم شریک ہیں۔ رسول اللہ صلعم سے قبل ان کا ایک اور شوہر تھا اس کے بعد رسول اللہ صلعم نے ان سے نکاح کیا تھا، پہلے شوہر سے ان کا ایک بیٹا بھی شریک نام تھا جس سے ان کی کنیت اُم شریک تھی، جب آپ ان کے پاس گئے تو آپ نے ان کو بہت ضعیف العمر پایا، اس وجہ سے آپ نے ان کو طلاق دے دی۔ یہ اسلام لے آئی تھیں اور قریش کی عورتوں کے پاس دعوت اسلام کے لئے جایا کرتی تھیں۔

خولہ بنت الہذیل

بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے خولہ بنت الہذیل بن ہبیرہ بن قبیصہ بن الحارث سے نکاح کیا۔ یہ بات ابن الکلبی نے ابو صالح کے واسطے سے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اور اسی سلسلے سے یہ مروی ہے کہ لیلیٰ بنت الخطیم بن عدی بن عمرو بن سواد بن ظفر بن الحارث بن الخزرج خود رسول اللہ صلعم کے پاس آئی

آپؐ اس وقت آفتاب کی طرف پشت کئے بیٹھے تھے۔ اس نے آپؐ کے شانے پر ہاتھ مارا آپؐ نے پوچھا کون ؟ اس نے کہا میں اس شخص کی اولاد ہوں جو ہوا سے مسابقت کرتا تھا۔ میں لیلیٰ بنت الخطیم ہوں اس لئے آئی ہوں کہ اپنے کو آپ کے لئے پیش کروں۔ آپؐ مجھے اپنی بیوی بنائیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اچھا میں نے تم سے نکاح کیا۔ اس نے اپنی قوم سے آکر بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم نے مجھ سے نکاح کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا تم نے یہ بُری بات کی، تم بہت غیور واقع ہوئی ہو اور رسول اللہ صلعم کی متعدد بیویاں پہلے سے موجود ہیں تم نباہ نہیں کر سکتیں جاؤ اور آپؐ سے معافی مانگ لو۔ اس نے رسول اللہ صلعم سے آکر کہا کہ آپؐ مجھے اس سے معاف کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا میں نے معاف کر دیا۔

عمرہ بنت یزید اس سلسلۂ اسناد کے علاوہ دوسرے ذریعے سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے بنی کلاب رُواس بن کلاب کی عمرۃ بنت یزید سے نکاح کیا۔

جن عورتوں کو نکاح کا پیام دیا

اُمّ ہانی بنت ابی طالب ان عورتوں میں جن سے رسول اللہ صلعم نے نکاح نہیں کیا اُم ہانی بنت ابی طالب ہیں ان کا نام ہند ہے مگر آپؐ نے ان سے پر اس وجہ سے نکاح نہیں کیا کہ آپؐ سے بیان کیا گیا کہ وہ صاحب اولاد ہیں۔

ضباعہ بنت عامر ان کے علاوہ آپؐ نے ضباعہ بنت عامر بن قرط بن سلمہ بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کے لئے ان کے بیٹے سلمہ بن ہشام بن المغیرہ کو پیام دیا انہوں نے کہا کہ میں اپنی ماں سے پوچھ کر اس کا جواب دوں گا اور پھر اپنی ماں سے آکر بیان کیا کہ رسول اللہ صلعم نے آپؐ کے لئے پیام دیا ہے۔ انہوں نے پوچھا پھر تم نے اس کے جواب میں آپؐ سے کیا کہا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے کہا ہے کہ میں اپنی ماں سے دریافت کر کے جواب دوں گا۔ ضباعہ نے کہا کیا نبی صلعم کے متعلق بھی کسی مشورے کی ضرورت ہے ابھی جاؤ اور مجھے ان کے نکاح میں دے دو۔ سلمہ رسول اللہ

کے پاس آئے مگر آپ نے اس معاملے کے متعلق بالکل سکوت اختیار کیا۔ کیونکہ آپ کو بذریعہ وحی معلوم ہوگیا تھا کہ ضباعہ بہت بوڑھی ہو چکی ہے۔

صفیّہ بنت بشامہ اعور

ان کے علاوہ آپ نے صفیّہ بنت بشامہ اعورالعنبری کو جو جنگ میں اسیر ہو کر آئی تھی نکاح کا پیام دیا۔ مگر اس کے اختیار کے ساتھ کہ چاہے وہ آپ کو پسند کرے اور چاہے اپنے خاوند کو۔ اس نے کہا میں اپنے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہوں، آپؐ نے اُسے اُس کے گھر بھیج دیا۔

اُم حبیبؓ بنت العباسؓ

اس کے علاوہ آپؐ نے اُم حبیب بنت العباس بن عبدالمطلب سے نکاح کا پیام دیا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ آپؐ اور عباسؓ دودھ شریک بھائی بھی ہیں کیونکہ دونوں نے ثوبیہ کا دودھ پیا تھا۔

جمرہ بنت الحارث

ان کے علاوہ آپؐ نے جمرہ بنت الحارث بن ابی حارثہ سے نکاح کا پیام دیا، اُس کے باپ نے ٹالنے کے لئے کہا کہ اس میں خرابی ہے حالانکہ اُسے کچھ نہ تھا۔ مگر جب وہ گھر آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی لڑکی اسی وقت برص میں مبتلا ہو گئی۔

ماریہؓ بنت شمعون القبطیہ اور ریحانہؓ بنت زید القرظیہ، آخرالذکر کے متعلق یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ بنی النضیر سے تھیں۔ ان دونوں کا تفصیلی ذکر پہلے گذر چکا ہے۔

رسول اللہ صلعم کے موالی

زید بن حارثہ اور ان کے بیٹے اسامہ بن زید۔ ان کا ذکر گذر چکا ہے۔

حضرت ثوبانؓ

ثوبانؓ رسول اللہ صلعم کے غلام تھے، ان کو آپؐ نے آزاد کر دیا تھا۔ آپؐ کی وفات تک آپ کے پاس رہے پھر حمص جا رہے تھے وہاں ان کا مکان بھی ہے جو وقف ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ معاویہؓ کی خلافت میں ۵۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ انہوں نے رملہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ان کی نسل نہیں ہے۔

شقران

شقران، یہ حبشہ کے باشندے تھے۔ صالح بن عدی ان کا نام تھا ان کے حالات میں اختلاف ہے۔ عبداللہ بن داؤد الخریبی سے مذکور ہے کہ شقران رسول اللہ صلعم کو اپنے باپ کے ورثے میں ملے تھے۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ یہ ایرانی تھے اور ان کا نسب

یہ ہے: صالح بن حول بن مہرلوذ۔ اس آخرالذکر بیان کے مطابق ان کا پورا نسب یہ ہے: صالح بن حول بن مہرلوذ، بن آذر جشنس، بن مہربان بن فیران بن رستم بن فیروز بن مائی بن بہرام بن رشتہری، ان کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ رے کے زمیندار تھے۔

مصعب الزبیری سے منقول ہے کہ شقران عبدالرحمٰن بن عوف کے غلام تھے جن کو انہوں نے رسول اللہ صلعم کو دے دیا تھا انھوں نے اولاد چھوڑی تھی ان میں کا آخری شخص موبا نام مدینہ میں تھا اور اس کی بصرے میں اولاد باقی تھی۔

حضرت ابورافعؓ

رد نفیع اور یہی ابورافعؓ مولیٰ رسول اللہ صلعم ہیں۔ ان کا نام اسلم تھا بعضوں نے ابراہیم بیان کیا ہے۔ ان کے حالات میں اختلاف ہے بعض صاحبوں کا بیان ہے کہ یہ عباس بن عبدالمطلب کے غلام تھے جن کو انھوں نے رسول اللہ صلعم کو دے دیا تھا۔ آپؐ نے ان کو آزاد کر دیا۔ دوسرے صاحبوں کا بیان ہے کہ یہ ابواحیحہ سعید بن العاص الاکبر کے غلام تھے جو اس کے بیٹوں کو ورثے میں ملے ان میں سے تین نے اپنے حصے تک ان کو آزاد کر دیا۔ وہ سب کے سب جنگ بدر میں مارے گئے، ابورافعؓ بھی ان کے ہمراہ بدر میں شریک تھے، خالد بن سعید نے ان میں اپنے حصے کو رسول اللہ صلعم کو دے دیا آپؐ نے ان کو آزاد کر دیا۔ نیز رسول اللہ صلعم نے ان کے بیٹے بہی کو جن کا نام رافع ہے اور اس کے بھائی عبیداللہ بن ابی رافع کو بھی آزاد کر دیا۔ یہ آخرالذکر علیؓ کے کاتب تھے۔ جب عمرو بن سعید مدینہ کا والی مقرر ہوا اس نے بہی کو طلب کر کے پوچھا کہ تمہارے آقا کون ہیں۔ اس نے کہا رسول اللہ صلعم۔ اس پر عمرو بن سعید نے اس کے سَو کوڑے لگوائے اور پھر پوچھا تم کس کے آزادہ کردہ غلام ہو۔ اس نے کہا رسول اللہ صلعم کے۔ عمرو بن سعید نے پھر سو کوڑے اس کے لگوائے اور پھر وہی سوال کیا اور اس نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے دے چکا تھا۔ اس طرح ایک وقت میں پانسو کوڑے لگے اور پھر اس سے وہی سوال کیا تب بہی نے کہا کہ میں آپ کا مولیٰ ہوں اور اب اس کا چھٹکارا ہوا۔ عبدالملک نے جب عمرو بن سعید کو قتل کر دیا بہی بن ابی رافع نے اس پر دو شعر کہے۔

حضرت سلمان الفارسیؓ

سلمانؓ الفارسی۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یہ اصبہان کے ایک گاؤں کے باشندے تھے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ

قریۂ رام ہرمز کے باشندے تھے۔ یہ کسی طرح بنی کلب کے ہاتھ میں اسیر ہوئے۔ وادی القریٰ کی سمت میں کسی یہودی نے ان کو خرید لیا اور ان سے رقم معینہ کی ادائی پر آزادی کے لئے معاہدہ کر لیا۔ رسول اللہ صلعم اور مسلمانوں نے اس رقم کی ادائی میں ان کی اعانت کی اور وہ اس طرح آزاد ہو گئے۔ نسابانِ ایران میں سے ایک صاحب نے ان کا نسب یہ بیان کیا ہے۔ سلمان سابور کے پرگنے کے باشندے تھے ان کا نام مابہ بن بوذخشان بن دہ دیرہ تھا۔

حضرت سفینہؓ سفینہ مولیٰ رسول اللہ صلعم یہ اُم سلمہؓ کے غلام تھے انہوں نے ان کو اس شرط پر آزاد کر دیا تھا کہ وہ رسول اللہ صلعم کی مدت العمر خدمت کریں گے۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ حبشی تھے، ان کے اصل نام میں بھی اختلاف ہے بعضوں نے مہرایان کیا ہے۔ دوسروں نے رباح بیان کیا ہے۔ بعض ارباب سیر نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ ایرانی عجمی تھے اور ان کا اصل نام سبیہ بن مارقیہ ہے۔

حضرت انسۃ ابو مسرحؓ انسۃ، ان کی کنیت ابو مسرح تھی۔ ابو مسروح بھی بیان کی گئی ہے، یہ سراۃ کے مولدین میں سے تھے۔ جب رسول اللہ مجلس میں متمکن ہوتے تو یہ لوگوں کو آپؐ کی خدمت میں پیش کرتے۔ یہ بدر، احد اور تمام اُن غزوات میں جن میں رسول اللہ صلعم نے شرکت فرمائی آپؐ کے ساتھ شریک ہوئے ہیں بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ ایرانی تھے ان کی ماں حبشی اور باپ پارسی تھے۔ جن کا فارسی میں نام کرودی بن اشر تیدہ بن ادوہر بن مہرادرین کحنہ کان ہے جو بھجور بن یوماست کی اولاد میں تھا۔

حضرت ابو کبشہؓ ابو کبشہ، ان کا نام سُلیم ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ یہ مکہ کے مولدین میں تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ دوس کے علاقے کے مولد تھے رسول اللہؐ نے ان کو خریدا اور پھر آزاد کر دیا۔ یہ رسول اللہؐ کے ہمراہ بدر، اُحد اور تمام غزوات میں شریک ہوئے اور عمرؓ بن الخطاب کی خلافت کے پہلے دن ۱۳ھ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

حضرت ابو مویہبہؓ ابو مویہبہ، بیان کیا گیا ہے کہ یہ مزینہ کے مولدین میں سے تھے۔ رسول اللہ صلعم نے ان کو خریدا تھا اور پھر آزاد کر دیا۔

حضرت رباح الاسودؓ رباح الاسودؓ، یہ لوگوں کو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں پیش

کیا کرتے تھے۔

حضرت فضالہؓ
فضالہؓ مولیٰ رسول اللہ صلعم، جیسا کہ بیان کیا گیا ہے انہوں نے بعد میں شام میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

حضرت مدعمؓ
مدعمؓ مولیٰ رسول اللہ صلعم۔ یہ رفاعہ بن زید الجذامی کے غلام تھے جن کو انہوں نے رسول اللہ صلعم کے نذر کر دیا تھا۔ یہ وادی القریٰ میں ایک بے نشانہ تیر سے اُسی روز جب کہ رسول اللہ صلعم وہاں آکر کفار کے مقابل فروکش ہوئے تھے، مارے گئے۔

حضرت ابوضمیرہؓ
ابوضمیرہؓ، بعض ایرانی نسابوں نے کہا ہے کہ یہ بادشاہ گشتاسپ کی اولاد میں سے تھے اور ان کا نام ولح بن شیرز بن بیرویس بن تاریشمہ بن ماہوش بن باکمیہر ہے۔ بعض اربابِ سیر نے بیان کیا ہے کہ یہ کسی غزوے میں رسول اللہ صلعم کے حصے میں آئے تھے۔ پھر آپؐ نے ان کو آزاد کر دیا اور ان کے لئے وصیت لکھی۔ یہ ابی حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ بن ابی ضمیرہ کے دادا تھے۔ یہ مرقوم وصیت اُن کی اولاد اور خاندان والوں کے پاس تھی۔ یہ حسین بن عبداللہ مہدی کے پاس آیا اُس کے ساتھ رسول اللہ صلعم کا وہ وصیت نامہ بھی تھا، مہدی نے اُسے اپنی آنکھوں سے لگایا اور تین سو دینار بطور صلہ اُسے دئیے۔

حضرت یسارؓ
یسارؓ۔ یہ نوبہ کے باشندے تھے۔ کسی غزوے میں یہ رسول اللہ صلعم کے حصے میں آئے، آپ نے ان کو آزاد کر دیا۔ یہ ان عرنیوں کے ہاتھ سے جنہوں نے رسول اللہ صلعم کے اونٹوں پر غارت گری کی تھی اسی موقع میں شہید کر دئیے گئے۔

حضرت مہرانؓ
مہرانؓ۔ انہوں نے رسول اللہ صلعم سے حدیث روایت کی ہے۔

مابور
ان کے علاوہ ایک خصّی مابور نام بھی آپ کے پاس تھے جن کو مقوقس نے اُن دو باندیوں کے ساتھ جن میں ایک کا نام ماریہؓ جو آپؐ کی نصرت میں تھیں اور دوسری کا نام سیرین تھا جن کو آپ نے صفوان بن المعطل کی بے جا حرکت کی وجہ سے حسان بن ثابت کو دے دیا تھا اور جن کے بطن سے حسان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن حسان پیدا ہوئے، آپ کو ہدیۃً بھیجا تھا مقوقس نے اس خصّی غلام کو انہیں دونوں باندیوں کو بحفاظت رسول اللہ صلعم کے پاس پہنچا دینے کے لئے مصر سے بھیجا تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان کو ماریہؓ سے بدنام کیا گیا۔ رسول اللہ صلعم نے علیؓ کو بھیجا کہ وہ ان کو قتل کر دیں۔ جب انہوں نے علیؓ کو دیکھا اور ان کو معلوم ہوا کہ وہ مجھے قتل کرنے آئے ہیں مابور نے اپنا ستر کھول دیا۔ اور علیؓ کو معلوم ہوا کہ وہ محض ناکارہ ہیں اُن کے آلۂ مردمی ہی نہیں ہے۔ اس لئے علیؓ نے اُن کو قتل نہیں کیا۔

حضرت ابوبکرہؓ

جب رسول اللہ صلعم نے اہل طائف کا محاصرہ کر رکھا تھا اُن کے چار غلام طائف سے نکل کر آپ کے پاس آ گئے۔ آپ نے اُن کو آزاد کر دیا۔ ان میں سے ایک ابوبکرہؓ ہیں۔

کاتبین رسولؐ

بیان کیا گیا ہے کہ کبھی عثمانؓ بن عفان اور کبھی علیؓ بن ابی طالب، خالدؓ بن سعید ابانؓ بن سعید اور علاء بن الحضرمی آپ کے لیے کتابت کی خدمت انجام دیتے تھے۔

یہ بھی مذکور ہے کہ سب سے پہلے ابیؓ بن کعب نے یہ خدمت انجام دی ہے۔ جب وہ نہ ہوتے تو زید بن ثابت یہ خدمت انجام دیتے۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے بھی یہ خدمت انجام دی ہے پھر یہ اسلام سے مرتد ہو گئے اور پھر دوبارہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ ان کے علاوہ معاویہؓ بن ابی سفیان اور حنظلہؓ الاسیدی نے بھی یہ خدمت انجام دی ہے۔

رسولؐ اللہ کے گھوڑوں کے نام

سب سے پہلے آپ نے مدینہ میں بنی فزارہ کے ایک اعرابی سے گھوڑا دس اوقیہ چاندی میں خریدا۔ اُس اعرابی نے اُس کا نام ضرس رکھا تھا آپ نے اس کا نام سکب رکھا۔ سب سے پہلے آپ اُحد میں اس پر سواری کی۔ اُس روز سوائے اس گھوڑے اور ابوبردہؓ بن نیاز کے گھوڑے ملاوح کے اور کوئی گھوڑا مسلمانوں کے پاس نہ تھا۔

مرتجز سے مروی ہے کہ اسی گھوڑے کے خریدنے میں خزیمہ بن ثابت گواہ تھے اور جس اعرابی سے آپ نے یہ گھوڑا خریدا تھا وہ بنی مُرہ سے تھا۔

اُبی بن عباس بن سہل اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے تین گھوڑے تھے۔ لزاز۔ ظرب اور لحیف۔ لزاز آپ کو مقوقس نے بھیجا تھا۔ لحیف کو ربیعہ بن ابی البراء نے آپ کو بھیجا تھا، مگر اس کے عوض میں رسول اللہ صلعم نے بنی کلاب کے اونٹوں میں سے کچھ حصے ربیعہ کو دیئے۔ ظرب آپ کو فروہ بن عمرو الجذامی نے بھیجا تھا۔ تمیم الداری نے آپ کو ایک گھوڑا اورد نام بھیجا۔ رسول اللہ صلعم نے وہ عمرؓ کو دے دیا، عمرؓ نے اُسے جہاد کے لئے کسی کو دیا، مگر بعد میں عمرؓ نے دیکھا کہ وہ بک رہا ہے۔ بعض ارباب سیر کا بیان ہے کہ مذکورہ بالا گھوڑوں کے علاوہ ایک گھوڑا یعسوب نام بھی آپؐ کے پاس تھا۔

رسول اللہ صلعم کے خچروں کے نام

رسول اللہ صلعم کی مادہ خچر دُلدُل کو مقوقس نے ایک اور گدھے عفیر کے ساتھ آپ کو ہدیۃً بھیجا تھا۔ اسلام میں سب سے پہلے خچر یہی دیکھی گئی، یہ آپؐ کے بعد ایک عرصے تک زندہ رہی یہاں تک کہ معاویہؓ کے عہد حکومت تک زندہ تھی۔

اس کے متعلق زہری سے مروی ہے کہ اس خچر کو فروہ بن عمرالجذامی نے آپ کے لئے بھیجا تھا۔

زنابل بن عمرو سے مروی ہے کہ فروہ بن عمرو نے فضہ نام ایک مادہ خچر رسول اللہ صلعم کو بھیجی وہ آپؐ نے ابوبکرؓ کو دے دی۔ اور ایک گدھا یعفور نام بھیجا تھا، یہ آپ کی حجۃ الوداع سے واپسی میں اثنائے راہ میں مر گیا۔

رسول اللہ کے اونٹوں کے نام

رسول اللہ صلعم کی اونٹنی قصواء بنی الحریش کے اونٹوں میں سے تھی اسے اور اس کے ساتھ ایک دوسری اونٹنی کو ابوبکرؓ نے آٹھ سو درہم میں خریدا تھا۔ رسول اللہ صلعم نے چار سو درہم میں قصواء کو ابوبکرؓ سے خرید لیا یہ مرنے تک آپؐ ہی کے پاس رہی۔ اسی پر سوار ہو کر آپؐ نے ہجرت فرمائی۔ جب آپؐ مدینہ آئے یہ چار سال کی تھی۔ قصواء۔ جدعاء اور عضباء اس کے نام تھے۔ ابن المسیب سے مروی ہے کہ اس اونٹنی کا نام عضباء تھا اور اس کے کان کا کنارہ کٹا ہوا تھا۔

رسول اللہ کی اونٹنیاں

آپؐ کے پاس بیس دودھ دینے والی اونٹنیاں تھیں جن پر آپؐ کے گھر والے بسر اوقات کرتے تھے، انہیں پر غابہ کے واقعے میں کفار نے غارت گری کی تھی، روزانہ شام کو دو بڑے قرابوں میں ان کا دودھ دوہا جاتا تھا، ان میں جو زیادہ دودھ دینے والیاں تھیں ان کے نام حنا۔ سمراء۔ عریس، سعدیہ، بغوم۔ یسیرہ اور ریّا تھے۔ اُمّ سلمہؓ کے مولیٰ نبہان سے مروی ہے کہ میں نے اُمّ سلمہؓ کو بیان کرتے ہوئے سُنا کہ رسول اللہ صلعم کی حیات میں صرف دودھ پر ہماری بسر اوقات تھی یا اُمّ سلمہؓ نے کہا زیادہ تر دودھ ہی ہماری خوراک تھی۔ غابہ میں رسول اللہ صلعم کی اونٹنیاں رہا کرتی تھیں اور وہ آپؐ نے اپنی بیویوں میں تقسیم کر دی تھیں۔ ان میں ایک اونٹنی کا نام عریس تھا۔ ہم کو حسب ضرورت اسی کا دودھ ملتا تھا۔ عائشہؓ کی اونٹنی کا نام سمراء تھا جو بہت دودھ دیتی تھی، وہ میری اونٹنی جیسی نہ تھی جوانیہ کی سمت کی چراگاہ میں چرواہا ان کو چرانے لے جاتا تھا۔ یہ شام کو چر کر ہمارے گھر آتی تھیں اور ان کا دودھ دوہا جاتا تھا۔ خود رسول اللہ صلعم کی اونٹنی ہم ان دونوں کی اونٹنیوں سے بہت زیادہ دودھ دیتی تھی کہ اس ایک کا دودھ ہماری اونٹنیوں کے دودھ کے برابر ہوتا تھا یا زیادہ ہوتا تھا۔

عبدالسلام بن جبیرؓ اپنے باپ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی کئی اونٹنیاں تھیں جو

ذی الجدر اور جماد میں چرا کرتی تھیں، ان کا دودھ مدینہ آتا تھا۔ آپ کی ایک اونٹنی کا نام مہرہ تھا جو بنی عقیل کے اونٹوں میں سے سعدؓ بن عبادہ نے رسول اللہ صلعم کو بھیجی تھی، یہ بہت دودھ دینے والی تھی۔ اس کے علاوہ ریّا اور شقرا دو اونٹنیاں اور تھیں جو آپ نے بنی عامر سے نبیط کے ہاٹ میں خریدی تھیں۔ نیز بردہ، سمراء عریس، یسیرہ اور حنّا اونٹنیاں تھیں، ہر شام ان کا دودھ آپ کے پاس لایا جاتا تھا ان کے چرانے کے لئے آپ کا غلام یسار متعین تھا جسے کفار نے قتل کر دیا۔

رسول اللہ صلعم کی بکریاں

عجوہ، زمزم، سقیا، برکہ، ورسہ، اطلال اور اطراف۔ آپ کی سات دودھ دینے والی بکریاں تھیں۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی سات دودھ دینے والی بکریاں تھیں جن کو ابن اُمّ ایمن چراتے تھے۔

رسول اللہ صلعم کی تلواریں

مروان بن ابی سعید ابن المعلّی سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ کو بنی قینقاع کے اسلحہ میں سے تین تلواریں قلعیا، بتار اور حتف غنیمت میں ملی تھیں۔ اس کے بعد فلس سے آپ کو مخذم اور رسوب دو تلواریں اور ملیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ جب رسول اللہ صلعم مدینہ آئے آپ کے پاس دو تلواریں تھیں، ان میں ایک کا نام عضب تھا جس سے آپ بدر میں لڑے اور آپ کی تلوار ذوالفقار یہ منبہ بن الحجاج کی تھی جو آپ کو بدر میں غنیمت میں ملی۔

رسول اللہ صلعم کی کمانیں اور نیزے

مروان بن ابی سعید ابن المعلّی سے مروی ہے کہ بنی قینقاع کے اسلحہ میں سے تین نیزے اور تین کمانیں آپ کو ملی تھیں، ایک کا روحا تھا ایک صنوبر کی تھی جس کا نام بیضاء تھا اور ایک بانس کی تھی جس کا نام صفراء تھا اور یہ زرد رنگ کی تھی۔

رسول اللہ صلعم کی زرہیں

مروان بن ابی سعید ابن المعلّی سے مروی ہے کہ بنی قینقاع کے اسلحہ میں سے رسول اللہ صلعم کو دو زرہیں سعدیہ اور فضہ ملی تھیں۔ محمد بن مسلمہؓ سے مروی ہے کہ جنگِ اُحد میں میں نے رسول اللہ پر دو زرہیں ذات الفضول اور فضہ دیکھیں اور خیبر میں آپ پر میں نے ذات الفضول اور سعدیہ دیکھیں۔

رسول اللہ صلعم کی ڈھال

مکحول بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلعم کے پاس ایک ڈھال تھی جس میں مینڈھے کے سر کی تصویر تھی۔ آپ کو یہ تصویر ناگوار ہوئی۔ ایک دن آپ نے دیکھا کہ اللہ نے اس شکل کو مٹا دیا ہے۔

رسول اللہ صلعم کے اسمائے گرامی

ابو موسٰے سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے کئی نام ہم سے بیان کئے، ان میں سے جو یاد ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔ محمدؐ ، احمدؐ ، مقفی ، حاشر ، نبی ، توبہ اور ملحمہ۔

جبیرؓ بن مطعم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھ سے فرمایا میرے کئی نام ہیں۔ میں محمدؐ ہوں، احمدؐ ہوں، عاقب اور ماحی ہوں۔ زہری کہتے ہیں کہ عاقب کے معنی یہ ہیں کہ جس کے بعد کوئی اور نبی نہ ہو اور ماحی وہ ہے جس کے ذریعے سے اللہ کفر کو مٹاتا ہے۔

جبیرؓ بن مطعم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں محمدؐ، احمدؐ، ماحی، عاقب اور حاشر ہوں۔ حاشر وہ ہے جس کے نشان قدم پر لوگ جمع ہوں گے اور عاقب کے معنے آخر الانبیاء کے ہیں۔

رسول اللہ صلعم کا حلیہ مبارک

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نہ دراز قامت تھے اور نہ کوتاہ قامت۔ سر اور چہرہ بڑا تھا ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں بڑی بڑی تھیں۔ پنڈلیاں موٹی تھیں سرخ رنگ تھا، دراز قدم تھے آہستہ آہستہ چلتے جیسے معلوم ہوتا کہ اتار سے اتر رہے ہیں۔ آپ کے قبل یا بعد اس شان کا کوئی شخص نظر نہیں آیا۔

علیؓ کوفے کی مسجد میں اپنی تلوار کے پرتلے سے گات باندھے بیٹھے تھے۔ انصاریوں میں سے ایک شخص نے علیؓ سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلعم کا حلیہ مجھ سے بیان کیجیے۔ انہوں نے کہا رسول اللہؐ کا رنگ گورا تھا جس میں سرخی نمایاں تھی۔ نہایت سیاہ آنکھیں تھیں، بال نرم تھے، قدم جوڑ کر چلتے تھے، نرم رخسار تھے، داڑھی بہت ہی گھنی تھی۔ گردن چاندی کی صراحی معلوم ہوتی تھی ہنسلی سے لے کر ناف تک بال تھے، چال اس قدر عمدہ تھی جیسے بانس کا درخت ہوا سے جھومتا ہے، بغل یا سینے پر اور بال نہ تھے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں بڑی بڑی تھیں جب آپ چلتے تو معلوم ہوتا تھا کہ اتار پر سے اُتر رہے ہیں اور چال میں ایسی استقامت تھی کہ گویا چٹان چلی آرہی ہے، جب آپ مڑتے تھے تو سارے جسم سے مڑ جاتے تھے، نہ آپ کوتاہ قامت تھے اور نہ دراز قامت، نہ نکمے تھے اور نہ تنگ ظرف، آپ کے چہرے پر پسینے کے قطرات موتی معلوم

ہوتے تھے اور آپؐ کے پسینے میں مشک سے بہتر خوشبو تھی۔ آپؐ سے پہلے یا بعد میں نے کسی کو آپؐ جیسا نہیں دیکھا۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ چالیس سال کی عمر ہونے پر آپؐ نبی مبعوث ہوئے دس سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں آپ نے قیام فرمایا۔ ساٹھ سال کی عمر میں آپؐ کی وفات ہوئی۔ آپؐ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔ آپؐ نہ بہت دراز قامت تھے اور نہ بالکل کوتاہ قامت، نہ بالکل گورے تھے اور نہ سیاہ، نہ آپؐ کے بال بہت گھنگروالے تھے اور نہ چھدرے۔

جریری سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں ابو الطفیل کے ساتھ کعبے کا طواف کر رہا تھا، اُنہوں نے کہا اب میرے سوا اور کوئی شخص زندہ نہیں ہے جس نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا ہو۔ میں نے پوچھا کیا آپ نے اُن کو خود دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا فرمایئے آپؐ کا حُلیہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ آپ میانہ قیامت، ملاحت کے ساتھ گورے تھے۔

مُہرِ نبوت

ابو زیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھ سے کہا ابو زید میرے قریب آؤ اور میری پیٹھ پر ہاتھ لگاؤ اور پھر آپؐ نے اپنی پیٹھ کھول دی۔ میں نے اُسے چھوٗا اور اپنی اُنگلیوں سے مُہرِ نبوّت کو دبا کر دیکھا۔ ابو زید سے پوچھا گیا کہ مُہرِ نبوت کیا تھی، اُنہوں نے کہا بالوں کا وہ گچھا جو آپؐ کے دونوں شانوں پر تھا۔

ابو نضرہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو سعید الخدری سے مُہرِ نبوت کو دریافت کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ وہ چند اُبھرے ہوئے بال تھے۔

رسولُ اللہ کی شجاعت و سخاوت

انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم سب سے زیادہ خوبصورت، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ شجاع تھے۔ ایک مرتبہ دشمن کے خطرے کی مدینہ میں شہرت ہوئی سب لوگ ندا کی طرف لپکے مگر انہوں نے دیکھا کہ سب سے پہلے رسول اللہ صلعم تلوار لے کر ابو طلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہو کر مقابلے کے لئے موجود ہیں۔ اور سب سے پہلے آپؐ ہی اُس ندا پر آگئے ہیں۔ سب کے جمع ہونے کے بعد آپؐ نے دو مرتبہ فرمایا لوگو مت ڈرو، مت ڈرو، اور گھوڑے کی تعریف میں ابو طلحہ سے کہا کہ ہم نے سرعت میں اس گھوڑے کو بحرِ موّاج پایا۔ اس سے پہلے یہ گھوڑا بہت دھیما تھا۔ آپؐ کے

زمانے کے بعد اس قدر تیز رفتار ہؤا کہ کوئی گھوڑا اُس سے آگے نہ نکل سکتا تھا۔

دوسری روایت میں اُنسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم سب سے زیادہ بہادر اور سب سے بڑھ کر سخی تھے۔ ایک مرتبہ مدینہ میں دشمن کے خطرے کی منادی دی گئی تمام لوگ مقابلے کے لیے نکلے مگر سب سے پہلے خود رسول اللہ صلعم ابوطلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے مقابلے کے لیے پہنچ گئے اور گھوڑے کے متعلق آپؐ نے فرمایا کہ ہم نے اسے سرعت میں دریا پایا۔

رسول اللہؐ کے بال

عبداللہ بن بسر سے پوچھا گیا کہ آپ نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا ہے کیا آپ کے بال سفید ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنا ہاتھ اپنے ریش بچے پر رکھ کر بتایا کہ صرف اس قدر بال سفید ہوئے تھے

ابو جُحیفہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کے ریش بچے کو سفید دیکھا تھا۔ اُن سے سوال کیا گیا کیا ایسا سفید جیسا کہ اس وقت آپ کا ریش بچہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے بال کھچڑی ہیں۔

اُنسؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلعم خضاب لگاتے تھے، انہوں نے کہا کہ آپ کے بال اس قدر سفید ہی نہ ہونے پائے تھے کہ اس کی ضرورت ہوتی۔ البتہ ابوبکرؓ نے مہندی اور مازو کا اور عمرؓ نے مہندی کا خضاب لگایا ہے۔

(دوسری روایت میں) اُنسؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلعم نے خضاب لگایا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ کی داڑھی کے سرے میں صرف اُنیس بیس بال سفید ہوں گے اور بالوں کی سفیدی کا عیب ہی آپ کو نہیں ہؤا۔ اُنسؓ سے پوچھا گیا کہ کیا بالوں کا سفید ہونا کوئی عیب ہے۔ انہوں نے کہا تم سب ہی اسے ناپسند کرتے ہو۔ البتہ ابوبکرؓ نے مہندی اور مازو کا اور عمرؓ نے مہندی کا خضاب لگایا ہے۔

دوسرے سلسلے سے انسؓ سے مروی ہے کہ آپ کے بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

جابرؓ بن سمرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے صرف چند بال مانگ میں سفید ہوئے تھے اور وہ بھی ایسے تھے کہ جب آپ تیل لگاتے تو وہ معلوم نہ ہوتے۔

عثمان بن عبداللہ بن موہب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی ایک بیوی آئیں اور انہوں نے آپ کے چند بال جن پر مہندی اور مازو کا خضاب تھا ہمیں لاکر دیئے۔

ابو رمثہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم مہندی اور مازو کا خضاب لگاتے تھے اور آپ کے سر کے بال اس قدر لانبے تھے کہ مونڈھوں تک آتے تھے۔

اُم ہانی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ آپ کی چار زُلفیں تھیں۔

رسول اللہ صلعم کی علالت

اس علالت میں آپ کی وفات ہوئی اور خود آپ نے اپنی وفات کی اطلاع دے دی تھی۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَ الْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَ اسْتَغْفِرْہُ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا (جب اللہ کی نصرت اور فتح پہنچی اور دیکھ لیا تم نے کہ لوگ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں تب تم اللہ کی حمد کرو اور اس سے طلب مغفرت کرو، کیونکہ وہ سب سے بڑھ کر توبہ قبول کرنے والا ہے)

ہم اس تعلیم کو پہلے بیان کر چکے ہیں جو حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلعم نے اپنے صحابہؓ کو دی۔ اس حج کو حجۃ الوداع حجۃ التمام اور حجۃ البلاغ بھی کہتے ہیں۔ اس موقع پر آپ نے تمام مناسک حج مسلمانوں کو بتائے اور جو خطبہ آپ نے اس موقع پر دیا اس میں وصیت کی۔ ابھی ذی الحجہ کا مہینہ باقی تھا کہ اس حج سے فارغ ہو کر آپ مدینے آگئے اور بقیہ ذی الحجہ، محرم اور صفر آپ مدینے میں مقیم رہے۔

باب ۲۰

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کی وفات سالھ

جیش اُسامہؓ

اس سالھ ہجری میں محرم میں آپؐ نے شام جانے کے لئے مسلمانوں کو حکم دیا اور اس مہم پر اپنے آزاد غلام اور آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کے بیٹے اُسامہ بن زید کو امیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ ان کا رسالہ فلسطین کے تخوم البلقاء اور داروم پر یورش کرے۔ مسلمانوں نے اس مہم کے لئے تیاری شروع کی اور اُسامہ کے ساتھ جانے کے لئے مہاجرین اوّلین میں سے بہت سے صحابہؓ تیار ہوئے۔ یہ تیاری ہو رہی تھی کہ رسول اللہؐ صفر کی آخری یا ربیع الاوّل کی ابتدائی تاریخوں میں اس مرض میں مبتلا ہوئے، جس سے آپؐ کی وفات ہوئی۔

حضرت اُسامہؓ کی امارت پر اعتراض

رسول اللہ صلعم کے مولٰے ابومویہبہؓ سے مروی ہے کہ حجۃ التمام سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلعم مدینہ آئے اور آپؐ کے مدینہ آجانے کی وجہ سے اب سب لوگوں کو اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے کی اجازت مل گئی اور وہ چلے گئے۔ آپؐ نے مسلمانوں کو ایک مہم کی تیاری کا حکم دیا۔ اور اُسامہ بن زید کو اس مہم کا امیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ اہل الموتہ سے۔ جو شام کے راستوں میں سے ایک راستے پر واقع ہے بڑھ کر ملاقہ اردن پر حملہ کریں۔ اس تقرر پر منافقوں نے چہ میگوئیاں کیں۔ رسول اللہ صلعم نے اُن کے اعتراض کی تردید کی اور فرمایا کہ اسامہؓ اس امارت کے اہل ہیں اور اگر تم نے ان کے متعلق یہ کہا ہے تو کیا ہوا، اس سے پہلے ان کے باپ کے متعلق بھی تم اس قسم کی باتیں کہہ چکے ہو حالانکہ وہ بھی امارت کے اہل تھے جیسا کہ ثابت ہوا۔

اسود اور مسیلمہ کی بغاوتیں

اپنے گھروں کو واپس جانے کی اجازت کی وجہ سے دُور دُور

رسول کی علالت کی خبر مشہور ہو گئی، اس وجہ سے اسود نے یمن میں اور مسیلمہ نے یمامہ میں یورش برپا کر دی ان دونوں کی بغاوت کی اطلاع آپؐ کو ملی۔ اس کے بعد رسول اللہؐ کو جب افاقہ ہو گیا تھا طلیحہ نے بنی اسد کے علاقے میں بغاوت کر دی اس کے بعد آپؐ پھر محرم میں اس مرض میں بیمار پڑے جس سے آپؐ کی وفات ہوئی۔

عروہ سے مروی ہے کہ آپؐ اپنے مرض الموت میں محرّم کی آخری تاریخوں میں بیمار پڑے تھے۔

اسود کا خروج

واقدی کا بیان ہے کہ صفر کے ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں کہ آپؐ مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ ضحاک بن فیروز ابن الدیلمی اپنے باپ سے مروی ہے کہ فتنۂ ارتداد سب سے پہلے یمن میں خود رسول اللہ صلعم کے عہد میں شروع ہوا۔ اس کا بانی ذی الخمار عبہلہ بن کعب تھا جو اسود مشہور ہے۔ حجۃ الوداع کے بعد اس نے خروج کیا تھا اور مذحج کے اکثر افراد اس کے ساتھ ہو گئے تھے۔

اسود کا یمن پر قبضہ

یہ اسود ایک کاہن شعبدہ باز تھا جو عجیب و غریب شعبدے دکھاتا تھا اور اپنی سحر بیانی سے دلوں کو مسخّر کر لیتا تھا۔ سب سے پہلے اس نے اپنے مرز بوم کہف خبّان سے خروج کیا۔ قبیلہ مذحج نے اس سے معاہدہ کر کے نجران میں ملنے کا وعدہ کیا اور پھر نجران آ کر اس پر اچانک حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے عمرو بن حزم اور خالد بن سعید بن العاص کو نجران سے نکال باہر کیا اور اب ان کے مکان میں اسود کو اتارا۔ اسی طرح قیس بن عبد یغوث نے فروہ بن مسیک پر جو مراد کے عامل تھے اچانک حملہ کر کے اُن کو وہاں سے بے دخل کر دیا اور خود ان کے مکان میں اقامت پذیر ہو گیا۔ عبہلہ نے نجران میں زیادہ دیر قیام نہیں کیا اور چند ہی مدت میں وہ نجران سے صنعا چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ اس تمام واقعے کی اطلاع رسول اللہ صلعم کی خدمت میں بھیجی گئی۔ اس واقعے کی سب سے پہلی اطلاع جو رسول اللہ صلعم کو پہنچی وہ فروہ بن مسیک کی جانب سے تھی۔ مذحج کے جو لوگ اسلام پر قائم رہے وہ فروہ کے پاس احسیہ میں چلے آئے۔ چونکہ اب اسود بلا کسی مزاحم کے پورے یمن کا مالک ہو گیا تھا۔ خود اس نے رسول اللہ صلعم سے کوئی واسطہ نہیں رکھا۔

قبر کی پرستش کی مخالفت

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اسامہ کی مہم کی

تیاری کا حکم دیا مگر وہ آپؐ کی علالت اور اسود اور مسیلمہ کے ارتداد کی وجہ سے پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکی، منافقوں نے اسامہؓ کی امارت پر اعتراض کیا۔ اس کی اطلاع رسول اللہ صلعم کو ہوئی ان چہ میگوئیوں اور ایک خواب کی وجہ سے جو آپؐ نے عائشہؓ کے گھر میں دیکھا تھا رسول اللہؐ پریشان ہو کر سر کے درد کی وجہ سے سر پہ پٹی باندھے ہوئے برآمد ہوئے اور فرمایا کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ میرے ڈنڈ پر سونے کے دو کنگن ہیں میں نے کراہت کی وجہ سے ان کو پھونک دیا اور وہ اُڑ گئے۔ اس کی تعبیر میں نے یہی لی ہے کہ اس کا اشارہ ان دونوں جھوٹے مدعیوں یمن اور یمامہ والوں کی طرف ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض لوگ اُسامہ کی امارت سے ناراض ہیں بخدا اگر آج اس کے متعلق ان کو اعتراض ہے تو کیا نئی بات ہے اس سے پہلے وہ اس کے باپ کی امارت کے بارے میں ایسا ہی کر چکے ہیں حالانکہ اس کا باپ اس امارت کا قطعی اہل تھا اور یہ بھی اس امارت کے اسی طرح اہل ہیں لہٰذا میں حکم دیتا ہوں کہ اُسامہؓ کی مہم میں جو لوگ شریک ہیں وہ ان کے ساتھ جائیں۔ اسی موقع پر آپؐ نے فرمایا ان لوگوں پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا ہے اللہ نے لعنت کی ہے۔

اُسامہ مدینہ سے چل کر جرف آئے، یہاں چھاؤنی میں لوگوں نے باتیں بنائیں۔ اب طلیحہ نے بھی سر کو اٹھایا، اس کی وجہ سے یہ لوگ تردد میں پڑ گئے۔ خود رسول اللہ صلعم پر مرض کی شدت ہوئی جس کی وجہ سے یہ کام پورا نہ ہو سکا۔ لوگ ایک دوسرے کا منہ دیکھتے لگے۔ اسی لیت و لعل میں اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلعم کو دنیا سے اٹھا لیا۔

طلیحہ کا نبوت کا دعویٰ

حضرمی بن عامر الاسدی سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلعم کی علالت کی اطلاع ہوئی اسی کے بعد معلوم ہوا کہ مسیلمہ نے یمامہ پر اور اسود نے یمن پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ہی یہ خبر معلوم ہوئی کہ طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اس نے سمیرا میں اپنا مستقر بنایا ہے بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہو گئے ہیں اور اس کی بات بڑھ گئی ہے۔ اس نے اپنے بھتیجے حبال کو رسول اللہ صلعم کے پاس بھیجا تاکہ وہ آپؐ کو سمجھوتے کی دعوت دے اور طلیحہ کی نبوت سے اطلاع دے۔ حبال نے رسول اللہ صلعم سے آکر کہا کہ میں ذی النون ہوں۔ آپؐ نے فرمایا وہ تو فرشتے کا نام ہے تب اس نے کہا میں حبال ابن خویلد ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تجھے ہلاک کرے اور شہادت سے محروم کر دے۔

اسود عنسی کا قتل

حریث بن المعلی سے مروی ہے کہ سب سے پہلے سنان بن ابی سنان بنی

مالک کے عامل نے طلیحہ کے خروج کی اطلاع رسول اللہ صلعم کو دی تھی، اور اس وقت قضاعی بن عمرو بنی الحارث کے عامل تھے۔ عروہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بجائے فوج بھیجنے کے ان فتنوں کے مقابلے کے لئے اپنے پیامبر مختلف اشخاص کے پاس بھیجے۔ چنانچہ آپؐ نے ابناء کے بعض لوگوں کے پاس اپنا قاصد بھیجا اور ان کو لکھا کہ وہ بنی تمیم اور قیس کے فلاں فلاں اشخاص کی اس فتنے کے مقابلے میں امداد کریں اور دوسری طرف آپؐ نے بنی تمیم اور قیس کے اپنے لوگوں کو لکھا کہ وہ اس معاملے میں ابناء کی مدد کریں۔ ان لوگوں نے آپؐ کی تحریر پر عمل کیا اس طرح مرتدین کے تمام راستے منقطع ہو گئے، ان کو ہر طرح کا نقصان اٹھانا پڑا، ان کو تباہ کر دیا گیا، اور اب خود ان کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ اسود رسول اللہ صلعم کی حیات ہی میں آپؐ کی وفات سے ایک دن یا ایک شب قبل مارا گیا۔ طلیحہ، مسیلمہ اور ان جیسے دوسرے فتنہ پرداز رسول اللہ صلعم کے قاصدوں کی کارروائیوں کی مدافعت میں اُلجھ گئے۔

مبلغین کی روانگی

باوجود علالت کے رسول اللہ صلعم اللہ کے کام اور اُس کے دین کی مدافعت سے غافل نہیں رہے، آپؐ نے وبر بن یحنس کو فیروز، جشیش الدیلمی اور دازد یہ الاصطخری کے پاس بھیجا۔ جریر بن عبداللہ کو ذی الکلاع اور ذی ظلیم کے پاس بھیجا۔ اقرع بن عبداللہ الحمیری کو ذی زود اور ذی مران کے پاس بھیجا۔ فرات بن حیان العجلی کو ثمامہ بن اثال کے پاس بھیجا۔ زیاد بن حنظلۃ التمیمی العمری کو قیس بن عاصم اور زبرقان بن بدر کے پاس بھیجا۔ صلصل بن شرجیل کو سبرۃ العنبری وکیع الدارمی۔ عمرو بن محجوب العامری اور بنی عامر کے عمرو بن الخفاجی کے پاس بھیجا۔ ضرار بن الازور الاسدی کو بنی الصیداء کے عوف الزرقانی اسنان الاسدی الغنمی اور قضاعی الدیلمی کے پاس بھیجا۔ اور نعیم بن مسعود الاشجعی کو ابن ذی اللحیہ اور ابن مشیمصۃ الجبیری کے پاس بھیجا۔

فقہاء اہل حجاز سے مروی ہے کہ صفر کی آخری تاریخوں میں رسول اللہ صلعم زینب بنت جحش کے مکان میں اپنے مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔

اہل بقیع کے لئے دعائے مغفرت

ابو مویہبہ مولیٰ رسول اللہ صلعم سے مروی ہے کہ وسط شب میں آپؐ نے مجھے بلایا اور کہا ابو مویہبہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اہل بقیع کے لئے دعائے مغفرت کروں، تم میرے ساتھ چلو۔ میں آپؐ کے ساتھ ہوا آپؐ نے بقیع کے وسط میں کھڑے ہو کر فرمایا اے اہل مقابر تم پر سلامتی ہو جس حالت میں تم اب ہو

یہ تم کو مبارک ہو کیونکہ جو اب زندہ ہیں ان سے تم اس وجہ سے اچھے رہے کہ فتنوں کا زمانہ آگیا ہے اور وہ اس تیزی سے آ رہے ہیں جس طرح رات کی تاریکی بڑھتی ہے اور وہ متواتر ہیں اور دوسرا پہلے سے زیادہ بُرا ہو گا۔ اس کے بعد آپؐ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا ابو مویہبہ مجھے تمام دنیا کے خزانوں کی کنجیاں زندگی جاوید اور جنت پیش کی گئی اور دوسری طرف اپنے رب کی لقا اور جنت پیش کی گئی ہے اور ان میں سے ایک کے اختیار کا حق دیا گیا۔ میں نے اپنے رب کی لقا اور جنت کو اختیار کیا۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر نثار آپ کیوں نہیں دنیا کے خزانوں کی کنجیاں، اس میں زندگی جاوید اور پھر جنت کو اختیار فرماتے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ابو مویہبہ یہ ہرگز نہیں ہو گا میں نے تو اب رب کی لقا اور جنت کو اختیار کر لیا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے اہل بقیع کے لئے دعائے مغفرت کی اور گھر واپس آ گئے اسی کے بعد آپؐ مرض الموت میں بیمار پڑ گئے۔

رسول اللہ صلعم کے سر میں شدید درد

عائشہؓ سے مروی ہے کہ بقیع سے آپؐ سیدھے میرے پاس آئے میرے سر میں درد تھا میں اس سے کراہ رہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا عائشہؓ تم نہیں بلکہ تمہارے بجائے میں کہتا ہوں کہ سر پھٹا جاتا ہے۔ پھر آپؐ نے کہا اچھا اگر تم مجھ سے پہلے مر جاؤ اور میں تمہارے کفن دفن کا انتظام کروں تمہاری نماز جنازہ پڑھوں اور پھر تم کو دفن کر دوں تمہارا کیا بگڑے۔ میں نے کہا میں خوب جانتی ہوں کہ جب آپ مجھے دفن کر کے میرے گھر آئیں گے تو اپنی کسی بیوی کے ساتھ وہیں شب باشی اختیار کریں گے۔ اس پر آپؐ مسکرائے، مگر آپؐ کی تکلیف بڑھتی گئی اور اسی حالت میں آپؐ اپنی بیویوں کے پاس گئے آپؐ میمونہؓ کے گھر میں تھے کہ آپؐ صاحب فراش ہو گئے۔ آپؐ نے اپنی سب بیویوں کو بلایا اور ان سے اجازت لی کہ آپؐ کی تیمارداری میرے گھر ہو، انہوں نے اس کی اجازت دی آپؐ وہاں سے اپنے خاندان کے دو شخصوں کے سہارے جن میں ایک فضل بن العباس اور دوسرے ایک اور شخص تھے اس طرح آئے کہ صرف آپؐ کا قدم زمین پر پڑتا تھا اور سر پر پٹی بندھی تھی۔ اسی طرح آپؐ میرے گھر میں آ گئے۔

عبید اللہ سے مروی ہے کہ میں نے عائشہؓ کی یہ حدیث عبداللہ بن عباس سے بیان کی اور پوچھا کہ یہ دوسرے شخص کون تھے۔ انہوں نے کہا وہ علیؓ بن ابی طالب تھے۔ عائشہؓ کا یہ دستور تھا کہ جہاں تک ہو سکتا وہ علیؓ کا ذکر خیر سے نہ کرتیں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ اس کے بعد آپؐ پر غشی طاری ہو گئی اور آپؐ کے مرض نے اور شدت اختیار کی۔ آپؐ نے فرمایا مختلف کنوؤں سے بھر کر سات مشکیں میرے سر پر ڈالی جائیں تاکہ میں برآمد ہو کر مسلمانوں سے کچھ کہوں۔ ہم نے آپؐ کو حفصہؓ بنت عمرؓ کے غسل خانے میں بٹھایا اور آپؐ کے سر پر پانی ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ آپؐ نے فرمایا اب بس کرو۔

حضرت محمدؐ کا خطبہ

فضل بن العباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم میرے پاس آئے میں گھر سے نکل کر آپؐ کے پاس آیا، میں نے دیکھا کہ آپؐ کے سر میں سخت درد ہے اور اس کی وجہ سے آپؐ نے سر پر پٹی باندھ رکھی ہے۔ مجھ سے کہا فضل میرا ہاتھ تھامو۔ میں نے آپؐ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور آپؐ کو سہارا دیتا ہوا چلا، آپؐ منبر پر آ کر بیٹھے پھر مجھ سے کہا کہ سب کو بلا لاؤ۔ سب جمع ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا "اے لوگو! میں تمہارے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں تعریف کرتا ہوں۔ تم لوگوں کے میرے ذمے بہت سے حقوق ہوں گے لہٰذا جس کی پیٹھ پر میں نے کوڑے مارے ہوں، اس کے لئے میری پیٹھ حاضر ہے وہ اپنا بدلہ لے لے اور جس کسی کو میں نے برا کہا ہو میں موجود ہوں وہ مجھے برا کہہ لے، کینہ پروری نہ میری سرشت ہے اور نہ میری عادت، میں تم میں اس شخص کو سب سے زیادہ پسند کروں گا جو اپنا حق مجھ سے اب لے لے یا معاف کر دے تاکہ میں اپنے رب سے بالکل پاک نفس ہو کر ملوں۔ اگرچہ میں اس بات کو جانتا ہوں کہ میرے اس کہنے کا تاوقتیکہ میں متعدد مرتبہ تم سے نہ کہوں کوئی اثر نہ ہو گا۔"

حضرت عمرؓ کے متعلق رسول اللہ صلعم کا ارشاد

اتنا کہہ کر آپؐ منبر سے اتر آئے نماز ظہر پڑھی اور پھر منبر پر جا بیٹھے اور تقریر کے سلسلے کو جاری کرتے ہوئے دشمنی اور کینہ پروری کے متعلق اعادہ کلام کیا۔ اس پر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہؐ آپؐ پر میرے تین درہم قرض ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے مجھ سے کہا فضل یہ ان کو دے دو میں نے اس کی ادائی کے لئے کہہ دیا اور وہ شخص اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ اے لوگو! جس کے پاس ہمارا کچھ ہو وہ دے دے اور اس کو دنیا کی رسوائی نہ سمجھے کیونکہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہت معمولی بات ہے۔ اس پر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہؐ آپ کے تین درہم میرے ذمے ہیں میں نے وہ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کئے۔ آپؐ نے پوچھا کیوں نہیں کئے۔ اس نے کہا مجھے ان کی ضرورت تھی۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا فضل یہ رقم ان سے

لے لو۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے لوگو! تم میں جس کو اپنے متعلق کسی بد اعمالی کی وجہ سے اندیشہ ہو وہ کھڑا ہو کر بیان کر دے تاکہ میں اس کے لئے دعا کر دوں۔ اس پر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہؐ میں کذّاب ہوں، بدکار ہوں اور ہر وقت سوتا رہتا ہوں۔ آپؐ نے اس کے لئے دعا کی، اے بار الٰہ اسے صدق اور ایمان عطا کر اور جب یہ چاہے اس کی نیند دور ہو جایا کرے۔ اس کے بعد ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔ یا رسول اللہؐ میں کذّاب ہوں، میں منافق ہوں اور کوئی ایسی بُرائی نہیں ہے جس کا ارتکاب میں نے نہ کیا ہو۔ یہ سن کر عمرؓ بن الخطاب نے کہا اے شخص تو نے اپنی رسوائی کی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے ابن الخطابؓ اس دنیا کی تفضیحت آخرت کی تفضیحت سے اچھی ہے۔ اے بارِ الٰہ تو اس شخص کو صدق اور ایمان عطا فرما اور اسے نیک کردار بنا دے۔ عمرؓ نے اس شخص سے کہا کہ اب تم رسول اللہؐ سے باتیں کرو۔ اس جملے پر آپؐ ہنس پڑے اور پھر فرمایا عمرؓ میرے ساتھ ہیں اور میں عمرؓ کے ساتھ ہوں اور میرے بعد حق اسی طرف ہو گا جدھر عمرؓ ہوں گے۔"

اصحاب اُحد کے لئے دعائے مغفرت

ایوب بن بشیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم سر پر پٹی باندھے ہوئے برآمد ہوئے، منبر پر جلوہ افروز ہوئے سب سے پہلے جو بات آپؐ نے کی وہ یہ کیا کہ اصحاب اُحد کے لئے دُعا کی۔ ان کے لئے مغفرت طلب کی اور بہت دیر تک ان کو دعا دیتے رہے۔

حضرت ابوبکرؓ کے متعلق رسول اللہؐ کے تاثرات

پھر آپؐ نے فرمایا اللہ نے اپنے ایک بندے کو حق دیا کہ وہ اس دنیا اور اپنے پاس کی نعمتوں میں سے ایک کو اختیار کر لے اور اس بندے نے اللہ کے پاس کی نعمتوں کو پسند کیا۔ ابوبکرؓ آپؐ کے اس جملے کا مفہوم سمجھ گئے کہ اس سے خود آپ مراد ہیں، وہ رونے لگے اور عرض کیا کہ آپؐ کے بدلے میں ہم اپنی اور اپنی اولاد کی جانوں کو فدیہ دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ابوبکرؓ خاموش رہو، گلی کوچوں کے ان ناکوں کو دیکھو جو مسجد میں آتے ہیں۔ ان سب کو مسدود کر دینا، البتہ ابوبکرؓ کے گھر کا راستہ بند نہ کیا جائے کیونکہ صحابہؓ میں سے کسی کے اس قدر احسانات مجھ پر نہیں ہیں جتنے ابوبکرؓ کے ہیں۔

اسی سلسلۂ کلام میں آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میں اللہ کے بندوں میں سے کسی کو دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ لیکن اب جب تک کہ اللہ ہم دونوں کو پھر یکجا کرے وہ میرے مصاحب

اور دینی بھائی ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کی خدمات

ابو سعیدؓ الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم ایک دن منبر پر تشریف فرما ہوئے اور آپؐ نے فرمایا اس بندے نے جسے اللہ نے یہ حق دیا تھا کہ وہ تمام دنیاوی نعمتوں اور اللہ کے یہاں کی نعمتوں میں سے ایک کو اختیار کرے۔ اللہ کے یہاں کی نعمتوں کو اختیار کیا۔ اس پر ابوبکرؓ رونے لگے اور انہوں نے کہا یارسول اللہؐ ہم آپؐ پر سے اپنے ماں باپ قربان کئے دیتے ہیں۔ ابوبکرؓ کی اس بات سے ہم سب متعجب ہوئے لوگوں نے کہا کہ اس شیخ کو ذرا یہ کہو، یہ رسول اللہ صلعم کو عبد مختار کا پتہ بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اپنے والدین کے معاوضے میں فدیہ دیتے ہیں مگر حقیقت وہی تھی جو ابوبکرؓ سمجھے کہ یہ اختیار خود رسول اللہ صلعم کو دیا گیا تھا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تمام لوگوں میں اپنی رفاقت اور مال کے خرچ کرنے میں سب سے زیادہ ابوبکرؓ میرے محسن ہیں، اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن اب اخوت اسلام ہے ابوبکرؓ کے دروازے کے سوا اب کسی کا دروازہ مسجد میں نہ رہے سب بند کردیئے جائیں۔

حضرت محمدؐ کی صحابہ کے لئے دُعا

عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ ہمارے نبی اور ہمارے حبیب نے اپنے مرنے سے ایک ماہ قبل ہی اپنے وصال کی ہمیں اطلاع دے دی تھی، جب آپؐ سے مفارقت کا وقت قریب آیا ہم سب اپنی ماں عائشہؓ کے گھر میں جمع ہوئے۔ آپؐ نے ہمیں دیکھا اور پھر غور سے دیکھا۔ آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا خوش آمدید۔ اللہ تم پر رحم کرے، تمہاری مدد کرے، تمہاری حفاظت کرے، تمہارے مرتبے بڑھائے، تم کو فائدہ پہنچائے، تم کو توفیق دے، تمہاری اعانت کرے، تم کو سلامت رکھے، تم پر رحمت کرے، تم کو قبول کرے، میں تم کو اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں اور تمہارے لئے اللہ کو وصیت کرتا ہوں اور اللہ ہی کو تم پر چھوڑے جاتا ہوں اور تم کو اس کے سپرد کرتا ہوں، میں تم کو متنبہ کرتا ہوں اور بشارت دیتا ہوں کہ تم اللہ کے بندوں اور اس کے ملک میں اس کے حکم سے سرمو تجاوز نہ کرنا اور ظلم نہ کرنا۔ اللہ نے مجھ سے اور تم سے کہا ہے تلک الدار الآخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوًا فی الارض ولا فسادًا والعاقبۃ للمتقین (یہ آخرت کا گھر ان لوگوں کو ہم دیں گے جو زمین میں نہ مستبدانہ اقتدار چاہتے ہیں اور نہ فساد اور انجام کی بھلائی اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے ہے) اس کے علاوہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے أليس فى جهنم مثوىٰ للمتكبرين (کیا متکبروں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے؟) ہم نے پوچھا آپؐ کا وقت کب ہے۔ آپؐ نے فرمایا فراق اب قریب ہے اور میں اللہ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جانے والا ہوں۔

تجہیز و تکفین کے لئے ہدایت

ہم نے پوچھا یا نبیؐ اللہ آپؐ کو غسل کون دے۔ آپؐ نے فرمایا جو میرے سب سے زیادہ قریب کے عزیز ہیں۔ ہم نے پوچھا کہ آپؐ کو کفن کس کپڑے کا پہنائیں۔ آپؐ نے فرمایا اگر چاہو تو میرے انہیں کپڑوں میں اور چاہو تو مصر کا سفید جامہ یا حلہ یمانیہ کا کفن پہنانا۔ ہم نے پوچھا کہ آپؐ کی نماز جنازہ کون پڑھے۔ آپؐ نے فرمایا خاموش رہو اللہ تمہاری مغفرت کرے اور تم کو اپنے نبیؐ کی طرف سے جزائے خیر دے۔ ہم سب رو پڑے، خود رسول اللہ صلعم بھی روئے اور فرمایا کہ "جب تم مجھے غسل دے دو اور کفن پہنا دو، تو مجھے تم اسی گھر میں اپنے پلنگ پر قبر کے کنارے لٹا دینا اور تھوڑی دیر کے لئے باہر چلے جانا کیونکہ سب سے پہلے میرے جلیس اور دوست جبرئیلؑ میری نماز جنازہ پڑھیں گے اس کے بعد میکائیلؑ پھر اسرافیلؑ اور پھر ملک الموت تمام ملائکہ کے ایک انبوہ کثیر کے ساتھ میری نماز جنازہ پڑھیں گے اس کے بعد پھر تم سب علیحدہ علیحدہ جماعت کرکے میری نماز جنازہ پڑھنا اور درود اور سلام پڑھنا۔ اور آہ و بکا اور نوحہ و زاری کرکے مجھے ایذا نہ دینا۔ سب سے پہلے میرے خاندان والے میری نماز پڑھیں پھر اُن کی عورتیں، اس کے بعد تم سب۔ میں تم سب پر سلامتی بھیجتا ہوں اور تم کو اس بات پر شاہد بناتا ہوں کہ ان تمام لوگوں پر جنہوں نے میرے دین پر میری بیعت کی ہے آج سے لے کر آخرت کے دن تک میں سلامتی بھیجتا ہوں۔" ہم نے پوچھا آپؐ کی قبر میں کون اُترے۔ آپؐ نے فرمایا میرے گھر والے اور اُن کے ساتھ بہت سے ملائکہ ہوں گے جو تم کو دیکھیں گے مگر تم اُن کو نہ دیکھ پاؤ گے۔

رسول اللہ کا تحریر لکھنے کا ارادہ

ابن عباسؓ نے کہا ایک دن جمعرات کو رسول اللہ صلعم پر مرض کی شدت ہوئی آپؐ نے فرمایا لاؤ میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دوں تاکہ بعد میں تم گمراہ نہ ہو۔ اس پر صحابہؓ میں تنازعہ ہوا۔ حالانکہ اللہ کے نبیؐ کے پاس کسی قسم کا تنازعہ نہ ہونا چاہیے تھا۔ اسی میں بعض لوگوں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کی طبیعت زیادہ خراب ہے اور آپؐ پر سرسامی کیفیت طاری ہے پہلے دریافت کرو کہ اس سے آپؐ کا کیا منشا ہے۔ صحابہؓ نے اس کا مطلب دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا مجھے میرے حال پر چھوڑ دو جس حال میں میں ہوں، وہ اس

سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو۔ پھر آپؐ نے تین باتوں کی وصیت کی۔ ایک یہ کہ مشرکوں کو تمام جزیرۃ العرب سے نکال دیا جائے، دوسرا یہ کہ جو وفد آئے اُسے وہی صلہ دیا جائے جو میں دیا کرتا تھا۔ تیسری بات آپؐ نے عمداً بیان نہیں کی یا خود مجھے اب یاد نہیں رہی کہ وہ کیا تھی۔

تھوڑی سی تبدیلی الفاظ کے ساتھ یہ حدیث دوسرے سلسلے سے بھی ابن عباسؓ سے منقول ہے اور ایک اور سلسلے سے یہی حدیث ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جمعرات کے واقعے کو دریافت کیا جاتا ہے وہ یہ تھا کہ ایک دن جمعرات کو آپؐ کی طبیعت زیادہ ناساز ہوئی، یہ کہہ کر وہ رونے لگے اور ان کے آنسو موتی کی لڑی کی طرح رخساروں پر سے جاری ہو گئے، پھر کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میرے پاس تختی اور دوات لے آؤ یا آپؐ نے فرمایا ایک پارچہ اور دوات لے آؤ میں ایک تحریر لکھ دوں تاکہ تم پھر راہِ راست سے نہ بھٹک سکو۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ رسول اللہؐ کو ہذیان ہو گیا ہے۔

حضرت عباسؓ کی حضرت علیؓ سے جانشینی کے متعلق گفتگو

ابن عباسؓ نے یہ بات بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی اسی علالت کے اثنا میں ایک روز علیؓ بن ابی طالب آپؐ کے پاس سے اُٹھ کر باہر گئے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا ابو الحسنؓ آج رسول اللہ صلعم کیسے ہیں۔ انہوں نے کہا آج آپؐ کی طبیعت ماشاء اللہ اچھی ہے۔ عباسؓ بن عبد المطلب نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کیا کہہ رہے ہو کیا نہیں سمجھتے کہ تین دن کے بعد تم ڈنڈے کے محکوم بن جاؤ گے میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ صلعم اسی مرض سے وفات پا جائیں گے کیونکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ عبد المطلب کی اولاد کے چہرے مرتے وقت کیسے ہو جاتے ہیں وہی کیفیت اب رسول اللہؐ کے چہرے کی ہے۔ لہٰذا تم اُن کے پاس جاؤ اور پوچھ لو کہ آپؐ کے بعد آپؐ کا جانشین کون ہوگا تاکہ اگر امارت ہم کو ملتی ہے تو ہم کو ابھی معلوم ہو جائے اور اگر وہ کسی اور کو کرنا چاہتے ہیں تو بتا دیں تاکہ اطمینان ہو جائے اور اس کی بجا آوری کی جائے۔ علیؓ نے کہا بخدا میں ہرگز یہ بات رسول اللہ صلعم سے دریافت نہیں کروں گا۔ اگر انہوں نے خود ہم کو اس سے محروم کر دیا تو پھر عمر بھر لوگ ہم کو امارت نہ دیں گے۔

دوسرے سلسلے سے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک دن علیؓ بن ابی طالب رسول اللہ صلعم کے پاس سے اُٹھ کر باہر آئے اس کے بعد تمام سابقہ بیان نقل ہے اس روایت میں اس قدر اضافہ ہے کہ عباسؓ نے کہا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ موت رسول اللہ صلعم کے چہرے پر نمایاں ہے، کیونکہ تمام بنی

عبد المطلب کے آخری وقت کے چہروں سے میں بخوبی واقف ہوں لہٰذا اب تم ہمیں رسول اللہ صلعم کے پاس لے چلو تاکہ اگر یہ حکومت ہم کو ملنے والی ہے تو معلوم ہو جائے اور اگر کسی اور کو وہ کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں حکم دے جائیں اور ہمارے متعلق لوگوں کو حسن سلوک کی وصیت کر دیں، مگر اسی دن جب خوب دوپہر ہو گئی آپؐ نے وفات پائی۔

انصار کے بارے میں وصیت

عائشہؓ سے مروی ہے کہ اسی علالت کے اثنا میں ایک دن رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سات مختلف کنوؤں سے بھر کر سات مشکیں میرے سر پر ڈالو تاکہ مجھے کچھ افاقہ ہو اور میں باہر آ کر کچھ بیان کروں۔ ہم نے آپؐ کے ارشاد کی بجا آوری کی، اور اس سے آپؐ کو افاقہ ہوا۔ آپؐ برآمد ہوئے۔ پہلے آپؐ نے نماز پڑھائی پھر صحابہؓ کو مخاطب کر کے تقریر کی۔ پہلے اصحاب اُحد کے لئے دعائے مغفرت کی پھر انصار کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی اور کہا اے مہاجرین تم میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور ہو گا اور انصار کی وہی حالت رہے گی جس پر وہ آج ہیں۔ انصار میری جائے پناہ ہیں لہٰذا ان کے نیکوں کی عزت کرنا اور ان کے بدوں سے تجاوز کرنا۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اللہ کے ایک بندے کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی قربت اور دنیا میں سے ایک کو اختیار کر لے، اس نے اللہ کی قربت اختیار کر لی۔ ابو بکرؓ کے سوا کوئی آپؐ کے مطلب کو نہ سمجھ سکا وہ سمجھ گئے کہ اس سے خود آپؐ کی ذات مراد ہے، وہ رو پڑے، رسول اللہ صلعم نے فرمایا ابو بکرؓ صبر کرو، دیکھو ابو بکرؓ کے دروازے کے علاوہ یہ جس قدر راستے لوگوں کے مکانات سے مسجد میں نکلتے ہیں بند کر دیئے جائیں اور ابو بکرؓ کا بند نہ کیا جائے کیونکہ اپنی رفاقت میں ابو بکرؓ سے زیادہ کسی شخص کا مجھ پر احسان نہیں ہے۔ عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپؐ کی بیماری میں ہم نے آپؐ کو دوا پلائی۔ آپؐ نے منع کیا مگر ہم نے اس خیال سے کہ مریض دوا کو پسند نہیں کرتے نہ مانا، جب آپؐ کو افاقہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ سوائے عباسؓ کے جو اس رائے میں شریک تھے تم سب کو دوا پلائی جائے گی۔

مرض ذات الجنب کا شبہ

دوسرے سلسلے سے عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب آپؐ بیمار پڑ کر اپنے گھر میں صاحب فراش ہو گئے آپؐ پر غشی طاری ہوئی اس وقت آپؐ کے پاس آپؐ کی بیویوں میں سے اُمّ سلمہؓ اور میمونہؓ اور دوسرے مسلمانوں کی بیویوں میں سے اسماء بنت عمیس اور آپؐ کے چچا عباسؓ موجود تھے، سب کی رائے ہوئی کہ دوا

دینی چاہیے۔ عباسؓ نے کہا میں ان کو دوا پلاؤں گا۔ چنانچہ دوا دی گئی اور جب آپؐ کو افاقہ ہُوا، آپؐ نے پوچھا یہ کس نے کیا، سب نے کہا کہ آپؐ کے چچا عباسؓ نے۔ آپؐ نے مُلک حبشہ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا کہ یہ وہاں کی دوا ہے جو عورتیں کرتی ہیں۔ پھر آپؐ نے پوچھا ایسا کیوں کیا گیا۔ عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ ہمیں یہ اندیشہ تھا کہ آپؐ کو ذات الجنب ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ وہ مرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی مجھے اس کی تکلیف سے دوچار نہ کرے گا، میرے چچا کے علاوہ یہاں جس قدر لوگ ہیں ان سب کو زبردستی دوا پلائی جائے گی چنانچہ آپؐ کی اسی بددعا کی وجہ سے میمونہؓ کو حالت صوم میں دوا پلائی گئی۔

عروہ کہتے ہیں کہ عائشہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب ہم نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ ہمیں اندیشہ تھا کہ آپ کو ذات الجنب ہو گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ شیطانی مرض ہے اور اللہ ہرگز مجھے اس مرض میں مبتلا نہیں کرے گا۔

فقہائے اہل حجاز سے مروی ہے کہ اپنے مرض الموت میں ایک دن رسول اللہ صلعم کی حالت خراب ہوئی آپؐ پر غشی طاری ہو گئی۔ آپؐ کی بیویاں، صاحبزادی، خاندان والے عباسؓ بن عبدالمطلب علیؓ بن ابی طالب اور سب ہی آپؐ کے پاس جمع ہوئے۔ اسماء بنت عمیس نے کہا کہ ہو نہ ہو آپؐ کو ذات الجنب ہے، آپؐ کو دوا دینا چاہیے۔ دوا پلائی گئی۔ افاقے کے بعد آپؐ نے پوچھا کس نے مجھے دوا پلائی۔ آپؐ سے کہا گیا کہ اسماء بنت عمیس نے اس خیال سے کہ آپؐ کو ذات الجنب ہے دوا پلائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ مجھے ذات الجنب میں مبتلا کرے اور وہ مجھے ہرگز اس مرض کی تکلیف نہ دے گا۔

حضرت اُسامہؓ کے حق میں دُعا

اسامہؓ بن زید سے مروی ہے کہ جب آپؐ کی حالت خراب ہوئی میں اور میرے تمام ساتھی اپنی چھاؤنی سے مدینہ آ گئے اور رسول اللہ صلعم کے پاس آئے۔ آپؐ اس وقت خاموش تھے بات نہیں کی جاتی تھی، آپؐ نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھایا اور پھر مجھ پر رکھا اس سے میں سمجھا کہ آپؐ میرے لیئے دعا کر رہے ہیں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں اکثر رسول اللہ صلعم کی زبان سے سُنا کرتی تھی۔ آپؐ فرماتے تھے کہ اللہ عزوجل نے بغیر اختیار دیئے کسی نبی کی روح کو قبض نہیں فرمایا۔

حضرت ابوبکرؓ کو امامت کا حکم

ارقم بن شرحبیل سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباسؓ سے

پوچھا کہ آیا کسی کے لئے رسول اللہ صلعم نے وصیت کی تھی۔ انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا پھر کیونکر یہ بات مشہور ہے۔ انہوں نے کہا واقعہ یہ ہوا کہ آپ نے فرمایا علیؓ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ اس پر عائشہؓ نے کہا آپ ابوبکرؓ کو بلوا لیجئے۔ حفصہؓ نے کہا عمرؓ کو بلوا لیجئے۔ اس طرح سب آ گئے۔ آپ نے فرمایا اب جاؤ اگر آئندہ ضرورت ہوگی تو بلوا لوں گا۔ رسول اللہ صلعم نے پوچھا کیا نماز کا وقت آ گیا ہے۔ کہا گیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا اچھا ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ نماز میں امامت کریں۔ عائشہؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ رقیق القلب ہیں آپ اس کے لئے عمرؓ کو حکم دیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اچھا عمرؓ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ مگر خود عمرؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ کی موجودگی میں میں تقدیم نہیں کرتا۔ اب ابوبکرؓ ہی امامت کے لئے آگے بڑھے اسی اثناء میں رسول اللہ صلعم کی تکلیف ذرا کم ہو گئی، آپ خود نماز کے لئے برآمد ہوئے ابوبکرؓ نے آپ کی آہٹ سن لی وہ اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ آئے۔ مگر رسول اللہ صلعم نے اُن کا دامن کھینچ کر ان کو پھر امام کی جگہ کھڑا کر دیا اور آپ ان کے پہلو میں بیٹھ گئے اور جہاں سے کلام اللہ کی قرأت ابوبکرؓ نے چھوڑی تھی اس مقام سے آپ نے آگے شروع کی۔

حضرت ابوبکرؓ کی امامت پر رسول اللہؐ کا اصرار

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم جب مرض الموت میں بیمار پڑے آپ سے نماز کے لئے اجازت مانگی گئی۔ آپ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ میں نے کہا وہ بہت رقیق القلب ہیں جب آپ کی جگہ امامت کے لئے کھڑے ہوں گے تو ان سے کھڑا نہ ہوا جائے گا مگر دوبارہ آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ میں نے پھر ان کے متعلق یہی کہا اس پر آپ برہم ہو گئے اور فرمایا تم تو یوسف والیاں ہو اور پھر یہی حکم دیا کہ ابوبکرؓ نماز پڑھائیں۔ اس کے بعد خود آپ ہی نماز کے لئے آہستہ آہستہ اور لڑکھڑاتے ہوئے مسجد میں آ گئے۔ ابوبکرؓ کے قریب پہنچے، ابوبکرؓ پیچھے ہٹنے لگے، مگر آپ نے اشارے سے ان کو اپنی جگہ کھڑے رہنے کا حکم دیا اور خود آپ نے ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔ اس طرح ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلعم کی اقتدا کی اور لوگوں نے نماز میں ابوبکرؓ کی اقتدا کی۔

سترہ نمازوں کی امامت

واقدی کہتے ہیں کہ میں نے ابی سبرہ سے پوچھا کہ ابوبکرؓ نے کتنی نمازیں پڑھائیں۔ انہوں نے ایک صحابی کے حوالے سے بیان کیا

کہ ابوبکرؓ نے سترہ نمازیں پڑھائی تھیں۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے تین دن ہمیں نماز پڑھائی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی موت کا وقت جب قریب آیا میں نے دیکھا کہ آپؐ کے پاس پانی سے بھرا ہوا ایک پیالہ رکھا ہے۔ آپؐ اپنا ہاتھ اس میں ڈبوتے ہیں اور پھر چہرے پر مسح کرتے ہیں اور فرماتے ہیں اے بار الٰہ موت کی تکلیف میں تو میری مدد کر۔

ایک دوسرے سلسلے سے بھی یہ بات عائشہؓ سے مروی ہے۔

رسول اللہ صلعم کی مسجد میں تشریف آوری

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ دوشنبے کے دن جس روز رسول اللہ صلعم کی وفات ہوئی، آپؐ صبح کے وقت مسجد میں تشریف لائے، لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ سے پردہ اُٹھایا دروازہ کھولا اور عائشہؓ کے گھر کے دروازے کے باہر آکر کھڑے ہوئے۔ آپؐ کے اس طرح چست و چاق برآمد ہونے سے مسلمانوں کا خوشی کی وجہ سے یہ حال ہوا کہ قریب تھا کہ وہ نماز چھوڑ دیں مگر آپؐ نے اشارے سے حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہیں اور مسلمانوں کو نماز میں اس قدر منہمک اور متوجہ دیکھ کر آپؐ فرحت سے مسکرانے لگے۔ میں نے رسول اللہ صلعم کو اس وقت سے زیادہ حسین کبھی نہیں دیکھا تھا مگر آپؐ پھر اندر چلے گئے اور تمام لوگ اپنی اپنی جگہ پلٹ آئے اور چونکہ اب سب کو یقین تھا کہ آپؐ بالکل اچھے ہیں۔ ابوبکرؓ بھی اپنے اہل و عیال کے پاس سنح چلے گئے۔

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ دوشنبے کے دن صبح کو رسول اللہ صلعم سر پہ پٹی باندھے ہوئے مسجد میں تشریف لائے، ابوبکرؓ نماز صبح پڑھا رہے تھے۔ آپؐ کے برآمد ہونے سے سب لوگ بہت خوش ہوئے ابوبکرؓ سمجھ گئے کہ یہ مسرت رسول اللہ صلعم کے قدوم کی وجہ سے ہے وہ اپنی جگہ سے ہٹنے لگے مگر آپؐ نے ان کی پشت پر ہاتھ مارا اور کہا کہ تم ہی نماز پڑھاؤ اور خود آپؐ ابوبکرؓ کی داہنی جانب بیٹھ گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر آپؐ نے اس قدر بلند آواز سے کہ وہ بیرون مسجد تک سنائی دیتی تھی مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا اے لوگو! دوزخ کی آگ روشن کر دی گئی ہے، اور رات کی تاریکی کی طرح فتنے چلے آرہے ہیں، بخدا میں نہیں چاہتا کہ تم کسی بات کی ذمہ داری مجھ پر عائد کرو، کیونکہ میں نے تمہارے لئے وہی حلال کیا ہے جو قرآن نے حلال کیا ہے اور وہی حرام کیا ہے جو قرآن نے حرام کیا

ہے۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے آپؐ سے کہا یا نبیؐ اللہ آج تو آپؐ کی طبیعت اللہ کے تفضل و کرم سے بہت اچھی معلوم ہوتی ہے جو ہمارے دل کی آرزو ہے۔ آج میرا خارجہ کی بیٹی کے یہاں جانے کا دن ہے میں اس کے پاس جاتا ہوں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلعم اندر چلے گئے اور ابوبکرؓ اپنی بیوی کے پاس سنح چلے گئے۔

وفات

عائشہؓ سے مروی ہے کہ مسجد سے آپؐ گھر میں آئے اور میری گود میں لیٹ گئے اسی وقت ابوبکرؓ کے ایک عزیز قریب میرے پاس آئے۔ ان کے ہاتھ میں ایک سبز مسواک تھی۔ رسول اللہ صلعم نے ان کے ہاتھ کی طرف غور سے دیکھا میں سمجھ گئی کہ آپؐ مسواک لینا چاہتے ہیں۔ میں نے اسے ان کے ہاتھ سے لے کر پہلے چبا کر نرم کیا اور پھر اسے رسول اللہؐ کو دیا، آپؐ نے اس سے بہت دیر تک خوب اپنے منہ کو صاف کیا اور پھر رکھ دیا۔ اب میں نے دیکھا کہ میری گود میں آپؐ بوجھل ہو رہے ہیں۔ میں نے آپؐ کے چہرے کو غور سے دیکھا تو رنگ متغیر ہو چکا تھا اور آپ فرما رہے تھے بل الرفیق الاعلیٰ فی الجنۃ (ترجمہ: اب میں اپنے اعلیٰ رفیق کے پاس جنت میں جاتا ہوں) میں نے کہا آپؐ کو اللہ نے اختیار دیا تھا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حقیقت میں نبی مبعوث فرمایا ہے آپؐ نے اللہ کو اختیار کیا۔ اب آپؐ کی روح قبض کر لی گئی۔ آپؐ نے صبح کو میری گود میں اور میرے گھر میں وفات پائی۔ اس معاملے میں کسی کا حق میں نے نہیں لیا بلکہ محض میری نادانی اور کم عمری کی وجہ سے آپؐ نے میرے حجرے کو پسند کیا اور میرے حجرے میں آپؐ کی وفات ہوئی۔ روح کے قبض ہو جانے کے بعد میں نے آپؐ کا سر تکیے پر رکھ دیا۔ اور پھر اٹھ کر اور عورتوں کے ساتھ رونے لگی اور اپنا سر پیٹنے لگی۔

وفات کا دن

ابو جعفر کا قول ہے کہ علمائے تاریخ کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہؐ کی وفات ربیع الاوّل میں دوشنبے کو ہوئی۔ مگر یہ کہ اس ماہ کے کس دوشنبے میں ہوئی اس میں البتہ اختلاف ہے۔ اس کے متعلق بعض ارباب سیر نے فقہائے حجاز کے حوالے سے یہ بات بیان کی ہے کہ ربیع الاوّل کی دوسری تاریخ دوشنبے کے دن نصف النہار سے قبل رسول اللہ صلعم نے وفات پائی اور اسی دن ابوبکرؓ کی بیعت کی گئی۔

واقدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبے کے دن وفات پائی اور اس کے دوسرے دن سہ شنبہ کو ٹھیک زوال آفتاب کے بعد آپؐ دفن کئے گئے۔

ابو جعفر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے وقت ابو بکرؓ سنح میں تھے اور عمرؓ مدینہ میں موجود تھے۔

حضرت عمرؓ کی تقریر

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد عمرؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ بعض منافق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کا انتقال ہو گیا حالانکہ آپ مرے نہیں ہیں بلکہ اپنے رب کے پاس گئے ہیں جس طرح کہ موسیٰ بن عمران چالیس راتوں کے لئے اپنی قوم سے غائب ہو کر اللہ کے پاس چلے گئے تھے اور پھر چلے آئے حالانکہ ان کے متعلق بھی ان کی قوم والوں نے یہی کہا تھا کہ وہ مر گئے۔ بخدا رسول اللہ صلعم ضرور واپس آئیں گے اور جو لوگ اب آپ کے مرنے کی خبر مشہور کر رہے ہیں ان کے ہاتھ پاؤں قطع کریں گے۔

حضرت ابو بکرؓ کی آمد

ابو بکرؓ کو جب آپ کی وفات کی اطلاع ملی وہ مدینہ آئے اور مسجد کے دروازے پر اونٹ سے اترے۔ اس وقت عمرؓ لوگوں کے سامنے یہی تقریر کر رہے تھے، ابو بکرؓ بغیر کسی اور طرف التفات کئے سیدھے عائشہؓ کے حجرے میں رسول اللہ صلعم کے پاس آئے جو اس حجرے کی ایک سمت میں چت لیٹے ہوئے تھے اور شال آپ پر پڑی ہوئی تھی۔ ابو بکرؓ نے پاس آ کر آپ کا منہ کھولا اور پھر آپ کو بوسہ دیا اور کہا میرے ماں باپ آپ پر نثار، وہ موت جو اللہ نے آپ کے لئے مقدر کی تھی وہ آپ کو آ گئی اب اس کے بعد آپ کبھی نہیں مریں گے۔ اس کے بعد ابو بکرؓ نے پھر آپ کا چہرہ ڈھانک دیا اور حجرے سے نکل کر مسجد میں آئے۔ عمرؓ اس وقت تقریر کر رہے تھے۔

حضرت ابو بکرؓ کی تقریر

ابو بکرؓ نے ان سے کہا، عمرؓ! اب تم خاموش رہو مگر انہوں نے نہ مانا اور برابر تقریر کرتے رہے۔ ابو بکرؓ نے جب دیکھا کہ وہ چپ نہیں ہوتے اُن کی خاموشی کا انتظار کئے بغیر وہ خود سب کے سامنے میں آ گئے۔ ان کو دیکھ کر اب تمام لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور عمرؓ کا رُخ چھوڑ دیا۔ ابو بکرؓ نے تقریر شروع کی۔ حمد و ثنا کے بعد انہوں نے کہا، اے لوگو، خبردار ہو جاؤ کہ جو لوگ محمدؐ کی عبادت کرتے تھے وہ سن لیں کہ محمدؐ مر گئے اور جو اللہ کی عبادت کرتے تھے اُن کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ زندہ جاوید ہے جو کبھی نہیں مرے گا۔ اس کے بعد ابو بکرؓ نے یہ پوری آیت تلاوت کی وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (ترجمہ:- محمدؐ بھی

ایک رسول ہیں۔ بیشک ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں) اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ گویا وہ اس آیت کے نزول سے آج ابوبکرؓ کے تلاوت کرنے سے قبل واقف ہی نہ تھے اور اسی دن سے لوگوں نے اس آیت کو ابوبکرؓ سے سن کر یاد کر لیا۔ خود عمرؓ نے بیان کیا کہ ابوبکرؓ کے تلاوت کرنے سے قبل میں اس آیت سے واقف نہ تھا مگر اس کو سن کر میری جان نکل گئی، میں گر پڑا، مجھ سے اُٹھا نہیں گیا اور اب مجھے معلوم ہوا کہ واقعی رسول اللہؐ کی وفات ہو گئی۔

سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کا اجتماع

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے وقت ابوبکرؓ مدینہ میں نہ تھے۔ آپؐ کی وفات کے تین دن بعد آئے، ان کی عدم موجودگی میں اور کسی کو آپؐ کا منہ کھولنے کی جرأت نہیں ہوئی، یہاں تک کہ آپؐ کے پیٹ کا رنگ متغیر ہو گیا تھا۔ جب ابوبکرؓ آئے انہوں نے آپؐ کا منہ کھولا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا کہ آپؐ پاک جیئے اور پاک مرے۔ اور پھر باہر آکر سب کے سامنے تقریر کی، اس میں حمد و ثنا کے بعد کہا جو اللہ کی پرستش کرتے تھے اُن کو معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ زندۂ جاوید ہے جسے کبھی موت نہیں اور جو محمدؐ کی پرستش کرتے تھے ان کو معلوم ہو جانا چاہیئے کہ محمدؐ مرگئے۔ پھر ابوبکرؓ نے یہ آیت تلاوت کی وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم و من ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا و سيجزی الله الشاكرين (ترجمہ:۔ اور محمدؐ بھی ایک رسول ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے، کیا اگر وہ مرجائیں، تم اپنا منہ موڑ کر چلے جاؤ گے اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتا اور اللہ ضرور شکر گذاروں کو جزائے خیر دے گا) ابوبکرؓ کے آنے سے پہلے عمرؓ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلعم نہیں مرے اور جو ایسا کہے گا میں اُسے قتل کر دوں گا۔ اس اثناء میں انصار بنی ساعدہ کی چوپال میں جمع ہوئے تاکہ سعد بن عبادہ کی بیعت کر لیں۔ اس کی اطلاع ابوبکرؓ کو ہوئی۔ ابوبکرؓ جن کے ساتھ عمرؓ اور ابوعبیدہؓ تھے انصار کے پاس آئے اور ان سے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے۔ انصار نے کہا اچھا ہم میں سے ایک امیر ہو اور ایک تم میں سے۔ ابوبکرؓ نے کہا نہیں بلکہ ہم امیر ہوں اور تم وزیر رہو۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے کہا عمرؓ اور ابوعبیدہؓ میں سے جس کو چاہو امیر بنا لو میں اس پر خوش ہوں کیونکہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ

کچھ لوگ رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور انہوں نے درخواست کی کہ آپ ایک امین ہمارے ساتھ کر دیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا مناسب ہے میں تمہارے ساتھ ایک ایسے امین کو بھیجتا ہوں جو واقعی امین ہے اور آپؐ نے ابو عبیدہؓ کو ان کے ساتھ کر دیا اس لئے میں ابو عبیدہؓ کی امارت کو تم سب کے لئے پسند کرتا ہوں۔ اس پر عمرؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ تم میں سے کون شخص اس بات کو پسند کرے گا کہ وہ اس شخص کو موخر کرے جسے رسول اللہ صلعم نے مقدم کیا ہے یہ کہہ کر عمرؓ نے ابو بکرؓ کی بیعت کی اور سب لوگوں نے ان کی بیعت کر لی، مگر اس وقت تمام انصار نے یا ان میں سے بعض نے یہ کہا کہ ہم تو صرف علیؓ کی بیعت کریں گے۔

زیاد بن کلیب کی روایت

زیاد بن کلیب سے مروی ہے کہ وہاں سے عمر بن الخطابؓ علیؓ کے مکان پر آئے وہاں طلحہؓ، زبیرؓ اور بعض دوسرے مہاجر موجود تھے۔ عمرؓ نے کہا چل کر بیعت کرو ورنہ میں اس گھر میں آگ لگا کر تم سب کو جلا دوں گا، زبیرؓ تلوار نکال کر عمرؓ پر بڑھے مگر فرش میں پاؤں الجھ جانے کی وجہ سے گرے اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی، تب اور لوگوں نے فوراً زبیرؓ پر یورش کر کے ان کو قابو میں کر لیا۔

حمید بن عبدالرحمٰن الحمیری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے وقت ابو بکرؓ مدینہ کی کسی بستی میں تھے۔ مدینے آ کر انہوں نے رسول اللہ صلعم کا منہ کھولا اور بوسہ دیا اور کہا میرے والدین آپ پر نثار ہوں آپؐ کی زندگی اور موت دونوں کس پاک ہوئیں، رب کعبہ کی قسم محمدؐ مر گئے۔ پھر وہ مسجد میں منبر پر آئے انہوں نے دیکھا کہ عمرؓ لوگوں کو دھمکا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ زندہ ہیں ہرگز نہیں مرے اور وہ بہت جلد واپس آئیں گے اور آپؐ کی موت کی خبر بیان کرنے والوں کے ہاتھ پاؤں قطع کریں گے۔ ابو بکرؓ نے تقریر شروع کی، عمرؓ نے کہا چپ رہو مگر انہوں نے نہ مانا۔ ابو بکرؓ نے اپنی تقریر میں لوگوں سے کہا کہ اللہ نے خود اپنے نبیؐ سے کہا ہے کہ انک میت وانھم میتون ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم تختصمون (ترجمہ:۔ بیشک تم مرو گے اور سب مریں گے پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے جھگڑو گے) اور اس کے بعد ابو بکرؓ نے یہ پوری آیت وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل، افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم پڑھی اور کہا جو محمدؐ کے پرستار تھے ان کو معلوم ہونا چاہیئے

کہ ان کا معبود مرگیا اور جو اللہ وحدہٗ لاشریک کے پرستار ہیں اُن کو اطمینان رکھنا چاہیئے کہ وہ زندہ ہے جسے کبھی موت نہیں۔

حضرت ابو بکرؓ کا انصار کو خطاب

بعض صحابہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ جب تک ابوبکرؓ نے ان دونوں آیتوں کو اس موقع پر تلاوت نہیں کیا تھا ہمیں ان کے نازل ہونے کا ہی علم نہ تھا۔ اسی تقریر کے اثناء میں ایک شخص دوڑتا ہُوا آیا اور اس نے کہا کہ دیکھو انصار بنی ساعدہ کی چوپال میں جمع ہوکر اپنے ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے ایک امیر ہو اور مہاجرین میں سے ایک امیر ہو۔ اس اطلاع پر ابوبکرؓ اور عمرؓ شتاب رو وہاں پہنچے۔ عمرؓ نے چاہا کہ وہ تقریر کریں مگر ابوبکرؓ نے اُنہیں روک دیا۔ عمرؓ نے کہا بہتر ہے میں نہیں چاہتا کہ خلیفہٗ رسولؐ کی دن میں دو مرتبہ نافرمانی کروں۔ ابوبکرؓ نے انصار کو خطاب کیا اور جو جو اُن کے فضائل قرآن سے اور رسول اللہ صلعم کی زبانی معلوم تھے سب بیان کئے اور کہا تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلعم نے یہاں تک تمہارے متعلق کہا ہے کہ اگر تمام دوسرے لوگ ایک راہ اختیار کریں اور انصار دوسری تو میں انصار کی راہ اختیار کروں گا۔ اے سعد تم خود جانتے ہو کہ تم موجود تھے اور تمہارے سامنے رسول اللہ صلعم نے یہ فرمایا تھا کہ خلافت کے وارث قریش ہیں، نیک نیکوں کی اقتدا کریں گے اور بدکار بُروں کی اقتدا کریں گے۔ سعد نے کہا بے شک آپ سچے ہیں لہٰذا اب یہ ہونا چاہیئے کہ ہم وزیر رہیں اور آپ لوگ امیر ہوں۔ عمرؓ نے کہا ابوبکرؓ ہاتھ لاؤ میں تمہاری بیعت کروں۔ ابوبکرؓ نے کہا عمرؓ میں نہیں بلکہ تم ہاتھ لاؤ کیونکہ تم میں اس منصب کے اٹھانے کی مجھ سے زیادہ قوت ہے، کیونکہ ان دونوں میں عمرؓ بہت قوی تھے، مگر ان میں سے ہر ایک دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا تھا اور اس کے لئے وہ زبردستی ایک دوسرے کا ہاتھ کھول رہے تھے۔ آخرکار عمرؓ نے ابوبکرؓ کا ہاتھ کھول لیا اور کہا کہ قبول کرو میری قوت بھی تمہاری قوت کے ساتھ ہے۔ اس کے بعد سب لوگوں نے بیعت کی اور ان سب کو بیعت کے لئے ٹھہرا لیا گیا۔ علیؓ اور زبیرؓ بیعت کرنے نہیں آئے۔ زبیرؓ نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور کہا تا وقتیکہ علیؓ کی بیعت نہ کی جائے میں تلوار نیام میں نہیں رکھوں گا۔ اس کی اطلاع ابوبکرؓ اور عمرؓ کو ہوئی

عمرؓ نے کہا زبیرؓ سے تلوار چھین کر پتھر پر دے مارو۔ اور پھر عمرؓ اُن کے پاس گئے اور اُن کو زبردستی لے کر آئے اور کہا کہ بیعت کرنا پڑے گی چاہے خوشی سے کرو چاہے بادلِ ناخواستہ، تب ان دونوں نے بیعت کی۔

بیعت کے متعلق ابن عباسؓ کی روایت

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں عبدالرحمٰن بن عوف کو قرآن سُناتا تھا۔ عمرؓ نے حج کیا۔ ہم نے بھی ان کے ساتھ حج کیا۔ میں منیٰ میں مقیم تھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف میرے پاس آئے اور کہا کہ آج میں امیرالمومنین کے پاس تھا، اُن سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے فلاں شخص کو یہ کہتے سُنا ہے کہ اگر امیرالمومنین مرگئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کروں گا۔ اس پر امیرالمومنین نے فرمایا کہ آج شام کو میں لوگوں کے سامنے تقریر کروں گا اور اس میں اس جماعت سے جو حکومت مسلمانوں سے غصب کرنا چاہتی ہے سب کو خبردار کروں گا۔ مگر میں نے امیرالمومنین سے کہا کہ حج میں تمام عوام اور غیر ذمہ دار اشخاص جمع ہوتے ہیں اور آپ کی مجلس میں بیشتر انہیں کی تعداد ہوتی ہے، مجھے یہ ڈر ہے کہ آج آپ جو تقریر کریں گے اسے وہ اچھی طرح ذہن نشین کرکے یاد نہ رکھیں گے اور اس کے اصلی مفہوم کو نقل نہ کرسکیں گے اور اس سے طرح طرح کی باتیں پیدا کرکے ان کو شائع کریں گے۔ مناسب یہ ہے کہ مدینہ پہنچنے تک آپ اس ارادے کو ملتوی کر دیں، البتہ مدینہ پہنچ کر جو دارالہجرت اور دارالسنت ہے اور جہاں صحابۂ رسول میں سے مہاجرین اور انصار موجود ہیں آپ پورے اطمینان کے ساتھ جو کہنا چاہتے ہیں کہیں اور بے شک وہ لوگ آپ کی بات کو پوری طرح ذہن نشین کرکے اُسے اصلی مفہوم میں بیان کریں گے۔ امیرالمومنین نے کہا اچھا مدینہ پہنچ کر سب سے پہلی تقریر میں اسی موضوع پر کروں گا۔

جانشینی کے متعلق حضرت عمرؓ کی تقریر

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ہم مدینہ آئے جمعہ کا دن آیا، عبدالرحمٰن کے اس بیان کی وجہ سے میں امیرالمومنین کی تقریر سننے کے لئے دوپہر ہوتے ہی مسجد پہنچا۔ سعید بن زید مجھ سے بھی پہلے آچکے تھے۔ میں منبر کے قریب ہی ان کے پہلو میں زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گیا۔ زوال آفتاب کے بعد عمرؓ نماز کے لئے آئے، جب وہ سامنے آئے میں نے سعید سے کہا آج

اس منبر پر امیرالمومنینؓ ایسی بات بیان کریں گے جو اس سے پہلے انہوں نے کبھی نہیں بیان کی۔ سعید نے برہم ہو کر کہا وہ کون سی نئی بات ہے جو اب تک انہوں نے نہیں کہی۔ عمرؓ منبر پر بیٹھ گئے، مؤذن نے اذان دی، اذان کے بعد عمرؓ کھڑے ہوئے۔ حمد و ثنا کے بعد انہوں نے کہا کہ میں ایسی بات بیان کرنا چاہتا ہوں جس کا بیان کرنا میرے لئے مقدر تھا جو اسے پوری طرح سمجھ کر یاد کرلے اُسے چاہیئے کہ جہاں جہاں وہ جائے اُسے بیان کردے اور جو اسے پوری طرح ذہن نشین نہ کرسکے تو ایسے اشخاص کو میں ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ وہ غلط بات میری طرف منسوب کرکے بیان کریں۔ سنو! اللہ عزوجل نے محمدؐ کو رسول برحق مبعوث فرمایا۔ اس نے اُن پر اپنی کتاب نازل فرمائی۔ اس کتاب میں اس نے سنگسار کرنے کا حکم دیا اور اس کے لئے آیت نازل فرمائی۔ رسول اللہ صلعم نے لوگوں کو سنگسار کیا اور آپؐ کے بعد ہم نے بھی سنگسار کیا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ کہیں گے کہ بخدا سنگسار کرنے کے حکم کی آیت ہمیں قرآن میں نہیں ملتی۔ اس طرح وہ اللہ کے نازل کردہ فریضے کے ترک کی وجہ سے گمراہی میں پڑ جائیں گے۔ ہم کہا کرتے تھے کہ اے لوگو اپنے باپوں سے انکار نہ کرو کیونکہ ایسا انکار کفر ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ کسی شخص نے یہ بات کہی ہے کہ اگر امیرالمومنین مرجائیں تو میں فلاں کی بیعت کروں گا۔ کوئی شخص اس دھوکے میں نہ رہے کہ وہ یہ کہے کہ ابوبکرؓ کی بیعت بے سوچے سمجھے فوری کارروائی تھی، مگر اللہ نے اس کے نتائج بد سے مسلمانوں کو بچایا۔ ایسا نہیں ہے جو عزت ابوبکرؓ کی تھی وہ تم میں سے کسی ایک کو آج حاصل نہیں۔

سقیفۂ بنی ساعدہ کا واقعہ

رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد ہمیں اطلاع ملی کہ علیؓ اور زبیرؓ اور ان کے بعض اور ساتھی فاطمہؓ کے گھر میں جمع ہیں، وہ بیعت کے وقت ہمارے پاس نہیں آئے تھے۔ اسی طرح تمام انصار نے ہم سے علیحدگی اختیار کی تھی۔ مہاجرین ابوبکرؓ کے پاس جمع تھے، میں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ تم ہم کو ہمارے ان انصار بھائیوں کے پاس لے چلو، ہم ان کے ارادے چلے، راستے میں ہم کو دو اچھے آدمی جو بدر میں شریک ہوچکے تھے ملے، اور انہوں نے پوچھا کہاں جاتے ہو۔ ہم نے کہا ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس جارہے ہیں۔ انہوں نے کہا پلٹ جاؤ اور اپنے معاملے کا اپنے درمیان فیصلہ کرلو۔ ہم نے کہا ہم ضرور ان سے جاکر ملیں گے۔ ہم انصار کے پاس آئے وہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع تھے اور ان کے بیچ میں ایک شخص چادر

اوڑھے بیٹھے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں۔ انصار نے کہا کہ یہ سعد بن عبادہ ہیں۔ میں نے پوچھا، یہ انہوں نے چادر کیوں اوڑھ رکھی ہے۔ انصار نے کہا، یہ بیمار ہیں۔ اب ان میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور حمد و ثنا کے بعد کہا، ہم انصار ہیں، ہم اللہ کی فوج ہیں اور اے گروہ مہاجرین تم ہمارے نبیؐ کی قوم والے ہو اور تمہاری فوج کی فوج ہم پر بڑھی چلی آ رہی ہے۔ میں سمجھ گیا کہ یہ ہم سے علیحدہ ہو کر حکومت کو ہم سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں اس موقع کے لئے ایک تقریر سوچ رکھی تھی تاکہ ابوبکرؓ سے پہلے میں اُسے کہہ دوں، کیونکہ ایک حد تک میں ان کی عزت کرتا تھا۔ اور وہ مجھ سے زیادہ باوقار اور متین بھی تھے۔ میں نے چاہا کہ تقریر شروع کروں ابوبکرؓ نے مجھے روک دیا، میں نے مناسب نہ سمجھا کہ ان کی خواہش رد کر دوں، اس لئے خاموش رہا۔

قریش کی امارت

اب ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر تقریر شروع کی۔ حمد و ثنا کے بعد انہوں نے اپنی تقریر میں کوئی ایسی بات نہیں چھوڑی جو کہ اس موقع کے لئے اپنے دل میں میں نے سوچی تھی بلکہ انہوں نے اس سے زیادہ خوبی کے ساتھ کہیں زیادہ باتیں کہیں جو میں کہتا۔ انہوں نے کہا اے گروہ انصار ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جو فضیلت تم بیان کرو گے اس کے تم اہل ہو مگر حکومت کا معاملہ ایسا ہے کہ سوائے قریش کے اور کسی کی حکومت کو عرب ہرگز گوارا نہیں کریں گے، کیونکہ قریش اپنے خاندان اور نسب کے اعتبار سے عرب میں شریف ترین ہیں۔ اس کے لئے میں ان دو شخصوں میں سے کسی ایک کو اس منصب کے لئے تم سب کے لئے پسند کرتا ہوں، ان میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو میں راضی ہوں۔ ابوبکرؓ نے بیعت کے لئے میرا اور ابوعبیدہؓ کا ہاتھ پکڑا۔ ابوبکرؓ کی اس ساری تقریر میں ان کا یہ آخری حصہ مجھے ناگوار گذرا، کیونکہ بخدا میں ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ اس منصب کے لئے آگے آؤں اور پھر میری گردن ماری جائے۔ علاوہ اس کے کہ میں اس بات کو گناہ سمجھتا تھا کہ ایسی قوم کا جس میں ابوبکرؓ ہوں امیر بنوں۔

ایک انصار کی تجویز

ابوبکرؓ کی تقریر کے بعد انصار میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے معشر قریش! لو میں اس کا بہت اچھا تصفیہ کئے دیتا ہوں ہم میں سے ایک شخص امیر ہو اور ایک شخص تم میں سے امیر ہو۔ اس تجویز پر

ایک شور و غوغا بلند ہوا ، جتنے منہ اُتنی باتیں ۔ مجھے قوم میں اختلاف کا اندیشہ ہوا ۔ میں نے ابوبکرؓ سے کہا ہاتھ لاؤ میں تمہاری بیعت کروں ۔ ابوبکرؓ نے ہاتھ بڑھا دیا میں نے بیعت کی اور پھر تمام مہاجرین اور انصار نے بیعت کی ، اس کے بعد ہم سعد پر چڑھ بیٹھے ۔ کسی نے کہا تم نے سعد کو مار ڈالا ۔ میں نے کہا اللہ سعد کو ہلاک کرے ، بخدا وہ وقت ایسا تھا کہ ابوبکرؓ کی بیعت کا معاملہ سب سے زیادہ اہم تھا ۔ کیونکہ اگر ہم ابوبکرؓ کی بیعت نہ کر لیتے اور انصار کو چھوڑ دیتے تو وہ ہماری عدم موجودگی میں کسی دوسرے کی بیعت کر لیتے اور پھر یا تو ہمیں اپنی مرضی کے خلاف ان کی متابعت کرنا پڑتی اور یا اختلاف کرنا پڑتا جس سے سخت فساد ہو جاتا ۔

عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی کا بیان

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ یہ دو انصاری مہاجرین کو سقیفہ جاتے ہوئے راستے میں ملے تھے ان میں سے ایک عویم بن ساعدہ اور دوسرے بنی العجلان کے معن بن عدی تھے ۔ عویم وہ ہیں جن کے متعلق ہمیں معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلعم سے پوچھا گیا کہ وہ کون لوگ ہیں جن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فیہ رجالٌ یحبّونَ ان یتطہروا واللہ یحب المتطہرین (ترجمہ :- ان میں ایسے لوگ ہیں جو دل سے چاہتے ہیں کہ پاک ہوں اور اللہ پاک بننے والوں کو پسند کرتا ہے) رسول اللہ صلعم نے فرمایا وہ کیسے اچھے لوگ ہیں جن کی یہ شان ہے اور ان میں عویم بن ساعدہ ہیں ۔ معن بن عدی کے متعلق ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم کی وفات پر لوگوں نے گریہ و بکا کیا اور وہ کہنے لگے کاش کہ ہم آپ سے پہلے مر جاتے تاکہ آپؐ کے بعد فتنوں میں مبتلا نہ ہوتے ۔ معن بن عدی نے کہا بخدا میں ہرگز ۔ اسے پسند نہیں کرتا کہ آپؐ سے پہلے مر جاؤں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح آپؐ کی حیات میں میں نے آپؐ کی تصدیق کی ہے اسی طرح آپؐ کے مرنے کے بعد آپؐ کی تصدیق کروں ۔ یہ ابوبکرؓ کی خلافت میں مسیلمۃ الکذاب کے مقابلے پر یمامہ کی لڑائی میں اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ۔ زہری سے مروی ہے کہ عمرو بن حریث نے سعید بن زید سے پوچھا کیا تم رسول اللہ صلعم کی وفات کے وقت مدینہ میں موجود تھے ۔ انہوں نے کہا ہاں ۔ اس نے کہا ابوبکرؓ کی بیعت کب ہوئی ؟ سعید نے کہا اسی دن جس روز کہ آپؐ کا انتقال ہوا ۔ کیونکہ صحابہ نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ وہ ایک دو دن ہی بغیر جماعت کے رہیں ۔

اس نے پوچھا کیا اس بیعت میں کسی نے ابوبکرؓ کی مخالفت کی تھی۔ سعید نے کہا سوائے ان چند لوگوں کے جو مرتد ہو چکے تھے یا ہونے والے تھے کسی نے نہیں کی، البتہ اللہ نے انصار کے فتنے سے مسلمانوں کو بچا لیا۔ اس نے پوچھا کیا مہاجرین میں سے کوئی ایسا تھا جس نے ابوبکرؓ کی بیعت فوراً نہ کی ہو۔ سعید نے کہا نہیں تمام مہاجرین نے اسی وقت بغیر اس بات کے کہ ان کو بلایا جائے خود آکر ابوبکرؓ کی بیعت کر لی۔

حبیب بن ابی ثابت کی روایت

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ علیؓ اپنے گھر میں تھے کسی نے آکر کہا کہ ابوبکرؓ بیعت کے لئے مسجد میں بیٹھے ہیں وہ فوراً محض قمیض پہنے بغیر چادر اور ازار کے اس خوف سے کہ ان کو بیعت کرنے میں دیر نہ ہو جائے گھر سے مسجد آئے بیعت کی اور پھر ابوبکرؓ کے پاس بیٹھ گئے اور اب کسی کو بھیج کر انہوں نے اپنے گھر سے اور کپڑے منگوا کر پہنے اور پھر وہیں بیٹھے رہے۔

رسول اللہؐ کی میراث

عائشہؓ سے مروی ہے کہ فاطمہؓ اور عباسؓ ابوبکرؓ کے پاس آئے اور انہوں نے رسول اللہ صلعم کی میراث کا مطالبہ کیا اور کہا کہ فدک اور خیبر میں رسول اللہ صلعم کا جو حصّہ ہے وہ ہمیں دیا جائے۔ ابوبکرؓ نے کہا اگر میں نے رسول اللہ صلعم سے یہ بات نہ سُنی ہوتی کہ ہمارے املاک میں ورثہ نہیں جو ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے تو ضرور یہ املاک آل محمدؐ کو مل جاتیں ہاں اس کی آمدنی میں سے آپ کو بھی ملے گا۔ بخدا میں ہر بات پر عمل کروں گا جس پر رسول اللہ صلعم نے عمل کیا ہے۔

عروہ نے بیان کیا ہے کہ اس واقعے کی وجہ سے فاطمہؓ نے پھر مرنے تک اس معاملے کے متعلق ابوبکرؓ سے ایک بات نہیں کی اور قطع تعلق کر لیا، فاطمہؓ کا انتقال ہوا۔ علیؓ نے رات میں ان کو دفن کر دیا۔ ابوبکرؓ کو نہ مرنے کی اطلاع کی اور نہ دفن میں شرکت کی دعوت دی۔ فاطمہؓ کی وفات کے بعد اب لوگوں کا خیال علیؓ کی طرف سے پلٹ گیا۔ رسول اللہ صلعم کے بعد چھ ماہ فاطمہؓ اور زندہ رہیں اور پھر انہوں نے وفات پائی۔

حضرت علیؓ کی بیعت

معمر نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے زہری سے پوچھا کہ کیا علیؓ نے چھ مہینے تک ابوبکرؓ کی بیعت نہیں کی۔ انہوں نے کہا نہیں کی۔ اور جب تک انہوں نے نہیں کی کسی بنی ہاشم نے نہیں کی، مگر فاطمہؓ کی وفات

کے بعد جب علیؓ نے دیکھا کہ اب لوگوں میں ان کا وہ خیال باقی نہیں رہا جو فاطمہؓ کی زندگی میں تھا وہ ابوبکرؓ سے مصالحت کے لئے جھکے اور انہوں نے ابوبکر سے کہلا کر بھیجا کہ آپ مجھ سے تنہا آکر ملیں کوئی اور ساتھ نہ ہو۔ چونکہ عمرؓ بہت سخت طبیعت کے آدمی تھے علیؓ کو یہ بات گوارا نہ تھی کہ وہ بھی ابوبکرؓ کے ساتھ آئیں۔ عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ تنہا بنی ہاشم کے پاس نہ جائیں۔ ابوبکرؓ نے کہا نہیں میں تنہا جاؤں گا مجھے اس کی توقع نہیں کہ میرے ساتھ کوئی بدسلوکی کی جائے گی۔ ابوبکرؓ علیؓ کے پاس آئے۔ تمام بنی ہاشم جمع تھے۔ علیؓ نے کھڑے ہو کر تقریر کی، اس میں حمد و ثنا کے بعد کہا اے ابوبکرؓ آج تک ہم نے تمہارے ہاتھ پر جو بیعت نہیں کی اس کی وجہ تمہاری کسی فضیلت سے انکار یا اللہ نے جو بھلائیاں تم کو دی ہیں اس پر رشک نہ تھا بلکہ ہم اس خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے مگر تم نے زبردستی اسے ہم سے لے لیا۔ اس کے بعد علیؓ نے رسول اللہ صلعم سے اپنی قرابت اور اپنے حق کو بیان کیا۔ علیؓ نے ان باتوں کو تفصیل سے بیان کیا یہاں تک کہ ابوبکرؓ رو پڑے۔ علیؓ جب خاموش ہوئے ابوبکرؓ نے تقریر شروع کی۔ کلمۂ تشہد پڑھا اور اللہ کے شایانِ شان حمد و ثنا کے بعد انہوں نے کہا بخدا رسول اللہ صلعم کے اقربا مجھے اپنے رشتہ داروں کے مقابلے میں زیادہ عزیز ہیں۔ میں نے ان املاک کے متعلق جو میرے اور تمہارے درمیان مابہ البحث تھے صرف واجبی کی کی ہے۔ نیز میں نے رسول اللہ صلعم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ ہمارے مال میں وراثت نہیں جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے ہاں اس کی آمدنی میں سے آلِ محمدؐ کو ملتا رہے گا اور میں اللہ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ کسی بات کا ذکر کروں جو رسول اللہ صلعم نے کی ہو اور خود اس پر عمل نہ کروں۔ علیؓ نے کہا اچھا آج شام ہم تمہاری بیعت کریں گے۔ ظہر کی نماز کے بعد ابوبکرؓ نے سب کے سامنے منبر پر تقریر کی اور بعض باتوں کی علیؓ سے معذرت کی۔ پھر علیؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے ابوبکرؓ کے حق کی عظمت اور ان کی فضیلت اور اسلام میں پہلے شرکت کا اظہار اور اعتراف کیا اور پھر ابوبکرؓ کے پاس جا کر ان کی بیعت کی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ بیعت کے بعد سب نے علیؓ سے کہا کہ تم نے بہت اچھا کیا، اور اب ابوبکرؓ کی بیعت کے بعد پھر لوگوں کے دل میں علیؓ کی جگہ ہوگئی۔

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی اہلیت

ابن الجبیر سے مروی ہے کہ ابوسفیان نے علیؓ سے کہا کہ یہ کیا ہوا کہ حکومت قریش کے سب سے کم تعداد قبیلے میں چلی گئی، بخدا اگر تم چاہو تو میں ایک زبردست فوج سے اس حکومت کو ابوبکرؓ سے چھین لوں۔ علیؓ نے کہا اے ابوسفیان تم ہمیشہ سے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن رہے مگر تمہاری دشمنی سے اسلام کو کوئی نقصان نہیں ہوا۔ ہم نے ابوبکرؓ کو حکومت کا اہل سمجھ کر ان کی بیعت کی ہے۔

ثابت سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے ابوسفیان نے کہا ہمیں ان سے کیا سروکار یہ تو بنی عبد مناف کا حق ہے۔ کسی نے جب ان سے کہا کہ ابوبکرؓ نے تمہارے بیٹے کو ولایت دی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں اس معاملے میں قرابت کا لحاظ کیا۔

ابوسفیان کی کارروائی

عوانہ سے مروی ہے کہ جب سب لوگ ابوبکرؓ کی بیعت کے لئے تیار ہوئے ابوسفیان سب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھے یقین ہے کہ اس کارروائی سے ایک ہنگامہ برپا ہو جائے گا جس میں خون ریزی ہو کر رہے گی، اے آلِ عبد مناف، ابوبکرؓ کو تمہارے معاملات میں مداخلت کرنے کا کیا حق ہے۔ وہ دونوں نکمّے کہاں ہیں جن کو کمزور اور حقیر سمجھا گیا ہے یعنی علیؓ اور عباسؓ، اے ابوحسنؓ تم ہاتھ کھولو میں تمہاری بیعت کرتا ہوں۔ مگر علیؓ نے اس کی بات نہ مانی۔ ابوسفیان نے اس وقت کی مثال میں متلمّس کے یہ شعر پڑھے:

ولن مقیم علی نصف یراد بہ الّا الاذلان عیر الحیی والوتد

ھذا علی الخسف معکوس برمتہ وذا یشج فلا یبکی لہ أحد

(ترجمہ) سوائے ان دو ذلیلوں، قبیلے کے گدھے اور خیمے کی میخ کے اور کوئی ظلم کو آسانی سے برداشت نہیں کرتا، میخ پر جب ضرب لگائی جاتی ہے اس کا سر دبتا چلا جاتا ہے اور گدھا اپنے بار کی وجہ سے کراہتا ہے مگر کوئی اس پر رحم نہیں کرتا۔

علیؓ نے ابوسفیان کو ڈانٹا اور کہا کہ اس تجویز سے تیرا مقصد صرف فتنہ و فساد برپا کرنے کا ہے۔ تُو نے ہمیشہ اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے، ہمیں تیری اس نصیحت کی ضرورت نہیں ہے۔

ابو محمد القرشی نے بیان کیا کہ ابوبکرؓ کی بیعت کے بعد ابوسفیان نے علیؓ اور عباسؓ

سے کہا کہ تم دونوں ذلیل ہو کہ اس موقع پر خاموش ہو، اور پھر یہ شعر اس موقع کی مثال میں پڑھے :

اِنّ الھوان حمار الاھل یعرفہ والحر ینکرہ والرسلۃ الاُجُد

ترجمہ :۔ صرف شہری گدھا ذلت کو برداشت کر لیتا ہے مگر شریف اور جوانمرد اسے برداشت نہیں کرتا۔

ولا یقیمُ علی ضیمٍ یُراد بہ الّا الاذلان عیر الحیی والوتد

ترجمہ :۔ اور سوائے بستی کے گدھے اور میخ کے کوئی ظلم کو آسانی سے برداشت نہیں کرتا۔

ھذا علی الخسف معکوسٌ برمتہ وذا یشجّ فلا یبکی لہ احدٌ

ترجمہ :۔ میخ پر جب ضرب پڑتی ہے اس کا سر دب جاتا ہے اور گدھا اپنے بار کی وجہ سے کراہتا ہے مگر کوئی اس پر رحم نہیں کرتا۔

حضرت ابوبکرؓ کی بیعت عام

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ سقیفہ میں ابوبکرؓ کی بیعت ہو گئی۔ اس کے دوسرے دن وہ مسجد میں منبر پر بیٹھے۔ ابوبکرؓ نے ابھی تقریر شروع نہیں کی تھی کہ عمرؓ نے کھڑے ہو کر تقریر کی۔ حمد و ثنا کے بعد انہوں نے کہا : اے لوگو! کل میں نے جو کچھ تم سے کہا تھا وہ محض میرا ذاتی خیال تھا نہ اس کے متعلق کلام اللہ میں کوئی حکم ہے اور نہ رسول اللہ صلعم نے مجھے کوئی ہدایت کی تھی، میرا اپنا خیال یہ تھا کہ ہمارے آخری وقت تک رسول اللہ صلعم ہمارے معاملات کو سرانجام دیتے رہیں گے، مگر اب بھی اللہ نے اپنی اس کتاب کو جس کے ذریعے اس نے رسول اللہ صلعم کی ہدایت فرمائی تم میں باقی رکھا ہے، لہٰذا اگر تم اس پر عمل کرو گے، اللہ تم کو بھی اسی طرح ہدایت عطا فرمائے گا جس طرح اس نے رسول اللہ صلعم کی ہدایت فرمائی۔ اب اس بات کا تصفیہ ہو چکا ہے کہ تم میں جو سب سے بہتر شخص ہیں جو رسول اللہ صلعم کے مصاحب اور یار غار ہیں وہ امیر ہوں، لہٰذا تم سب اب ان کی بیعت کرو، چنانچہ اب تمام لوگوں نے سقیفے کی بیعت کے بعد ابوبکرؓ کی بیعت عام طور پر کی۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے تقریر کی اور حمد و ثنا کے بعد کہا، اے لوگو! مجھے تمہارا حاکم بنایا گیا ہے۔ حالانکہ میں تمہارا بہترین فرد نہیں ہوں، اگر میں نیکی کروں تو تم میری اعانت کرنا اور اگر میں بُرائی کروں

تو تم مجھے سیدھا کر دینا۔ صداقت امانت ہے اور کذب خیانت ہے۔ تم میں جو ضعیف ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے تاکہ میں اس کا حق اسے دلواؤں انشاء اللہ اور تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے تاکہ میں اس سے حق کو ادا کراؤں، انشاء اللہ۔ تم میں سے کوئی اللہ کی راہ میں جہاد کو ترک نہ کرے کیونکہ جو قوم جہاد کو ترک کرتی ہے اللہ اسے ذلیل کر دیتا ہے، اور جس قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے اللہ اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جب تک میں اللہ اور رسول صلعم کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرنا اور اگر میں اللہ اور اُس کے رسولؐ کے احکام کی خلاف ورزی کروں تم پہ میری اطاعت ضروری نہیں۔ اچھا اب نماز کے لئے کھڑے ہو اللہ تم پر رحم کرے۔"

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اپنے عہد خلافت میں عمرؓ کسی اپنی ضرورت سے جا رہے تھے، میں بھی اُن کے ساتھ تھا، اُن کے ہاتھ میں دُرّہ تھا اور اس وقت ان کے ساتھ میرے سوا کوئی دوسرا نہ تھا، وہ اپنے دل میں کچھ باتیں کرتے جاتے تھے اور دُرّے سے اپنے پاؤں کو مارتے جاتے تھے۔ یکایک وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے کہا:

"اے ابن عباسؓ جانتے ہو کہ میں نے رسول اللہ صلعم کی وفات کے وقت کیوں وہ بات کہی تھی کہ آپؐ نہیں مرے زندہ ہیں۔ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں امیرالمومنین بہتر جانتے ہیں۔ عمرؓ نے کہا بخدا صرف اس آیت کی وجہ سے " وکذالك جعلناکم اُمّۃً وسطاً لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا" (ترجمہ:- اور اسی طرح ہم نے تم کو درمیانی اُمّت بنایا ہے تاکہ تم تمام لوگوں کے نگران رہو اور رسول تمہارے نگران رہیں) اس آیت سے میں سمجھتا تھا کہ رسول اللہ صلعم اپنی اُمّت کے آخری اعمال دیکھنے تک کے لئے زندہ رہیں گے۔ اسی وجہ سے میں نے رسول اللہ صلعم کے متعلق وہ بات کہی تھی۔"

ابو بکرؓ کی بیعت کے بعد لوگ رسول اللہ صلعم کے دفن کے انتظام کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس کے متعلق بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ آپؐ کی وفات کے دوسرے دن منگل کو آپؐ کی تجہیز عمل میں آئی۔ اور بعضوں نے یہ بیان کیا ہے کہ آپؐ کی وفات کے تین

دن بعد تجہیز ہوئی۔ اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

رسول اللہؐ کا غسل

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ علیؓ بن ابی طالب، عباسؓ بن عبدالمطلب، فضل بن العباسؓ، قثم بن العباس، اسامہؓ بن زید اور شقران مولے رسول اللہ صلعم نے رسولؐ اللہ کو غسل دیا۔ بنی عوف بن الخزرج کے اوس بن خولی نے علیؓ بن ابی طالب سے کہا کہ ہمیں بھی رسول اللہ صلعم کے غسل کا شرف حاصل ہو۔ یہ بدری تھے۔ علیؓ نے ان سے کہا کہ اچھا تم بھی آؤ، چنانچہ یہ غسل میں شریک ہوئے۔ غسل کے لئے علیؓ بن ابی طالب نے رسولؐ اللہ کو اپنے سینے سے لگا کر بٹھایا۔ عباسؓ، فضل اور قثم آپؐ کی کروٹ بدلتے تھے اور اسامہ بن زید اور شقران دونوں آپ کے مولیٰ آپؐ پر پانی ڈالتے تھے، اور علیؓ آپؐ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے غسل دیتے تھے، قمیص رسول اللہ صلعم کے جسم پر تھی۔ اس طرح علیؓ بن ابی طالب آپؐ کے جسم کو قمیص کے اوپر سے مل رہے تھے، ان کا ہاتھ آپؐ کے جسم کو مس نہیں کرتا تھا۔ غسل دیتے وقت علیؓ بن ابی طالب کہتے جاتے کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپؐ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں کس قدر پاک و صاف ہیں نیز عام طور پر میت کے جو آثار ہوا کرتے ہیں ان میں سے کوئی بات آپؐ کے جسم سے نمایاں نہیں ہوئی۔

لباس سمیت غسل

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے رسول اللہ صلعم کو غسل دینے کا ارادہ کیا اس باب میں اختلاف رائے ہوا کہ آیا کپڑے اتار کر آپؐ کو غسل دیا جائے جیسا کہ دوسری میتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے یا کپڑوں کے ساتھ آپؐ کو غسل دیا جائے۔ اس معاملے میں جب اختلاف ہوا تو سب پر نیم غشی کی سی حالت طاری کر دی گئی اور سب کے سر سینے تک جھک گئے پھر ایک غیر معلوم شخص نے حجرے کے کونے سے کہا کہ رسول اللہ صلعم کو کپڑوں کے ساتھ غسل دو۔ اس غیبی آواز پر سب ہوشیار ہوئے اور انہوں نے کپڑوں کے ساتھ رسول اللہ صلعم کو غسل دیا، قمیص آپؐ کے جسم پر تھی، اس پر پانی ڈالا جاتا تھا اور اس کے اوپر ہی سے آپؐ کے جسم کو ملتے تھے۔

عائشہؓ کہا کرتی تھیں کہ اگر اس وقت میں چاہتی جس بات کو میں نے نہیں چاہا تو رسول اللہ صلعم کو صرف آپ کی بیویاں غسل دیتیں۔

علیؓ بن الحسینؓ سے مروی ہے کہ غسل کے بعد رسول اللہ صلعم کو تین کپڑوں کا کفن دیا گیا ان میں

دو صحاری تھے اور ایک منقش چادر تھی جس میں آپ کو کئی مرتبہ لپیٹا گیا۔

رسول اللہ کی نماز جنازہ

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ قبر کے متعلق یہ ہوا کہ ابو عبیدہ بن الجراح مکہ کے رواج کے مطابق قبر کھودا کرتے تھے اور ابوطلحہ زید بن سہل اہل مدینہ کے رواج کے مطابق قبر کھودتے تھے اور اس میں لحد بناتے تھے۔ عباسؓ نے دو شخصوں کو بلایا ایک سے کہا کہ ابو عبیدہ کے پاس جاؤ اور دوسرے سے کہا کہ ابوزید کے پاس جاؤ اور یہ دعا مانگی کہ اے خداوندا تو ہی اپنے رسولؐ کے لئے قبر کھودنے والے کو اختیار کیجئے چنانچہ جو شخص ابوطلحہ کو بلانے گئے تھے ان کو ابوطلحہ مل گئے اور ان کو ساتھ لے آئے۔ ابوطلحہ نے آپؐ کی قبر کھودی اور اس میں لحد رکھی، اس طرح منگل کے دن جب آپؐ کا جنازہ تیار ہوگیا اس بارے میں اختلاف ہوا کہ کہاں آپؐ کو دفن کیا جائے۔ کسی نے کہا ہم آپؐ کو مسجد میں دفن کریں، کسی نے کہا مناسب ہو کہ آپ کے جہاں اور صحابہؓ دفن ہیں وہیں آپؐ کو دفن کیا جائے۔ ابوبکرؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلعم سے سُنا ہے کہ ہر نبی جہاں اسے موت آئی وہیں دفن کیا گیا ہے چنانچہ اب آپؐ کا وہ بستر جس پر آپؐ نے وفات پائی تھی اٹھایا گیا اور وہیں آپؐ کے لئے قبر کھودی گئی۔ اب تمام لوگوں نے نوبت بہ نوبت رسول اللہ صلعم کی نماز پڑھی، مردوں کے بعد عورتوں نے نماز پڑھی، ان کے بعد بچوں نے اور پھر غلاموں نے نماز پڑھی۔ ان نمازوں میں کسی نے امامت نہیں کی۔ اس کے بعد بدھ کی شب میں آدھی رات کو آپؐ سپرد خاک کر دیئے گئے۔

رسول اللہ کی تدفین

عائشہؓ سے مروی ہے کہ بدھ کی شب میں آدھی رات کو ہمیں پھاوڑوں کی آواز سے معلوم ہوا کہ اب رسول اللہ صلعم دفن کئے گئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ علیؓ بن ابی طالب، فضل بن العباس، قثم بن العباس اور آپؐ کے مولیٰ شقران قبر میں اُترے، اوس بن خولی نے علیؓ بن ابی طالب سے درخواست کی کہ رسول اللہ صلعم کی خدمت گذاری کا ہمیں بھی حق ملنا چاہیئے۔ علیؓ نے ان سے کہا اچھا تم بھی اُترو، اور وہ بھی قبر میں اُترے۔ جب آپؐ کو قبر میں رکھ دیا گیا اور اسے پاٹنے لگے، شقران اس قبر میں موجود تھے ان کے ساتھ مخمل کی چادر بھی تھی جسے رسول اللہ صلعم اوڑھا کرتے تھے اور بچھا لیا کرتے تھے۔ شقران نے یہ کہہ کر کہ اب آپؐ کے بعد تاکہ کوئی اسے استعمال نہ کر سکے میں اسے بھی آپؐ کے ساتھ دفن کئے دیتا ہوں۔ اور انہوں نے اسے آپؐ کے ساتھ دفن کر دیا۔

مغیرہؓ بن شعبہ کا دعویٰ

مغیرہؓ بن شعبہ مدعی تھے کہ سب سے آخر میں وہ رسول اللہ صلعم سے

جُدا ہوئے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے عمداً اس خیال سے کہ میں رسول اللہ صلعم کے جسم کو مس کر لوں اپنی انگوٹھی اُتار کر اسے قبر میں پھینک دی اور پھر میں نے صحابہؓ سے کہا کہ میری انگوٹھی قبر میں گر پڑی ہے اور میں قبر میں اُتر کر اسے نکال لایا۔ اس طرح سب کے آخر میں میں رسول اللہ صلعم سے جدا ہُوا۔

مغیرہ بن شعبہ کے دعوے کی تردید

عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ عمرؓ یا عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں میں نے علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ عمرہ کیا۔ وہ اپنی بہن ہانی بنت ابی طالب کے پاس ٹھہرے، عمرہ کر کے وہ گھر آئے، میں نے ان کے غسل کے لئے پانی تیار کیا، جب وہ نہا چکے چند اعرابی ان سے ملنے آئے اور انہوں نے کہا، اے ابوالحسنؓ! ہم آپ سے ایک بات دریافت کرنا چاہتے ہیں وہ آپ ہمیں بتائیں۔ علیؓ نے کہا شاید مغیرہؓ تم سے کہتے ہوں گے کہ سب سے آخر میں وہ رسول اللہ صلعم سے جدا ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا جی ہاں یہی بات ہے جس کو ہم آپ سے دریافت کرنے آئے ہیں۔ علیؓ نے کہا، وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ قثم بن العباسؓ سب سے آخر میں رسول اللہ صلعم سے علیحدہ ہوئے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ شدّت مرض میں رسول اللہ صلعم ایک سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تھے، کبھی اس سے اپنا مُنہ ڈھانک لیتے تھے اور کبھی اُسے منہ پر سے ہٹا دیتے تھے۔ اسی حالت میں آپ نے کہا، اس قوم کو اللہ ہلاک کر دے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا آپ کو خود اپنی اُمّت سے اس بات کا ڈر تھا۔

عرب میں دو دین نہ رہنے کا حکم

دوسری روایت سے عائشہؓ سے مروی ہے کہ سب سے آخر میں رسول اللہ صلعم نے جو بات کہی وہ یہ تھی کہ آپؐ نے فرمایا جزیرۃ العرب میں دو دین نہ رہیں۔

۱۲ ربیع الاوّل ٹھیک اس روز جس روز کہ آپؐ مدینہ میں ہجرت کر کے آئے تھے، آپؐ نے وفات پائی۔ اس طرح آپؐ نے پورے دس سال ہجرت میں زندگی بسر کی۔

رسول اللہ صلعم کی عمر

بعض مصاحبوں نے بیان کیا ہے کہ آپؐ عمر تریسٹھ سال ہوئی اس کے متعلق ابن عباس سے مروی ہے کہ دس سال تک مکہ میں رسول اللہ صلعم پر وحی آتی رہی اور دس تک مدینہ میں تریسٹھ سال کی عمر میں آپؐ نے وفات پائی۔

ابی جمرہ اپنے باپ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم تریسٹھ سال زندہ رہے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ تینتالیس سال کی عمر میں آپؐ پر وحی آنا شروع ہوئی۔ دس سال آپؐ مکہ میں رہے، دس سال آپؐ مدینہ میں رہے۔ تریسٹھ سال کی عمر میں آپؐ نے وفات پائی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ چالیس سال کی عمر میں آپؐ کو نبوت عطا ہوئی۔ تیرہ سال آپؐ نے مکہ میں بسر کئے اور دس سال مدینہ میں، اور تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

بعض مصاحبوں نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم کی عمر پینسٹھ سال ہوئی۔ اس کے متعلق ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابی حنظلہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

بعض صاحبوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپؐ نے ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی، اس کے متعلق عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ چالیس سال کی عمر میں رسول اللہ صلعم نبی مبعوث ہوئے اور ساٹھ سال کی عمر میں آپؐ نے وفات پائی۔ عائشہؓ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ دس سال تک آپؐ پر مکہ میں وحی آتی رہی اور دس سال تک مدینہ میں وحی آتی رہی۔

رسول اللہ صلعم کی وفات کا مہینہ

ابن عمر سے مروی ہے کہ ۹ھ ہجری میں رسول اللہ صلعم نے ابوبکرؓ کو امیر الحج مقرر کر کے بھیجا۔ ابوبکرؓ نے تمام مسلمانوں کو مناسکِ حج بتائے۔ دوسرے سال ۱۰ھ ہجری میں خود رسول اللہ صلعم نے حجۃ الوداع کیا، مدینہ واپس آ گئے اور ربیع الاوّل میں آپؐ نے وفات پائی۔

دو شنبہ کی اہمیت

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی صلعم دوشنبے کے دن پیدا ہوئے، دوشنبے کو آپؐ کو نبوت ملی، دوشنبے کو آپؐ نے حجرِ اسود اٹھایا، دوشنبے کو آپؐ نے ہجرت کی، دوشنبے کو آپؐ مدینہ پہنچے اور دوشنبے کے دن آپؐ نے وفات پائی۔

رسول اللہ صلعم کی وفات کا دن

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم اپنے باپ سے مروی ہے کہ ۱۲ ربیع الاول دوشنبے کے دن رسول اللہؐ نے وفات پائی اور بدھ کے دن آپؐ دفن کئے گئے۔ اس سلسلے میں عائشہؓ سے مروی ہے کہ بدھ کی شب میں آپؐ کو دفن کیا گیا اور ہمیں پھاوڑوں کی آواز سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اب آپؐ کو دفن کیا جارہا ہے۔

مصنف :

ابی جعفر محمد بن جریر الطبری

ترجمہ :

سید محمد ابراہیم ایم اے ندوی

نفیس اکیڈمی - کراچی